

ایڈیٹل کالج میگزین

حصہ اول

۴
ایڈیٹر
محمد شفیع
پروفیسر خجابتی (پرنسپل)

فہرست مضامین

جلد ۱۶۔ عدد ۲	بابت ماہ فروری ۱۹۴۲ء	عدد مسلسل ۶۰
نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار
۱	دیار عرب کے مغربی ستیاج	ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ
۲	تنظیم دولت ساسانی	ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ملتان ڈاکٹر شیخ محمد اقبال
۳	رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ	ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ پروفیسر حافظ محمد محمود شیرانی
۴	سمعیص محج الآداب فی معجم اللالقاب لابن الفوطی (کتاب اللام والیم)	مولوی محمد عبدالقدوس۔ مولوی فاضل
۵	فہرس قوانی	مولوی عبدالقیوم۔ ایم۔ اے
۶	ہولسان العرب میں درج ہیں	پروفیسر زمیندارہ کالج۔ گجرات
۷	ہدایہ کتب اور فہرست کالج لاہور	۱۸۵
نوٹ :- منیر مرفحہ ایک ایڈیشن سوسائٹی کے میوں اور خریداریاں منیر میں تقسیم ہوتا ہے		
گیلانی الیکٹرکس پریس میں باہتمام منتہا اشرواس پرنٹریج ہوا اور بالو صدیق احمد خاں نے اور نیل کالج لاہور سے شائع کیا		

اوزنٹل کالج میگزین

عرض واجب

اغراض و مقاصد | اس رسالے کے اجر سے غرض یہ ہے کہ احیاء و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاحداً امکان تقویت دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے

جو سنسکرت، عربی، فارسی اور دیسی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں + کس قسم کے مضامین کا شائع کرنا مقصود ہے | کوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے

مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش تحقیق کا نتیجہ ہوں بغیر بانوس مفید مضامین کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور کم فحاشی کے بعض مفید رسالے بھی باقسط شائع کئے جائیں گے رسالے کے دو حصے | یہ رسالہ دو حصوں میں شائع ہوتا ہے حصہ اول عربی فارسی پنجابی ہجرت

فارسی حصہ دوم سنسکرت ہندی پنجابی ہجرت گوکمی، ہر ایک حصہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے وقت اشاعت و | یہ رسالہ بالفضل سال میں چار بار یعنی نومبر فروری مئی، اگست میں شائع ہوگا قیمت اشتراک | سالانہ چند حصہ اردو کے لئے پیر۔ اوزنٹل کالج کے طلبہ سے چندہ و خط

کے وقت وصول ہوگا کسی سہ ماہی سالہ کے نہ پہنچنے کی شکایت رسالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ ایسی شکایات پر غور نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی مدت فروری و مئی دسمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیئے +

خط و کتابت و ترسیل زر | خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اوزنٹل زر صاحب پرنسپل اوزنٹل

کالج کے نام ہونی چاہیئے۔ مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں محل فروخت | یہ رسالہ اوزنٹل کالج کے دفتر سے خریدا جاسکتا ہے +

قلم تحریر | حصہ اردو کی ادارت کے فرانس پرنسپل محمد شفیع ایم اے۔ اوزنٹل کالج سے متعلق ہیں اور یہ حصہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی کی اعانت سے مرتب ہوتا ہے +

ملہ چونکہ اگست میں کالج بند ہوتا ہے۔ اسلئے یہ نمبر مجبوراً جون یا ستمبر میں شائع ہوتا ہے +

دیارِ عرب کے مغربی سیاح

سلسلہ کے لئے یکجہری رسالہ مابت ماہ فروری ۱۹۳۰ء

(۱۷) ہالیوی

(HALEVY)

مضمون ہذا کی موجودہ قسط میں ہم ہالیوی اور گلازر کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے جنوبی عرب خصوصاً یمن کے آثارِ قدیمہ کے اکتشاف میں بیش از بیش حصہ لیا ہے۔ اثری اکتشافات کی بناء پر قدیم یمن کی تاریخ، مذہب اور معاشرت کے متعلق ہمیں جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ وہ زیادہ تر ان ہی عالموں کی اُن تھک اور دلاورانہ کوششوں کا نتیجہ ہیں +

اگرچہ ہالیوی اور گلازر کے زمانہ سے پہلے یمن میں اثری اکتشافات کا آغاز ہو چکا تھا۔ مثلاً زٹین نے اپنے سفر کے دوران میں ۱۸۱۱ء میں قدیم عمیری شہر ظفار کے نواحی سے پانچ کتبوں کے چربے حاصل کئے تھے۔ اسی طرح ایک انگریز لفٹننٹ ویل سٹڈ نے ۱۸۳۴ء میں حصن الغراب کے خرابے کو دریافت کیا۔ اور وہاں سے دس سطر کا ایک کتبہ حاصل کیا تھا۔ جس پر ۶۴۲ء کندہ ہے۔ نیز ایک فرانسیسی ارنونامی جس کا پیشتر ذکر ہو چکا ہے، ۵۶ سبائی کتبوں کے چربے اتار کر پیرس بھیج چکا تھا۔ مگر ہالیوی اور گلازر کی تحقیقات نے یمن کے اثریات کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کر دیا۔ اور اس ملک کی قدیم تاریخ، مذہب اور معاشرتی و اقتصادی زندگی کو

ہمارے لئے بہت حد تک بے نقاب کر دیا +
 ہالیوی کے مین جانے کی تقریب یوں ہوئی - کہ جب پیرس میں ۱۸۶۹ء
 میں *Corpus Inscriptionum Semiticarum* یعنی مجموعہ
 کتبات سامیہ کی اشاعت کی تجویز قرار پائی تو فرانس کی *Academie
 des inscriptions* نے یوسف ہالیوی سسترق کو (جس نے
 بعد میں کثیت ایک پروفیسر کے بہت شہرت حاصل کی) اس بات کی
 دعوت دی کہ وہ مین جانے اور ان کے مجوزہ مجموعہ کے لئے کتبات
 فراہم کرے +

ہالیوی نے اکادمی کی دعوت پر خوشی سے لبیک کہا - مگر دیار عرب
 کا سفر خصوصاً ایک فزنگی کے لئے کوئی آسان کام نہ تھا - کیونکہ اس سے
 پہلے زٹسین اور حتی دیکر مغربی سیاح عربوں کے شک و شبہ کا شکار ہو
 چکے تھے - اندریں حالات سفر کی میانی کے لئے ضروری تھا - کہ سب
 سے پہلے ہالیوی اپنی جان کی سمانتی کے لئے کوئی معقول انتظام کرے
 حسن اتفاق سے اس سے کچھ عرصہ پہلے ایک یہودی یعقوب سفیر نامی
 نے جنوبی عرب کا اس طرح سفر کیا تھا کہ اس نے ایک یہودی کی حیثیت
 سے مین کی یہودی آبادیوں کا چکر کاٹا تھا - جو مین کے اطراف و نواح میں
 بکھری پڑی ہیں - اپنے سفر سے اس نے اس بات کو واضح کر دیا - کہ ایک
 یہودی کے لئے خود مختار اور آزاد قبائل کے درمیان بلا خوف و خطر سفر
 کرنا ممکن ہے - کیونکہ عرب قبائل اپنے علاقہ کے نہتے یہودیوں کو اتنا حقیر
 اور بے مایہ سمجھتے ہیں - کہ ان سے کسی قسم کا تعرض کرنا یا آزار پہنچانا مروت سے
 بہت بعید سمجھتے ہیں اور اپنی مردانگی سے بہت فروتر جانتے ہیں - ہالیوی نے

عربوں کی اس روش کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے آڑ بنایا۔ چنانچہ اس نے ہمیں بدل کر اور یہودیوں کا سالباس پہن کر اپنے آپ کو یروشلم کا ایک غریب یہودی ظاہر کیا۔ اور اس طرز سے ۱۸۷۸ء میں اس نے جنوبی عرب کے نہایت دشوار گزار حصوں کا سفر کیا۔ اور بہت سی صعوبتیں اٹھا کر اور مشکلات کا سامنا کر کے اس نے ۶۸۹ کتبتوں کی نقلیں حاصل کیں۔ جن میں سے اس سے پہلے صرف پندرہ کتبتوں کا علم تھا۔ بالیوسی نے ان تمام کتبتوں کو مع اپنے حالات سفر کے شائع کیا۔ اور امکان بھران کا ترجمہ بھی کیا۔

بالیوسی کا سفر اور اس کی تحقیقات اس لحاظ سے اہم ہیں۔ کہ اس کے فراہم کردہ کتبات اور اس کی حاصل کردہ نقول سے ہمیں ایک مستند قوم کے وجود کا پتہ چلا۔ اور ایک ایسی زبان کا علم حاصل ہوا۔ جو پہلے غیر معلوم تھی۔ صناعاء کے شمال کی طرف بالیوسی کو بہت سے شہروں، قلعوں اور مندروں کے خرابوں کا سراغ ملا۔ جن میں سے اکثر بلند مقامات پر حصاروں کے اندر واقع تھے۔ جیسا کہ کتبات سے پتہ چلتا ہے۔ یہ معین کی سلطنت کے آثار تھے اور کتبات کی زبان معینی تھی۔ بالیوسی سے پہلے اکثر دریافت شدہ کتبتوں کی زبان سبائی تھی اور وہ اہل سبار کی سلطنت اور ان کی شان و شوکت پر دلالت کرتے تھے۔ یا بعض حضرمی زبان میں تھے۔ بالیوسی نے تین چار مختلف شہروں کا سراغ پایا۔ جن میں سے قرنا اور معین سب سے زیادہ واقع ہیں۔ اس نے ان تمام مواقع پر بڑی بڑی دیواروں، مندروں اور برجوں کے آثار پائے اور ان کتبتوں کو پڑھا جو ان پر منقوش تھے۔ ان کتبتوں سے نہ صرف جنوبی عرب کی سامی زبان کی ایک نئی شاخ کا علم حاصل ہوا۔ بلکہ ان کی مدد سے وہاں کے قدیم باشندوں کی مذہبی اور اقتصادی زندگی کے

بہت سے دلچسپ پہلوروز روشن میں آئے +
 ہالیوے کے حالات سفر اور معینی کتبات سے متعلقہ تحقیقات یورٹل
 از یاتیک (پیرس) میں شائع ہو چکے ہیں +

(۱۸) گلازر

(GLASER)

جن ایام میں ہالیوے مصروف سفر تھا۔ یمن کے سیاسی حالات میں ایسا
 تغیر پیدا ہوا۔ جس سے وہاں کے آثار کے مطالعہ میں بہت کچھ آسانی پیدا
 ہو گئی۔ یعنی جب نہرو سوڈ کے کھلنے سے ترکوں کے لئے بحری راستہ سے
 فوج کشی میں آسانی ہو گئی۔ تو یمن پر ترکی سیادت از سر نو قائم ہو گئی۔ اگرچہ
 ترکوں نے وہاں کے آثار قدیمہ کے اکتشاف اور مطالعہ میں خود اقدام
 نہیں کیا۔ مگر ان کی موجودگی سے بیرونی سیاحوں کا جان و مال پیشتر کی نسبت
 زیادہ محفوظ ہو گیا +

چنانچہ جب سن ۱۸۸۰ء میں پیرس کی اکاڈمی نے آسٹریں عربی دان ایڈورڈ
 گلازر کو یمن جانے اور کتبات یا ان کی نقول حاصل کرنے کے لئے مقرر کیا
 تو گلازر نے یمن میں ترکوں کی موجودگی سے خوب فائدہ اٹھایا اور یمن کے
 طول و عرض میں متعدد سفر اختیار کر کے علاوہ دیگر تحقیقات کے کئی ہزار کتبوں
 کی نقلیں حاصل کیں اور اس طریق سے قدیم عرب کے متعلق ہمارے علم میں
 بیش بہا اضافہ کیا +

گلازر مذہباً یہودی اور قومیت کے لحاظ سے آسٹریں تھا۔ اور وائٹا
 کی شاہی رصد گاہ میں بمقام تھا۔ جب پیرس کی اکاڈمی نے اس کو یمن میں

علمی سفر اختیار کرنے کی دعوت دی۔ تو اس نے پہلے متمدن عربی مراکز یعنی تونس اور مصر کا رخ کیا۔ اور کچھ عرصہ وہاں بود و باش اختیار کر کے عربی زبان اور عربی رسوم و آداب کا تجربہ حاصل کیا اور بعد ازاں ۱۸۸۲ء میں صنعاء میں داخل ہوا +

گلاز کا پہلا سفر ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۴ء تک جاری رہا۔ اس دوران میں اس نے شمالی یمن کا تین دفعہ چکر لگایا اور ہمدان، شبام کوکبان اور عمران وغیرہ علاقوں کے آثار کو دیکھا اور وہاں کے کتبات کی نقول حاصل کیں۔ قبائل ارحاب اور حاشد کے علاقوں میں بھی اسے جانے کا اتفاق ہوا اور اس کی یوں صورت پیدا ہوئی کہ حاشد اور بغیل کے قبیلوں میں مدت سے جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ گلاز نے ترکی حاکم کو ترغیب دی کہ وہ اسے ستارہ قبیلوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بھیجے۔ چنانچہ اس ترکیب سے گلاز کو حاشد اور ارحاب کے علاقوں میں جانے کا موقع ملا۔ اور وہ سبائی زبان کے کئی ایک کتبے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا +

۱۸۸۵ء میں اس نے دوبارہ یمن کا رخ کیا۔ اس دفعہ اس نے صنعاء اور مدن کے درمیانی علاقہ کو دیکھا بجالا۔ اور کئی قدیم شہروں کا کھوج نکالا جن کا فی البدیہہ ذکر کیا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر ظفار ہے جو حیر کامرکز تھا۔ اس سفر میں گلاز نے علاقہ جوت (یمن) سے ۲۷ اصل کتبات حاصل کئے۔ جن میں سے اکثر عبادات اور نذر و نیاز کے مضمون پر مشتمل ہیں۔ یہ کتبے برٹش میوزیم کے لئے خرید لئے گئے۔ ان کے علاوہ گلاز دیگر مختلف کتبوں کی ایک سو پچاس نقلیں اپنے ساتھ لایا +

تیسرے سفر میں (۱۸۸۸-۸۹ء) گلاز کا منزل مقصود مارب تھا۔ جو

باکادار حکومت تھا۔ اس کے خرابے کا جانے وقوع صنعاء کے مشرق کی طرف ہے۔ اس خطرناک علاقے میں جانے سے پہلے گلماز نے ایک عرب نقیہ کا بھیس بدلا اور چند ایک عربوں کے ہمراہ تقریباً چھ ہفتے اس کے گرد و نواح میں بسر کئے۔ شہر مارب کے نزدیک گلماز نے قدیم نہروں اور سدوں کے خاکے اور نقشے تیار کئے اور جو کتبے وہاں ملے ان کی نقلیں حاصل کیں۔ اور القمر (چاند) کے مندر کی پیمائش کی جس کا دور تقریباً تین سو قدم تھا۔ یہاں بھی گلماز کو کئی ایک کتبے ملے۔ اور مارب کے نواحی سے دیگر مختلف قسم کے آثار مل سکتے، زیورات و جواہر اور بت حاصل کئے۔ یہ تمام ذخیرہ برلن کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے اور ان تمام آثار کی فہرست بھی شایع ہو چکی ہے۔ کتبوں کی نقول جن کی تعداد تقریباً چار سو ہے۔ تاحال تمام شایع نہیں ہو سکیں +

اس کے بعد گلماز نے چند سال یورپ میں بسر کئے۔ اور علمی تحقیقات میں مصروف رہا۔ خصوصاً ان کتبات کے مطالعہ میں جو اس نے خود جمع کئے تھے +

اس کے بعد ۱۸۹۲ء میں پراگ اکادمی کی امداد سے اس نے پھر جنوبی عرب کا سفر اختیار کیا۔ مگر اس دفعہ مین کے سیاسی حالات علمی سیرو سیاحت کے موافق نہ تھے۔ کیونکہ ہر طرف عرب قبائل نے ترکوں کے خلاف شورش برپا کر رکھی تھی۔ ان حالات میں صنعاء کے باہر سفر کرنا قریب قریب ناممکن تھا۔ اس لئے گلماز نے کتبوں کی نقلیں حاصل کرنے کی ایک اور ترکیب اختیار کی اور وہ یہ کہ اس نے چند عربوں کو کتبوں کے چربے اتارنے کا طریقہ سکھا دیا اور ان کو صنعاء کے گرد و نواحی میں

چاروں طرف کتبوں کی تلاش میں بھیج دیا۔ جب عرب نقلیں لے کر واپس لوٹے تو ان کو فی نقل ایک اشرفی کے حساب سے انعام دیتا۔ اس طریق کار نے حیرت ناک نتائج پیدا کئے۔ کیونکہ عرب لوگ انعام کی لالچ سے خطرات جنگ کی پروا نہ کرتے ہوئے ایسے دیران اور بیجانک کھنڈروں میں جا پہنچے جہاں اس وقت تک کسی مغربی سیاح کا گزر نہیں ہوا تھا۔ اس طرح سے اس نے جو فہمین کے نواسی سے بہت سے کتبات حاصل کئے۔ جن میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر صراح کا کتبہ ہے۔ جو تقریباً ایک ہزار الفاظ پر مشتمل ہے اور سباً کے نہایت قدیم عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے علاوہ اسے ایک سو کتبے ایسے دستیاب ہوئے جو قبتان کی سلطنت سے متعلق تھے۔ یہ پہلی شہادت ہے جو آثار قدیمہ کے ذریعہ سے قبتان کی مملکت کے وجود پر علماء کے ہاتھ آئی +

قدیم عبرانی، یونانی اور رومی مصنفوں نے جنوبی عرب کی چار قدیم سلطنتوں کا ذکر کیا ہے۔ یعنی معین، سبأ، حضرموت اور قبتان کی سلطنتیں۔ گلازر سے پہلے صرف پہلی تین مملکتوں سے متعلقہ کتبے حاصل ہوئے تھے۔ مگر گلازر نے اپنے چوتھے سفر میں جو کتبے فراہم کئے اُن سے قبتان کی سلطنت کے وجود پر قطعی شہادت دستیاب ہو گئی۔ اور ان سے اس سلطنت کا جائے وقوع، اور اس عہد کی زبان، مذہب اور تمدن، یہ تمام امور اچانک طور پر روزِ روشن میں آ گئے +

ان کتبوں کے علاوہ اس سفر میں گلازر نے چالیس جہزی کتبے - متعدد بُت، قدیم سکے اور دیگر قیمتی آثار حاصل کئے جو اُن کے عجائب خانہ کے لئے خرید لئے گئے +

ہالیوڈ، گلاز اور دیگر عالموں اور ساحلوں نے جو آثارِ قدیمہ فراہم کئے۔ اُن کی اہمیت اس بات میں منضم ہے کہ جنوبی عرب کی تاریخِ جواب تک پردہ تاریکی میں مستور تھی یا افسانوں کی صورت میں سنخ ہو چکی تھی۔ معاصرانہ آثار اور شواہد کی مدد سے بہت حد تک روزِ روشن میں آگئی۔ اگرچہ اس میدان میں ابھی بہت سعی و عمل کی گنجائش ہے۔ تاہم جنوبی عرب کی قدیم سیاسی تاریخ اور اس عہد کی مذہبی اور اقتصادی زندگی کا ایک قابلِ قیام خاکہ تیار ہو چکا ہے۔ جس کو بعد میں اضافہ کر کے زیادہ مکمل بنایا جاسکتا ہے۔

عنایت اللہ
از ملتان





تنظیم دولت ساسانی

ذیل کا مضمون مشہور مصنف آرثر کریسٹنسن (Arther Christenson) کی فرانسیسی کتاب ایران و معدنی سامان کے باب دوم کا ترجمہ ہے۔ پوری کتاب کا ترجمہ پروفیسر محمد اقبال صاحب نے اردو میں کر دیا ہے اس لئے کہ اس موضوع پر اردو میں کوئی قابل ذکر کتاب موجود نہ تھی، کتاب آج کل ترقی شدہ کی طرف سے طبع ہو کر شائع ہوگی۔ بائبل صوفیہ ایک باب جناب مترجم کی عنایت سے ہدیہ نظر میں ہے + (ایڈیٹر)

دولت ساسانی کی خصوصیات - سیاسی اور معاشرتی جماعت بندی - مرکزی حکومت کا نظم و نسق - وزیر اعظم - مذہب - مالیات - صنعت و تجارت، تجارت و ذرائع آمد و رفت - فوج - وزراءئے سلطنت - صوبوں کی حکومت +

رومن مؤرخوں نے اس تغیر کی اہمیت کو بخوبی نہیں سمجھا۔ جونئے شاہی خاندان کی آمد سے پیدا ہوا۔ ڈیون کاسیوس اور ہیروڈوٹس نے محض چند الفاظ میں اس فتح کا ذکر کیا ہے۔ جو آرو شیر نے امروآں پر حاصل کی، رومیوں نے اتنا تو اندازہ کر لیا کہ نئی سلطنت پرانی کی نسبت زیادہ طاقتور اور لہذا رومن امپائر کی مشرقی سرحد کے امن کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ نئی سلطنت

کے *de Iran nous les Sassanides* یہ کتاب کپٹلنگ

میں شائع ہوئی +

پہلی سے اصولاً مختلف ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ایک ارتقا کے لحاظ سے
 کی آخری منزل ہے جو اشکانیوں کی غیر منظم سلطنت میں یونانیت کی سطح کے نیچے
 جاری تھا۔ یونانی عناصر میں سے بعض کو تو ایرانی تنظیم نے نکال کر پھینک دیا۔
 بعض کو جذب کر لیا اور بعض کی ہیئت کو بدل دیا۔ جس زمانے میں اردشیر نے
 عنانِ حکومت کو ہاتھ میں لیا اس وقت ایرانی دنیا ایک متحدہ قوم کی صورت میں
 نظر آنے لگی تھی اور اس اتحاد قومی کے آثار تمام ذہنی اور معاشرتی حلقوں میں
 دن بدن زیادہ نمایاں ہوتے چلے جاتے تھے +

غرض یہ کہ تغیر خاندان شاہی محض ایک سیاسی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ وہ کشور
 ایران میں ایک نئی روح کے پیدا ہونے کا اعلان تھا۔ دولت ساسانی کی دو
 بڑی امتیازی خصوصیتیں تھیں۔ ایک تو شدید مرکزیت اور دوسرے حکومتی تبدیلی
 کی پیدائش، اگر پہلی خصوصیت کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ عہد داریوش
 اول کی روایات کا احیاء تھا تو دوسری خصوصیت بالکل نئی ایجاد تھی۔ لیکن وہ
 ایک تدریجی ارتقا کا نتیجہ تھی ٹھیک جیسا کہ تیرہ سو سال بعد شیعیت کا مذہب
 حکومت قرار پانا اسی قسم کے ارتقا کا نتیجہ تھا۔

اردشیر کا خاندان چار سو سال تک برسرِ حکومت رہا۔ اس طویل عرصے میں
 سلطنت ساسانی کے اندر عوام الناس کی زندگی اور نظامِ حکومت میں بے شک
 مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوئیں۔ لیکن معاشرت اور حکومت کی جس عمارت کی تعمیر
 یا تکمیل بانی خاندان ساسانی نے کی وہ اپنی مجموعی ہیئت میں آخر تک اُسی
 طرح قائم رہی +

اوستائے جدید میں سوامشی کے تین طبقوں کا ذکر ہے یعنی دراصل مذہب
 ان تبدیلیوں کی تفصیل ہم مناسب جگہوں پر سیاسی واقعات کے ساتھ ساتھ بیان کرنے چاہئیں گے۔

(آذروان) (۲) سپاہی (۳) زراعت پیشہ (۴) وائسٹرو فٹوینٹ،
سوسائٹی کی یہ تقسیم بہت قدیم زمانے سے چلی آتی ہے، یا سائیں صرف ایک
جگہ ایک چوتھے طبقے کا ذکر کیا ہے یعنی اہل حرفہ (بُوبٹی)، ساسانیوں کے
زمانے میں یہ تقسیم نئی طرح سے دیکھنے میں آتی ہے جس میں چار طبقے بنائے
گئے ہیں۔ تیسرا طبقہ دیہیوں یعنی مقابل سلطنت کا ہے اور چوتھے میں زراعت پیشہ
اور اہل حرفہ شامل ہیں، سوسائٹی کی یہ نئی جماعت بندی سیاسی صورتِ حالات
کے ماتحت عمل میں آئی، بعد ساسانی میں وہی چار طبقے حسب ذیل تھے: ۱۔ ۱۱۔
علماء مذہب (آذروان)، (۲) سپاہی (آرمیشادان)، (۳) عمال حکومت (دہیران)
یعنی دیہیان، ۴۔ عوام الناس جن میں زراعت پیشہ (وائسٹروشان) اور اہل حرفہ
اور تاجر (بُشٹشان) شامل تھے۔

لہ بن دہنت (Benveniste) روایتِ اوستا کی رو سے معاشرتی جماعت بندی (مجملہ
آسیائی، ۸۰ ص ۱۳۲ بعد ۱۱۵) ۱۵۰۱۹ء تک دیکھو نامہ تفسیر طبع ڈارمیٹیلر ص ۲۱۴
طبع مینوی ص ۱۱۲) ڈارمیٹیلر کو یہ غلط شبہ ہوا ہے کہ دیہیوں کا طبقہ سوم قرار پانا غالباً نامہ تفسیر کے کسی مترجم
دعویٰ یا فارسی کی غلطی سے ہوا ہے، اول تو اس طبقہ بندی کی تائید نامہ تفسیر کے ایک اور مقام سے ہوتی
ہے (ڈارمیٹیلر ص ۲۱۵، مینوی ص ۱۱۴) جہاں یہ لکھا ہے کہ اگر ایک شخص سوسائٹی کے چوتھے طبقے میں
ہو تو اس کو سستے طور پر ترقی دے کر اوپر کے کسی طبقے میں لایا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ یا تو عمدہ اخلاق اور اخلاقی
طاقت میں ممتاز ہو (جو علماء مذہب کا خاصہ ہے) یا طاقت و شجاعت میں یکتا ہو (جو سپاہیوں کی امتیازی
خصوصیت ہے) یا قابلیت، قوتِ حافظہ اور ذہانت میں بے مثل ہو اور یہ خصوصیتیں وہ ہیں جن کی توقع
زراعت پیشہ لوگوں کی نسبت دیہیوں سے زیادہ کی جائے گی، اور پھر یہ تقسیم اس امر کے ساتھ بھی مطابقت
رکتی ہے کہ کوآنداؤل اور خسروآؤل کے زمانے سے پہلے بادشاہ کا انتخاب موجد و بانیان، سالار سپاہ اور دیہیوں
کی مرضی پر ہوتا تھا یعنی پہلے تین طبقوں کے رؤساء کی واحد ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۴)

ان میں سے ہر ایک طبقہ کئی کئی جماعتوں میں منقسم تھا، طبقہ علماء مذہب میں سب سے پہلی جماعت قضاۃ کی تھی جو داؤر کھلاتے تھے، ان سے اتر کر پیشوایان مذہب تھے جن میں سب سے نیچے کا درجہ مفتوں کا تھا جو تعداد میں سب سے زیادہ تھے، پھر ایک جماعت موبدوں کی تھی اور ایک ہیر بدوں کی اور ان کے علاوہ اور کئی مختلف جماعتیں تھیں جن کے مختلف وظائف تھے مثلاً دستوران یا دستوران (یعنی انکپٹران)، اور مخان اندر زبدا، معلمین وغیرہ، سپاہیوں کا طبقہ سوار اور پیادہ جماعتوں میں منقسم تھا جن میں سے ہر ایک کے مدارج اور وظائف معین تھے۔ عامل حکومت یا دبیروں کے طبقے میں مصنفین، محاسبین، نقل نویس، دستکات کے محرر، تذکرہ نگار، وغیرہم شامل تھے، ان کے علاوہ اطباء، شعراء، مرتبین بھی اسی طبقے میں شمار ہوتے تھے، پخلے طبقے کے لوگوں میں کسان، تاجر اور باقی تمام پیشہ ور تھے؛

ہر ایک طبقے کا ایک رئیس ہوتا تھا۔ علماء مذہب کا رئیس موبدان موبد کہلاتا تھا

دبقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) دیکھو نامہ تنسہ طبع دار سیٹیر ص ۲۳۹، مینوی ص ۳۸ بعد، علاوہ اسکے مسعودی نے کتاب التنبیہ (ص ۱۰۳) میں سلطنت ساسانی کے سب سے اونچے عہدہ ہلدوں کے نام لکھے ہیں۔ جن میں ایک تو وزیر اعظم (رؤزگ فرما دار) ہے اور باقی چار یہ ہیں: (۱) موبد، (۲) سپاہ بد، (۳) دبیر بد، (۴) شخص بد یعنی رئیس اہل حرفہ، جس کو "دائشروش بد" یعنی رئیس اہل خلافت، بھی کہا جاتا تھا، مسعودی کا یہ بیان، نامہ تنسہ کے ساتھ بالکل مطابقت رکھتا ہے، جاحظ کی کتاب التاج (طبع مصر ص ۲۵) کی رو سے اردشیر اول نے لوگوں کی چار جماعتیں قائم کیں: (۱) خاندان شاہی کے فوجی شہسوار، (۲) موبدان و دبیردان (جو آئندہ کی خدمت پر آمود ہوتے تھے)، (۳) اطباء و دبیران و مہتممین (۴) اہل زراعت و حرفت، (حاشیہ صفحہ ۱۴) لہ نامہ تنسہ،

فوج کارٹیس اعلیٰ ایران سپاہ بد تھا، دیروں کارٹیس ایران دبہیر بد جس کا دوسرا نام دبہیر ان ہشت تھا، چوتھے طبقے کارٹیس و انشیر پوشان سالار تھا جس کو وانشیر پوش بد بھی کہتے تھے، ہر ایک رئیس کے ماتحت ایک ناظر ہوتا تھا جس کا کام اپنے طبقے کی مردم شماری کرنا تھا، اور ایک انسپٹر جو ہر شخص کی آمدنی کے متعلق تحقیقات کرتا تھا، پھر ایک معلم (انداز بد) ہوتا تھا، جس کا فرض یہ تھا کہ ہر شخص کو بچپن سے کسی پیشے یا فن کی تعلیم دے۔ تاکہ اس کو تحصیل معاش میں آسانی ہو۔ ساسانیوں کے ابتدائی عہد میں سوسائٹی کی ایک اور تقسیم یا جماعت بندی دیکھنے میں آتی ہے جو بلاشبہ اشکانیوں کے زمانے کی یادگار ہوگی، یہ تقسیم ہم کو حاجی آباد کے کتبے سے معلوم ہوئی ہے جو دوزبانوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں شاپور اول نے اپنی تیر اندازی کے اس مشور کر تب کا حال لکھوایا ہے جو اس نے شہر داران (شاہزادگان سلطنت و اسپہنران (رؤساء یا افراد خاندان بزرگ) و وزرگان (امراء) و آراذان (نجباء) کی موجودگی میں دکھایا تھا۔ اس

لے نامہ تشریح مینیوی کی اڈیشن میں "دل" (دکنی) کی بجائے "دل" ہے، یہ ایضاً طبع ڈاکٹریٹر میں ۱۱۸ مینیوی ص ۱۵، یہ یعنی اشکانی پہلوی اور ساسانی پہلوی کے شہر داران (جس کی قدیم تاریخی افسانہ داران)

ہے اور عہد ساسانی کے آخر میں اس کا تلفظ غالباً شہریاران تھا) اور وانشیران اشکانی پہلوی کے الفاظ ہیں۔ "وانشیر" جو آرامی ہز وادش میں بارنتیا (یعنی ابن البیت) ہے ویشنہر (یعنی فرزند قبیلہ) کی ایک مختلف شکل ہے، ہخامنشیوں کے عہد میں ہی ہم کو زبان آرامی "بنی بیتا" (بنو البیت) کی اصطلاح ملی ہے، ویشنہر اور وانشیر دو وراثتی زبان میں بطور الفاظ داخل موجود ہیں بشرطیکہ ارمینی لفظ سپورہ واقعی وہی ایرانی لفظ ویشنہر ہے۔ لفظ وانشیر ایک ارمینی صوبے وانشیرکان کے نام میں موجود ہے، دیکھو نولڈ، ترجمہ پہلی ص ۵۱، نیز بین ورتست، تہمہ مطالعات ارمینی ج ۹ ص ۱۰-۱۱، وہرٹفلٹ: ہائی ٹکی (فرہنگ نبر ۱۳۰۰)۔

تقسیم میں جس میں سوسائٹی کی صرف ممتاز جماعتوں کا ذکر ہے، اور مذکورہ بالا تقسیم میں جو تعلق ہے۔ اس کو ہم صحیح طور پر سمجھیں نہیں کر سکتے، معاشرتی طبقات کی تقسیم ہمیشہ ایک ہی نہیں رہی اور خلاصہ یہ ہے۔ کہ سوسائٹی کی مختلف جماعتوں کی ترتیب ایک بہت پیچیدہ مسئلہ ہے +

اس معاشرتی اور سیاسی طبقہ بندی میں جو الجھن اور بدیہی تناقض ہے وہ مستقیماً نتیجہ ہے اس خاص اصول ثنویت کا جو اشکانیوں کے نظام حکومت میں ملحوظ تھا اور جو ساسانیوں کو ورثے میں ملا یعنی اصول جاگیر داری (یا منصب داری)، اور استبداد، انہی دو عنصروں کا تناقض ہے جو امتیازی خصوصیت ہے اُس معاشرتی اور سیاسی ارتقا کی جو اردشیر پابگان کے زمانے سے خسرو کے زمانے تک چلتا رہا +

شہر داران | دولت ساسانی میں طبقہ اول کے افراد شاہ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے بادشاہ ایران کا شنشاہ کہلانا بجا تھا، اس طبقے میں سب سے پہلے تو وہ شاہان ماتحت شامل تھے۔ جو سلطنت کی سرحدوں پر حکومت کرتے تھے، دوسرے وہ چھوٹے چھوٹے بادشاہ جنہوں نے اپنے آپ کو شاہ ایران کی پناہ میں دے رکھا تھا اور اس کے عوض میں شنشاہ نے ان کے لئے اور ان کے جانشینوں کے لئے ان کی ریاست کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا تھا۔ شرط یہ تھی کہ جب شنشاہ کو ضرورت پڑے تو وہ اپنی افواج کو اس کے اختیار میں دے دیں اور شاید کچھ خراج بھی ادا کریں۔ نامہ تفسر میں ذیل کے الفاظ اردشیر کی زبان سے ادا کئے گئے ہیں: ”ہم ہرگز شاہ کا لقب ان لوگوں کے نام سے علیحدہ نہیں کریں گے جو ہمارے حضور میں حاضر ہو کر

فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور جادو اطاعت پر کاغذ بن رہیں گے۔ ان شاہانِ ماعت میں حیرہ کے عرب بادشاہ بھی شمار ہوتے تھے۔^{۱۱} مؤرخ اربیان باسینیوس نے شاہِ رودوم کے ملترزمین رکاب میں شاہِ چینویت اور شاہِ البان کا بھی نام لیا ہے،^{۱۲} میسو پوٹیمیا میں ایک بادشاہ پوردر (؟) نام شاہِ رثانی کا باجگزار تھا۔ جس کے بچوں کے ایرانی نام تھے، پائی گلی کے کتبے میں جو لفظ سترپ متا ہے تو اس سے قوم ساکا کا کٹرپ (فرماں روا) مراد ہے کہ وہ بھی شہنشاہ کا باجگزار تھا۔ تسلطِ ساسانی کے آغاز میں آرمینہ جہاں کے بادشاہ اشکانی لائل تھے شاہِ ایران کے ماتحت تھا اور وہاں کا اورگرتان کا عامل سرحد اس وقت تک بدخش کے لقب سے ملوث تھا۔ لیکن سن ۳۳۰ء میں آرمینہ سلطنت ایران کا ایک صوبہ بن گیا اور وہاں کی حکومت ایک مرزبان کے سپرد کر دی گئی، ساسانیوں نے سلطنت کی قدیم تقسیم کو اس طرح قائم رکھا کہ چار صدی صوبے اُسی طرح رہنے لگے، پانچویں صدی کے شروع سے ہم دیکھتے ہیں کہ ان صدی صوبوں کے حاکم مرزبان کہلانے لگے تھے، ان چاروں مرزبانوں نے بحیرہ جو شاہِ رثانی کے زمانے سے سلطنتِ ایران میں شامل ہو گیا تھا۔ ایک امیر کے زیرِ حکومت تھا جس کو حیرہ کا بادشاہ نامزد کرتا تھا، لیکن حدِ ساسانی کے آخری زمانے میں ایک بڑا ایرانی افسر اس امیر کی مگرانی کے لئے موجود رہنے لگا تھا۔ (روٹ شٹائن ص ۱۳۱) ۱۷ باب ۶۲، ۶۱، ۶۰، چینویت سے مراد قوم ہون (Huns) ہے، البان جن کے نام پر آرمینہ کے مشرق میں ایک چھوٹا سا صوبہ البانیا ہے۔ (مترجم) ۱۸ ہون، اقتباسات ص ۱۰، ۱۱، ہرٹفلٹ، پائی گلی (فرینک جبر ۱۹۰۷) ۱۹ دیکھو اوپر، زبانِ گرجی میں لفظ بدخش کی مختلف شکلیں ہیں، پتی اخش، پتی اخش، پتی اخش، یونانی میں، پتی اکس، پتوگس، سریانی میں، انخشا، دیکھو فرینک پائی گلی

رتبہ وہی محتاجوں شاہی خاندانوں کا محتاجن کا اوپر ذکر ہوا اور انہی کی طرح وہ شاہ کھلاتے تھے۔

یہی رتبہ صوبوں کے ان گورنروں کا تھا جو شاہی خاندان سے ہوتے تھے، قدیم دستور کے مطابق بادشاہ کے بیٹے گورنر بنائے جاتے تھے خصوصاً وہ بیٹے جنہیں یہ امید ہو سکتی تھی کہ شاید آئندہ کسی دن وہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ اُن کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ کسی صوبے کی حکومت پر مامور رہ کر فرائض شاہی کی تربیت حاصل کریں، شاپور اول کے دو بھائی اردشیر اور پرویز علی الترتیب کرمان اور کوشان کے گورنر تھے۔ مؤخر الذکر کا لقب "شاہ بزرگ کوشان" تھا۔ شاہان ساسانی میں سے شاپور اول، ہرمز اول، بہرام اول اور بہرام دوم اپنی تخت نشینی سے پہلے خراسان کی گورنری اور کوشان کی بادشاہی پر مامور رہ چکے تھے۔ بہرام سوم سیتان کا گورنر رہ چکا تھا اور سگانشاہ یعنی شاہ سگستان = سیتان کے لقب سے ملقب تھا، اردشیر دوم ایڈیاہین کا حاکم تھا، بہرام چہارم کرمان کی حکومت پر مامور رہا تھا اور کرمانشاہ کہلاتا تھا۔ ہرمز سوم بھی سیتان کا گورنر تھا اور سگانشاہ کا لقب رکھتا تھا۔ امراء نے جب بہرام پنجم کو تخت سے محروم کرنا چاہا تو انہوں نے یہی مذر پیش کیا تھا کہ وہ کبھی کسی صوبے کی حکومت پر مامور نہیں رہا اور لہذا اس کی قابلیت کا حال کسی کو معلوم نہیں،

ملہ مرزباؤں کے متعلق دیکھو اس باب کے آخر میں جہاں صوبوں کی حکومت پر بحث ہے، ملہ سگستان، پاسی ٹلی (فرنگ - نمبر ۸۱)، شاپور کا ایک تیسرا بھائی مرشاہ بھی تھا جو میسین کا بادشاہ تھا، اس کا ذکر آٹوی کتابوں کے اجزاء میں ملتا ہے، ملہ پاسی ٹلی (ص ۴۱، ۴۵، ۴۷، ۴۸) نیز کچھ آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا - نمبر ۳۸ - "مسکوکات کوشانی ساسانی" ملہ ان کے علاوہ اور القاب جو لفظ شاہ کے ساتھ ترکیب ہیں پاسی ٹلی میں مذکور ہیں (فرنگ نمبر ۴۳۲) ملہ طبری ص ۸۵۸،

لیکن انتظام امور سیاسی کی مصلحت سے ان شاہزادوں کو گورنری کے حقوق موروثی طور پر نہیں دیئے جاتے تھے، یہ بھی ضروری تھا کہ ہیبودی سلطنت کا جو تقاضا ہو اس کے مطابق بادشاہ ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلتا ہے ان شاہزادوں کے لئے اور مرزاؤں کے لئے شاہ کا لقب سوائے اس کے کچھ معنی نہیں رکھتا تھا کہ اس کے ذریعے سے ان کو سواٹھی کے سب سے اونچے طبقے کی صفِ اول میں جگہ پانے کا حق حاصل ہو جاتا تھا،

شاہزادوں پر یہ واجب تھا کہ نوبت بنوبت دربار شاہی میں حاضر ہو کر اپنا فرض اطاعت بجالائیں۔ لیکن دربار میں معین طور پر ان کا کوئی عہدہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ دربار میں عہدوں کے دعویدار ہونے لگیں گے تو باہمی جھگڑوں، لڑائیوں، مخاصمتوں اور سازشوں میں مبتلا ہوں گے۔ جس سے ان کا وقار جاتا رہے گا اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں گے۔^۱

واشپہران | ساسانیوں کو نظام منصب داری اشکانیوں سے ورثے میں ملا تھا لہذا آردشیر کی نئی سلطنت میں مراتب کی ترتیب میں رُوسائے طوائف کی طاقتور جماعت کو دوسرا درجہ حاصل تھا۔ جن میں سب سے آگے سات ممتاز خاندان تھے، ان میں کم سے کم تین ایسے تھے جو پارٹھیوں (اشکانیوں) کے زمانے میں بھی عالی درجہ رکھتے تھے۔ یعنی خاندان قارین، قارن، خاندان سورین

۱۔ نامہ تفسیر۔ ص ۲۱۰، طبع مینوی ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، نامہ تفسیر طبع ڈارسلٹر ص ۲۱۰، طبع مینوی ص ۱۰، یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ شہر دلدان، شاپور اول کی تیر اندازی کی رسم پر بھی حاضر تھے، ۱۲، نامہ تفسیر، ۱۳، دیکھو اوپر، ۱، نوادر، ترجمہ طبری ص ۱۰۴، ان سات خاندانوں کے ممبروں کو ایران کے ہند تاج پہننے کا حق حاصل تھا کیونکہ وہ اندوی نژاد شاہان ایران کے ہم پلہ تھے۔ مرت اتی بات مٹی کہ ان کا تاج شاپان ساسانی کے تاج سے چھٹا ہوتا تھا، ۱۳، ترجمہ زون برگ ج ۲ ص ۴۴۸،

سات مذکورہ بالا خاندانوں میں سب سے پہلے تو خاندان شاہی ر خاندان ساسانی) ہے۔ اور پانچ وہ ہیں جن کے نام اوپر لئے گئے ہیں یعنی قارین پھلو، سورین پھلو، اسپاہ پھلو، سپند یاد، مہران اور ساتواں شاید خاندان زبیک ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) اس خاندان کے ایک شخص سسی مرتزی (دیکھو طبری ص ۸۸ - ۸۹) کے شجرہ نسب میں داتا (دارپوش سوم) اور اس کے بیٹے کے آٹھ کا نام موجود ہے (یعنی آٹھ اور اس کے ساتھ اقبل تاریخی زمانے کا بادشاہی لقب کوئی جو بعد میں بدل کر گئے ہو گئے، شجرہ مذکور میں اس نام کے بعد چند نام ہیں جو اشکانیوں میں سے کسی کے نہیں ہیں، صرف ایک نام سین اہمہ ہے جس کے تعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ شاید وہ سنترجک (شاہ اشکانی) کے نام کی بھلی ہوئی شکل ہو اور یہ تبدیلی غالباً اس سے اوپر دسے نام سپیس پڑ کے زیر اثر ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ خاندان قدین کے ایک ممبر سسی سوفا کا شجرہ نسب جو طبری نے دیا ہے (ص ۸۷ - ۸۸) اس میں بھی یہی خصوصیت پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ بعد کے زمانے کا تیار کیا ہوا ہے۔ ملی مذا القیاس ہم فرض کر سکتے ہیں کہ خاندان مہران کا تعلق اصل ہونا بھی اسی طرح ایک جعلی بات ہے۔ مارکواٹ کا یہ خیال بے شک صحیح ہے (J. B. P. G. ۱۲۰ ج ۳۹ ص ۱) کہ اسفندیویر میلاد کسی پارسی شہزادے یا بادشاہ میتریات (مرداد) نام کی اولاد سے تھا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خاندان مہران کا شجرہ (جس کا مورث اعلیٰ گرگین پسر میلاد دکھایا گیا ہے) کسی تاریخی میتریات سے ملتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۷۱ - ۱۷۲: شاپور اول کے بھائی شہزادہ پیرد کو "واسپنر ساسانگان" کہا گیا ہے۔ دیکھو ہرشلٹ، پاسی گلی ص ۴۵ و ۴۶، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴،

اس خاندان کے نام پر ہے، ان حالات سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ واپشہروں کی جاگیریں ایران کے مختلف حصوں میں بکھری ہوئی تھیں اور غالباً زیادہ تر وہ صوبجات میڈیا اور پارٹیا میں تھیں جو سلطنت اشکانی کا مولد و منشا تھے یا صوبہ فارس میں جو ساسانیوں کا اصلی وطن تھا، خاندانوں کی یہ جاگیریں نزدیک نزدیک واقع تھیں۔ لیکن نہ اس طرح کہ سب کو ملا کر ایک وسیع اور سالم ریاست بن سکے، غالباً منجملہ اور جوہر کے یہ بھی ایک بڑی وجہ اس بات کی ہوئی کہ اس زمانے کے دوران میں بڑے بڑے امرا نے جاگیر دار رفتہ رفتہ منصب داری کی نوعیت سے ہٹ کر نجباء و اشراف دربار کی نوعیت اختیار کرتے گئے۔ جب تک کہ قدیم سوسائٹی قائم رہی واپشہروں کا پرانا تعلق گاؤں (ویس) کے ساتھ برقرار رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مؤرخ جب کبھی ان میں سے کسی کے مولد و منشا کا ذکر کرتے ہیں تو عموماً گاؤں ہی کا نام لیتے ہیں۔

غالباً منصب داروں کا اعلیٰ طبقہ ان سات ہی خاندانوں پر محدود نہ تھا، مؤرخ فاؤسٹوس بارتینیسی ایک پہ سالار و ماوند نامی کا ذکر کرتا ہے۔ جس کا خاندانی نام کاؤسکانج

۱۔ خاندانہائے قدیم، سورین اور ہیران کے افراد کے متعلق دیکھو نوٹنگ کے حواشی (ترجمہ طبری ص ۱۷۵-۱۷۶، ۱۷۸، ۱۷۹)

۲۔ ۱۳۹۰-۱۴۰۰ء، اور سورین کے متعلق فرہنگ پائی ٹی (نمبر ۱۵۱)، ان کے ناموں کا شمار یوستی نے اپنی کتاب اسارالفا

میں کیا ہے دیکھو تحت کلام قدیم، سورین اور ہیران، اسبابہ بد کے متعلق دیکھو یوستی تحت کلام سپاوتی (اد)

فرہنگ پائی ٹی (نمبر ۱۵۱)، سپندیاد کے متعلق جو کی فارسی شکل اسفندیار اصلی لفظ کو غلط پڑھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی

دیکھو نوٹنگ، ترجمہ طبری ص ۱۴۹، نیز دیکھو مارکوائٹ (Z. D. M. O.) ج ۴۹، ص ۶۳۲ بعد کتاب ایرانشہر ص ۷۱،

ہرسلٹ، آثار قدیمہ ایران ج ۴ ص ۱۱۱، ہرمزدان جوینہ دگر سوم کا مشہور پہ سالار تھا۔ ان سات خاندانوں میں کسی

ایک کے تعلق رکھتا تھا لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کونسا خاص خاندان تھا، اس کی ماں خوزستان میں کسی جگہ کی رہنے والی تھی

اور اس صوبہ کی حکومت جس میں شہر تھے، ان کے خاندان میں خوارث تھی (طبری ص ۲۵۳۸ اور ۲۵۴۲، بلخی،

ترجمہ زوننگ ج ۳ ص ۴۴ بعد، اعلیٰ طبقات لائنگٹون (Longman) ج ۱ ص ۲۶۲،

بہت سے خاندانی نام جن کے آخر میں آن جوتا ہے منصبداروں کے خاندانوں کو یا ان خاندانوں کی شاخوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ان منصبداروں کی جاگیروں کا کل رتبہ بمقابلہ اس رقبے کے بہت کم تھا جو براہ راست حکومت کے تصرف میں تھا اور جو بادشاہی گورنروں کے زیر فرمان تھا۔

ہمارے پاس صحیح اطلاعات اس بارے میں نہیں ہیں کہ ان جاگیرداروں کو کیا خاص حقوق حاصل تھے، مثلاً ہمیں یہ معلوم نہیں کہ بادشاہی گورنروں کو ان جاگیروں پر جو ان کے صوبوں میں واقع ہوتی تھیں کسی قسم کا اختیار تھا یا نہیں یا آیا ان جاگیروں کو نقل یا جزئی آزادی حاصل تھی یا نہیں۔ صرف اتنی بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ کسانوں پر یہ واجب تھا کہ اپنا اپنا لگان خواہ جاگیر دار کو ادا کریں خواہ گورنمنٹ کو خواہ دو دو کو، نیز وہ اس بات پر مجبور تھے کہ اپنے اپنے جاگیردار کی کمان میں وقت بفرست فوجی خدمت انجام دیں +

ہم دیکھتے ہیں کہ ساسانیوں کے زمانے میں بھی وہ پرانی رسم موجود ہے کہ سات خاندانوں کے رؤساء کے لئے خاص خاص فرائض موروٹی طور پر مقرر تھے مؤرخ تھیوفیلکٹس ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ موروٹی فرائض کیا کیا تھے، وہ لکھتا ہے کہ وہ خاندان جس کا نام ارتبیدس ہے رتبہ شاہی رکھتا ہے اور بادشاہ کو تاج پہنانے کا فرض اس کے ذمے ہے۔ اسی طرح ایک اور خاندان کو فوجی امور کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، ایک اور خاندان امور ملکی کا نگران ہے، ایک خاندان کا احمد یہ ہے کہ منصفانہ طور پر متخاصمین کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے، پانچویں خاندان کے ذمے رسالہ فوج کی کمان ہے، چٹا خاندان اس بات پر مامور ہے کہ مالیات وصول کرے اور خزانہ شاہی کا محافظ رہے، ساتواں خاندان اسلحہ اور فوجی

ساز و سامان کی حفاظت کا ذمہ دار ہے،

ارتبیدس جگزی ہوئی شکل ہے ارتبیدس کی اصل میں ارتبید یا ہرتبید ہے جس کے معنی شروع میں محافظہ قلعہ کے تھے۔ لیکن بعد میں وہ ایک بڑے اہم فوجی عہدے کا نام ہو گیا، چونکہ ارد شیر کا پہلے یہ لقب تھا، لہذا ساسانیوں کی نئی سلطنت میں وہ شاہی خاندان کے مہروں کے نام کے ساتھ ایک بہت بڑے فوجی خطاب کے طور پر لکھا جاتا تھا،

باقی کے چرموروثی عہدوں میں سے جن کا شمار تھیوتی لیکٹس نے کیا ہے تین فوجی ہیں اور تین ملکی، فوجی عہدوں میں سے ایک تو ناظر امور فوجی کا عہدہ ہے،

۱۔ نیکر، رجب طبری ص ۵۵، ۲۔ ہرٹسٹ، پائی ٹی (فرہنگ - نمبر ۴۱۶) تیسری کا یہ تیس کہ یہ ارتگ سے مشتق ہے جس کے معنی قلعہ مستحکم کے ہیں بارہموروثی نے صحیح تسلیم کیا ہے لیکن ہرٹسٹ کے نزدیک وہ مشکوک ہے، ۳۔ دیکھو اوپر، ۴۔ ابرسم ارد شیر اول کے زمانے میں ارتبید تھا دہلوی

ص ۸۲۳، ہرٹسٹ، فرہنگ پائی ٹی (نمبر ۴۱۶)، کرسٹن ہین: (Acta Orientalia) ج ۱۰ ص ۴۳ بعد، یزدگرد اول (۲۲۷ء - ۲۲۰ء) کے زمانے میں ہر شاپور ارتبید کے عہدے پر مامور تھا، (لاہور)

"سیاست و ایران بعد ساسانی" ص ۹۰، ۵۔ ہم نے اپنی دوسری کتاب "سلطنت ساسانیان" (ص ۲) میں ناظر امور فوجی کو ایران سپاہ بد قصد کیا ہے لیکن اب ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ اغلب نہیں ہے کہ سارے

ایران کے کمانڈر انچیف یا وزیر جنگ کا سا ذمہ داری کا عہدہ وراثت کے توکل پر چھوڑا جاتا ہوگا، ہمارا خیال ہے کہ یہ کوئی کمزور ہے کہ فوجی عہدہ ہے مثلاً کنارنگ کا عہدہ (بزبان یونانی کنارنگس، بزبان سریانی قنارنگ

جس کو مونتخ پرہو کو پوس ایک خاص خاندان میں موروثی بتایا ہے، اہر شہر دخراسان) کمر دہان کنارنگ کہلاتا تھا، وہاں کا عہدہ مقام فیشتاپور تھا اور یہ صوبہ ہمیشہ وحشی خانہ بدوش قبیلوں کے حملے کے خطرے

میں رہتا تھا، (دنگورٹ)، ایرانشہر ص ۴۰-۵۰، ہرٹسٹ: آئندہ تاریخ ایران ج ۲ ص ۱۱۰، یزدگرد دوم کے عہد میں جب عربوں کے ساتھ لڑائیاں جاری تھیں توس کمر زبان کنارنگ کہلاتا تھا، (باقی صفحہ ۲۶)

ایک رسالہ فوج کے سردار کا اور ایک میگزین کے محافظ (ایران ہنہار گندم) کا جس کو
تھیوفنی لیکٹس نے ساتویں خاندان کے ذمے بتلایا ہے، ملکی حدود میں سے ایک
ناظر امور ملکی کا عمدہ ہے جس کی نوعیت کسی قدر غمراہ واضح ہے۔ دوسرے حاکم
عدالت کا اور تیسرے گلکٹر اور خزانہ دار شاہی کا، یہ واضح رہے کہ تھیوفنی لیکٹس کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) :- (ثالثی ص ۴۲، بلاؤسی ص ۴۵، س ۱، بلاؤسی میں اس لفظ پر غلطی
لکھائے گئے ہیں) فارسی کے فرہنگ نگار لفظ کنارنگ کے معنی 'ملک صوبہ' کے کہتے ہیں،

حاشیہ صفحہ ۱۷ :- لے ہماری کتاب 'سلطنت ساسانیان' (ص ۱۷۰) میں اس صمد کے کاتلم اسپ بد لکھا ہے
لیکن یہ نام یقینی نہیں ہے، ہمارا خیال ہے کہ اسپ ولد بد یا اسلمہ بد زیادہ قریب صحت ہوگا، مگر دیکھو
نولنگ (ترجمہ طبری ص ۴۴) ہرٹسٹ ۱، پای گلی (فرہنگ - نمبر ۱۱) لے ہمارا خیال نہیں ہے کہ صمد
وہی ہے جس کو واستروشان سالار (ستونی مالک) کہتے تھے، طبری (ترجمہ نولنگ ص ۱۱۰) اُن بڑے بڑے
حدود کا شمار کرتے ہوئے جو وزیر ہرترسی نے اپنے تین بیٹوں کو دلو اسے لکھا ہے کہ ہنہار گندم
ہرام پنجم کے عہد میں شروع سے آخر تک واستروشان سالار کے عہدے پر مامور رہا، اگر یہ صمد موروثی
تھا تو پھر ماہ گشتب کو بڑا بیٹا ہونا چاہیے تھا، گمان یہ ہے کہ طبری سے اس بیان میں کچھ غلطی ہوئی ہے
دوسری جگہ (ترجمہ ص ۱۷۲) اس نے تین بیٹوں کو ایک اور ترتیب سے ذکر کیا ہے اور وہاں ماہ گشتب
کو سب سے چھوٹا بیٹا بتلایا ہے۔ لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ماہ گشتب سب میں بڑا تھا اور ہنہار گندم
واستروشان سالار کا عمدہ ورثے میں ملا تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ اس سے پہلے اس کا باپ ہرترسی اور
اس کا دادا وارنگ بھی اس عہدے پر مامور رہ چکے تھے۔ لیکن دینوری (ص ۵۰) لکھتا ہے کہ یزدگرد اول
کے بعد (یعنی ہرترسی کی زندگی میں) ایک شخص 'مستی گشتب' آزاد "کاتب الخراج" تھا جس سے یقیناً
واستروشان سالار مراد ہے، پس معلوم ہوا کہ جب اس عہدے پر ہرترسی کی زندگی میں ایک دوسرا شخص مامور
تھا تو ہرترسی کو یہ عہدہ کبھی نہیں ملا۔ اگر دینوری کے اس بیان کو غلط بھی کہا جائے تب بھی یہ امکان باقی
ہوتا ہے کہ ماہ گشتب کو اپنے باپ کی زندگی میں اپنے خاندان کا موروثی عہدہ کیے بغیر مل گیا؟ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶)

یہ بیان ساسانیوں کے آخری زمانے کے متعلق ہے،

یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کہ کونسا عہد کس خاندان کے ساتھ مربوط تھا، اگر عہد کے عہدے کے متعلق البتہ ہمیں علم ہے کہ وہ ساسانی خاندان سے متعلق تھا اور رسالہ فوج کی سرداری کے متعلق فرض کیا جاسکتا ہے کہ وہ خاندان اسپاہد کے ذمے تھی، چونکہ سورین اور مہران اکثر ایرانی فوج کے سرداروں کے نام ملتے ہیں اس سے شاید ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ باقی کے دو فوجی عہدے ان دو خاندانوں کی میراث میں تھے، لیکن یہ محض قیاس ہی قیاس ہے جس کے لئے ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں، ملکی عہدوں کی تقسیم کے متعلق ہمیں کسی قسم کا کوئی علم نہیں +

اگر ہم بغور ملاحظہ کریں تو معلوم ہو گا کہ موروثی عہدے جتنے تھے وہ بیک بہت اہم تھے۔ لیکن عالی ترین اور اہم ترین نہیں تھے، درحقیقت یہ اغلب معلوم نہیں ہوتا کہ سلطنت میں چوٹی کے عہدے مثلاً وزیر اعظم یا کمانڈر انچیف کا عہدہ حق وراثت سے حاصل ہوتے ہوں اور بادشاہ کے ہاتھ میں اپنے مشیروں کے انتخاب کا کوئی اختیار نہ ہو اور جب کبھی وہ کسی بڑے عہدہ دار کو برطرف کرنا چاہے تو اس کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہ ہو کہ اس کو قتل کروا کے اس کی جگہ اس کے بڑے بیٹے کو مقرر کرے۔ ساسانیوں کی سلطنت کی بنیاد خود مختار حکومت پر تھی، پس ایسی صورت حالات ان کی خود مختاری کے ساتھ کس طرح موافقت رکھ سکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو تھوڑے ہی عرصے میں

بقیہ ماثیہ صفحہ ۲۶) ۱- فرض ہے کہ ہمارا قیاس ہے کہ کلکڑ اور غزانہ شاہی کے عہدے سے مراد

دو پتھر تھیں۔ لیکن یہ سنی استونی عراق و ایران۔ اس مالی مقام عہدہ دلاؤ کر اونی گنڈیں ہی آیا ہے اور

ان کے متعلق ایک جگہ لکھا ہے کہ اسٹائن کلکڑی اسکے گھر میں جیتا تھا، (پروٹیکس، لائی گولفرج اس ۱۷۸۸)

مضد میں رسائی حاصل کرنا آسان ہوتا تھا لہذا اس کی بدولت انہیں حکومت کے
بڑے بڑے عہدے پانے کے امتیازی حقوق مل جاتے تھے۔

قدیم سوسائٹی اور خاندان ساسانی کے خاتمے کے بعد بھی مدتہائے دہاز
تک واپس صوبہ فارس میں باقی رہے، ابن حوقل دسویں صدی عیسوی میں لکھ رہا
ہے کہ فارس میں یہ بڑا اچھا دستور ہے کہ قدیم خاندانوں کے لوگوں کو اہل البیوتات
واپسٹران کی بڑی عزت کی حاتی ہے اور ممتاز گھرانوں کو احترام کی نظر سے دیکھا
جاتا ہے، ان خاندانوں میں بعض ایسے ہیں جو موروثی طور پر سرکاری محکموں (دواؤں)
کے رئیس ہیں اور قدیم الاہام سے اب تک اسی طرح چلے آتے ہیں۔ مسعودی
نے بھی اسی طرح فارس کے اہل البیوتات کا ذکر کیا ہے،

وزرگان | ساسانیوں کی تاریخ میں جس کا ایک حصہ ہمارے لئے طبری
کی تصنیف میں محفوظ رہا ہے تقریباً ہر صفحے پر بزرگان و آزادگان (العظماء
واہل البیوتات) کا نام ملتا ہے، جب کبھی کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا۔
تو بزرگان و آزادگان اہل اطاعت کے لئے اور بادشاہ کا خطبہ سننے کے لئے
جس کے ذریعے سے وہ اپنا تعارف اپنی رعایا سے کرتا تھا دربار میں جمع ہوتے
تھے، یہی تھے جنہوں نے اردشیر دوم کو تخت سے اتارا اور شاپور سوم کو قتل کر لیا۔
انہی بزرگان و آزادگان میں سے بعض تھے جنہوں نے یزدگرد قتل کی اولاد و
اعقاب کو تخت سے محروم کرنے کی شافی تھی، اور بعد میں اس کی جانشینی کے
بارے میں جو گفت و شنید مندر (شاہ حیر) کے ساتھ ہوئی وہ انہی بزرگان اور

لے ابن حوقل، طبع یورپ ص ۲۰۰ سے طبری ص ۸۴۶

ترجمہ نو لکھ ص ۵۰ و ۵۱ سے طبری ص ۸۵۸، ترجمہ نو لکھ

آزادو گمان نے کی تھی، بعض وقت العظماء والاشرافؑ کی ترکیب بھی دیکھنے میں آتی ہے، عربی میں "اہل البیوتات" اور "العظماء" اور "الاشراف" منقول ترجمہ ہیں پہلوی الفاظ "واسپہران" اور "وزرگان" اور "آزاذان" کا، بعض وقت صرف "بزرگان" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں "بزرگان" کو کس قدر اہمیت حاصل رہی ہے نیز یہ کہ ان کا نام باقاعدہ طور پر ہمیشہ جاگیرداروں (واسپہران) کے پہلو بہ پہلو لیا گیا ہے، کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ حکومت کے بڑے بڑے اعلیٰ افسر اور محکموں کے عالی ترین نمائندے تھے، زمرہ "وزرگان" میں وزراء اور حکام بالا دست بھی شامل تھے؛

آزادان | اس لفظ کا مفہوم ابھی تک اچھی طرح واضح نہیں ہوا، یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ آریا قوم کے فاتحین نے آزادان کا لقب ملک کے اہل باخندوں کے مقابلے میں جن کو انہوں نے غلام بنایا اختیار کیا ہو گا۔ رفتہ رفتہ نسلوں کا لحاظ شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے بہت سے آزاد آریائی خاندان اپنی اصالت کو کھو بیٹھے اور اپنی سابقہ بندی سے اکثر کسانوں اور شہریوں کے متوسط طبقے میں آ گئے۔

۱۸۴۶-۱۸۴۷ء میں ۱۰۶۱-۱۰۶۲ھ کے مطابق "مرکزی حکومت" کے عنوان

بعض امدنشیب و فراز بھی اس تنزل میں مؤید ہوئے۔ مثلاً جنگوں کے نتائج قرضہ اور زمین کا مسلسل حصوں میں تقسیم ہوتے چلے جانا، آدیاٹی خاندانوں میں سے جو نسبت زیادہ خالص حالت میں رہے۔ بعض ترقی کر کے واسپتور کے قلیل لیکن طاقتور مرمے میں داخل ہو گئے اور بعض اُن سے کمتر درجے کے خباہ کی جماعت میں رہے۔ یہ جماعت ساسنوں کے زمانے میں خاصی کٹھ تھی، اور سارے ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور صوبوں کی حکومت میں عمدہ دالان زیر دست انہی میں سے منتخب ہوتے تھے، غالباً ہی لوگ تھے جنہوں نے آؤان کا نام اپنے لئے محفوظ کر رکھا تھا،

غالباً اسی جماعت سے ساسنوں کی رسالہ فوج تعلق رکھتی تھی جو ان کے لشکر کا بہترین جزو تھی، تاریخ یعقوبی میں ایک جگہ جہاں پانچویں صدی کے شروع میں یزدگرد اول کے زمانے میں مراتب کی ترتیب سے بحث کی گئی ہے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ افسران لشکر کو "سوار" کہا جاتا تھا، قیاس یہ ہے کہ ان سواروں میں سے اکثر امن کے زمانے میں اپنی اپنی زمین پر زندگی بسر کرتے تھے، کھیتوں میں کاشت کرتے تھے اور کسانوں سے کام لینے میں مشغول رہتے تھے۔

یہ طبی بات ہے کہ جس قوم میں نہایت قدیم زمانے سے گھوڑوں کا شوق اور شہساری کا مذاق رہا ہو وہ سواروں کے لشکر کی طرف خاص توجہ مبذول کرے اور خباہ کے طبقہ اول کے بعد رجن کی تعداد قلیل تھی، ان کو شمار کرے۔ آگے چل کر ہم اس بات کو ملاحظہ کریں گے کہ بعد کے زمانے میں سوار کا لقب سوامیٹی میں بہت بڑی وقعت رکھتا تھا،

طبع بڑھتا، اس میں دیکھو باب ششم و نمبر ۲، دیکھو باب ہفتم،

ان کے مقابلے میں کتر و سب کے اشراف تھے جن کی طاقت ان کے
 موروثی مقامی اختیارات میں مرکوز تھی، وہ کڈک خودایان، کڈک خدایان یعنی رؤساء خانہ
 اور دہقانان (رؤساء دیہ) کہلاتے تھے، حکومت کی مشین میں دہقان بمنزلہ ایسے
 پہیوں کے تھے جن کے بغیر اس کا چلنا دشوار تھا، اگرچہ بڑے بڑے تاریخی واقعات
 میں وہ کہیں نظر نہیں آتے تاہم حکومت کے نظام اور اس کی عمارت میں وہ ایسی
 مستحکم بنیاد کی حیثیت رکھتے تھے جس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہو سکتا، دہقان
 پانچ جماعتوں میں منقسم تھے جن میں سے ہر ایک کا ایک امتیازی لباس تھا، محل اجتماع
 میں دہقان کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ رئیس تھے، زمینوں اور گاؤں کے مالک
 تھے، لیکن اکثر حالتوں میں دہقان کی موروثی اراضی کا رقبہ کچھ بہت زیادہ نہیں
 ہوتا تھا اور بعض وقت تو اس کی حیثیت بس اس سے زیادہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ
 اپنے گاؤں کا سب سے بڑا کسان ہوتا تھا، لہذا کسانوں کی آبادی میں دہقان کا وہ
 رتبہ نہ تھا جو امراے جاگیر دار کا تھا، اس کی حیثیت یہ تھی کہ وہ سرکاری علاقے کی
 لے دیکھو ہرٹسلفٹ: پانی تھی (فرہنگ - نمبر ۵۶-۵۷)، بارہتولی: قرون وسطی کی ایرانی زبان کے
 متعلق معلومات: (جرمن)، ج ۱، ص ۳۲، بعد، اس سیاسی اور معاشرتی جماعت کا نام قدیم زمانے
 کے مان بد کا مترادف ہے جو مذہبی کتابوں میں مذکور ہے (دیکھو اوپر، ص ۱۰)، اشکانی زمانے
 میں شہزادے کڈک خودای کہلاتے تھے (دیکھو ص ۱)، لے حمدسانی کے آخر میں دہقان کا
 کالقبہ بظاہر زیادہ وسیع معنوں میں استعمال ہونے لگا تھا اور حمد اسلامی میں بھی اس کا استعمال جاری رہا، متعلق
 کی جامعہ کو اسانوی بادشاہ پورنگ کے بجائی وکیزو کی نسل سے بتلایا جاتا ہے، دیکھو کرشن سین: ایران کی
 اسانوی تاریخ میں اولین انسان اور اولین بادشاہ: ص ۱۲۴، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۱
 لے مروج الذہب، ج ۱، ص ۲۴۱، لے دیکھو ترجمہ شاہنامہ از مول ج ۱، ص ۱۰، اس تعریف کی رو سے
 دہقان دیہا جو ہندوستان میں شاکر ہے (مترجم)، لے فولک، ترجمہ طبری ص ۴۴،

زمینوں کے کاشتکاروں میں گورنمنٹ کا نامزدہ تھا اور اس حیثیت سے اس کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ کاشتکاروں سے لگان یا معاملہ وصول کرے، دہقانوں کو معلومات اراضی اور رعایا کے متعلق حاصل نہیں انہی کی بدولت یہ ممکن تھا کہ لگان کامیابی کے ساتھ باقاعدہ وصول ہوتا رہتا تھا جس سے دربار کے تزک و احتشاً اور جنگوں کے گراں مصارف پورے ہوتے رہتے تھے باوجود اس کے کہ ایران کی زمین بالعموم کچھ زیادہ زرخیز نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ عرب فاتحین نے جب تک دہقانوں کی معاونت حاصل نہ کی وہ ایران سے اتنا مالیہ وصول نہ کر سکے جتنا کہ ساسانیوں کے وقت میں وصول ہوتا تھا،

مرکزی حکومت کا نظم و نسق

وزیر اعظم

مرکزی حکومت کا صدر وزیر اعظم تھا جس کا لقب شروع میں ہزار بدتھا۔ بنامنشیوں کے زمانے میں ہزار پتی بادشاہ کی محافظ فوج کے دستے کا افسر ہوتا تھا جس میں سپاہیوں کی تعداد ایک ہزار تھی، اس زمانے میں یہ افسر سلطنت کے اولین عہدہ داروں میں شمار ہوتا تھا اور بادشاہ اُسی کے توسط سے سلطنت کا نظم و نسق کیا کرتا تھا، یہ نام اشکانیوں کے زمانے میں محفوظ رہ کر ساسانیوں کے عہد میں پہنچا،

لے یعنی دیو جہند و ستلن میں گاؤں کا نبودار یا ٹپل کرتا ہے (مترجم لے وکیو فان فلوٹن) (Van Flotun)

اسٹروٹم کی شاہی ایکٹدی کی روشداد، ۹۷ء ص ۱۳ بعد، لے بقول نیپوس (مؤرخ لاطینی) اس کا رتبہ شہنشاہ

کے بعد دوسرے درجے پر تھا، سکندر کے ہاں پہلے بیفائیتوں (Pentarches) (راتی حاشیہ صفحہ ۳۷)

ارمنی مؤرخ ایران کے وزیر اعظم کو "ہزارپت ورن ایش" کہتے ہیں جس کے معنی "محافظ دربار ایران" کے ہیں، ایک خط میں جو اہل آرمینیا نے یزدگرد دوم کے وزیر اعظم ہرنزیسی کو لکھا اس کے القاب میں "ہزارپت ایران وغیر ایران" کا لقب شامل کیا، لیکن جب اسی وزیر اعظم نے ارمنیوں کو خط لکھا تو اپنا لقب "وزرگ فرمازار ایران وغیر ایران" تحریر کیا، بطری سے ہم کو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ماضیاط طور پر اس کا لقب یہی تھا اور سعودی اور یعقوبی کے ان بعض عبارات ایسی ہیں جن سے اس امر کی کافی طور سے تائید ہوتی ہے کہ عہد ساسانی کے آخر تک وزیر اعظم کا لقب "وزرگ فرمازار" ہی تھا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے علاوہ اس کو "در اندرزبد" (مشر دربار) بھی کہا جاتا تھا:

وزیر اعظم کے عہدے پر جو لوگ مامور رہے ان میں سے ایک تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳: - اور اس کے بعد پڑا اس کا عہدہ (ہزاربد) (Cassandre)

کے عہدے پر مامور تھا، پہلی سیرکون (Cassandre) کو ہزاربد کا عہدہ دیا گیا، اس پر مؤرخ ڈیوڈ روس (۴۰۱، ۱۸) مزید اطلاع دیتے ہوئے

(Cassandre) کو ہزاربد کا عہدہ دیا گیا، اس پر مؤرخ ڈیوڈ روس (۴۰۱، ۱۸) مزید اطلاع دیتے ہوئے

لکھتا ہے کہ شاہان ایران کے ہاں ہزاربد مجازاً درجہ سب سے اونچا عہدہ ہے (مارکونٹ، رسالہ نیوگوس ج ۵۵)

ص ۲۰۰، پانی گلی کے کتبے میں بھی ہزاربد کا لقب مذکور ہے (فرنگ، نمبر ۳۸۲)۔

حاشیہ صفحہ ۱۸۰: - لے شاہ ایران کے لقب کی مائیت سے خوشنشاہ ایران و آن ایران تھا، ارمنی زبان میں اس کو

"وزرگ ہرنزیسی" لکھا ہے، (ہرنزیسی، ارمنی گرامر ج ۱ ص ۱۸۲-۱۸۳)۔ وزرگ فرمازار کے معنی فرماں روا کے ہرنزیسی یا حاکم اعلیٰ

کے ہیں، فرمازار (بدون کلہ وزرگ) مذہب زرتشتی میں ایک اونچے درجے کا دینی عہدہ دار تھا لیکن اسکے فرائض

کا حال صحیح طور سے معلوم نہیں، (ویٹس، متون پہلوی ج ۱ ص ۱۴۵، ج ۲ ص ۱۵۲، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶

اہرہام کا نام معلوم ہے جو اردشیر اول کا وزیر تھا، یزدگرد اول کے زمانے میں خمریزید گرد تھا، خمریزی ملقب بہ "ہزار بندگ" (ہزار غلاموں والا) یزدگرد اول اور بہرام پنجم کا وزیر اعظم تھا، سورین پنہلو بہرام پنجم کے زمانے میں اس عہدے پر مامور تھا، وزیر گ فرمازار کے اختیارات اور وسعت اقتدار کے متعلق ہمارے پاس اطلاعات بہت کم ہیں، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا فرض منصبی بادشاہ کی نگرانی میں امور سلطنت کا سرانجام تھا لیکن اکثر اوقات وہ اپنی رائے سے معاملات کو طے کرتا تھا اور جب کبھی بادشاہ سفر میں یا کسی مہم پر ہوتا تو وہ اس کا قائم مقام ہوتا تھا، بیرونی ممالک کے ساتھ سیاسی گفت و شنید کا کام بھی اسی کے ذمے تھا اور اگر ضرورت پڑے تو وہ سالار لشکر بھی ہو سکتا تھا، خلاصہ یہ کہ بادشاہ کا مشیر خاص ہونے کی حیثیت سے نظام حکومت کا جزو و کل اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ ہر معاملے میں دخل دینے کا اہل تھا، وزیر گ فرمازار جو کامل معیار کا ہوتا تھا وہ تہذیب و شائستگی میں بے نظیر، اخلاقی قوت میں متاثر اپنے ابنائے زمانہ میں فائق، جامع خصال حمیدہ، صاحب حکمت نظری و عملی، اور دانائی و فرزانگی میں یکساں ہوتا تھا، اس کی شخصیت ایسی طاقتور ہوتی تھی کہ جب کبھی بادشاہ عیاشی اور بدکرداری میں مبتلا ہو جاتا تو وہ اس کو اپنے ذاتی اثر

لے طبری ص ۸۱۶، کرشن سین، *Acta Orientalia* ج ۱۰ ص ۴۲، بہرام پنجم کا نام علاوہ وزیر اعظم کے اگر کبھی بھی تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساسانی خاندان سے تھا، لے لاپور (*La Por*) ص ۱۹۰، لے طبری ص ۸۲۹، لے لازار فرنی (مؤرخ اڑبی)، طبع لاٹکوا، ص ۲۰۰، لے طبری ص ۸۲۹، ترجمہ فولنگر ص ۱۰۶، لے طبری ص ۸۲۹، ترجمہ فولنگر ص ۱۰۶، لے لیکن چھٹی صدی کے دوران میں وزیر گ فرمازار کے اختیارات کم ہو گئے تھے، دیکھو باب ششم و نمبر ۲، لے طبری ص ۸۲۹، لے جونز کہ وزیر گہر یزدگرد کا تھا، دیکھو کرشن سین (*Acta Orientalia*) ج ۸ ص ۸۱، بہرام

راہ ہدایت کی طرف لاتا تھا۔

وزیر اعظم کا عہدہ جس شکل میں کہ وہ زمانہ خلافت اسلام میں تھا اور اس کی وہی شکل تمام اسلامی سلطنتوں میں برقرار رہی، استقماً دولت ساسانی سے اخذ کیا گیا تھا۔ اور فضلاء عرب جنہوں نے سیاسی نظریئے قائم کئے وزیر اعظم کے عہدے کے متعلق جو اصولی باتیں لکھتے ہیں وہ ساسانیوں کے وزرگنہ دار پر عین صادق آتی ہیں، بقول ماوردی وزیر اعظم تمام وہ اختیارات رکھتا ہے جو خلیفہ کے ہیں، صرف اتنی بات اس پر واجب ہے کہ وہ خلیفہ کو اپنے تمام انتظامات سے آگاہ کرتا رہے تاکہ اس کی زیر دستی اور اطاعت کا اظہار ہوتا رہے۔ دوسری طرف خلیفہ کا یہ فرض ہے کہ وزیر کے جملہ افعال کی نگرانی کرے، وزیر کے اختیارات صرف تین باتوں میں محدود تھے، اول یہ کہ اس کو اپنا جانشین یا نائب خود مقرر کرنے کا حق حاصل نہ تھا، دوسرے وہ مجاز نہ تھا کہ اپنے کام سے علیحدگی اور خانہ نشینی کی اجازت لوگوں سے طلب کرے کیونکہ وہ بادشاہ کا کارندہ ہے نہ کہ لوگوں کا، تیسرے اس کو خاص اجازت کے بغیر یہ اختیار نہ تھا کہ کسی ایسے عہدہ دار کو جسے بادشاہ نے مقرر کیا ہو برخواست کر کے اس کی جگہ دوسرا آدمی تعینات کرے، ان تین باتوں میں سے دوسری کے متعلق صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ عہد خلافت میں پیدا ہوئی جس کی بنا جمہوری حکومت پر مبنی، پس خلاصہ یہ کہ وزرگ فرما دار کو شہنشاہ ایران سے وہی تعلق تھا جو زمانہ مابعد میں وزیر اعظم کو خلیفہ سے تھا۔ عربی کتاب موسومہ ”دستور الوزراء“ میں لکھا ہے کہ شاہان ایران تمام بادشاہوں سے بڑھ کر اپنے

۱۔ طبری، ص ۸۴۶، ۲۔ انکار (۱۸۵۷ء)، رسالہ انجمن شرقی آلمانی، ج ۱۳، ص ۲۴۰۔

۳۔ ابض، ص ۲۴۲۔

وزراء کا احترام کرتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ وزیر وہ شخص ہے جو ہماری حکومت کے معاملات کو سمجھاتا ہے، وہ ہماری سلطنت کا زیور ہے وہ ہماری زبان گو یا ہے وہ ہمارا اختیار ہے جو ہر وقت مہیا ہے، تاکہ ہم اس سے دور و دور کے ملکوں میں اپنے دشمنوں کو ہلاک کریں" ۱

نظام مذہب یا قبیلے زرتشتی

مچوس (ہیماخان)، اصل میں میڈیا کے ایک قبیلے یا اُس قبیلے کی ایک خاص جماعت کا نام تھا جو غیر زرتشتی مزوایت کے علماء مذہب تھے جب مذہب زرتشت نے ایران کے مغربی علاقوں ہیڈیا اور فارس) کو تسخیر کیا تو مغسان اصلاح شدہ مذہب کے دوسرے روحانی بن گئے، اوستا میں تو یہ علماء مذہب آذروان کے قدیم نام سے مذکور ہیں لیکن اشکانیوں اور ساسانیوں کے زمانے میں وہ معمولاً منج کھلاتے تھے۔ ان لوگوں کو ہمیشہ قبیلہ واحد کے افراد ہونے کا احساس رہا اور لوگ بھی ان کو ایک ایسی جماعت تصور کرتے تھے جو قبیلہ واحد سے تعلق رکھتی ہے اور خداؤں کی خدمت کے لئے وقف ہے" ۲

عہد ساسانی میں علمائے مذہب امرائے جاگیردار کے دوش بدوش چلتے رہے اور جب کبھی ضعف و انحطاط کا دور آجاتا تھا تو یہ دونو جماعتیں بادشاہ کے خلاف ایک دوسرے کی مؤید ہو جاتی تھیں۔ لیکن ویسے یہ دو گروہ بالکل ایک دوسرے سے الگ تھے اور ہر ایک کی اپنی اپنی ترقی کا راستہ جدا تھا،

۱۔ ایضاً ص ۲۴۰، ۲۔ کریسٹن سین، مضمون بعنوان "ایرانیان" و کتابچہ علوم قدیمہ، سلسلہ سوم، حصہ

جہاں تک ہمیں علم ہے ساسانیوں کے زمانے میں امرا کے بڑے بڑے گھرانوں میں سے کوئی شخص موبدان موبد نہیں بنایا گیا، موبدوں کا انتخاب ہمیشہ قبیلہ مغان میں سے ہوتا تھا جس کی تعداد طبعی طور سے صد ہا سال کے زمانے میں بہت بڑھ گئی تھی؛ طائفہ مغان نے بھی ایران کی شاندار افسانوی تاریخ میں سے اپنا ایک شجرہ نسب تیار کیا جو سبجاء کے عالی خاندانوں کے شجرے کے مقابلے پر تھا، ساسانیوں نے اپنا نسب (بواسطہ ہخامنشیان) کوئی ہشتائپ تک پہنچایا جو زرتشت کا مرنی تھا، اور اکثر دوسرے عالی خاندانوں نے بھی (بواسطہ اشکانیان) اپنا مورث اعلیٰ اسی کو قرار دیا، اس کے مقابلے پر موبدوں کا جبراً اعلیٰ شاہ افسانوی منش (منوچہر) قرار پایا جو اساطیری خاندان پردات سے تھا کہ وشتاسپ سے بہت زیادہ قدیم ہے؛

طبقہ علماء مذہب اپنے دنیاوی اقتدار کو ایک مقدس اور مذہبی رنگ دیتے تھے اور اس ترکیب سے وہ ہر شخص کی زندگی کے اہم معاملات میں دخل دے سکتے تھے، گویا یوں کہنا چاہیے کہ ہر شخص کی زندگی ہمسے لحد تک ان کی نگرانی میں بسر ہوتی تھی، مؤرخ اگاتھیانس لکھتا ہے، کہ "فی زمانہ ہر شخص ان کا (مغان) کا احترام کرتا ہے اور بے تعظیم کے ساتھ پیش آتا ہے، پبلک کے معاملات ان کے مشوروں اور پیشینگوئیوں سے طے ہوتے ہیں اور لوگوں کے باہمی تنازعات کا وہ غور و فکر کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں، اہل فارس کے نزدیک

طے آتے نہیں لکھا ہے کہ زندان داد پسر ہزسی کو جو خاندان سپند یاد سے تھا ہیربدان ہیربد بنایا گیا تھا، لے شیمہ سوسائٹی میں سیدوں کی تعداد بھی اسی طرح بڑی ہے، لے دیکھو ایرانی بندویشن (طبع انکساریا) کا انگریزی ترجمہ ازولیشٹ (باب ۲۳)، خاندان تارین کا شجرہ نسب جو طبری نے دیا ہے (ص ۸۷-۸۸)، اس کی رو سے اس خاندان کا جبراً اعلیٰ بھی ہی منش چتر ہے، لے ج ۲، ص ۲۶،

کوئی چیز مستند اور جائز نہیں سمجھی جاتی جب تک کہ ایک مُنغ اس کے لئے جواز کی سند نہ دے۔“

موبدوں کا رسوخ اور اثر محض اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کو روحانی اقتدار حاصل تھا یا یہ کہ حکومت نے ان کو فصل خصوصیات کا کام دے رکھا تھا یا یہ کہ وہ پیدائش اور شادی اور تطہیر اور قربانی وغیرہ کی رسموں کو ادا کراتے تھے۔ بلکہ ان کی زمینوں اور جاگیروں اور اس کثیر آمدنی کی وجہ سے بھی جو انہیں مذہبی کفاروں اور زکوٰۃ اور نذر نیازی رقموں سے ہوتی تھی، اور پھر اس کے علاوہ انہیں کامل سیاسی آزادی حاصل تھی۔ یہاں تک کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حکومت کے اندر اپنی حکومت بنا رکھی تھی، شاپور دوم کے زمانے تک میڈیا اور بالخصوص ایٹروپین (آذربائیجان) مغول کا ملک سمجھا جاتا تھا، وہاں ان لوگوں کی زر خیر زمینیں اور پُر فضا مکانات تھے جن کے گرد حفاظت کے لئے کوئی دیوار نہیں بنی ہوتی تھی؛ اپنی ان زمینوں پر یہ لوگ اپنے خاص قوانین کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے بغرض یہ کہ روسائے مغان کے قبضے میں بلاشبہ بڑی بڑی املاک اور جاگیریں تھیں،

موبدان زرتشتی کی کلیسا کی حکومت میں مراتب کا ایک سلسلہ تھا جو نہایت منظم اور مرتب تھا لیکن اس کے متعلق ہمارے پاس صحیح اطلاعات موجود نہیں ہیں، طائفہ محوس (جن کو مغان یا مگو آں یا مگو خان لکھا جاتا ہے) پیشوایان مذہب میں کتر درجے کے تھے، لیکن تعداد میں کثیر تھے، بڑے بڑے آتشکدوں کے رئیس مغان مُنغ کہلاتے تھے، جس کو مگو آں گو یا مگو مگو آں بھی

لے مطلب یہ ہے کہ انہیں حفاظت کے لئے دیوار کی حاجت نہ تھی بلکہ ان کا تقدس ان کا محافظ تھا،

لکھا جاتا ہے، ان سے اوپر کا طبقہ موبدوں (گوپت) کا تھا، تمام سلطنت ایران کلیسائی اضلاع میں منقسم تھی جن میں سے ہر ایک ضلع ایک موبد کے ماتحت تھا، بہت سے نگینے آج موجود ہیں جن پر موبدوں کے نام اور تصویریں کندہ کی ہوئی ہیں مثلاً ایک نگینے پر خسروشاہ ہرمز کے موبد پابگ کا نام لکھا ہوا ہے، ایک پر ویدشاہ پور موبد اردشیر خورہ کا، اسی طرح فخر شاہ پور موبد ایران خورہ شاہ پور، بافرنگ موبد میشان وغیرہ،

تمام موبدوں کا رئیس، غلے جس کو زرتشتی دنیا کا پوپ کہنا چاہیے موبدان مجید تھا، تاریخ میں پہلی دفعہ اس کلیسائی عہدے کا ذکر وہاں آیا ہے۔ جہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ اردشیر اول نے ایک شخص کو جس کا نام شاید ماداذقا موبدان مجید مقرر کیا، ممکن ہے کہ یہ عہدہ اس سے پہلے بھی موجود رہا ہو لیکن اس کی غیر معمولی اہمیت اسی وقت سے ہوئی جب سے کہ مزداہیت کو حکومت کا مذہب قرار دیا گیا۔

ماہ داذ کے علاوہ اور جو لوگ موبدان موبد کے عہدے پر سرفراز رہے ان میں سے ایک تو بہنگ کا نام معلوم ہے دوسرے اس کا بانشین آذید مزدا تھا، یہ دونوں شاہ پور دوم کے عہد میں تھے، اس کے بعد بہرام پنجم کے زمانے میں مہوراز مہر آگاوید اور مہر شاہ پور تھے اور خسرو اول (اردشیر اول) کے عہد میں لہ دیکھو مہر آگے بافرنگ و نوآذ، بافرنگ آتہن آذ گشنپ کا سخا بنغ تھا۔ د آتہن آذ گشنپ کے

متعلق دیکھو باب سوم، ہرٹسفلٹ، پانی ٹکلی ص ۸۲، لہ یونانی اور لاطینی مصنف لفظ گئوس (gōios) سے بلا امتیاز نسخ اور موبد دونوں مراد لیتے ہیں۔ برعکس اس کے عربی اور فارسی تصانیف میں لفظ موبد مذہب زرتشتی کے تمام کلیسائی مراتب پر ملوئی ہے، لہ ہرٹسفلٹ، پانی ٹکلی، ص ۷۹-۸۱، لہ طبری ص ۸۱۶،

کرٹس ہین (Ota Orientalia) ج ۱ ص ۴۹-۵۰، لہ بندیشن (زبور ویٹ باب ۱۳۳، متن طبع انکساریا ص ۶۳۶،

آزاد مذہب و مہدان موبد تھا۔

تمام امور کلیسیائی کا نظم و نسق موبدان موبد کے ہاتھ میں تھا، دینیات اور عقائد کے نظری مسائل میں فتوے صادر کرنا اور مذہبی سیاسیات میں عملی معاملات کو طے کرنا اسی کا کام تھا۔ کلیسیائی عمدہ داروں کو یقیناً وہی مقرر کرتا تھا اور وہی معزول کرتا تھا۔ دوسری طرف خود اس کا اپنا تقریر جیسا کہ بہت سی علامات سے ظاہر ہے، بادشاہ کے اختیار میں تھا، جب کبھی ملک کے کسی جھٹے میں مروجہ مذہب کے خلاف مخالفت کا ہنگامہ برپا ہوتا تھا تو وہ تحقیقاتی کمیشن کے مقرر کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرتا تھا، تمام مذہبی معاملات میں وہ بادشاہ کا مشیر ہوتا تھا، اور روحانی مرشد اور اخلاقی رہنما ہونے کی حیثیت سے سلطنت کے تمام معاملات میں وہ غیر معمولی طور پر اپنا اثر ڈال سکتا تھا۔

آتشکدوں میں مراسم نماز کا ادا کرنا جس کے لئے خاص علم اور عملی تجربے کی ضرورت تھی میر بدوں سے متعلق تھا، میر بد وہی لفظ ہے جو اوستا میں آئینشر پاتی ہے، خوارزمی نے میر بد کی تعریف "خادم النار کی ہے، طبری نے لکھا ہے کہ خسرو دوم (پرویز) نے آتشکدے تعمیر کرائے جن میں اس نے پہلے ہر

لہ "دقائق شہدائے ایران" (انتخابات از ۱۳۵۵ھ) ص ۲۱۲۔ دیکھو باب ششم،

طبری ص ۹۹۵، ۱۰۰۰۔ شاہنشاہ فردوسی میں موبد اور موبدان موبد جو اہم فرائض انجام

دیتے ہیں وہ قابل توجہ ہیں۔ نیز دیکھو نمانیہ (ص ۲۷۴-۲۸۰) جہاں موبدان موبد شاہ متوفی کا وصیت نامہ

مرتب کرتا ہے اور پھر اس کے جانشین بیٹے کو چم کر سنانا ہے۔ تاریخ کے خاص خاص زمانوں میں

بادشاہ کے انتخاب میں موبدان موبد کو جو دخل تھا اس کے متعلق دیکھو باب ششم، طبری کے ایک

مقام (ص ۸۶۲) سے پتہ چلتا ہے کہ موبدان موبد بادشاہ کے گنہوں کے اعتراف کی سماعت بھی کرتا

تھا، دیکھو باب ششم،

مقام (ص ۸۶۲) سے پتہ چلتا ہے کہ موبدان موبد بادشاہ کے گنہوں کے اعتراف کی سماعت بھی کرتا

4043

ہیریدز مزد و مناجات کے لئے مقرر کئے۔ ہیرید کے عہدے کی جو حرمت و توقیر ہوتی تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ ساتویں صدی میں جب عربوں نے فارس کو فتح کیا تو اس وقت اس صوبے کا حاکم ایک ہیرید تھا جو گویا دین و دنیا کی حکومت کا جامع تھا۔

ہیریدوں کا رئیس اعلیٰ ہیریدان ہیرید تھا جو کم از کم عہد ساسانی کے خلاصہ ناص زمانوں میں سوبدان موبد کے بعد سب سے بڑے صاحب منصبوں میں شمار ہوتا تھا۔ ہیریدان ہیرید جو تاریخ میں مذکور ہیں ان میں ایک تو منشر ہے جو کلیسائے رومی کی تنظیم میں اردشیر اول کا معاون تھا، ایک زروان داڈپہر ہنزی ہے جس کو بقول طبری "اس کے باپ نے مذہب و شریعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ طبری کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حاکم شریعت کے فرائض بھی ہیریدان ہیرید انجام دیتا تھا اور مسعودی نے توصات صاف لکھا ہے کہ ہیرید بحیثیت حکام عدالت قانونی فیصلے صادر کیا کرتے تھے۔

کلیسائے زرتشتی کے دوسرے عہدہ دار جن کے فرائض کو ہم صحیح طور سے معین نہیں کر سکتے زردبذ (استاد عل) اور دشتوز تھے، دشتوز غالباً مسائل مذہبی مابہر کو کہتے تھے۔ گویا ایک طرح کا فقیہ جس کی طرف لوگ شریعت کے پیچیدہ مسائل کو

لے جاتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تعداد بہت مبالغہ کمیز ہے یعقوبی نے ہیرید کے معنی قیم النار بتلائے ہیں (طبع بڑھتا، ج: ۱، ص: ۲۰۲) آگے چل کر معلوم ہو گا کہ بادشاہ کے سامنے آتش مقدس کے بجائے کا اعلان ہیریدان ہیرید ہی نے کیا تھا، آتشکدوں کے متعلق جملہ تفصیل دیکھو باب ششم میں، آتش دیکھو ضمیمہ ۲، ص: ۲۵-۲۶، نیز دیکھو آگے باب سوم، ص: ۸۶۹، مروج الذهب، ج: ۱، ص: ۱۵۶، آتش

(Benardis) رسالہ "تبصرہ مطالعات ارمی" (زبان فرانسیسی)، ج: ۹، ص: ۱۰،

حل کرانے کے لئے رجوع کرتے تھے، ایک اور اعلیٰ عہدہ مغان اندرزبذ یا
مگومان اندرزبذ (معلم مغان) کا تھا؛

یہ مذہبی عہدہ دارماتہ الناس کے ساتھ اپنے تعلقات میں جو فرائض انجام
دیتے تھے وہ متعدد اور مختلف تھے، مثلاً مراسم تطہیر کا ادا کرانا، گناہوں کے
اعتزافات کو سنا اور ان کو معاف کرنا، کفاروں کا تجویز کرنا، ولادت کی مقررہ رسوم
کا انجام دلوانا، رشتہ مقدس یعنی زنار رگستیک کا باندھنا، شادی اور جنازہ اور
مختلف مذہبی تہواروں کے مراسم کی نگرانی وغیرہ، اگر اس بات کو دیکھا جائے کہ
کس طرح مذہب روزانہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے واقعات میں بھی مداخلت
کرتا تھا اور یہ کہ ہر شخص دن اور رات میں کتنی دفعہ ذرا سی غفلت پر گناہ اور سجاست
میں پکڑا جاتا تھا تو معلوم ہوگا کہ مذہبی عہدہ کوئی بے کام کی نوکری نہ تھی۔ حقیقت
یہ ہے کہ ایک شخص جس کو بزرگوں سے کوئی مال یا جائیداد ترکے میں نہ ملی ہو
مذہبی پیشہ اختیار کر کے اپنے متفرق مشاغل کی بدولت باسانی صاحب ثروت
بن سکتا تھا، ان مذہبی عہدہ داروں پر واجب تھا کہ دن میں چار دفعہ آفتاب کی
پرستش کریں، اس کے علاوہ چاند اور آگ اور پانی کی پرستش بھی ان پر فرض تھی،

لہٰذا اردشیر اول نے اوستا کے متن کو معین کرانے کے لئے سلطنت کے تمام دستوروں اور عہدوں
کو جمع کیا تھا، بعض وقت لفظ دستور عام معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اس کا اطلاق جامعہ علماء
زرشتی کے تمام افراد پر ہوتا ہے، مثلاً ایلیرے، دیکو، یوہشٹن (اڑنی گرامر - ج ۱ ص ۹۹)، یوہشٹن ص ۵۰۔

۵۱، (وہ پناہ مگومان اندرزبذ)، "مُس مغان" یعنی رئیس مغان کا ایک عہدہ، عربوں کی فتح کے وقت ہندو
میں تھا اور اسلامی زمانے میں ڈیرہ سوریس تک قائم رہا، لیکن یہ عہدہ ساسانیوں کے آخری زمانے میں وجود
میں آیا تھا، (مارک کٹ، "ایڈ انشور" ص ۱۳۸)، تہ مردوں کو دفن میں لے جا کر چھوڑ آنے کے متعلق ہم اوپر
لکھ چکے ہیں (ص ۱ - تہ دین کرد، ج ۱ ص ۴۴)۔

ان کے لئے ضروری تھا کہ سونے اور جاگنے اور نہانے اور زنا رہا نہ مٹنے اور
 کھانے اور چھپکنے اور بال یا ناخن ترشوانے اور قضا نے حاجت اور چراغ جلانے
 کے وقت خاص خاص دعائیں پڑھیں، انہیں حکم تھا کہ ان کے گھر کے چلے
 میں آگ کبھی بجھنے نہ پائے، آگ اور پانی ایک دوسرے کو چھونے نہ پائیں، دھاتا
 کے برتنوں پر کبھی رنگ نہ آنے پائے کیونکہ دعائیں مقدس ہیں۔ جو شخص کسی میت
 یا حائضہ عورت یا زچہ کو (خصوصاً جس نے مردہ بچہ جنا ہو) چھو جائے اس کی ناپاکی
 کو دور کرنے کے لئے جو رسوم، قواعد تھے ان کا پورا کرنا حد سے زیادہ پُر زحمت
 اور تنکادینے والا تھا، از روگ ویراز نے جو بہت بڑا صاحب کشف تھا، جب
 عالم رویا میں دوزخ کو دیکھا تو وہاں قاتلوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں اور لوہٹ
 کرنے والوں اور دوسرے مجرموں کے علاوہ ایسے لوگ بھی دیکھے جن کا گناہ یہ تھا
 کہ انہوں نے زندگی میں گرم پانی سے غسل کیا تھا یا پانی اور آگ میں ناپاک چیزیں
 پھینکی تھیں یا کھانا کھانے میں باتیں کی تھیں یا مردوں پر روئے تھے یا بے جوتوں
 کے پھیل چلے تھے،

ان مذہبی پیشواؤں کے رتبے اور مقام کے متعلق جملہ تفصیل کتاب
 ہیر بدستان (قانون نامہ کلیساوی) اور ہیرنگستان (قوانین رسوم مذہبی) میں مسطور ہیں،
 یہ دونوں کتابیں بُن پارمٹشک کے دو باب ہیں جو ساسانی اوستا کی گم شدہ جلدوں
 میں سے ایک ہے، ہیر بدستان میں منجملہ اور باتوں کے علماء مذہب کو دیہات و
 قصبہات میں مذہبی تعلیم دینے اور مراسم عبادت ادا کرانے کی غرض سے بھیجنے
 کے مسئلے پر بحث ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اُن کو اپنی غیر حاضری میں اپنی زمین کی

نشانوں کا غلامہ دینا کہو (۱۸۰۸ء) میں دیا ہے، دونوں بابوں کا کچھ حصہ آج بھی باقی ہے، ہیرنگستان (ہاپ فوڈونگ)

تصحیح و ترمیم و ترمیم (۱۸۰۸ء) ترجمہ انگریزی از ہنری (۱۸۱۵ء)،

کاشت لکھیا انتظام کرنا چاہیے، پھر اس بات پر بحث ہے کہ خاص حالات کے اندر مراسم عبادت میں ادلو کے لئے کسی عورت یا بچے کی خدمات سے کیونکر مستفید ہونا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ، ہپارم نسک کے ایک اور باب میں اس امر پر بحث ہے کہ زوتر کو (جو آتشکدہ میں آگ کے روبرو نماز ادا کرانے کا پیش نام ہوتا ہے) کیا اُجرت دینی چاہیے۔ اس کے علاوہ اسی قسم کے دوسرے کھسائی مراسم پر بحث ہے، دیہات میں کسانوں پر یہ بات واجب کی گئی تھی کہ معلم مذہب کو کھلانے پلانے اور اس کی باقی تمام ضروریات کے کفیل ہوں۔

پیشوایان مذہب کا صرف یہی فرض نہیں تھا کہ وہ مراسم کو ادا کرائیں بلکہ لوگوں کی اخلاقی رہنمائی اور روحانی حکومت بھی ان کے ذمے تھی، اور پھر تعلیمات کا سارا سلسلہ (ابتدائی درجے سے لے کر اعلیٰ درجے تک) ان علماء مذہب ہی کے ہاتھ میں تھا کیونکہ صرف یہی لوگ تھے جو علوم زمانہ کے تمام شعبوں پر حاوی تھے، کتب مقدسہ اور ان کی تفاسیر کے علاوہ غالباً ایک کافی تعداد شریعت اور دینیات کی کتابوں کی موجود ہوگی۔ ایلیز سے لے کر ایک موبد کا ذکر کیا ہے جس کو علوم دینی میں تبحر کی وجہ سے ہمگ دین (مذہب میں عالم کامل) کا پُر توفیر لقب دیا گیا تھا۔ اس نے قانون کی وہ پانچ کتابیں برہمنی تھیں جن میں منوں کے تمام عقاید درج ہیں یعنی ائیر تک اش۔ پوزیت، پہلوگ (مجموعہ قوانین ملی)

۱۔ غازی تفصیل دیکھو باب سوم میں، ۱۷ دین کرو (۲۰۰۳۱۰۸) ۲۔ دین کرو (۱۶۰۳۱۰۹)، ۳۔ محمد مجتہد،

۴۔ علامہ ستراف (ترجم)، ۵۔ یہ ازمنی شکل ہے جس کی ترمیم شاید پہلی لفظ استریش چھاپہ جس کے

نئی کمیشن "عقائد دینی کا لال مجومہ" ہوئے، ۶۔ پہلی بڑبڑت یعنی "کردہ گناہوں کا اعتراف" گناہوں

۷۔ اعتراف کا دستور عہد ساسانی کی بدعت تھی جو بظاہر عیسائیت یا مانویت کے اثر میں پیدا ہوئی۔ دیکھو

زندی (Pictorial) کا مضمون دریا دار نامہ مودی (Kadi Memorial Volume) ص ۲۷۷

مالیات

واستروپوشان سالاروں میں سے جو تاریخ میں مذکور ہیں، ایک تو
گُشنپ آوار ہے جو ہزارم پنجم کی تخت نشینی سے پہلے گدراہے، ایک

ماہ گشتب پسر تہرزی ہے اور ایک یزدین ہے جو مذہباً عیسائی تھا اور خسرو دوم
بربر ویزا کے عہد میں تھا؛

محکمہ مالیات کے اعلیٰ افسروں میں ایک تو آملکار تھے جن کو کلکٹر یا
محاسبین اعلیٰ کہنا چاہیئے، ایک اعلیٰ عہدہ ایران آملکار کا تھا جو غالباً وزیر خزانہ
کا قائم مقام تھا، لیکن ہم اس بات کو ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتے کہ وہ اسٹریٹن ہار
کے مقابلے پر اس کے فرائض منصبی کیا تھے۔ پھر ایک عہدہ در آملکار کا تھا یعنی
دربار یا محل شاہی کا محاسب اعلیٰ، ایک واسپتران آملکار تھا جو واسپتروں
کی جاگیروں سے سرکاری لگان وصول کرتا تھا، اور ایک شہر نو آملکار تھا جو
غالباً صوبجات کی حکومت کا محاسب تھا، ایک عہدہ آذربندگان آملکار بھی سننے
میں آیا ہے جو صوبہ آذربایجان کا محصل تھا؛

بادشاہ کا خراجی غالباً گنہ روزہ کہلاتا تھا، ہر شغل کا خیال ہے کہ کمال
کے محافظ کو گنبد کہتے تھے؛

گورنٹ کی آمدنی کے بڑے بڑے ذرائع خراج اور شخصی ٹیکس تھے،

۱۔ طبری ص ۴۸۹، ۲۔ طبری ص ۱۰۶۰، ۳۔ دیکھو نمبر ۲ کا آخری حصہ ۴۔ ہر شغل، پاسی ٹکی، ص ۸۰-۸۱،
۵۔ ایضاً، فرہنگ (نمبر ۵۰-۵۱)، ۶۔ ایضاً، فرہنگ (نمبر ۴۲)، ۷۔ پانخوت (Panchmou) و
دنائی برگ (Danaei Berg) در رسالہ انجن علی آذربائیجانی (زبان فرانسیسی) ص ۲۶-۲۷، ۸۔ ہیوشن
اسنی گرامر ص ۱۲۶، ۹۔ پاسی ٹکی، (فرہنگ - نمبر ۲۴)، ۱۰۔ عربوں کے عہد حکومت میں خراج
اور جزیہ کے لفظ استعمال ہوتے تھے جن میں سے پہلا تو پہلوی لفظ خراج اور دوسرا لفظ گزیت
ہے جو کد امی سے پہلوی میں مستعار لیا گیا تھا، دیکھو نو لڈ کہ ترجمہ طبری ص ۴۴، ج ۱، اسلام کی پہلی
صدی میں یہ دونوں لفظ بلا امتیاز کبھی زمین کے لگان کے لئے اور کبھی شخصی ٹیکس کے لئے استعمال
ہوتے تھے، نو لڈ کہ نے ایک پرائیویٹ خط میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۴۸)

شخصی ٹیکس کی ایک خاص رقم سالانہ مقرر ہو جاتی تھی جس کو ممکنہ مالیات مناسب طریقے سے ادا کنندگان پر تقسیم کر دیتا تھا، خراج کی وصولی اس طرح ہوتی تھی کہ زمین کی پیداوار کا حساب لگا کر ہر ضلع سے اس کی زر خیزی کے مطابق چھٹے حصے سے ایک تہائی تک لیا جاتا تھا۔

باایں ہمہ خراج اور ٹیکس کے لگانے اور وصول کرنے میں محصلین خراج اور استحصال با بجر کے مرکب ہوتے تھے، اور چونکہ قاعدہ مذکور کے مطابق مالیات کی رقم سال بسال مختلف ہوتی رہتی تھی، یہ ممکن نہ تھا کہ سال کے شروع میں آمدنی اور خرچ کا تخمینہ ہو سکے، علاوہ اس کے ان چیزوں کو ضبط میں رکھنا بھی بہت مشکل تھا۔ بسا اوقات نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ادھر تو جنگ چھڑ گئی اور ادھر روپیہ ندارد، ایسی حالت میں پھر غیر معمولی ٹیکسوں کا لگانا ضروری ہو جاتا تھا اور تقریباً ہمیشہ اس کی زد مغرب کے مالدار صوبوں خصوصاً بابل پر پڑتی تھی۔

تاریخ میں اکثر اس بات کا ذکر آتا ہے کہ بادشاہ نے اپنی تخت نشینی پر کھلے خراج کا بقایا معاف کر دیا، نئے بادشاہ کے لئے یہ بات ہر دلعزیزی کا باعث ہوتی تھی، بہرام پنجم نے اپنی تخت نشینی کے موقع پر حکم دیا تھا کہ مالیات کا بقایا

۱) بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷)۔ قانون دیوانی میں اس رقم کو بھی خراج کہتے تھے۔ جو ایک پیشہ ور غلام اپنی آمدنی میں سے اپنے آقا کو دیتا تھا، تلمود میں لفظ خراج کا شخصی ٹیکس کے معنوں میں آیا ہے غرض یہ کہ عہد ساسانی میں ان دونوں کا الگ الگ استعمال ہم ٹیک طور پر معین نہیں کر سکتے۔ آٹھویں صدی عیسوی کے نصف اول میں جا کر عربوں نے ان دو اصطلاحوں کے معنی معین کئے یعنی خراج زمین کا ٹیکس اور جزیرہ شخصی ٹیکس، دیکھو ویلیاؤڈن *Willhausen*، سلطنت عرب ص ۱۳۷ و ۱۳۹۔ نیز بیکہ *Beke* ۵۔ تاریخ مصر ص ۱۱۰ و ۱۱۱،

حاشیہ صفحہ ۴۷)۔ لے یا بقول (دیواری) پیداوار کے دسویں حصے سے نصف تک جماعوں یا شہر کے کم یا زیادہ فاصلے کو بھی حساب میں لایا جاتا تھا،

سات کروڑ درہم کی خلیفہ رقم بنتی تھی معاف کر دیا جائے اور اس کے سبب
رس کا خراج بھی بقدر ایک تہائی کے کم کر دیا جائے، شاہ پیروز نے قحط
کے زمانے میں اپنی رعایا کو خراج اور جزیہ اور خیراتی ٹیکس و جو رفاہ نام کے
سوں کے لئے لیا جاتا تھا، اور بیگار اور تمام دوسرے بوجھ بار معاف کر
دیئے تھے۔

باقاعدہ ٹیکسوں کے علاوہ رعایا سے نذرانے لینے کا بھی دستور تھا جسکو
یمن کہتے تھے۔ اسی آئین کے مطابق عید نوروز اور مہرگان کے موقعوں پر
لوگوں سے جبراً تحفے تحائف وصول کئے جاتے تھے، خزائن شاہی کے ذرائع
آمدنی میں سے ہمارا خیال ہے کہ سب سے اہم جاگیر ہائے خالصہ کی آمدنی اور
وہ ذرائع تھے جو بادشاہ کے لئے حقوق خسروی کے طور پر مخصوص تھے۔ مثلاً
فارنگیوں (ملائے آرمینیا) کی سونے کی کانوں کی ساری آمدنی بادشاہ کی ذاتی آمدنی
تھی۔ ان کے علاوہ مال غنیمت بھی ایک ذریعہ آمدنی کا تھا اگرچہ وہ آمدنی غیر معین
اور بے قاعدہ تھی، خسرو دوم اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے ان اشیاء کی فہرست
بیان کرتا ہے جو اس نے جنگ میں غنیمت کے طور پر حاصل کیں۔ اس فہرست
میں سونا اور چاندی اور جواہرات اور پتیل اور فولاد اور ریشم اور اطلس اور دیبا اور
موشی اور اسلحہ اور عورتیں اور بچے اور مرد و جوگر قتار ہو کر آئے وغیرہ وغیرہ تھے۔

طبری ص ۸۶۶، طبری ص ۸۸۵، تہ فان فلون (Van Valon)، حکومت عرب

تحقیقات (زبان فرہیس ص ۱۰) تحفہ تحائف پیش کرنے کی رسم اس وقت بھی ایران میں جاری ہے۔

دیکھو کتب کی کتاب ایران جس میں جاہاں کا ذکر پایا جاتا ہے، گرین فیلڈ (Greenfield)،

تنظیم دولت ایرانی (چمن) برکن ششم، ص ۲۴۶، عید نذر و مہرگان کے متعلق دیکھو باب سوم،

پر دیکھو پیرس، ص ۱۱۵، اس کی تفصیل کے لئے دیکھو باب نہم،

اس بات کا ثبوت کہ اس زمانے میں محصول درآمد بھی لیا جاتا تھا ہم کو اس
صلح نامہ کی شرائط سے ملتا ہے جو ۶۲ھ میں خسرو اول ز، نوشیروان، اور قیصر
جنتین کے درمیان طے ہوا۔ اس صلح نامے کی دفعہ ۲ میں یہ قرار پایا کہ ایرانی
اور رومی تاجر ہر قسم کا مال تجارت اسی طرح لاتے اور لے جاتے رہیں جیسا کہ وہ
ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ لیکن پاسبی کے کُل مال تجارت محصول خانوں میں سے
ہو کر جائے۔ اور دفعہ ۴ میں یہ شرط لکھی گئی کہ فریقین کے سفیر اور سرکاری قاصد اس
بات کے مجاز ہوں کہ جب وہ فریق ثانی کے ملک میں وارد ہوں تو ڈاک کے
گھوڑوں کو سواری کے لئے استعمال کر سکیں اور ان کے ہمراہ خواہ کتنا ہی مال
کیوں نہ ہو اس کو بلار کاوٹ جانے دیا جائے۔ اور اس پر کوئی محصول نہ لیا جائے
سلطنت کے مصارف کی بڑی بڑی مدوں میں ایک تو جنگ ہمتی، دوسرے
دربار کے اخراجات، سرکاری ملازموں کی تنخواہیں، گویا حکومت کی کل کو باقاعدہ چلانے
کا خرچ، پھر زراعت کے لئے رفاہ عام کے کام مثلاً نہروں اور بندوں کی تعمیر اور
ان کی نگہداشت کے اخراجات وغیرہ، لیکن رفاہ عام کے کاموں سے جن صوبوں
کی آبادی کو خاص طور سے فائدہ پہنچتا تھا وہاں کے لوگوں سے ان کاموں کے لئے پختہ
لیا جاتا تھا۔ اور شاید یوں ہی بالعموم لوگوں سے ایسی تعمیرات کے لئے خاص علیہ
وصول کیا جاتا تھا۔ مالیات کا بقایا مصارف کرنے کے علاوہ بعض اوقات غرباء کو نقد
روپیہ بھی تقسیم کیا جاتا تھا، جیسا کہ مثلاً بہرام پنجم اور پیروز نے کیا، بہرام نہ صرف غرباء
کو خیرات تقسیم کرتا تھا بلکہ اس کی بخششوں سے امراء و نجباء بھی بہرہ مند ہوتے تھے
لے: Justinian، ۷ دیکوگرے (Gray) کا مضمون سودی کے "یادگار نامے"

میں (ص ۱۳۹) نیز "کتاب استقلال ملک ایران" تالیف رضا صفی نیا (طهران ۱۳۱۵ھ ہجری شمسی)،

جن کو اس نے دو کروڑ درہم انعام و اکرام کے طور پر دیئے۔ لیکن ہلبک کے فائدے کے لئے جتنا روپیہ شاہی خزانے سے خرچ ہوتا تھا وہ کچھ زیادہ نہ تھا، شاہان ایران کے ہاں ہمیشہ یہ دستور رہا کہ جہاں تک ممکن ہوتا اپنے خزانے میں نقد رقم اور قیمتی اشیاء جمع کرتے تھے۔

ارمنی مؤرخوں کے بیان کے مطابق جب نیا بادشاہ تخت نشین ہوتا تھا تو خزانے میں جتنا روپیہ موجود ہوتا اس کو گلا دیا جاتا اور پھر نئے بادشاہ کی تصویر کے ساتھ نئے سکے بنائے جاتے تھے، اسی طرح جس قدر سندیں پرانے کاغذات میں محفوظ ہوتی تھیں۔ ان میں ضروری تبدیلیاں کر کے نئے بادشاہ کے نام سے ان کو دوبارہ نقل کر کے رکھا جاتا تھا۔

صنعت و حرفت تجارت اور آمد و رفت کے راستے

مشہور چینی سیاح ہیون تسانگ جس نے ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں مغربی ایشیا کے ملکوں کی حالت بیان کی ہے نہایت مختصر الفاظ میں ایران کی صنعت و حرفت کے بارے میں لکھتا ہے کہ ”اس ملک کی صنعتی پیداوار میں سونے، چاندی، تانبے اور بلور کی بنی ہوئی چیزیں، نایاب قسم کے موتی اور دوسری مختلف قسم کی قیمتی اشیاء ہیں، یہاں کے صنایع ریشم کا نہایت باریک دیبا، اونی کپڑے اور قالین وغیرہ بن سکتے ہیں۔“ اس میں کوئی شک نہیں کہ پارچہ بانی ایران کی

۱۔ ہانگ کانگ، ”مجلد آسیاتی“ (۱۹۰۸ء)، ج ۱، ص ۱۱۳۔ ۲۔ انگریزی ترجمہ سفرنامہ

عہدہ صنعتوں میں سے شمار ہوتی رہی ہے +
 نئی قسم کی صنعتوں کو رائج کرنے کے لئے اور بنجر علاقوں کو آباد کرنے کی
 غرض سے ایران میں یہ دستور رہا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں اسیران جنگ
 کی نئی بستیاں آباد کی جاتی تھیں، مثلاً داریوش اول نے ارسی ٹریا کے بہت
 سے باشندوں کو خوزستان میں لا کر آباد کیا تھا اور شاہ اور وڈیس نے رومن قیدیوں
 کی بستیاں مرو کے نواح میں بسائی تھیں، اسی طرح شاپور اول نے رومن
 قیدیوں کو جندیشاپور میں آباد کیا تھا اور فرین انجینیری میں ان کی مہارت کا فائدہ
 اٹھاتے ہوئے ان سے وہ مشہور بند تعمیر کرایا جو تاریخ میں "بند قیصر" کے نام سے
 مذکور ہے، شاپور دوم نے جو قیدی آمد میں گرفتار کئے تھے انہیں شوش
 شوشتر اور ابواز کے دوسرے شہروں میں تقسیم کر دیا جہاں انہوں نے دیا اور
 دوسرے ریشمی کپڑے بننے کی صنعت کو رائج کیا، اگرچہ بسا اوقات اس قسم
 کی بستیاں تھوڑی مدت کے بعد ویران ہو جاتی تھیں لیکن کبھی کبھی ان کی آبادی
 پاؤں بھی ثابت ہوتی تھی؛

خشکی کے راستے سے جو تجارت ہوتی تھی اس کے لئے قدیم کاروانی راستے
 استعمال لئے جاتے تھے، طیسفون سے جو دجلہ کے کنارے پر سلطنت کا
 پایہ تخت تھا ایک شاہراہ جلوآن اور کنگاور ہوتی ہوئی ہمدان پہنچتی تھی جہاں سے
 مختلف راستے مختلف سمتوں کو جاتے تھے، ایک جنوب کو خوزستان اور

۱۔ *Herodotus*، مشرقی یونان میں ایک نہایت آباد شہر تھا، داریوش اول نے ۴۸۰ ق م قبل مسیح میں
 اسے فتح کر کے ویران کر دیا تھا اور اس کے اکثر باشندوں کو غلام بنالیا تھا (ترجمہ)، ۱۔ *Herodotus*، ج ۶

۲۔ *Herodotus*، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸،

فارس میں سے گذرتا ہوا خلیج فارس تک پہنچتا تھا، دوسرا رے کو (جو طبران جدید کے قریب واقع تھا) جہاں سے وہ گیلان اور کوہستان البرز کی تنگ گھاٹیوں کو طے کرتا ہوا بحر خزر تک جاتا تھا یا خراسان میں سے گذر کر وادی کابل کی راہ سے ہندوستان میں جاد اخل ہوتا تھا یا ترکستان اور گدگادہ تارم میں سے ہو کر چین پہنچ جاتا تھا۔

رومن امپائر کی طرف آمدورفت کے لئے شہر نصیبین ایک اہم مرکز تھا، ۲۹۸ء میں جو صلعناٹہ شاہ نرسی اور قیصر ڈائیوکلیدشین کے درمیان طے ہوا اس کی ایک شرط یہ تھی کہ دونو سلطنتوں کے درمیان آمدورفت کا (واحد) مرکز نصیبین ہو، لیکن صلعناٹے کی اس شرط کو نرسی نے منظور نہ کیا، مؤرخ مارسلینوس کے زمانے سے شہر بقیہ نہیں جو فرات کے مشرقی کنارے کے قریب واقع تھا ہر سال ستمبر کے شروع میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا تھا جس میں ہندوستان اور چین کا مال تجارت بکثرت اگر فروخت ہوتا تھا، قیصر ہونوریوس اور ہیتیوڈوسیوس صغیر کے ایک فرمان مجریہ سلطنت کی رو سے جن شہروں میں ایرانیوں کے ساتھ تجارتی لین دین کا اجازت تھی وہ مشرق میں وادی کی جانب شہر نصیبین تھا، مغرب میں فرات کی جانب شہر کیلی نیکیوس اور شمال کی طرف آرتسینہ میں شہر اٹکساٹا، چونکہ نصیبین اور سٹیکو (سجارد) کے باشندے ان شہروں کو خالی کر گئے تھے لہذا ۳۶۳ء کے صلعناٹے رو سے وہ سلطنت روم کے حوالے کر دیئے گئے تھے۔

۱. *Discletian* ۲. *Batnae* ۳. تاریخ مارسلینوس ج ۱، ص

۴. *Honorius* ۵. *Theodosius the Younger* ۶. *Amicus*

۷. *Atacata* ۸. ویکٹوریوس کی کتاب موسم بہار مشرقی ایشیا کے ساتھ سلطنت

کے سیاسی اور تجارتی تعلقات (بزبان فرانسیسی)، ۱۸۹۳ء ص ۲۶۷، ۵ مارسلین

سمندر کے راستے کی تجارت بہت اہم تھی، اردشیر اول نے جب میسین اور
غاراسین پر قبضہ کیا تو وہاں کی قدیم بندرگاہوں کی توسیع کی اور نئی بندرگاہیں تعمیر
کرائیں، ریتو لکھتا ہے کہ ایرانیوں نے عرب کے ساتھ مل کر جبکہ وہ اپنی زمین
سے ان کے ساتھ متحد ہو کر حکومت کر رہے تھے رفتہ رفتہ جہازوں کا ایک معقول
بیڑا تعمیر کر لیا، ایرانی جہاز مشرقی سمندروں میں یکے بعد دیگرے نمودار ہوتے گئے
شروع شروع میں تورومی اور حبشی جہازوں کے ساتھ رقابت رہی لیکن آخر میں
ایرانیوں کی بحری طاقت کو غلبہ ہو گیا، منجملہ اور وجوہات کے ایرانیوں کا یہ بحری غلبہ
اس بات کا باعث ہوا کہ مشرقی سمندروں میں روم کی طاقت پہلے تو زوال پذیر
ہوئی اور پھر بالکل نابود ہو گئی۔ ۵۲۳ء میں جب شاہ حبشہ نے اہل حجاز پر حملہ
کیا تو علاوہ سات سو ہنگی کشتیوں کے جو اس نے تعمیر کرائیں چھ سورومی اور
ایرانی جہاز اس کے ہمراہ تھے، لیکن ہندوستان اور لنگا کی پیداوار کو اہل روم
کے لئے اس زمانے میں حبشی جہاز لاتے تھے۔

مال تجارت جو ایران میں سے ہو کر گزرتا تھا اس میں سب سے اہم چیز زئیم
تھی، چین سے جتنا زئیم اس طور پر ایران میں وارد ہوتا تھا اہل ایران اس کا بہت
بڑا حصہ کپڑا بننے کے لئے خود رکھ لیتے تھے اور اس طرح ان کے لئے یہ بات
ممکن ہو جاتی تھی کہ مالک مغرب میں اپنے ہاں کا بنا ہوا زئیمی کپڑا جس قیمت پر چاہیں
لے بیسین اور غاراسین دو چھوٹے چھوٹے موبے تھے جو ساحل فلج فارس پر شام العرب کے فوج
میں واقع تھے، (مترجم) Reinaud، ۲۴۱ء، کتاب مذکور ص ۲۴۱، ۲۴۲، نیز
اسی مصنف کا مضمون بعنوان "ملکت ہامی میسین اور غاراسین پر یادداشت" (روندا فرنج انشٹیٹیوٹ....
ج ۷۳، ص ۱۵۵، بعد ۱۱ اور شیڈر Schaeffer) کا مضمون "حسن بصری" در رسالہ اسلام الجرن ج ۱۳ ص ۱۴ ص ۱۵
۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴،

فروخت کریں۔ لیکن چھٹی صدی سے اہل روم نے اپنے ہاں کامیابی کے ساتھ تہمتوں کی کاشت اور ریشم کے کیڑے کی پرورش شروع کر دی اور ریشمی کپڑا خود بننے لگے جس کی وجہ سے کسی حد تک وہ باہر سے ریشم منگوانے سے بے نیاز ہو گئے، ترکوں نے اہل سند کی تحریک سے جو ان کی رعایا تھے خسرو اول سے اس بات کی اجازت حاصل کرنی چاہی کہ ان کے ہاں کے ریشم کو ایران میں سے گزرنے دیا جائے لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

اہل چین جو چیزیں ایران سے خریدتے تھے ان میں سے ایک ایران کا مشہور غاذہ تھا جو چین کی عورتیں بسوؤں پر لگاتی تھیں، وہ اس کو بہت منگلی قیمت پر لیتے تھے اور ملکہ چین اپنے خاص استعمال کے لئے اس کو منگاتی تھی، چینی لوگ بالی کے قالین بھی بہت شوق سے خریدتے تھے، ان چیزوں کے علاوہ شام کے قیمتی پتھر (تدرتی اور مصنوعی)، بحر قزقم کے مرجان اور موتی، شام اور مصر کے جُنے ہوئے کپڑے اور مغربی ایشیا کے مسکرات بھی چین میں ایران کے راستے سے جاتے تھے۔

ڈاک کا انتظام جو خلفاء نے ایران سے حاصل کیا وہ تقریباً اسی شکل میں تھا جو مدیٹھانمنشی میں تھی اور جس کا علم ہمیں یونانی مصنفوں کے ذریعے سے ہوا ہے۔ ہم یونان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ساسانیوں کے زمانے میں بھی اس انتظام کی بالکل وہی صورت تھی، محکمہ ڈاک صرف گورنمنٹ کی خدمت انجام دیتا تھا اور پبلک کے ساتھ اسے کوئی واسطہ نہ تھا، اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ مرکزی حکومت اور

۱۔ ہر سلف کی کتاب موسم بہار ایشیا کا دروازہ (رجین) ص ۱۱۲، شیلڈر، "ایرانیکا" ص ۲۱، جلد ۱،

۲۔ ہر سلف کی کتاب موسم بہار ایشیا کا دروازہ (رجین) ص ۱۱۲، شیلڈر، "ایرانیکا" ص ۲۱، جلد ۱،

ص ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶

صوبوں کی حکومت کے درمیان ایک سرحد اور آسان ذریعہ خبر رسانی کا کام دے، ڈاک کے ذریعے سے آدمیوں کو اور خطوط کو ایسے راستوں سے لے جایا جاتا تھا جہاں ہر قسم کا سامان مہیا ملتا تھا، ڈاک کی ہر چوکی پر اس کی اہمیت کے مطابق ملازمین کا عملہ اور گھوڑے مامور رہتے تھے، ڈاک لے جانے کا کام گھوڑوں کے سوار بھی کرتے تھے اور ہر کارے بھی جو پیدل دوڑتے تھے، ہر ایک سے زیادہ تر ایرانی علاقوں میں کام لیا جاتا تھا جہاں چوکیوں کے درمیان فیصد بہت تھوڑے تھوڑے جگتے تھے یہ نسبت شامی اور عربی علاقوں کے جہاں ڈاک لے جانے کا کام اونٹوں سے لیا جاتا تھا، ایوبزید، دوبرید، سہرید پہلوی میں ڈاک کی اصطلاحات تھیں جن سے مراد قاصدان تیز رفتار تھے جو شاہی ڈاک کے ایک یا دو یا تین گھوڑوں کو ایک ساتھ لے جا سکتے تھے اور باری باری سے ان پر سوار ہوتے تھے تپ

لے بگدیں پانچ زبان پہلوی وہ گھوڑا جس پر شاہی مامورین سوار ہوتے تھے، وہ گھوڑا جو سیلاب شاہ خسرو اور اس کا خادم (طبع ادب والا، آتشک ۹۹ اور اسپر اوڈیر کا نوٹ)، ملے فل کریہ (نارنجی تاج شرفی درمہ نصف، ۱۱ ج ۱) ص ۱۹۵-۱۹۶ اس بات کو تحقیق کرنا ممکن نہیں ہو سکا کہ کیا محکمہ ڈاک کے دائرہ کار کے ذریعے یہ فرض بھی تھا جیسا کہ خلفاء کے زمانے میں تھا، کہ وہ مہجرات کی حکومت کی نگرانی کریں اور بادشاہ کو اپنی رپورٹ بھیجتے رہیں، اس قسم کی نگرانی جو کم و بیش خفیہ ہوتی تھی کم از کم بعض زمانوں میں اصلد کے حکام عدالت کے ذریعے لگائی جاتی رہی ہے لیکن یہ یقین نہیں ہے کہ خفیہ قسم کی نگرانی اور اورنگزوں میں موجود رہی ہو، ایران میں ہمیشہ سے جاسوسی نہایت منظم شکل میں رائج رہی ہے، نامہ نسر طبع ڈاکٹر سٹیرس (۱۲۶) سے پتہ چلتا ہے کہ خسرو اول کے زمانے میں امرائے خفیہ نگرانی کی حیثیت کو شدید محسوس کرتے تھے اور اس جاسوسی نے لوگوں کو حیرت و خوفزدہ اور توجہ نہار کیا تھا، اس کے مقابلے پر حکومت اپنے ہائیڈ کے لئے جاسوسی کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتی تھی کہ بادشاہ کی آنکھ (یعنی جاسوس) دیکھ سکتا ہے جو دیانتدار، مطلع، پرہیزگار و فائدار، باخبر و بینا اور پارہا پرہیزگار و شہرہ آفاق کی بات کی اطلاع نہ دے جو قطعی طور سے یقینی نہ ہو اور جسکی تصدیق نہ ہو سکے لہذا ایسے شخص سے یقین ہوں گا کیا خوف ہو سکتا ہے؟ گائیگر (۱۹۱۱ ج ۱)، دیوانا کارالہ، علم شرقی، ۱۹۱۵ ص ۲۰۹،

فوج

خسر و اول کے زمانے تک سلطنت کی ساری فوج ایک واحد سپہ سالار کے ماتحت تھی جس کو ایران سپاہ بڈ کہتے تھے۔ لیکن اس کا حلقہ عمل بہت زیادہ وسیع تھا بہ نسبت اس سپہ سالار کے جس کا تصور ہمیں موجودہ زمانے میں ہے، وہ سپہ سالار بھی تھا، وزیر جنگ بھی اور شرائط صلح کا طے کرنا بھی اسی کے اختیار میں تھا، اس بات کا ثبوت کہ کل سلطنت کی سپاہ کا نظم و نسق اس کے ہاتھ میں تھا ہمیں اس بات سے ملتا ہے کہ وہ بادشاہ کے شیروں کی قلیل جماعت کا ممبر تھا وزیر کی حیثیت سے جنگ کے محکمے کا دار و مدار اسی پر تھا لیکن ساتھ ہی اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ وزیرِ بزرگ فرماوار (وزیرِ اعظم) کے اختیارات صاف طور پر محدود نہیں تھے اور سپاہ کے معاملات میں وہ ہمیشہ دخل دے سکتا تھا، ملاوہ اس کے خود بادشاہ بھی وقتاً فوقتاً محکمہ جنگ کے انتظام میں مداخلت کرتا رہتا تھا، شاہانِ ساسانی میں سے اکثر خود جنگ کے شوقین تھے اور لڑائیوں میں علی طور پر حصہ لیتے تھے، لہذا ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے جنگجو بادشاہوں کے ماتحت ایران سپاہ بڈ کو اپنے اختیارات میں کچھ زیادہ کراوی نہیں ہوتی ہوگی۔

عہدِ ساسانی کے ابتدائی دور میں جو سپہ سالار تھے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ ان میں سے کون کون ایران سپاہ بڈ تھا، خاص خاص اضلاع کے حاکم بھی سپاہ بڈ کہلاتے تھے، اور بادشاہ کسی کسی مرزبانوں اور کنارنگوں کو فوج کا نافر

سلاہدا لقب کا رنگ میں متبہ ہے (۱۱، ۱۲)۔ نئے تاریخ میں اکثر جگہ سلاہدا یعنی سپہ سالار کے سپاہ بڈ کا ذکر آیا ہے بقول دینوری (۱۱) یزید گرد اول کی وفات کے بعد دوشم و ششم اسواد کا سپاہ بڈ تھا اور نہادیر (۲۲۹) میں شاہ پور بن ہرام کو کاڈاڈا کے عہد میں سلاہدا سپاہ بڈ کہا ہے، دیکھیں نمبر ۲،

بنکر مہموں پہنچ دیتا تھا، بازنطینی، ارمنی اور سریانی مؤرخ ہمیں ایرانی سپہ سالاروں کے القاب کے متعلق صحیح اطلاعات بہت کم دیتے ہیں لیکن ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ بعض وقت دوسرے عہدہ دار جن کے فرائض فوجی نوعیت کے نہیں ہوتے تھے سپاہ کی سالاری پر مامور کر دیئے جاتے تھے، مثلاً آرمینیہ کے ساتھ شاپور دوم کی لڑائیوں کے حال میں نائٹس بازنطینی نے بہت سے ایرانی سپہ سالاروں کے نام لئے ہیں، ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دبیر دیران بے ایک وزیر دربار ہے اور ایک داروغہ سامان ہے،

بازنطینی مؤرخوں کے ہاں ہمیں خاص طور پر اس بات کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ سپہ سالاروں کو (جن میں سپاہ بد اور ایران سپاہ بد شامل ہیں) بادشاہ کی طرف سے شرائط صلح پر گفت و شنید کرنے کے لئے مقرر کیا گیا، مثلاً سورین کو قیصر روم جو رین کے ساتھ صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا اور سیاوش ارتیشتران سالار اور سپاہ بد ماہند کو سرد روم کی طرف روانہ کیا گیا تھا تاکہ وہ شرائط عہد نامہ کے لئے سلسلہ جنابی کریں، اسی طرح ہنزہ مزی جس کی رزم و بزم کی قابلیت کی تصدیق مؤرخ اگاتھیانس نے کی ہے قیصر خلیفین کے پاس سفیر کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا، جوشوا سٹائی لائٹ کی تاریخ میں سپاہ بد ہمیشہ ایک مدبر کی حیثیت سے جلوہ نہا ہوتا ہے، برخلاف اس کے میدان جنگ کی کارروائیاں مر زبان کرتے ہیں۔

لے طبع لائٹنٹننٹ جی ایچ ۲۵۸ بعد، لے ۳۹۲ (۳۹۲ م)، ۳۰ مارچ ۱۹۲۵ (۲۵-۱۹۲۵)،

لے دیکھو آگے، لے پرو کوپوس (۱۱۰۱)، لے ۲۲۰۲، لے ترجمہ رائٹ (۱۱۰۱-۱۱۰۲)،

ص ۴۰، لے ۵۰، لے خسرو اول نے فوجی انتظامات میں جو تبدیلیاں کیں (جن میں سے ایک یہ تھی کہ ایران سپاہ بد

کا عہدہ منسوخ کر کے اس کی بجائے چار سپاہ بد مقرر کئے) ان کے متعلق دیکھو آگے باب ہشتم،

سپاہ بد کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ لشکر گاہ میں اس کے داخلے پر ترم بجائے جاتے تھے،
 ارتیشٹاران سالاروں یعنی سالاران لشکر میں سے ایک کا ذکر کارنامگ
 میں آیا ہے، پانچویں صدی میں مہرزسی کا ایک بیٹا کاردار اس لقب سے
 سرفراز تھا، بقول طبریؒ ارتیشٹاران سالار کا ترجمہ ”سپاہ بد سے اونچا اور تقریباً اُرد
 کے برابر تھا“ کو اذاول کے زمانے کے بعد ہم کو تاریخی مآخذ میں اس عہدے
 کا ذکر نہیں ملتا۔ قرآین سے پتہ چلتا ہے کہ ارتیشٹاران سالار ”ایران سپاہ بد“
 ہی کا دوسرا لقب تھا جو عہدہ کہ خسر و اول جانشین کو اذ نے منسوخ کر دیا تھا
 اگرچہ نوذرخ پر دو گوپوس لکھتا ہے کہ سیاوش سب سے پہلا اور سب سے
 آخری شخص تھا جو ارتیشٹاران سالار کے عہدے پر مامور ہوا اور یہ کہ کو اذ نے
 اس ذمی منصب کو قتل کروانے کے بعد اس عہدے کو منسوخ کر دیا تاہم
 چونکہ اس بیان کا پہلا حصہ (یعنی سیاوش کا سب سے پہلے یہ عہدہ پانا، صریحاً
 غلط ہے، اسلئے کہ سیاوش سے پہلے مہرزسی کے بیٹے کو یہ عہدہ مل چکا تھا لہذا
 اس کا دوسرا حصہ بھی ناقابل اعتماد ہو سکتا ہے +

بادشاہ کی محافظ فوج (بادی گارڈ) کے افسر کو ٹپٹنگ بان سالار کہتے
 تھے، پیادہ فوج (پایگان) کے کچھ دستے اپنے افسر کے ماتحت جس کو
 پایگان سالار کہتے تھے حکام صوبجات کے زیر اختیار پولیس اور جلاذ کی خدمات
 انجام دیتے تھے، اسی قسم کے فرائض انجام دینے کے لئے تیر اندازوں کا بھی
 ایک دستہ ہوتا تھا جس کا افسر تیر بند کہلاتا تھا، یہ دستہ اگر سب جگہ نہیں تو ملک کے

۱۔ ہالکائیٹان، ”مجلد آسیائی“ (۱۰۸)، ۱۱۲ ج ۱، ص ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴،

بعض حصوں کے دیہات میں مامور رہتا تھا، دربار شاہی میں بھی باڈی گارڈ کے
 سپاہی اکثر اوقات جلاؤ کے فرائض انجام دیتے تھے ۲
 ایک بڑا عمدہ دار جس کا کام رسالہ فوج کو تعلیم دینا تھا بطور فرض منصبی
 شہروں اور دیہاتوں میں دورہ کیا کرتا تھا تاکہ سپاہیوں کو فوجی جنگ کے اُمولوں
 سے آگاہ کرے اور پیشہ سپہگری کے آداب سکلائے،
 ساسانیوں کے فوجی نظام کے متعلق باب پنجم اور ہشتم میں بالتفصیل
 بحث کی جائے گی +

دبیران سلطنت اور حکومت مرکزی کے دوسرے عہدہ دار

ایران میں جو رسوخ دبیران سلطنت (دبیران) کو حاصل رہا وہ بہت
 امتیازی قسم کا تھا، اہل ایران ہمیشہ دستور اور قاعدے کے بہت پابند رہے ہیں
 لے ہوٹن (mann mann) "اقتباسات از وقائع شہدائے ایران بزبان سلفی"
 ص ۶۱، دیکھو طبری ص ۱۰۴۳، ترجمہ فولادکس ص ۳۵۶، خلافت عباسی کے ابتدائی دور
 میں باڈی گارڈ کا سردار جلاؤ کا کام کیا کرتا تھا (خان کریم: تاریخ تمدن مشرق بعد خلفاء) ج ۱ ص ۱۹۰
 محکمہ پولیس کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ علم نہیں ہے، ساسانی اوستا کی گمشدہ جلدوں میں سے ایک جلد
 موسوم بہ کاؤم ننگ متی جس میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کے ایک عامل نسر کے فرائض سے بحث متی
 جس کا کام بازاروں میں خرید و فروخت کے قواعد کی نگرانی کرنا تھا، اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ رہتا تھا دین گونج ص ۸،
 ص ۲۸، پیرنگ بدیع منتری اور گزیر آسیہ (جو کسی ایرانی لفظ کی سریانی شکل ہے) یعنی ستر پولیس (کتا بون ریاست)
 تھامس، تفسیر، طبع دار کیسٹرس، طبع مینچی ص ۱۵-۱۶، تھامس، پالی گلی (فرہنگ نہر ص ۲۶)، فیڈر، ایسٹر (بعد)
 دبیر (بزبان جرمن)، ٹوینک سن ۱۹۳۱ء ص ۳۹ بعد، اور ص ۴۷، ۴۸،

سرکاری نوشتہ جات ہوں یا بج کے خطوط ہر ایک کو وہ ایک مقررہ صورت اور قاعدے کے ساتھ تحریر کرنا ضروری سمجھتے تھے، ہر ایک تحریر میں ملکی مقولے، امثال، مواظ، اشعار اور لطیف معنی وغیرہ اس طرح داخل کئے جاتے تھے کہ مجموعی طور پر وہ ایک خوش آئند چیز بن جاتی تھی، جن قاعدوں کے ساتھ خط میں مضمون اور القاب لکھے جاتے تھے ان میں کاتب اور مکتوب الیہ کے باہمی تعلق اور اس کے تمام مدارج کا نہایت احتیاط کے ساتھ لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اسی تصنع اور عبارت آرائی کا میلان عام طور سے پہلوی کتابوں میں اور بادشاہوں کے تخت نشینی کے خطبوں میں پایا جاتا ہے، دولت ساسانی کے حکام اعلیٰ ایک دوسرے کو جو خطوط لکھتے تھے یا حکومت ایرانی اور دول خارجہ کے درمیان جو خط کتابت ہوتی تھی ان میں یہ خصوصیت اور بھی زیادہ نمایاں ہوتی تھی، فارسی مصنف نظامی عروضی اپنے چار مقالہ میں لکھتا ہے کہ ”پیش ازین در میان ملوک عصر و جبارہ روزگار پیش چون پیشدادیان و کیان و اکاسرہ و خلفارسی بودہ است کہ مفاخرت و مبارزت بعد و فضل کردندی و ہر رسولی کہ فرستادندی از حکم و رموز و لغز مسائل با او ہمراہ کردندی و درین حالت پادشاہ محتاج شدی بار باب عقل و تیز و اصحاب رای و تدبیر و چند مجلس دران نشستندی و برخاستندی تا آن گاہ کہ آن جواہر بایک وجہ قرار گرفتی و آن لغز و رموز ظاہر و ہویدا شدی“۔۔۔ پس ازین مقدمت نتیجہ آن ہی آید کہ دبیر مائل و فاضل مہین جمالی است از تحمل پادشاہ و بہین رفعتی است از ترفع پادشاہی“۔

دول اسلامی میں محکمہ دبیری جس میں مثال کے طور پر وزارت غنایں کو لیا جاسکتا

۱۰ طبری، فردوسی اور ثاقبی کے ہاں یہ خطبے جا بجا موجود ہیں، ۱۱ چار مقالہ طبع سلسلہ مکتبہ اسلامی

ص ۲۳ و ۲۵، نیز دیکھو مکتبہ الاخبار لابن قتیبہ و طبع معراج احوں ۲۲ بعد،

ایرانی نمونے کی پوری پوری نقل تھی، نظامی عروضی نے اپنے زمانے (بارہویں صدی عیسوی) کے فنِ دبیری کی جو شرح کی ہے اس کو پڑھ کر ہم عہدِ ساسانی کے دبیریوں (دبیروں) کے فرائض اور ان کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، نظامی لکھتا ہے کہ دبیری صنعتی است مشتمل برقیاسات خطابانی و بلاغی منتفع در مخاطباتی کہ در میان مردم است بر سبیل محاورت و مشاورت و مخاصمت و در مدح و ذم و حیلہ و استعطاف و اغراء و بزرگ گردانیدن اعمال و خرد گردانیدن اشغال و ساختن وجہ عذر و عتاب و احکام و ثنائی و اذکار و سابق و ظاہر گردانیدن ترتیب و نظام سخن در ہر واقعہ تا بر وجہ اولی و اصری ادا کردہ آید پس دبیر باید کہ کریم الاصل شریف العرض دقیق النظر عمیق الفکر ثاقب الرای باشد و از ادب و ثمرات آن قسم اکبر و حفظ او فر نصیب اور سیدہ باشد و از قیاسات منطقی بعید و بیگانہ نباشد و مراتب ابناء زمانہ شناسد و مقادیر اہل روزگار و اند و بحطام دنیوی و مضررات آن مشغول نباشد ۱۰

ان تمام خوبیوں کے علاوہ دبیر کے لئے خوشخط ہونا بھی لازمی تھا، جو دبیر انشا پر دازی اور خوشنویسی میں سب سے فائق ہوتے تھے ان کو دربار شاہی میں ملازم رکھا جاتا تھا باقیوں کو صوبجات کے گورنروں کی خدمت میں دئے یا جاتا تھا ۱۱ غرض یہ کہ دبیر ان سلطنت حقیقی سیاست دان ہوتے تھے، وہ ہر قسم کے نوشتہ جات کا مضمون تیار کرتے تھے، سرکاری خط کتابت انہی کے ہاتھوں میں تھی، فرامین شاہی کا لکھنا اور اندراج کرنا انہی کے ذمے تھا، ٹیکس اور خرارج ادا کرنے والوں کی فہرستیں اور سرکاری آمدنی اور خرچ کا سارا حساب وہی رکھتے تھے ۱۲

۱۰ چہار مقالہ ص ۱۰۱، شاہنامہ فردوسی طبع مول ۱۳۵۵، شہنشاہ ۱۳۵۵، تہ طبری من، خسرو توتل نے لیکر دبیر کو چاہئے

نسب اور قابلیت اور وقت میں متاثر تھا لشکر کے سپاہیوں کی فہرست رکھنے اور عرض سپاہ کا کام سپرد کیا تھا، ۱۱

بادشاہ کے دشمنوں اور حریفوں کے ساتھ خط کتابت کرنے میں ان کی لیاقت اس بات میں دیکھی جاتی تھی کہ مضمون کا لہجہ موقع و محل کے مطابق مصالحت آمیز یا سنگتبراد اور تهدید آمیز رکھ سکیں۔ لیکن اگر جنگ میں دشمن فتیاب ہو جاتا تو پھر دبیر کی جان سلامت نہیں رہ سکتی تھی۔ مثلاً شاہ پور بہار اور شیراؤل نے آخری اشکانی بادشاہ کے دبیر داؤد بندہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا اسلئے کہ اس نے اپنے بادشاہ کی طرف سے ایک توہین آمیز خط اور شیراؤل کو لکھا تھا :

زمرہ دبیران سلطنت کا رئیس ایران دبیر بنید یا دبیران ہفت کلماتا تھا جس کا ذکر کسی کبھی بادشاہ کے مصاحبوں میں آتا ہے، اور جس کو بادشاہ محابے گا ہے سفارت کی خدمت بھی سپرد کر دیتا تھا۔

خوارزمی نے دہیران سلطنت کو یوں شمار کیا ہے، ۱۔ داؤد بہیر (دہیرانا)،
 (۲) شہر آمار دہیر (دہیرالیات سلطنت)، (۳) کڈگ آمار دہیر (دہیرالیہ دربار شاہی)
 (۴) گنڑ آمار دہیر (دہیر خزانہ)، (۵) آخر آمار دہیر (دہیر اصطل شاہی)، (۶) آتش آمار
 دہیر (دہیر حاصل آتشکدہ)، (۷) ارواگان دہیر (دہیر امور خیر)،

۱۰۹۔ لے کارناٹک، ۱۸۱۰ء، ڈاکٹر ترجمہ طبری ص ۴۲۴، لے کارناٹک، مقام مذکور، سنایہ (ص ۳۳۷) میں ایک شخص یزید کو دیر اعظم کہا ہے، اور صفحہ ۳۳۱ پر ایک شخص کا ذکر ہے جو دبیر بد بھی تھا اور ساتھ ہی پایہ تخت کا گورنر بھی تھا، طبری (ص ۵۵۹) میں جو ایک شخص یونانویہ کا ذکر ہے کہ یزید کو اوّل کے عہد میں دیپان رسائل کا رئیس تھا، اس کے متعلق ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کیا وہ ایران و دبیر بد تھا یا فقط حکمہ دبیری کے کسی خاص منظر کا حکم تھا، لے ہرنسٹلٹ، اپائی ٹلی (فرہنگ - نمبر - ۳۶۹)، اُون والا، ترجمہ اقتباس مباحث العلوم از خدا بی بی ۱۳۵۵ھ، ص ۵۵ و ۱۵۰، شہ شیدا، ایسر (دبیر من) عبیدہ، لے بینی ناظم امر خیر، و کچو دیوردی (ص ۱)، بین الفت تاجرو مطالعات شرقیہ یادگار دیوبند انڈیا (Raymond's Dictionary) (زبان فارسی) جلد چہم، آذربایجان سینک (Andreas Barmann) (آمانا زنی زبان پولی (زبان جرمن) ترجمہ محمد علی شیدا، آبادی، ج ۱، ۱۳۵۵ھ،

شاہ ایران کے دربار میں ایک دبیر اور عرب بھی ہوتا تھا جس کی تنخواہ جنس کی شکل میں حیرہ کے عرب دیتے تھے، وہ ترجمان کا کام بھی کرتا تھا۔
 کارناٹک میں بادشاہ کے اہم ترین رفقاء شکار کی فرست میں علاوہ بونڈان بونڈ
 ایران سپاہ بوند، دبیران مشیت اور شپٹنگ بان سالار کے اندر زبند و اسپرگان (معلم
 و اسپرگان) بھی مذکور ہے، لیکن اس کے علاوہ بعض اور اندر زبند بھی تاریخ میں ملتے
 ہیں، ایک تو در اندر زبند منتظم دربار ہے جو شاید وزیر کا فرما دار ہی کا دوسرا لقب
 تھا، ایک مغان اندر زبند (معلم مغان) ہے اور ایک سگستان اندر زبند (معلم مأمور
 سیستان) ہے، حکومت کے اور بڑے بڑے عہدہ داروں میں ایک مہر دار
 تھا جس کی تحویل میں بادشاہ کی مہر رہتی تھی اور ایک رئیس محکمہ اطلاعات تھا،
 محافظ دفتر و تاریخ بادشاہی بھی غالباً ایک اعلیٰ عہدہ تھا،

طبری کے ہاں "وزیروں اور دبیروں" کا ذکر اکثر اس طرح آتا ہے کہ گویا وہ
 بزرگان سلطنت کے دو گروہ تھے جو ایک دوسرے کے قائم مقام تھے مثال
 کے طور پر ہم اس مقام کا حوالہ دیتے ہیں جہاں وہ یہ بیان کرتا ہے کہ بعض اوقات
 نئے بادشاہ کی تخت نشینی پر تمام وزیروں اور دبیروں میں اولاد بدل ہو جاتی تھی،
 اس میں شک نہیں کہ وزراء اور حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کی جماعتوں میں
 تغیر و تبدل ہوتا رہتا تھا اور بعض وقت وزراء کی تعداد اور ان کے مرتبوں میں بھی

طہ روٹ نشان، "خاندان نچی در حیرہ" برلن ۱۸۹۹ء، ص ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷

کچھ نہ کچھ تبدیلی کر دی جاتی تھی، زمرہ وزراء کا پہلوی نام ہمیں معلوم نہیں لیکن جو لگ
اس زمرے میں ہمیشہ شامل رہے ہیں وہ یہ ہیں: وزیر گن فرما دار، موبدان موبدا،
ایران سپاہ بند، ایران دبیر بند، وائٹروپش بند، خاص خاص زمانوں میں مہیندان مہیند
یعنی آتشکدوں کا رئیس اسٹے زمرہ وزراء میں شامل رہا ہے اور ممکن ہے کہ
آئیندہ (میر تشریفات) بھی اس زمرے میں شریک رہا ہو۔

صوبوں کی حکومت

حکومت کے اونچے عہدہ داروں میں صوبوں کے گورنر اور سیکریٹری یعنی
مرزبان بھی تھے، سرحدی صوبوں کے گورنر مرزبان شہر دار کہلاتے تھے اور
لے نو لنگہ نے پہلے ایسا خیال کیا تھا کہ وزراء کا لقب بطور عمومی وزیر بقا لیکن اس فاضل مرحوم نے مجھے ایک
خط میں لکھا تھا کہ میرا وہ خیال غلط تھا اور یہ کہ عموماً میں جو گزیر پست رہ ایرانی وزیر بند، ہے وہ پولیس کے کسٹمر
لقب تھا، (دیکھو اوپر ص ۱۰۷ کے آخر میں)، یہ ایک استنباطی ذکر تاریخ سرانی منسوب بہ سٹائی لائٹ
میں ۱۹۵۲ء و ۱۹۵۳ء کے واقعات میں آیا ہے، (طبع پرنسپل ریشٹ ص ۵۹) نیز مقابلہ کرو اور کوڈنٹ: ایرانشہر
ص ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰ دیکھو نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳

شاہ کے لقب سے ملوث تھے، لیکن ان کے ساتھ ساتھ کتر درجے کے مرزبان بھی تھے جو اندرونی صوبوں کے فرماں روا تھے،

مؤرخ امیان مارسیلیوس نے اُن صوبوں میں سے اکثروں کے نام گنائے ہیں جو اس کے زمانے میں بدخشوں، سیٹروپوں اور بادشاہوں (یعنی شاہانِ زیر دست) کے زیر حکومت تھے، بدخش علاوہ گورنر ہونے کے اپنے صوبے کی رسالہ فوج کا سردار بھی ہوتا تھا، صوبوں کے نام یہ ہیں، - اسیریا (آسور)، خوزستان، میدیا، فارس، ہرکانیا، گرگان، پارٹیا، کارمانی بزرگ (کرمان)، مرگینا، مرو، باختر، بلخ، سوگدیانا (سغد)، گلستان (سیستان)، ولایت سکیتیا، ماورائے ایوڈون، سیریکا، آریا (ہرات)، ولایت پروپانسیا، درنگیان، اراخوزیا، گڈروسیا، مؤرخ مذکور نے ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے صوبوں کا ذکر کرنا غیر ضروری سمجھا ہے، صوبوں کی یہ فہرست سوائے سیریکا (!) کے جو صریح مبالغہ ہے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ تیسری اور چوتھی صدی میں سلطنت ساسانی شمال اور مشرق کی جانب واقعی بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی، ہرغلٹ کی تحقیقات کی رو سے بہرامِ دوم کی فتوحات کے بعد جو ۲۸۲ء میں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) مرزبان کا لقب پہلی مرتبہ بہرامِ پنجم (۲۲۶ء - ۲۴۲ء) کے زمانے میں سننے میں آتا ہے جبکہ آرمینیا کی حکومت ایک مرزبان کے سپرد کی گئی اور بادشاہ کے بھائی زسی نے مرزبانِ کوشان (یعنی مرزبانِ سرحد کوشان) کا لقب اختیار کیا (مارکولٹ، ایرانشہر ص ۵۶)،

حاشیہ صفحہ ۶۵ - لہ دکیما اور پس، لہ فالباوریا سے عجوں سے مراد ہے (مترجم) Sarmia،

چین کا مشرقی حصہ (۱)، Paropamisadae، افغانستان کا مشرقی علاقہ (مترجم) Damagiana،

سیستان کے شمال اور ہرات کے جنوب میں (مترجم)، Anachosia، افغانستان کا جنوبی حصہ

(مترجم)، Gedrosia یعنی کرمان (مترجم)، لہ پاینگلی ص ۴۲،

ہوئیں مشرق کی طرف مالک ذیل ساسانی سلطنت میں شامل تھے :- ۱۔ گرگان
(ہرکانیا)، ۲۔ تمام خراسان جس کی وسعت اس زمانے میں آج کی نسبت بہت
زیادہ تھی، ۳۔ خوارزم، ۴۔ سغد، ۵۔ گستان جو ایک بہت وسیع ملک تھا
(۶۔ مکران، ۷۔ توران، ۸۔ گذرگاہ دریائے سندھ کے درمیانی اضلاع اور
اس کے دہانے کے اُس پاس کے صوبے یعنی کچھ، کاشیاوار، مالوہ، اور
ان سے پرے کے علاقے وغیرہ، صرف پنجاب اور وادی کاہل اس سے خارج
تھے جو شاہان کوشان کے زیر حکومت تھے، ۹۔

نولڈک نے عربی مآخذ کے حوالے سے صوبیات ذیل کی فہرست بنائی ہے
جن پر مرزبان حکومت کرتے تھے ہارسینہ (۱۳۳۷ء کے بعد)، بیت ارمائی،

۱۰۔ ساسانیوں کے زمانے میں خراسان کی وسعت ہرسلطنت نے معین کی ہے (پاشی ملی، ص ۱۰۰)
وہ یہ کہ ایک خط دروازہ ہائے بحر خور (رستے کے نزدیک) سے شروع کر کے سلسلہ کوہ البرز
کے ساتھ ساتھ بحر خور کے جنوب مشرقی کونے تک اور وہاں سے وادی اترک تک یعنی ٹرانس کسپین
ریڈ سے لائن کے ساتھ ساتھ لطف آباد تک کھینچا جائے، دوسرا خط اُس صحرائے سے جس میں تہمد
اور مرو واقع ہیں کرگی کے نیچے سے جیوں تک کھینچا جائے، یہ خط جیسا کہ سلیسٹی ساسانی سکوں
کے پائے جانے سے معلوم ہوتا ہے، سلسلہ کوہ حصار کی چوٹیوں پر سے گذرتا ہوا پائپر اکرمینسی
ہوگا اور وہاں سے جنوب کی طرف مکر دریا کے جیوں کے اُس حصے کے ساتھ ساتھ بائیں جانب
کے گرد حلقہ کئے ہوئے ہے اور پھر ہندوکش کی چوٹی سے جا ملے گا، وہاں سے یہ سرحدی خط
مغرب کی طرف کوئٹہ گا اور سلسلہ کوہ ہندوکش اور اس کی شاخوں کے ساتھ ساتھ ہرات کے
جنوب میں پہنچ کر ملائہ قستان کو ملے گا پھر ترشیز اور خات کے جنوب سے گذرتا ہوا پھر دروان
بحر خور پر آئے گا۔ ۱۱۔ دیکھو پاشی ملی، ص ۱۰۰، ۱۲۔ طبری، ص ۲۲۶، ۱۳۔ وہی جو عربی میں السلو
کہلاتا ہے (مترجم ۱)۔

مرزبانوں کے لئے خاص طور پر ایک اعزازی نشان یہ ہوتا تھا کہ انہیں چاندی کا ایک تخت عطا ہوتا تھا، اور سرحدِ آلاں خزر کے مرزبان شہر دار کو سستی طور پر سونے کے تخت پر بیٹھنے کا حق حاصل تھا، ابھر شہر کے مرزبان کا لقب کنارنگ تھا،

صوبے اضلاع میں منقسم تھے جن کو اُستان کہتے تھے، پاؤگوسپان غالباً اصل میں نائب گورنر کا لقب تھا جو ایک اُستان یا ضلع کا حاکم ہوتا تھا، یزدگوشپ بہرام پنجم کے عہد میں پاؤگوسپان تھا، معمولی طور پر اُستان کے حاکم کو اُستاندار کہتے تھے، تاریخ میں لشکر اور مدین کے اُستاندار کا ذکر ملتا ہے؛ تصیبین میں ایک شخص بابہائی نام کو جو شاہی خاندان سے تھا "اعزاز کے طور پر اور سرحد کی حفاظت کے لئے" اُستاندار بنایا گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُستاندار جن کے ہاتھوں میں مرزبانوں کی طرح فوجی طاقت بھی ہوتی تھی اصل میں شاہی الماک کے منتظمین ہوتے تھے، اور یہ فرائض وہ ہمیشہ انجام دیتے رہتے تھے۔ جتنے کہ ایسی حالت میں بھی جبکہ انہیں کسی علاقے کا فوجی افسر بنا دیا جاتا تھا، اگر اس علاقے میں شاہی الماک ہوں تو فوجی فرائض کے ساتھ ساتھ وہ ان کا انتظام بھی کرتے تھے،

۱۔ طہ فہرستی ص ۳۴۲، ۲۔ طہ نہایہ ص ۲۶۷، ۳۔ دیکھو اوپر ص
۱۔ طہ نو لکڑا ترجمہ طہرستی ص ۹۶ ج ۲

پانچ سو پانچویں کے مرتبہ اور اختیارات میں آگے چل کر (غالبا کواڈرل کے عہد میں) اصولی تبدیلیاں کر دی گئی تھیں، دیکھو باب ہفتم اور نمبر ۷، ۵ دیکھو بیننگ (Zhangling)، در رسالہ ہندو ایرانی شناسی (ZIT)

سنہ ۲۲۲ھ میں ہونے لگا، جس ۹۳ھ میں فولنگہ، ص ۴۴۴، شہ ازمنی زبان میں دراصل لفظ اُستان کے معنی وہ علاقہ یا شہر بادشاہ کی ملکیت ہو (ہیویشمن، ازمنی گریمر، ج ۱، ص ۲۱۵)، اور اُستانیک وہ فوج جو اُستان کی حفاظت کے لئے رکھی جاتے۔

صوبوں کی تقسیم اضلاع میں محض انتظام ملکی کی رعایت سے کی گئی تھی،
بقول نولڈک ہر ضلع (جو شہر کہلاتا تھا اور اس کے صدر مقام کو شہرستان
کہتے تھے) ایک شہریگ کے ماتحت ہوتا تھا جو وہ قانون میں سے منتخب
ہوتا تھا، گاؤں (دیہ) اور اس کے سارے رقبے (رُتساگ = رُستاق)،
کا حاکم دیہیگ کہلاتا تھا۔

محمد اقبال

۱۷ نولڈک: ترجمہ طبری، ص ۴۴۶، ہوفمن، ص ۲۳۹، واضح رہے کہ پہلی کتابوں میں لفظ
شہر ہمیشہ سلطنت کے معنوں میں آیا ہے، اور وہ القاب جن کے شروع میں لفظ شہر ہو
ہمیشہ اُن اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے ہوتے تھے جن کے اختیارات تمام سلطنت پر حاوی
ہوں، ۱۷ شہریگ کو عربی میں رئیس الکورة کہا ہے (یعقوبی، ج ۱، ص ۲۰۳)،
عراق میں شہریگ طبقہ آفاذان کی ایک جماعت تھی جن کا رتبہ وہ قانونوں سے ایک درجہ بلند تر تھا۔
(مروج الذهب، ج ۲، ص ۷۴۰)، تہا یہ ص ۲۴۳ کی روایت کے مطابق خسرو دوم نے سلطنت کو
نئے سرے سے ۳۵ صوبوں میں تقسیم کیا تھا، ۱۷ ہوفمن ص ۲۳۹، دیہیگ غالباً دیہہ سالار کا مساوی
ہے (بلاذری، دیکھو نولڈک، ترجمہ طبری، ص ۴۴۱)،

رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ

(۱)

رباعی یا ترانہ ایرانیوں کی ایجاد ہے، بقول دولتشاہ تیسری صدی ہجری کے وسط میں بعد یعقوب صفار اور بقول شمس الدین محمد بن قیس اس صدی کے اوائل میں ایجاد ہوئی۔ دونوں روایتوں میں یہ امر مشترک ہے کہ ایک لڑکے کے منہ سے جو بازی کے وقت یہ موزوں فقرہ اتفاقاً ادا ہوا، "غلطان غلطان ہی رود تالاب" دولتشاہ کی روایت سے یہ فقرہ خود یعقوب صفار کے فرزند کے منہ سے نکلا تھا، اور یعقوب کو پسند آیا۔ اس پر اس کے دربار کے شعرا ابودلف اور ابن الکعب نے تین مصرعے اور لگا کر رباعی کر دیا اور دو بیٹی نام رکھا۔

محمد بن قیس جو دولتشاہ سے اقدم ہیں اور ساتویں صدی ہجری کے ربیع اول کے مصنف ہیں۔ لکھتے ہیں کہ متقدمین شعراء مے عجم میں ایک شاعر نے میرا خیال ہے وہ رود کی تھا، اخرم اور اخرب کے اجتماع سے نیا وزن نکالا جس کو وزن رباعی کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا مقبول وزن ہے کہ طبائع سلیم اکثر اس کی شائق ہیں۔ اس کے استخراج کا باعث یہ کہا جاتا ہے کہ عید کے روز غریبین کی تفریح میں وہ گشت کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک طرف کچھ لڑکے کھیل میں مشغول ہیں اور ان کے گرد تماشائیوں کا ہجوم ہے، شاعر بھی وہاں جا کر کھڑا ہو گیا ان میں

ایک لڑکا جس کی عمر دس پندرہ سال سے زائد نہ ہوگی اخروٹوں سے کھیل رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک اخروٹ گچی سے باہر گرا اور پھر رجعت کرتا ہوا گچی میں جا گیا۔ لڑکا حسین و جمیل ہونے کے علاوہ طبیعت میں موزونیت بھی رکھتا تھا اور اپنی مقفیٰ اور مسجع گفتگو سے حاضرین کو محظوظ کر رہا تھا۔ اخروٹ کو گچی کی طرف رواں دیکھ کر بولا۔ ع

غلطان غلطان ہی رود تا بن گو

اس کلمہ سے شاعر نے ایک مقبول وزن معلوم کر لیا اور عرضی اصول اس پر استعمال کر کے تزان نام رکھا اور بحر نزج کی فروع میں شامل کر لیا۔ (المعجم ص ۹۹) لیکن میں ان روایتوں کا معتقد نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نظم کی وہ صنف خاص جس کو ہم رباعی کہنے کے عادی ہیں شخصی ایجاد نہیں ہے بلکہ قدرتی نتیجہ ہے چہار بیت کا۔ عمد قدیم میں ایران میں ایک خاص قسم کی نظم جس کو چہار بیت کہا جاتا تھا رائج تھی، اس کے اوزان عربی اوزان سے غالباً استخراج نہیں ہیں بلکہ مقامی ہیں۔ قدما نزج کے مربعات میں ان کا شمار کرتے تھے اور صدر وابتدا میں اضرع یعنی مفعول اور کف یعنی مفاعیل کا اختلاف روارکتے اور یہ شعر بہ تقلید عرب معتقد بھی ہوتے تھے یعنی مصرع اول کا ایک یا زیادہ حرف بضرورتاً وزن شامل مصرع دوم ہوا کرتا تھا مثلاً بدیت

یک بارہ چنین جامش دل و آوارہ باش

اس شعر میں جاہل کا لام تقطیع کے وقت شامل مصرع دوم ہے۔ مثال دیگر، بدیت

دانی کہ دل از تو نہ شود سیر مرا

اس شعر میں نشود کا 'ن' مصرع اول میں داخل ہے، اسی طرح یہ شعر ہے، بدیت

مشتاب برفتن صحنہ ناختمی باش

اس شعر میں صنما کا 'صا' مصرع اول میں شامل ہے ،

اشعار معقد کی یہ مثالیں میں نے معیار الاشعار متقن طوسی سے نقل کی ہیں عربی میں اشعار معقد بکثرت موجود ہیں۔ فارسی میں ایسے اشعار قدما میں رائج تھے۔ متاخرین نے ان کو ترک کر دیا ہے۔ مندرجہ بالا مثالیں اوزان رباعی سے تعلق رکھتی ہیں۔ فی زمانہ ان کو ایک ایک مصرع کہا جائے گا اور دخلِ شمنیت شمار ہوں گے۔ مگر قدما کے نزدیک داخلِ مربعات تھے لہذا ہر مثال ایک ایک شعر ہے۔ قدما میں جب ہزج اخرب یا اخرم میں ایسے چار شعر معقد یا غیر معقد جمع ہو گئے اور ہر شعر کے آخر میں قافیہ پایا گیا اس کا نام چار میتی ہو گیا ،

یہاں بطور جملہ مغرضہ ایک اور امر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے ، عربی اور فارسی زبانوں میں ایک اہم ماہر الامتیاز یہ فرق ہے کہ عربی الفاظ میں توالی حرکات بکثرت ہے برخلاف اس کے فارسی میں سکنت موجود ہیں مثلاً اگر شاپ ارجاسپ۔ پارس خواست وغیرہ ، اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عربی اشعار بوجہ کثرت حرکات عام طور پر مربع و سدس اوزان کے پابند ہیں۔ فارسی اشعار اکثر اوقلت مشمن ہوتے ہیں اور یہی امتیازی اصول ہے جس کے اتباع نے بالآخر عربی و فارسی عروض میں اساسی تفریق پیدا کر دی ہے ورنہ عروض وہی ہے۔ دائرہ مجلبہ کی بھریں عربی میں سدس الارکان ہیں۔ فارسی میں مشمن شمار ہوتی ہیں۔ اسی طرح دائرہ مشتبہ کی بھریں سدس و مربع آتی ہیں فارسی میں مشمن آتی ہیں مگر فارسی شاعری میں یہ انقلاب کس وقت کا رہا ہوا ہم کو اس کا کوئی علم نہیں۔ ظاہر ہے کہ سامانی عہد کے شعرا زیادہ تر شمنیات میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ مثلاً رودکی کا کلام اکثر مروجہ شمنیات پر حاوی ہے۔ لیکن ایک زمانہ تھا جب ایرانی برتنج عرب اپنے اشعار مربعات و سدسات میں زیادہ تر لکھتے تھے لیکن آج یہ ذخیرہ بالکل

متروک و معدوم ہے۔ بہر حال ثمنات کی دریافت میں سمجھتا ہوں تدریجی اور ارتقائی ہے +

بالآخر ایک وقت آیا جب اصول ثمنات کے عمل نے ترانہ کو بھانپے چار بیت کے دو بیتوں میں منتقل کر دیا جو اس طرح ہوا کہ اشعار معقد کار و اج اُٹا دیا گیا اور قدیم مربع شعر ایک مصرع مثنیٰ قرار پایا یعنی اوپر کی مثال میں بیت یکبارہ چنیں جامل و خوشخوارہ مباش ' قدما کے ہاں ایک شعر تھا۔ متاخرین نے اس کو ایک مصرع قرار دیا اور یوں لکھا ع یکبارہ چنیں جامل و خوشخوارہ مباش

اس تبدیلی کا ایک اثر یہ ہوا کہ جہاں بصورت چہارہیتی ہر شعر کے آخر میں قافیہ لایا جاتا تھا اور چار قافیوں کی ضرورت ہو کر تھی اب بصورت دویتی تیسرے مصرع میں قافیہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی چنانچہ مصرع سوم کو خُصی کیا گیا۔ چارہیتی کے متعلق میرے یہ بیانات محقق طوسی کے بیانات پر مبنی ہیں۔ محقق کی اصل عبارت یہ ہے :-

”واکچہ ازین وزنہا مانند یک مصرع مثنیٰ است متاخران استعمال کرتے تھے۔ وقد ما بران شعر بسیار گفته اند و ایشان ہر مصرعی را قافیہ می آورده اند و آنرا بہیتی می شمرده اند و جزب مشطوری یا بہتہامی معقد از اشعار تازیان کہ آنرا منتصنی معین نداشتند و بدین سبب ترانہ را قدما چہارہیتی می گرفتہ اند و آنرا چہارہیتی خواندہ اند و بتازی رباعی و در ہر چہار قافیہ آوردن لازم می شمرده اند۔ اما بنزدیک متاخران چون مربعات این اوزان مستعمل نیست این اوزان متروک است و بہرہیتی را ازین ایسا مصرعی می شمرند و رباعی را دوہیتی می خوانند و مصرع سوم را خُصی خوانند و قافیہ شرط نمی نهند“ (۱) معیار الاشعار و میزان الانکار (۱۲۶۳ھ) (طبع ملوی)

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے:-

[مربعات کے] ان اوزان میں سے ایسے وزن جو ایک مصرع مثنیٰ کے مانند ہیں متاخرین میں غیر متعل ہیں۔ قدام نے ان اوزان میں کثرت سے اشعار لکھے ہیں وہ ہر مصرع یعنی شعر مربع کے آخر میں قافیہ لانے ہیں اور اس کا ایک بیت شمار کرتے ہیں۔ رجز مثلاً یا عربوں کے معقد اشعار کی طرح جن کا نصف معین نہیں ہوتا۔ اسی لئے قدام ترانہ کو چار بیت مانتے تھے اور اس کو چار بیتی کے نام سے یاد کرتے تھے اور عربی میں رباعی کہتے اور چاروں شعروں میں قافیہ لانا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن متاخرین میں چونکہ ان کے مربع اوزان استعمال میں نہیں آ رہے یہ اوزان متروک ہو چکے ہیں۔ وہ اب ان اشعار کے ہر بیت کو ایک مصرع مانتے ہیں اور رباعی کو دو بیتی کہتے ہیں اور تیسرے مصرع کو خنسی رکھتے ہیں اور اس میں قافیہ کی شرط ضروری نہیں سمجھتے۔

قدیم چار بیتی کے نمونے ہم تک نہیں پہنچے۔ سب سے قدیم نمونہ مجھ کو ابوشکور کے ہاں ملتا ہے جس کا آفرین نامہ شاہنامہ کے وزن میں ایک مثنوی بقول عوفی ۳۳۶ میں ختم ہوئی تھی۔ ابوشکور کی رباعی کی موجودہ شکل یہ ہے:-

رباعی

ای گشتہ من از غم فراوان تو پست شد قامت من ز درد ہجران توشت
ای شتہ من از فریب دستان تو دست خود بیچ کے بسیرت شان توشت
لیکن اگر چار بیتی کی شکل میں لکھی جائے تو اس کی صورت حسب ذیل ہوگی:-

چهار بیتی

اے گشتہ من از غم فراوان تو پست شد قامت من ز درد ہجران توشت
ای شتہ من از فریب دستان تو دست خود بیچ کسی بسی رت و شان توشت

اب یہ چاربتی کی بہت اچھی مثال ہے۔ اس کے چاروں شعروں میں قافیہ ہے، اگر دوبتی ہوتی مصرع سوم خاصی ہوتا نہ مصرع۔ متقدمین میں جس طرح رودکی اور رشید غزل کے لئے مشہور ہیں۔ اسی طرح ابوطلب ترانہ کے لئے مشہور ہے۔ فرخی۔ بیب

از دلارامی و فرخی چون غزلہای شہید وز دلاویزی و خوبی چون ترانہ ابوطلب
عصری کے عہد تک چاربتی کا رواج رہا ہے۔ بعد میں دوبتی زیادہ رائج ہوئی۔ ڈاکٹر محمد اقبال کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام کے زمانہ تک دوبتی کو زیادہ فروغ رہا ہے۔

تفہیم شعرا لعم کی پہلی قسط میں جو اکتوبر ۱۹۲۲ء کے رسالہ اردو۔ اورنگ کابلو میں شائع ہوئی تھی، میں نے رباعی کے سلسلہ میں تقریباً یہی بیان دیا تھا جو اوپر درج ہوا۔ لیکن ہمارے ملک کے فاضل بزرگ علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنی قابل قدر تصنیف خیام میں جو ۱۹۳۳ء میں طبع ہوتی ہے ان میں سے اکثر بیانات کی تردید کی ہے۔ مثلاً میں نے معیار الاشعار کو خواجہ نصیر الدین طوسی کی تصنیف بیان کیا تھا۔ سید صاحب نے اس سے انکار کر دیا۔ میں نے لکھا تھا کہ رباعی ایرانی الاصل ہے یعنی اس کے اوزان ایران زا اور مقامی ہیں۔ سید صاحب مدعی ہیں کہ رباعی کہنے والے ”قدماء عربی کے شاعر تھے۔“ میرا بیان تھا کہ رباعی ابتدائی مدارج میں چاربتی کی شکل میں لکھی جاتی تھی جس کے چاروں شعر ہمقافیہ ہوتے تھے۔ سید صاحب اس کو ایک بے سند دعوئے بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ سب سے قدیم رباعی اس وقت ابوشکور بلخی کی ملتی ہے۔ سید صاحب کا ارشاد ہے کہ ایسی قدیم رباعیاں دس بارہ سے زیادہ ہیں۔ میں نے فرخی کا ایک شعر اس کے دیوان سے ابوطلب

ترانہ گو سے متعلق نقل کیا تھا۔ سید صاحب نے بدانت خود اس کی تصحیح کر کے اس کے وزن کو بدل دیا +

اس کے علاوہ سید صاحب بعض جدید امور یا نئی تحقیقات بر روی کار لائے ہیں۔ ایک یہ کہ قدام قول غزل اور رباعی میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے بالفاظ دیگر قول غزل کی اصطلاح کا اطلاق رباعی پر کیا کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ابو دلفث مجلی اور ابو طلب ترانہ گو ایک ہی شخص ہیں۔ اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ فارسی میں بھی اشعار معتد لکھے جاتے تھے۔ قدیم رباعی گوئیوں میں شیخ بایزید بسطامی۔ ابو نصر فارابی اور ابو علی سینا کا نام لیا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

پیشتر اس کے کہ میں اپنے مضمون میں آگے بڑھوں میرے لئے ضروری ہے کہ سید صاحب کے اعتراضات کا جواب دوں اور ان کے بیانات کو جو کئی امور میں ہماری فتنی روایات سے مخوف ہیں نقد و نظر کی کسوٹی پر جانچ لوں سب سے پہلے میں ان کے اعتراضات کو لیتا ہوں +

معیار الاشعار خواجہ نصیر الدین طوسی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

”تتقید شعر العجم کے فاضل مولف پروفیسر شیرانی نے اپنے مضمون کے پہلے نمبر میں اس کو کسی تذبذب کے بغیر محقق طوسی کی تالیف بتایا ہے۔ معلوم نہیں ان کے سامنے اس کی کیا سند ہے دراصل الیکہ مشرق و مغرب کے فضلاء اس نسبت کے قبول کرنے میں تردد کرتے ہیں، چنانچہ علامہ عبد الوہاب قزوینی (کذا) نے معجم کے دیباچہ میں دہا تصریح کی ہے کہ کتاب مرغوب معیار الاشعار است در علم عروض و قوافی کہ در ۶۴۹ء تالیف شد و مصنف آن معلوم نیست وی مفتی سعدا شہر اد آبادی شارح التوفی ۱۲۹۴ء تالیف این کتاب را بنخواجہ نصیر الدین طوسی معروف بتوفی ۶۷۲ء نسبت داده است ، ولی معلوم نیست

از روی چہ ماخذی۔“

- ۵۲۵۔ ڈاکٹر ریو نے برٹش میوزیم لائبریری کی فارسی کتابوں کی فہرست میں لکھا ہے اور بتایا ہے کہ محقق طوسی کی تصانیف کی فہرست میں یہ نام نہیں۔ (خیام۔ حاشیہ ص ۲۲۱)

میں عرض کرتا ہوں کہ ریو فہرست نگار مخطوطات فارسی برٹش میوزیم اور اس کے مقلد مرزا محمد بن عبدالوہاب کے دو نام گنا کر سید صاحب نے حکم لگادیا کہ فضلاء مشرق و مغرب اس نسبت کے قبول کرنے میں تردد کرتے ہیں۔ گویا ان دو ناموں پر مشرق و مغرب کے فضلا کی فہرست ختم ہو گئی۔ سید صاحب سمجھ رہے ہیں کہ صرف مفتی سعد اللہ کی یہ رائے ہے۔ مگر اس بار وہیں ان کو سخت سہو ہوا ہے۔ ہندوستان کے اکثر و بیشتر عروضی یہ رائے رکھتے ہیں کہ معیار الاشعار خواجہ نصیر الدین طوسی کی تصنیف ہے۔ مثلاً کچھ نام عرض ہیں :-

۱۱۔ منشی مظفر علی خاں اسیر جو زر کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار طبع اول ۱۲۸۹ء نوکشور کے مالک ہیں۔ اپنے ترجمہ کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں :-

”صحیفہ رشیدہ یعنی کتاب معیار الاشعار تصنیف عالم کامل فخر اماجد و امثال رئیس الحکماء استاد الکلماء محقق طوسی علیہ الرحمۃ“ الخ ،

۲۔ مرزا محمد جعفر آج ۱۰ اردو میں مقیاس الاشعار کے مصنف ہیں۔ اس تالیف میں ص ۵۴ پر یہ عبارت درج ہے :-

”محقق علیہ الرحمۃ نے معیار الاشعار میں چونتیس زحاف لکھے ہیں۔“ اور ص ۱۹

پر یہ عبارت ملتی ہے :-

”من خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ مفاہلتن مفاہلتن دوبارہ

بدی چکنی بجای کسی کہ اوکنند بجای تو بد“

مہید صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ شعر معیار الاشعار میں بذیل بحر وافر ۴ پر
جود ہے اور زر کامل عیار میں ۱۲۹ پر (نو لکھو ۱۹۰۳ء)

۳، غلام حسنین قدر بگرامی کی قواعد العروض میں نو کثرت کے ساتھ معیار لو
مق کا ذکر بار بار آ رہا ہے۔ معیار کی اکثر و بیشتر اشال اس تصنیف میں موجود
۱۔ میں صرف چند صفحوں کے حوالے دیتا ہوں۔ ۱۲۳ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۸
۱۵۹ ۱۶۹

۴، واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ ارشاد غاقانی (حکم اختر) تالیف ۱۲۶۹ء میں
۱۱ پر رقمطراز ہیں :-

” اور خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے معیار الاشعار میں کہا ہے :-
۵، رضات الجنات میں (طبع ایران ۱۲۶۹ء) جو محمد باقر خوانساری نے ۱۲۶۹ء
تالیف کی ہے ۱۶ پر محقق طوسی کی تصنیفات کے ذکر میں معیار کی طر
۱ اشارہ موجود ہے +

مکن ہے کہ مہید صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ مصنفین تو مفتی
مد اللہ کے مقلد اور متبع ہیں ان کی سند چنداں مضبوط نہیں مانی جاسکتی -
۱ لے ہم بطور دفع دخل مقدار اپنی تحقیقات کو مفتی صاحب سے سابق تر
۱۱ میں لے جاتے ہیں +

۶، شمس الدین فقیر بارہویں صدی ہجری کے ایک عمدہ شاعر اور مشہور مصنف
۱۔ ان کی تالیف حدائق البلاغت ہمیشہ درس میں شامل رہی ہے - اور
۱۱ بھی شامل ہے - موصوف اپنے مدیقہ الرابعہ کے شعبہ اول میں در بیان
۱۱ قافیہ روف زائد کی تشریح کے موقع پر لکھتے ہیں :-

” بعضی صرف بعد از روف را داخل روف شمرده اند و آنرا روف مذللہ

نام کردہ وخواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ معیار الاشعار صرف مذکور
داخل روی شمرده وآن را روی مضاعف خوانده“

(۷) گیارہویں صدی ہجری میں ہمیں میر ابو الحسن فرامانی شارح انوری کا نام
ملتا ہے جو قافیہ شایگان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ :-

”استاد المحققین خواجہ نصیر الدین محمد طوسی در رسالہ عروض و قافیہ سعی
بمعیار الاشعار آورده“

(۸) عبد اللہ خاں اوزبک والی توران جلال الدین اکبر کا معاصر ہے۔ اس
کے دربار میں ایک زبردست عروضی پایندہ محمد بن محمد بن شیخ محمد موجود تھے۔
قضائی تخلص کرتے تھے۔ ۹۹۹ھ میں فن عروض پر ایک تالیف ان کے قلم
سے نکلتی ہے جس کا نام جو تارنجی بھی ہے تنقید الدرر ہے۔ اس تالیف کا ایک
قریب الحد مخطوطہ نوشتہ ۱۰۱۰ھ راقم کے عروضی مجموعہ کی زینت ہے۔ اس
اہم تالیف میں کئی موقعوں پر معیار الاشعار کے حوالے آتے ہیں۔ چنانچہ :-

”وخواجہ نصیر طوسی در معیار الاشعار فاصلہ را ازین ارکان رکنے علیحد نشود
بلکہ فاصلہ صغریٰ را مرکب از سبب ثقیل و خفیف و فاصلہ کبریٰ را مرکب از سبب
ثقیل و تند مجبور داشته“۔ ورق ۷۳

(دیکھیں) وشیخ نصیر طوسی کہ صاحب معیار الاشعار است پس از روی بیش از یک
صرف را از صرف قافیہ اعتبار نکرده است“۔ ورق ۷۴

(۹) صنائع الحسن ایک اور عروضی تالیف ہے جو دسویں صدی ہجری میں
مشہور فخری مصنف تذکرہ جواہر العجایب کے قلم کی یادگار ہے۔ یہ تالیف فخری
اپنے سرپرست شاہ حسن (حسین) ۹۲۸ھ و ۹۶۲ھ والی سندھ کے لئے
لکھا ہے۔ یہ مخطوطہ بانکی پور لاہوری میں محفوظ ہے۔ اس کتب خانہ کے

فہرست نگار خان بہادر عبدالمقتدر خاں کہتے ہیں کہ ورق ۵ پر مصنف نے معیار الاشعار کو خواجہ نصیر الدین طوسی کی تصنیف بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو جلد نہم فارسی مخطوطات ۸۳۳ (۱۰) سلطان حسین بابقرا کے عہد میں دیگر علوم کے علاوہ عروض و قافیہ اور معیار کا بہت رواج رہا ہے۔ مولانا جامی نے اپنی مصروفیتوں کے باوجود عروض و قافیہ پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے ہیں۔ جامی کے شاگرد میر عطاء اللہ احمینی مشہور ہیں جو کتاب تکمیل الصناعت میں قافیہ پر ایک رسالہ شامل کرتے ہیں۔ رسالہ ہذا میں میر عطاء اللہ متعدد موقوفوں پر معیار الاشعار کا نام لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک مثال یہاں عرض کرتا ہوں۔

”چنانکہ درین بیت کہ در معیار الاشعار خواجہ نصیر الدین طوسی آورده۔ بیت

صنم من ز بر من بزوی دلک من بزری بنشوی

(۱۱) جامی کے رسالہ قافیہ کا نام مختصر وافی فی علم القوافی ہے۔ اس پر ان کے ایک شاگرد نے جس کے نام سے میں ناواقف ہوں ایک شرح لکھی ہے۔ میرے عروضی مجموعہ میں اس کا ایک مخطوطہ سنہ ۱۱۰۹ھ کا نوشتہ ہے جس پر رسالہ کا نام بدین الفاظ درج ہے۔ ”رسالہ عروضیہ سمی بشرح مختصر وافی فی علم القوافی بر متن حضرت مولوی جامی۔“ رسالہ ہذا میں کئی جگہ معیار الاشعار کے حوالے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”وخواجہ نصیر الدین طوسی در کتاب معیار الاشعار حرف مقدم بر روی را

مختصر در رد و داشتہ“

(۱۲) فخر الدین محمد ابن شاکر الکلبی متوفی ۶۶۳ھ نے اپنی تصنیف فوات الوفا کے جز ثانی میں ۵۹۱ھ پر محقق طوسی کی تالیفات کے ذکر میں معیار الاشعار کو بالفاظ ”العروض بالفارسیہ“ یاد کیا ہے۔

نام کردہ و خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ معیار الاشعار صرف مذکور
داخل روی شمرده و آن را روی مضاعف خوانده؛

(۷) گیارہویں صدی ہجری میں میر ابو الحسن فرامانی شارح انوری کا نام
ملتا ہے جو قافیہ شایگان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ۱۔

”استاد المحققین خواجہ نصیر الدین محمد طوسی در رسالہ عروض و قافیہ سہمی
بمعیار الاشعار آورده“

(۸) عبد اللہ خاں اوزبک والی توران جلال الدین اکبر کا معاصر ہے۔ اس
کے دربار میں ایک زبردست عروضی پایندہ محمد بن محمد بن شیخ محمد موجود تھے۔
قضا فی تخلص کرتے تھے۔ ۹۹۹ھ میں فن عروض پر ایک تالیف ان کے قلم
سے نکلتی ہے جس کا نام جوتارنجی بھی ہے تنقید الدرر ہے۔ اس تالیف کا ایک
قریب الہد مخطوط نوشتہ ۱۰۰۰ھ راقم کے عروضی مجموعہ کی زینت ہے۔ اس
اہم تالیف میں کئی موقعوں پر معیار الاشعار کے حوالے آتے ہیں۔ چنانچہ ۱۔
”و خواجہ نصیر طوسی در معیار الاشعار فاصلہ را ازین ارکان رکنے علیحدہ نشود
بلکہ فاصلہ صغریٰ را مرکب از سبب ثقیل و خفیف و فاصلہ کبریٰ را مرکب از سبب
ثقیل و تند مجبور داشتہ“۔ ورق ۷۳

(دیگر) ”و شیخ نصیر طوسی کہ صاحب معیار الاشعار است پس از روی بیش از یک
حرف را از صرف قافیہ اعتبار نکرده است“۔ ورق ۷۴

(۹) صنائع الحسن ایک اور عروضی تالیف ہے جو دسویں صدی ہجری میں
مشہور فخری مصنف تذکرہ جواہر العجایب کے قلم کی یادگار ہے۔ یہ تالیف فخری
اپنے سرپرست شاہ حسن (حسین؟) ۹۲۸ھ و ۹۶۲ھ والی سندھ کے لئے
لکھتا ہے۔ یہ مخطوط بانکپور لاہور میں محفوظ ہے۔ اس کتب خانہ کے

فہرست نگار خان بہادر عبدالمقتدر خاں کہتے ہیں کہ ورق ۵۰ پر مصنف نے معیار الاشعار کو خواجہ نصیر الدین طوسی کی تصنیف بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو جلد نہم فارسی خطوط ۸۳۲ (۱۰) سلطان حسین بایقرا کے عہد میں دیگر علوم کے علاوہ عروض و قافیہ اور معیار کا بہت رواج رہا ہے۔ مولانا جامی نے اپنی مصروفیتوں کے باوجود عروض و قافیہ پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے ہیں۔ جامی کے شاگرد میر عطاء اللہ الحسینی شہرہ ہیں جو کتاب تکمیل الصناعة میں قافیہ پر ایک رسالہ شامل کرتے ہیں۔ رسالہ ہذا میں میر عطاء اللہ متعدد موقعوں پر معیار الاشعار کا نام لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک مثال یہاں عرض کرتا ہوں۔

”چنانکہ درین بیت کہ در معیار الاشعار خواجہ نصیر الدین طوسی آورده۔ بیت
صنم من ز بر من بزوی دلک من بزری بنشوی

(۱۱) جامی کے رسالہ قافیہ کا نام مختصر وافی فی علم القوافی ہے۔ اس پر ان کے ایک شاگرد نے جس کے نام سے میں ناواقف ہوں ایک شرح لکھی ہے۔ میرے عروضی مجموعہ میں اس کا ایک مخطوطہ سنہ ۱۱۰۹ھ کا نوشتہ ہے جس پر رسالہ کا نام بدین الفاظ درج ہے۔ ”رسالہ عروضیہ اسمی بشرح مختصر وافی فی علم القوافی برستن حضرت مولوی جامی۔“ رسالہ ہذا میں کئی جگہ معیار الاشعار کے حوالے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”خواجہ نصیر الدین طوسی در کتاب معیار الاشعار حرف مقدم بر روی را
مختصر در رد و داشتہ“

(۱۲) فخر الدین محمد ابن شاکر الکلبی متوفی ۶۶۳ھ نے اپنی تصنیف فوات الوفا کے جزو ثانی میں معیار طوسی کی تالیفات کے ذکر میں معیار الاشعار کو بالفاظ ”العروض الفارسیہ“ یاد کیا ہے۔

(۱۳) صلاح الدین خلیل بن ایک الصفدی متوفی ۶۲۳ھ کی الوافی بالوفیات کے جزو اول میں ۱۱۰ پر محقق کی تصنیفات کے ضمن میں "العروض بالفارسیہ" یعنی معیار الاشعار کا پھر ذکر آیا ہے +
جب گذشتہ صدی سے لگا کر آٹھویں صدی تک کے تمام علماء معیار کو محقق کی تصنیف مانتے آئے ہیں۔ تو میرا کیا قصور ہے اگر میں نے اسے خواجہ نصیر کی تالیف مان لیا +

ایک موقع پر سید صاحب نے فرمایا ہے: "سلسلہ شعر العجم کے وسیع النظر ناقد پروفیسر شیرانی نے تنقید کے پہلے نمبر ۱۲ سالہ اردو اور نگ آباد دکن میں رباعی کی بحث پر دو صفحے لکھے ہیں اور معیار الاشعار کی مذکورہ بالا عبارت کے لفظ "قدما" سے اتنی وسعت پیدا کر لی کہ یہ دعوے کر دیا ہے کہ قدیم الایام میں ایران میں ایک خاص قسم کی نظم جس کو پہاڑی کہاجاتا تھا رباعی تھی۔ اس کے اوزان عربی اوزان سے غالباً مستخرج نہیں ہیں بلکہ ایران زا اور مقامی معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ ان میں سے ہر دعوے ثبوت کا مستحاج ہے اہل عروض و اہل موسیقی کی روایات و قابوس نامہ کا حوالہ آتا ہے، کاجہاں تک تعلق ہے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ارباب فن کے یہاں یہ چیز نو پیدا تھی اور اسلام کے بعد اہل فن کے استعمال میں آئی ہے" (خیام ص ۲۲) +

میں یہاں سردستان ہی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ محترم سید اپنے اعتراض میں ایسے فقرات کے استعمال سے کہ لفظ قدما سے اتنی وسعت پیدا کر لی ہے۔ ارباب فن کے یہاں یہ چیز نو پیدا تھی۔ اور اسلام کے بعد استعمال میں آئی۔ وغیرہ میرے خلاف مدعا یہ امر ذہن نشین کرنا چاہئے کہ میں رباعی کو اسلام سے قبل کی پیداوار مانتا ہوں۔ حالانکہ میرے زیر تنقید شعر العجم تھی جو خالفتہ فارسی شاعری بعد از اسلام کے

موضوع سے تعلق رکھتی ہے اور جو عربی شاعری کی تقلید میں شروع ہوتی ہے - فارسی شاعری اور رباعی تو ایسی نصاب ہے جس میں ایام ظہور اسلام سے قبل کا تصور بھی ذہن میں نہیں آتا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کیا ہم الفاظ 'قدیم' - 'قدما' 'قدیم الایام' زمانہ مابعد اسلام کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ ان الفاظ سے میرا مقصد وی ہے جو دنیا لیتی ہے۔ قدیم جدید کے مقابلہ میں۔ قدما متاخرین کے مقابلہ میں اور قدیم الایام زمانہ حال کے مقابلہ میں آتا ہے +

اب مجھے دو باتیں ثابت کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عہد قدیم میں ایران میں چار مہیتی کا رواج تھا۔ دوسرے یہ کہ چار مہیتی کے اوزان عربی سے استخراج نہیں بلکہ ایران زا اور مقامی ہیں +

پہلی شق کے لئے محقق طوسی کا بیان جو میں مع ترجمہ اور نقل کر آیا ہوں دھیان میں رکھنا نہایت ضروری ہے لیکن معیار الاشعار پر سید صاحب کا اضطرابی اعتماد محقق طوسی کے بیانات کی اصل وقعت و اہمیت کے احساس سے انہیں باز رکھتا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ رباعی کسی شخصی ایجاد کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ ارتقاء یافتہ شکل ہے قدیم چار مہیتی کی جو ہزج مربع اضرع میں لکھی جاتی تھی۔ ان ایام میں صدر وابتدا میں اضرع وکفوف۔ اضرع و مقبوض کا اختلاف جائز سمجھا جاتا تھا، جو چار مہیتی کے ہر مصرع میں کارفرما ہے۔ جس کی بنا پر پہلے مصرع کے شروع میں فعل کے مقابلہ میں دوسرے مصرع کے شروع میں مفاعیل یا مفاعیلن یا مفاعیلن آجاتا ہے۔ بحر ہزج عربی میں مربع الارکان متعل ہے۔ جب عربی عروض فارسی میں اختیار کی گئی تو ضروری ہے کہ ابتدا میں اشعار ہزج کے مربع میں لکھے جاتے ہوں چنانچہ رباعی بھی مربع میں لکھی گئی۔ چونکہ اس میں چار شعر ہوا کرتے تھے اس بنا پر اس کا نام چار مہیتی رکھا گیا۔ ایک عرصہ دراز کے بعد جب اصول مثنیات کی دریافت نے

اہل ایران کو زیادہ خوش آئند اور شگفتہ اوزان سے آشنا کر دیا۔ مربعات ترک کر دیئے گئے اور ثمنات کو اختیار کر لیا گیا۔ اور ترانہ جو چار بیت مربع پر شامل تھا دو بیت ثمن کے قالب میں دُھل گیا اور دو بہتی کھلایا۔ یہی اصول یعنی مربع کا ثمن کرنا نہ صرف رباعی میں بلکہ دیگر اوزان میں بھی کام کر رہا ہے۔ مثال میں بزن مربع کا یہ شعر عرض ہے :-

من بے تو چنین زار تو از دور بھی نرسد

اس کا وزن ہے مفعول مفاعیل مصرع اول۔ مفاعیل مفاعیل مصرع دوم۔ یہ رباعی کا وزن نہیں ہے۔ یہاں ابتدا میں صدر کے مقابلہ میں مفاعیل بجای مفعول لایا گیا ہے۔ ایران کی بعد کی خوش مذاقی کے دیکھتے ہوئے ایسا اختلاف ناقابل معافی ہے۔ مگر جب اسی وزن مربع کو ثمن بنالیا یعنی پورے شعر کا مصرع کر لیا بروزن مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل۔ تو ایک نہایت خوش آئند وزن حاصل ہو گیا چنانچہ

لازم تھا کہ دیکھو ہر استہ کوئی دن اور تنہا گئے کیوں اب ہوتا کوئی دن اور ایک اور مثال دی جاتی ہے :-

ای یار دل ربای یکی باری بساز

جو بحر مضارع مربع اخرب موفور مقصور ہے۔ یعنی مفعول فاعلات مصرع اول اور مفاعیل فاعلات مصرع دوم یہاں صدر و ابتدا میں اخرب و موفور کا اجتماع ہے لیکن ان دونوں مصرعوں کو ایک ثمن مصرع مان لینے سے ایک نیا شگفتہ وزن ہاتھ آگیا۔ مثال :-

گر مرد بہتی ز مروت نشان نخواہ صد با شید شودیت از دشمنان نخواہ
تعجب ہے کہ ہمارے سلیمان اعظم نے جہاں رباعی کے مختلف ناموں کی

فہرست دی ۔ مثلاً ترانہ - دوہیتی - قول - غزل - بیت وغیرہ۔ اس میں انہوں نے اس کے سب سے قدیم نام چارہیتی کو شامل نہیں کیا اور محقق طوسی کا بیان بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ حالانکہ عروضی چارہیتی کا برابر ذکر کرتے ہیں ۹

مقیاس الاشعار میں مرزا اوج کہتے ہیں، "ترانہ کو قدم نے چارہیت قیاس کیا ہے اور اس کو چارہیتی کہا ہے۔ یعنی اس میں ہر مصرع ایک بیت ہے اور تازی میں اس کو رباعی کہتے ہیں اور چاروں مصرعوں میں قافیہ لانا واجب جانتے ہیں لیکن نزدیک متاخرین جو مربعات اس وزن اعراب کے مستعمل نہیں یہ وزن بھی متروک ہے" (ص ۲۱۸ مقیاس الاشعار)

غلام حسنین قدر بلگرامی کا قول ہے :- "اور اس کو اسی وجہ سے چارہیتی اور رباعی کہنے لگے لیکن متاخرین نے چار مصرعوں کو دو شعر فرض کیا اور اس کا نام دوہیتی رکھا۔"

"قدما ی فارس ترانہ را کہ از ہزج مربع اختراع کردہ اند چارہیتی و رباعی مینقد و ہر دور چارہیتی را قافیہ لازم می شمردند۔ اما متاخرین شان چون ابیات مربع ہزج نزد ایشان متروک است ترانہ از ہزج قرار میدہند و ہر دور چارہیتی و رباعی می شمردند و مجموعہ را دوہیتی" (ص ۲۱۵ رسالہ کیفیت ایجاد رباعی از مفتی سعد اللہ شق دوم۔ یہ کہ چارہیتی یا رباعی کے اوزان عربی سے مستخرج نہیں ہیں۔ بلکہ ایران زاد اور مقامی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ سید صاحب کو ایسے بدیہی افتہ کے ثبوت مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ہم عروض کی جس قدیم و جدید کتب کو اشاکر دیکھتے ہیں ہر صنف ہی راگ الاپ رہا ہے کہ رباعی فارسی الاصل ہے میں بعض عروضیوں کے بیان یہاں نقل کرتا ہوں۔

۱۱ ہدائتہ وزن رباعی کہ آنرا دوہیتی و ترانہ نیز گویند از ہزج میردن می آید و

آزاد عجم پیدا کردہ اندوہ برصیت و چار فروع آورده :-
(عروض سنی تالیف ۸۹۶ء ۵۳۳ء طبع اشاعت سانی بحال ۱۸۸۲ء)

(۲) باید دانست کہ وزن دویتی را کہ رباعی و ترانہ نیز میگویند آزاد شعرائی عجم از وزن اعرصم و اعرص ہزج مشن بر آورده اند۔ (۵۳۳ تنقید الدردراز قضائی تالیف ۱۸۹۹ء)
(۳) باید دانست کہ رباعی را شعرائی عجم اختراع نموده اند و آزاد ترانہ و دویتی نیز نامند۔ (۱۱۶ حدائق البلاغت - ملبع کریمی - لاہور ۱۹۲۷ء)

(۴) کرامت علی ابن رحمت علی حسینی جو نپوری - مٹر شلن فرانسسی کے لئے اپنے قیام تبریز کے زمانہ میں ایک رسالہ قواعد عروض و قوافی پارسی لکھا ہے۔ جس میں مرزا ابوالقاسم قائم مقام کی طرف بھی خطاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ ٹائپ میں طبع شدہ میرے پاس ہے۔ جس پر تاریخ طباعت درج نہیں ہے۔ اس رسالہ کے ص ۸۲ پر عبارت ذیل ملتی ہے :-

”فصل شانزدہم در بحر رباعی و آزاد دویتی و ترانہ نیز گویند و آن پیدا کردہ عجم است۔“

(۵) ”و اوزان رباعی کہ آزاد دویتی و ترانہ گویند اہل عجم از بحر ہزج بر آورده اند“
(مخزن الفوائد ۱۲۶ء ۱۸۸۵ء - طبع انجمن پنجاب)

(۵ب) ”وزن ترانہ کے مختصر شعرائی عجم ہیں۔“ (۱۲۲ قواعد العروض از قدر بلگرامی)

(۶) ”اور یہ زحاف کہ اس وزن میں کتعل شعرائی عجم ہیں اشعار عرب میں نہیں

اور یہ وزن رباعی اشعار عرب میں نہ تھا۔“ (۲۱۵ مقیاس الاشعار ۱۳۲۲ء)

(۷) ”اور جان تو کہ رباعی نکالی ہوئی فصحا میں عجم کی ہے اور بحر ہزج سے نہ خصوصیت

رکھتی ہے۔“ (تقویت الشعر از امام الدین طالب - سلطان المطابع لکھنؤ)

(۸) ”و رباعی از مختصرات اہل عجم است و بحر ہزج اختصاص وارہ۔“ (۵۶

شجرۃ العروض از منشی مظفر علی آسیر۔ نو لکھنؤ ۱۸۷۳ء

یہاں ایک سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر رباعی ایرانی الاصل نہیں ہے تو پھر اس کی ایجاد کی توضیح کرنے والے قصے جن میں صرف ایرانی حصہ لیتے نظر آتے ہیں اور جنہیں سید صاحب نے اپنی معرزا تالیف میں نقل بھی کیا ہے کیوں شہرت پاتے مثلاً رود کی کا ایک لعل جوز باز کو غرین کے مرغزار میں جوشِ مسرت میں مہرِ آئندہ پڑھتے سنایا بقول دولت شاہ یعقوب بن لیث کے فرزند کا جوز کھیتے ہوئے ایک نشاط آمیز لہجہ میں کہنا کہ

غلطان غلطان ہی رود تا بن گو

خیام کے ۲۲۳ پر سید صاحب نے گذشتہ اعتراض سے ملتا جلتا یہ اعتراض کیا ہے۔

”ناقد شعر البعم نے اپنے اسی پہلے سلسلہ میں یہ بے سند دعوے کیا ہے جس کا مدار ساتویں صدی کی معیار الاشعار پر ہے کہ قدام (کس عمدتک کے قدام ۹) تا متر چہار مہیتی کہتے تھے، جس کے چاروں مصرع ہم قافیہ ہوتے تھے“ اور اس سے نادر تر دعوے یہ ہے کہ چہار مہیتی کی اب کوئی مثال نہیں پائی جاتی، حالانکہ ایسی رباعیاں جن کے چاروں مصرع ہم قافیہ ہوں، عوفی کی لباب الالباب کے قدام کے حالات میں دس بارہ سے زیادہ ہیں اور بعد کے شعرا کے یہاں ایسی رباعیاں ملتی ہیں۔“

میں سید صاحب کی خدمت میں بصد ادب عرض کرتا ہوں کہ جب ان کو یہ تسلیم ہے کہ میرے دعوے کا مدار ساتویں صدی کی معیار الاشعار پر ہے تو پھر میرا دعوے بے سند کیوں گردانا گیا۔ سید مجھ پر سخت ظلم کر رہے ہیں کہ معیار الاشعار جیسی کتاب کی سند کے باوجود میرے دعوے کو بے سند کہتے ہیں۔ میں ان کو

یقین دلاتا ہوں کہ عروضی لطیفہ میں یہ تالیف آج بھی زبردست اہمیت کی مالک ہے۔ گذشتہ سات صدیوں میں جس قدر کتابیں اس فن پر لکھی گئی ہیں ان سب پر اس کتاب کی افادہ و وقعت و افضلیت مسلم ہے۔ ہر عہد میں اہل عروض اس کو مستند سمجھتے رہے ہیں اور اس کے حوالے دیتے آئے ہیں۔ اس کی شرح تیار ہوئی ہے۔ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ عروضی مسائل پر قول فیصل مافی جاتی ہے اور یہ فن سے ہماری بیگانگی کا ثبوت ہوگا اگر ہم اس تصنیف کو قرار واقعی عزت نہ دیں۔

اس کے بعد سوال کیا ہے کس عہد تک کے قداماء، تمام تہجاریتہی کہتے تھے جس کے چاروں مصرع ہم قافیہ ہوتے تھے، یہاں بیت کی جگہ مصرع لکھنا سید صاحب کا سہو قلم ہے۔ میں قداماء کے متعلق اس سے قبل کچھ اشارہ کر آیا ہوں۔ یہاں اسی قدر لکھنا کافی ہوگا کہ ان قداماء کا زمانہ بھی وہی ہے جو ان قداماء کا ہے جن کا ذکر خود سید صاحب نے اپنی تالیف میں کیا ہے۔ جب فرمایا ہے۔

(۱) "عونی کی لباب الالباب کے قداماء کے حالات میں وغیرہ (خیام ص ۲۲۳)"

(۲) "یہ رباعی (چہارمیتی) کہنے والے قداماء عربی کے شاعر تھے۔" (الہم خیام ص ۲۲۳)"

(۳) قداماء کے کلام میں غزل و ترانہ کا لفظ ساتھ ساتھ آتا ہے۔ (خیام ص ۲۲۳)"

آگے بڑھ کر سید صاحب ارشاد کرتے ہیں: "اور اس سے ناوہ تر و مٹھنے یہ ہے کہ چہارمیتی کی اب کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ حالانکہ ایسی رباعیاں جن کے چاروں مصرع ہم قافیہ ہوں عونی کی لباب الالباب کے قداماء کے حالات میں دس بارہ سے زیادہ ہیں۔"

مجھے افسوس ہے کہ سید صاحب پر اس مطلب بالکل نہیں سمجھ لیا۔

محقق طوسی کے بیان پر جو میرے دعوے کی سند ہے کافی غور کیا۔ جن چار مصرعوں والی رباعیوں کو سید صاحب چار بیتیاں کہتے ہیں وہ تو دو بیتیاں ہیں۔ کیونکہ دو مثنیٰ شعروں کی شکل میں لکھی جاتی ہیں۔ بجا لیکہ چار بیتی چار مثنیٰ شعروں کی صورت میں لکھی جاتی تھی جس طرح کہ میں نے تنقید شعرا لعمم میں (رسالہ اُردو ص ۲۹۰ تا ۲۹۱) ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء) ابو شکور کی رباعی کو لکھا ہے۔ یا جس طرح خود سید صاحب نے میری تقلید میں ص ۲۲۲ پر رودکی کی مفروضہ رباعی کو اور ص ۲۲۳ تا ۲۲۵ عربی رباعیوں کو نقل کیا ہے۔ یہ ہے صحیح شکل چار بیتی کی۔ اور جب چار بیتیاں اس طرح لکھی ہوئی نہیں ملتیں تو میں نے کیا غلط کہا جب یہ کہا کہ قدیم چار بیتی کے اصلی نمونے ہم تک نہیں پہنچے۔ چار قافیوں والی رباعیاں مصرع دو بیتیاں ہیں جس طرح تین قافیوں والی خمسی رباعیاں ہیں +

سید صاحب دعوے کرتے ہیں کہ چاروں مصرعوں میں قافیوں والی رباعیاں لبالب الالباب میں قدام کے حالات میں دس بارہ سے زیادہ ہیں۔ میں نے بھی قدام کے ذکر ہی میں کہا تھا کہ سب سے قدیم رباعی مجھ کو ابو شکور بلخی کی ملی ہے۔ لبالب الالباب موجود ہے اور میں سید صاحب کو دعوت دیتا ہوں اگر وہ اس میں سے دس بارہ درکنار ایک رباعی بھی ابو شکور کے عہد سے قبل کی نکال کر بتا دیں گے۔ مگر دشواری یہ ہے کہ ہمارے محترم ہر چار مصرعوں کو عام اس سے کہ وہ رباعی کے وزن میں ہوں یا نہ ہوں رباعی کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ ایسی رباعیاں بے شک وہ دس بارہ کیا دہنوں نکال دیں گے لیکن ادنیٰ و عرضی نقطہ نظر سے بلکہ رواجاً بھی رباعی وہی ہے جو بحر زنج کے لفظ معقباتی راگویند کہ ہر دو مصرع قافیہ نگاہ داشتہ آید چنانکہ ابیات سرہای قصیدہ بود و خمسی راگویند

کہ مصرع سوم اور قافیہ نباشد۔ (ص ۵۵، حداثی السور شید الدین و طوطا۔ مرتبہ عباس اقبال،)

اخرم شجروں کے چوبیس اوزان مقرر ہیں۔ مگر سید صاحب جو خیام کی رباعیوں پر مقدمہ لکھ رہے ہیں اس فروگزاشت کی مطلق پروا نہیں کرتے ایک موقع پر رقم پر داز ہیں :-

”باب الالباب عوفی میں خنظلہ بادغیسی کی حسب ذیل دو بیتیں ملتی ہیں جو رباعی کے وزن پر ہیں :-

یارم سپند اگرچہ بر آتش ہی نگند از بہر چشم تاز سدر و راگزند
اورا سپند و آتش ناید ہی بکار باروی ہجو آتش و با خال چو لٹا سپند
(خیام ص ۲۳)

ان دو شعروں کو خود عوفی دو بیتیں نہیں مانتا۔ چنانچہ اس نے ”این دو بیت“
درج ۲ باب الالباب، لکھا تھا۔ سید صاحب نے دو بیتیں تو عوفی کی تقلید
میں لکھ دیا۔ لیکن الفاظ ”جو رباعی کے وزن پر ہیں“ اپنی طرف سے اضافہ
کر دیئے۔ حالانکہ یہ شعر رباعی کے وزن پر مطلق نہیں۔ رباعی کے اوزان بحر
ہزج سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ابیات بحر مضارع میں واقع ہوئے ہیں۔
ان کا وزن ہے :-

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات - یعنی مضارع اضرع کفوف مقصور
جو رباعی کے وزن سے کوسوں دور ہے۔

سید صاحب کی جلد بازی ملاحظہ ہو کہ خنظلہ کی اس مفروضہ رباعی کو دیکھ
گر فوراً یہ نظریہ پیش کر دیا :- ”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رباعی کی تاریخ رودکی بلکہ
ابودلف اور ابن الکعب سے بھی پہلے شروع ہوتی ہے اور سامانی بلکہ صفاری
کے بجائے طاہری دربار کو اس کی اولیت کا فخر پہنچتا ہے“ (ص ۲۳ خیام)

لہ قلابوں میں وزن میرا اضافہ ہے۔ اس کے بغیر وزن غلط ہو جاتا ہے ۔

اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ خطلہ کی رباعی سچی رباعی نہیں۔ تو یہ اولیت کا
فکر کس دربار کی طرف منتقل کیا جائے گا؟ سلیمان اعظم ارشاد فرمائیں۔
تفہیم شعرا (ص ۴۹۰ اردو) میں ایک موقع پر میں نے فرخی کا ایک شعر
بوطلب شاعر کی شہرت بحیثیت رباعی گو دکھانے کے لئے نقل کر دیا تھا۔
جو حسب ذیل تھا۔

از دلارامی و لغزی چون غزلہای شہید وز دلایری و خوبی چون ترانہ بوطلب
اس کے تعلق میں سید صاحب ارشاد کرتے ہیں :-

”پروفیسر شیرانی نے تنقید شعرا (ص ۴۹۰) کے پہلے نمبر میں اس شعر کو کہیں سے
نقل کیا ہے۔ مگر اپنے متن کا ماخذ نہیں بتایا ہے جو اسدی کے متن سے
بہت کچھ مختلف ہے۔ شیرانی صاحب لکھتے ہیں :-

از دلایری و لغزی چون غزلہای شہید وز دلایری و خوبی چون ترانہ بوطلب
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے کسی متاخر ماخذ کو سامنے رکھا ہے
جس نے فرخی کے قدیم الفاظ میں متاخرین کے محاوروں کے مطابق تصرف
کر دیا ہے۔“ (خیام ص ۲۲۹)

کسی شاعر کا شعر نقل کرتے وقت ہمارے ہاں یہی دستور رہا ہے۔ کہ
شعر نقل کرنے سے قبل اس شاعر کا نام دے دیا جائے۔ چنانچہ میں نے بھی
ایسا ہی کیا اور شاعر کا نام فرخی دے دیا۔ سید صاحب کو اعتراض ہے کہ اس
شعر کو کہیں سے نقل کر دیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کہیں سے تو کیا نقل کیا ہوگا۔
شاعر کے دیوان ہی سے نقل کیا ہوگا اور دیوان سے بہتر ماخذ ہوگا بھی کیا۔
متاخرین کے محاوروں کے مطابق اگر کوئی تصرف ہوا تو خود سید اس کے
ذمہ دار ہیں۔ میرے ہاں جہاں پہلے مصرع میں دلارامی تھا۔ سید صاحب نے

اس کی جگہ دلاویزی بنا دیا۔ یہ تصرف کیوں کیا گیا مجھے معلوم نہیں۔ مگر یہ تصرف ہر حال میں صحیح نہیں۔ کیونکہ دونوں مصرعوں میں دلاویزی اکمرہ ہو جاتا ہے، سید صاحب نے حسب روایت لغت فرس اس شعر کو یوں لکھا ہے۔

زولاویزی وترسی چوغز لہائے شہید وز غم اسجائی خوشی چوترانہ بطلب
میر انقل کردہ شعر اگر اسدی کے متن سے نہیں ملتا تو اس میں میر کیا قصور ہے
میر سے لئے ضروری نہیں کہ فرخی کے شعر کے لئے اسدی کے لغت کی
ورق گردانی کروں۔ جس حال میں کہ دیوان موجود ہے اور چھپ چکا ہے۔

اصل یہ ہے کہ جس شعر کو سید صاحب صحیح اور مستند سمجھ رہے ہیں۔ وہ یقیناً غلط ہے۔ اس غلطی کے ذمہ وار خواہ ہمارے سید ہوں یا پال ہو رن لغت فرس کا مرتب یا خود اسدی لغت فرس کا مصنف۔ شعر بذا کوئی تنہا شعر نہیں ہے بلکہ فرخی کے قصیدہ میں آتا ہے۔ یہ قصیدہ بحر مل ثمن محذوف میں ہے جس کا وزن ہے۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن، اور مطلع ہے۔

دوست دارم کو دک سہیں بر بیجا وہ لب ہر کجا زیشان کی مینی مرا اسجا طلب
فرخی کا منقولہ بالا شعر بھی ضرور ہے کہ اسی وزن میں ہو۔ چنانچہ تقطیع،

ازدلا فاعلاتن، می ٹی تغزی فاعلاتن، چوغز لہا فاعلاتن، اے شہید فاعلاتن
وزدلاوے فاعلاتن، زمی ٹی خوبی فاعلاتن، چوترانا فاعلاتن، بطلب فاعلاتن،
یعنی وہی رمل ثمن مقصور یا محذوف، اب سید صاحب کے روایت کردہ شعر
کی تقطیع ملاحظہ ہو:-

زدلاوے فاعلاتن، زمی تردی فاعلاتن، چوغز لہا فاعلاتن، و شہید فاعلاتن،
وز غم اسجا فاعلاتن، می ٹی خوشی فاعلاتن، چوترانا فاعلاتن، بطلب فاعلاتن،

لحدیوان فرخی مرتبہ عبدالرسولی، ۱۳۱۵ء۔ مطبوعہ مجلس (ایران)۔ دیوان حکیم فرخی ص ۱۱۲ مطبوعہ بیہی،

اور وزن ہے بحر رمل شمن مجنون مقصور۔ بالفاظ دیگر وزن ہی بدل گیا ہے۔
یعنی سالم سے مجنون ہو گیا۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ حشویات تمام قصیدے
میں جس کسے پچاس سے زیادہ شعر ہیں سالم آئیں اور ایک شعر میں مجنون ہو جائیں
لہذا میں تو اس شعر کو غلط کہوں گا،

قولہ۔ اہل عرب اس کو رباعی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ بحر ہزج جس میں
رباعی کہی جاتی ہے چار اجزاء سے مرکب ہوتی ہے اور اس لئے اس وزن کا
ایک مصرع عربی میں دو جز کا ایک شعر ہو جاتا ہے اور اس طرح چار مصرعوں
میں چار شعر ہو جاتے ہیں۔ رازی کے اس بیان کی تائید معیار الاشعار فارسی میں
کی ایک قدیم کتاب ۱۱۷۷ سے ہوتی ہے! ۱۱۷۷

میں یہ توجیہ ماننے کے لئے ملتا نہیں کہ چونکہ ہزج عربی میں مریع الارکان
آتی ہے۔ اس بناء پر اس کو رباعی کہنے لگے۔ ہزج دائرہ میں سدس ہے۔
اگرچہ بنا میں مجزوء ہے۔ دوسرے عربی میں ایک ہی بحر تو ہے نہیں جو مریع
آتی ہے۔ اس میں تو اکثر بحر میں مریع استعمال ہوتی ہیں پھر ہزج کی کیا خصوصیت
رہی۔ اس کے علاوہ رباعی کی ابتدا فارسی سے ہوتی ہے نہ عربی سے۔ اسلئے
اس کا نام رباعی رکھنے میں عربی والوں نے چارہیتی کی تقلید کی ہے۔
محقق طوسی کی تالیف معیار الاشعار سید صاحب کے خیال کی تائید نہیں
کرتی۔ اس میں مذکور ہے۔

”تراہ راقدا چارہیت می گرفتہ اند و آزا چارہیتی خواندہ و تباری رباعی۔“
یعنی قدام کے نزدیک رباعی چارہیتوں پر شامل تھی۔ اس لئے اس کا نام چارہیتی
رکھ دیا۔ اور عربی میں رباعی۔ لہذا سید صاحب کا یہ بیان کہ رباعی کا نام رباعی جا
مصرعوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ چار مصرعوں کے چار شعر ہو جانے کی وجہ سے،

بالکل بے بنیاد ہے۔ صحیح وہی ہے جو محقق طوسی کے بیان سے متنبط ہوتا ہے یعنی ایرانیوں نے اس کا نام چہار بیتی رکھا اور عربی والوں نے تعلیدار باعی کہا۔

قولہ :- سوال یہ ہے کہ دود و دودہ کا اس طرح ایک ایک شعر ہو جانا آیا فارسی میں تھا اور اس لئے اس کو کبھی چہار بیتی کہتے تھے۔ یا عربی میں اور اس لئے اس کو رباعی کہتے تھے۔ مؤلف معیار الاشعار نے صرف قداماء یعنی پہلے لوگ لکھا ہے جس سے فارسی و عربی کی تخصیص نہیں نکلتی۔ (خیام ص ۲۲۲)

مؤلف معیار الاشعار کے بیانات تو ہمیشہ ٹھیک ٹھیک راست بلا کم و کاست مبنی بر حقیقت ہوتے ہیں۔ لیکن سید صاحب کی اس کتاب کے ساتھ مدغم افیت نے بے شک انہیں غیر حقیقی الجھنوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ محقق طوسی کی تالیف فارسی کے ساتھ ساتھ عربی عروض کی بھی جدا گانہ توضیح کر رہی ہے۔ بلکہ مصنف کا قائل ہے کہ پہلے ہر بحر کے عربی ضوابط و اوزان و امثال بیان کرتا ہے اس کے بعد فارسی اوزان اور امثال دیتا ہے۔ سید صاحب اس کو محض فارسی عروض کی کتاب (ص ۲۲۲ خیام) بیان کرتے ہیں۔ اسی لئے سید و الامرتبت کا یہ قول کہ مؤلف معیار الاشعار نے صرف قداماء یعنی پہلے لوگ لکھا ہے جس سے فارسی و عربی کی تخصیص نہیں نکلتی۔ فاضل موصوف اس سے زیادہ اور کیا تخصیص کرتے کہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ الگ دکھا دیا ہے۔ ہزج کے عربی اوزان میں انہوں نے رباعی کا مطلق ذکر نہیں کیا اور فارسی کے ذکر میں لکھا جس سے پڑھنے والے پر صاف روشن ہے کہ رباعی فارسی الاصل ہے اور عربی سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ سید صاحب اس سے زیادہ اور کیا تخصیص چاہتے ہیں ؟

قولہ :- مگر محمد ابن قیس رازی نے تصریح کی ہے کہ یہ رباعی (چہار بیتی) کہنے والے قداماء عربی کے شاعر تھے۔ کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ عربی کی

طرح فارسی اہل عروض بھی ایک لفظ کے حروف کو تو ذکر کبھی دو مصرعوں میں بانٹتے تھے۔ (ص ۲۲۲ خیام)

عروض کے میدان میں یوں تو کئی چیزیں عجیبوں کی دماغی پیداوار اور ذہنی یادگار کی حیثیت سے شمار کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً بحر قریب و جدید و متشاکل - نیز ان کی نو ایجاد اکیس بحر ہیں جو دواڑ منکسہ و منخلقہ و منخلطہ سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ان کی افادہ و وقت قابل ذکر نہیں۔ لے دے کر کوئی کام کی چیز جو جدید ایرانی اضافہ کے طور سے تسلیم کی جاسکتی ہے رباعی ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے سید والا شان نے بیک جنبش قلم اس عزت سے بھی انہیں محروم کر دیا اور یہ ارشاد کر دیا کہ رباعی کہنے والے قدامد عربی کے شاعر تھے۔ خوش قسمتی سے سید صاحب اس عقیدے میں بالکل تنہا ہیں حتیٰ کہ محمد ابن قیس بھی جس کی مبینہ تصحیح پر سید صاحب یہ رائے قائم کرتے ہیں ان کے بالکل برخلاف ہے۔ ذیل میں مصنف ہمعہ کے تین مختلف بیان جن میں سے ہر ایک سید صاحب کے معروضہ کے مخالف ہے نقل کئے جاتے ہیں۔

”لیکن حکم آئمہ زعمانی کہ درین وزن ستعل است در اشعار عرب بنودہ است در قدیم برین وزن شعر تازی نگفتہ اند و اکنون مُحدَثان ارباب طبع بران اقبالی تمام کردہ اند و رباعیات تازی در ہمہ بلاد عرب شائع و متداول گشتہ است“

(منہ، المعجم فی معاییر اشعار العجم)

اس کا ترجمہ، لیکن چونکہ ایسے زحاف جو اس وزن (رباعی) میں استعمال ہوتے ہیں۔ اشعار عرب میں نہیں آتے۔ عہد قدیم میں تازی گوئیوں نے اس وزن میں اشعار نہیں لکھے۔ البتہ عہد حاضر کے ارباب ذوق نے اس کی طرف اقدام کیا ہے۔ چنانچہ عربی رباعیاں تمام ممالک عرب میں رائج اور شہر ہو گئیں۔ ایسے صاف اور صریح بیان کے باوجود سید صاحب کس طرح یہ دعوے پیش

کر سکتے ہیں کہ یہ رباعی گو قدام عربی کے شاعر تھے ۔

شمس قیس کا دوسرا بیان یہ ہے :-

”و بحقیقت بیج وزن از اوزان مبتدع و اشعار مخترع کہ بعد از خلیل حادث

کردہ اند بدل نزدیک تر و در طبع آویزندہ ترازین نیست۔ (مناہج)

یہ بیان بھی سید صاحب کے دعوے کے خلاف ہے ۔

شمس قیس کا تیسرا بیان رباعی کی ایجاد شاعر مشہور رودکی کی طرف منسوب

کرنا ہے۔ جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :-

”و یکی از متقدمان شعرائی مجم و پندارم رودکی و اشد علم از نوع اخرم و اخب

این بحر وزنی تخریج کردہ است کہ از اوزان رباعی خوانند۔ (مناہج)

جب رباعی کی ایجاد بہ روایت شمس قیس رودکی کی طرف منسوب ہے تو پھر ہمارے

سید محترم کس طرح قدام عربی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ

خود شمس قیس کو اپنے بے سند دعوے کا مدار علیہ قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں

کہ محمد ابن قیس رازی نے تصریح کی ہے کہ یہ رباعی (چہار بیٹی) کہنے والے قدام

عربی کے شاعر تھے۔ میں سید صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد ابن قیس کا دامن

ہر ایسی تصریح سے پاک ہے ۔

عربی کی طرح فارسی اہل عروض بھی ایک لفظ کے ٹکڑوں کو توڑ کر کہی دیکھو

میں بانٹتے تھے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں سید صاحب کا مطلب اشعار معتد سے

ہے۔ ایسے اشعار عربی کی تقلید میں قدام فارسی میں رائج تھے۔ زیادہ تر انہی ایام

میں جب شعر گوئی کا مدار اکثر و بیشتر مریجات پر تھا۔ اشعار معتد میں مصرع اول

مصرع دوم سے لفظاً و معنی وابستہ ہوتا ہے۔ ہر مصرع مرکب غیر مفید کا حکم رکھتا ہے

جب تک دوسرا مصرع ساتھ نہ پڑھا جائے بات تمام رہتی ہے۔ اس لئے

کئی موقعوں پر ضروری ہے کہ دونوں مصرعوں کو ساتھ ملا کر مثل ایک مصرع ثمن کے پڑھیں۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار معقد ہیں جو فارسی میں اصول ثمنات کی دریافت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ جب ثمنات کی دریافت نے فارسی عروض میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اوزان مربع کا رواج متروک ہو گیا ان کے ساتھ ہی اشعار معقد بھی جو مثنی و مربع و مثلث ہوتے تھے فائب ہو گئے۔ محقق طوسی نے ان کی بعض مثالیں اپنی تالیف میں محفوظ رکھی ہیں جن میں سے کچھ اس سے پیشتر اسی مضمون میں نقل ہو چکی ہیں۔ بعض یہاں درج کی جاتی ہیں۔

مثال ہزج مربع سالم۔

بیار آن مے کہ پنداری روان یا قوت نابستے
دیا چون بر کشیدہ تیج پیش آفتابستے

آخری شعر میں تیج کا 'فلین' وزن کی رو سے دوسرے مصرع میں شامل ہے۔ روو کی کا یہ قطعہ بالعموم ثمن شکل میں لکھا جاتا ہے۔ جس سے تمام قطعہ مصرع ہو گیا ہے۔ جتنے کہ حدائق السحر میں بھی اس کو ثمن ہی درج کیا ہے لیکن محقق طوسی نے مذکورہ بالا شعر مربع کی مثال میں نقل کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قطعہ اصل میں مربع تھا۔ اور ثمنات کے رواج کے بعد اس کو بھی ثمن بنالیا گیا

مثال دیگر:- رہ شادیم رہ بستی

یہ دو رکعتی شعر ہے۔ جس کی تقطیع ہے: رہ شادی فعلاتن، م رہ بستی فعلاتن، یعنی میم ضمیر متکلم شامل مصرع دوم ہے +

مثال دیگر:- ہر کہ بد خواند ترا از مردی ہست ادبری

اس شعر میں 'از' بغرض تقطیع شامل مصرع اول ہے۔

مثال شعر مثلث ۱۔ ۲ نو شد جهان زین نو بہار و سال نو
یہ تین رکن کا پورا شعر ہے جس کا نصف معین نہیں۔ عربی تقلید میں بدیع بلخی نے
یہ قصیدہ لکھا تھا +

قولہ :- چوتھی پانچویں صدی کے شعراء فارسی پہلے دوسرے اور چوتھے
مصرعوں کے ساتھ تیسرے کو بھی اکثر ہم قافیہ لایا کرتے تھے مگر اس کا قطعی لزوم
ان کے ہاں بھی نہ تھا۔ چنانچہ رودکی فردوسی عنصری وغیرہ کی رباعیوں میں کبھی
تیسرے مصرع میں قافیہ ہے اور کبھی نہیں ہے،

اس بارہ میں ڈاکٹر شیخ محمد اقبال فارسی پروفیسر پنجاب یونیورسٹی کی رائے
میرے خیال میں زیادہ وزنی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک رباعی جتنی زیادہ
قدیم ہوگی گمان غالب ہے کہ وہ مصرع ہوگی۔ جتنی متاخر ہوگی اتنی ہی خفگی ہوگی
میں غیر خفگی کو مصرع اور خفگی کو غیر مصرع کہوں گا۔ چوتھی اور پانچویں صدی میں
بالعموم مصرع رباعیاں رائج تھیں۔ مثلاً شعرائے عمد غزنہ کے دواوین میں سے
عنصری کی ۳۶ رباعیوں میں سے ۳۴۔ فرخی کی ۳۷ میں سے ۳۶۔ ناصر خسرو
کے ہاں ایک میں سے ایک۔ ابوالفرج رونی کے ہاں ۵۷ میں سے ۵۱۔
قطران تبریزی کے ہاں ۱۵ میں سے گیارہ اور مسعود سعد سلمان کے ہاں ۲۲۷
میں سے ۲۱۹ رباعیاں مصرع ہیں۔ اس سے ہم یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ چوتھی
اور پانچویں صدی میں مصرع رباعیاں کہنے کا دستور لزوم کی حد تک عام تھا۔ ان
میں غیر مصرع رباعیوں کا شمول خالی از اشتباہ نہیں۔ جلد دوم لباب اللباب
میں شعرائے آل سامان و شعرائے آل ناصر کی رباعیاں جو تفصیل ذیل میں سب
کی سب بلا استثناء مصرع ہیں۔ چنانچہ :-

ابوشکور بلخی ایک۔ ۲۱۔ عنصری ایک ۳۲، ابو عبد اللہ محمد المعروف

بروردہ البغنی کے ہاں پانچ مختلف مصرع شعر بر وزن رباعی ۴۷ - فرخی ۲۰ صفحہ
 ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن محمد العطار دی، دو۔ ۵۷، ابو الحرث حرب بن محمد
 الحنوری الہروی، یک، ۳۷ - ابو المنصور عبد الرشید بن احمد بن ابی یوسف
 الہروی، یک، ۶۱، مسعود الرازی، یک، ۶۳ - ناصر لغوی، یک، ۶۶ -
 یہ رباعی سلاطین میں امیر محمد بن محمود کے قید کئے جانے کے موقع پر لکھی گئی ہے
 محسن قزوینی، یک، ۶۷ - ابن احمد البدری الغزنوی، یک، ۶۷ -

لغت فرس میں تین رباعیاں میری نظر سے گزریں اور تینوں مصرع ہیں
 پہلی 'ست' کی شرح میں ۴۶ پر لیبی کی - دوسری 'زوشیدن' کی تشریح میں ۵۲
 پر عبدی کی - اور تیسری ابوالمؤید کی 'نلک' کی تشریح میں جو حسب ذیل ہے -

صغرای مرا سود ندارد نلکا در دسمن کجا شناسد علکا
 سو گند خورم بہرچہ ستم ملکا کز عشق تو بگداختہ ام چون کلکا ۶۸
 لغت فرس میں تو یہ رباعی سب سے قدیم مانی جاسکتی ہے -

رباعی کے وزن پر بعض شعر بھی اسی فربنگ میں ملتے ہیں - مثلاً 'شبنانہ'
 کے ذکر میں ۳۷ پر عمارہ کا شعر مصرع اور ۳۸ پر 'چغز' کے بیان میں ابوالفتح
 بستی کا مصرع بیت :-

ہر چند کہ درویش پس رفغ زاید در چشم تو انگر ان ہم چغز آید
 اور ۳۸ پر مالہ کے ذکر میں عمارہ کا شعر - لیکن واقعی کا ایک شعر جو اگرچہ وزن رباعی
 میں ہے فیہ مصرع ہے جو ۳۸ پر 'سخن' کی تشریح میں دیا گیا ہے - چنانچہ :-

ترسم کان وہم تیز خیزت روزی وہم ہمہ بند و ان بسوزد بسخن
 یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ شعر کسی رباعی سے لیا گیا ہے بلکہ فرویات سے تعلق رکھتا ہے

۳۵۲ء میں امیر ابو جعفر والی سیستان کی وفات پر صالح بنی رباعی لکھتا ہے :-

خان غم تو پست شدہ ویران باد خان طربت ہمیشہ آبادان باد
ہموارہ سرکار تو بانیگان باد تو میر شہید و دشمنست ماکان باد

قولہ :- عربی کی رباعیوں میں چاروں مصرعوں کا ہم قافیہ لانا اس لئے ضروری تھا کہ اس کا ہر مصرع شعر ہوتا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ بعض جدت پسندوں نے قافیہ کے ساتھ ردیف کی بھی شرط کر لی تھی۔ (۲۲۳ خیام)

رباعی کے معاملہ میں عربی والے ہمیشہ فارسی کے مقلد رہے ہیں اس لئے جب رباعی چار شعروں کی صورت میں لکھی جاتی تھی۔ یا جب دو شعروں کی صورت میں مرقوم ہوتی تھی۔ عربی خوان ہر حال میں تقلید شعرا سے فارسی کرتے رہے ہیں۔ یہی کیفیت ردیف کی ہے جو فارسی الاصل ہے اور عربی والوں نے تقلید اختیار کر لی ہے۔ محقق طوسی کتاب معیار الاشعار میں رقمطراز ہیں :-

”وردیف در اصل خاص بود بزبان پارسی و متاخران شعرا عرب از پارسی گویان فرا گرفتہ اند و بکاری دارند۔“ (معیار الاشعار و میزان الافکار ص ۳۶ طبع ملک)

قولہ :- ابو الحسن باخرزی المتوفی ۴۶۶ء نے اپنی کتاب دمیۃ القصر میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اس سے پہلے اس طریقہ پر رباعی نہیں سنی تھی :-

”لما کن سمعت هذه الطريقة یہاں تک کہ میرے والد نے ابو العباس باخرزی کی چند رباعیاں اسی طرز کی سنائیں :- (۲۲۴ خیام)

”لما کن سمعت هذه الطريقة“ کا ترجمہ سید محترم نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ : ”میں نے اس سے پہلے اس طریقہ پر رباعی نہیں سنی تھی“۔ لیکن یہ ترجمہ درست نہیں معلوم ہوتا۔ عربی عبارت میں رباعی کا لفظ مذکور نہیں۔ میرے نزدیک

اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے۔ کہ "میں نے اب تک اس قسم کی نظم نہیں سنی تھی۔" ابو مصنف کا مقصد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے عربی میں رباعی سننے کا عمر میں یہ پہلا موقع تھا جب اس کے والد نے ابو العباس باخرزی کی اس طرح کی رباعیاں سنائیں۔ باخرزی کی عبارت ہے :-

"ولم اكن سمعت هذه الطريقة حتى اشدني والدي لابن العباس

الباخرزي رباعيات على هذا النمط" مثلاً،

اگر میرا یہ اختلافی ترجمہ قابل قبول ہے تو ظاہر ہے کہ رباعی کا تعارف اگرچہ عربی میں ہو چکا تھا مگر اس کا علم خواص تک محدود تھا اور عام رواج میں نہیں آئی تھی کیونکہ باخرزی جیسا فاضل شخص اس کے وجود سے بے خبر تھا۔ باخرزی کا یہ بیان بجائے سید صاحب کی تائید کے ان کے اس قول کی کہ رباعی کہنے والے قدامت عربی کے شاعر تھے واضح تر دیکر تا ہے۔ بلکہ دمیۃ القصر میں اور موقوفوں پر بھی فارسی کے ساتھ رباعی کے مربوط ہونے کی نسبت اشارے موجود ہیں چنانچہ ابونصر تیم بن احمد الغزنوی کے حالات میں مذکور ہے :- "والغالب عليه لسان العجم و رباعية ، مثلاً

محمد بن ابی نصر کے ذکر میں مرقوم ہے :- "وله رباعيات في الفارسية حقيقة واختراعات فيها دقيقة" مثلاً ۲۶۵ اسی طرح صفحات ۲۰۲، ۲۶۱ و ۲۶۲ پر ۲۶۵ و ۲۶۶ پر فارسی کی متعدد رباعیاں اور ان کے عربی ترجمے منقول ہیں + اس کے بعد فاضل سید دمیۃ القصر سے عربی کی پانچ مصرع رباعیاں نقل کر کے فرماتے ہیں :-

"آپ دیکھیں کہ ان سب رباعیات کے چاروں مصرعوں میں قافیہ ہیں حالانکہ اسی عہد کی بلکہ اس سے پیشتر کی فارسی رباعیوں میں اس کی پابندی مطلق

نہیں ہے۔ عمارہ مروزی جو چوتھی صدی کے واسط میں تھا، کہ اس نے نامانی
وغرنوی دونوں درباروں میں رسوخ پایا تھا، کہتا ہے :-

آن می بدست آن بت سیمین من نگر گوئی کہ آفتاب بہ پیوست باقمر
وان ساغری کہ سایہ بنگند می برو برگ گل سپید است گوئی بلالہ بر

تیسرا مصرع قافیہ سے خالی ہے :- (مش ۲۱۵ خیام)

چاروں مصرعوں میں قافیہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ اس عہد میں بتقلید
چارہیتی دوہیتی یا مصرع رباعیاں کہنے کا دستور تھا۔ فارسی شعرا بھی اپنی دوہتیلوں
میں چار قافیہ ہی لاتے تھے جیسا کہ اس سے قبل گزارش ہو چکا ہے۔ سید صاحب
کے ذہن میں جو تین قافیوں والی غیر مصرع رباعیاں ہیں وہ درحقیقت زمانہ مابعد
کی پیداوار ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اوزان غیر رباعی کو اوزان رباعی کے ساتھ خلط
بھی کر رہے ہیں چنانچہ عمارہ مروزی کے تین قافیوں والے اشعار بالا کو رباعی
تصور کر رہے ہیں۔ حالانکہ رباعی کو ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اصل میں بحر
ہزج کے بارہ اضرب اور بارہ اضرع اوزان جن کی میزان چوبیس ہوتی ہے اوزان
رباعی کہلاتے ہیں اور رباعی کا اطلاق انہی اوزان پر محدود ہے۔ عمارہ مروزی
کے اشعار بحر مضارع میں ہیں۔ ان کی تقطیع ہے :-

اے ب مفعول، دست اب فاعلات، ت سیمین مفاعیل، من نگر فاعلن،
گوئی ک مفعول، آفتاب فاعلات، ب پیوست مفاعیل، باقمر فاعلن،
اور وزن مضارع مشن مکفوف و محذوف ہے :-

رباعی کے مختلف ناموں کے ذکر میں ہمارے سید والا شان قابوس نامہ
عنصر المعالی امیر کی کاؤس سے مثالیں دے کر غزل و ترانہ کو ایک ہی اصطلاح منو
کی کوشش میں مصروف ہیں چنانچہ

قولہ :- باب سی و پنجم اندرائین و رسم شاعری میں مختلف اصناف سخن کے سلسلہ میں "غزل و ترانہ" کہا ہے :- "اگر غزل و ترانہ کوئی سہل و لطیف ترگوئی و بقوافی معروف کوئی" پھر آگے چل کر ہے :- "و غزل و ترانہ تر و اکبار کوئی" (۱۲۱ ابھی) صیح یہ ایسی دھری ہے کہ اٹھائی نہیں جاتی ۔ میں کسی حالت میں بھی سید صاحب کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا کہ امیر کی کاؤس نے ان فقروں میں ترانہ کو غزل یا غزل کو ترانہ سمجھا ہے ۔ غزل و ترانہ میں خطا کر دینا اور یہ سمجھنا کہ چونکہ دونوں معطوف و معطوف علیہ ہیں ۔ اس لئے معنوں میں مشترک ہیں ۔ صریح مسلمات کے انکار کرنا ہے ۔ غزل و ترانہ سے عنصر المعالی کی مراد یہی مشہور دو اقسام نظم ہیں جو غزل اور دوہیتی کے نام سے یاد کی جاتی ہیں ۔ یہاں سید صاحب ایک شدید قسم کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ۔ اسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-

قولہ :- محمد بن قیس رازی نے معجم (۱۱۲-۱۱۳) میں ذرا ذرا سے فرق سے اس کے حسب ذیل نام بتائے ہیں :-

قول :- ہرچہ ازان جنس ربایات تازی (عربی) سازند آزا قول گویند
غزل :- ہرچہ برقطعات پارسی باشد آزا غزل خوانند ،
ترانہ :- اہل دانش لمحنات این وزن را ترانہ نام کردند ،
دوہیتی :- و شعر مجر و آزا دوہیتی خوانند برای آنکہ بنای آن بر دوہیت
بیش نیست ،

رباعی :- و مستعرب آزا رباعی خوانند از ہر آنکہ بحر ہزج در اشعار عرب
مرجع الاجز آآمدہ است ، پس ہر بیت ازین وزن دوہیت عربی کہ شد

قدما کے کلام میں غزل و ترانہ کا لفظ ساتھ ساتھ آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حد تک غزل کی موجودہ اصطلاح پختہ نہیں ہوئی تھی۔ (ص ۳۷۵ خیام) سید صاحب قول و غزل و ترانہ کو مرادف شمار کر رہے ہیں۔ حالانکہ ایسی غلط فہمی نہ قدما میں تھی نہ متاخرین میں۔ یہ اصطلاحیں ہمیشہ جدا جدا مانی گئی ہیں۔ مانی جاتی ہیں اور مانی جاتی رہیں گی۔ ہمیں یقین ہے کہ سید والا متنبہ کو ایک شخص بھی ان کی رائے کا مؤید نہیں ملے گا۔ اسی طرح میر سے مخدوم شمس قیس کا اصل مطلب سمجھنے میں قاصر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان اصطلاحات میں شمس قیس نے ذرا ذرا سے فرق سے رباعی کے مختلف نام دیے ہیں۔ حالانکہ شمس قیس کی مراد بالکل مختلف ہے۔ مصنف موصوف رباعی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”در حقیقت ان تہام نو ایجاد اوزان میں سے جو خلیل کے بعد ایجاد ہوئے ہیں کوئی وزن و وزن رباعی سے زیادہ دلآویز اور مرغوب طبع حوام نہیں۔ کیونکہ موسیقی کے فن کاروں نے اس وزن میں نفیس نفیس لحنیں اور لطیف لطیف راہیں بٹھائی ہیں [اس کے بعد بطور جملہ معترضہ کہتے ہیں] اور دستور یوں چلا آیا ہے کہ اس جنس (لحنوں) سے جو کچھ عربی اشعار میں بٹھایا جائے، اسے قول کہتے ہیں۔ گویا مصنف کے نزدیک قول اس راگ یا سرود کا نام ہے جو عربی اشعار میں بٹھایا جاتا ہے۔ اس بارہ میں اہل لغت بھی مصنف کے ساتھ متفق ہیں۔ ان کے نزدیک قول ایسا سرود ہے جس میں عربی عبارت شامل ہوتی ہے۔“ و در اصطلاح موسیقیاں نوے از سرود کہ در ان عبارت عربی نیز داخل باشد۔ اسی لئے قول محانے والا قوال کہلاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قول ہمارے مصنف کے نزدیک ترانہ یا رباعی سے بالکل مختلف چیز ہے +

اس کے بعد شمس قیس کا بیان ہے کہ ”جو نحیں فارسی مقطعات یعنی اشعار میں بٹھائی جائیں انہیں غزل کہتے ہیں۔“ اس سے مطلب شعراء کی غزل نہیں ہے بلکہ موسیقی کی۔ اس جملہ میں مقطعات کی اصطلاح تشریح طلب ہے۔ فارسی لغات کا بیان ہے: ”مقطعات شعر ہای سبک وزن و اشعار بحر جز۔“ اس جاننے کے بعد مصنف کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ فارسی کے سبک اوزان اشعار میں لکھا جاتا ہے اسے غزل کہتے ہیں۔ شیخ بہاء الدین برناوی متوفی ۷۸۵ھ جو موسیقی میں امیر خسرو کے بعد امام فن کا رتبہ رکھتے ہیں۔ غزل کی تشریح یوں کرتے ہیں: ”غزل وہ قسم ہے جس میں ایک غزل یا اس کے امتحانی ابیات سادہ راگ اور تال میں بغیر تاناکہ کے باندھ دیں۔ اس قسم میں پردہ ولایتی مغلوب کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض اقسام میں نہیں لاتے۔ اس کو جگری اور بشنید سے زیادہ مشابہ ہے۔“ (۱ ص ۷۷۔ اور نیل کالج میگزین۔ مئی ۱۹۲۷ء)

اس کے بعد مصنف ممدوح کا بیان ہے کہ اہل دانش نے اس وزن یعنی وزن رباعی کی لحنوں کا نام ترانہ رکھا ہے۔ جسے بنا سبت شعر فارسی و ہیتی کہتے ہیں۔ اور عربی خوان رباعی۔ بالفاظ دیگر رباعی بحیثیت اصطلاح موسیقی ترانہ کہلاتی ہے۔ باعتبار شعر و ہیتی اور عربی خوانوں میں رباعی کہلاتی ہے اس سے پیشتر مصنف نے قول غزل اور ترانہ کا فرق موسیقی کے اعتبار سے دکھایا تھا۔ یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں تھا کہ وہ ایک دوسرے کے مرادف ہیں۔ اس کا ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ شمس قیس نے اپنی اسی تصنیف میں کسی دوسرے مقام پر غزل و رباعی کی جنہیں سید صاحب ایک سمجھ رہے ہیں جدا جدا صراحت کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف مذکور کے نزدیک غزل و رباعی نظم کی دو مختلف اقسام ہیں۔ چنانچہ غزل کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"وغزل در اصل لغت حدیث زنان و صفت عشق بازی با ایشان و تہا لک در دوستی ایشان است و مغازلت عشق بازی و ملاجبت است بازنان و بیشتر شعرا بی معلق ذکر جمال معشوق و وصف احوال عشق و تعصانی را بغزل خوانند و بحکم آنکہ مقصود از غزل ترویج خاطر و خوش آمد نفس است باید کہ بناء آن بروزنی خوش مطبوع و الفاظی عذب سلس و معانی را بقی مروق نہند و در نظم آن از کلمات متکررہ و سخنان خشن محترز باشند" (ص ۳۸۸ الجمع)

اور رباعی کے متعلق کہتے ہیں :-

"بچنین رباعی کہ پیش ازین در قسم عروض شرح آن گفتہ آمدہ است بحکم آنکہ بناء آن بر دو بیت بیش نیست باید کہ ترکیب اجزاء آن درست و قوافی متمکن و الفاظ عذب و معانی لطیف باشد و از کلمات حشو و تجنیسات متکرر و تقدیم و تاخیرات ناخوش خالی بود و اگر باکن چیزی از صناعات مستحسن و مستبدعات مطبوع چون مطابقت لطیف و تشبہی درست و استعاراتی لطیف و تعابلی موزون و ایہامی شیرین یا ربود نیکوتر آید" (ص ۳۸۸ الجمع)

ابوطلب رباعی گو کی نسبت جس کا ذکر فرخی کے مسبق الذکر شعر میں آتا ہے سید صاحب رقم از ہیں :-

قولہ :- ابوطلب نام کسی شاعر کا پتہ ہم کو نہیں چلتا۔ فرخی جس کا یہ شعر ہے اس نے ۴۳۹ھ میں وفات پائی ہے۔ اس لئے ابوطلب ترانہ گو کا زمانہ اس سے تو بہر حال پہلے تھا۔ ایک خیال ہوتا ہے کہ ابوطلب نے وفات تو نہیں مگر یہ امر سراپا تحقیق طلب ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو ترانہ گوئی کا زمانہ تیسری صدی ہجری کے اوائل میں پہنچ جائے گا" (ص ۲۲۵ خیام)

سبحان اللہ ابھی تحقیقات شروع بھی نہیں ہوئی لیکن سید والا ستر لکھنے

پہلے ہی حکم لگا دیا کہ اگر یہ صحیح ہے تو تراز گوئی کا زمانہ تیسری صدی میں پہنچ جائے گا۔
 چھا اگر یہ غلط ثابت ہوا تو پھر کونسی صدی میں پہنچ جائے گا؟ یہاں ہم سید
 صاحب کی تحقیقات سے اعراض کر کے اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ میا اس
 سے قبل بیان ہو چکا ہے۔ شعر بالا جس میں ابو طلب کا نام مذکور ہے۔ فرخی
 کے بائیں قصیدہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں بے روی اور قافیہ غضب
 رجب عجب۔ ادب نسب وغیرہ ہے۔ ان مراتب کو جانتے ہوئے
 ابو طلب کی جگہ بودلف کو قبول کرنے میں جس کے سید صاحب محک ہیں وہیں
 بے شمار مشکلات سے سابقہ پڑے گا کیونکہ نہ صرف ابو طلب کو بودلف میں تبدیل
 کرنا کفایت کرے گا بلکہ قصیدے کے تمام قافیوں کی بے کو جن کی تعداد
 پچاس ہے 'فے' کے ساتھ تبدیل کرنا پڑے گا۔ جس سے نہایت مضحک صورت
 حال پیدا ہو جائے گی۔ از رو ہی معاملہ پیش آئے گا جو سعدی کے مصرع ۸
 شاید کہ پلنگ خفتہ باشد کو خفیہ پڑھنے سے پیش آیا تھا یعنی اس کے پہلے شعر
 تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و بہرش نہفتہ باشد

کے قافیوں گفتم و نہفتہ کو نئی ترمیم کی خاطر گفتم و نہفتہ پڑھنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔
 یہ ابو طلب کا بدل ابو دلف جو بقول دولت شاہ یعقوب صفار متوفی ۷۶۵ھ
 کے دربار میں ابن الکعب ایک اور شاعر کے ساتھ رباعی کا موجد مانا گیا ہے
 اور موجودہ تحقیقات جس کا کوئی پتہ نشان نہیں دیتی ہمیں تو صرف دولت شاہ
 کے تخیل کی ایک مخلوق معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمارے محترم نے اس غیر حقیقی شخصیت
 کو حقیقی شخصیت دینے کے لئے مامون و معتمد کے عہد کے ایک امیر ابو دلف
 عجلی متوفی ۷۶۶ھ کے ساتھ شناخت کر لیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

قولہ ۱۔ دولت شاہ نے اپنی روایت میں یعقوب صفار کے دربار کے

جس دو شاعروں کے نام لئے ہیں۔ ان میں سے ابن الکعب سے ہم واقف نہیں البتہ رابعہ بنت الکعب (دختر کعب) کا ذکر ملتا ہے۔ جو عہدِ سلاطینِ غزنویں (پانچویں صدی) میں مٹی (موتی ۲-۱۱)۔ دوسرے شاعر ابو دلف عجمی کا تذکرہ سیاسی و ادبی کتابوں میں ملتا ہے۔ یہ شخص نسلا عرب اور رمانوں و متصم کے عہد میں ایران کا سپہ سالار تھا، قاسم بن عیسیٰ نام تھا۔ ابن خلکان نے اسی نام کے تحت میں اس کا پورا مال لکھا ہے۔ ۲۲۶ھ میں اس نے وفات پائی وغیرہ وغیرہ اور آخر میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کا زمانہ امیر یعقوب صفار سے پہلے تھا۔ یعقوب صفار کے عہد میں اس کے بیٹے عبدالعزیز بن ابی دلف کا نام اصفہان کی سیاسیات کے سلسلہ میں آتا ہے۔ ۳۱۱ھ خلیفہ

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت مولانا نے ان دونوں اشخاص میں کیا وجہ مماثلت دیکھی کہ دونوں کو ایک مان لیا۔ گویا امیر ابو دلف عجمی ۲۲۶ھ میں وفات پا کر بروئے تناسخ دوبارہ جنم لے کر یعقوب بن لیث کے دربار میں بحیثیت شاعر نمودار ہوتا ہے اگرچہ مولانا ابو دلف کو یعقوب صفار سے اقدم بھی مان رہے ہیں۔ ایک لطف یہ ہے کہ جب جناب سید کو دولت شاہ کاغیہ ابن الکعب نزل سکا تو بنت الکعب پر قناعت کر لی جس کا زمانہ عہد آل غزنویہ بیان کرتے ہیں، سید صاحب کا خیال ہے کہ رودکی کے زمانہ میں غزنی کوئی آباد شہر نہ تھا اسی بنا پر شمس قیس کا روایت کردہ وہ قصہ جو رہائی کی ایجاد پر روشنی ڈالتا ہے اور جس میں رودکی شاعر غزنویں کے مرغزار میں عید کے روز سیر و گشت میں مصروف دکھایا گیا ہے۔ ان کے نزدیک ناقابل قبول ہے کیونکہ جب شہر ہی آباد نہ تھا تو شاعروں کیوں جانا (دیکھو منہ ۲۳ خلیفہ)

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ غزنویں قدیم شہروں میں سے ہے۔ بروہی صاحب کا خیال

عبدالرحمن بن سمر بخلاف حضرت عثمان غزنین کو فتح کرتا ہے (ج ۳ صفحہ ۵) تاریخ
 سیستان میں مذکور ہے ۱۔ وغزنین یعقوب بن الیث ملک الدنیا کیر ۲۳۱۔
 ۲۸۶ء کے قریب یعقوب کے بجائی عمر لیث کے زمانہ میں ناسد ہندی اٹکان
 ہندی متحد ہو کر غزنین پر چڑھ آتے ہیں اور عمرو کے عامل برد عالی کو شکست دیتے
 ہیں ۲۵۵ء تاریخ سیستان ۱۶ اسی خاندان کے ایک اور فرو لیث بن علی کے مد
 میں اس کا سالار معدل ۲۹۶ء میں غالب کو قید کر کے لیث کے پاس سیستان
 بھیجتا ہے اور پھر غزنین پہنچ کر سنجک کو قتل کرتا ہے۔ سنجک کی فوج معدل کی
 تلاش کرتی ہے لیکن معدل غزنین میں نہیں ملتا (صفحہ ۲۸۵ تاریخ سیستان) ۲۹۸ء
 کی ذیل میں آتا ہے ۱۔ و خلبہ لیدستان و بست و کابل وغزنین محمد بن علی بن الیث
 ہی کر دند (صفحہ ۲۹۸)۔

امیر نصر بن احمد سامانی ۳۲۱ء کے سال جلوس کے ذکر میں یہ عبارت
 ملتی ہے ۱۔ و عبید اللہ بن احمد بن جہانی در بست و رتج بود و سعید طالقانی را
 بگرفت و بہ بغداد فرستاد و فضل و خالد بر غزنہ و بست دست یافتند ۲
 (صفحہ ۱۴۰ احوال و اشعار رودکی جلد اول)

ان مثالوں سے تو غزنین رودکی کے زمانہ میں ایک اہم اور آباد شہر معلوم
 ہوتا ہے۔ ایک امر دلچسپی کا موجب یہ ہے کہ بنت الکعب جسے ہمارے سید
 بروایت عوفی آل غزنہ کے زمانہ میں جگہ دیتے ہیں شیخ فرید الدین عطار جو عوفی سے
 بھی اقدم ہیں۔ رودکی کی معاصر بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے رودکی کے
 ساتھ مشاعرات کئے ہیں۔ جن دونوں رودکی اس شاعرہ کے وطن میں آیا تھا۔ وہ
 اس کا نام زین العرب بتاتے ہیں ۳

۱۔ بچے آباد کرد، ۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اور نخل کلں میرزا بن مئی ۱۹۸۵ء،

میں نے ابوشکور بلخی کی ایک رباعی کو جس کا آفرین نامہ ۳۳۲ھ میں ختم ہوتا ہے۔ سب سے قدیم رباعی بتایا تھا۔ اس پر سید صاحب نے اعتراض کیا اور کہا کہ ایسی رباعیاں عوفی کے ہاں دس بارہ سے زیادہ ہیں۔ یہاں میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ سید صاحب کے نزدیک سب سے قدیم رباعی کونسی ہے۔ انہوں نے سرفہرست خطلہ باغیسی متوفی ۲۱۹ھ کی رباعی کو جگہ دی ہے مگر جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں وہ رباعی دو بیت ہیں اور دو بیتیں نہیں ہے اس کے بعد سید صاحب نے بایزید بسطامی متوفی ۲۳۲ھ کے نام تین غیر مقرر رباعیاں دی ہیں اور زبان کی صفائی اور والدہ داغستانی کی تائید مزید کی بنا پر ان رباعیوں کو بایزیدی ٹکسال کا نہیں مانا۔ زراں بعد رودکی کا نمبر آتا ہے جس کی سات رباعیاں درج کی ہیں۔ اور آخر میں اضافہ کیا ہے کہ ان رباعیوں پر بھی یقین نہیں کہ وہ واقعی اسی کی ہیں۔ اس کے بعد فاضل سید نے فارابی کا تو اس انداز سے اعلان کیا ہے جس سے گمان گذرتا ہے کہ رباعی گوئی مدت العمر اس کا پیشہ رہا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: ”رباعی گو حکیموں میں پہلا نام اور مطلق رباعی گویوں میں تیسرا نام معلم ثانی ابو نصر فارابی المتوفی ۳۳۵ھ کا ملتا ہے۔“ (م ۲۳۲، خیام) تین غیر مقرر رباعیاں اس کے نام پر نقل کی ہیں جو اووں کی طرف بھی منسوب ہیں۔ سید صاحب کے نزدیک فارابی کی رباعی گوئی کے یہ قرائن ہیں کہ گونسا وہ ترک تھا مگر اس زمانہ میں مجھ و ترکستان کی عام زبان فارسی ہی تھی۔ اس کے علاوہ وہ متعدد زبانوں سے واقف تھا۔ اس لئے اس کی طرف فارسی رباعیات کا انتساب غیر متوقع نہیں ہے۔ شہر زوری کی تاریخ الحکما میں ہے۔ اصلہ فارسی۔ میں کہتا ہوں ایسے غیر متعلق قرائن تین رباعی تو بہت ہوتی ہیں۔ فارابی کے حصے میں ایک رباعی دینے کو بھی ہمیں آمادہ نہیں کر سکتے۔ آگے جا کر خود ہمارے مخدوم

یقین اور بے یقینی کے سیلاب میں بہ گئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: مگر ان قرآن کے باوجود کوئی قدیم اور غیر مشکوک دلیل اس کے رباعی گو شاعر ہونے پر ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ شہر زوری نے تاریخ الحکماء میں اس کے مال میں لکھا ہے 'ولد اشعار حسنة حکیمیتہ' اور اس کے اچھے حکیمانہ اشعار ہیں اور اس کے عربی حکیمانہ اشعار دو صنفوں میں نقل کئے ہیں ۴

یہاں ایک سوال ہو سکتا ہے کہ ان دو صنف عربی اشعار کی بنا پر کیا ہم فارابی کو فارسی کے میدان میں رباعی گو شاعر اور رباعی گو حکیم کہنے میں الغلط کامیابا اور بے معنی استعمال نہیں کر رہے؟

ایک موقع پر ہمارے کرم سید شیخ احمد بدلی سہروردی جو ۱۳۵۲ھ میں ہوئے تھے اور شیخ فرید الدین عطار المتوفی ۶۲۷ھ کے ذکر کے بعد رقمطراز ہیں:-
"اس وقت تک شاعری کے جو اصناف رواج پذیر تھے وہ قصیدہ مثنوی اور قطعہ تھے۔" ۲۴۹ -

پھر فرماتے ہیں:- "اور غزل بحیثیت ایک مستقل صنف سخن کے کباب تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جس میں معنی کے لحاظ سے ہر شعر بجائے خود مستقل ہوتا ہے۔ کمال اسماعیل متوفی ۶۳۵ھ نے اس طرز کا آغاز کیا اور شیخ سعدی المتوفی ۶۹۱ھ نے اس کو کمال کو پہنچایا۔ اسلئے فلسفہ و حکمت کے مختصر متفرق خیالات کے لئے رباعی کے سوا کوئی چیز اس وقت موجود نہ تھی (۱۱۷۱) اس عہد سے پیشتر قول غزل ترانہ جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں شعری شیت بنے ہوئے تھے۔ مگر کمال اسماعیل کے دور میں غزل قوام میں آکر نچتہ ہو گئی، معلوم نہیں سید والا جاہ ان لوگوں کو کیا کہیں گے جو غزل کے حلیہ و وجود کے رد و کی کے عہد سے قائل ہیں۔ مثلاً محمود کے دربار کا ملک الشعراء عنصری کی

غزلیات پر رنگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں روو کی کی طرح غزلیں نہیں
لکھ سکتا۔

غزل روو کی وازی کوہو غزل ماسی من روو کی ہوا نیست
میں یہاں روو کی کی غزل کا ایک مطلع بھی درج کر دیتا ہوں۔
کس فرستاد بجز آن بت عیاں را کہ کن یاد بشخصہ اند بعبیار مرا
دقیقی کی دو غزلیں تو باب آلا باب طوئی میں موجود ہیں۔ میں صرف ان کے
مطلعوں پر قناعت کرتا ہوں۔
کاشکی اندر جہاں شب نیستی تلمرا ہجران آن لب نیستی

اور :-

اسی ابر بہنی نہ بچشم من اندری دم زن زما کی دیر آسای نگہ گری
ٹپس ہمیں دقیقی کی ایک اور غزل نقل کرتے ہیں اور رائے دیتے ہیں :-
”و دقیقی غزل مشکل گذشت است و بعلمت بی انتظامی لہ کان و اختلاف اجزاء اور
قبول طبع بدین بہت نسبتی ندارد۔ وغزل اینست :-

شب سایہ بدان زلف کان تو ماند سپید روز بیا کی رخاں تو ماند
عقیق را چو بانید رنگ اگر ان کہ آبدار بود باللسان تو ماند
بوستان ہوکان جز بزم ششم بیش گل گفتہ بر خسار کان تو ماند
دو چشم آہود و در گس گفتہ بید دوست راستہ بدان چنان تو ماند
کمان با بیان دیدم وطنی کہ کی پوشیدہ شود با پروان تو ماند
ترا سر وین الاقیاس عیان کرد کی سرور آفتاب و ہوا بدان تو ماند
را بہت کتب الطرود کی غزل کی است طوئی رقم کرتا ہے :-
”و این غزل کو کتب الطرود در حواشی زیادہ است لہذا کتب ہمیں صرف

مطلع درج کرتا ہوں :-

مرا بشق ہی محتمل کئی بحسیل چہ محبت آری پیش خدا ہی عزوجل
شعرا ہی غزنہ میں سے عنصری اور فرخی کی غزلیات ان شاعروں کے
دیوانوں میں موجود ہیں۔ عسجدی کی غزل کے نمونے حونی نے لباب الالباب
میں ۵۲ پر اور ابواللیث طبری کے ۶۶ پر۔ امیر معری کے ۷۵ پر۔ عبدالوہاب
جیلی کے ۷۷ پر۔ خالد بن الزینج کے ۱۲۴-۳ پر اور سنائی مروزی کے ۱۵۷
پر مرقوم کئے ہیں۔ انوری و خاقانی کے تو مستقل دیوان موجود ہیں جو ان کے
کلیات میں شامل ہیں۔ بلکہ سنائی المتوفی ۵۴۵ء کے ہاں غزل ایک نئی گروٹ
لیتی ہے۔ مقطع میں تخلص کا استعمال باقاعدہ شروع ہو جاتا ہے۔ واردات
حقیقت کو مجاز کی زبان میں ادا کرنا انہی سے شروع ہوتا ہے اور مومعہ کو خیر باد
کہہ کر خرابات نشینی اختیار کی جاتی ہے۔ عطار اور مولانا روم سنائی کی بنیادوں پر
قصر و ایوان کھڑے کرتے ہیں۔ میں یہاں سنائی کی ایک غزل حوالہ قلم کرتا ہوں۔

ای ساقی می بیار پیوست	کان یار عزیز تو بہ بگست
بر خاست ز جای زہد و دعوی	در سیکدہ بانگاز خشت
بہاد ز سر ریا و طامات	از مومعہ ناگمان برون جبت
بہاد ز پامی، بند تکلیف	ز نار مغانہ بر میان بست
می خورد و مرا بگفت می خور	تا بتوانی مباش جزمست
اندر رہ نیستی ہی رو	آتش در زن نہر چہ ہے بہت

میں صرف اسی مختصر بیان پر قناعت کر کے عرض کرتا ہوں کہ سامانیوں غزلیوں اور سوجیوں
کے عہد میں غزل کے وجود سے انکار کرنا تاریخ کے سلسلہ واقعات کو نظر انداز کر دینا ہے۔
یہاں میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور اصل موضوع سے ہٹ کر مولانا

سید سلیمان کے ساتھ بحث چھیڑنے کے واسطے اپنے ناظرین سے معافی کا
خواستگار ہوں۔ حقیقت میں سید صاحب ممدوح کی آراء رباعی کی قدامت اور
دیگر امور متعلقہ کی بابت نہ صرف ہماری فنی روایات سے قبائین و متفاوت ہیں
بلکہ ان سے عام غلط فہمی پیدا ہو جانے کا بھی احتمال ہے۔ اسی لئے مجھے ایسے
بیانات کی تردید کرنے کی جرات ہوئی +

مجھے شکایت ہے کہ سید صاحب نے باوجودیکہ کئی موقعوں پر مجھے اپنی
قابل قدر تالیف خیام میں ملزم ٹھہرایا ہے۔ لیکن اس کا کوئی نسخہ میری اطلاع کے
واسطے حسب رواج زمانہ مجھے نہیں بھیجا۔ اور مجھ کو بے خبر رکھ کر لائق تعزیر قرار
دیا۔ میں اس ایک طرز کار روانی کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔ یہ خفیہ تیر اندازی
نامناسب ہے +

لاٹ اک بہتر کہ در میدان سربازان ز نیم
شرط دعویٰ نیست تنہا گوی و چو گان با ختن

حال ہی میں جب میں نے رباعی کی تقطیع کے آسان طریقے پر قلم اٹھانا چاہا
اس کی تاریخ کے سلسلے میں مخدومی پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال نے سید صاحب کی تالیف کا
بھی ذکر کیا جس میں رباعی پر ایک طویل الذیل مضمون موجود ہے۔ اس طرح سید صاحب
کے اعتراضات سے مجھے دیر میں اطلاع ملی۔ اور یہ میرا قصور نہیں ہے اگر جواب
دیر میں دیا گیا +

ان مباحث سے فارغ ہو کر مجھے اصل موضوع کی طرف رجوع کرنی چاہیے۔
ترازہ موسیقی میں باعتبار اقسام الحان و رنگینی نغمات خواہ کتنا ہی دلپذیر و خوش آئند کیوں نہ
ثابت ہو۔ عروسی اوزان کے اعتبار سے ہمیشہ وقت اور دشواری کا سامان بنا رہا ہے
غیر رباعی اوزان سے اس کے اوزان کی شناخت نہ صرف عوام بلکہ شعراء کے لئے بھی

ایک کٹن مرحلہ ہے۔ اس کے متعلق اکثر لوگوں کو متشابہ لگ جاتا ہے۔ سید سلیمان پٹے شخص نہیں ہیں جو غلطہ باؤفیس اور عمارہ مروزی کے شعروں کو رباعی سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہوئے بلکہ ان سے پیشتر بھی بہت لوگوں کو رباعی کے باب میں گھوکا ہوا ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بعض غیر رباعی اوزان کو رباعی سمجھتے رہے۔ اور جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اس کے ازالہ کی کوشش کی۔ میرزا غالب کے واسطے مولانا فخر مہتاباٹی نے اپنی شرح دیوان غالب میں ذکر کیا ہے کہ میرزا ایک رباعی میں ہوتا ایک سبب خفیت نائدا از وزن باندہ گئے ہیں۔ وہ رباعی حسب ذیل ہے۔ جس کے مصرع دوم میں ایک رنگ نائدا از وزن ہے۔

دکھ جی کے پسند ہو گیا ہے غالب دل رک رک کند ہو گیا ہے غالب
واند کہ شب کو نیند آئی ہی نہیں سونا سو کند ہو گیا ہے غالب

چاندوں مصرعوں میں اختلاف کا جواز بھی رباعی کے قاری کی اشکال میں اضافہ کا مورث ہوا ہے۔ ان شکلات پر نظر رکھ کر اول تو عربیوں نے اوزان باہمی کو ایک ملحدہ صنف قرار دیا اور میں کوئی تعجب نہیں ہوگا اگر اسی بنا پر تھما نے بحر ہزج میں ہزج اخرب کی ایک ذیلی تقسیم ملحدہ قائم کر دی ہو۔ محقق طوسی کی اس رائے اشارہ میں بحر ہزج کی ذیلی تقسیمیں موجود ہیں یعنی ہزج مکتوف و ہزج اخرب رباعی صنف دوم میں شامل ہے۔ دوسرے بظہر سہولت اس کی قدرتی تقسیم کو مد نظر رکھ کر تمام اوزان کو اخرب و اخرم دو شعروں میں مرتب کر دیا ہے + قسط اول یہاں نظم ہوتی ہے +

محمد طوسی

(باقی آئندہ)

تلخيص مجمع الاداب

في

مُعْجَمُ الْأَلْقَابِ

كتاب اللام والميم

تصنيف

العلامة كمال الدين عبدالرزاق بن احمد الشيباني

المعروف

بأبن الفوطي (م ٢٣٠ هـ)

اعتنى بتصحيحه والتعليق عليه

الحافظ محمد عبد القدوس القاسمي

١٩٢٠ م

١٣٥٩ هـ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجمع الآداب جلد پنجم کا ایک حصہ (کتاب الکاف) اس وقت ضمیمہ اورنٹل کالج میگزین میں بالاقساط چھپ رہا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس جلد کا بقیہ حصہ (کتاب اللام والیم) پیش کرنا مقصود ہے۔ یہ حصہ ص ۵۲ ب سے شروع ہو کر ص ۲۰۹ ب پر نامکمل طور سے ختم ہو جاتا ہے۔ اصل کی ترتیب کے متعلق کتاب الکاف کے مقدمہ میں تفصیل دی جا چکی ہے۔ اور وہیں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ ہماری توجہ زیادہ تر صحیح نقل پر رہی ہے، تاریخی ناموں اور تاریخی واقعات کے متعلق تحقیق و تماش کے لئے زیادہ فرصت نہیں ملی۔ تاہم جلدی میں جتنا کچھ فراہم ہو سکا۔ کتاب کے ذیل میں بڑھا دیا گیا ہے۔

بین القوسین جو عبارتیں بڑھادی گئی ہیں، وہ یا تو کسی دوسری کتاب کے استناد سے ہیں۔ جس کا حوالہ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے، اور یا مرتب نے اپنے قیاس سے بڑھادی ہیں۔

چونکہ کام ابھی جاری ہے۔ اس لئے حواشی میں جن کتابوں سے کام لیا گیا ہے۔ ان کی کوئی معینہ فرست اس وقت پیش نہیں کی جاسکتی۔ تاہم جن کتابوں سے زیادہ تر فائدہ اٹھایا جا رہا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

- (۱) وفیات الاعیان (ابن خلکان) مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۱۰ھ
- (۲) معجم البلدان (یاقوت) مطبوعہ لیسزنگ ۶۶-۶۷-۱۸۷۲ء
- (۳) شذرات الذهب (ابن العماد) مطبوعہ مصر
- (۴) کشف الظنون (مطبوعہ استنبول)
- (۵) تاریخ العراق (عباس عزراوی) پوری کتاب دو جلدوں میں ہے،
مگر ہم نے صرف جلد اول سے فائدہ اٹھایا ہے +
- (۶) الحوادث الجامعة - یہ کتاب ابن الفوطی کی طرف منسوب ہو کر چلی،
مگر عباس عزراوی اور پروفیسر محمد اقبال صاحب اس رائے میں حق بجانب
ہیں کہ یہ کتاب ابن الفوطی کی نہیں۔ ہاں ابن الفوطی کی کتابوں سے اس میں
استفادہ کیا گیا ہے +
- (۷) تاج العروس شرح قاموس، بعض ناموں کی تحقیق کے لئے +
اس کے علاوہ جہاں جہاں مصنف نے خریدۃ القصص کا حوالہ دیا ہے
وہاں اس کی تصدیق فہرست شعراء خریدۃ مندجہ فہرست مخطوطات
مکتبہ میسوریہ جلد دوم مرتبہ ڈووزی سے کی گئی ہے اور اس فہرست کے صفحات کچھ
ذیل میں دیے گئے ہیں +

محمد عبد القدوس قاسمی

مولوی فاضل و فاضل دیوبند

لاہور

۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء

كِتَابُ اللَّامِ

مِنْ كِتَابِ مَجْمَعِ الْأَدَابِ فِي مَجْمَعِ الْأَقْبَادِ
اللَّامُ وَالْبَاءُ وَمَا يَتْلُوهُمَا

(١١) البلق أبو البقاء محمد بن القاسم البغدادى الأديب
ذكره المحافظ محب الدين أبو عبد الله محمد بن البخار
في تأريخه، وقال: كان يعرف بالبلق، وكان لطيفاً للعاشق
جميل المحاضرة؛ وذكره الشيخ أبو بكر المبارك بن كامل
ابن أبي غالب الخفاف في كتاب سلوة الأحزان من
تصنيفه، وقال: وقرأت بخطه في وصف النبي صلى الله
عليه وسلم: صلى الله على محمد ذى المحدث الصميم والشرف
العميم، والمحسب الكريم والمخلق العظيم والدين القويم
والقلب السليم، الذى دعا إلى الله بأذنه على حين فترة
من الرسل واختلاف من الملل وتشعب من السبل فصلى
بأمر الله حتى أتاه اليقين؛

له المتوفى سنة ١٥٥٣هـ انظر الشذذات (١٢٥، ٢) وذكره صاحب الكشف

أسماء ثلاثة من تصنيفه: سلوة الأحزان ومجمع الشيوخ ونسيم الروح؛

(٢) اللَّيْلِيُّ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي السُّعُودِ الْعِرَاقِيُّ الْأَدِيبُ
رَأَيْتُ بِمُخَطَّهٍ فِي وَصْفِ كُوكَبٍ الْفَقْصَ :-

وَكُوكَبٍ نَظَرَ الْعَرَبِيَّ مُسْتَرْقَاً لِسْتَمِعَ فَأَنْقَضَ يَدَهُ كَأَنَّ شَرْقَهُ لَهْبُهُ
كَفَارِسٍ بِهَرَّاطَا حَتَّ مِمَاتُهُ فَرَاخٌ يَسْجُبُهَا مِنْ خَلْقِهِ عَذِيكُهُ

(٣) وَاصِفُ الْمَلِكِ اللَّيْلِيِّ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
الدَّبَّائِغِ الْمَصْرِيِّ شَمْرَ الْأَسْكَندَرِيِّ الْأَدِيبِ ،
ذَكَرَهُ الْعَمَادُ الْأَصْفَهَانِيُّ الْكَاتِبُ فِي الْخَزَائِدِ ، وَقَالَ : اللَّيْلِيُّ
مِنْ الشُّعْرَاءِ الْمَصْرِيِّينَ ، وَكَانَتْ وَلادَتُهُ بِالْأَسْكَندَرِيَّةِ وَ
مَقَى إِلَى الْيَمَنِ ، وَرَكِبَ الْبَحْرَ فَوَقَعَ مِنَ الْمُرُكَبِ إِلَى الْبَحْرِ
فَعَلَقَ الْحَبْلَ فِي رَقَبَتِهِ ، فَمَاتَ مِنَ الْحَبْلِ خَنِيْقًا لَا غَرِيْقًا وَأَنْشَدَ
لَهُ مِنْ قَصِيدَةٍ :-

كَمَرٌ لِكَفِّكَ يَا خَطِيرَ الْمَعَالِي عِنْدَ مَا نِيكَ مِنْ خَطِيرِ نَوَالٍ
كَلَّمَا فَضَّلَ الْمَدِيْمُ عَلَيْهِ صَحَّ تَفْصِيْلُهُ عَلَى الْأَجْمَالِ
مِنْهَا :-

لَسْتُ أَدْرِي مِنَ السُّرُورِ عَلَى مَا صَحَّ عِنْدِي مِنْ قَدَرِ الْمَتَعَالِي
أَيُّهُنَّ لَيْثُ الشَّوْبِيِّ يَعْرِينَ أَمْ يَهْنَى الْعَرِينُ بِالرُّبَائِلِ
وَمِنْ شَعْرِهِ فِي وَصْفِ الْعَدَا :-

عَنْ لِي اسْتَسْرَمْنَهُ عَذَارًا فَتَذَكَّرْتَ أَنَّكَ نَمَامٌ
وَأَنْشَدَ لَهُ فِي كِتَابِهِ :-

لَهُ فِي فَهْرَسْتِ دَوْدِيِّ :- الدَّمَائِخُ ، نَظَرَ فَهْرَسْتِ دَوْدِيِّ ص ٢٧٥ ؛ وَرَوَايَةُ
الْمَصْنُوعَةِ بِالْمَعْنَى ، نَظَرَ فِي فَهْرَسْتِ دَوْدِيِّ ، عَنِيْقًا ؛

ذكره الصولي، حدث محمد بن بشار - قال قال الأصمعي
 لا بكي، ليس من العرب أحد إلا وفي شعره ما يتكلم فيه أهل
 النحو غيرك فإن شعرك نقي من هذا؛ فقال: لا أتى نشأت في
 حجر ثمانين شيخاً و شيخاً من بني عكيل ما عرفوا خطأ ولا
 خطأً، ثم لقيت العلماء فكنيت كأحدهم؛
 ومن شعره :-

انفس الشوق ولا ينفسي واذا سادوني المم رجم
 اصوم القدر اذا صار عتة واذا صار عني الحب صوم
 وروايته كبير قليل الوجود -

(٦) لِسَانُ الْحُمْرَةِ ابوكلاب حُصَيْنِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ صُعَيْثٍ
 ابن كلاب بن عامر بن مالك بن تميم الله بن ثعلبة بن عكابة
 ابن صعب بن علي بن بكر بن وائل وابنه ابوكلاب عبد الله
 وقيل، اسمه ورقا بن الاشعر الواسلي النسابة
 ذكره ابن الكلبي في جمهرة النسب وقال: لسان الحمرة
 هو حصين، وكان هو وابنه عبد الله من اعلم الناس بعلم
 النسب من تميم اللات بن ثعلبة، وذكره الحافظ ابو الفرج

لأنهم تظفروا بابن لبشار اسمه محمد، وروى ابو الفرج في الاغانى (٣٨٤: ٣) عن احمد

بن المبارك قال: حدثني ابي قال: قلت لبشار: ليس بعد من شعر له العرب شعراً فذكر
 نحو النقة في تاج العروس (١٥٩: ٣) جعفر بن كلاب، ته وفي القاموس، وابن لسان الحمرة
 كسيرة خطيب بلية نسبة اسمه عبد الله بن حصين او ورقا بن الاشعر؛ وله ذكر في الاغانى

(١٣٣١: ١٣٣٠)؛ ومن امثالهم: النسب من ابن لسان الحمرة؛

عبد الرحمن بن علي بن الجوزي في كتاب كشف النقاب،
وقال: انما سُمِّيَ لسان الحمرة بجودة لسانه؛

(٤) لسان الدين ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن
نزير مصر - البلخي الصوفي

ذكره العماد الكاتب في كتاب البرق الشامي، وقال: اللسان
الصوفي البلخي شيخ من اهل بلخ، قد عاين العقد والفنم، و
لا لبس العفار والمزخ، وجاور بغداد والكرخ، وخلف وداعة
الى المشيب الشرخ، وطالما نصب الفخ واصاب الفرخ،
وهو طريف ظريف، عفيف نظيف، ثقيل خفيف، لا يأكل
وحدة ولو ائته وغيف؛ وذكر كلاما طويلا من هذا يصف
ضيافته؛

(٨) لسان بني العباس عبد الملك بن صالح بن علي

ابن عبد الله بن العباس الهاشمي الكمي [546]
[55a]

كان يضرب به المثل في البلاغة وكان يسكن مئبر بادش الشام
وبها ولد، ولما دخل الرشيد مئبر قال له: هذا البلد منزلك
فقال له: يا امير المؤمنين! هلك ولى بك؛ قال: كيف بناءك
به؟ قال: دون منازل اهل و فوق منازل غيرهم؛ قال: كيف
صفتها؟ قال: طيبة الهواء قليلة الادواء؛ قال: كيف ليلاها؟

له الطبري كلن (نيل) ٥٨٠:١ وتذكر النواحر من ٨١، ش انظر ترجمته في الفوات

(١٢:٢) وقاموس الاعلام (٥٩٤:٢) وفي العقد (٢٨٢:٣) اشارة الى بعض ما

ذكره المصنف، وكانت وفاته بالرقعة سنة ١٩٢ هجرية،

قال سحر كله؛ قال صدقت أنها الطيبة؛ قال، بلك طابت
 وابن يذهب بها عن الطيب وهي تربة حمراء وسنبلة صفراء
 وشجرة خضراء فياف فيم بين قيصوم وشيم؛ فقال
 المرشيد؛ هذا الكلام والله أحسن من الدر المنظوم؛
 (٩) لسان الدين أبو الخطاب عمر بن علي الأغمشي
 الشاعر

ذكره شيخنا تاج الدين أبو طالب في كتاب لطائف العاني
 في شعراء زماني، وانشد له ١ -

تمتّع من سلافة خندريس وخذها من يدي طلي نيس
 وخالف قول من يلحاك فيها ووفاد الكها كأسيابكيس
 فما الدنيا سوى كأسات راج ولهم من مفاكهة الجليس
 تسلى الهم عن قلب صدي ولا شيء يسلى كالكويس
 (١٠) الاستاذ لسان المشرق أبو الفضل محمد بن الحسين
 ابن العميد القتيبي الوزير

ذكره أبو منصور عبد الملك الثعالبي في كتاب ثمار القلوب
 في المضاف والمنسوب، وقال؛ كان أبو الفضل بن العميد
 يعرف بلسان المشرق، وكان إذا ورد أركان استند على

له الأغمات بلد بأقصى المغرب؛ نفهم الطيب ١: ٢٨٤؛ ليس بين يدينا نسخة
 من ثمار القلوب فنشير إلى نسخة فيها بيان المصنف وتراجم ابن العميد المذكور
 في اليتيمة (١٣١) بمابعد ٢٨٣٩٢ بمابعد ٣٠٠٠٠؛ والوفيات (١٢١ ١٢٠)
 وزيل بروكلمن (١٥٣١) والمصادر التي ذكرها،

أبا القاسم السيرافي، واحتبسه عنده، فاتفق أنه كان مجتهداً
يوماً فقام أبو الفضل من مجلسه فبادر أبو القاسم إلى نعله
فقد مهاله، فأنكر ذلك أبو الفضل وقال له: يا هذا! العلم
يرتفع عما فعلت؛ ثم تقدم له بخلعة وحمله على دابة وقد
تقدم ذكره مستوفى في كتاب الهمة، وكانت وفاته بالري
سنة تسع وخمسين وثلثمائة،

(11) لسان الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن
إسماعيل الهيتي الأديب

وجدت بخطه: قيل لعمري، كيف علمك بالنجوم؟ فقال:
حسبي من ذلك معرفة النجم - يعني الثريا - إذا طلعت في
الشرق حصدت زرعى، وإذا سقطت في الغرب رميت
بذرى، وإذا ظهرت في كبد السماء خرفت نخل؛

الأم والطاء

(12) لطف الدين أبو الخير محمد بن نور الدين عبد الوهاب
ابن محمد بن محمد الأسفرايني ثم البغدادي

من أولاد المشايخ العارفين العلماء العاملين سميع والده
شيخ الشيوخ قدوة أهل الرسوخ وسميع من لفظى كتاب

له لم نجد ذكر أبي القاسم السيرافي في كتب التراجم بعد؛ والمشهور بنسبة السيرافي

أبو سعيد الحسن بن عبد الله (٢٤٠ - ٣٢٨ هـ) ولد لأبي محمد يوسف (٣٢٠ - ٣٨٥ هـ)؛

عنه انظر النشر الفتي للدكتور زكي مبروك من ٢٠١١

لطائف نواحي البركات في مشيخة ابي البركات بسماحي
 لها بقراءة مخزجها الشيخ المفيد جمال الدين ابي بكر احمد
 ابن علي القلانسي على شيخنا محي الدين عبد الحمي ابي البركات
 ابن ابي العباس بن ابي البركات المحمدي المحرق في يوم الاربعاء
 تاسع شهر ربيع الاول سنة ثلاث عشرة وسبع مائة بمحض
 والده شيخ شيوخ الاسلام ادام الله بركته وحرس ذريته ؛
 (١٣) لطيف الدين ابو محمد الحسن بن محمد الهاشمي
 الجذري الاديب

ذكره الوزير شرف الدين ابو البركات المبارك بن احمد
 المستوفي في تاريخ اربل . وقال : كان لطيف كما دعي لطيفاً
 ادبياً شاعراً ظريفاً . وكان ابداً يعترض بالصبيان في صنائعهم
 ويظهر لهم المحبة والعشق . يفعل ذلك مجرّواً وخلاعة ، و
 يعدّه احسن متاجر البطالة بضاعةً وينظم فيهم الاشعار
 ويشرب معهم ويلعب وانشد له :-

هذا دمي في خذاك المتورم فمتى تروذ انكار قتلى يشهد
 يا قاتلي عمداً ويزعم انك خطأ وقيت عقوبة الشعب
 انا منك بين صباية لا تنتهي الا واخرى من ولعي تبتهدي
 هجر الكرى جفني فواصله البكا لتما في كلني وخان تجلدي
 قال وانشد في نفسه من قصيدة اولها :-

له هو نور الدين عبد الرحمن الاسفرايني ؛ وترجمته مذكورة في تذكرة هفت اقليم
 نسخة مكتبة كلية فنجان (ص ٢٢٣ ب) ؛

ليل كما شاء الغرام طويل خطب الهوى فيه لديك جليل
 فاحلّ عرسي لهم الدخيل شادين حلوا الشائل في يديه شمول
 حمراء يشرق في الوجاجة نورها فكأنما في رأسها قنديل
 فكأنها عن خده مأخوذة ورحيقها برضا به معلول
 وكانت وفاته بنصيبين سنة ثمان وثمانين وخمسمائة ؛

(١٤) لطيف الدين ابو محمد عبد الله بن احمد بن

ابراهيم القرميسيني الاخباري

قال : اشترى عبد الله بن طاهر جارية بمخسة وعشرين
 الفاً على ابنة عمه ، فوجدت عليه وقعدت في بعض
 المقاصير شهرين لا تكلمه فعيل هذين البيتين : -
 الى كرم يكون العتب في كل ساعة وكم لا تملىن لقطيعة والمجمل
 رويدك ان الدهر فيه كفاية لتفريق ذات ليلين نظري الدهر
 وقال للجارية : اجلسي على باب المقصورة فغرتي به ؛ فلما
 غنت البيت الاول لم تر شيئاً ، فلما غنت الثاني خرجت مشقوقة
 الثوب ، فوعدت على رجله تقبلها . فقبلها ودخل اليها ،
 (١٥) لطيف الدين ابو الحسن علي بن سنان بن ابي البركات
 الحلبى الشاعر

ذكره كمال الدين في كتاب عقود الجمان ، وقال : كان

اللطيف ذكياً فطناً عالماً بنظم الاشعار ولم يشاركه حسنة

له نسبة الى قرميسين بلد معروف ، عرّب اسمه من كرمين شاهان ؛ ٥٧٣-٥٧٤ هـ ؛

وتوجدته في الوفيات (١ : ٢٧٠) ؛

في عذبة صنائهم كصناعة السروج وتجليد الدفاتر، ونسج بيد
كثيراً من الكتب، ومن شعره في غلام عاشق :-
قالوا حبيبك يشكو الهم والآقا وقد غدا عاشقاً من بعد ما عُشِقَا
وسأل من جفته دمع يُلْقِفُه بين الأنام حياءُ منهم وتُقَى
وليلة ساهر والجسر في سقم ولا يكابدُ الألوعة وشقاً
منها ١ -

فقلت هيهمات البكائي وعدتني في الحب عمداً فليت الحب ما خُلِقَا
ذروه يبكي كما أبكى ويشرب بالثكاس الذي لي به دون الأنام سقى
كانت وفاته بحلب سنة ست وستمائة ؛
(١٦) **اللطيف** أبو الحسن علي بن مسعود بن علي المحلبي الأزدي
ذكره علي بن ظافر الأزدي في كتاب بدائع البدايه واشد لما
من أبيات قالها بيديها :-

فلوتراني وكأس لراح في يدي اليمنى وفي اختها دققة البقش
لكنني تعجب من صفراء صافية تروا قها جراً الحاي على الخش
(١٧) **لطيف الدين** أبو الطرب محمد بن عمر بن سعد الله
ابن سعيد البحر أبا ذى الجويني المُنَافِي

كان أوحداً زمانه في علم الموسيقى عارفاً بطرائقه، طبيباً الحنجرة
قد أدق نعمة مزامير داود ونشأ في خدمة الصاحب
له (٥٩٤ - ٥٩٣) انظر ترجمته في ذيل بروكلمن (٥٥٣، ١)، وفوات الوفيات لابن شكو
(٥١، ٢)؛ وصلت تصانيفه في كشف الظنون (١٠٩، ٨، ٦١، ٢٩، ٣٠، ٣١، ٤١، ٦٠)، أمّا كتابه

بدائع البدايه فليس بين يدينا نسخة متبرعاً من طبعه مراراً ؛

بهماء الدين محمد الجويني وكان الصاحب علامة الدين كثيراً
 ما يشوق صفى الدين عبد المؤمن إليه ، وكان يحب أن يجتمع
 به ، فكانت به الصاحب واستدعاه إلى بغداد فامتثل أشارته
 فلما وصل إلى همدان مات في شهر ربيع الأول سنة أربع وستين
 وستمائة ، حدثني عنه مولانا نور الدين الرصدقي وقال :
 كان لطيف الدين البحراني أدي لطيفاً نظيفاً ظريفاً كثير الميل
 إلى الفقراء والانعزاف عن الاعتناء وله في الطرب تصانيف
 وكان قد صنف طريقة غريبة في هذا البيت :-

حزنت ولم افرح بدين لقائه ولا عيش لي الآبه وهو منعى
 والشعر للشيم سعد الدين المحمدي هي كتبه إلى الشيم سيف الدين
 البلخريزي وكان الصاحب علاء الدين يقترحه عليه إذا غنى
 بين يديه وحصل له منه الفوائد الجزيلة والنعمة الجليلة ،
 (١٨) **لطيف الدين محمود بن محمد بن محمود البخاري**
 الفقيه

سمع معنا على شيخنا جابر رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عبد السلام بن محمد بن مزدوع البصري في شعبان سنة
 إحدى وتسعين وستمائة ، وكان لطيفاً محموداً كاسم ولقبه
 (١٩) **اللطيف أبو الظفر يحيى بن جعفر بن عبد الله**
 البغدادى المغمى

كان اللطيف يحفظ كثيراً من الأشعار في كل فن ويغنى في كل

له ، لطيف ، نظيف ، ظريف ؛ عنه انظر تذكرة هفت إقليم ص ١٥١ الف ٤

فصل ما يليق به وكذلك يغنى ما يليق بالنهار وبالليل ومن
النشادة على الشط :-

كان حجلة والارواح ساكنة والبدر في قطرة الغرقى لرقيب
بمخرجى من بحرين مائتم سرب اشتق في وسطه نهر من الدمار

اللامر والواو

(٢٠) اللؤلؤ أبو اسحق ابراهيم بن سليمان - يعرف بالزيتات
الخراساني المحدث [556]
[56a]

ذكره الحافظ جمال الدين ابو الفرج بن الجوزي في كتاب
كشف النقاب في معرفة الاسماء واللقاب وهو مذكور
في تاريخ خراسان ، وانشد :-

صلى الاله على ابن امانة الذي جاءته به سبط البنان كريما
قل للذين رجوا شفاعة احمد صلوا عليه وسلموا تسليما

(٢١) اللؤلؤ ابو العباس احمد بن محمد بن يوسف البخاري
الفقيه

كان فقيها عالما اديبا ، قال : الحبيب اخض من الخليل في
الشائم المستفيض من العادات . وقد اتخذ ابراهيم خليلا
وقال لنيته صلى الله عليه وسلم : ما ودعك ربك وما قلى يعني
احبك . وفي مقتضى هذه الآية اتخذ حبيبا كما اتخذ ابراهيم
خليلا ، ومتا يؤكد ذلك ان الله تعالى [لا] يحب احدا مالم

ذكره السمعاني في الانساب (مر ٢٨٢ ب) ؛ ع : لا ؛ بسقوط لا ؛

يؤمن به ، وقال تعالى : قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحِبِّكُمْ اللَّهُ وَهُوَ

(٢٢) اللؤلؤ أبو يعقوب اسحاق بن ابراهيم بن عبد الرحمن
البغوي المحدث

ذكره المقدسي في كتاب الالقاب من تصنيفه ولم يذكر
لنا شيئاً ، وذكره أبو الفرج بن الجوزي في كتابه وقال :
سمع ابن عليّة ، وانشد للمأمون بن الرشيد -

هموم رجال في أمور كثيرة وهتى من الدنيا صديق مسأ
يكون كروح بين جسمين قسما فجسماهما جسمان الروح راجدا

(٢٣) اللؤلؤ أبو الفضل جعفر بن سعيد الأديب

قال في أماليه ان عبد الله بن جعفر بن اسحاق الجابري
الموصلي حدث قال : كنت في منزل أبي عبد الله نبطويه
اذ دخل عليه غلامها شى نضر الوجه فقال له : يا استاذ !
فانشده من شعرة -

كم صديق من تحت صفو ودى فجفاني وملني وقلاني
مثل ما ملّ شعرا ود وصى بعد ما ذمّ صحبة الخلان

فقال نبطويه : يا موصلي ! ليس يميثون بمثل هذه الملاحات
قال فامسكت ساعة ثم قلت -

له القرآن الكريم سورة آل عمران (٣) الآية ٣١ : هو ابراهيم بن محمد بن عرفة

من اولاد المهلب بن ابي صفرة ، ولد بواسط سنة ٢٢٢ هـ وكانت وفاته بغداد في جاني الاولى

سنة ٢٢٢ هـ : انظر ترجمته في الوفيات (١٣١) ، معجم الادباء (٢٢٢) ، تاريخ بغداد (١٩٢ : ١٩٣)

أحمد الله ما امتحنت صدقاً إلى الأندمت عند امتحاني
ليت شعري خُصصت لأفد من كل صديق أم ذاك حكم الزمان
(٢٢٧) اللؤلؤ أبو محمد الحسن بن علي بن مسعود - يعرف
بالتمار - الواسطي المحدث

ذكره المقدسي في كتابه، وذكره الحافظ أبو الفرج
عبد الرحمن بن الجوزي في كتابه أيضاً؛
(٢٢٨) اللؤلؤ أبو اسحق سليمان بن العباس بن المبارك
التركى المحدث

ذكره الشيخ جمال الدين أبو الفرج في كتابه، وقال يروي
عن عباس الدوري؛ ولم يذكره المقدسي؛
(٢٢٩) اللؤلؤ أبو الحسن علي بن محمد بن الحسن البلدي
المؤدب

اللام والياء

(٢٣٠) ليث الدين أبو الفتح أحمد بن عيسى بن أبي
الفتوح السمرقندي الأديب

كان أديباً فاضلاً راويةً، روى بأسناده إلى العتيق قال: حج
معاوية وكان عاملاً على المدينة مروان بن الحكم، فلما قدم

له هو أبو الفضل العباس بن محمد بن حاتم بن واقد الدوري المتوفى سنة ٢٣٢ هـ.

انظر: الأنساب - ص ٢٣٢ الع - له هو محمد بن عبيد الله التوفى سنة ٢٣٨ هـ

انظر كتاب المعارف لابن قتيبة ص ٢٧٤

المدينة هيأ له مروان طعاماً فأكثروا وجوداً ، فلما حضر
الغدا وجاء متطبب نصراني لمعاوية فوقف فجعل اذا مزون
قال : كل يا امير المؤمنين من هذا ، واذا اتى بلون ظن
انه لا يوافقه قال : لا تأكل من هذا ؛ ثم أقبل زنجيان
مؤثران بربطتين بيضاوين يدهما كان بمحفنة لهما اربع
حلقات متوعة حيساً ، فلما رأهما معاوية استشعر لهما و
حسر عن ذراعيه ، فقال الطبيب : ائني شئ تريد ؛ يا
امير المؤمنين ! قال : اريد والله اواقع ما ترى ؛ قال :
امزق ثيابي ، قال : ولومزقت بطنك فجعل يدببل مثل
دبل البعير ويقذف في جوفه ، حتى اذا نهل قال : يا مروان
ما حيسكم هذا ؛ قال : يا امير المؤمنين ! جموة ناعمية ، و
اقطة مزنية وسنة جهنية ؛ قال : هذه اشفية جُمعت
لاكما يقول هذا النصراني ؛

(٢٨) كَيْتُ الدَّوْلَةِ ابُو فَرَّاسِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي الْعِزِّ

التغلبى الجزرى الأمير

كان اخبارياً عالماً ، له معرفة بالادب واطلاع على التواريخ
والسير ، انشد للمباحظ :-

له يحملانها وقد اثقلها حملها ، له دبل اللقمة جميعها وعظمها ؛ تد ذكر الشعرا بوبكر
الخطيب في تاريخ بغداد (١٢ : ٢١٥) بتغيير في الترتيب وضم شعرتا لث اليهما ؛ وهما ك
روايته ١ -

يطيب العيش ان تلقى حكيماً	غذاء العلم والظن المصيب
فيكشف عنك حيرة كل جهل	وفضل العلم يعرفه الأديب
سقام الحزن ليس له شفاء	وداء الجهل ليس له طبيب

سقام الحرص ليس له دواء وداء الجهل ليس له طبيب
وطيب العيش ان تلقى حكيمًا غذاء العلم والنظر المصيب

(٢٩) لبيت الدين ابو المعالي محمد بن ابراهيم بن
ابي العسكر الاسترأبادي الفقيه

وقال قال بعض المتكلمين : انما جعل الله جل وعز نبيه
أُمِّيًّا لا يكتب . ولا يحسب . ولا ينسب . ولا يفرض الشعر ،
ولا يتكلف الخطابة ، ولا يعتمد البلاغة . ليتفرّد الله بتعليمه
الفقه واحكام الشريعة . ويقصره على معرفة مصالح الدين
دون ما يتناهى به العرب من متافه الاثر والعلم بالانواع ،
كان ذلك ادل على انه من الله تعالى ،

كِتَابُ الْيَمِّ

[٥٦٤]

مِنْ كِتَابِ مُجْمَعِ الْأَدَابِ فِي مُعْجَمِ الْإِلْقَاءِ

الْيَمِّ وَالْأَلْفُ مَا يَثْلُثُهَا

(٣٠) ماء السماء عامر بن حارثة بن امرء القيس القحطاني
الملك

عامر بن حارثة بن امرء القيس بن ثعلبة بن مازن بن الأزد
ابن الغوث بن نبت بن مالك بن زيد بن كهلان بن سبأ بن
يَشْجُب بن يَعُوب بن قحطان بن عابر بن شالح بن ارفخشذ
ابن سام بن نوح بن لؤك بن متوشلم بن اخوخ بن بودين
مهلائيل بن قنيان بن انوش بن شيث بن آدم ابي البشر عليه
السلام؛ قال محمد بن السائب الكلبي في كتاب جمهر النسب؛
انما سمي ماء السماء لانه كان غيائاً لقومه مثل المطر للارض؛
وذكره المحافظ جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي
ابن محمد بن الجوزي في كتاب كشف النقاب عن الاسماء
والالقباب، قال: لقب عامر بن حارثة ماء السماء شبهة

له انظر تاريخ ابي الغداء (١٠١١)؛

بالغيث لنفعهم ؛ هو عامر بن حارثة بن امرء القيس بن ثعلبة
 كان من ملوك العرب واجاردهم ، وكانت بلاده كثيرة الخصب
 والخير وفود العرب تفد عليه من الشمر ونجد والشعراء
 تقصد له بالقصائد وينقلون عنه بالمنم والفوائد ، وكان
 يذبح له في كل يوم مائة من الابل ولخاصة ما يوضع على
 سباطه خمس مائة رأس من الغنم الى غير ذلك من الصيود
 ويسقيهم العسل واللبن والخمر ويخلع عليهم الثياب المثلثة
 والعنابر وينعم عليهم بالخيول العربية والاسلحة ؛

(٣١) ماجد الدولة ابو نصر احمد بن يحيى بن

ابي المحاسن الششكانى الاديب

كان من الادباء الاذكياء ، وكان يميل الى مذهب الشيعة
 وله نظر في الفقه والادب ، انشد في أماليه :-
 كَلِمَتُ بِاللّٰهِ وَايَاتِهِ شَهَادَةٌ صَادِقَةٌ خَالِدَةٌ
 اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ اَمَامُنَا فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ
 يريد قول الله عز وجل : اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا
 الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ نَزَلَتْ
 فِي عَلِيٍّ لَآئِهٖ تَصَدَّقَ بِالْخَاتَمِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ ؛ انشد الشاعري
 في كتاب الاقتباس :-

اَنَا مَوْلَى لِفَتَى اُنْزَلَ فِيهِ : هَلْ اَتَى

له نسبة الى مشكان بالفهم ، وهي بليغ بن فارس واخرى قرية بنو اسامه ؛ انظر هذه المائة
 في معجم البلدان (٧٠٣، ٥٢٣) ، القرآن الكريم سورة المائدة (٥) الآية ٥٥ ،

٣٢) ماجد الدولة ابو اليسر المظفر بن مجاهد البصري الاديب

ذكره عماد الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن حامد
القرشي الاصفهاني الكاتب وقال: كان من الامراء الادباء
والاحيان الفضلاء، ولي قوس وكان ممدا حادا شديدا
في صبي (خلو) لا ليس ثوبه اسود.

تعبى راحق أنسى انفرادي وشفائي الضنى ونوى سهادي
لست اشكو بآدم من صد عني أتى بعيد وقد ثوى في فؤادي
هو مختال بين قلبي وحيني وهو ذاك الذي يرى في السواد
(٣٣) **الماجد ابو الغيث المفزع بن عمر بن عياض القيسراني**
الفقيه

ذكره الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب
معجم السفر وقال: كتبت عنه وكان رجلا فاضلا، رأيت
له هذه الابيات يصف فيها كتاب التنبيه:-

سَيَأْتِيَنَّ صَنَفَ النَّبِيَّةِ مُخْتَصِرًا الْفَاهَةُ الْغُرُوْا سَتَقْصِي مَعَانِيَهُ
اِنَّ الْاِمَامَ اَبَا اسْمَاعِيلَ صَنَفَهُ يَلِيهِ وَالِدِيْنِ لَا لِكَبْرِ وَالتَّيْبِ
رَأَى عُلُومًا عَنِ الْاِفْهَامِ شَارِدَةً فَحَادِثًا ابْنَ عَلِيٍّ كُلَّهَا فِيهِ
(٣٤) **ماجد الدولة ابو كرتا يحيى بن عبد الله بن عبد الرحمن**
الدَّوْسَرِيُّ الصُّوفِي

له يربد في كتاب الخريدة كما ذكره دوزي في فهرست شعراوها، انكر فهرست دوزي ص ٢٦٥:

له ابو اسحاق ابراهيم بن علي بن يوسف المتوفى سنة ٥٨٦ هـ، تاليفه سيرة قربة صنفين على الغزوات:

كان من محاسن الصوفية حافظاً للقرآن الجيد، عارفاً بالتفسير
روى عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: لما عزم النبي
صلى الله عليه وسلم على ابنته رقية قال: الحمد لله دفن
البنات من المكرمات؛

(٣٥) الماسح أبو القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب
الهاشمي النبي صلى الله عليه وسلم

قد تقدم ذكر القابه في غير موضع تيسيراً بذكره وفقنا الله وإتمامه
بيمين بركته، ومن القابه صلى الله عليه وسلم الماسح، وفي

حديث الزهري: وأنا الماسح وهو الذي يمسح الله بي [به]
الكفر، وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب

(٣٦) مآدح الرحمن أبو الفتح نصر الله بن بایا بن ابراهيم
البكري البغدادی الدياری الصوفي

ذكره تاج الدين في تاريخه وقال: قدم بغداد سنة تسع و
ستين وخمس مائة وسمع بها، ثم سافر الى دمشق واستوطنها
وكان شاعراً فاضلاً، وكان يلقب بمآدح الرحمن، لانه ذكر
انه لم يمده غير الله تعالى بقي على ذلك أكثر من اربعين
سنة ومن شعره:-

الهي ما لحاجاتي وحالي	سوالك فأنك الملك القديم
فجد لي بالرضا واغفر ذنوباً	بها اخشى يمشي السعيد
فأنك قلت سلني واستعن بي	أعنتك فأتني نعم النصير
ولاني يا غنياً عن عذابي	إلى ان لا تعدني بفقير

توفي بدمشق سنة تسع وستمائة ودفن بباب الفراديس ؛
(٣٤) **الماضي** ابو محمد اسماعيل بن احمد بن اسد الساماني
سلطان ماوراء النهر

ذكره صاحب تاريخ خراسان وقال : كان عاتلاً عادلاً حسن
السيرة في رعيته ، حليماً ولي الأمانة بعد اخيه الأمير نصر
ابن احمد سنة تسع وسبعين ومائتين بماوراء النهر و
خراسان ولما ولي كان يكتب اصحابه واصدقائه بما كان
يكتبهم به قبل الولاية فقليل له في ذلك ، فقال : يجب علينا
اذا ارادنا الله رفعة ان لا نتقص اخواننا بل نزيدهم رفعة
وعلاوة وجاهاً ليزدادوا خلوصاً وشكراً ، وكانت وفاته في منتصف
صفر سنة خمس وتسعين ومائتين ودفن عند والده ؛
(٣٨) **المأمور الحارث** بن معاوية بن قيس بن كعب
الحارثي [٥٦٦] [٥٦٦]

ذكره محمد بن السائب الكلبي في كتاب جمهرة الانساب
ووصفه بالرائي السديد والذكي الحسيد ؛
(٣٩) **المأمون** ابو القاسم الحسين بن محمد بن داود
ابن سليمان المصوني المحدث

ذكره ابو الفضل المقدسي في كتاب الالقاب ، وذكره
ابو الفرج بن الجوزي في كتاب كشت النقاب وقال

له لم يحقق اسمه بعد ؛ م م ولد في شوال سنة ٢٣٣ هـ ، م انظر كتاب

روى عن محمد بن هشام السدوسي ؛
 (٢٠) المأمون ابو عبد الملك رزين بن عبود المغموي

الحاجب

ذكره الغزنائي في كتاب فرحة النفس وقال : كان قد اقام
 بالسهلة من بلاد الاندلس ، ومال اليها بعد المأمون يحيى
 ابن اسماعيل الملقب بذى المجدين ، ولما توفي انتقلت دولته
 الى ابنه ابى مروان عبد الملك بن رزين وكان من الادباء
 الشعراء والفصحاء والبلغاء ؛

(٢١) المأمون ابو العباس [ابو جعفر عبد الله بن
 هادون الرشيد بن محمد المهدي بن عبد الله
 الهاشمي العباسي الخليفة

امه ام ولد باد خيسية تستي مراحل ، مولد ليلة الجمعة
 منتصف شهر ربيع الاول من سنة سبعين ومائة وهي
 الليلة التي ولد فيها خليفة ومات خليفة وتولى خليفة
 برليج لما بعث وصارت اليه الخلافة وهو بمرور ، وتوجه الى
 بغداد فوصلها يوم السبت سادس عشر صفر سنة اربع و
 مائتين ، وكان ابيض اللون تعلوه صفرة اقنى طويل اللحية ، و

هو محمد بن غالب بن ايوب ؛ قال السقوي ، فاما السهلة فانتها متوسطة بين

نسية وموقسطة ، وبها مدان وحصون ، ومن اعظم ملوك الطوائف

بدرزين (اصحاب السهلة ؛ نظم الطيب ج ١ ص ١٠٣ و ١٨٨ ؛ ته راجع تاريخ الخلفاء

يوطى ص ٧٨٦ ؛ وكانتبيعة المأمون سنة ١٩٨ هـ ؛

كان شهماً بعيد الهمة اخذ من جميع العلوم بقسط وافرو
استخرج كثير من علوم الاوائل، وترجمت له الكتب كالتيسر
وغيره وتوفي لعشر خلون من رجب سنة ثمان عشرة ومائتين
وهو متوجه يزيد الغزو قبل طرسوس بأربع مراحل فحمل
اليها ودفن بها، وقيل توفي بالبذندون، وكانت خلافته
تسعم عشرة سنة وستة اشهر وعشرة أيام وعمره ثمان و
اربعون سنة وستة اشهر؛

غادره بعرضتي طرسوس مثل ما غادر ابا بطوس
ما رأينا النجوم اخذت عن الماء — مون في ظل ملكه المحروس

(٢٢) المأمون أبو العباس عبد الله بن شرف الدين
هارون بن شمس الدين محمد بن محمد الجويني
البغدادى المولد

امه رابعة بنت الامير ابي العباس احمد بن المستعصم بالله
ومولده ببغداد ١٠٠٠ هـ واشتغل وحصل وكتب لله عا
من لا يليق بالعاشرة، وكان مولده يوم الاثنين ثامن شهر
ربيع الاخر من سنة اربع وسبعين وستمائة، كتب شيخنا رشيد الدين
ابو طالب يحيى بن المشهدي على مولده :-

له وقال السيوطي توفي يوم الخميس لاثنتي عشرة بقية من رجب هـ هذا قول ناسد
وانما كانت خلافته عشوي سنة واشهرأ هـ الشعر لابي سعيد الخنوقي هـ
ترك المصنف ههنا أيضاً كانه يريد كتابة شيء بعد تثبته هـ ١٠١ هـ ،

النظر : تاريخ العراق ١٠١٠ ، ١٠١١ هـ

مولد منه قد تولد سعد للموالى يلقونه عن قريب

والامير المأمون مأمول قوم لهم من نداه اوفى نصيب

ببقاء السلطان غازان يوماً ان يعد ملكه قتيلاً؛ فعين اوجب

كم لاهليه من اياي علينا ملزمات شكوى لها بالاجوب

(٢٣) المأمون ابو نصر الفتح بن المعتمد محمد بن

المعتضد عبّاد الوندلسي الاشبيلي الامير الاديب

ذكره صاحب كتاب فرحة الانفس، وقال كان جواداً عالياً

كريمًا وكان قد استولى جدّه على اشبيلية ولما استولت لستونة

ودولة الملتين وامير المسلمين يوسف بن تاشفين لم تبق

منهم بقية وكانوا علماء ادباء، وقتل المأمون الفتح بن محمد

ابن عبّاد بقرطبة يوم الاربعاء غرة صفر سنة اربع وثمانين و

اربعمائة، وفي المأمون فتح واخيه الرازي يزيد يقول ابوهما

المعتمد :-

هوى الكواكب ان الفتح ثم شقيقه يزيد فهل بعد الكواكب من صبر

افتح لقد فتحت لي باب رحمة كما يزيد الله قد زادني أجرى

(٢٤) المأمون ابو محمد القاسم بن حمود بن ابي العيش

ميّون الحسيني الخليفة بالاندلس

له انظر: نظم الطيب بحسب الفهرس؛ له لستونة قبيلة من

صنهاجة منها محمد بن تيفات اللتوني (٢٠٠ - ٢٠٣هـ) مؤسس دولة المرابطين

والملتين (٢٠٠ - ٢٠٥هـ)؛ له الخامس من ملوك الملتين (٢٥٣ - ٢٥٥هـ)؛ انظر

تاريخ دول الاسلام (٢، ٢٨٠)؛

(هو) القاسم بن حمود بن ابي العيش ميمون بن حمود بن علي
ابن عبيد الله بن عمرو بن عبد الله بن ادريش بن ادريس بن
عبد الله بن الحسن الملقب بن الحسن بن علي، لما قتل اخوه
الناصر علي بن حمود بريم لاختيه القاسم ولقب المأمون فما
غير على الناس عادة ولا مذهباً فبقى المأمون الى شهر ربيع
الاول سنة اثنى عشرة واربعاً مائة، فقام عليه ابن اخيه يحيى
ابن الناصر، فهرب المأمون من قرطبة بلا قتال وصار
بأشبيلية، ثم اجتمع للمأمون جماعة واخرجوا يحيى من
قرطبة، فهرب الى مالقة، وقتل المأمون خنقاً سنة احدى
ثلاثين واربعاً مائة ومدة ولايته ستة اشهر، وبقي مذبذباً
عند ابن اخيه المعتلى يحيى بن علي ستة عشر سنة ومات ولما
ثماون سنة،

(٢٥) المأمون ابو عبد الله محمد بن نور الدولة ابي شجاع
فانك بن منجد الدولة ابي الحسن مختار البطايحي الوزير
بمصر

له بتكرار ادريس كما اشار المصنف الى صحتبه ؛ ثم انظر تراجم علي والقاسم و

يحيى في الفصل ٣٠٠، ٣٠١، ٣٠٢، من تأريخ دول الاسلام (١١٢٢ - ١٢٠٠)

ثم انتهت أيام يحيى بن علي سنة ١٢٢٠ هـ كما يقوله صاحب تأريخ دول الاسلام وعلي

هذا فيكون مدة حبسه عند ابن اخيه اربعة عشر سنة ؛ وبقى في دولة ادريس

بن يحيى بن علي التتأييد بالله ؛

ذكره الوزير جمال الدين الأكرم القفطي في أخبار وزراء الدولة
 المصرية في الأيام القصيرة، قال: دخل محمد بن قاتك إلى
 مصر من البطائح، وكان فزاشاً، فاتصل بأمير الجيوش بدر
 المستنصري ورفع حالة إلى أن [صار] فزاشاً للفضل، وفي
 الثالث من ذي الحجة سنة خمس عشرة وخمسمائة أخصى
 الأمر بالله الخليفة المأمون البطائحي وجعله نائب الوزارة
 حفظاً لقلوب الأمراء أذنيهم من هو أجل منه، وكان المأمون
 يعلم من نفسه أنه لا يصلح للوزارة ولكن حب الرئاسة يحمله
 على طلبها، وفي مدحه:-

فكأنني بالسيد المأمون قد ملك الشام مجدداً ما قد فهم
 وأزال نون صلاتها فتزايلت عنها الفريخ به ووافها الفريخ
 قال: واستدعاه الأُموي في رابع شهر رمضان سنة تسع عشرة
 فلما افطروا تقدم بقتله واستراح قلب الأمر من المأمون؛
 (٢٧٦) ذو المجدين المأمون أبو كرتيا يحيى بن الخافر إسماعيل
 ابن عبد الرحمن البربري صاحب طليطلة

هو يحيى بن إسماعيل بن عبد الرحمن بن عامر بن مطرف بن
 ذي النون، وكان أصل جدّهم مطرف بن ذي النون من البربر،

هو علي بن يوسف أبو الحسن القفطي (٥٦٨ - ٥٩٢)، انظر تراجمه في قاموس

إعلام التراجم للزركلي (٤٠٥: ٤٠٦) ومعجم الأدباء (١٥٥: ١٥٦) وبغية الوفاة

(ص ٣٥٨) هو الأموي إسماعيل بن عبد الرحمن بن عامر بن مطرف بن ذي النون من البربر، انظر تاريخ مصر الحديث

لجرجي زيدان (١٠١: ١٠٢) انظر شرح قتله في تاريخ الكامل (٢٦٨: ٢٦٩)؛

وتولدوا بالأندلس ونشأوا بها، وتأدبوا بأدابهم، وتشبهوا بهم
وأفغوا من البربرة، ولما توفى الظافر بحول الله سنة خمس
وثلاثين وأربعمائة صارت رياسته إلى ولداه يحيى وتلقب
بالمأمون ذي المجددين وكان جليلاً يحب الأدب،

(٢٤) **مأوى الصعاليك** أشيم بن شراحيل بن الحارث
بن عباد بن ضبيعة الربيعي الفارسي فارس الغابة
من حكام العرب

ذكر أبو عبيدة معمر بن المثنى في كتاب مقاتل الفرسان
وقال: إنما لقب مأوى الصعاليك لأنه كان يجمع الصعاليك
من العرب فيضتهم إليه ويخربهم ويقوهم حتى يغزوا
فيصيبوا ويستغنوا عنه فقبل له، مأوى الصعاليك؛ قال أبو عبيدة:
غزا علقمة بن زُرارة بكر بن وائل في جماعة من قومه وخروج
فاتبه حتى تلاحقوا قريباً من اليمامة فنشد مأوى الصعاليك على
علقمة فقتله، فنشد حاجب بن زُرارة على مأوى الصعاليك
فقتله وقال فيه أبياتاً منها، -

فإن تقتلوا منا كريماً فانتما قتلنا به مأوى الصعاليك أشيماً
(٢٨) **المأهر** أبو الفتح أحمد بن عبيد الله بن فضال
الموازيني الحلبي الشاعر

ذكره الرشيد بن الزبير الأسواني في كتاب جنان الجنان وقال:

هو الغوثي من أخبارهم في معجم البلدان (١٨٩٣، ملحة حايير) له في الأصل: مشتمليه؛
بزيادة عليه، هو أحمد بن علي المقتول سنة ٥٤٣هـ، وفي كتاب (٥١٢١هـ) بما بعد هذا؛

هو من شعراء الشام المتأخرين زماناً واحساناً ومن شعورهم :-
 من القوم اكرم من يستجارُ بأيامه من معروف التوب
 وقد كتب الدهر فضل الكرام فلما رآه محاماً كتب
 وله :-

وما عذولي ناهياً عنكم لكنني بالسوء امسأ
 قال اسلمهم ان لم تطع مجرم قلت له : النار ولا العاذ
 يوجد في الاحباب وافئ ولا يوجد في العشاق غداً ادا
 (٢٩) الماهر ابا القاسم خلف بن ابي البركات يحيى بن
 فضلان الارجى المؤدب [586/592]

ذكره الحافظ محب الدين محمد بن محمد بن التمار في تأريخه وقال :
 كان يؤدب الصبيان ، وسمع الحديث الكثير ، وطلب بنفسه
 وكتب بخطه ، وكان شيخاً صالحاً متديناً الآثمة ، كان لا يعرف
 العلم ويكتب خطأ في غاية الرواءة واصوله مستقيمة سقيمة
 وكانت فيه غفلة وسلامة (كذا) فربما الحق اسمه بخطه في
 الطباق بين من سمع فيظهر للناس سمع ابا القاسم هبة الله
 ابن الحصين وطبقته ولم يزل يسمع الى ان مات في شهر رجب
 سنة خمس وستين وخمس مائة ودفن بباب حرب ؛

(٥٠) الماهر ابا الفتح داود بن عبد الجبار بن محمود
 الخلاطي الاديب المقرئ

كان كاتباً حاسباً له في الادب القدم الثابتة ، وكان حسن الخط
 والعبارة ، انشد في وزير :-

يأريفة الدين الدنيا وما بهما والامر والنهي القرطاس والقلم
 ان اخرا الله في عمرى فسوترى من خدامى لك ما يغنى عن الخدم
 ابا على لقد طوقتني منى طوق الحمامة لا تبلى على القدم
 فاسلم فليس يزيل الله نعمته عمن بيك الا يادى في ذوى النعم

(٥١) الماهر أبو محمد بن عبد الله الحلبي الأديب ،

ذكره أبو منصور عبد الملك بن اسماعيل النيسابوري الثعالبي
 في كتاب تنمته اليتيمة ، وقال ، شاعر بمقتضى محسن ملأ ثوبه ،
 واورد من نثره هذه الفصول : خلص من شبك النقد
 خلوص الذهب من اللهب والمجبن من يد القين والمدام
 من شبح الندام ، وقوله ، اين الشواك من السمك والغرق
 من الفرق ، ومن شعره : -

يمجدى وقد يشبت في نفسه فضيلة المجدى من المجدى
 لو كان من احببته بعض ما في يده زار بلا وعد

(٥٢) الماهر أبو منصور مروان بن علي المصوري الأديب

يعرف بالمحجوب

ذكره البأخرزي في كتاب دمية القصر وقال : هو شاعر من الديار
 المصورية واشد من شعره : -

طيف لعلوة حيانى فاحيانى حذته ربحان من ورد وريحان
 القمخرق جلابا بالظلام وقد خالطت يد النوم اجفانا باجفان

له ج ١ ص ١٢ ، له وفي التمهة : سبل ؛ له وفي التمهة : تسليم القدم ؛ له في التمهة : السمك ؛

له في التمهة : مجدى ؛ له لم نجد في المطبوع من كتابه ؛

يلفنا بيد الشوق العناق كما لفت يد الريح اغصانا باغصان
وقال : انشدني يعقوب بن احمر الاديب النيسابوري قال
انشدني ابو عامر النسوي قال انشدنا الماهر :

الْيَمِّمُ وَالْبَاءُ وَمَا يَثْلُثُهُمَا

(٥٣) مُبَارِزُ الدِّينِ ابُو سَعْدِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْعِرَاقِيُّ الْأَمِيرُ

كان من اولاد الامراء الامجاد والشجعان الانجاد ، ولي إمارة
الجبل بأسره وكان منزله بسبب أن بالقوب من مشهد الامام
الهمداني بن المنصور ، وكان رحيم القلب كويم النفس متودداً
وله مرسوم على دار الخلافة في كل سنة الف دينار ؛

(٥٤) مُبَارِزُ الدِّينِ ابُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْهَكَارِيُّ
الْأَمِيرُ

كان من الامراء الذين استولوا على جبال الهكارية ، وكان جليل
القدر ، نبيه الذكرو ممدحاً ، له سناء ومروءة ؛

(٥٥) الْمُبَارِزُ ابُو الْفَتَّانِ اَيْتَكِينُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ غُلَامُ الْوَاثِقِ
الدَّكَلِيِّ الْأَصْفَهْسَانِيِّ

ذكره الرئيس ابو الحسين هلال بن ابي اسحق الصائفي في تاريخه
وقال : كان البارز من الشجعان المعدودين ، وادباً بالقوة

له ذكره ياقوت وقال لا ادرى موضعه ؛

والنهضة، وله البلاد الجميل في الوقعة مع العرب، وكانت
وفاته في يوم الخميس رابع ذي الحجة سنة اربع و ثلاثين
واربع مائة ببغداد؛

(٥٦) **المُبَارِزُ بَاتِكِين** بن عبد الله الكردي الاصفهسا لار

ذكره غرس النعمة محمد بن ابي الحسين بن الصابي في
تاريخه المذيل على تاريخ والده، وقال، من الامراء
الاصفهسا لادين الذين ادركوا الدولة السلجوقية، وله ذكر،
وكانت وفاته سنة سبع واربعين واربع مائة؛

(٥٧) **مُبَارِزُ الدِّين** ابو الفاخر بداران بن فتوح بن سلطان

العقيلي الجزري الامير

روى عن الشيخ الاديب ابي بكر بن اسماعيل بن محمد بن حمدان
الحيزاني، روى عنه كمال الدين ابو بكر المبارك بن حمدان بن
الشعار في كتاب عقود الجمان، وقال: كتب مبارز الدين بدران
الى عز الدين بن شداد الحلبي من شعرة: -

ابداً بالدا عام يا توك الاتساع سعيًا بالشكر والالطاف

فرسى بعثت امس واليوم رمي وكساعى وفروتي ولحافى

ما عسى ان اقول عند خروجي من بيوت الكرام عريان فى

(٥٨) **مبارز الدين** ابو علي خليل بن محمد بن يحيى التركمانى

الامير

كان من الامراء اصحاب النعم الجليلة زاهد كثير الخيرات

له حيزان بلد من ديار بكر فيه بساتين كثيرة؛

والاحسان الى من يقصدك من ارباب الحاجات، وكان يزور من
 الاخبار قول النبي صلى الله عليه وسلم، ان هذا الدين متين
 فادخل فيه برفق، ولا تبغض الى نفسك عبادة الله فان المنبت
 لا ارضا قطع ولا ظهراً ابقي؛

(٥٩) **المُبَارِزُ دَاوُدُ بْنُ قَارَنَ الدَّيْلَمِيِّ** الاصفهسي ^{له} ذكره غرس النعمة محمد بن ابي الحسين بن الصابي في
 تاريخه الذي ذيله على تاريخ والده وقال، كان من الاصفهسيين
 الديلمية الذين ادركوا الدولة السلجوقية؛

(٦٠) **مُبَارِزُ الدِّينِ ابُو نصر سنجر بن عبد الله الترمي**
المُوصِلِيُّ الجُنْدِيُّ

كان شاعراً ذكياً وله تهووس بالاشعار وحفظها، ويكتب خطاً لا بأس
 به، وكان محباً للعلماء مفضلاً عليهم لا يأكل طعاماً الا معهم؛
 قرأت بخطه ما كتبه الى بعض اصحابه يشوقه؛ -

لئن ضئنا بعد الشات تقارب تبسم وجه الدهر بعد قطوبه
 وان لمحت عيناي منك بنظرة عقرت لصور الدهر كل ذنوبه

(٦١) **مُبَارِزُ الدِّينِ ابُو المظفر سنقر بن عبد الله الحلي**
الاميرو

كان من امراء حلب، له ذكر في التواريخ وكان جليل القدر ومن
 الذكور مقترباً عند سلطانهم محبباً الى اخوانهم؛

(٦٢) **مُبَارِزُ الدِّينِ ابُو العلا شاذان بن يعقوب بن علي**
العقري

لَمْ أَعْلَمْ شَيْئًا مِنْ شَأْنِهِ وَقَدَرْتُ بِمُخْطَأِ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ قَالَ سَمِعْتُ
مُبَارِزَ الدِّينِ شَدَّادًا يَقُولُ لِأَشْكَ أَنْ أَدَمَ كَانَ أَحَقْلَ مِنْ جَمِيعِ
أَوْلَادِهِ، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِيهِ: وَلَقَدْ عَاهَدْنَاكَ إِلَى أَدَمَ مِنْ قَبْلِ
فَنَسَى وَلَعَنَّا نَحْدَ لَهُ عَزْمًا؛ وَيُقَالُ: إِنَّ الْإِنْسَانَ إِنَّمَا سُمِّيَ إِنْسَانًا
لِذَلِكَ؛ قَالَ أَبُو تَمَّامٍ: -

لَا تَنْسِينَ تِلْكَ الْعُهُودَ فَإِنَّمَا سُمِّيَتْ إِنْسَانًا لِأَنَّكَ نَاسِي
(٦٣) الْمُبَارِزُ أَبُو فَرَّاسٍ طَغَانِيكِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الدَّيْلَمِيُّ
الْأَصْفَهْسِيُّ الْأَر

ذَكَرَهُ الرَّئِيسُ أَبُو الْحُسَيْنِ الصَّابِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَقَالَ: كَانَ مِنْ
الْأَصْفَهْسِيَّةِ الْأَرِيَّةِ الْكِبَارِ الْمُعَذِّينَ لِلْأَسْتِغَالِ وَمُبَارِزَةِ الْإِبْطَالِ؛
(٦٣) مُبَارِزُ الدِّينِ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِ بْنِ أَبِي الْفَوَارِسِ
الْيَمَنِيُّ الشَّجَاعِ

كَانَ شَجَاعًا كَرِيمًا لَطِيفًا اخْتَلَقَ طَلِيبَ الْمَعَاشِرَةِ، حَلَّى أَنْ
الْمَأْمُونُ [قَالَ] لِيَصِيَّ بْنُ أَكْثَرٍ وَهُوَ يَرِيدُ الْأَنْصَوافَ، بِكَرْدٍ
غَدًّا لِلْمُسَاعَدَةِ عَلَى الْهَرِيسَةِ؛ فَبَكَرُوا لَمَّا اخْتَدَ مَجْلِسُهُ جَاءَ
الطَّبَاحُ وَقَدَّرَ، وَلَقَدْ عَاهَدْنَاكَ إِلَى أَدَمَ فَنَسَى؛ فَقَالَ الْمَأْمُونُ:
إِنَّهُ نَسِيَ مَا أَمُونَاهُ مِنْ اخْتِذَاذِ الْهَرِيسَةِ؛ فَقَالَ يَحْيَى: إِنَّهُ يُعَاطِلُ
مِثْلَ مَا عُوِّمِلَ بِهِ أَدَمُ حَتَّى أُخْرِجَ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ قَبِيلٌ؛

لَهُ سُورَةُ طَلَّةٍ (٢٠) الْآيَةُ (٥١)؛ لَهُ هُوَ الْقَاضِي يَحْيَى بْنُ أَكْثَرٍ الْمُرُوزِيُّ الْمُتَوَفَّى سَنَةَ ٢٦٤ هـ مِنْ لَدُنْ

أَكْثَرِ بْنِ صَيْفِيٍّ حَكِيمِ الْعَرَبِ، لَهُ تَوْجِيهٌ طَوِيلَةٌ فِي الْوَفَايَاتِ (٢: ١١٤ - ١٢٢) ٣٥ اقْتِبَاسٌ
مِنَ الْآيَةِ الَّتِي مَرَّ ذِكْرُهَا سَابِقًا؛

(٦٥) مبارز الدين ابو محمد عبد الله بن عمر الفارقي
 (٦٦) مبارز الدين ابو منصور القاسم بن علي بن عبد الرحمن
 القهستاني الكاتب

من كلامه في تقليد: وامرته بتقوى الله التي هي اهم امور الاسلام
 اذا ميزت الامر، واذكى عمل يحصل عليه المراد اذا احقيل ما
 في الصدور، فليسلك طريقها الاقصا يسعد ويلزم نهجها الاقوم
 يسلم، وليهتد بواضح آثارها اللائح، يعزج به من مسالك
 المعاطب، وليستند من ذراها المنيع الى الركن الاشد، وليستند
 من كنفها الاحب بالظل الامنع الامد، فيا لها من كنيز يزيد
 على الانفاق ويغي، وساء اذا استسقيت مجاريها همتها طلة
 وبكل خير وخير تهى؛ ما ارتقى اليها الا من اناف على درجات
 اليقين، ولا كان مع حزبها الا من كان الله معه واعلم ان الله
 مع المتقين؛

(٦٧) مبارز الدين ابو حرب كش طغان بن عبد الله
 الكردي الامير

كان يحكم على جميع اكراد الجبل وله منهم نسب عال، ولقد عليه
 احسان على اهل الجبال وكان مبارز الدين مطاع الامر بينهم
 وتوفى شاباً وقد نيف على الثلاثين؛

(٦٨) مبارز الدين ابوبكر كك بن سيف الدين محمد بن ابي
 الجيش الحميدي المازجاني صاحب اربل والجبال
 كان من ملوك اربل والجبال واتاه الله من الملك والقوة والشهامة

والشجاعة والحكم والرياسة ما فاق به اهل زمانه، وحديثي
اناف على المائة سنة، حدثني بحديثهم شيخنا بدار الدين
ابن قنينة الاربلي، وكان من اصحابه وندائه، وله فيه اشعار
كثيرة، وعمر مدرسة عظيمة عالية البنیان شاهقة البنیان
ر؛ المكان، ووقف عليها الاوقاف الجليلة والنشد في بدار الدين

عبد الرحمن بن ابراهيم من قصيدة (٩ لة) :-

رَحَلَتْ فَأَجَرَتْ مَقْلَتِي بِزَيْلِهَا دَمْعًا كَنَهْلِ السَّحَابِ الْمَسْبِلِ
اَوْجِدْ كِفْلَكَ فِي الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى الْمُنْعَمِ الْمُتَفَضِّلِ الْمَتَطَوِّلِ
الْكَامِلِ لَوْصِفَ الْمُظْفَرُ بِالْعُدَى الصَّالِحِ الْعَمَلِ الْجَوَادِ الْمَفْضِلِ
منها :-

هو واحد الدنيا وفارس حربها ومبارز الابطال تحت القسطل
منها :-

طال الملوك شجاعةً ونباهةً وسماحةً بتكريمٍ وتطول
(٦٩) مبارز الدين ابوبكر محمد بن يوسف بن محمود العراقي
قال قرأت بخط الثعالبي في بعض تصانيفه، جلس قاص في
مسجد بمصر فيه قود بن يزيد، فلما اخذ القاص في القراءة انتهى
الى آية سجدة فسجد وسجد القوم فلما رفع رأسه اذا ثوردهم
يسجد، فقرأ الناس، فسجد الملائكة كلهم اجتمعون الا ايليس

له اشار المصنف الى نسخة اخرى: محمد، ايضا؛ هو قود بن يزيد الكلاقي

المتوفى سنة ١٥٣ هـ؛ راجع المعارف لابن قتيبة (ص ٢٢٠ بما بعدها) و

تذكرة الحفاظ (١: ١٦٣)؛

أَبَى أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ، فَهَرَبَ ثُورُوهَ يُعَدُّ إِلَى ذَلِكَ
الْمَسْجِدِ حَتَّى مَاتَ ؛

(٤٠) مُبَارِزُ الدِّينِ أَبُو الْفَتْحِ مَلِكُ شَاهِ بْنِ مَكِّي بْنِ مَلِكُ شَاهِ
الدَّيْلَمِيِّ الصَّدْرُ الْمُؤَرِّخُ الشَّاعِرُ

قَدِمَ بَغْدَادَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعٍ مِائَةٍ وَهُوَ رَجُلٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ
شَاعَرَ جُنْتُ (٩) إِلَى خِدْمَتِهِ فَرَأَيْتُهُ فَصِيحَ الْكَلَامِ بِالْفَارْسِيَّةِ
وَقَدْ كَتَبَ قِصَّةَ السُّلْطَانِ الْأَعْظَمِ غَازَانَ بْنِ أَرْغُونَ وَنَظَّمَ
وَقَائِدَهُ وَاحْوَالَهُ بِعِبَارَةٍ حَسَنَةٍ ، وَهُوَ كِتَابُ نَفِيسٍ ، وَلَهُ
أَشْعَارٌ مِلْحَةٌ بِالْفَارْسِيَّةِ ، وَتَوَلَّى الْعَمَلَ بِنَهْرِ عَيْسَى ، وَكَانَ
مَعَ جَمَالِ الدِّينِ الْقَائِمِيِّ وَآخِيهِ ؛

(٤١) مُبَارِزُ الدِّينِ أَبُو الْفَتْحِ يُوسُفُ بْنُ قَتْلَمِ الْحَلَبِيِّ
الْأَمِيرُ

كَانَ أَمِيرًا مُمِدًّا حَا ، وَفِيهِ يَقُولُ شُرُوفُ الدِّينِ رَاجِحُ الْحَلِيِّ ، وَ
يُهَيِّئُهُ بُولَدُ رِزْقَةٍ بَعْدَ كِبَرِهِ

طُلَّ عَلَى رَغَمِ أَنْفِ كُلِّ حَسُودٍ قَاهِرُ الْجِدِّ دَائِمُ التَّأْيِيدِ
عَظُمَتْ يَا مُبَارِزُ الدِّينِ نَعْمَى حَكَمَتْ لِلْعُلَى بِحَسَنِ الْمَزِيدِ
أَيُّ نَجِيمٍ مِنْ خَيْرِ بَدْرِ وَشَسِ زَانَ أَفَقِ الْعُلَى بِسَعْدِ السَّعُودِ
يَتَجَلَّى الْإِقْبَالُ مِنْهُ وَبِأَلْوَا — لَدَتْ بَدْرُ نَجَابَةِ الْمَوْلُودِ
مِنْهَا .

يَا بَاءَ الْأَبَاءِ يَسْمُو إِلَى الْجِدِّ وَلَيْسَنِي عَلَاءَ جِدِّ الْجِدِّ

لَهُ سُورَةُ الْجُحْدِ (١٥) الْآيَةُ (٣٠-٣١) ؛ تِلْكَ اللَّفْظَةُ مُخْتَفِيَةٌ بِالْأَهْمَلِ ؛

منها :-

وابن يايوسف الثوري الترمي نسبه كل فارس صديده
(٤٢) المبارك ابو القاسم احمد بن عبد الله بن عبد المطلب
[٦٠٥] الهاشمي النبي صلى الله عليه وسلم

ومن القابله صلى الله عليه وسلم المبارك ، في حديث عبد الله
ابن عباس رضي الله عنه قال : لما توفي عبد المطلب قبض
ابوطالب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان يكون معه و
كان ابوطالب لا مال له وكان محبة حباً شديداً ، وكان لا
ينام الا الى جنبه ولا يفارقه وكان اذا اكل عيال ابى طالب
جميعاً او فرادى لم يشبعوا ، واذا اكل معهم رسول الله صلى
الله عليه وسلم شبعوا ، فكان اذا اراد ان يغديهم طلبه لياكل
معهم فيفضل من طعامهم فيقول له : انك مبارك ، وكان
يستبه المبارك ؛

(٤٣) المبارك ابواسحق ابراهيم بن الحسن بن احمد
ابن ابراهيم بن ابى عبد الله القاضي

ذكره الحافظ جمال الدين بن الجوزي في كتابه ، وقال : كان
جده ابو عبد الله اذا قيل له شيء قال : مبارك ، فلقب به ؛

(٤٤) المبارك المروزي ابواسحق ابراهيم بن المهدي محمد
ابن المنصور عبد الله الهاشمي العباسي الخليفة

له قدمه من الترمي الذي يقتضيه ترتيب الكتاب للتيقن بذكره ؛ لا لا توضع

هذه الجملة ما اراده المصنف ، وقد كفانا التنبيه عليه ؛

ولم يمت

ذكره محمد بن يحيى الصولي في كتابه وقال : كان طويلاً
سميئاً اسمر اللون الى السواد بولع له بالخلافة بمدينة السلام
سنة اثنتين ومائتين ولقب : المبارك ؛ وكان نصيم اللسان
وقام بالامر له السندي بن شاهك وصالح صاحب المصلى و
نصير الخادم وصيف ، واعطى كل رجل من الجند مائتي درهم
وفي عاشور ذي الحجة من سنة ثلث ومائتين استخفى ابراهيم ، و
كانت ايامه التي ادعى فيها الخلافة سنة وشهراً ، وكان
ابراهيم شاعراً عالمياً بالغناء ، بأيعه اهل بغداد بعد قتل العيين
وقيام المأمون ، ولم يزل كذلك الى ان قدم المأمون ثم ظهر
عليه فغفاه عنه ، توفي بسامراء سنة اربع وعشرين ومائتين و
مولد له سنة اثنتين وستين ومائة ؛

(٥٥) المبارك ابو محمد الحسن بن علي المرتضى بن
ابي طالب الهاشمي العلوي الخليفة

ومن القاب الحسن بن علي المبارك ؛

(٥٦) المبارك ابو بكر عبد الله بن علي بن نوفل بن
عبد مناف القرشي المكي

ذكره ابو عبد الله مصعب بن عبد الله الزبيري في كتاب

له يريد لم يتم خلافته ؛ له انظر تاريخ الكامل (١٣٠ : ١٢٦ : ١٢٠٨) والوفيات

(١ : ١٠٠) ؛ له احد عشر شهراً واثنا عشر يوماً ؛ له المتوفى سنة ٢٣٣ هـ ؛

انظر فهرس ابن النديم (ج ١ ص ١١٠) ؛

أنساب قرش، وقال، فولد عدى بن نوفل المبارك واسمه،
عبد الله والصباح واسمه عبيد الله والفارغة وامهم الناقصة
[من] بيت اسد بن عبد العزى بن قصي بن كلاب؛
(٤٤) المبارك ابو محمد عيسى بن عبد الله بن محمد بن
عمر بن علي بن ابي طالب الهاشمي الاديب
ذكره ابو بكر محمد بن يحيى الصولي في كتاب الاوراق، وقال:
كان ادبياً فاضلاً، ومن شعرة في ابي بكر بن عبد الله بن مصعب
الذبيري:-

فلو علم الطاهر المصطفى بما بسط الله في أمته
بنوعه ساسة للعباد بنور الهدى وبنوعيته
وفي المبارك يقول عبد الله بن سالم:-

كسائي قبيصاً مرتين اذا انتشى وينزعه متى اذا كان صاحياً
فلى فرجة في سكره بقبضه ورواه في الصحاح شوايئاً
فيا ليعظي من هزري كابتى ومن ثوبه الآعلي ولا لياً
(٤٨) مبارك الدولة ابو نصر الفتح بن عبد الله الحلبي
الامير بحلب

ذكره يحيى بن حميد الحلبي في كتاب معادن الذهب في تاريخ
حلب، وقال: كان مبارك الدولة دنزدار حلب في ايام الامير

له انظر ترجمته في لسان الميزان (٣: ٣٩٥) وتقييم المقال (٢: ٣١٢)

انظر الاغاني (١٠: ٤٣-٤٤) والكامل للمبتدر آخر صفحة

من الكتاب؛

مرتضى الدولة ابن لولو لما هرب صالح بن مرداس من
القلعة اتهم مرتضى الدولة غلامه الفتم بانه واطا ابن مرداس
على الهرب وراسله بذلك فاعتذر فلم يقبل منه فاستوحش
الفتح من المرتضى وفسد قلبه وجرى امور واسبابك اوجب
الحال ان كاتب مبارك الدولة الحاكم الخليفة بمصر يسلم
القلعة والبلد اليه في كلام طويل قد ذكره في التاريخ؛

(٤٩) المبارك ابو الفضل محمد بن احمد بن صالح بن
المصطفى البغدادى المحدث

يروى بسنده عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتما الناس كايلى مائة لا تكاد
تجد فيها راحلة؛ قال اراد صلى الله عليه وسلم ان الناس كثير
والمرضى منهم قليل كما ان المائة من الابل لا تصاب فيها
الراحلة الواحدة؛

(٨٠) مبارك الرميح الخطيم بن عدي بن عمرو بن سواد
ابن ظفر بن الحارث بن الحزرج

ذكره محمد بن سعد في الطبقات، وقال: هو الدقيس بن
الخطيم، وليلى بنت الخطيم هي التي اقبلت الى النبي صلى الله عليه
وسلم وهو موالي ظهره الشمس فضربت على منكبيه، فقال: من هذا
اكله الأسود؛ وكان كثيراً ما يقولها، فقالت: انا بنت مطعم الطير

له هو ابو نصر منصور الا في ذكره في موضعه؛ راجع تاريخ الكامل (٨: ٩٥)

تد ج ٨ ص ١٠٤ باختلاف لا يهتأ توضيح؛

ومبارى الرميح اناليلي بنت الخطيم جئت لاعرض عليك نفسك ،
 تزوجني ؛ قال : قد فعلت ؛ فرجعت واعلمت قومها فقالوا لها :
 بلئس ما صنعت انت امرؤ غيوري وعند النساء فاستقيليه .
 فرجعت فقالت : يا رسول الله اقلني ؛ قال : قد اقلتك ؛ فزوجها
 مسعود بن اوس فبينما هي تغتسل في حائط اذ وثب عليها ذئب
 لقول النبي صلى الله عليه وسلم ؛

(٨١) مُبَارَى الرَّمِيحِ عَمْرُو بْنُ عَامِرِ الْقَيْسِيِّ الْجَوَادِ

كان من الاسخياء العظماء وفيه يقول كعب بن مالك :-

الا تبعد السائل عن عشيرتي هلم الى اهل الكارم والفخر

انا بن مبارك الرميح عمرو بن عامر نمت الى قطان في الف الدهر

نعمنا رسول الله اذ حل وسطنا بيض الياقوت الثقف السمر

(٨٢) مُبَارَى الرَّمِيحِ عَمْرُو بْنُ مَعْشَرِ بْنِ النَّارِ بْنِ الْحَارِثِ

الطائي الجواد

كان من اجداد العرب المعروفين بالسما والشفاعة ومنا يحكى
 عنه

(٨٣) مُبَارَى الرَّمِيحِ يَقْطَانُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمِ الْحَنْفِيِّ الْجَوَادِ

ذكة محمد بن السائب الكلبى في جمهرة النسب وذكره ...

له ما وجدت الشعر في مطابقه واذا كان المراد بكعب بن مالك هو الانصاري الحنفي فلا يكون

مبارى الرميح الامرو بن عامر فليس الغصياء ويعرف بالمزنياء الذي هو جد الانصار قيسهم وخزرجهم

وقوله : القيسى الى امرؤ القيس ؛ وراجع لاحواله الى فهرس وستنقيلها ص ٣ ؛

ا : نمت الى قطان في قطان ؛ ته وته بياض بالاصل ؛

(٨٣) **المُبَاهِي** أبو الفوارس بأتكين بن عبد الله المخادمي
[٦٦٥/٦٢٥] الاصفهسا لار

ذكره الرئيس أبو الحسين هلال بن أبي اسحق الصبائي في تأريخه
وقال: كان أحد الاصفهسا لاربية معدود في جملة الامراء و
الاجناد الذي شغبوا على الملك جلال الدولة سنة ثمان و
عشرين واربعمائة،

(٨٥) **المُبْدِع** أبو الفرج هبة الله بن الحسن بن هبة الله
التنوخني المعري الأديب

ذكره كمال الدين أبو بكر المبارك بن حمدان ابن الشعار في كتاب
تحفة الكبراء، وقال: كان من شعراء المعرّة، معدود من فضلائها
أهدى كتاباً إلى الرئيس سني الدولة أبي الحسين أحمد بن
الحسين بن أحمد بن علي الطرابلسي المعروف بأبن القانون
[وكتب معه]:-

خزانة الشيخ الاجل + أبي الحسين بن الحسين
ذاك الذي شاد العلى والفخر فوق النيرين
وسما بعزم نائل حد المهند والرديني
فيهما:-

نخبته بستانا - داب خلا من كل مكن
هو بهجة القلب الكئيب ونزوة للناس ظرين

له من جلال الدولة ابوطاهر بن بهاء الدولة (٣٨٣-٥٣٥ هـ) في فتنة كانت خلافة
يُدعى بها أحد الامراء اسمه بارسطون؛ انظر دائرة المعارف الاسلامية (٤٠٦١) ج ١ ص ٣١٠ بالجملة؛

أهديته مقدراً أصلاً بين أيامي وبينى
 (٨٢) المبرقع أبو حرب اليماني بن عبد الله السفيناني
 ذكره أبو جعفر محمد بن جرير الطبري في تاريخه، وقال:
 ثم دخلت سنة سبع وعشرين ومائتين، وكان فيها من
 الأحداث خروج أبي حرب اليماني بفلسطين وخروجه
 على السلطان، وسبب ذلك أن بعض الجناد أراد النزول في داره
 وهو غائب وفيها زوجته فافتد عن ذلك فضر بها فجاء زوجها
 فعرفته ذلك، ففضلي إلى الجندى فضربه بالسيف فقتله و
 خرج والبس وجهه برقعاً كي لا يعرف وأدعى أنه السفيناني، و
 تبعه خلق كثير، وجرت للخطوب مع عسكر المعتصم والنذر
 إليه رجاء بن أيوب في زهاء ألف فارس، وكان المبرقع قد صار
 في مائة ألف فارس، فطاوله إلى أن أسره، وحمله إلى
 المعتصم بسامرا؛

(٨٣) المبشر أبو القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب
 الهاشمي النبي صلى الله عليه وسلم
 ومن القابله صلى الله عليه وسلم المبشر، في حديث أبي هذيل الدارقاني،

له ج ٣، ق ٢ ص ١٣١٩؛ ورواية المصنف ليست بلفظ المطبوع من تاريخه؛ ٤ وفي الطبري:
 أما زوجته وأما اخته؛ ٥ في الطبري: وطاوله فحق أول عمارة الناس الأرضين وحراثتهم و
 انصرف من كان من المائتين مع أبي حرب إلى المائة وأرباب الأرضين إلى أرضهم؛ ٦ هو برز وبرير بن
 عبد الله الصمعي نسيب تميم الدارقي؛ راجع لترجمته في كتاب الاستيعاب

قال: اهتدي لرسول الله صلى الله عليه وسلم طبق من زبيب مغطى
فكشف عنه صلى الله عليه وسلم، ثم قال: كلوا باسم الله نعم
الطعام الزبيب يشد العصب، وين هب الوصب ويطفي الغضب
ويطيب النكهة، وين هب بالبخم، ويصفي اللون؛

(٨٨) مُبِيدُ الْمُشْرِكِينَ أبو الحسن علي بن أبي طالب بن
عبد المطلب الهاشمي الخليفة أمير المؤمنين

ومن القاب علي بن أبي طالب عليه السلام مُبِيدُ الْمُشْرِكِينَ، عن
أبي رافع قال: لما كان يوم أُحُد نظر النبي صلى الله عليه وسلم
إلى نفر من قريش، فقال لعلي: احمل عليهم؛ فحمل عليهم
فقتل هاشم بن أمية المخزومي وفرق جماعتهم، ثم نظر النبي
صلى الله عليه وسلم إلى جماعة من قريش، فقال لعلي: احمل
عليهم، فحمل عليهم وفرق جماعتهم وقتل فلاناً الجمحي، ثم
نظر إلى نفر من قريش، فقال لعلي: احمل عليهم، فحمل عليهم
وفرّق جماعتهم، فقال له جبرئيل: إن هذه المواساة؛ فقال
عليه السلام: أنته متي وأنا منه، فقال جبرئيل: وأنا منكم يا
رسول الله؛ وعن مصعب بن سعد عن أبيه قال: قال لي معاوية:
أَحْبَبُ عَلِيًّا؟ قلت: وكيف لا أحبه وقد سمعت رسول الله

ﷺ لا يظهر وجهه ذكره هذا الحديث في مقام اثبات تلقينهم صلى الله عليه وسلم بالبشيرة؛

لأنه كذا في الأصل ولم نجد أحداً ذكره؛ وههنا رجل أخرجه هشام بن أبي أمية بن

المغيرة المخزومي ذكره ابن هشام في المقتولين يوم أُحُد من قريش، وقال قتله رسول الله

صلى الله عليه وسلم؛

صد البيت قافيته بحر مجله صفح	صد البيت قافيته بحر مجله صفح
وأهدى الميركب استقاز ٣ = ٢٣٠	نفسك واد استقاز ١٥٩ =
(١٨٩: ٢٠)	٣٨٢: ١٠
جسوحًا الموقد ٣ = ٢٥١	وقائكة الاحتفاد ٣ = ٢٨٤
تصيفت سرود ٣ = ١٩٦	بأطيب هواري ١٢ = ١٣٦
(٢٠٢: ١٥)	كثيتا إزباردها ٣ = ٣٣٢
ويوم الغد ٣ = ٣٤٤	شدر إشاردها ٣ = ٦٩
موقعة المكهد ٣ = ٣٨٦	أضاء جداردها ٣ = ٨٥
كان بالفدق ٩ = ٢٢٨	وبيداء بأجلادها ٣ = ١٩٤
رايت ضهيدي ١٠ = ٢٥٥	(او بأجباردها) ١١٣
ومسندة بالمروور ١٠ = ٢١٣	(١١٣)
ياي مرشد ١٢ = ١٣٤	فجالت إجهاردها ٣ = ١٠٤
(١٣١)	فقمننا حداردها ٣ = ١١٨
ومشدودة كالمبرور ١٢ = ٣٢٥	فلن لإزهاردها ٣ = ١٨٠
(٢٥١: ٣)	ووضع إغماردها ١ = ٣٢٢
كلاب تصطد ١٣ = ٣٨٣	وبهماء فيآردها ٣ = ٣٣٩
كعوز سادي ١٨ = ١٩١	(او ويهمله) ٢١٥: ٨
فان نقعد ١٨ = ٢٥٦	(١٣٦: ١٦)
متى والسودر ٢٠ = ٣٦٥	أميطي كنادها ٣ = ٣٨٦
وبني الموقد ٢٠ = ٣٦٥	(او فيطيل) ٢٨٦: ٩

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

لها اغذاذ رجز ٥ = ٣٦ ١٥٠ ومهمه انجياذ رجز ١٨

٣٢ اذا انشئ الرهذهاذ ٢٠ ١١

١٢٥ لاقى محندا ٥ = ٢٦

١٩١٨

٢٩

٣١

٣٣

(١٤٦:١٣

قلت خندا ٥ ٢٤

يا خليلي احندا ١٨ ٢٣٦

كان الشاذي ٥ ٢١

يربع شذاذ ٥ ٥٥

غير جوازي ٥ ٥٥

مثل الباذي ٦ = ٣٩١

(٤٣:١٨

كانها وجاذ ٤ ١٨٣

لم يبق الرذاذ ١٨ ١٢٩



فأقسم الصبر طويلا ٩٥ | صهاية غثر طويلا ٢ ٢٠

اذما قطر ١ ١٢٥ | وقربن الخطر ٢ = ١٣٤

تفتت العثر ١ ١٣٣

لها نزر ١ = ١٤٤

(١٣٢:١٣

(٥٤:٤

فوالله سحر ١ ٢٨٢ | عجز الظهر ٢ ٢٣٢

جلال زهر ١ ٢٣٨ | تلغبي الدهر ٢ ٢٣٩

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

عفا فألجج طوي ٢ ٢٢٧ تَرَى صَفْرُ طوي ٦ ١٣٢

وأوفى الفجر ٢ ٢٣٢ فما العثر ٦ ٢١٢ (=)

تَرَوَى المَكْرُ ٢ ٢٣٤ (=) (او وما) ١٠ ٢٣٥

(١٦٥:٤)

(٤٠:٦)

تَمَيَّتُ وَفَرُ ٢ ٢٦١ فَإِنْ العُذْرُ ٦ ٢١٩

لَعَمْرُكَ الصَّدْرُ ٣ ٦١ أَمَاوِيَّ العُذْرُ ٦ ٢٢٢ (=)

بَارِضٍ وَالبَحْرُ ٣ ١٨٥ (=) (١١٩:١٨)

تَرَوْحَ الأَجْرُ ٦ ٢٥٢

تَبَسَّمَ العَصْرُ ٦ ٢٥٢

لِتَذْهَبَ جَسْرُ ٦ ٢١٥ أَلَمْ الدَّاهِي ٣ ١٩١

تَبَرَّ القَفْرُ ٦ ١٢ فَتَمَّ الصَّدْرُ ٢ ٢٨

وَبَيْضَاءُ النَّحْرُ ٦ ٢٥ أَمَاوِيَّ أَسْرُ ٢ ٢٦٣

عَدَدَتِ الفُخْرُ ٦ ٦٨ شَرَبْنَا وَالبَحْرُ ٥ ٢٢

فَهَلَّا الوِثْرُ ٦ ٢٦ وَصَهْبَاءُ قِدَارُ ٥ ١٥٩

هَمَّا ذِكْرُ ٦ ٢٠٢ خَرَجَنَ الصَّفْرُ ٥ ٢٥١

هَمَّا صِفْرُ ٩ ٦٣ بِجَنبِي سِبْرُ ٦ ٢

بَدَلَنَ السِّدَارُ ٩ ١٣٨ لِلْيَلَى سَفْرُ ٦ ٣٦ (=)

تَرَاهُ وَفَرُ ٩ ٣٩١ (١٦٥:٨)

وَقَدْ قَفْرُ ١٠ ١٢٢ رَأَتْ شَفْرُ ٦ ٨٤

فَمَا دُبْرُ ١١ ٤ وَحَتَّى شُقْرُ ٦ ١٣١

صد البيت تأنيته بمجر مجله صفحة	صد البيت تأنيته بمجر مجله صفحة
وحتى نُفِّرَ طويلاً ٥٥	تَغَالَتْ الصَّبْرُ طويلاً ٣٥٠
وقد السُّدُ ٤١	وما الفقر ٦٨
فَتَى الفقر ٣٦١	بَنِيَتْ الشَّهْرُ ١٠٥
إذا السُّرُ ٣١٩	حَجَوْنَا عَمْرُو ١٨١
ومد عَقْرُ ٣٣	حَمِينَ بُهْرُ ٢١٦
أَتَوَلَّ الشَّهْرُ ٢١٥	دَعُوا الْمُرُ ٢٦٨
فَنِينَا الدَّهْرُ ٣٢٢	أَلَا فِطْرُ ٢١١
سَلَامُ الفقر ٥١٤	فَلَوْ عَمْرُو ٢١٥
حَنِينَ العِشْرُ ٢٣	أَهَاجِكَ وَالْقَطْرُ ٣١٠
وما ذِكْرُ ٢٣٥	وَأَصْبَحْتَ السَّفَرُ ٨٠
رَمَى النَّفْرُ ٢٩٢	وَلَكِنْ وَالْأَجْرُ ٩١
وَابْنُ كَدْرُ ٢٢٢	أَذْمُ عُدْرُ ٢٩٣
وصاحب أَجْرُ ٢٦٨	لَنَا عَصْرُ ٣٦٩
وتَلَعَمُ سِتْرُ ٣٢٦	أَلَا الْقَطْرُ ٣٨٦
كَأَنَّمَا عَصْرُ ١٨٤	مِنْ يَتْرُهَا ٣٤٣
أَمَاوِي الصَّدْرُ ٢١٠	٣٤٢: ١٣
تَحَلُّ وَالسِّدْرُ ٢٢٠	(١١٠: ١٦)
فَأَصْبَحْتُ خُضْرُ ٢٣١	تَنَوُّ فَبَتَّهْرُ ١٤١
أَلَا وَالنُّكْرُ ٣٢٤	وَالْأَ نَيْسِرُ ٣٢٥
شَأْنُكَ نَصْرُ ٣٨٨	(٣٦٣: ١٤)

صد البيت قافيته بحر مجله صفحه	صد البيت قافيته بحر مجله صفحه
فَأُضْمِيَ يَتَحَدَّرُ طویل ٢ ٢	فَأُضْمِيَ يَتَحَدَّرُ طویل ٢ ٢
فَأَبْتُ تَصْفِرُ طویل ٢ ٣٨٤	فَأَبْتُ تَصْفِرُ طویل ٢ ٣٨٤
إِلَى مُنَوَّرٍ ٥ ٣٠	إِلَى مُنَوَّرٍ ٥ ٣٠
وَعَبْدُ الْمَذْكُورِ ٥ ٥ = ١٥٢	وَعَبْدُ الْمَذْكُورِ ٥ ٥ = ١٥٢
٢٠٠:٤	٢٠٠:٤
(٢٠٠:٨)	(١٣٠:١١)
يُعَادِرُنْ تَفَادَرُ ٥ ١٠٨	وَكَادَتْ تَصْفِرُ ٢ ١٢٦ =
إِذَا مَا تَنْبَرُّ ٥ ١٢١	(٢١٣:١١)
سَجِمُ مَغْفَرُ ٥ ١٩٣	أَقُولُ مَعُورُ ٢ ٢٩٨
نُدَافِعُ نَصِيرُ ٥ ٢٥٩	فَبَتَّ عَدَاوَرُ ٢ ٣١٠
أَرَيْتَكَ يَتَحَمَّرُ ٥ ٢٩٣	تَظَلُّ مِثْرُ ٢ ٣٤٤
كَأَنَّ الْمَجْرُ ٥ ٣٢٠	أَحَادِرُ يَتَمَعَّرُ ٣ ١٩٨
أَأُوصِي تَدَابِرُوا ٥ ٣٥٨	رَضِيْعَةُ مُشَهَّرُ ٣ ٣٢٨
وَنَحْنُ تَزَوَّرُ ٥ ٣٢٦	غَدَا أَحْضَرُ ٣ ٣٥٦
مُغْتَضٍ مَقْفِرُ ٤ ١٣	خَوَادِمُ فَجَرُ ٣ ٣٣٣
يَظَلُّ مُشَوَّشَرُ ٤ ٤٠ =	إِذَا مَا ضَمَّرُ ٣ ٣
(٥٩:٩)	نَقَلْتُ يَتَدَا مَرُ ٣ ٣٠
سَعَرْتُ يَشْعُرُ ٤ ٤٤	يَعْمُدُ أَحْضَرُ ٣ ١٠٨
فَأَصْبَحَ أَوْفَرُ ٤ ٩١	سَكَنَتْ ضَمَّرُ ٣ ٢٨٦ =
وَقَدْ مُشَهَّرُ ٤ ١٠٢ =	١٩٢:٥
٢٨٨:٩	(١٦٥:٦)

صد البيت قافيته بحر جلد صفحة | صد البيت قافيته بحر جلد صفحة

١٤١:١٢) وَأَنْتَ الْمُتَقَوِّرُ طویل ٧ ٣٣٩

اِذَا مَا الْمُطَيَّرُ طویل ٧ ١٨٦ = لَهَا مَصَوِّرٌ ٧ ٣٥٠

١٤٤:١٣) تَرَى أَنْضَرُ ٧ ٤٠

١٥٥:١٩) صَرَتْ تَنْعَرُ ٧ ٤٨ =

(٢٩٨:١٩

(١٨٨:٢٠

جَزِيرٌ مُعْبِرٌ ٧ ٢٠٦ = أَجْدَا كَمَا يَتَنَوِّرُ ٧ ١٠٣

٣٨٥:١٣) أَلَيْلَى تَذَكَّرُ ٧ ١٠٥

٢٥١:١٨) عَشِيَّةٌ هَوْبَرُ ٧ ١٠٨

وَهَبْتَ يَجْرُ ٧ ٢١٦) وَقَافِيَةٌ تَوَاطَرُ ٧ ١٣٤

فَأَوَّلُ أَجْمَرُ ٧ ٢١٤) فَسَائِلُ الْمُؤَخَّرُ ٧ ١٢٩

طَرِيدٌ يَتَعَذَّرُ ٧ ٢٢٢) أَقَامَ مَيْسَرُ ٧ ١٦٠

عَلَى سَنُعَلَدُ ٧ ٢٢٣ = سَمِينٌ أَبْتَرُ ٧ ٢٠٩

٣٣٠:٣) فَكَانَ مُعَصِرُ ٨ ٣١١

١٢٣:١٥) وَأَنْتُمْ تَهْدِرُ ٨ ٣٣٨

٣١٠) وَلَكِنْ تَفَرُّرُ ٩ ٣٢

وَرَحْنَا أَحْسَرُ ٧ ٢٣٩) قَضَقَضَ أَصْعَرُ ٩ ٨٩

أَلَا عُنْصُرُ ٧ ٢٨٩) تَبِينُ تَبْشِرُ ٩ ١٢٢

لَهُمْ غَضَنْقَرُ ٧ ٣٢٩) هُمَا أَجْدَارُ ٩ ١٥٩

وَصَغْبَعَرُ ٧ ٣٣٢ = هَلِ النَّقْصُ أَشْهَرُ ٩ ٢٢٥

١٨٥:١١) أُمُّ السَّبْعِ الْمَرْعَفُ ١٠ ١٠ =

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
أَتَنِي تَزْهَرُ طَوِيل ١٤ ٢٦٥	(ادأم الليث) ١٤٥:٢
أَبَائِنَةُ التَّهَجُّرُ ١٤ ٣٥٩	وَوَزَعَتْ مُنْكَدُ طَوِيل ١٠ ٢٦٩
فَسَيَّانُ الْمُسَيَّرُ ١٩ ١٣٨	أَلَمْ عَقَرُ ١١ ٢١٢
فَهْلُ يَصْبِرُ ١٩ ١٨٢	رَأَيْتُ أَكْثَرَ ١٢ ٤٠
رَأَتْ فَيَخْصَرُ ١٩ ٢١٢	أَلْكَرِي يَشْهَرُ ١٢ ٢٤٣
أَبَى تَعْتُرُ ١٩ ٢١٤	وَلَا أَشْهَرُ ١٢ ٣٩٠
مَا كَانَ أَصَوْدُ ١٩ ٢٣١	يَظَلُّ يَكْبَرُ ١٣ ٢٠٦ =
أَلَا الْمُسْتَرُ ١٩ ٣٥٠	(ادو تَقْلُ) ١٣٦:١٣
وَبِالْفَرْمِ مُتَدَوِّرُ ١٩ ٣٥٨	(٢٩٦:٢)
تَبْكِي أَقْدَارُ ٢٠ ١٦١	إِذَا وَمُخْضَوُ ١٣ ٢٥٣
وَتِسْعَةُ تَضَمَّرُ ٢٠ ١٨٦	إِذَا يُدْكَرُ ١٣ ٣١١
تَيَمَّنُ مُقَيَّرًا ٢٠ ٢٩٩	وَإِنِّي مَعَمَّرُ ١٣ ٢٣١
كُنَيْتُ تَنَازَرَةُ ٢ ٣٣٠	فَلَوْلَا تُسَبِّرُ ١٢ ٢٩٩
وَكُنْتُ حَائِرُ ١ ١١	نَهَيْتُهَا يَتَسَعَّرُ ١٥ ٢٣
نَاقَلَمَ حَوَاسِرُ ١ ١٢٠	وَبَاكَرَهُ أَغْبَرُ ١٥ ٣٨٤
وَكُنْتُ جَائِرُ ١ ١٣٩	كَأَنَّ مُخْلِدَارُ ١٩ ٥
وَمِثْلِكَ طَائِرُ ١ ٣٢٢	لَنَا أَصْفَرُ ١٩ ١٠٩
فَكُنْتُ طَاهِرُ ٢ ٢٤٢ =	تَشَكَّى أَكْثَرَ ١٩ ٢٩٨
(او وكنْتُ) ١٤٣	أُجِدْتُ أَعْوَرُ ١٦ ٦٣
دِرْيَارُ سَاجِرُ ٢ ٢٨١ =	وَبَلَّهَ يَتَقَتَّرُ ١٤ ٢٦٢

مَدَائِيْتُ ثَانِيَتِهِ بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ	مَدَائِيْتُ ثَانِيَتِهِ بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ
١٦٥ ٢ ٢٤١:١٣) تَقُصُّ الْمُنَاقِرُ طِيلُ ٢	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) فَلَمَّا الْحَاكِمُ طِيلُ ٢
٢٩٣ ٢ ٢٤١:١٣) وَغُودِرَ نَاشِرُ ٢	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) وَغُودِرَ نَاشِرُ ٢
٣٠١ ٢ ٢٤١:١٣) وَمَوْلَى الْجَبْرِ ٢	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) وَمَوْلَى الْجَبْرِ ٢
٢٥٥ ٢ ٢٤١:١٣) مَا عَامِرُ ٢	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) مَا عَامِرُ ٢
٩٥ ٥ ٢٤١:١٣) وَافْتَرَعَنَ التَّنَاصُورُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) وَافْتَرَعَنَ التَّنَاصُورُ ٥
١٠٠ ٥ ٢٤١:١٣) لَيْثِيمُ أَبَاتِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) لَيْثِيمُ أَبَاتِرُ ٥
٢١٣:٤) (أَوْشَدِيْلِي)	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) (أَوْشَدِيْلِي)
١٥٢ ٥ ٢٤١:١٣) وَأَنْتِ الْقَصَائِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) وَأَنْتِ الْقَصَائِرُ ٥
١٨٦ ٥ ٢٤١:١٣) بِهِ قَرَارُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) بِهِ قَرَارُ ٥
١٨٨ ٥ ٢٤١:١٣) حَاشِرَةُ كَاسِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) حَاشِرَةُ كَاسِرُ ٥
١٩٢ ٥ ٢٤١:١٣) فَاِنْ جُذَائِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) فَاِنْ جُذَائِرُ ٥
٢١٢ ٥ ٢٤١:١٣) وَقَدْ جَافِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) وَقَدْ جَافِرُ ٥
٣٨٩:٤)	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣)
٢٨:٩)	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣)
١٣٩:١٠)	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣)
٢٢٨ ٥ ٢٤١:١٣) فَلَمَّا جَائِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) فَلَمَّا جَائِرُ ٥
٢٢٥ ٥ ٢٤١:١٣) أَحْبَبْتُ حَادِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) أَحْبَبْتُ حَادِرُ ٥
٢٤٥ ٥ ٢٤١:١٣) رَجَالُ الْحَضَائِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) رَجَالُ الْحَضَائِرُ ٥
٣٣١ ٥ ٢٤١:١٣) أَلْفَتْكَ الْكَاسِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) أَلْفَتْكَ الْكَاسِرُ ٥
٣٣٥ ٥ ٢٤١:١٣) فَشَلَّتْ الْحَضَائِرُ ٥	٣٨٩ ٢ ٢٤١:١٣) فَشَلَّتْ الْحَضَائِرُ ٥

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة | صد البيت قافيته بحر مجله صفحة

٢٩٢ ٧ العوارير طويل ٧ (٣٨٣:١٣) وفي

فأنتك الخنايسر طويل ٥ ٣٢٥ نَعْمُوكَ المَعَايِرُ ٧ ٣٠٢

فَدَى الدَّوَابِرُ ٥ ٣٥٣ فَقُلْتُ عَائِشُ ٧ ٣٥٣ =

نَعْمُوكَ الدَّخَائِرُ ٥ ٣٨٩ (٢٢٥:١٨)

وَكُنْتُ تَهَاجِرُ ٥ ٣٩٢ كَلَا قَادِرُ ٧ ٣٨٤

ظَعَنَ سَاجِرُ ٧ ١١ وَأَنْتِ الْقَصَائِرُ ٧ ٣١٠

أَعَزُّ صَوَادِرُ ٧ ١٦ بَنَى قِبَاطِرُ ٧ ٣٢٩

أَسْكُرَانِ مَتَسَاكِرُ ٧ ٣٩ وَفَيْتُ الْكَابِرُ ٧ ٣٢٥

صَنَاعُ وَافِرُ ٧ ٩٦ وَحَدَّثَهَا كَافِرُ ٧ ٣٦٣

مُعَاوِي شَاكِرُ ٧ ٩٦ يُصْعِدُ مَتَاطِرُ ٧ ٢٤ =

أَأَنَّ عَائِدُ ٧ ١١٤ (٢٩٠:١٢)

فَلَاةُ الْمَسَامِرُ ٧ ١٣١ (٢٨٧:٩)

عَفَا فَالْصَافِرُ ٧ ١٣٥ فَأَبْتُ وَابِرُ ٧ ١٣٢

فَأَمْسَى حَوَائِرُ ٧ ١٢٨ ٢٠٢

بَحْبِيبَةُ مَتَظَاهِرُ ٧ ٢٣١ (٢٢٠:١٦)

سَيِّبَتِي السَّرَائِرُ ٧ ١٦٣ تَبَيَّنَ الْمَسَاعِرُ ٧ ٣٨٦

رَأَيْتُ أَبَادِرُ ٧ ١٩٨ وَخَلَّوْا صَاغِرُ ٧ ٣٣٠

يَقُولُ عَائِدُ ٧ ٢٠٥ أَتَانَا ضَامِرُ ٧ ٣٤٨

أَزْجَمُهُمْ عَائِدُ ٧ ٢٢٨ = عَلَى لِلتَّوَاتِرُ ٧ ٢٤٣

فَنَقِصَنَّ النِّوَابِرُ ٧ ٣٣٦ (٣٦:٢)

مدالبيت تافيته بحز مجلد صفحة	مدالبيت تافيته بحز مجلد صفحة
سَوْتُ زَائِرٌ طویل ٩ ١٥٢ =	فلو عامرٌ طویل ١٣ ٣٤٣
وَبَيْنَهَا ثَائِرٌ ٩ ١٤٢	جبالیة عاذِرٌ ١٣ ٥٠٩
فَحُشِّنَا الْأَسَاوِرُ ٩ ١٤٩	وَكُلُّ كَابِرٌ ١٢ ٨
تَشَابَهَ صَوَادِرُ ٩ ٢٠٣	وقد المسكِرُ ١٢ ٣١
بِجَانِبِ الْحَيَاثِرُ ٩ ٢٣١	كَأَنَّ عَامِرُ ١٢ ٢١٤
وَأَنَّ الْجَبَائِرُ ٩ ٢٤٦	تَرْوَحُ جَائِرُ ١٢ ٢٥٨
أَلَا الْمَقَادِرُ ٩ ٣٥١ =	نَقَلْتُ الْقَوَاهِرُ ١٥ ٢٢
يَقْطَعُنَ بَصَائِرُ ١٠ ٥٨٧ =	دَرَّوَحَهَا آبِرُ ١٥ ٥٠
فَلَمَّا الْأَوَاخِرُ ١٠ ١٤٣	تَفَقَّصَ الْمَنَاقِرُ ١٥ ١٦١
خُدَارِيَّةَ مَا طِرُ ١١ ١١٦	وَأَنْتَ مَفَاخِرُ ١٥ ٣٦٣
فَأَفْحَمْتَهُ فَاثِرُ ١١ ٢٠٣	أَتَوْنِي الْأَبَاعِرُ ١٥ ٣٩٣
وَسَقْتُ فَاثِرُ ١١ ٢٠٣	ولو الْأَبَاعِرُ ١٥ ٣٩٤
هَمَزْتُ التَّوَاهِرُ ١١ ٢٥٩	وَأَنِّي قَادِرُ ١٦ ١٣٤
وَلَكِنِ الْمَقَادِرُ ١١ ٢٦٨	كَأَنَّ سَامِرُ ١٦ ٢٦٣
تَبَيَّنَ الْأَبَاعِرُ ١٢ ٢٢٨	أَلَا يَجَاوِرُ ١٤ ٢٤
أَعْلَى الدَّوَابِرُ ١٢ ٢٨٠	وَنَكَبَنَّ الْمُتَجَاوِرُ ١٤ ١٩٣
أَمِنْ الْأَبَاعِرُ ١٣ ١٩٠	فَمَا فَوَافِرُ ١٤ ٣٢٠
	أَبْنُ زَائِرُ ١٤ ٣٣١
	فَجَاءَتْ الْمَجَابِرُ ١٨ ٣٢
	صَحَا قَمَاحِرُ ١٨ ٨٠

صد البيت قانيتها بحز مجلد صفحة

نَظَرْتُ وَاللَّسَّاءُ كُرْطُولِ ١٨ ١٤٣

قَوَالِصُ نَوَافِرُ ١٨ ١٨٣

أَسْوَدُ خَوَادِرُ ١٨ ٢٥٩

تَضَتَّنَهُمْ مَاهِرُ ١٩ ٢٠٤

أَرَانِي قَادِرُ ١٩ ٢١١

نَالَقْتُ الْمُسَافِرُ ١٩ ٢٩٥

وَقُلْنَ دَعَائِرُ ٥ ٢٢٨

سَقَانَا حَوَاجِرُ ٥ ٢٣٠

بَلَنَاعَةِ حَرَائِرُ ٥ ٢٥٠

نَأَمَلْتُ مَوَاطِرُ ٥ ٣٠٦

وَكُنْتُ تَهَاجِرُ ٥ ٣٩٢

نَالَقْتُ مُحَافِرُ ٦ ٥٥٥

تَحَسَّبَ أَغَامِرُ ١ ٣٤٤

أُثْبِيي أَوَاصِرُ ٦ ١٥٥

نَعْمَرِي تَنَاطِرُ ٦ ٣٣٢

دَعَتْ تَمَائِرُ ٤ ٢

إِلَيْكَ أَقَاصِرُ ٤ ٢٠

صد البيت قانيتها بحز مجلد صفحة

نَظَرْتُ وَاللَّسَّاءُ كُرْطُولِ ١٨ ١٤٣

قَوَالِصُ نَوَافِرُ ١٨ ١٨٣

أَسْوَدُ خَوَادِرُ ١٨ ٢٥٩

تَضَتَّنَهُمْ مَاهِرُ ١٩ ٢٠٤

أَرَانِي قَادِرُ ١٩ ٢١١

نَالَقْتُ الْمُسَافِرُ ١٩ ٢٩٥

وَقُلْنَ دَعَائِرُ ٥ ٢٢٨

سَقَانَا حَوَاجِرُ ٥ ٢٣٠

بَلَنَاعَةِ حَرَائِرُ ٥ ٢٥٠

نَأَمَلْتُ مَوَاطِرُ ٥ ٣٠٦

وَكُنْتُ تَهَاجِرُ ٥ ٣٩٢

نَالَقْتُ مُحَافِرُ ٦ ٥٥٥

تَحَسَّبَ أَغَامِرُ ١ ٣٤٤

أُثْبِيي أَوَاصِرُ ٦ ١٥٥

نَعْمَرِي تَنَاطِرُ ٦ ٣٣٢

دَعَتْ تَمَائِرُ ٤ ٢

إِلَيْكَ أَقَاصِرُ ٤ ٢٠

فَإِنْ زَوَافِرُ ٣ ٢٣

فَقُلْ بِأَقِرُ ٣ ٢٦٤

(أَوَلَيْتُنَا)

صد البيت قافيته بمجر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بمجر مجلد صفحة

٢٥٥ ١٦ طول ٢٥٥ ١٦ وجون حاضرة طول ٢٥٥ ١٦

٢٣٠ ١٤ تاؤبني عايدة ٢٣٠ ١٤

٢٣٨ ١٤ فلو غابرة ٢٣٨ ١٤

٥٩ ١٨ تنظرت مواطدة ٥٩ ١٨ وأصغيم فواقدة طول ٥٩ ١٨

١٥ ١٩ وبات شاكدة ١٥ ١٩ ويوب أوأجرة ١٥ ١٩

١٣٦ ١٩ فان بصائرة ١٣٦ ١٩ رأيت يطائرة ١٣٦ ١٩

١٥٠ ٢٠ عفا فحامرة ١٥٠ ٢٠ فما آجرة ١٥٠ ٢٠

١٤٥ ٢٠ بما جرائرة ١٤٥ ٢٠ فأصيم نادرة ١٤٥ ٢٠

٢٠٣ ٢٠ لوأصيم تحاذرة ٢٠٣ ٢٠ ولا فحاجرة ٢٠٣ ٢٠

٢٣٢ ٢٠ دفعت غامرة ٢٣٢ ٢٠ قطعنا سائرة ١٥٨ ١٠

٣٢٢ ٢٠ ففهاك مصادرة ٣٢٢ ٢٠ فلتن كراكية ٢٨٠ ١٠

١٨٣ ٢٠ وما دام كراد ١٨٣ ٢٠ ولا مكابرة ٢٩٥ ١٠

٣٩٢ ٥ وفيها ذرارة ٣٩٢ ٥ (٢٣٤:٢٠)

٢٥١ ٦ أحبك تغار ٢٥١ ٦ أتجبر زائرة ٢٣٨ ١٠

٣٨ ٩ عغار ٣٨ ٩ علون تطائرة ٢٥ ١١

٣٦١ ١٩ شزار ٣٦١ ١٩ له ثائرة ٣١٠ ١١

١٦٢ ١ واقترارها ١٦٢ ١ أنم أعامرة ٣٣ ١٢

٣٩٣ ٩ (اوبها) فان سامرة ١٣١ ١٣

٢٢٠ ٩ أما غائرة ٢٢٦ ١٢

٢٣ ١٦ قتلنا مقابرة ٢٣ ١٦

مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة	مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة
فما حضاؤها طويل ٥ ٢٤٦ =	وسود نغارها طويل ١ ٣٤٤ =
(٢٢٢:١٥)	(٢٥١:٣)
تري سوارها . ٦ ٥١	(١١٣:١٤)
فاني شئارها . ٦ ٩٩	فان عارها . ٢ ٢١٦
وطعنة طوارها . ٦ ١٤٩	فما روضة عرارها . ٢ ٢٣٣
ابي نأرها . ٦ ٢٠١	عبيمة خبارها . ٢ ٢٤٣ =
فانك دارها . ٦ ٢٢٠	(ارحامها) (٣٨٨:٤)
فاني عذارها . ٦ ٢٢٢	وسود سارها . ٣ ٢٦٨ =
فل غبارها . ٦ ٣٣٩	(٥٤:٦)
وذلك مرارها . ٤ ١٦	لهم غارها . ٣ ٢٠١ =
ومدعس حمارها . ٤ ٣٨٤ =	(١٥٤:٦)
(٣٨٢:٨)	(٣٢٣)
(٩٤:١٣)	(٣٢٤)
فما اعتصارها . ٨ ٢٥٥ =	(١٠:١٥)
(٣٢٦:١٩)	وعادية وانبتارها . ٣ ٢٠٣ =
ياحسن انجلارها . ٩ ٣٠	(٣٣٢:٤)
خروب شفارها . ٩ ٣٠٥	(٣٥٤:٨)
اذا ازارها . ٩ ٣٢٥	وما . ٥ ١٥٩ =
اعطيتها قصارها . ٩ ٣٨٨	(٢٩٩:٦)
بني انكسارها . ١٠ ٩٥	(١٦٦:١١)

مداليت قانيتها بجزء مجلد صفحة

اذا اذكارها طوي ١٠ ٢٢٢ ولم كثير طوي ٣ ٢٢٨

مولعة قصادها ١٠ ٢٩٣ فلوان كثير ٢ ١٣١

كان حمارها ١٢ ٢٥٢ وما كروور ٢ ١٣٤

وحالت ظلماتها ١٣ ١٩٦ نذكرت عور ٢ ٣٩٤

تقبلتها خمارها ١٢ ٢٦٣ اراني اشير ٥ ٦٢

راوتقبلها ٢٩٣ اوتقلب غيور ٥ ٩٨

اذا ما سعارها ١٥ ٣١٤ وبشرة تطير ٥ ١٢٩

افيد فارها ١٤ ١٠ اذا ما حصور ٥ ٢٦٣

لا نبتت خيارها ١٨ ١٢٦

معه انثرارها ١٨ ١٩٩

مشعشة وقارها ١٩ ٣٣٦

وان خطير ١ ٢١٨

را اثنى كثير ١ ٢٩١

كثيرة كثير ٢ ٣٢٤

فلما صدور ٢ ١٢٤

عظيم خبير ٢ ٣٣٣

فان طهير ٢ ١٤٦

يعبر من جزور ٣ ١٢٩

الى طهور ٣ ٢٤٠

ضربت عقير ٣ ٣٣٢

مداليت قانيتها بجزء مجلد صفحة

اذا اذكارها طوي ١٠ ٢٢٢ ولم كثير طوي ٣ ٢٢٨

مولعة قصادها ١٠ ٢٩٣ فلوان كثير ٢ ١٣١

كان حمارها ١٢ ٢٥٢ وما كروور ٢ ١٣٤

وحالت ظلماتها ١٣ ١٩٦ نذكرت عور ٢ ٣٩٤

تقبلتها خمارها ١٢ ٢٦٣ اراني اشير ٥ ٦٢

راوتقبلها ٢٩٣ اوتقلب غيور ٥ ٩٨

اذا ما سعارها ١٥ ٣١٤ وبشرة تطير ٥ ١٢٩

افيد فارها ١٤ ١٠ اذا ما حصور ٥ ٢٦٣

لا نبتت خيارها ١٨ ١٢٦

معه انثرارها ١٨ ١٩٩

مشعشة وقارها ١٩ ٣٣٦

وان خطير ١ ٢١٨

را اثنى كثير ١ ٢٩١

كثيرة كثير ٢ ٣٢٤

فلما صدور ٢ ١٢٤

عظيم خبير ٢ ٣٣٣

فان طهير ٢ ١٤٦

يعبر من جزور ٣ ١٢٩

الى طهور ٣ ٢٤٠

ضربت عقير ٣ ٣٣٢

البیت قافیتہ بحر مجلد صفحہ	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحہ
لا نصير طویل ٦ ٢٦٣	أَمَّا فَيَسِيرُ طویل ١٠ ٣٣
د قُدُورُ ٦ ٣٨٩	أَمِنْ عَيْرُ ١٠ ٩٠
هُوى قصيرُ ٦ ٣١١	فَمَا لِحْدَايِرُ ١٠ ٩٨
هَوَادٍ مَكُورُ ٦ ٣٤٢	وَكَيْفَ جَفِيرُ ١٠ ٢٢٣
لَرَّتْ مُرُورُ ٤ ١١	زَمَانَ تَسِيرُ ١١ ٢١٢
بَيِّنُ نُهُورُ ٤ ٩٥	وَقَدْ أَدُورُ ١١ ٣٨٣
ك وَقِيرُ ٤ ١٥٥ (=)	أَلَمْ هَدِيرُ ١١ ٢٢٠
٢٥٢: ٨	لَقَدْ يَطِيرُ ١٢ ٢١٣
أَنْ وَحَسِيرُ ٤ ٢٩٠	وَمَا عَقُورُ ١٢ ٣٩٢
لَرَّتْ حُضُورُ ٤ ٣٦٦	سَتَلَقَى غَرِيرُ ١٣ ١٢٢
و عَقِيرُ ٨ ٨٣	وَكُنْتُ دَأْسُورُ ١٣ ١٢٩
لَرَّتْ قَصِيرُ ٨ ١٥٢	تَقُودُ بَكُورُ ١٣ ٣٠٥
طَارَ قَصِيرُ ٨ ١٦٨	هَذَا جُرُودُ ١٣ ٢١٩
تَوَلَّى قَصِيرُ ٨ ٢٣١	وَمَا يَضِيرُ ١٣ ٣٤٣
رَأَى جَبُورُ ٨ ٣٥٢ (=)	وَتَحَى حَرِيرُ ١٥ ١١٣٣ (=)
٢٩١: ٩	٢٥٨: ١٦
تَوَلَّى أَسِيرُ ٩ ٥٢ (=)	أَقُولُ جَرِيرُ ١٤ ٢١٥
٢٦٩: ١٣	رَفَعْتُ تَغِيرُ ١٨ ٦٩
نَ زَبِيرُ ٩ ١٠٩	وَقَائِلَةُ ظُهُورُ ١٨ ٩١
مَا نَ مَهُورُ ٩ ٢٠٣	أَلَمْ لِحْخِيرُ ٢٠ ٣٣

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
فَإِنْ نُصَوِّرُهَا طَوِيلٌ ٢ ١٠٢	أُنَادِي بِصَيْرٍ طَوِيلٍ ٢ ٢٤٩
وَلَمْ بَعِيرُهَا ٢ ٣٢٠	أَلَا غُرُورٌ ٢ ٣٦٨
كَأَنَّ حَصِيرُهَا ٢ ٣١٨	وَقَفْنَا غَيُورٌ ٢ ٣٤١
أَلَمْ سَكْنِيرُهَا ٣ ١٨	بِقُورٍ تَبُورُهَا ١ ١١٦ =
وَمِنْ خُصُورُهَا ٣ ١٢٢ =	١٥٣:٥
٢٢٥:٤	(٣٣٣:١٠)
(٢٦٩)	إِذَا تَطِيرُهَا ١ ١٦٣ =
وَلَيْلٍ عُورُهَا ٣ ١٢٤	(٢٩٤:٤) (اوْطِيرُهَا)
لَوَى يَزُورُهَا ٣ ١٦٢	(٣٠٢)
إِذَا مَا فَيُثِيرُهَا ٣ ٢٠٣ =	وَمَا فَيُطِيرُهَا ١ ٢٥٣ =
١٥٥:٤	١٣٣:٣
٣٤٩:١٠	(٣٢٨)
١٣:١٤	إِذَا مَا تَنْيِيرُهَا ١ ٢٦٣
أَسْتِيرُهَا ٣ ٣٢١	لَقَدْ مَهُورُهَا ١ ٢٩٣
زَفِيرُهَا ٣ ٣٦٣	عَلَى ضَمِيرُهَا ١ ٣٠٢
وَقِيرُهَا ٣ ٢٣٥ =	مَدَارَيْنِ غَدِيرُهَا ١ ٣٦٤ =
١٥٥:٤	(١٩:١٤)
يَعِيرُهَا ٣ ١٥٣	كَأَنَّ يَشُورُهَا ٢ ٣٥
ضَمِيرُهَا ٣ ٢٩٠ =	لَوْ تَشِيرُهَا ٢ ٥٩
١٠٨:١٥	إِذَا عَبُورُهَا ٢ ٩٥

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
وَأَبْرَأْتُ يُثِيرُهَا طويل ٣ ٣٢٨	وَأَبْرَأْتُ يُثِيرُهَا طويل ٣ ٣٢٨
رَأَتْ جُدُّوْهَا ٣ ٣٠٣ =	رَأَتْ جُدُّوْهَا ٣ ٣٠٣ =
فَنَيْتَا شَكِيرُهَا ٦ ٩٢ (١٩٢:٥)	فَنَيْتَا شَكِيرُهَا ٦ ٩٢ (١٩٢:٥)
بُرُوكْ شَكِيرُهَا ٦ ٩٥	بُرُوكْ شَكِيرُهَا ٦ ٩٥
عَلَى شَكِيرُهَا ٦ ٩٥	عَلَى شَكِيرُهَا ٦ ٩٥
أَمَّا خَوِيرُهَا ٦ ١٥٦	أَمَّا خَوِيرُهَا ٦ ١٥٦
بِمُسْتَحَّةٍ خَوِيرُهَا ٦ ١٥٦	بِمُسْتَحَّةٍ خَوِيرُهَا ٦ ١٥٦
فَقِيلَ يَضِيرُهَا ٦ ١٦٦ =	فَقِيلَ يَضِيرُهَا ٦ ١٦٦ =
وَنَبَيْتٌ يَحِيرُهَا ٥ ٢٩٦ =	وَنَبَيْتٌ يَحِيرُهَا ٥ ٢٩٦ =
رَأَتْهُ عَشِيرُهَا ٦ ٢٥٠ (٢٤٤:٨)	رَأَتْهُ عَشِيرُهَا ٦ ٢٥٠ (٢٤٤:٨)
تَجَرَّدَ عَصِيرُهَا ٦ ٢٥٤ =	تَجَرَّدَ عَصِيرُهَا ٦ ٢٥٤ =
بَسَاقٍ غَوِيرُهَا ٦ ٣٢٠ (٢٩٣:١٣)	بَسَاقٍ غَوِيرُهَا ٦ ٣٢٠ (٢٩٣:١٣)
وَمَا شَعِيرُهَا ٦ ٣٢٦ =	وَمَا شَعِيرُهَا ٦ ٣٢٦ =
وَتَهْدِيَةٌ يَغِيرُهَا ٦ ٣٢٦ ٩	وَتَهْدِيَةٌ يَغِيرُهَا ٦ ٣٢٦ ٩
فَمَا تُثِيرُهَا ٦ ٣٥١ =	فَمَا تُثِيرُهَا ٦ ٣٥١ =
(اوْثِيرُهَا) (٦٣٣:٤)	(اوْثِيرُهَا) (٦٣٣:٤)
وَأَتَّبَعْتُهَا تَزُورُهَا ٦ ٣٦٦ (٦٣٥١)	وَأَتَّبَعْتُهَا تَزُورُهَا ٦ ٣٦٦ (٦٣٥١)
فَلَا يَسْتَعِيرُهَا ٦ ٣٤٢ =	فَلَا يَسْتَعِيرُهَا ٦ ٣٤٢ =
وَفَارَقَ سَرِيرُهَا ٦ ٢٦ (٣٩:١٩)	وَفَارَقَ سَرِيرُهَا ٦ ٢٦ (٣٩:١٩)

صد البيت تأنيته بحر مجله صفحه	صد البيت تأنيته بحر مجله صفحه
اذا قَدُّورُهَا طَوِيلٌ ٧ ٣٩٠	يُؤَامِرُ يَطْوَرُهَا طَوِيلٌ ٨ ١٢٠
وَقَسْرَةُ أُسِيرُهَا ٧ ٣٠٢	رَأَى شَكِيرُهَا ٨ ٢٠٠
تَفَلَّقَ يَقُورُهَا ٧ ٣٣٦	عِنَاشٍ سَعِيرُهَا ٨ ٢١١
وَكَايُنْ غَدِيرُهَا ٧ ٣٣٩	عَلِيْمَيْنِ مَحُورُهَا ٨ ٢٨٨
عَلَى كُورُهَا ٧ ٣٤١	أُرْقَتْ تُطِيرُهَا ٩ ٣٥
نَشَأَتْ كُورُهَا ٧ ٣٤١	كَأَنَّ حَصِيرُهَا ٩ ٨٤
فَلَمْ ضَمِيرُهَا ٦ ١٢	كَأَنَّ يَسْتَنِيرُهَا ٩ ١١١
فَإِنْ نُصُورُهَا ٦ ٦٦	وَلَا ذُرُورُهَا ٩ ١٦٤
طَبَامَنْ جَذُورُهَا ٦ ٨٥	سَتَحْطِمُ جَرِيرُهَا ٩ ٢٢٠
تَدَلَّتْ نُورُهَا ٦ ١٠٣	وَكُنْتُ سَفُورُهَا ٩ ٣٥٥
بَوَادٍ يَسْتَنِيرُهَا ٦ ١٠٣	وَقَدْ خَدِيرُهَا ٩ ٣٨٦
وَلَمْ هَجِيرُهَا ٦ ١١٦	١٠: ١٠٨ (١٠٨)
١٣٩: ٨	تَوَمَّلْ يَشِيرُهَا ٩ ٣٣٨
٣٣٨: ١٩	كَتَرَجِيمِ نُورُهَا ٩ ٣٤٣
وَجَاءَ هُورُهَا ٦ ١٢٤	لَقَلَّ قُصُورُهَا ١٠ ٢
حَيَا وَقِيرُهَا ٦ ١٥٢	فَمَا قُدُورُهَا ١٠ ١٣٨
إِلَى صُدُورُهَا ٦ ١٦٢	وَوَدَّعَنْ ذُكُورُهَا ١٠ ١٤٩
لَهُ يَشِيرُهَا ٦ ٢٨٣	أَتَى يَبِيرُهَا ١٠ ٣١٢
أَسَاعِيَةِ عَدِيرُهَا ٨ ٣	مَتَى طُورُهَا ١٠ ٣٨٤
وَابْجَلَى أَثِيرُهَا ٨ ٨٢	وَبَيَّتْ قُصُورُهَا ١١ ٣٣٣

صد البيت قافيته بحر مجله صفحه	صد البيت قافيته بحر مجله صفحه
فلما سَتَعِيرَهَا طویل ١٤ ١٦٨	اذا ما عَيْرَهَا طویل ١١ ٤١
اذا شَكِيرَهَا ١٤ ١٢٣ =	سَدَدَتْ جُبُورَهَا ١١ ١٦٣
(١٠٦٣١٢)	تَعَلَّقَهُ تَدِيرَهَا ١٢ ١٣٣
تَلِي يَصِيرَهَا ١٨ ١٣	ما حَتَلَ شَعِيرَهَا ١٢ ٢٥٨
وقد فَجُورَهَا ١٨ ٥٨	أَلَا بَرِيرَهَا ١٢ ٢٦٨
وإني اسْتَشِيرَهَا ١٨ ١٢٠	بَحِثْ صُدُورَهَا ١٢ ٢٨٠
فإن نَصِيرَهَا ١٨ ١٥٦	فَوَدَّكَ نَذِيرَهَا ١٢ ٢٩٣ =
أَرِقْتُ تَطِيرَهَا ١٨ ١٨٣	(او فَوَدَّكَ) ١٨: ٢٠٠
فَسَأَلْنَا أَطُورَهَا ١٨ ٢١٠	أَلَمْ سَتُورَهَا ١٣ ١٥٥
أَبَا مَالِكٍ سَتُورَهَا ١٩ ٣٦	وَمِنْهُ صَبِيرَهَا ١٣ ٣٣٢
فَلَمَّا فَجُورَهَا ١٩ ٥٥	وَعَجَلَةٍ قَدُورَهَا ١٣ ٣٦٥
فَلَمَّا نَكِيرَهَا ١٩ ١٢٢	كَأَنَّ يَشُورَهَا ١٣ ٣٤١
إذا صَغِيرَهَا ١٩ ٢٥٥	يَنِيلَانِ نَصِيرَهَا ١٢ ٢٠٩
نَقَسَ بِهِمْ صُدُورَهَا ١٩ ٣٦٣	فَخَرَّتْ حَدُورَهَا ١٥ ٢١٥
غَضِبْتُمْ خَبِيرَهَا ١٩ ٣٤٤	أَلَمْ سَجِيرَهَا ١٥ ٣١٨
رَأَتْهُ نَصِيرَهَا ٢٠ ١٨	وَمَا نُورَهَا ١٥ ٣٣٢
ظَلَلْنَا فَتَصُورَهَا ٢٠ ٢٠٩	أَجَدَّاتُ حَرُورَهَا ١٤ ١١٥ =
فَبَيَّنَّا هُمْ ضُحُورَهَا ٢٠ ٢١٦	(او أَجَرَّتْ) ١٤: ٢٣٥
وإن حَفِيرَهَا ٢٠ ٢٨٠	فصار عِيرَهَا ١٤ ٢٠٦
وَاللَّيْظُ قَفِيرٌ ١ ١٣٨ =	فَلَا يَسِيرَهَا ١٤ ٨٩

صد البيت قافيته بحرف مجله صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجله صفحة
كَانَ الصَّدْرُ طَوِيلٌ ٣ ٣٤	(١٨٤)
تَحَاذَرُ ضَمْرٌ ٣ ٥٢	أَلَا الْخُمْرُ طَوِيلٌ ١ ١٥٨ =
حَدَّجْتُ الْوَقْرَ ٣ ٥٥	(٣٣:٢)
فَإِنْ خُمْرٌ ٣ ٢٢٠ =	وَفِينَا النَّشْرُ ١ ٢٥٢
(١٨٠:٨)	أَلَا إِنَّ مِصْرَ ١ ٢٤٩
صَبَحْتُ الْبَكْرَ ٣ ٢٢٠	تَلَاغِبُ قَفْرِ ١ ٢٨٤ =
كَذُوبٌ نَفَرٌ ٣ ٣٥٣	(١٥٣:٣)
إِلَى الْغَمْرِ ٣ ٤٣	(٢٢:٩)
إِذَا الذِّكْرِ ٣ ١٥٥	(١٠٥:١٤)
بَكَيْتُ فَالْغَمْرِ ٣ ٣٠٠	(١٣:١٨)
أَجَارَتْنَا الْخُمْرُ ٣ ٣٢٢	وَرَأَى الظَّهْرَ ١ ٢٩١
فَإِنْ يَدْرِي ٣ ٣٥٤	إِذَا الْغَمْرِ ١ ٣١٢
أُتِفِدُ الدَّهْرَ ٣ ٣٦٦ =	وَأُسْمَرَ الْعَشِيرَ ٢ ١٦٥ =
(٢١٣)	(٣٣:١٩)
أَلَا الْعَفْرِ ٣ ٣٣٢	(١٥٦)
مَوْدَّةٌ تَدْرِي ٣ ٢٤٠	وَرَأَى الْعَشِيرَ ٢ ٢١٤ =
وَأُخُوْتُ يَدْرِي ٣ ٥ =	(١٩٩:١٦)
(١٠٢:٩)	وَبِلَّهِ الْفَجْرِ ٢ ٢٣٥
(٢٤٠:١٨)	وَمُخْتَلِقُ الْبَدْرِ ٣ ٣٢ =
وَمَا بِشَرٍّ ٣ ٢٢	(٣٨٠:١١)

صد البيت قافيته بحرف مجله صفحه	صد البيت قافيته بحرف مجله صفحه
دِيَارِ عَفْرِ طويل ٢٤٥ ٧	فلا وَقِر طويل ١٠٢ ٥
عَلَى عَفْرِ ٢٤٥ ٧	فَلَنْ فَاَلْبَشِر ١٢٩ ٥
أَبُوكَ الْكُسْرِ ٢٤٨ ٧ =	لَعْنِي الْبَكْرِ ١٤٠ ٥
(١٢٥:١٩)	وَأَنِّي نَمِيرٌ ١٤٥ ٥
إِذَا خَمِرٌ ٢٨٩ ٧	تَقَشَّتْ جَسِرٌ ٢٠٤ ٥
أَلَا يَذَرِي ٣٨٢ ٧	أُولَئِكَ حَجَرٌ ٢٣٩ ٥
سَقَى قَمِرٌ ٢٢٤ ٧	وَيُعِينُ حَجَرٌ ٢٣١ ٥
سَقَى الْقَطِرِ ٢٣١ ٧	فَأَخْفِيَتْ ذُو حَجَرٍ ٢٢٢ ٥
أَلَا يَفِرِي ٧٣ ٧	فَجَادَتْكَ خَبِرٌ ٣٠٩ ٥
أَمَّا النَّخِرُ ٨٣ ٤	قَدْ عَمِرُوا ٣٤٣ ٥
لَقَدْ الْجَمِرُ ١٥٢ ٤	عَمْدًا الْوَقِرُ ٧٥ ٧ =
وَفِي تَسْمِي ٣٤٧ ٤	(١٠٣:١٠)
فَلَمْ حَجَرٌ ٣٤٤ ٤	نَجْمٌ وَقِرٌ ٤٣ ٧ =
لَقَدْ الظُّفِرُ ٣١٢ ٤	(٣٨٦:٥)
وَفَجَّ سَمِرٌ ٥٢ ٨	تَمَرٌ شَفِرٌ ٨٤ ٧
بِحَرْشَاءِ حَمِرٍ ١٦٩ ٨ =	وَتَرَكَبُ الْحُمِرُ ١٦٠ ٧
(١٣٥:١٤)	وَلَوْ ظَفِرٌ ١٩٢ ٧
كَسَاهُنَ بِالْقِدَارِ ١٤٤ ٨	فَمَنْ الظُّفِرُ ١٩٩ ٧
يَسَائِلُنِي الْقَطِرُ ١٨٥ ٨	وَمِنْ بِالْعَفْرِ ٢٠٧ ٧
فَرَشْنِي يَبْرِي ١٩٩ ٨	أَلَا يَسْمِي ٢١٢ ٧

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

فغادرتها النثر طويل ٨ ٢٢٦ | فطاروا بالنثر طويل ١٠ ٣١٩
وقد القتر ٨ ٢٦٥ | نُقِلُّ صِفْر ١١ ٦٣
كان يسرى ٨ ٢٩٢ | واني القطر ١١ ١٩٦
نسيل القطر ٨ ٣٢٠ = | أَقْلِبُ القطر ١١ ٣٣٢ =
(او يسيل) ٣١٥:١٠ | (١٨٢:١٨)

إذا الصدر ١٢ ٢٠ | إذا الصدر ١٢ ٢٠
لها غمر ١٢ ٣٥ | لها غمر ١٢ ٣٥
لاخير ذاتمر ١٢ ٢٠٢ | لاخير ذاتمر ١٢ ٢٠٢
إذا الشعر ١٢ ٢٤٠ | إذا الشعر ١٢ ٢٤٠
وادر ك الكدر ١٢ ٣٠٢ | وادر ك الكدر ١٢ ٣٠٢
طوبيا بشر ١٣ ٤٠ | طوبيا بشر ١٣ ٤٠
أخ بلادفكر ١٣ ٢٢٥ | أخ بلادفكر ١٣ ٢٢٥
أساور الداهر ١٣ ٣٨٩ | أساور الداهر ١٣ ٣٨٩
أتانا يجرى ١٣ ٣٢ | أتانا يجرى ١٣ ٣٢
كسا الخضر ١٣ ٢٦٥ | كسا الخضر ١٣ ٢٦٥
وهل النفر ١٣ ٢٤٠ | وهل النفر ١٣ ٢٤٠
أما والنحر ١٣ ٢٤١ | أما والنحر ١٣ ٢٤١
فان غمر ١٥ ١٦ | فان غمر ١٥ ١٦
من وشر ١٥ ١٦٣ | من وشر ١٥ ١٦٣
فقد كسر ١٥ ٢٤٤ | فقد كسر ١٥ ٢٤٤

صد البيت قافيته مجز مجله صفحة	صد البيت قافيته مجز مجله صفحة
ألا الصَّدَار طويل ١٨ ٢٨٦	أَلَمْ الْكُسْر طويل ١٥ ٢٨٨
ولو السِّر ١٨ ٢٩٢	خَرَجْنَ الصُّفْر " ١٥ ٣٤٣
غَدَوْتُ بِالْغَدَار " ١٩ ٢٣	تُقَسِّمُ تُكْرِي " ١٥ ٣٨٠
بسوى بالفهر " ١٩ ٣٤	(٢٠: ٨٦)
فَمَنْ بَكَر " ١٩ ٣٢	بِمَلَكَمَةِ السَّر " ١٩ ١٠
إذا هَجَرَ " ١٩ ٣٢	كَانَ الْفَجْر " ١٩ ٩٨
طوال يَسْرِي " ١٩ ٣٥	فَيَيْنَا ذَاخِر " ١٩ ٢١٢
ولكن يَدْرِي " ١٩ ٥٥	وَسَعَدَ بِلَا أَجْر " ١٩ ٢٥١
كَانَ الثَّغْرِ " ١٩ ١٣٩	وَقَدْ الْقُتْر " ١٠ ٢٩٤
ألا بِالْجُمَر " ١٩ ٢٠١	وفي الْبَحْر " ١٩ ٣٠٣
أبي الْغَدَار " ١٩ ٢١٦	وَنَبِئْتُ عَمْرُو " ١٦ ٨٢
ألا وَكِر " ١٩ ٢٢٠	ولم السَّفَر " ١٦ ٢٣١
ألا الدَّهْر " ١٩ ٢٦٢	فَقَالَ نَذْرِي " ١٦ ٣٥٣
وكلَّ عَجْر " ١٩ ٣١٩	فَبَاسَتْ نَصْر " ١٦ ٣٩٠
لَعَنُوكَ الرَّجْر " ١٩ ٣٢٦	تَمِيمِيَّةَ الْقَطْرِ " ١٦ ٣٢١
وَأَشْمَطُ نَصْر " ١٩ ٣٣١	فلولا الْجُمَر " ١٨ ٨٤
فَمَا وَشَر " ١٩ ٣٦٣	فَلَا مَثْرَى " ١٨ ١٢١
ولكن الشَّيْر " ٢٠ ٣٢	ليوم الصَّخْر " ١٨ ١٤٩
إذا تَمْرِي " ٢٠ ١٣٥	ولا الْكَبِير " ١٨ ١٩٦
وَمُسْتَهْنِي وَأَصْبَرِي " ١ ١٨١	فَبِإِنْ يَدْرِي " ١٨ ٢٤٩

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه	صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه
بطعن المتغير طويل ٢٥١ =	وكننت متزوي طويل ٥ ٢٢٦ =
(٢٨٠:٣)	(١١٥:١١)
تقسم منور . ٣١٨ ١	٢٢٢ ٢ . بحتر
فان بحتر	٢٢٢ ٢ . بحتر
أجلك لخطر . ٢٥١ =	٢٢٤ ٥ . قليل المجور
٣٣٥:٥	٢٣٥ ٥ . وبالسنح محتر
(٣٧٣:١٥)	٢٤٠ ٥ . وذاب وخروري
وصاحب كوشر . ٣١٩ =	٢٤٠ ٥ . وما بحزور
(٢٨٢:٩)	٣٠١ = ٥ . تكف المخصر
٢٦٤ ٢ . منقر	(٢٢١:٩)
تأود جعفر . ١٢٩ ٣	٣٣٤ ٥ . ولكني أخفر
يلوذ صوصو . ٣٣٢ ٣	٣٣٢ ٥ . أتم حنزي
ألا معشري . ٢٢٣ ٣	٣٩٤ ٥ . فان مذكر
إذا مقطر . ٢٢٨ ٣	١٣ ٤ . فان المسحر
فلا بقرقر . ٢٢ ٢	٢٣ = ٤ . فساغم منور
به الصنوبر . ٣٠ =	(٥٤:١٠)
(٢٣٩:١٠)	٢٨ ٤ . اذا الموتى
كان المعذر . ١٣ ٢	٩١ ٤ . وأنزلن المشقى
وقلت تخفى . ٣٣٣ ٢	١٠٤ = ٤ . لقد بصوار
ألم أنتزرو . ١٥٨ ٥	(١٤٠)

صد البيت قافيته بحرف جملد صفحة	صد البيت قافيته بحرف جملد صفحة
لَقَدْ جَعَفَرُ طَوِيل ١١ ٣٣٦	أَحَادِيثُ صَبِيرٍ طَوِيل ٦ ١٢٨
وَقَدْ الشَّهْرُ ١٢ ١٢	وَمَنْ عَبَقِرَ ٦ ٢٠٨
وَتَشَكَّلُ الْمُنَوِّرُ ١٣ ١١٦	لِيَخْتَلِطَنَّ مَعْشَرُ ٦ ٢٢٩
دَخَلْتُ مَدَاوِرَ ١٣ ٢٣٦	حَاجَزِيَّةً يَبْشُرُ ٦ ٣٥٩
تَرَى مُجَفَّرَ ١٥ ٢٢	وَكُنْتُ قَبْطَرِ ٦ ٢٢٩
إِلَى مُنَوِّرٍ ١٥ ٦٣	فَمَا الْمَكْسَرُ ٦ ٢٥٤
وَأَعْصَنَ الْمُشْقَرُ ١٥ ١٠٨	فَقُلْتُ تُمْشِرُ ٦ ٢٢
نَاسَنَ بَحْرُ ١٦ ١٥٤	(ارو وقلت) (٥٤:١٠)
وَذَوَالنَّحْبِ الْمَقْدَارُ ١٦ ٢٩٠	أَتَتْهُ الْمُتَنَطِّرُ ٦ ٢٩
قَطَعْتُ وَالْبُشْرِ ١٦ ٢٨٠	فَجَالَ صَبَادِرُ ٦ ٢٢
فَنَهْنَتْ لُحْمُ ١٦ ٣٣٨	سَأَلَهُمْ بِمَنْسَرٍ ٦ ٥٩
(١٩٥:١٨)	إِذَا الْمُتَنَطِّرُ ٦ ٤٥
فَبَاكَ مَعْصَرُ ١٩ ١٠٣	لَعَنُوا بِمَنْقَرٍ ٦ ٨٩
وَسَاجِيَةً مَحْضَرُ ٢٠ ١٢٨	يُعَلِّي الْمَعِيرُ ٦ ٣٨٨
أَمَّا أَقْثَرُ ٢٠ ١٦٦	فَلَمْ يَنْغَرِ ٨ ٣٣
فَلَسْتُ جَعْفَرُ ٢٠ ١٩٣	وَبَيْضَاءُ مُقْتَرِ ٨ ٣٩٣
لَقَدْ الشَّهْرُ ٢٠ ٢٠	تَرَى الْمَزَوَّرَ ٩ ٢٨٣
إِذَا عَنَبَرُ ٢٠ ٢١٦	وَأُفْنِي مَنَظَرِ ٩ ٢٩٣
فَإِنْ عَامِرُ ١ ٢٩	فَلَكْتُ بَحْدَرِ ١٠ ٥٠
فَمَا عَامِرُ ١ ٩٤	يُنَابِرُ عَشِيرَ ١٠ ١٣٠

صد البيت قافيته مجرد مجلد صفحة	صد البيت قافيته مجرد مجلد صفحة
أَعَارِيْبُ الْمَقَادِرِ طویل ۱ = ۱۱۰۹	يَسْدُونَ الْأَوَاصِرِ طویل ۵ = ۸۲
وَيَوْمَ الظَّوَاهِرِ ۲ = ۲۱۷	تَرَكْنَ الْأَبَاتِرِ ۵ = ۱۰۱
تُلَاعِبُ الْأَبَاتِرِ ۲ = ۳۲۴	وَأُحْمَى ثَرَاثِرِ ۵ = ۱۷۰
كَأَنَّ فَاخِرَ ۳ = ۳۷	تَبَيَّتُ الْمُخَاطِرِ ۵ = ۱۹۴
فَلَوْ الظَّوَاهِرِ ۳ = ۲۳۷	تَرَى جَابِرِ ۵ = ۲۰۷
خَلَعْتُ زَاجِرَ ۳ = ۲۵۰	فَمَا حَادِرِ ۵ = ۲۴۵
يَظُنُّ قَرَارِ ۳ = ۳۹۰	حَفَجَرُ عَاشِرِ ۵ = ۲۷۸
وَلَوْ الْجَرَائِرِ ۳ = ۴۲۴	مِنْ الْخَنَاجِرِ ۵ = ۲۹۵
وَمَنْ جَابِرِ ۳ = ۴۶۶	يَكَادُ بِالْمَخَاصِرِ ۵ = ۳۲۵
إِذَا فَاخِرَ ۴ = ۲۴	إِذَا الْبَهَازِرِ ۵ = ۳۳۲
جَعَلَنَّ بَاكِرِ ۴ = ۲۵۱	فَأَقْنَمَ الزَّنَابِرِ ۵ = ۴۲۰
حَدَّاهَا الْمَعَارِدِ ۴ = ۲۵۱	وَأُحْمَى سَاجِرِ ۶ = ۹
وَسَيَرُوا الْكَبَاعِرِ ۴ = ۳۵۶	هَذَاكَ بِالْجَرَائِرِ ۶ = ۴۳۳
سَبَوَى ضَامِرِ ۴ = ۳۷۹	رَأَوْ بِالْحَمَائِرِ ۷ = ۴۰۸
لَعَمْرُكَ عَامِرِ ۴ = ۳۸۳	يَلُوحُ الْمَشَاعِرِ ۶ = ۸۰
فَلَتَبَّهَا بِالْكُرَاكِرِ ۵ = ۴۵	فَلَوْ الْمَشَافِرِ ۶ = ۸۸
	لَقَدْ صَادِرِ ۶ = ۱۱۹
	مَجِبْتُ الضَّغَادِرِ ۶ = ۱۵۹

مدالبيت قانيتها بجزء جلد صفحه	مدالبيت قانيتها بجزء جلد صفحه
أقول الألفاظ طويل ٨ ١٦٣	١٥٤:٩
لحا المناجر ٨ ٣٤٨	(٣٢٣:١٣)
رأيت طاهر ٨ ٣١٢ =	فهل العواشر طويل ٦ ٢١٣
(٢٩٦:١٦)	فلما لعاصم ٦ ٢٨٦ =
كرام المناجر ٩ ٣٣	(٢٨١:٩)
على أم عامر ٩ ٣٢٦	لا عامر ٦ ٢٨٨
كلوا المقابر ٩ ٣٦٥	خطاؤكم الكراكر ٦ ٣٥٣
فلما كراكر ٩ ٣٢٢	لقد ما دبر ٦ ٨
لغبري المناجر ٩ ٣٦٨	صوى ناجر ٦ ٣٦
وكن بالمناجر ٩ ٣٩١	تبرد آجر ٦ ٣٤
فما حادبر ١٠ ١٣٩	أباحكم المناجر ٦ ٣٩
فعبث المجاذر ١٠ ٢٣٦	إذا عامر ٦ ٦٤
وسابغة ظاهير ١٠ ٣١٥	دنايونا القساطر ٦ ١٠٦
وكانن المقادر ١٠ ٣٦٥	وذلك والعواجر ٦ ١١٣ =
فمات المقابر ١٠ ٣٩٢	(١٢٣:٢) (او فأنك)
كان المناجر ١١ ١٢٥ =	رأى ظاهر ٦ ١٢٩
(٢٩٩)	وضعن هاجر ٦ ٢٤٠
وحق متعاجر ١١ ٢٦١	سوى جابر ٦ ٢٩٥
إذا ما طير ١١ ٢٩٥	شامية المجاور ٦ ٣٨١
رعت ما طير ١١ ٣٠٥	ترعن المجاذر ٨ ٨٩

مدالبيت قافيته بحرف مجلد صفحة

يَرُودُ المَحَافِرِ طِيل ١١ ٢٠٤	تَصْنُبْتُ ثَائِرِ طِيل ١٥ ٢٤٣
وَارِثُ المَنَاجِرِ " ١١ ٣٩٠	إِلَى الغَوَابِرِ " ١٩ ٨٣
تَقْصُصُ الحَنَاجِرِ " ١١' ٣٩٦	سَقَى المَوَاطِرِ " ١٩ ١٧٤
مَرَقْنِ حَاوِرِ " ١٢ ٢٠	كَأَنَّ مُتَجَاوِرِ " ١٩ ٢٢٤
وَيَوْمَ المَزَاهِرِ " ١٢ ٤٣	سَأْنِدِرُ الفَرَاغِرِ " ١٩ ٢٣٤
وَطَبَقْنِ جَاوِرِ " ١٢ ٨٢	مَتَى ثَائِرِ " ١٩ ٢٣٨
أَشَانْتُكَ التَّوَادِرِ " ١٢ ١٢٤	أَرَى الصَّعَابِرِ " ١٩ ٢٩٢
يَكَادُ حَاوِرِ " ١٢ ١٩٦	يُعَارِضُنْ غَامِرِ " ١٩ ٢٨٥
أُبَكِّنِي المَشَاعِرِ " ١٢ ٢٤٣	تَجَنَّبُ بِصَابِرِ " ١٩ ٢٨٩
أَوْ مَالِكِ عَامِرِ " ١٢ ٣٨٤	وَبَيْضِ التَّوَاطِرِ " ١٤ ٨٤
فَإِنَّ وَحَاضِرِ " ١٣ ٢٦	تَعَنَّتْ عَامِرِ " ١٤ ١٦٣
فَقُلْتُ بَعَاذِرِ " ١٣ ٢٦٤	فَإِنَّ المَغَاوِرِ " ١٨ ٣٤
وَقُمْتُ بِبَاسِرِ " ١٣ ٣٠٣	قُلُوصَانِ الهَوَاجِرِ " ١٨ ٩٢
نُزَوِئِلِ الأُبَاعِرِ " ١٣ ٣٣٠	حُزَاوِيَّةُ الحُزَاوِرِ " ١٨ ١٩١ =
صَبَحْتُ لِشَاكِرِ " ١٣ ٣٩٦	(أو المَحَارِيرِ) (١٣: ٢٩٣)
وَقَدْ المَآذِرِ " ١٣ ٢٩٢	وَنَارُ لِلْمُسَافِرِ " ١٨ ٢٣٣
فِي دَائِي المَوَاطِرِ " ١٢ ١٩٢	إِذَا الأَوَاجِرِ " ١٩ ٢٤
كَأَنَّكَ الجَاوِرِ " ١٥- ٥١	صَوَّى نَاجِرِ " ١٩ ١٩٠
سَيَوَى ضَامِرِ " ١٥ ١٠٠	فَإِنَّ عَامِرِ " ٢٠ ٥
فَلَا الدَّوَائِرِ " ١٥ ١٣٨	بِالْجَاهِرِ " ٢٠ ١٢٩

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

(٨٥:٦)

لها لإصير طويل ٣ ١٨

لَعَمْرُ يَعْصِيرُ ٣ ١٢٥

بَاتَ ضَرِيرٌ ٣ ٢١٩ =

(١٥٤:٦)

(٢٣٠:٦)

نَهَارَهُمْ جَمِيرٌ ٥ ٢١٨

وَمَرَّتْ خُدُورٌ ٥ ٣١٥

وَأَنِّي سَبِيرٌ ٦ ٢٢

فَأَن سَبِيرٌ ٦ ٢٢٥ =

(٢٣٩:٦)

أَغْرَ بِهَيْبِيرٍ ٤ ١٠٨

عَدَدْتُ بَعِيرٌ ٨ ٥٤

وَمَنْ فَتُورٌ ١١ ١٠٤

يَزُونَ بِسُورٍ ١٢ ٩٨

وَأَنِّي صَبُورٌ ١٥ ٢٥٢

حَتَّى غُرُورِهَا ٦ ٣٢٣

وَمَرْوَعَةٌ سَفْرَا ١ ١٢٦ =

(٢٥١:٦)

مُضْلِيَةٌ مَخْرَا ٢ ١٨

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

تَمَتَّى الْقَادِرِ طَوِيلٌ ٢٠ ١٦٢

يَلُسُّ تَاجِرٌ ٢٠ ١٨٤

طَوِينَا وَالْكَرَاكِرِ ٢٠ ٢٢٤

يَاهَى ضَوَائِرِي ٢٠ ٢٥٢

وَكَاثُ الْبَوَاكِرِ ٢٠ ٢٦٦

تَعَادُوا الْمَشَافِرِ ٢٠ ٣١٠

فَأَنْتُمْ طَائِرٌ ٢٠ ٣٢١

يُعِيدَانِ قَرَارِي ٢ ٢٥٦

فَلَيْتَ جِمَارٍ ٢ ٣٨٣

لَدُنْ حَذَارٍ ٥ ٣٢

فَوَاحِزَنَا قِصَارٍ ٨ ٢٥٠

إِذَا جِمَارٍ ١٥ ٣٢٣

وَأَنْ شِعَارِي ١٦ ٢٣

أَلَا نَهَارٍ ٢٠ ١٢٨

وَيَا كُلَّ الْمَزَارِهَا ٢ ٣٩٢

تَبَعْتُ مَرِيرِي ٢ ٣٢٢

(داو عن زهبي)

دِلَاثٌ كُسُورٍ ٢ ٣٥٣

وَأَنْتَ بِهَيْبِيرٍ ٣ ٢٩١

وَأَن غُرُورٍ ٢ ١٢٦ =

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه	صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه
ومفروبة كسوا طویل ٢ ٣٥	وعوراء عذرا طویل ٦ ٢٩٢
قد سدارا ٢ ٣٤ =	وسقط وكرا ٦ ٢٩٤
١٠٨: ١٢ هو	الغفرا ٦ ٣٣١
قرعت قسرا ٢ ٤١ =	ولاقت فقرا ٦ ٩٤
راوقشرا	جدار الحسرا ٦ ٢٤٩ =
١٣٥: ١٠	
طوتها عبرا ٢ ٢٥٦	١٤٥: ١٢
نقلت قدرا ٢ ٣٤٩ =	٢٣٥: ١٥
٢٨٦: ٣	كانت ضبرا ٨ ١٢
٢٣٢: ١٨	تعتت كدارا ٨ ٢٥٩
٥٦ ٣	وبيضاء خذرا ٨ ٣٩٢
٦٠ ٢ =	اذا ما صخرأ ٩ ١٨
٢٥٩: ١٨	يساقين شقرا ٩ ٨٩ =
١٦٢ ٢	٢٢٢: ١٨
٣٥٥ ٢ =	١٥٠: ٢٠
١٣٨: ٥	ووجه كسرا ٩ ١١٤
١٢٩	وسوداء صبرا ١١ ١٢٦
١١٥ ٥	أوفيكما العشرأ ١١ ٢١١
١٣٥ ٥	وأبيض قسرا ١١ ٢٦٣
٢٣٥ ٦ =	طباقاء عطرا ١٢ ٨٣
٣٢٥	قلايص فقرا ١٢ ٣٦٥
راوخطرا	

صد البيت قافيته مجز مجله صفحة	صد البيت قافيته مجز مجله صفحة
ولا صَوَّصُوا طَوِيلًا ١ ٣٣٩ =	وَلَوْ كُفُّهُمْ صَحَّحُوا طَوِيلًا ١٢ ٣٤٣
(١٥١:٤)	تُدِيمُ صُعْرًا ١٢ ٣٠٠
نَذَرُهُمْ أَكْثَرًا ١ ٣٩٢	هُمُ دَشْرًا ١٣ ١٥٩
عَلَيْهِنَّ أَسْمَرًا ١ ٣٣٣ =	أَلَمْ قَفْرًا ١٣ ٣٣١
راو أَعْبَلًا ١١ ١١٤	وَسَفْعًا حُمْرًا ١٤ ٢٠٠
(١٢١)	إِذَا مَا حُمْرًا ١٤ ١١٩
(١٦٠:١٥)	وَشِعْبٍ سُمْرًا ١٤ ٢١٣
أَلَمْ لِأَكْبَرًا ١ ٣٣٠ =	وَكُنْتُ الْحَشْرًا ١٤ ٢٥٠
(٣٨:٣)	وَأَصْعَرَ خَضْرًا ١٨ ١٠١
(٦٣:١٢)	أَبَاكَرِبٍ عَمْرًا ١٩ ٤٢
نَقَوْمٌ تَغْيِيرًا ٢ ٢	وَأَقْسَمَ صَدْرًا ١٩ ١٢٢
فَصَوَّبَتْهُ أَحْضَرًا ٢ ٢٣٣ =	أَخْوَهَا عَقْرًا ١٩ ٢٣٣
(١٩٩:٩)	أَلَا ذِكْرًا ١٩ ٣٤٤
(٣٥٠:١٩)	فَأَصْبَحَ وَقْرًا ٢٠ ٢١٠
كَثُورٌ تَحْدَرًا ٢ ٢٤٢ =	إِلَى الْأَمْرَا ٢٠ ٢٣٩
(١٨٦:٢٠)	تَنَازَعَهَا تَحْدَرًا ١ ٣٣٣ =
وَشَبَقْتُهُمْ مُقَيَّرًا ٢ ١٣٥	(٣٤٠:٣)
وَيُخْبِرُنِي مُخْبِرًا ٢ ١٣٩ =	وَأَعْظَمَ مُقَيَّرًا ١ ٢٢٠
(٢٣١:٢٠)	رَمَوْهَا الْمُنْقَرَا ١ ٢٣٩
لَهُ الْوَيْلُ لِيَشْكُرًا ٢ ١٥٤	مِنْ قَيْصَرًا ١ ٣٢٤

فروری ۱۹۴۰ء

ضمیمہ

اور نیٹل کالج میگزین

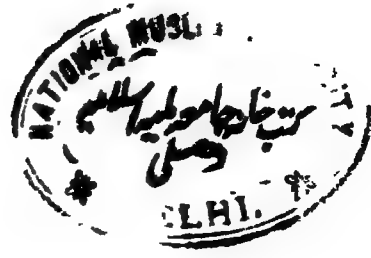
من جانب

عربک اینڈ پریس سوسائٹی

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

نوٹ:- ضمیمہ صرف عربک اینڈ پریس سوسائٹی کے ممبران و ضمیمہ کے خریداروں میں تقسیم ہوتا ہے



فہرست مضامین

ضمیمہ فروری ۱۹۴۰ء

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمار
۲۱۰ تا ۲۴۲	مولوی محمد عبدالقدوس مولوی فاضل	تلخیص مجمع الآذانی بحکم الاقبا لابن الفوطی	۱

گیسٹ لائی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مہتمم ایڈیٹر ماس پرنٹسری طبع ہوا۔ اور
بالوصدق اصداغیاں نے اور غفلت کالج لاہور سے شائع کیا

(٢٣٥) كمال الدين ابوزيد عطف بن علي بن
دُبَيْس الأسديُّ الأمير

كان من اولاد الامراء الاسديّين، وله معرفة بالطعن
الضرب والفروسية وكان ممدّحاً،

(٢٣٦) كمال الدين ابوالحسن علي بن ابراهيم الشاعر
كان من الشعراء الادباء، ومن شعرة :-

ليس المتقدير طوعاً لا مكرراً
فلا تكن ان اتت باليسر اثر
ولا تؤدس اذا جاءت بتعسير
وكن قنوعاً بما يأتي الزمان به
فما اجتهد الفتي يوماً بنا فيه
وانما هو ابلاء المعاذير

(٢٣٧) كمال الدين ابوالحسن علي بن احمد بن زيد
العلوي الموصلي الشاعر النقيب

كان من بيت السيادة والنقابة، وكان يتأدب قال، قولهم
النقابة، من التنقيب وهو البحث والتعرف، قال الله جل و
عز: فَتَقَبَّوْا فِي الْبُلَادِ، ومعناه صاروا في نقوبها وطرقها، وقوله
تعالى: وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا، اراد به الضمين و
الامين، واستعمل في زعيم الاسرة الطاهرة،

(٢٣٨) كمال الدين ابوالحسن علي بن احمد بن سعيد
الرهاوي الصوني

له ابوه علي بن دبيس اخذ طوك الدولة المزيديّة بالحلة قتي سنة ٥٢٥ هـ، القران الكريم

سورة ق (٥٠) الآية ٣٦، القران الكريم سورة المائدة (٥) الآية ١٢،

كان من الصوفية العارفين قال : اذا لبس الصوفي بصدق
الادارة لباس شيخه سرى اليه من صفات الشيخ وحقاً^{لحقه}
واسرارها ما لو عثر معتبر عنها لقضى منه العجب ، وقد قال
النبي صلى الله عليه وسلم : من تشبه بقوم فهو منهم ؛
٢٣٩٠ كمال الدين ابوطالب علي بن احمد بن علي
السميرمي الوزير

ذكره محب الدين محمد بن البخارو قال : كان يقدم بغداد
كثيراً وسكنها مدةً وحكم بها وابتنى بها داراً على دجلة و
كان ظالمًا سيئ السيرة ، وقال قوام الدين البندارتي :
كان كمال الدين ذو فطرة زكية ونفس ذكية وكانت سميرم
من نواحي اصبهان في معيشة كهو خاتون وكان ابو كمال الدين

له سميرم بلدة من كورة اصفحن بين اصفهان وشيراز في نصف الطريق مراداً للاعلام ص ٢٢٣
بأبعداً ، لسترنج ص ٢٤٠ ، ٢٨٣ ، كان وزيراً للسلطان محمود بن محمد بن ملكشاه السلجوقي (٥٨٥-٥٩٥)
له هو قوام الدين الفقيه علي بن محمد البندارتي صاحب تاريخ دولة آل سلجوق الذي استفدنا
منه في مواضع من هذه الحواشي - طبع هذا الكتاب مرتين مرةً بمصر بالاسم الذي اشتهر
هنا مرةً بليلان باسم زبدة الفكرة له ولفظ البندارتي في النسخة التي بين يدينا من كتابه ؛
كان كمال الملك علي بن احمد من مدينة بقراب اصفهان يقال لها سميرم ؛
اهلها ذوو فطرة زكية وفطنة ذكية وكانت هذه المدينة في معيشة
كهو خاتون زوجة السلطان [محمد بن ملكشاه] وابو كمال الملك
زارع غلاتهما ؛ وهذا الايفاد الثناء على كمال الملك بل علي
اهل سميرم ،

ينظر فيها وكان كمال الدين يقول قد استحييت من التقدي
 وظلم من الاناصرة ولما عزم على الخروج من بغداد
 ركب في موكب عظيم واجتا زبسوق المدرسة التتشييه
 فوصل الى مضيق هناك فوثب اليه رجل من دكة هناك
 فضربه بسكين فوقعت في بقلته وهرب الضارب فنتعه
 الغلمان فظهر رجل اخر وضربه بسكين في خاصرته
 ثم ضربه مرة اخرى وكان قتله في سلم صفر سنة
 ست عشرة وخمسة

(٢٢٠) كمال الدين علي بن احمد بن علي،

ذكره شيخنا صدر الدين ابراهيم بن شيخ الشيوخ سعد الدين
 محمد بن حنويه الحموي في الجويني في مشيخته،

(٢٢١) كمال الدين ابو محمد علي بن احمد بن
 عمران الدائيسري الكاتب

من كلامه في تقليد - امره بالتقوى التي هي اوثق معتصم
 واقوى ملتزم، وخير الزاد للعباد، واذكى القناد يوم المعاد،
 فانها الوزر والمليح المحصين، والعروة الوثقى التي من استمسك

له لم اظفر بهذه الرواية عند غيره وما ذكره بعد لا يوجد بهذا التفصيل عند
 البنداري لكنه يوافق لما يذكره ابن الاثير في الكامل ج ١٠ ص ٢٥٦،
 باختلاف تحليل، ثم كان قد خلفت من السلطان محمود يوم عند ما عاد من بغداد الى همدان،
 كما ذكره البنداري، ثم مضى الى ابيهها فارتكب التشنق، كما ذكره ابن الاثير، كما ذكره
 ابن الاثير وهو الصحيح، وذكر البنداري انه كان سنة ٥١٥ هـ،

بَسْبِهَا فَقَدْ أُوتِيَ مِنَ النِّجَاحِ إِلَى رُبُوعِ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ،
 (٢٢٢) كَمَالُ الدِّينِ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ جَمَالٍ الدِّينِ أَحْمَدُ
 ابْنُ أَبِي نَصْرِ يَحْيَى ابْنُ الصَّلَاحِ الْعُلُوِّي الْمَدَائِنِي
 نَقِيبُ الْمَشْهَدِ الْحَاثِرِيِّ

ذَكَرَهُ شَيْخُنَا جَمَالُ الدِّينِ أَبُو الْفَضْلِ ابْنُ مَهْنَأَ الْحُسَيْنِيِّ وَقَالَ :
 رَتَّبَهُ الصَّاحِبُ علاء الدِّينِ عَطَاءُ مَلِكُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَقِيبُ الْأَسْرَةِ
 الْعُلُوِّيَّةِ بِالْمَشْهَدِ الْحَاثِرِيِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَسَبْعِينَ
 وَسِتِّ مِائَةٍ وَكُتِبَ تَقْلِيدُهُ أَبُو الْفَضْلِ ابْنُ الْمُهَنَّاعِ لِسَانُ الصَّاحِبِ
 وَجَرَتْ لَهُ رَاقِعَةٌ عَجِيبَةٌ ، وَهَوَاتُهُ اتَّفَقَ فِي بَعْضِ الْمَفَاوِزِ
 مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَاُنْظِمَ إِلَيْهِمْ عِدَّةٌ مِنَ الْمَغُولِ وَ
 طَبَعُوا فِيهِ فَكُتِفُوهُ وَرُمُوهُ فِي دَجَلَةٍ ، وَضُرِبُوهُ بِالْمَشَابِ ، وَكَانَ
 ضَخْمًا مَسْمُومًا فَبَقِيَ عَلَى رَأْسِ الْمَاءِ يَسِيرُ نَحْوَ سَمِخَةٍ حَتَّى لَقِيَهِ
 [لَقِيَتْهُ] سَفَنُ الصِّيَادِينَ ، فَأَخَذُوهُ وَفِيهِ دَمَقٌ ، وَكَانَ
 الْفَصْلُ شِتَاءً فَدَثُرُوهُ ، وَحَمَلُوهُ إِلَى الْمَدَائِنِ ، وَبَقِيَ بَعْدَ
 ذَلِكَ مَدَّةً ، وَاتَّفَقَ وَفَاتُهُ بِسَبَبِ دُمْلٍ ظَهَرَ عَلَيْهِ فَتَوَفَّى فِي
 أَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَسَبْعِينَ وَسِتِّ مِائَةٍ ،

(٢٢٣) كَمَالُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلِيُّ بْنُ أَوْسَلَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 [٥٦٦]
 الْإِرْبِلِيِّ الْأَدِيبِ

كَانَ مِنَ الْأَدْبَاءِ الْفُضَحَاءِ ، رَأَيْتُ لَهُ رِسَالَتَيْنِ وَاسْتَشْهَدَاتٍ
 حَسَنَةً فَمِمَّا كَتَبَهُ مِنْ جَمَلَةِ رِسَالَةٍ وَقَدْ سَافَرَ إِلَى بَعْضِ الْجِهَاتِ ،

من كان يقضى لأولادى ^{جميعهم} أو كان يؤسم رجلاً وتسليماً
لأقضيئ إذا ما بُت حاجته ولو ترقى إلى شهاب السلاطين
(٢٢٢) كمال الدين أبو الحسن علي بن إسحاق بن سهلاً
البغدادى الفقيه

سمع الكثير على شيخنا محيى الدين أبى محمد يوسف بن الحافظ
جمال الدين أبى الفرج بن الجوزي سنة ثلاث وخمسين
وسمائه،

(٢٢٥) كمال الدين علي بن سعد الشرف الحسن
ابن الحسين بن علي بن طاووس الحسنى السوراني
نائب [النقباء]

من البليت الطاهر وأولاد السادة النقباء والائمة النقباء،
صحبناه في خدمة النقيب الطاهر رضى الدين المرتضى علي
ابن طاووس الى معسكر السلطان غياث الدين محمد خدابنده
في سنة اربع وسبع مائة وكان دمث الاخلاق جميل العاشرة
ولم يكن عنده تحصيل لشيئ من العلوم،

له احوت النجاة من ترجمة علي بن ارسلان كانيه عليه المصنف، ثم هو رضى الدين
على بن رضى الدين أبى القاسم علي بن موسى ابن طاووس ذكره صاحب عمدة المطالب
رم (١٦٩) ولم يذكر سنة وفاته اما والده رضى الدين أبو القاسم علي فمن معظم
رجال الشيعة ومن الذين اشتهروا بالكرامات عندهم توفي سنة ٦٢٧ هـ وترجم له
صاحب روضات الجنات في كتابه (٣٩٢) بما بعد ما.

(٢٢٦) كمال الدين ابو المناقب علي بن الحسن بن عبد الله
الفارسي الاديب الصوفي الحكيم

رأيت في مخيم مولانا زين الدين ابي حامد محمد بن شيخنا
شمس الدين الكيشي وله سماع بالآخبار التي رواها رشيد الهند
فسمعتها منه في سراوسنة خمس وسبع مائة بالمخيم الصالح
وسمعتها بقراوق منه جماعة منهم هيثم الدين ابو العباس احمد
العباسي المأموني الصوفي ،

(٢٢٧) كمال الدين ابو القاسم علي بن الحسن بن علي
ابن الجوزي البكري البغدادي الفقيه العدل ،
كتب الكثير بخطه وكان من عدول اقصى القضاة نظام الدين
البندنجي وسمع الكثير على عمه شيخنا صاحب حي الدين يوسف
ابن الحافظ ابي الفرج بن الجوزي سنة ثلاث وخمسين و
ستمائة وتوفي في سنة خمس وسبعين وستمائة ورأيت
بخطه عدة اجزاء من كتاب المنظم وقد انسخته ،

(٢٢٨) كمال الدين ابو القاسم علي بن الحسن بن محمد
الصفا الرازي المحدث

له هورتن بن نصر بن كزالي الهندى البترندى ابو الرضا كان رجلاً معتمراً ادى في
القرن السابع اذنه. راجى النبي صلى الله عليه وسلم وروى منه احاديث وله قصص مجيبة ،
١ : لترجمته الى الفوات للكتبي ج ١ ص ١٦١ ودائرة المعارف للبستاني ج ١ ص ٥٥٣
ومن اخباره نسيم بكتبي بولن وليدن له احقوت الترجمة من ترجمة علي بن الحسن بن
عبد الله كما اشار اليه المصنف ،

صاحب كتاب الأربعين في شعب الدين،
(٢٢٩) كمال الدين أبو الحسن علي بن شرف الدين
ذو النون بن أحمد المعدني الأديب الأسخ

قدم أفرميجان سنة ستين وستمائة واستصحب معه الخطب
المعدنية من تصنيف والده، اجتمع به شيخنا رشيد الدين
أبو طالب يحيى بن محمد بن زيد الهمداني وكتب
عنه أناشيد منها:—

شَقِيقُنَا بِالنَّوَى زَمْنَا فَلَمَّا تَلَقَيْنَا كَأَنَّا مَا شَقِيقَا
سَخَطْنَا بَعْضُ مَا جَنَّتِ اللَّيَالِي فَمَا زِلْتُ بِأَحَقِّ رَضِينَا
فَمَنْ لَمْ يَحْيِي بَعْدَ الْمَوْتِ يَوْمًا فَأَنَا بَعْدَ مَا مِتْنَا حَيِّينَا
(٢٥٠) كمال الدين أبو الحسن علي بن شجاع بن سالم
ابن علي بن موسى بن حسان بن طوق وطوق لقب اسمه
عبدالله بن سند بن علي بن محمد بن الفضل بن علي بن
عبد الرحمن بن علي بن موسى بن عيسى بن موسى بن محمد بن
علي بن عبدالله بن [العباس] العباسي المصري المحدث
المقري المتصد ربالجامع،

حدث بمصر بفوائد حديث أبي عبدالله مالك بن انس الأصبهني
إمام دار الهجرة بسماعه من الشيخ الثقة أبي القاسم هبة الله بن علي
بن مسعود الانصاري المعروف بابن أبي شوال سنة سبع و

٤ المتوفى سنة ٦٦١، ٢ المتوفى سنة ١٢٩، وفيأت ١: ٥٥٥، ٣ المتوفى سنة

٥٩٨ م، وفيأت ٢: ٢٥١،

ثمانين وخمس مائة قال اخبرنا الشيخ الصالح ابو صادق مرشد
ابن يحيى بن القاسم بن علي بن محمد بن خلف المديني في
ذى القعدة سنة ست عشرة وخمس مائة عن القاضي
ابي الحسن محمد بن علي الازدي عن يوسف بن يعقوب
البحيري عن ابي خليفة الجمحي عن ابي الوليد عن مالك
فسمعه منه صفى الدين سليمان بن زهير بن ابي الفخر و
عماد الدين حسين بن الشيخ المسمع وزين الدين احمد
ابن ايوب بن موسى في آخرين سنة خمس وثلاثين ثمانية
(٢٥١) كمال الدين ابو محمد علي بن عبد الله بن
عبد الرحمن الازدي الخياط
قال خرج المؤمن ليلة متكرراً فمروا رجل يكنس كنيفاً وهو
يقول:-

والكرم نفسي عن امور كثيرة
وارباً بالفضل المصون عن اللئلي
وما شأني كنس الكنيف انما
واقبهم ما بي من وقوفي مؤملاً
الا ان اكرام النفوس من العقل
رايتهم لا يكرمون لها الفضل
يشينون لفق ان يستعينوا بالذليل
نوال فتى مثلي واين فتى مثلي
فاستخلصه لئلا دمه وجعله من محابته الذين يلزون بسدته،

له المتوفى سنة ٥١٤هـ، الشذرات ٢: ٥٤٠، له هو ابو يعقوب الفخيري المتوفى سنة

٣٤٠هـ ونجيد محلة بالبصرة، الشذرات ٢: ٥٤٠، له هو الفضل بن الحباب المتوفى

سنة ٣٠٥هـ، تذكرة الحفاظ ٢: ٢١٨، له هو هشام بن عبد الملك الطيالسي المتوفى سنة

٢٢٤هـ، تذكرة الحفاظ ١: ٣٢١ وما بعدها،

٢٥٢) كمال الدين ابو محمد علي بن عبد الرحمن البادراني الكاتب

حكى في المفاوضة قال : دخل عيسى بن محمد علي ابراهيم
الحربى وهو مريض وقد كان يُحْمَلُ مائة الى الطبيب ، و
كان يجيئ اليه ويعالجه ، فجاءت الجارية ورددت الماد قلت
مات الطبيب ؛ فبكى ابراهيم وانشد :-
اذا مات المعالج من سقام فيوشك للمعالج ان يموت
وانشد :-

والصبر لا شك محمود عواقبه لكننى خائف ان يسبق الاجلا
٢٥٣) كمال الدين ابو الحسن علي بن تاج الدين عبد الرحيم
ابن محمود بن مودود يعرف بابن بلدجى الموصلى الفقيه ،
من البيت المعروف بالفقه والعلم والحديث ، وقد ذكرت
جماعة من اهل الله على ما اقتضاها ترتيب الكتاب ، وولى
فى ايام ابيه وكتب فى الوقوف وغيرها قرأت بخطه ، قال :
مدح شاعر بعض الوزراء فوعده وتردد اليه فلم يعطه شيئاً

له نسبة الى بادرايا قرية من اعمال واسط ، لب الباب ص ٢٥ ، هو ابراهيم
ابن اسحق الحربى (١٩٨ - ٢٨٥ هـ) منهم محمد الدين عبد الله بن شهاب الدين محمود
ابن مودود المتوفى سنة ٦٨٣ هـ ، مجمع الآداب (نسخة المكتبة) ورق ٢١
٤٨ الف وفى الجواهر المضئفة أيضاً ذكر بعض من اهلها ، ص ١ صفحت ٢٩١ ،

فجاءه بأبنته وقال :-

قد جئتُ بأبني فأعرفوا وجهه ليأخذ النائل من بعدى

فليس في النقد برأي اذى قبل مأتى ساعة الرقد

(٣٥٣) كمال الدين ابو الحسن علي بن عبد العزيز بن

ابي محمد بن نعمان بن بلال المعروف بالخلعي

الموصل الخفاجي الشاعر

ذكره كمال الدين ابن الشعار في كتاب عقود الجمان وقال

كان والده من قرية ايوب من نواحي الحلة المزيدية تنزل

الموصل وتأهل بها وولد علي هذا بالموصل وكان يتشيع وله

طبع سهل في نظم الاشعار ومن شعره :-

انا عارفٌ بصفائك جاهلٌ متميزٌ لِمَ ادرِ ما انا قائلٌ

ان قلت بدرًا لبد زواقص عند التمام ووصف حسنك كمال

او قلت في آيات جهك من اياك - في الشمس معنى فنى نور زائل

وهي طويلة وشعره كثير وتوفى سنة خمس وستائة،

(٣٥٥) كمال الدين ابو الحسن علي بن ابي العزير

بابن القوتلي واصلهم من حلب وينسبون الى نهر

قوتلي النيل فقيه الشيعة

كان عالماً بالفقهاء والحديث حاكماً لما جاء فيه من الاختلاف

وكان اصله من حلب سكن النيل واستوطنها ، و

له نسبة الى خاتجة بن عمرو بن عقيل ، لب الباب م ١٥ ، له وهو نهر

يستقي منه اصل حلب ، جغرافية فلسطين م ٢٣ ، له وهي بليدة قرب الحلة ،

رزق الاولاد النجباء وهم نقهآء] وادباء، وتوفى في ثاني
جمادى الآخرة سنة اربع وسبعين ومولده سنة عشرة
وسمائة بالنيل،

(٢٥٦) كمال الدين ابوالحسن علي بن ابى علي عسكر
ابن ابى نصر بن ابراهيم نزيل بغداد المحموى ثم
البغدادى العارض

كان صدرا كاملا، ورئيسا فاضلا، وكان من جيراننا في المحلة
الخاوية الخارجية وحضرت مجلسه في خدمة والدي
تاج الدين في جماعة كانوا يسمعون عليه كتاب مجمل الأدباء
بروايته عن مصنفه يا قوت مولا هم ثبتنى في ذلك شيخنا
جلال الدين بن عكبر وكان متن يحضر المجلس قال شيخنا
تاج الدين في تاريخه رتب كمال الدين ناظر المدرسة المستنصرية
سنة احدى واربعين وسمائة، ثم رتب مشرف
البلاد الحلية ورتب عارض المحبوس سنة
تخمين وسمائة ولم يزل على ذلك الى ان استشهد في
الوقعة سنة ست وخمسين وكان يا قوت عتيق والده
اعتقه يوم ولده كمال الدين،

له هو شهاب الدين ابوعبدالله يا قوت بن عبدالله المحموى المتوفى سنة ١٠٢٦
وفيات ج ٢ ص ٢٤٤ - ٢٨٣. له وقال ابن خلكان: ثم جرت بينه وبين مولا بنوة
ارجبت عتقه فابعد عنه وذلك في سنة ٥٩٦ هـ الى ان قال: ثم ان مولا الهوى
عليه بعد مدة الم، وفيات ص ١٣٤٨

(٢٥٤) كمال الدولة ابو علي بن ابي الفرج، يجرى ابن الداعي
الاسرائيلي الإدريلي الحكيم

هو من الحكماء الذين ادركتهم ولم اجتمع بهم، حكى لي مولنا
نجم الدين احمد بن علي بن البواب البغدادى، قال، قدم
كمال الدولة ابن الداعي في حضرة السلطان هولاكو، واجتمع
بخدمته مولنا نصير الدين، وكان فصيحاً ذا سين، عالماً بالحنس
والهيئة، وكان يتأذب، والنفذة السلطان الى حضرة اخيه
منلوقان سنة سبع وخمسين وستمائة، وانشد في من شعرة -
ذات الهمال الاشقيت ذالكمد بنملة من رشف ذئال البرد
جل جناب الرضاب ان يكو - ن في المعوى شريعة لمن د
منها -

هاتان حقان من البلورام من عنبر اشهب والغطاءند
ومنها -

فوق توسل الحاجبين المشتري وعقربا لصدغ به مريم خد
(٢٥٨) كمال الدين ابو منصور علي بن القاسم بن عبد الله
البليخي المقرئ

كان من القراء العارفين بوجه القراءات .

(٢٥٩) كمال الدين ابو القاسم علي بن ابي السعادات محمد

ابن علي بن الناقد البغدادى الحاجب

ذكره شيخنا تاج الدين في تاريخه وقال، كان شاعراً ذكياً
سرياً من محاسن الناس، وعنده فضل وادب، ويحفظ الكثير

من مقطعات الاشعار، وانشدني كثيرا من محفوظاته، وكانت وفاته يوم الخميس العشرين من المحرم سنة عشرين وستمائة، ومولده في المحرم سنة ثمانين وخمس مائة، (٢٦٠) كمال الدين ابو الحسن علي بن محمد بن المبارك يعرف بابن الاعمى الدمشقي الاديب

سمع على ابن اللثقي وهو من الشعراء المشهورين، ومولده في الخامس والعشرين من شهر رمضان سنة عشرين وستمائة وكتب لنا الاجازة من دمشق في منتصف صفر سنة ثلاث وثمانين وستمائة،

(٢٦١) كمال الدين ابو الحسن علي بن محمد بن محمد ابن وضاح الشهير بابا في ثم البغداد في الفقيه المحدث المدرس

ذكره شيخنا ظهير الدين علي بن محمد بن الكازروني في تاريخه وقال: كان شيخا منور الوجه كيتا طيب الاخلاق عارفا بمذهب الامام احمد، وبالحديث النبوية، من تصانيفه كتاب الدليل الواضح الى اقتناء فهم السلف الصالح وكتاب الرد على اهل الاتحاد وكتاب مدح العلماء وذم الفناء، وكان مولده في رجب سنة تسعين وخمس مائة، وتوفي يوم الجمعة ثالث صفر سنة اثلنتين وسبعين وستمائة اجتمع له عالم

له توفي سنة ٦١٢ هـ، له هو ابو المنجا عبد الله بن عمر بن علي (٥٢٥ - ٥٦٣)،

له شهر ابان بلدة قزوين دسكرة الملك على طريق خراسان، المستونج ص ٦٢،

لا تخلص وشدة تأبوت به بالحبال، وحمل على الانامل الى
مقبرة الامام احمد، ودفن تجاه قبره، قلت: ولي منه اجازة
وكان صديق والدي وقد رآيته قبيل الواقعة وترددت
اليه في خدمة والدي وحمهما الله، وكتب الكثير بخطه
الرائق من الكتب المطولة والمختصرة،

٢٦٢) كمال الدين ابو القاسم علي بن محمد بن نصر
المحلبى المؤدب

كتب الى بعض اصحابه:-

اذا شئت ان تستمر من المال متفقاً على شهوات النفس في من العبر
فمن نفسك الاقتراض من كين على كل ما تهوى الى من اليسر

٢٦٣) كمال الدين ابو الفضل علي بن محمد بن يوسف

يعرف بابن النبىء المصرى الكاتب الشاعر
كان من مفاخر المصريين ومحاسن الشعراء العصريين حسن
المعاني انيقها عذب اللفاظ شيقها وكان يتولى بمصر
ديوان الخراج واتصل بخدمة الاشرف بن العادل ولازم
حضرت وديوانه موجود ومن مقطعاته:-

خذت بيد ديوان المحبة ناهراً على غيرة يا ليتنى فيه عامل
وحاسب فرط السقم جسمي فلم يكن بواقية الا اعظم ومفاصل

هو ابراهيم موسى بن سيف الدين ابى بكر بن ايوب صاحب الجزية

٥٤- ١٣٥ هـ: معجم المطبوعات لسركيس عدد ٢٦٢، ٣ لم نجد هذه

تطعة في ديوانه، ولا عند غيره،

وله -

وفي هند سق الشكّل يسبيك الحظّه ونال وخذ بالعدار مطرّر
ومذ خطبر كار الجمال بخذّه كقوس علمنا انما الخال مركز
وكانت وفاته بنصيبين سنة تسع عشرة وستمائة ،
(٢٦٢) كمال الدين ابو محمد علي بن محمد القيّمي
الصورّي

ذكر ان بعض الظرفاء حضروا عند جماعة يتجارون ذكر العور
وغیره فقال احدهم : من كان اهور فهو نصف رجل ؛ وقال
اخر : من كان عَزْبًا فهو نصف رجل ؛ وقال اخر : من لا يحسن
السباحة فهو نصف رجل ؛ فقام اليهم ذلك الرجل فقال :
ان كان ما ذكرتموه حقًا فانا احتاج الى نصف رجل يتمني
لا شيئي ،

(٢٦٥) كمال الدين ابو الحسن علي بن محمود بن مظفر
نزىل بغداد العبادتي العُزْقُوْتِي فَاظْهَرَ الْمُسْتَنْصِرِيَّةَ
من اكابر الصدور ببغداد ولى الاعمال الجليلة وتولى نظارة
المستنصرية وتنقل في المناصب الاثيلة وهو من بيت معروف
بالتناية والولاية وله نسب متصل الى العرب دوى لنا عنه
ولده العَدْلُ الْمُنْعَمُ نَجْمُ الدِّينِ وَشَيْخُنَا الْعَدْلُ شَيْخُ الدِّينِ

له وفي الفوات (ج ٢ ص ١) ، ومذ خطبىكار الجمال عذارى ، له عُزْقُوْت
قريبة من فاضى نهر عيسى بينها وبين بغداد اربعة فراسخ الى جانبها تل عظيم من اثار
بابل ، معجم البلدان ، مواعد ، لستونج ص ١٠ ،

محمد بن ابى القاسم المقرئ وشيخنا تاج الدين ابو علي بن ابى
علي الفَرُّوقِيّ وقال شيخنا رشيد الدين النشُد في من ابيات :-

نقول، ولكن اين من يتفهم ويعلم وجه الاوى الاوى مبهم
وما كل من قاس الامور ساسها يوفق للامر الذي هو احزم
وتوفي في ليلة الخميس الخامس والعشرين من ذى القعدة
سنة خمس وثمانين وستمائة ودفن بداره ،

(٢٦٦) كمال الدين ابو الحسن علي بن محمود بن نصر

ابن عبد المجيد لبغدادى الاديب

قرأت بخطه لابي الفرج الاصبهاني :-

لها انتجنا لاذنين بظلمه اعان وما عني ومن وما مني
ورددنا نداء مقتزين فرشنا وردنا ذراعا مجدين فأكصبتنا
وقرأت بخطه :-

احكمت عرسه ضروب الاغاني من ثقيل في رأسه وخفيف
وتمنت عليه كل الملاحى غير ما وحده بعنى لطيف
ففضيلاً لاسم وناي الشكيل ورباً بالجر والتصنيف

(٢٦٧) كمال الدين ابو الحسن علي بن المقرئ بن الحسن

ابن عزيز العيوني البحراني الشاعر

ذكره ياقوت الحموي وقال : لقيته بالموصل سنة سبع عشرة

له هو علي بن الحسين المتوفى سنة ٥٣٥٦ هـ ، في الوفيات (١ : ٢٢١)

وردنا عليه ، في وفيات : نداء ، له : رياما ، في معجم البلدان ، مادة ،

العيون (ج ٣ ص ٦٦) له حكاية لقوله بغير لفظه ،

وستماتة وكان قد مدح بدر الدين واكابر البلدة فنفق
عليهم واكرمهم ومن القصيدة التي مدح بها بدر الدين
حُطُّوا لِزُحَالٍ فَقَدْ أَثَوْتُ بِنَا الرَّحْلِ مَا كُفْتُ سِيرَهَا خَيْلٌ وَلَا إِبِلٌ
بَلَقْتُمُ الْغَايَةَ الْقُصْرَى فَحَسِبْكُمْ هَذَا الَّذِي بَعْلَاهُ يُعْرَبُ لِنَثْلِ
وَدَيَّانَهُ مُوجِدٌ

(٢٦٨) كمال الدين علي بن مسعود بن خُلَيْد البغدادي
[٥١٦]
[٤٥٥]
الكاتب

كان كاتباً سديداً خَدم في الاعمال الجليلة وكان متأقفاً كتب
في اخر عمره - لما عزل وتغفل - كتاب الجليس والانيس
للقاضي ابي الفرج النهرواني وقرأه على العدل العالم معين الدين
محمد بن عبد الله بن البيضاوي سنة ثمان وخمسين وخمسائة
بروايته عن ابي الخطاب محفوظ بن احمد الكوفي عن
ابي علي محمد بن الحسين المجازي عن القاضي ابي الفرج
المعافي بن زكريا النهرواني ،

(٢٦٩) كمال الدين ابو نصر علي بن نصر بن علي البغدادي
الاديب

كان من الأدباء العلماء وهو الذي [اشدني] قصيدة عمرو

له نفق عليه كان عزيزاً عند (ر) ذيل المعجم العربية لدوزي ، ونظما ياتوت :

ونفق نازدة واكرمهم ، ثم زيادة من المصنف على ما ذكره ياتوت ، ثم نسبة الى كلوازي و

محمدي شوقي بغداد ، مرصد ص ٢٢٢ ، ثم جازوقرية من نواحي النهروان من اعمال بغداد

مرصد ، ثم نداه على الاصل قياماً كما ظهر لنا موافقاً لاقتضاء المقام ،

ابن عبد الله بن مالك البوازيجي التي ناقض بها أبا تمام
في قوله :-

السيف اصدق انباء من الكتب

السيف كذبان يا قُت في الرُتب وأنا العلم علم السبعة الشُّهب
من ابن السيف ان الشمس كُفَّت في عقد الرأس وفي عقد الدُّب
كل لبيد تراكب كان عُصْرُها بالعلم كان لها حدُّ لمنتدب
حتى اذا قُصرت ليدي الثغاة عين نيل لعنا قيد تالوا الحل في العُنب

(٢٠٠م) كمال الدين ابو الحسن علي بن نصر بن الصَّلَايا
العلويُّ المداينيُّ الكاتبُ

رأيت بخطه رسالة كتبها الى بعض الصدور قد استشهد
فيها بالآيات والايات، وكتب في آخرها :-

أنا لله الله امالاً يُسرُّ بها ودام مكتسباً للحمد المدح
يُرْجى ويُنْجى ويُحْيى بن يَوْمَةٍ بالرُّشد والبر والانعام والبرم
ويتقضى هم في الخير يفعله وراحة السر في من وفي فرح

(٢٠١م) كمال الدين ابو الحسن علي بن يونس بن الحسن بن
حَسَنويه بن بكران الرازي

كتب في رقعة الى بعض الاكابر :-

اقض الحوائج ما استطعت وكن لهم اخيك فارح
فلخير ايام الفتى يوم قضى فيه الحوائج

(٢٠٢م) كمال الدين ابو القاسم عُمَر بن احمد بن هبة الله ابن
ابي جُرادة يعرف بابن العديم العُقيلي الحلبى الكاتب المؤرخ

له الوجزاة كنية للعرب ربيعة صاحب امير المؤمنين على رء، له راجع لوجه نسبه وتسمية بتهمة

الفاضل المحدث

ذكره الفاضل ياقوت الحموي في كتاب معجم الأدباء، وقال: كان ملقبه كمال في كل فضيلة حفظ القرآن الكريم وكه تسع سنين وكتب على تاج الدين محمد بن البرفطي وولي التدريس سنة ست عشرة وستمائة وعمره ثمانية وعشرون سنة وصنف مع هذا السن كتاباً منها كتاب الدرر في ذكر الزادى وكتاب ضوء الصباح في الحديث على السامع وكتاب في الخط وعلومه ولم يكتب أحد بعد ابن البواب كخطه وقد تم بغداد رسولا واحترام غاية الاحترام واورد في الديوان خطبة من انشاء وكان معه من الهدايا مصحف كريم بخط امير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه فلما عرضته كتب معه رقعة فيها:-

وعليكم انزل الكتاب فيكم والى ابوكم يحسن ويرجع
ومولده في ذي الحجة سنة ثمان وثمانين وخمس مائة،

لج ١٧ ص ٥٤-٥٥، معجم (١٦: ٣٤). وهو كمال في كل فضيلة، معجم (١٦: ٣٩). (انقلا
عن ابن العديم) وخصص القرآن لي تسع سنين، معجم (١٦: ٣٢)، معجم (ص ٢٢٢ س ٨-١٠)
وكان تدرسه ذلك به دسة شاذ بنحت من اجل مدارس حلب، معجم (ص ٢٢٢ س ١٢) بما بعدها
وقال: جمعة للملك الظاهر، معجم (ص ٢٢٥ س ١٢). وقال: صدقة للملك الاشرف، معجم
معجم (ص ٢٢٥ س ١٢)، ولقطة، كتاب في الخط وعلومه ووصف آوايه واتقلامه وطروحه وما جمل
نبه من السبب والحكم، وهو الى وقف هذا الم يتم، لفظ المعجم (ص ٣٩ س ١٥). فهو اكتب من
كل من تقدمه بعد ابن البواب بلا شك، لم نجد هذه القطعة في معجم الادباء،

(٢٤٣) كمال الدين ابو المعالي عمر بن عبد الرحمن
ابن داود بن يوسف الدمشقي الاديب
نقلت من خطه :-

افادوت شريفة الناس كلهم فانظر الى جلي في زري مسكين
ذاك الذي حسنت في الناس سيرته وذاك ليصلح للدين والدين

(٢٤٤) كمال الدين ابو الفضل عمر بن علي بن سالم
نزيل مراغة البلمخي البزاز

كان شيخنا حاقلاً قد سافر بلاد العرب والعجم واستوطن مراغة
الى ان توفي بها وكان لصحافة يجتمع عنده الاكابر و
العلماء وكان حلو المحاضرة طيب المفاخرة رائته وكفت
عنه بمراغة سنة اربع وستين وكان يتردد الى حضرة
مولنا السيد نصير الدين وربما سأل عن احوال البلاد
التي رآها وكان كثير الخيرات مجتبا للعلماء ومجسناً اليهم
ويورد الغرباء ويؤثر مجالستهم توفي في رجب سنة ست
وستين وستمائة ودفن بباب الميدان وثبت على الثمانين،

(٢٤٥) كمال الدين عمر بن محمد بن الحسن سبط
شيخنا عبد الرحيم بن الزجاج البغدادي

سمع على شيخنا العدل عماد الدين ابي البركات اسماعيل
ابن الطحال كتاب فضائل القرآن لابي عبيد القاسم بن سلام
وعلى غيره من المشايخ،

(٢٤٦) كمال الدين ابو المعالي عيسى بن ابي المروغف نصر

ابن منصور النهرى الشاعر

عيسى بن ابى المرحمت نصر بن منصور بن الحسن بن
جوشن بن حميد* بن أثال بن وزر بن عطاء بن
بشر بن جندل بن عبید الراعى بن المحصين بن
معاوية بن جندل بن قطن بن ربيعة بن عبد الله
ابن الحارث بن نمير بن عامر بن صعصعة بن معاوية
ابن بكر بن هوازن بن منصور بن عكرمة بن خصفة
ابن قيس عيلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان
كان والده شاعرا ديبيا فاضلا عالما مدح الخلفاء والوزراء
والأمراء، وديوانه موجود، وروى شعر والده وكانت
وفاته في رمضان سنة سبع وتسعين وخمسمائة،

(٢٤٤) سيف الدين كمال الدولة ابوسان غريب

له ابوا المرحمت نصر بن منصور المكنى اذ وصل ابن خلكان نسبه الى معد بن عدنان فاقلا
عن العماد الكاتب باختلاف يسير نذكره، سقط اسم النصر عن معجم الاديب
(ج ١٩ ص ١٢٢)، كذا في جميع نسخ الوفيات المطبوعة التي بين ايدينا
(نسخة بلاق ١٢٩٩هـ ونسخة دار الطباعة ايران ١٢٨٢هـ ونسخة مطبعة الوطن ١٢٩٩هـ و
نسخة المطبعة الميمنية ١٣١٠هـ ولكن زاديا قوت في معجم الادباء وديلان في
ترجمة الوفيات (ج ٣ ص ٥٢٦) موافقا لنسخة خطية من الوفيات مكتبة كلية طب فيها
منصور، فقالوا: جوشن بن منصور بن حميد، كذا: قاله، والتعظيم من المراجع المذكورة في النسخ
المطبوعة من الوفيات، وروى في ترجمة ديسان مثل المتن، نصر بن منصور (٥١ - ٥٥٨)
راجع المراجع المذكورة وشذذت لذهب ج ٢ ص ٢٩٥ وفهرست دوزى ص ٢٠٠ ونكت الهيان
للمصالح الصفدى ص ٣٠٠ بما بعدها،

ابن محمد بن مَقْنُ العُبادي امير العرب

قال الصَّابِيُّ في تاريخه، وفي سنة ثمان وتسعين وثلاثمائة
سَلَّم معتمد الدولة قرواش نواحي عَكْبَرَا والاذانَات الى
كَمَال الدولة ابي سنان غريب بِمال اقْرَضه منه واطلقه
للعرب وسار الى الانبار لِقْصْد ابي علي الحسن بن شمال و
قال ابو الحسن بن الفقيه في تاريخه، توفي كَمَال الدولة
غريب بسَرٍّ من رأى وخَلَف من المال زائداً على خمسمائة
الف دينار وقال لقاضيهما، هل في مالك شيءٌ حلال؟ قال،
نعم! مائة درهم، قال، هل تطيب نفسك ان تهب لي منها
ثلثين درهماً؟ قال، نعم!

(٤٤٨) كَمَال الدين ابو الفتح بن قطب الدين محمد
ابن ابي الحسين محمد العلوي البصري نقيب لبصرة
كَمَال الدين ابو الفتح بن قطب الدين ابي طالب محمد بن
ابي الحسين محمد بن ابي القاسم علي بن ابي زيد محمد،
ذكره ابن مَهْتَا في كتاب المشيخ واشتد عليه وقال: روى
شعرجدة،

(٤٤٩) كَمَال الدين ابو الفضائل بن الامدي،

من شعرة :-

واها له ذكر الحجي فتأوها ودعا به داعي الصبا فتولها

له هو ابو الفضائل علي بن يوسف بن احمد الامدي ولد في ١٥ دوالحجة سنة ٥٥٥٩ هـ وتوفي في ١٣

ربيع الاول سنة ٦٠٨ هـ، الوفاة ج ١ ص ٢٥٩ ما بعد ها،

ماجت بلائله البلايا فأنثت أشجاره تنهى الجلم عن النهي
 فشكا أسى وبكى جوى وتنبه السوجد القديم ولم يزل [متمنبها]
 تالوا وهي جلد أو لخلق الهوى بيلنم يوما تألم أو وعلى
 (٢٨٠) كمال الملك أبو الفتح فضل الله بن محمد

الدّهستانى عميد العراقين

كان من أكابر أصحاب السلطان جلال الدولة أبى الفتح
 ملكشاه بن الب أرسلان ورثه عبيدا فى العراق وخلم عليه
 من ملائسه،

(٢٨١) كمال الملك أبو الرضا فضل الله بن محمد

الطغرائى المستوفى

كان جليل الشأن رفيع القدر وصاهرو لده سيد الرؤساء
 أبا المحاسن محمد الوزير نظام الملك ثم اضمر له العداوة
 فسقطت مرتبته وسقطت منزلة كمال الملك ايضا
 فصوت عن الطغراء والانشاء وتولى مكانه مؤيد الملك
 ابن نظام الملك، قال العماد الكاتب، وكان كمال الملك اقرب
 الرأس وفيه يقول ابن الهبارية العباسى :-

كمال مملكم نفق لذن وتكلم وفصلكم جاهل نادى به الناس

له وفيات : تنهى من الجلم النهى له وفيات : فشكا جوى وبكى أسى، سة الموضع
 منقطان بالاصل والتكميل من الوفيات له تاريخ دولة آل سلجوق : كمال الدولة
 راحة الصدور (ص ١٣٦) : كمال الدين، س : أبو المحاسن س : محمد،

س هو عبيد الله بن الحسن بن على بن اسحاق المتوفى سنة ١١٢ هـ،

وليس همة الأكها مته فتلك ساقطة والهامة الطاس
 (٣٨٢) كمال الدين ابو محمد القاسم بن القاسم بن عمر
 [٤٠٤] ابن منصور الواسطي الاديب الشاعر
 ذكره الشيخ الفاضل شهاب الدين ياقوت الحموي في
 كتاب معجم الادباء، وقال: هو اريب نحوي لغوي فاضل
 اريب، له تصانيف حسن، قرأ النحوي واسط وبغداد على
 كامل الدين مصدق بن شبيب، وسمع الحديث على ابي
 الفتح محمد بن المندائي وانتقل من بغداد الى حلب
 سنة تسع وثمانين وخمس مائة، فاقام بها يقرئ العلم
 قال: وصنف الخطب وشرح المقامات؛ وله شعر جيد
 منه قوله:-

وما لي الى العليا ذنب علمته وما انا عن كسب المحامد بأعد
 ولكنني لما نهضت الى العلى باسأبها لم تجدد والمجد بأعد
 وله:-

حق دود القزيبين فوقه تم يموت بعد اسدي وقد رسيدي لعنكوت
 (٣٨٣) كمال الدين كامل بن محمد الحلي يعرف بابن الحجيل الفقيه

له ج ١٢ ص ٢٩٤-٣١٦، ليس النقل بلفظه، له عدها ياقوت فبلغت تسعة، له
 تقدم ذكره (الترجمة) هو محمد بن احمد بن بختيار المانداني الواسطي المتوفى سنة ٦٠٥
 ذكره ابن العادي الشذرات (ج ٥ ص ١٤) وقوله: ابو الفتح الميدي، (تصحيح) له وشروحه للفتا
 ر على ما في معجم الادباء ثلثة، له هذا الكلام من خير المعجم كما اشار اليه المصنف في كتابه بوضع
 علامة، والشعر الاول من الاشعار الثلاثة المذكور في المعجم ايضاً.

ذكره مولانا القاضي الفاضل العالم تاج الدين ابو الفضل محمد
ابن محفوظ بن وشاح الاسك الحلقى في وجب سنة اربع عشرة
و (سبعمائة) ، وقال : سكن واسط ولم يحمدا مقامه فيها فقال : «

من بعد عام الاربعين خدعة اسكننى فى واسط شوال القرى

خالية من كل علم فافم حالية بكل شئ يفتري

الوهم فيها رسمت اصوله فهما زكت فردعه بلا مرام

وليس للدين الحنيفى بها غير اسمه بلا مسعى ومهمى

رئيسها من قال طارت طيرتى سابقة او قال ساعينا عدا

(٢٨٢) كمال الدين كمال بن الامير احمد القوفى الفقى

من الشهود الذين كتبوا خطوطهم فى سجل الفتى شمس الدين

محمد بن عثمان السروى سنة (ستين وستمائة) «

(٢٨٥) كمال الدين المبارك بن ابى بكر بن حمدان بن

احمد بن علوان المؤصل الاديب المؤرخ ، يعرف

بابن الشعار

كان من الادباء الذين عتوا بجمع فقر العلماء واشعار الفضلاء

وله السعى المشكور فيما فعله ، فانه بقى مدة خمسين سنة

يكتب الاشعار سفرأ وحضراً ، ذيل كتاب مجمل الموزباني و

ذكر كل من نظم شعراً بعد وفاته الى سنة ست مائة ثم صنف

كتاب عقود الجمان ذكر فيه من قال الشعر الى آخر ايامه ، و

له محتجب بالاصل والتكميل من القياس ، له ضاعت كلمتان فى التجليد ، والتكميل من

مجمع الادواب ر : الترجمة (٢٢)

الفيثومي بن ابي القاسم علي بن الحسين الخطيب بن علي واهله
معيّة التي ينسب البيت اليها، وهي معيّة بنت محمد بن
حارثة الانصارية ابن الحسن التميمي بن اسماعيل الديلمي
ابن ابراهيم طباطبا بن الحسن المثنى بن الحسن بن علي بن
ابي طالب،

(٣٨٨) الكمال ابو المظفر محمد بن ادم الهروي المحدث
ذكره الشيخ ابو النضر الفاي في تاريخ هراة واشتغل عليه و
قال: قرأ النحوي علي ابي الحسين القسوي ابن اخت ابي علي،
وسمع الحديث من ابي الحسين الخفاف واقترانه، روى
عنه عبد الله بن عبد الله الكريزي وغيره
ومن شعرة :-

صباح الشيب سفر في عذاري فاسفرت العذاري عن عذاري
أقمن على السواد وهن بيغى ورحن من البياض على نقار

له ذكره الصلاح الصندي في الوافي بالوفيات (ص ٣٧) وقال الحافظ خليفة: تاريخ هراة ...
والشيخ ثقة الدين عبد الوهم الفاي وهو اقل من حنن فيه ، له نسبة الى قسام
اعمال فادس وهو محمد بن الحسين بن محمد بن الحسين المتوفى سنة
١٢٧١ هـ ، ١٢٠٠ يغية الوفاة ص ٣٨ ومجسم الادباء ج ١٨ ص ١٨٩
بما بعدها ، له هو الحسن بن احمد بن عبد القادر المعروف بابي علي المتوفى سنة
١٢٣٤ هـ ، ١٢٠٠ بغية الوفاة ص ٢١٤ ، له كذا في الاصل ولم نطلع عليه والاشبه ان يكون
ابا الحسن احمد بن محمد بن احمد الخفاف القنطري الزاهد المتوفى سنة ٥٩٥ هـ ، ١٢٠٠ :
شذرات ج ٣ ص ١٢٥ ، ومجسم البلدان مادة القنطرة ،

كذا الاقمار ترفيها الليالى وتبهرها تباشير النهار
واغرب ما تزنيه الليالى غراب في قميص البازطار
(٢٨٩) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن ابراهيم بن
سفيان بن عبد الوهاب يعرف بابن مندة الاصفهاني
المحدث

من اولاد المحدثين والعلماء المذكورين، ذكر في حديث
عبد الرحمن بن عوف، لقد خشيت ان يبها الناس اى
يأنسونه به حتى تسقط حرمة؛ من قولهم بهأت بالرجل
اذا أنست به؛ قال الأصمعي في كتاب الابل، ناقة
بها بالفتم والمد اذا كانت أنست بالحالب من بهأت
به اذا أنست؛

(٢٩٠) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن ابراهيم
ابن على الطرائفى الاديب

قرأت بخطه؛ قال الأصمعي، جزيرة العرب من اقصى
عدن أبين الى ريف العراق فى الطول، واما العرض
فمن جدة الى ما والاها من ساحل البحر الى اطراف الشام،
(٢٩١) كمال الدين محمد بن احمد بن الحسن الواسطى المحدث

له قد تقدم ذكر بيت ابن مندة (س: الترجمة ١٢٠) وسياتي في موضعين آخرين من هذا الكتاب
ثم قال فى النهاية فى مادة بها؛ فى حديث عبد الرحمن بن عوف رضى الله عنه انه رأى رجلاً يحل
من المقام فقال: ارى الناس قد بها؛ وبعدها المقام، اى السوا حتى قلت هيبة فى نفوسهم
ثم زيادة من القاموس على ما فى الاصل لتوضيح العبارة،

كان من المحدثين الثقات رأيت بخطه اجازة شيخنا
رضي الدين الصفاتي ما كتبه نظمًا في صفر سنة سبع مائة
وستمائة :-

اجزت لهم رواية كل فن سماعًا كان ذا او مستبحارًا
وما نولته ايضًا اذما تحروا في روايته احترازًا
وما قد قلته نظمًا ونثرًا فقد اضحى الجميع لهم مجازًا
(٢٩٢) كمال الدين محمد بن احمد بن عبد الرزاق
المخالدی الزنجاني

(٢٩٣) كمال الدين محمد بن احمد بن علا
ذكره شيخنا العدل ظهير الدين علي بن محمد بن الكازروني
في تاريخه، وقال : رتب صدرًا بالبلاد الحليّة فحسنت طويته
بها سنة احدى وستين وستائة ،

(٢٩٤) كمال الدين ابو الحسن محمد بن احمد بن علي
ابن جميل بن عبد الباقي الرُّبُعي البغدادي الفقيه الصوفي
من بيت اصيل كان فقيها عالمًا ، قرأ الفقه على مولانا
ظهير الدين النوجا بآزى ومظفر الدين ابن الساعاتي ، و

له زاد المصنف هذا الاسم على هامش الكتاب لم يذكر في ترجمته شيئًا حتى انّه لم ير شيئا في منعه ايضا
يحتل ان يكون ابنا لاحد من عبد الرزاق المخالدي الملقب صديقه صدره ان صاحب و ان المالك الذي قتله
السلطان غازي سنة ٦٩٩ هـ ، انظر ترجمته في تاريخ العراق ص ٢٤٩ هـ قد تقدم ذكر ابيه كمال الدين احمد بن
عبد الرحمن بن علا (الترجمة ٢٢٦ و ٢٢٧) وذكر المصنف هناك ان ابا له توفي سنة ٦٩٩ هـ هو محمد بن عمر بن محمد

(٩١٦-٩١٨ هـ) الجواهر المصنفة ص ١٠٢ هـ احمد بن علي بن تغلب المرقى سنة ٦٩٩ هـ ، الفوائد البهية
ص ٢٢٠ ما بعد ما و زيل تاريخ الاواب العربية لبروكليس ج ١ ص ٦٥٨ ،

كان من فقهاء المستنصرية، ثم تصوف ولازم مولانا محيي الدين
 محمد بن يحيى بن المحيى العباسى وصار وكيل رباط الشونيزى و
 سكن الرباط، وسمع الحديث على شيخنا محمد الدين بن بلدى
 والنشدنى :-

أكرم وأعطي والخيال مجاورى الى جنب بيتى لا يلام لا يعطى
 وكان كريم الاخلاق متودداً وبنياً وبينه همجة مؤكدة منذ
 قدمت من مراغة، كتبت عنه ونعم الصاحب كان، توفى
 سنة اثنتين وتسعين وستمائة،

(٢٩٥) كمال الدين محمد بن كمال الدين شيخ الشيوخ
 احمد بن عز الدين شيخ الشيوخ على بن محمد بن
 حمويه الحموي

(٢٩٦) كمال الدين ابو جامع محمد بن احمد بن محمد
 الكرابجى يعرف بالشكك الصوفى

هو اصفهائى الاصل بغدادى المولد من اولاد الصوفية، و
 كان من الظرفاء، له تردد وتودد الى الاصحاب، دامت
 الاخلاق كريم الصحبة، عاشرتة وكتبت عنه برابط سعادة،
 وكتب لى بخطه :-

ان الولاية لا تدوم لواحد ان كنت تنكها فاني لا اول
 فاعزس من الفعل الجليل مكارها فاذا عزلت فانها لا تعزل

له لم يذكرنى ترجمته شيئاً، ولم يسبق لامية كمال الدين احمد ايضا ذكر كما يقنعني به ترتيب الكتاب
 قد تقدم ذكر ولد (٢٩٦) كمال الدين احمد بن محمد، الترجمة ٢٩٥

(٢٩٤) كمال الملك ابو جعفر محمد بن احمد بن المختار
الزوزني الطغرائي

كان يتوب الوزير مؤيد الملك عبيد الله بن نظام الملك في
ديوان الانشاء [د] والطغراء [د] وكان من نواب كمال الملك
ابي الرضا فضل الله بن محمد ، فبلغه الايام الى منصبه
ولقب بلقبه وفوض اليه الكتابة والطغراء [د] في شهر
ربيع الاول سنة تسع وسبعين واربعمائة بأصفهان ، وله
شعر حسن ،

(٢٩٨) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن اسماعيل
ابن الحسين بن وردة ، يعرف بابن البقال البغدادي الفقيه
كان فقيهاً اديباً فاضلاً معيداً بالنظامية ، ولقبه محمد بن
الدُبَيْشِي عزالدين ، وقد تقدم ذكره ورأيت ذكره على الطبايع
كمال الدين محمد بن اسماعيل ، وصنف كتاباً المقترح في الصلح
في علم البندق وطرائقه ومعرفة اصوله ومناهبه صنفه
للإمام الناصر لدين الله ، وقد تقدم ذكره في باب العين ،
(٢٩٩) كمال الدين ابو علي محمد بن ابي بكر بن محمد
[٤١٦] السروني الفقيه [٤٢٥]

له قال العماد الكاتب في تأريخ دولة آل سلجوق (ص ، هـ بآ بعد) ، وتوفي مؤيد الملك بن نظام الملك سكان السلطنة
من ديوان الانشاء والطغراء اقام مدة واستناب ابا المختار الزوزني ثم استغنى فتوفي ابو المختار بمكة الاصاله
ولمعت بكال الملك وكان من نواب كمال الملك ابي الرضا واقبله فبلغ الى منصبه ثم انتقل الى جواررتيه ؛ ويعلم
متما نقلنا انه ابو المختار وليس ابا جعفر والله اعلم ،

كان من الفقهاء داء العلماء العارفين بالاصول الفروع ومن فوائد:
 قال بعض السلف: ان الله تعالى رضى من شكر المؤمنين له
 على ادخاله لهم الجنة بان قالوا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا
 وَعْدَهُ وَأَوْثَقَا الْأَرْضَ نَنْبَوُا مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ
 أَجْرُ الْعَامِلِينَ ط

(٥٠٠) كمال الدين محمد بن ابى بكر بن محمود
 ابن اسماعيل الساوى

نقلت من خطه: المجوس طائفة اثبتوا النور والظلمة
 بيزدان وأهرمن، ونسبوا ما هو الخير المحض الى النور، ونسبوا
 ما هو الشر المحض الى الظلمة، وقالوا: ان العالم من متزاهما
 حصل وبأقامة النور انتظم وكمل ومنهم من اثبت معدلاً
 من الضدين، ومنهم من يقول: ان الظلمة حدثت من
 ذكوة رديّة خطرت على النور،

(٥٠١) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن ابى جعفر

ابن ابى الفرح بن كبة البصرى الفقيه المقرئ
 كان من القراء المجودين العارفين بالقراءات ذكرواعنه
 انه كان يتكلم بالقران المجيد فى اكثر كلامه من ذلك قوله
 الحمد لله الذى جعل اهل طاعته احياء فى ماتهم وجعل
 اهل معصيته امواتا فى حياتهم فى قوله تعالى: وَلَا تَحْسَبَنَّ
 الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ

له القرآن الكريم سورة الزمر (٣٩) آية ٢٠، له لو، كام و؛ دام، له القرآن الكريم سورة آل عمران (٣) الآية ١٥٩،

وقوله عز ذكره: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى؛
 (٥٠٢) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن ابي الحسن
 ابن سالم المنبجي الاديبي

قدم بغداد، وسمع بها الحديث من الشيخ مجيب الدين
 ابي بكر محمد بن الموفق بن سعيد بن ابي البقا الخازن وغيره
 ويروى بسند عن عبد الله بن عمر رضى الله عنه
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الاقتصاد في
 النفقة نصف المعيشة، والتؤدد للناس نصف العقل، و
 حسن السؤال نصف العلم؛

(٥٠٣) كمال الشرف ابو الحسن محمد بن ابي القاسم
 الحسن الاخير بن محمد بن علي بن محمد بن يحيى القاسمي
 ابن الحسين بن زيد العلوي الزيدي امير الحائج
 النقيب بالكوفة

ذكره شيخنا جمال الدين ابو الفضل احمد بن محمد بن
 المهنا العبدي في كتاب المشجر، وقال: ذكر الصائبي ان
 كمال الشرف كان ظريفاً دمثاً، وقال: كان له ثلاثمائة فرس
 وكان فيهما مهر جميل المنظر والمخبر فاذا ان يؤثبه على أمه

له القرآن الكريم سورة الغل (٢٤) الآية ٨٠، وفي الشذرات (ج ٥ ص

٢٢٦) انه محمد بن سعيد بن الموفق النيسابوري، توفي سنة ٢٢٣ هـ،

ته ذكره صاحب عمدة الطالب (ص ٢٣٥) وقال: ولله الشريعت المرتضى

نقابة الكوفة وامانة الحاج،

فأمتنع المهر عنها؛ أشد امتناع، فغطيت بالجلال فحنيت عليه
فوثب عليها فلما رُفعت الجلال عنها فمدا [مد] يدها
إلى غرموله فقطعه قال ابن الصابي ولحق الشريف من الغم
كانما مات بعض أهله،

محمد بن الحسن الأغرابي القاسم بن محمد بن
الأقسا سبي الكوفي

محمد بن أبي القسم الحسن بن أبي جعفر محمد بن أبي الحسن
علي الزاهد بن أبي جعفر محمد الأقسا سبي بن أبي الحسين
يحيى بن الحسين ذي العبرة بن حليف القرآن الجلي المحسن
نريد بن زين العابدين علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب
الحسيني الزيدي الأقسا سبي كانت أليه أمانة الحاج
ونقابة الكوفة،

(٥٠٢) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن الحسين
ابن أحمد الفخري ناظر واسط

كان كاتباً بطلاً حاسباً، ذكره تاج الدين أبو طالب في
تاريخه وقال، كان ناظراً بالكوفة، وأضيفت إلى عماد الدين
يحيى بن المرتضى سنة اثنتين وأربعين وستائة، وولاه
حاجب الباب تاج الدين ابن الداعي ناظر فهر الملك و

له ذكر الاسم في الجدول الذي يلي الاقل من غير إعادة اللقب وكتب عليه، هذا
هو المتقدم، ذكر صاحب عمدة الطالب نسبة موافقاً لما ذكره المصنف ارجع
الصفحات ٢٢٨-٢٣٢-٢٣٣ من الكتاب المذكور،

خلم عليه بعد عزل عبدالعزیز بن مغیث عن النظر، و
سنة ثلث واربعين صراف مجد الدين محمد بن محمد بن خليل عن
اشراف واسط ورتب عوضه كمال الدين، وسنة سبع و
اربعين رتب صدرا بدويان واسط، وقلد سيفاً محلياً بالذهب
وحين على شمس الدين علي ابن الشاطر مشرفاً عليه،

(٥٠٥) كمال الدين ابو الفضل محمد بن زين الدين
الحسين بن الحسن بن ابي نصير يعرف بابن الدهان
الموصلي ثم البغدادى الكاتب الشاعر

تقدم ذكر والده، صاحبنا وصديقنا الفاضل الاديب لشاعر
الكاتب صاحب الاخلاق الجميلة الحسنة والمعاني الجميلة
المستحسنة، له النظم اللائق والمخض الفائق، كتب في الاعمال
الديوانية، وهو ضابط عارف رأيته في حضرة شيخنا بهاء الدين
علي بن عيسى، وانشد في نفسه :-

وحلو الهمى مذ عاين الهم قد بدت له زميرتى بفيه جنى النحل
غدا جاحداً قلى بسيف الحظ ومن حمرة الخدين لي شاهد مدل

(٥٠٦) كمال الدين ابو نصر محمد بن الحكيم المعروف
بطبلى لي، الموصلي البدرى الشاعر

له شعر فصيح وترسل مليم، انشد في له جمال الدين ابو الفرج
يوسف بن الكرخي بموافقة ستة احدى وسبعين وستمائة

له قال صاحب الحوادث الجامعة: وفيها سنة ٦٢٣ رتب كمال محمد بن الحسين مشرف واسط

ورتب عماد الدين يحيى بن المرتضى صدر الخزن، له ر: الحوادث الجامعة ص ٢٢٢،

من أبيات أولها :-

دعني فشان الهوى ان يقرهم الشان ان الدمع على الاحدا احوان
وفدا احاديث مجدى يوم جدام حادى لوى عن جنوني ففى بها
ساروا وساروا فى حبلهم وبان صبرى غداة البين اذ بانوا
منها :-

فان تعودا لنا ليا لينا القى سلفت عندى على اهل الفقر شكران
(٥٠٤) كمال الشرف ابو الفضل محمد بن حيدر بن
اسماعيل الحسينى الاديب

تقلت من خطه : قال عبد الله بن المعتز : الحمد لله الذى
لما خلق الانسان جعل عقله دليله ، والرسل هدايته ، واللائكة
دعاءه ، والشهرد عليه جوارحه ، ثم جعله حسيب نفسه
ورده عليه كتابه يوم حشره ، فقراءة فلا يفقد حسنة علمها
ولا يجد فيها سيئة لم يقر فيها ، لم يلزمه الله عبادته حتى
فرغ من هدايته ، وازاح عنه بان ضمن له الرزق ثم
وعده وتوعدده وامره واعلمه فتبارك الله رب العالمين ،

(٥٠٨) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن الربيع بن
يوسف الخلاطى المقرئ

كان من القراء الاتقياء والفضلاء العلماء ، روى بسنده عن
عشرين عبد العزيزات قال : الحمد لله الذى جعل الموت
واجبا على خلقه ثم سوى فيه بينهم ، فقال عز ذكره : كل نفس
ذائقة الموت ؛

(٥٠٩) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن ابي رشيد سعيد

[^{42 8}_{43 a}] ابن سعد بن عبد الواحد التميمي الاصفهاني المحدث

روى بسند عن علي بن ابي طالب عليه السلام قال قال
النبي صلى الله عليه وسلم : التوّد نصف الدين وما عال
امرؤ قط على اقتصاد واستزكوا الرزق بالصدقة ؛ وفي رواية
عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا يُعِيلُ احدٌ على قصدي ولا يبقَى على سرف كثير ؛ وفي رواية
أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :
الاقتصاد نصف المعيشة وحسن الخلق نصف الدين ؛

(٥١٠) كمال الدين ابو شعاع محمد بن سعيد بن محمد

ابن الظهيرى البغدادى حاجب باب المراتب

من بيت الحجابة والتقدم والكتابة والرئاسة ، كان من اكابر
الحجاب مليم الترسل عظيم المتجمل ، حدث عن صبط الملك
ابن علي الهراسنى وطبقته ، رتب حاجبا باب النوبى سنة ثلاث
وثمانين وخمسمائة ، ثم رتب حاجبا باب المراتب سنة
اثنين وسبعمائة ، وحسنت سيرته وهذا كمال الدين المذكور
هو عم والدتي وكانت وفاته في سادس جمادى الاولى سنة خمس
عشرة وستمائة ،

(٥١١) كمال الدين ابو العز محمد بن سليمان بن علي بن

ابى الفتح اليعقوبى ، الكاتب

له نسبة الى يعقوب ابى البردة واخوه الاصل المقصورة مدنيته طريق خراسان على عشرة فراسخ من بغداد

لب الباب ص ٢٠ ،

انشد للاديب الكاتب علي بن ابي علي بن ابي جعفر الزوزني
في معنى تفرد به :-

كن الشيب عيباً ان صاحبه اذا اردت به عياله قلت شيب
وكان قياس الاصل ان قست شأناً ولكن من جملة العيب يحسب
يعني ان معائب خلق الانسان يجري اكثرها على اقل مثل اعمى
واعور واعرج واقترع واهول،

(٥١٢) كمال الدين ابو الخير محمد بن صديق بن
ينال الجامع المرائي الصوفي

كان عارفاً كلام القوم وحافظاً لكتبتهم، وحكى بسنده الى سعيد
ابن حميد قال : ولدت بغلة في ايام المعتد فاموت ان
انثى كتايبا في ذلك فلم ادر كيف اكتب وكيف افتم، و
خلبني عيناى فاتاني امي في منامى، وقال لى : اكتب الحمد لله
الذي يقر في الارحام ما يشاء بقدرته ويصور فيها ما يريد
بحكمته فانتهت وابتدأت به وانشأت الكتاب عليه،

(٥١٣) كمال الدين ابو نصر محمد بن صدمرد بن
ابي بكر النهاوندى الصوفي

وكان النهاوندى ايضا قد صحب جماعة من الصوفية، حكى
انه عثر على دفين بقهنذ زمرؤ فوجد وافية سنين
كبيرتين في كل واحدة منها وزن منوين، فحملتا الى عبد الله

له هو ابن اخى كمال الدين احمد بن ينال المقدم ذكره، راجع لاحبار سعيد بن حميد الى

الاخاني (ج ١، ص ٢٠٨) والوفيات ج ١ ص ٣٧٥ (٢٥٩-٢٥٨) كنه تهنذ زمرؤ لكل تلمذة كنه التوفيقية

ابن المبارك، فتعجب منها وقال :-

اتيت بسنين قد رمتا من الحصن لما اثاروا الديننا
على وزن متين احدهما يقل بها المرء شيئاً رزينا
ثلاثون اخرى على وزنها تباركت يا احسن الخالقينا
(٥١٢) كمال الدين ابو غالب محمد بن طاهر بن

عيسى الفارسي الكاتب

من كلامه في تقليد : وامره بمحاضرة العلماء، ومجالسة الصلحاء
ومجاورة المتدتين، ومشاورة العارفين المتعبدين، واقتباس
انوار البركة من انفسهم، والاخذ بما ندى الله من
اكرامهم وايناسهم، فان منافقتهم عائدة بالبركة ومجاورتهم
مسفرة عن صباح الخيرة المشتركة،

(٥١٥) كمال الدين ابوسالم محمد بن ابي القرمطحة
ابن محمد بن الحسن العدوي القرمطي النصيبى، الوزير
القاضي الخطيب المنشئ

قيل : انه محمد بن محمد بن طلحة، كان عارفاً بفنون كثيرة
من المذهب والاصول والفرائض والخلاف والتفسير والفحو
واللغة والتوشل ونظم الشعر، ذكره ابن الشعار في كتابه،
وذكر ان سافر الى خراسان وسمع رضى الدين المؤيد بن

له نسبة الى نصيب بن بدلة مغروفة بالمجزيرة، وهو ابو الحسن المؤيد
ابن محمد بن علي الطوسي المقرئ مستخرسان (٥٢٣ - ٥٦٤ م) توجه له ابن العادى

الشذرات (٥٦٥ م) والمحرر (٥٦٤ م)، فافقه الشاذل (٥٦٤ م) والشاذل (٥٦٤ م)

على الطوسي واتصل بالملك الأشرف وقوض اليه أموراً
وافنداً رسولاً إلى الملوك وتوجه إلى حلب سنة اثنتين و
اربعين وخاطبته بالوزارة، وله تصانيف وهو صاحب الدائرة
التي ذكر فيها مدة العالم ثم تزهد وخرج من جميع
مآكان فيه من الوزارة، وتوفي في رجب سنة اثنتين و
خمسین وستمائة ودفن بمقابر ابراهيم الخليل عليه السلام
(٥١٦) كمال الدين ابونصر محمد بن طلحة بن يوسف
الدمياطي الصوفي

حكى عن ابي معاذ بشر بن بردانه تنفس الصعداء وقال:
إني لست ألتفت على ما يفوتني من رؤية هذا العالم إلا
على شيئين، الإنسان والسماء (د)؛ قيل: ولم؟ قال: لأن
الله عز اسمه يقول: لَعَدُ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَن تَقْوِيمٍ؛
وقال تعالى ذكره: وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ؛
فلا شيء أحسن مما خلق في أحسن تقويم ومما ذكرناه
زينة؛

له هو الملك الأشرف موسى بن يوسف آخر ملوك الدولة الأيوبية بمصر والشام
(٦٢٨-٦٥٩) م، تاريخ دول الإسلام (٢: ٢٥٥) م وكان ذلك سنة ٦٢٨ هـ كما في الشذرات
له مقابر ابراهيم بالجوار قرب القدس وهذا يستبعد مع اتفاقهم على ان وفاته كانت بحلب
وانه احلم له راجع لترجمة بشار الى تاريخ الاداب العربية لبروكلمن ج ١ ص ٣، والافاني
ج ٣ ص ١٩-٤٣) م وترجم له المصنف ايضاً ترجمة مختصرة في لقبه لسان العرب، له
الفر، الادب، الكرام سورة التين، (١٥٥) الكنة له الف، الادب، الكرام سورة التين، (١٥٥) الكنة له

(٥١٤) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن عباد بن النجيب

اللبثاني الاصفهاني الكاتب

من كلامه ، الحمد لله على ما أولت الايام ، وشملت به
الخاص والعام ، بدوام دولته فعاد به عود الملك مورثا ، و
رجع برأفته روض العلم مؤنقا ، وأض بمواهبه ستم سمائب
النعم مغدقا ، فأيد الله بخلود دولته الدين الحنيف ، و
دعم بمراحمة دعائم الاسلام الشريف ،

(٥١٨) كمال الدين ابو الفضل محمد بن العباس نزيل

بغداد الدبائي التاجر

هو محمد بن ابي نصر الفضل بن العباس ، قدم علينا مرآة
سنة خمس وستين وستمائة وكان شائبا فاضلا ، روى
لنا عن خاله الشيخ جمال الدين بن يحيى الصومعي
الفقيه شاعر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وشعر غيره
وكان قد تأدب ، وكانت بيني وبينه صحبة أكدها المولى
الاديب العالم جمال الدين ابو الفرخ يوسف بن الحسين
الكرخي اجتمعنا به بالرصدة سنة سبعين وستمائة ، و
اجتمع بمرلنا وسيدنا نصير الدين واهدنى له منديلا
مصريا ، ثم لما دخلت تبريز سنة اربع وسبعين حصل
لي به الاجتماع ايضا ، وتوجه مع احمد الحافى الى بلاد الخفا
وانقطع خبره ، كتبت عنه ،

لقد باها قرية من زواجر نهر الملك من اعمال بغداد وحي من اوقات المدارس العسدي .
له كتابات العسدي . في سنة ١٠٠٠ . في سنة ١٠٠٠ . في سنة ١٠٠٠ . في سنة ١٠٠٠ . في سنة ١٠٠٠ .

(٥١٩) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن
 بركات بن ابراهيم القرشي المحشوعي الدمشقي الكافي المحدث ^[٤٣٦]_[٤٤٥]
 من كلامه: اعاد الله على شريف دولته بركة هذا الشهر
 الميمون وروده، واليوم المنيرة ببلوغ اماله ساعاته و
 سعوده، وان يُبدي الى مقدس حضرته ثقتي تحياته
 ويبلغ غايه امانيه ومنتهى ارادته :-

فهو الذي غلب البرية بالندى واسماها روض الغنى افضاله
 حاز الثناء من الانام معظم كل الخلال لصالحات خلاطه
 (٥٢٠) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن
 عمرو بن سعدى البزازي الديب الكاتب
 ذكره شيخنا بهاء الدين ابراهيم بن الحسن علي بن عيسى بن
 عيسى بن ابي الفتم الديلمي في كتاب التذكرة الفخمية
 واشتغل عليه وانشده :-

ان الخضاب لجميل في رداياهم الشباب
 ويغض من طوفالعدو ويستبى قلب الكعاب

قال وانشدني كمال الدين لنفسه

لما رأيت الشيب نازل لي
 اعددت عندي للبقاء خضابا
 وعلمت ان الشيب هو قادم
 فجعلته دون الشيب حجابا

(٥٢١) كمال الدين ابراهيم بن محمد بن عبد الله بن
 ابي المظفر القاسم الشهور زوري القاضي

له لم نظفر بما يؤخر النسبة بعد

ذكره المحافظ أبو القاسم علي بن عساكر في تاريخ دمشق وقال:
 أصلهم من بني شيبان ويعرفون ببني الخراساني، سسم
 من جدّه لأمته أبي الحسن علي بن أحمد بن طوق، والشريف
 أبي طالب الزينبي، وتفقه ببغداد على أسعد الميهمي،
 وكان يتردد إلى بغداد وخراسان رسولاً من نور الدين محمود
 ابن زنكي، وتولى القضاء بالموصل، وبني بها مدرسة،
 وبني رباطاً بمدينة الرسول صلى الله عليه وسلم،
 وله شعر كثير، وتوفي في المحرم سنة اثنتين وسبعين
 وخمس مائة بدمشق،

(٥٢٢) كمال الدين أبو بكر محمد بن جمال الدين
 عبد الله بن محمد يعرف بأبي الموحّي البغدادي المعدل
 المقرئ الخطيب،

من بيت العلم والفضل والقراءة والعدالة والخطابة،
 قد تقدم ذكر والده شيخنا جمال الدين ورتب كمال الدين
 شيخاً بدأ القرآن بالمدرسة المستنصرية، ورتب خطيباً
 بجامع فنجد الدولة بقصر عيسى، ويورد الخطب من إنشائه
 في المعاني الواردة وله خطب مرتبة وأشعار مهندبة

له سم يطعم يمد من الكتاب ما يهتني في هذا المقام، ثم هو نور الهدى الحسين بن
 محمد بن علي الزينبي المتوفى سنة ٥١٢ هـ، راجع الانساب والشذرات

واخلاق جديلة وهمة جليلة، وبكبريه والده في سماع
 الاحاديث النبوية فسمع من مشايخ بغداد عدة سنين،
 وانتسجت بيدي وبنيته مودة مؤكدة، وكان قد شهد
 عند قاضي القضاة عز الدين احمد بن الزنجاني في سنة
 تسع وثمانين وستمائة، وترك الشهادة ترفعاً منه،
 وترك العدالة ترفعاً، ومولده في رجب سنة سبع و
 ستين وستمائة وكان قد اشار على بان [اجتمع بهما بالدين
 بين العاتولي فلم اسمع وكان ذلك منه عن صدق نية
 وصفاً طويلاً فلم اقبل وحُرمت رزقي مدة سنتين فكلت
 كما قال :- اوسعتهم شتاً وراخاً بالابل ،

(٥٢٣) كمال الدين ابو عبد الله ابو محمد بن عماد الدين
 عبد الحميد بن محمد بن علي بن محمد بن ابي معاذ
 لذيل تبرز القزويني القاضي

من بيت العلم والحكم والقضاء والرئاسة، وكان كمال الدين
 ابو محمد اكبر اخوته واعقلهم، وولي قضاء مراغة، وكان
 مدرّساً بالمدرسة الانابكية، ولذلك كان يلقب بالمدّس
 وكان قد بلغ الغاية من الحرمة والمحشمة عند السلاطين
 الانابكية، وكان اذا دخل الى السلطان حلال الدين خواينشاه

له انقطع بعض الكلمة في التجليد وتكسيها قياسي،

٢٠ لعله جمال الدين عبد الله بن محمد بن علي ابن العاتولي الشافعي مدرس المستنصرية

توفي سنة ٤٢٨ هـ، ١٠٢٠، تأريخ العراق والمصادر التي ذكرها ،

أكرمته غاية الأكرام واجلسه معه على سريرته، وانتقل
بأخوه إلى إربل، وتوفي بها سنة ثمان وعشرين ستائة،
ذكره شيخنا القاضي كمال الدين أحمد بن العزيز
قاضي سراوق مشيخته،

كمال الدين [كذا ناقصاً]،

٥٢١) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن عبد السلام
ابن محمد المصوني الكاتب

كتب إلى بعض الرؤساء -

قدست فاعتزت لاكون من طوبى يا مالك الرق وانفكت بك الدائم
قدست للدين الدنيا سليل على يحى بك الملك والعلماء والكرم
ولا برجحت على نجم العداة كذا وتحت اقلامك الاضائق القيم

٥٢٢) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن عبد المجيد
ابن محمد القزويني الصوفي

كان من كبار مشايخ الصوفية العارفين بأحوال القوم وكلامهم
وكان كثيراً ما يتمثل بهذين البيتين دائماً -

ان تعف عن عبدك السيئ فني عفوك مأوى للعفو والمن
أتيت ما أستحق من خطي فجد بما تستحق من حسن

٥٢٣) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد
ابن أبي بكر ابن الحموي الدمشقي الفقيه

سمع صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري رحمه الله

على ابن الزبيدي، وكتب لنا الإجازة بخطه في منتصف
صفر سنة ثلاث وثمانين وستمائة،

(٥٢٤) كمال الدين ابوبكر محمد بن عبد الوهاب بن

أبي بكر ابن المرمي البغدادي المقرئ الخطيب

هو جد الشيخ كمال الدين الذي قدّمنا ذكره، وكان

هذا كمال الدين خطيباً عالمًا سبّح الحديث ورواه،

وكان عارفًا بالادب والقراءات، وله سماع على مشايخ

وقته، وكتب الكثير بخطه،

(٥٢٨) كمال الدين ابونصر محمد بن عبيد الله

ابن أحمد العُرضي الأديب

النشد :-

أفي البان ان بان الخليل فخبّر عسى أنطوى من عهد المكي ينشر

عسى حرّكت في اعتدال سكونها أحاديث يرويهما النسيم المعطر

يودّ ظلام الليل وهو ممسك لذاتهما والصبر وهو من عفر

أحاديث لو أنّ النجوم تمتعت بأسوارها لم تدرك كيف تغور

(٥٢٩) كمال الدين ابوالمنظر محمد بن عبيد الله

ابن محمد بن الحسين يعرف بأبن النيار الاسدي

البغدادي الناصري الكاتب المحدث

له الحسين بن المبارك الحنبلي المتوفى سنة ٦٣١ هـ ، ع محمد بن عبد الله

ابن محمد ، له العرض ناحية بد مشق ،

من البيت المعروف بالرئاسة، والعلم والتقدم و
 الفضل والرواية، والفهم والدراية، وكان كمال الدين
 جميل الاخلاق ظاهراً للبشر متودداً، حسن السمعة،
 رأيتُهُ واجتمعت بخدامته وشرفني بحضوره في منزلي
 وكتبت عنه واجازي جميع مسموعات ومروياته، قرأت
 بخط شيخنا عز الدين عمر بن دحمان البصري قال :
 سمع من حقه العدل عز الدين ابي المكارم الحسين
 ومن مهذب الدين ابي القاسم عبيد الله بن مكّي بن
 ابي السعادات البعقري بقراءتي عليهما في رجب سنة
 احدى وخمسين وستمائة وتوفي ...

(٥٣٠) كمال الدين محمد بن عثمان بن ابي غالب

المجذري الاديب

كان كاتباً سديداً كتب الكثير بخطه، وكان من تلامذة الوزير
 شرف الدين ابي البركات المستوفي، وله شرح حسن ذكرته في كتاب
 نظم الدرر الناصعة،

(٥٣١) كمال الدين محمد بن علي بن الحسين بن علي بن هبة الله

البغدادى يعرف بابن الدواخي،

من بيت المجابة والتقدم والرئاسة، رأيتُهُ عند شيخنا فخر الدين علي

له وقد اطلقنا من البيت على اسماء صدق الدين علي بن الحسين بن النيار واخيه عز الدين الحسين بن النيار وابن

اخيه شرف الدين عبد الله بن النيار؛ المجلدات الجامعة ص ٣٢٨ و ٣٢٩، وفخر الدين عبد العزيز بن النيار، ص ١٢٠
 تاريخ العراق ج ١ ص ٣٠٨، ثمة بياض بالاصل، ثم ومن هذا البيت تاج الدين علي بن الدواخي حاجب
 الباب المتوفى سنة ٦٥٦هـ وابنه محمد الدين حسين بن الدواخي المتوفى سنة ٦٨٢هـ، تاريخ العراق

(٥٣٢) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن علي بن يحيى بن
سعد الله الزئلي، البغدادى لصوفى المحدث

كان من اهل الخير والصلاح وكان من اصحاب جدى
لاقي حفيظ الدين ابى القاسم ابن الظهيرى، وكتب
له اجازة مع خالي زكى الدين احمد كتب له فيها جماعة
من الشيوخ منهم الحسين بن المبارك ابن الزبيدى واخوه
الحسن وقاضى القضاة ابو صالح نصر بن عبد الرزاق وغيرهم
وتوفى فى شوال سنة ست وسبعين وستمائة ودفن
بمقابر الشهداء من باب حرب فى جوار الشينم عثمان
القصرى رحمه الله،

(٥٣٥) كمال الدين ابوبكر محمد بن علي بن يحيى البهرى
الفتية

كان فقيها متوددا روى بسنده قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم: يا ابن ادم ارض من الدنيا بالقوت فان
القوت لمن يموت كثير

(٥٣٦) كمال الدين ابو الفضل محمد بن علي بن ابى طاهر
يحيى المعروف بالخازن الرازى الوزير،

له مر ذكره فى ترجمة كمال الدين محمد بن عبد الواحد،

هو عماد الدين الجبلى ثم البغدادى الحنبلى حفيد الشينم عبد المقادر الجبلى رح
توفى سنة ١٠٦٣ هـ، شذرات الذهب ج ٥ ص ١٠١ بما بعد ما، له كتب عليه فى الاول،
يقدم، وسر نجد تقديم،

ذكره العاد الكاتب في كتاب الوزراء وقال: استوزره السلطان مسعود بن محمد بن ملكشاه سنة ثلاث وثلثين وخمسمائة بعد عماد الدين الدر كزيني، فانتظمت به امور الملك وجهي على احسن قاعدة وقرر مع السلطان ان ينوي لقوا سنقر الشتر، وبذل بقرا سنقر في وزيره عز الملك ابي العز البروجردى خمسمائة الف دينار، فلم يلتفت اليه، فقرر معه استيلاء بوزابه بفارس فاستوحش قوا سنقر وطلب كمال الدين من السلطان وانه متى لم يسلمه اليه اقام سلطانا غيره فاضطر الى تسليمه، فسلمه الى الحاجب تنر، فضرب عنقه، وذلك في شوال سنة اربع وثلثين وخمسمائة، (٥٣٤) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن علي بن عبد الله الانصاري الخزردي المعدل

سمع كتاب شرح الشهاب على شرف الدين محمد بن احمد بن يعلى الغزال الهاشمي بقرا الاسكندرية في شهر رمضان سنة احدى وعشرين وستمائة،

له ذكره قوام الدين البنداردي في مختصوه (تاريخ دولة آل سلجوق) ص ١٩٩ بما بعده وادى كل ما ذكره المصنف بعبارة سمجعة وتفصيل زائد له ولفظ البنداردي: فلما ايس منه اخاف السلطان من عواقبه وقال له لا يجمع في خمد سيفان ولا يظهر لك مع تسلطه قوة السلطان وقرر به استدعاء بوزابه من فارس ليفرسه به،

له وقال البنداردي: سنة ٥٣٣ هـ هو سنة افهام الى الباب تقدم ذكره في ترجمة كمال الدين عبد العظيم بن عرض بن تمام،

(٥٣٨) كمال الدين ابوسعده محمد بن عمر بن اسعد

ابن عمر العياسي البخاري الكاتب

هو والد حسام الدين حسن بن محمد ، كتب في
وصف بعض البلغاء :-

ورن حوى بنانه يداعةً ازرى على عبد الحميد كاتباً
اما ارتبته في الكتابة وانواعها وتحقيق اصولها وجودة
ابداعها فقد اخفى ابن هلال في سوادها لما اطلع كمال
اقماره فهو في هذه الحال اولى ببيتي [؟ بيت] ابي
الطيب اذ قال :-

في خطه من كل قلب شهوة حتى كانت مدادة الالهوان
(٥٣٩) كمال الدين ابوبكر محمد بن عمر بن عبد العزيز
الكاظمي الصوفي

كتب الى بعض الاكابر وقد حجبته :-

على الباب عبث من عبث صلاتي بجد ولك مع من بنعاك معتز
ايدخل لاقبال ازلت مقبلاً مدي لدهر ام مثل الحارث ينصرف
فامر بأخاله واحسن اليه ،

(٥٤٠) كمال الدين ابو الفضل محمد بن عمر بن علي بن

خليفة الحرثي المحدث العطار

ذكره ابن الدُبَيْشِي في تاريخه وقال : سمع ابا الظفر صفة الله

ابن أحمد بن الشبل وغيره، كتبنا عنه، ونعم الشيخ كان
توفي في جمادى الآخرة سنة ثلاث وعشرين وستمائة،
(٥٢١) كمال الدين محمد بن عمر بن المظفر المروزي
شم الأمل، من شيوخ شيخنا صدر الدين إبراهيم
ابن شيخ الشيوخ سعد الدين محمد بن المؤيد
المحمدي الجويني

(٥٢٢) كمال الدين أبو الفتح محمد بن عيسى بن بركة
الخصاص البغدادى الصوفى

سمع أبا القاسم يحيى بن ثابت بن بندار وطبقته، و
كان شيخاً صالحاً، وسافر عن بغداد، وتوفي برأس
العين في جمادى الأولى سنة إحدى عشرة وستمائة،
(٥٢٣) كمال الدين أبو الفضل محمد بن أبي الفضائل
النخجوانى الطبيب الصوفى

كان حكيماً فاضلاً له معرفة بالتدبير والعلاج والتقيرير
قدم أهراً إلى خدمة مولنا قطب الدين الأهرى
ليشتغل عليه ولبس الخرقة من خدمته وأقام بزاويته
 واجتمعت بخدمته سنة ثمان وخمسين وستمائة و
كان قد رأى إلى مناماً وأنا يومئذ صغير السن أسير و
بشرى بالخلاص وإن يرتفع قدرى فحصل لى ببركته

له توفي سنة ٥٥٥ هـ: شذرات ج ٢ ص ١٨١. ٢ هو أبو القاسم البغدادى البقل

توفي في ربيع الأول سنة ٥٥٥ هـ: الشذرات ج ٢ ص ٢١٨،

ما رآه لي والحمد لله على أفضاله ،

(٥٥٣) كمال الدين أبو منصور محمد بن الفضل بن أحمد

ابن محمد، الصّاعدي الفراءيّ، المحدث

من بيت العلم والحديث والادب واليه كانت الرحلة

من الأفاق لسماع صحيح مسلم فأنه سمعه على الشيخ

الزكيّ عبد الغافر بن محمد بن عبد الغافر بن

أحمد بن محمد بن سعيد الفارسيّ سنة ثمان وأربعين

وأربعاً مائة بسماعه على أبي أحمد محمد بن عيسى بن عمر بن

أبي منصور الجلوديّ سنة خمس وستين وثلاثمائة قال

سمعت أبا اسحق إبراهيم بن محمد بن سفيان يقول

سمعت مسلم بن الحجاج يقول : سمع منه جماعة منهم

أبو سعد بن عبد الله بن عمر بن أحمد بن منصور الصغار

النيسابوريّ وأبو اسحق المؤيد بن محمد بن عليّ الطوسيّ في جماعة

له الوفيات : (أبو عبد الله ، له نسبة إلى فراته ويقال لها رباط فراته بليدة

على خوارزم بها عبد الله بن طاهر الميرخاسان في خلافة المأمون ، م : الوفيات

ج ١ ص ٦١٤ ، له ترجم له ابن العاد في الشذرات ج ٣ ص ٢٤٤ بما بعدها وقال ابن خلكان

في ترجمة الفراءيّ أنه سمع من عبد الغافر الفارسيّ المتقدم ذكره ، ويقضي ظاهر كلامه

أن يكون قد ترجم له قبله مع أنه لم يترجم إلا لمحمد بن عبد الغافر بن اسماعيل بن

عبد الغافر المتوفى سنة ٥٢٩ هـ فليكن له رحمه سنة وفاة أبي الحسين هـ المتوفى

سنة ٣٩٨ هـ ، الشذرات ج ٣ ص ٦٤ ، له المتوفى سنة ١٣٨ ، الشذرات ج ٢ ص ٢٥٢ ،

له المتوفى سنة ٣١١ هـ من زياداتنا ، له المتوفى سنة ١٠٩٠ هـ ، له توفي سنة ١٠٩٤ هـ ذكره صاحب

الوفيات ج ١ ص ١٨٨ ،

(٥٢٥) كمال الدين ابو المعالي محمد بن الفضل بن عبد الغني

السهروردی

قرأت بخطه في تأخر الكتب :-

لا تكتبني على تأخر كتبني وذناني في الصدور لا في السطور

والى مرابطة في الكتب الشوق اذا كنت حاضراً في ضيبي

(٥٢٦) كمال الملك ابو المحسن محمد بن ابي الرضا

فضل الله بن محمد القايي الامير

ذكر الامام الكاتب في كتابه وقال : كان من اكابر الدولة

الملك شاهية ، قد اختصه جلال الدولة واختاره لندامته

واصفاه لمجلس النسخ وبلغ به التقريب الى غاية لم يبلغها

انيس ، ولم يصل اليه مجلس . وسعركن السلطان عنه صبراً

وكان صهر الوزير نظام الملك على ابنته فزاد ذلك في منزلته

وكان بينه وبين عميد الدولة بن بهمنيار وزير فارس

اتحاد ومودة اكدتهما اعداؤهما انظام الملك ، وكان

عاقبة امرهما نكبة انت على حالهما ، واعتقلا وسبلا وسقطت

منزلة والده ابي الرضا لسقوط منزلة ولده ، وخدم خزانه

السلطان بثلاثمائة الف دينار ، وزادت عظمة نظام الملك

وجلاله قدره ،

له تقدم ذكر ابيه كمال الملك ابي الرضا فضل الله بن محمد الطغراني ،

في قايين بلدة قهستان ، لسترخ من ١٢٥٢ ، ته راجع تاريخ دولة

السلجوقي من ٥١٠ ، ٥٢٠ ،

(٥٣٤) كمال الدين ابو يحيى محمد بن فلاح بن الرشي
المكي الفقيه

كتب الى بعض الرؤساء من رسالة : ان زمام الامل وحرمة
الترجاء الذين هما اجل وسيلة واوكد فضيلة ، كل حُرَّة
تأبى لها ومطرحه معها ، لا تتركه من راعى الكرم وحرر
النعم - مثل مراعاة مولنا - سكنت الامال اليه ، و
انسلطت الاحوال به ، فلا عدمت من سيدي بتراً وانعاماً
[و] رفعة واحساناً ،

(٥٣٨) كمال الدين ابو نصر محمد بن فخر الدين ابي
سعد المبارك بن يحيى المخرمي المحدث شيخ رباط المستجد
من بيت العدالة والعلم والرئاسة والتقدم والمعرفة
قد تقدم ذكر والده صاحب الديوان فخر الدين ابي
سعد ، وكان شيخنا ابو نصر من محاسن الشيوخ ، سمعنا عليه
كتاب عوارف المعارف بسماعه من معتف شيخ الشيوخ
شهاب الدين عمر بن محمد الشهروردي بقراءة
محيي الدين محمد بن يحيى بن المحيا العباسي في جماعة ،
وقد كتب الاجازة لي ولا ولا دى سنة ثمان وسبعين ، و
لما قدمت العراق كان شيخنا بالرباط المستجد وسمعت عليه

له كتب عليه في الاصل : تبع ، من زياداتنا ، له كناه صاحب

تاريخ العراق اباسيد وكان صدر دجيل ثم نقل الى شيخنا رباط الحرم وتوفي سنة ٦٦٦ هـ

راجع تاريخ العراق ج ١ ص ٢٥٩ بما بعدها ،

بقراءة شيخنا غياث الدين ابي المظفر بن طائوس
جزء البانياسي ،

(٥٢٩) كمال الدين ابوبكر محمد بن ابي المجد بن ابي

الفضائل بن عبد الحميد القرنوي الفقيه

من البيت المعروف بالفقه والقضاء وقد ذكرت منهم
جامعة على ما اقتضى ترتيب هذا الكتاب والله الموفق لصرا
(٥٥٠) كمال الدين ابوطالب محمد بن عمر الدين محفوظ

ابن معتوق يعرف بأبن البروري البغدادى الواعظ
قديم مع اخيه نجم الدين مدينة السلام لما توفى والداه
شيخنا عمر الدين بد مشق ، وهو شاب كئيب اشتغل بالوعظ
وقراءة الاحاديث النبوية وسكن الرباط الذى كان اخوه
استجده بدرب بهرون وتردد اليه الاصحاب وله
سمت حسن ،

(٥٥١) كمال الدين محمد بن محمد بن احمد الدائري

كان من الفقهاء العلماء ، قرأت بخطه :-

المال ياتي كل ذي خفيض ويأبى كل ابي

كالما ينزل في الوهاب وليس يصعد في لدواني

له هو ابو عبد الله مالك بن احمد بن علي بن ابراهيم الفراء توفى محترقا في المحرق

العظيم الذي وقع ببغداد سنة ٢٨٥ هـ عن سبعمائة ثمانين سنة ، راجع كشف الظنون

ج ١ ص ٣٩٧ ، الانساب ورق ٦٣ ب ، الشذرات ج ٢ ص ٣٥٤ ، هـ وكانت

وفاته سنة ٢٩٣ هـ ، الشذرات ج ٥ ص ٢٢٤ ، هـ : المآد ،



۱۵

ایڈیٹڈ کالج میگزین

حصہ اول



ایڈیٹر
محمد رفیع خاں
(پروفیسر خجابت یونیورسٹی)



فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	محکمہ آثار قدیمہ ہند کی کارکردگی اور اسلامی باقیات	ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ ایم۔ اے۔ ڈی۔ لٹ	۳
۲	رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ —	پروفیسر حافظ محمد محمود شیرانی	۲۳
۳	تفہیم مجمع الآداب فی معجم الاقاب۔ لاین الغولی (کتاب اللام والیم)	مولوی محمد عبد القدوس غازی	۴۹
۴	فہرست القوافی (جولان العرب میں درج ہیں)	مولوی عبد القیوم۔ ایم۔ اے۔ پروفیسر زمیادہ کالج گجرات	۲۱۷
۵	ہد آپٹکس اور نپیل کالج لاہور	—	۲۱۷ تا ۲۱۸

نوٹ :- ضمیمہ عربک اینڈ پشین سوسائٹی کے ممبروں اور خیرین کا نام ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے

گیلانی الیکٹریک پریس لاہور میں باہتمام مہتمم ایشراس پریس پبلش ہو اور ابو صدیق اعوان اور نپیل کالج لاہور کے سربراہ

اورینٹل کالج میگزین

عرض واجب

اغراض و مقاصد اس رسالے کے اجرا سے غرض یہ ہے کہ احیاء ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاحداً امکان تقویت دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے۔ جو

سنسکرت، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں +
 کس قسم کے مضامین شائع کرنا مقصود ہے | کوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہوں غیر زبانوں تکفیداً کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور کم ضخامت کے بعض مفید رسالے بھی باقسط شائع کئے جائیں گے
 رسالے کے دو حصے | یہ رسالہ دو حصوں میں شائع ہوتا ہے حصہ اول عربی، فارسی، پنجابی و ہجروف فارسی حصہ دوم سنسکرت، ہندی، پنجابی (ہجروف گورکھی)، ہر ایک حصہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے +
 وقت اشاعت و | یہ رسالہ بافضل سال میں چار بار یعنی نومبر، فروری، مئی، اگست میں شائع ہوگا
 قیمت اشتراک | سالانہ چند حصہ اردو کے لئے ۴ اورینٹل کالج کے طلبہ سے چندہ اعلیٰ کے وقت وصول ہوگا کسی سہ ماہی سالہ کے نہ پہنچنے کی شکایت سالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ ایسی شکایت پر غور نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی مدت فروری و مئی و ستمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیئے +

خط و کتابت و ترسیل | زیر خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اور ترسیل زر صاحب پریس اورینٹل کالج کے نام ہونی چاہیئے۔ مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں +

محل فروخت | یہ رسالہ اورینٹل کالج کے دفتر سے خریدایا جاسکتا ہے +
 قلم تحریر | حصہ اردو کی ادارت کے فرائض پریس محمد شفیع ایم اے اورینٹل کالج سے متعلق ہیں اور یہ حصہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی کی امانت سے مرتب ہوتا ہے +

محمد علی محمد گت میں کالج بند ہوتا ہے۔ اسلئے یہ نمبر مورخہ جون یا ستمبر میں شائع ہوتا ہے +

محکمہ آثارِ قدیمہ ہند کی کارکردگی

اور اسلامی باقیات

از نقش و نگارِ درو دیوار شکستہ آثارِ پدید است منادِ عجم را
اس حقیقت نفس الامری سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسان فطری طور
پر اپنی پرانی کہانی کو یاد رکھنے پر مجبور ہے۔ وہ اپنے گزشتہ حالات و واقعات پر
فخر کرتا ہے۔ اور اپنی داستان کے مختلف ابواب کو سن کر خوش ہوتا ہے۔ اس
فطری جذبہ کی تسکین تاریخ سے ہوتی ہے۔ جس کو محفوظ اور قلمبند کرنے میں
نسل انسانی نے اکثر شغف و انہماک کا ثبوت دیا ہے۔

تاریخ نویسی کا قدیم دستور یہ تھا کہ مؤرخ جتنے اوسع مستند منقولات و
روایات پر اپنی تاریخ کا دار و مدار رکھتے تھے۔ لیکن انیسویں صدی عیسوی
میں یورپ میں ایک جدید علمی تحریک پیدا ہوئی جس نے اکثر علوم کے قدیم
اصول میں تغیر پیدا کیا۔ اور تاریخ نویسی کو محض روایت و درایت تک محدود نہ
خیال کرتے ہوئے اس کے ذرائع و وسائل کو بہت وسیع کر دیا۔ ان جدید مآخذ
تاریخی میں آثارِ قدیمہ پرانے سکے اور نوادرِ عتیقہ بھی شامل ہیں۔ جن کا مطالعہ کسی
فوری تاریخ اور تمدن کے صحیح فہم و ادراک کے لئے از بس ضروری خیال
کیا جاتا ہے۔

ایک یورپین مصنف پاتری نے آثارِ قدیمہ کے متعلق لکھا ہے کہ : اس

سائنس کے ذریعے تاریخ جس کی ایک شاخ ہے۔ ہم انسانی فطرت کا پتہ چلا سکتے ہیں اور یہ جان سکتے ہیں۔ کہ ہر زمانہ اور ہر صدی میں انسان کس حالت میں تھا؟ اس کی استعداد کیا تھی؟ اور بالآخر یہ کہ وہ اپنی زندگی کی تکمیل میں کہاں تک کامیاب ہوا اور کہاں تک ناکام؟

ہیک خیال کچھ لمحوں کے لئے لاہور سے دور مغلوں کی قدیم راجدھانی میں پہنچتا ہے۔ جہاں جن و عشق کی مرموز داستان اہل دل اور اہل ذوق کی دلربائی اور دلکشی کے لئے زندہ جاوید کھڑی ہے۔ یہ روضہ تاج محل ہے۔ جو شعرو جذبات کی رنگین یادگار ہے۔ اس میں استادانِ ناوہ کار اور مہندسانِ غرائبِ نگار نے عجیب صنعت کا استعمال کیا ہے۔ یہ فن کی ایک حیرت افزا بہشت ہے۔ لیکن فن سے کہیں زیادہ ایک دور کی تہذیب و اخلاق کی آئینہ دار ہے۔ تاج محل اور اس طرح کی ہزاروں یادگاریں عہدِ گزشتہ کی تاریخ کے زندہ مرقعے پیش کرتی ہیں۔ جو الفاظ و حروف کے نقوش سے کہیں زیادہ انسانی زندگی کی حکایت بیان کرتی ہیں۔

موجودہ مقالہ میں انہی 'فانی غیر فانیوں' کا کچھ حال بیان کرنا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے۔ کہ نوجوانانِ ملک ان آثارِ قدیمہ کے زندہ رکھنے اور ان کی قدر و قیمت کو سمجھنے کی طرف توجہ کریں۔ جن سے ان کی قدیم معاشرت اور تمدن کے متعلق ناقابلِ تردید ثبوت مہیا کئے جاسکتے ہیں۔ ہندوستان میں جو محکمہ آثارِ قدیمہ ایک عرصہ سے قائم ہے۔ اس کی کارکردگی پر فائز نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے۔ کہ یہ محکمہ کہاں تک صحیح اصولِ کار پر پابند ہے۔

یوں تو اس سلسلے میں بہت سامواد بغرض مطالعہ ل سکتا ہے۔ لیکن

اس وسیع ذخیرہ سے چند ضروری نتائج کو ان صفحات میں پیش کیا جاتا ہے۔ آج کل محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر راؤ بہادر ڈکشیٹ ہیں۔ جنہوں نے محکمہ کی پچیس سالہ کارکردگی پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ ذیل میں اس میں سے مفید اور ضروری مطالب کا خلاصہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد محکمہ کے اصول کار پر جو تنقیدی رپورٹ سر لینو آرڈوٹی نے لکھی ہے۔ اس کے ایک باب کا جامع خلاصہ بدیں غرض یہاں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ محکمہ کے رجحان اور اس کی اصلاح کی کوئی تدبیر ہو سکے۔

بطور تمہید یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ ہندوستان میں آثار قدیمہ کے مطالعہ کا فوق کب اور کیسے پیدا ہوا؟ جہاں تک مختلف ذرائع سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے یہ شاید صحیح ہے کہ ہندوستان میں آثار قدیمہ کی اہمیت کا احساس پچھلی صدی میں پیدا ہوا۔ چنانچہ اس زمانہ کی بعض کتابوں (مثلاً تفریح السموات، احوال مسترقا، آثار الصنادید، تاریخ لاہور کنہیا لال ہندی، تحقیقات حشتی اور تاریخ لاہور از سید عبداللطیف وغیرہ) سے پتہ چلتا ہے۔ ان میں آثار الصنادید سر سید نہایت فاضلانہ اور محققانہ تصنیف ہے۔

درحقیقت اہل ملک کی یہ کوششیں بھی کسی حد تک بعض انگریز اہل علم کے زیر اثر عمل میں آئیں۔ جن کی ابتدا آج سے ایک صدی قبل ہوئی۔ جبکہ پہلے پہل جیمز پرنسپ نے براہی رسم الخط کا انکشاف کیا۔ لیکن یہ ابتدائی کوششیں تھیں۔ اور اس سلسلے میں باقاعدہ کام

ۛ The Progress of Archaeology in India during the past twenty-five years - R.B. Dikshit (1939) & Wooly. & The Progress of Archaeology in India during the past twenty-five years by Rao Bahadur H.N. Dikshit (1939) P. 1.

۱۸۶۲ء میں شروع ہوا۔ جب حکومت نے جنرل سر الگزنڈر کننگھم کی سرکردگی میں محکمہ آثارِ قدیمہ کا افتتاح کیا۔ جنہوں نے متواتر بیس سال تک ہندوستان کے آثار و تعمیرات کا مفصل جائزہ لیا۔ بد قسمتی سے ۱۸۸۹ء میں یہ محکمہ تخفیف میں آگیا۔ اور سوائے چند افراد کے، محکمہ کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔

لارڈ کرزن جب وائسرائے اور گورنر جنرل ہندوستان ہو کر آئے۔ تو انہوں نے ہندوستان کی قدیم تہذیب و تمدن کی ان یادگاروں کی کس پرہسی سے متاثر ہو کر، نیز ان کی تاریخی اہمیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے محکمہ آثارِ قدیمہ کو پھر سے قائم کیا۔ اور اس کی بنیاد مالی اور علمی اساس و اصول پر رکھی۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں سر جان مارشل (جو اس وقت سٹراشل تھے) کو اس محکمہ کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا۔ جس کے بعد اکتشافی سرگرمیوں میں ایک نئے دور کا افتتاح ہوتا ہے۔ سر جان مارشل نے پہلے دس سال میں آرکیالوجی کے کام کے امکانات اور ان کی توسیع و ترقی کے اسباب و وسائل کا جائزہ لینے میں صرف کئے۔ اور جنرل کننگھم کے زمانے میں جس حد تک کام ہو چکا تھا۔ اس پر دوبارہ نظر ڈالی اور تمام کارکردگی کو پونان، اٹلی اور دوسرے مغربی ممالک میں استعمال کر وہ اصول کے مطابق چلانے کی کوشش کی۔ اس تمام زمانے میں قدیم ہندو عہد کے آثار کو کھودنے میں اور علی الخصوص بدھ تہذیب سے متعلق بعض مقامات کو ٹٹولنے اور ان کو معرض عام پر لانے کے لئے بہت جدوجہد ہوئی۔ سر جان مارشل کی ان تحکیم کوششوں سے ۱۹۱۲ء میں محکمہ آثار نے بعض انقلاب انگیز انکشافات کئے۔ اور ۱۹۲۳ء میں مہن جوڈارو اور ہیراپا کے انکشاف سے تاریخ ہندوستان کا ایک فراموش شدہ ورق پھر سے مل گیا۔ اور بقول راؤ بہادر ڈکشت آثارِ ہند کی قدامت ہزاروں برس پہلے معین ہو گئی۔ ۱۹۲۵ء سے لے کر

اس وقت تک اگرچہ حکومت ہند کسی حد تک مالی بد حالی کا شکار رہی۔ جس کی وجہ سے بہت سے سرکاری اداروں کی قوتِ عمل اور سرگرمی میں فرق آگیا۔ لیکن آثار کا محکمہ مستعدی کا ثبوت دیتا رہا۔

مناسبت مقام کے اعتبار سے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ محکمہ آثارِ قدیمہ کے اصول اور اس کام کے نمایاں شعبوں کے متعلق چند باتیں اس موقع پر آپ کے گوش گزار کر دی جائیں۔ اس محکمہ کا کام مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) کھدائی Excavation

(۲) تحفظ آثار Conservation

(۳) عجائب خانے Museums

(۴) علمِ کتبات Epigraphical work

(۵) مسکوکات Numismatics

محکمہ آثارِ قدیمہ نے گزشتہ پچیس سال میں جو کام کیا۔ اس پر راؤ بہادر ڈکشنٹ نے ایک جامع تبصرہ کیا ہے۔ کھدائی کے سلسلے میں محکمہ کی زیادہ توجہ ٹیکسلا، پٹلی پتر، ساپچی اور بیس نگر، نالندہ، میرپور خاص، سارناتھ، موہنجو دڑو اور ہڑپا کی حفريات کی طرف رہی۔ ۱۹۲۶-۱۹۲۷ء میں مسٹر ہارگریوز نے بلوچستان میں نال وغیرہ مقامات کو ٹھٹھا۔ جس کام کو بعد میں سر آرل سٹائن نے وسعت دی۔ اسی طرح سندھ، بنگال، بہار، مدراس میں محکمہ نے کسی قدر جانفشانی سے کھدائی اور حفظِ آثار کا کام انجام دیا۔

اس پچیس سال کے عرصے میں، آثارِ ہند کی حفاظت کے عجائب خانے | کام کو جو فروغ حاصل ہوا۔ اس کے نتیجے کے طور پر

انکار کے عجائب خانوں کو بھی بہت ترقی ملی۔ محکمہ کی طرف سے دس عجائب خانے قائم ہوئے۔ جن میں سے پانچ گزشتہ دس سال کے عرصے میں قائم ہوئے۔ نئی دہلی کامیوزیم اس لحاظ سے بہت اہم اور قابل ذکر ہے کہ اس میں سر آرل سٹائن کے وسط ایشیا کے عجائبات محفوظ ہیں۔ ٹیکسلا کا عجائب خانہ ۱۹۲۸ء میں قائم ہوا اور بقول راؤ بہادر ڈکٹٹ باعتبار تخطیط (Plan) ۱۰ اشیائے مخطوطہ اور عام انتظام و اہتمام کے ملک کی بہترین عجائب گاہوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے عجائب خانے قائم ہوئے جن میں سے بعض صوبہ جاتی ہیں۔ اور بعض مقامی۔ ان میں ہڑپا، موہنجو ڈارو اور دیگر مقامات کے عجائبات کا ذخیرہ رکھا گیا ہے۔

عجائب خانوں کے انتظام و اہتمام کے بارے میں جس کے متعلق آگے چل کر پھر کچھ کہا جائے گا۔ سب سے عمدہ تبصرہ وہ ہے۔ جو ہارگریو اور مارخم صاحبان نے ہندوستان کے عجائب گھروں کے دقیق معاینہ کے بعد کیا ہے اور محکمہ کو بعض اصولی نقایص کی طرف توجہ دلائی ہے۔

تحفظ آثار | محکمہ آثار قدیمہ کی سرگرمیوں میں پرانی تعمیرات و آثار کی حفاظت کا کام جزو اکبر کا درجہ رکھتا ہے۔ جس پر محکمہ کا بیشتر روپیہ صرف ہوتا ہے۔ آج سے پچیس سال پہلے تحفظ آثار کا کام صوبہ جاتی ذمہ داری کے ماتحت تھا۔ اور مرکزی حکومت کی جانب سے صرف ان مواقع پر امداد مل جایا کرتی تھی۔ جب صوبہ جاتی بجٹ کسی کام کی وسعت کے لئے ناکافی نہ ہو لیکن ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے بعد پرانے آثار کی حفاظت مرکز کے ماتحت آگئی۔ جس کی وجہ سے اس کے راستے سے وہ پرانی مالی دقیقیں اور دیگر عملی مشکلات رفع ہو گئی ہیں۔ راؤ بہادر ڈکٹٹ کی رائے ہے۔ کہ اگرچہ

ہندوستانی آب و ہوا کی خرابی اور آثار کی کثرت و وسعت کی وجہ سے محکمہ کو بعض اوقات بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن یہ حیثیت مجموعی بہت سی پرانی عمارتوں کی اصلاح و مرمت کر لی گئی۔ دہلی اور آگرہ کی قدیم اسلامی عمارتوں کو بھی ان کی اصلی حالت میں لانے کے لئے محکمہ نے بہت ساعدہ کام کیا۔ غرض گزشتہ رُج صدی میں ایک کروڑ اور پچیس لاکھ روپیہ عمارتوں کی ترمیم و تہذیب پر خرچ ہوا۔ جس سے اس ادارہ کی کارکردگی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

علم کتبات | علم کتبہ شناسی کو زیر بحث زمانے میں اچھی خاصی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ غالباً یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ علم کتبات کو آری کیا لوجی اور تاریخ سے گہرا تعلق ہے۔ ان پچیس برسوں کے دوران میں مختلف کتبوں کی مدد سے تاریخ کے بعض نہایت مشکوک اور تاریک گوشوں پر روشنی پڑی۔ وہ نظریات جو عرصہ سے رائج چلے آتے تھے۔ وہ یک یک تبدیل ہو گئے۔ کئی اختلافی باتوں کے فیصلے ہو گئے۔ اور بے شمار باتوں کے متعلق جدید معلومات حاصل ہوئیں۔ علی الخصوص بعض واقعات کے سن وقوع کے متعلق یقینی شہادتیں دستیاب ہوئیں۔

مثال کے طور پر سرکار نظام کی مملکت میں اشوک کے ایک کتبے کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوگا۔ جس کا انکشاف ۱۸۶۸ء میں راؤ بہاؤ کرشنا شاستری نے کیا۔ اس کتبے کی عظیم الشان خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اشوک کا نام درج ہے۔ اور غالباً ہی ایک کتبہ ہے۔ جس میں اس بادشاہ کا نام آیا ہے۔ اسی طرح جنوبی ہندوستان کے بہت سے کتبات نے تاریخ کے پرانے مسلمات میں انقلاب پیدا کیا۔ جس کی تفصیل کے لئے راؤ ہلوڈ کٹ

کے محولہ بالا تبصرہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے +
اسلامی کتبات کی تلاش اور ان کے انگشاف کی کوششیں اگرچہ

خاطر خواہ نہیں ہوئیں۔ جیسا کہ آگے چل کر اس کا ذکر آئے گا۔ تاہم جو کچھ ہوا
اس کو غنیمت خیال کرنا چاہیئے۔ راؤ بہادر صاحب کے بیان کے مطابق

۵۶۸ کتبہ معلوم ہو کر پڑھے گئے اور *Epigraphia Indo-Muslimica*

کی ۱۴ اشاعتیں مع ایک ضمیمہ کے شایع ہو کر طلبہ تاریخ کے ذخیرہ علمی ہیں
اضافہ کا باعث ہوئیں۔ یہ کتبات کابل سے لے کر دنیان پور اور مدغل (ضلع

راٹھور) تک تقریباً تمام صوبجات سے متعلق ہیں۔ اور چھٹی صدی ہجری سے
شروع ہو کر بارویں صدی ہجری تک متد ہوتے ہیں۔ ان سے بہت سے

خاندانوں کے کوائف پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر زمانے کے

تمدن اور تہذیبی نقطہ نگاہ کے متعلق بھی بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں

وکن کے کتبات کے متعلق ایک خاص بات یہ ہے کہ ان میں ٹٹ اور طغر

خط استعمال کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح افغانوں کے عہد اور مغلوں کے عہد کی

امتیازی خصوصیات بھی نہایت مستحکم طور پر آشکارا ہوتی ہیں +

سکوکات | سکوں سے تاریخ کے بعض مبہم امور پر بہت تسلی بخش روشنی
پڑتی ہے۔ ہندوستان میں سکہ شناسی کا ذوق اگرچہ شروع

میں بہت کم تھا۔ لیکن اب روز بروز ترقی پر ہے۔ قدیم یونانی سکوں سے
لے کر آفری اسلامی بادشاہوں تک سب کے متعلق سکے تلاش کے بعد دستیاب

ہو رہے ہیں۔ صرف توجہ۔ محنت اور ذوق کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے

میں جو کام ہوا۔ اس کا کچھ اندازہ اینن (Annan) کی گہتا خاندان کے سکوں

کی فہرست اور دوسری کتابوں سے ہو سکتا ہے۔ جہاں تک مسلمان بادشاہوں کے

سکوں کا تعلق ہے۔ نیلسن رائٹ (Nelson Wright) کی فہرست مسکوکات اور ہوڈیوالہ کی *Studies in Mughal Numismatics* خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ریاستوں میں بھی آثارِ قدیمہ کے سلسلے میں بہت کام کی گنجائش ہے مثلاً حیدرآباد، میسور، گوالیار وغیرہ میں اس غرض کے لئے باقاعدہ محکمے قائم ہیں۔ جن کی رودادیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ریاستوں کے یہ محکمے کم و بیش انہی اصولوں پر کام کر رہے ہیں۔ جو برٹش انڈیا کی آرکیالوجی کے پیشِ نظر ہیں۔

حضرات! میں نے محکمہ آثارِ قدیمہ کے کام کے متعلق ایک مختصر مگر جامع سا خاکہ پیش کیا ہے۔ جو راؤ بہاؤ دیش کے اپنے بیان پر مبنی ہے۔ عربک پرنسپل سوسائٹی کے معین اور مخصوص زاویہ نگاہ سے محکمہ کی کارکردگی پر بحث کرتے ہوئے قدرتی طور پر یہ سوال کرنا پڑتا ہے۔ کہ محکمہ ہندوستان کے اسلامی عہد کے آثار و عمارات کو محفوظ کرنے اور اس زمانے کی تاریخ کے تاریک گوشوں پر روشنی ڈالنے کے سلسلے میں کہاں تک مخلصانہ کوشش کر رہا ہے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ اسلامی عہد کے باقیات کے لئے جو کچھ ہو چکا ہے۔ اس کے لئے محکمہ بہت کچھ مستحقِ تحسین و آفرین ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے۔ کہ جتنا ہونا چاہیئے۔ اتنا نہیں ہوا۔ پشاور سے لے کر جنوب تک اور بلوچستان سے لے کر بنگال تک چپے چپے پر مسلمانوں کے آثار موجود ہیں۔ علی الخصوص صوبہ پنجاب اور سندھ، گجرات اور بنگال، اور راجپوتانہ میں کام کی اس قدر گنجائش ہے۔ کہ محکمہ نہایت کامیابی کے ساتھ محنت کر سکتا ہے۔ اور اس کا ثمرہ حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن جائے افسوس ہے کہ محکمے کی توجہ اُصوری ہے جس کے باعث اس کی نگاہِ اعتنا صرف

خاص خاص جگہوں پر پڑتی ہے اور بعض اور جگہیں مستحق نظر نہیں خیال کی جاتیں۔ ۱۹۳۶ء میں عربک پریشین سوسائٹی کے ایک رکن نے صوبہ سندھ کا دورہ کیا۔ اور دس بارہ دن کے مختصر عرصے میں مفید ذخیرہ معلومات، کتبوں سے حاصل کیا۔ جس کی طرف محکمہ نے بظاہر توجہ نہ کی تھی۔ سلطان محمد غفلت کی قبر کا حال اب تک معلوم نہ تھا۔ لیکن اب مذکورہ کتبوں میں سے ایک کتبے کی مدد سے یقینی طور پر روشن ہو گیا ہے :

اسی طرح راجپوتانہ میں قدم قدم پر آثار و علامات کی اتنی کثرت ہے کہ ایک نظارگی دشخوار پسند کے لئے وہ مایہ صد عبرت بن سکتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہر سال یہ گرانمایہ شواہد تاریخی مٹتے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے تاریخ کے ایک اہم صفحہ کو مبہم چھوڑتے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۶ء کے بعد سندھ میں انہی مقامات سے گزریے تو آپ کو یقیناً اس خزانہ میں کمی معلوم ہوگی۔ وہی پتھر، وہی بل، وہی دہلیز، وہی کتبہ۔ جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ غائب معلوم ہوتی ہے۔ غرض رفتہ رفتہ تہذیب و معاشرت کا یہ قدیم مرقع تاراج صرصر ایام ہو کر پریشان ہوتا جاتا ہے اور کوئی پرسان حال نہیں :

اس میں شبہ نہیں کہ اس میں قصور اس قوم کا بھی ہے۔ جس کی تاریخ سے یہ چیزیں متعلق ہیں۔ کیونکہ یہ اسی کا فرض ہے۔ کہ اپنے باقیات الصالحات کی حفاظت کرے اور اپنی عظمت کے مٹے ہوئے نشانات کو جوڑنے اور اجاگر کرنے کی کوشش کرے لیکن با این ہمہ اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ محکمہ آثار کو بھی (میں ہر افسوس اس حقیقت کا اعلان کرتا ہوں) اس شعبہ کی طرف توجہ کم ہے۔ یہ تو خوشی ہے۔ کہ قدیم ہندوستان کی تاریخ کھود کھود کر

از سر نو مرتب کی جا رہی ہے۔ لیکن اس بات کا رنج ہے کہ محکمہ اسلامی ہمد کے ساتھ پورے انصاف کی پالیسی پر عمل نہیں +

میں نے محکمہ آثار قدیمہ کی موجودہ پالیسی پر جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ کسی تعصب، کوتاہ بینی اور غلط فہمی پر مبنی نہیں۔ بلکہ درحقیقت، اس وردناک نقصان اور تلفت و زیان کو دیکھتے ہوئے جو تاریخ کے ایک شن ترین ہمد کے شواہد کے متعلق ظہور میں آ رہا ہے۔ اگر نکتہ چینی کالب و لہجہ اس سے بھی تیز و تند ہو۔ تو نامناسب نہ ہوگا۔ یہ کیا قیامت ہے۔ کہ وہ آثار جو زیرِ زمین مدفون ہیں اور جن کا سوا حصہ بھی دستبردِ ایام سے محفوظ نہیں۔ اس قابل خیال کئے جائیں۔ کہ ان کے لئے کھدائی ہو۔ پھر ان کا ایک فرضی نقشہ افسران محکمہ تیار کریں۔ اور جدید مسالہ اور نئے سنگ و خشت کے ساتھ ایک قیاسی عمارت تیار کر لی جائے اور اس کو دو ہزار سال پہلے کی عمارت یا آبادی کہہ کر پکارا جائے لیکن اس کے مقابلے میں افغانی اور مغلی عہد کی شاندار زندہ عمارتیں اسیدار توجہ ہی رہ جائیں اور ان کو بٹھنے دیا جائے۔ اور وہ اس لائق نہ خیال کی جائیں۔ کہ ان کی ترمیم و اصلاح کر لی جائے۔ وقت کی تنگ دامانی مانع ہے۔ ورنہ یہ بتایا جاتا۔ کہ کہاں کہاں ایسی شاندار عمارتیں ہیں۔ جو یا تو ناہل مالکان زمین کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہیں۔ یا محکمہ کی ناقدر شناسی کا ماتم کر رہی ہیں +

بات دراصل یہ ہے کہ محکمہ کا اصولِ کاری درست نہیں۔ اس میں لائق اور تربیت یافتہ (ٹریڈ) افسران کی کمی ہے۔ اور جو ہیں۔ وہ ایک مخصوص جذبہ سے سرشار ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ایک معین پنج پر چل رہے ہیں۔ اور جو چیز اس سے فدا باہر ہے۔ وہ وقفِ غفلت ہو کر رہ جاتی ہے

محکمہ کی کارکردگی کا صحیح ترین اور سب سے آخری جائزہ وہ ہے جو سر لیونارڈ وولی نے اپنی رپورٹ میں لیا ہے۔ ۱۹۳۸ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے محکمہ آثار قدیمہ کی کارکردگی پر تحقیقی رائے پیش کرنے کی درخواست کی۔ جس پر عمل کرتے ہوئے سر لیونارڈ وولی نے ایک رپورٹ مرتب کی۔ جو کئی لحاظ سے لائق مطالعہ ہے۔ صاحب موصوف نے اس تبصرہ کے چھ ابواب میں محکمہ کے تمام متعلقہ امور پر مفصل بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ محکمہ آثار قدیمہ جس اصول پر کام کر رہا ہے۔ وہ بالکل غلط اور غیر علمی (unscientific) ہے اور جتنا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں جو فائدہ مترتب ہو رہا ہے۔ وہ بہت کم ہے۔

حضرات! میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس اہم دستاویز کے ایک کچھ متعلقہ باب کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرنا سبب نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے ذہن و فکر کو حکومت ہند کے اس اہم شعبہ کی کارکردگی اور طریق کار سے روشناس کرانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وئی صاحب کی تحقیقات کے اہم امور کو آپ کے ذہن نشین کیا جائے۔

سب سے پہلے حفظ آثار کو لیجئے۔ اس کام پر حکومت ہند کا تحتفظ آثار چھ لاکھ روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس میں پُرانی عمارتوں، قبروں اور باغوں کی مرمت اور نگہداشت بھی شامل ہے۔ محکمہ بہت حد تک لائق تحسین ہے۔ کہ اس نے بعض بڑی بڑی عمارتوں کو محفوظ کرنے کے لئے عمدہ کام کیا۔ اور ان کی سرگرمیوں کا یہی حصہ ہے۔ جو پبلک سے اور سیاحوں سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ لیکن محکمہ سالانہ کم و بیش ۲۳۰۰۰ روپیہ

بعض ایسے آثار کے تحفظ پر صرف کرتا ہے۔ جو اس سے پہلے زیر زمین مدفون تھے۔ اور اب کھدائی کے ذریعے ان کو سطح پر لایا گیا ہے۔ اور چونکہ وہ نہایت شکستہ حالت میں تھے۔ اس لئے ان کو از سر نو بنانا پڑا۔ یہ محکمہ کی ایک خوفناک غلطی ہے۔ کیونکہ ان مدفون عمارت کی جدید تعمیر ان زندہ اور رجحالیات اور آرٹ کے اعتبار سے بلند پایہ عمارتوں کی حفاظت کے مقابلے میں کوئی وقت نہیں رکھتی اور اس پر جو روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ اس کو تضيع زر سمجھنا چاہیئے۔

کھدائی کے چند اصول | کسی کنڈر کی کھدائی اور اس کے تحفظ کے سلسلے میں چند باتیں ہمیشہ پیش نظر رکھنی

چاہئیں :-

اول۔ کیا اس کنڈر کی حفاظت عملاً ممکن ہے ؟
دوم۔ کیا اس کی حفاظت کی کوئی خاص ضرورت ہے ؟
سوم۔ کیا اس کی حفاظت سائنس دانوں کے فائدہ کے لئے ہے۔
یا عام پبلک کے لئے ؟

چہارم۔ کیا اس سے جو فائدہ ہوتا ہے۔ وہ صرف شدہ روپیہ کے مقابلہ میں کم ہے یا برابر ؟

وئی صاحب کی رائے ہے۔ کہ محکمہ کے افسران کے ذہن میں یہ سوالات کبھی نہیں آئے۔ اور وہ زیر زمین مدفون کنڈروں میں سے ہر ایک کی اندھا دھند حفاظت کی حکمت عملی پر عامل ہیں۔ حالانکہ ہر کنڈر کی کھدائی اور اس کی حفاظت کے سوال پر پہلے پورا پورا غور ہونا چاہیئے۔ جہاں تک آثار شناسی کے فائدہ کا تعلق ہے محکمہ کی ان اپ شناپ کھدائی سے علم کو نقصان پہنچا ہے

کیونکہ شاید آثار شناس ان سے اپنے نتائج اخذ کر سکتا۔ لیکن محکمہ کے افسران نے جو خاکہ تجویز کیا اور اس کو محفوظ کرنے کے لئے اس کی تعمیر کر دی اس سے آثار شناس کے لئے آزاد تحقیق ممکن نہ رہی۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ "آثار شناس کے نقطہ نگاہ سے تحفظ آثار جتنا کم ہوتا ہے بہتر ہے"۔

اب رہے عوام۔ عوام کو تحفظ آثار سے اور بھی کم فائدہ ہوتا ہے۔ علی الخصوص جبکہ کھنڈر ان کی رسانی سے باہر ہوں اور عام شاہراہوں یا آبادیوں سے دور! ایک عام آدمی اس کھنڈر کی تاریخی اہمیت کا کیا احساس کرے گا جس کے متعلق اُسے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس وسیع عمارت میں ۱۰ حصہ نئے سالہ سے جدید انجینیروں نے تیار کیا ہے!

وہی صاحب نے کھدے ہوئے آثار کے بلا استیاز اور اناپ شتاب تحفظ کے خلاف شدید صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار مواقع پر اس چیز پر اعتراض کیا۔ لیکن افسران محکمہ نے اس کا یہی جواب دیا کہ ہم از روئے ضمیر اس بات کے پابند ہیں۔ کہ آثار قدیم میں سے جو چیز ہمارے سامنے آجائے۔ اس کی حفاظت کریں۔ اس کا جواب ایک ہی ہے۔ کہ محکمہ نامکن اصول مقصد کے لئے قوم و ملک کا روپیہ ضائع کر رہا ہے۔ "اس قسم کے کھنڈر کی حفاظت صرف ایک ہی طریقہ سے ہو سکتی ہے۔ کہ اس کو دوبارہ دفن کر دیا جائے"۔

افسوس ہے۔ کہ محکمہ نے ان بنیادی اصولوں پر بالکل عمل نہیں کیا۔ پہاڑ پور میں جو کام ہوا۔ وہ کسی حد تک تسلی بخش معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں بہت کم تحفظ عمل میں آیا ہے۔ اسی طرح راولپنڈی کے علاقہ میں بدعہ خانقاہوں میں جلنے تحفظ کی ضرورت تھی۔ اس سے کہیں زیادہ عمل میں لائی گئی ہے

اور اب وہاں پُرانی اور نئی چیز میں امتیاز کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ حالانکہ دونوں کے درمیان کوئی امتیازی نشان ہونا چاہیے۔ تاکہ لوگ صو کے میں مبتلا نہ ہوں +

جولیان (Jaulian) ۱ میں ۲۰۰۰ روپیہ صرف ہوا۔ لیکن اس سے فائدہ بہت کم ہوا۔ اور یہ غلیٹ ہی ہوا۔ کہ Dharmayika میں محکمہ کو وہ جانفشانی کا موقعہ نصیب نہ ہوا +

برسرِ کپ میں ۲۲ ایکڑ زمین کی کھدائی ہوئی۔ جس پر بہت سا سرمایہ صرف ہوا۔ جسے ضائع شدہ ہی خیال کرنا چاہیے۔ بہر کے ٹیپے (Bhite) Mond میں تمام سکیم کا اس قدر ستیاناس کیا گیا ہے۔ کہ علمی کام کے سلسلے میں مفید ہونے کے بجائے یہ ساری کوشش مُضر ثابت ہوئی + اُن جگہوں میں جہاں پتھر کی بجائے اینٹ استعمال ہوئی ہے۔ صورتِ حالات اور بھی خراب ہے۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ پُرانی اینٹ کے ٹکستے اور ریختے ہونے کی صورت میں بھی اینٹیں لگائی جاتی ہیں۔ اب محکمہ کی جانب سے جو اینٹیں لگائی گئی ہیں۔ وہ اس درجہ پرانی اینٹوں سے مماثل ہیں۔ کہ خود افسران محکمہ کے لئے نئے اور پُرانے کام میں امتیاز کرنا مشکل ہے۔ موہنجو ڈارو میں ایک پُرانے گھر کی ایک دیوار نظر سے گزری۔ جس کا زمانہ ۲۶۰۰ قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر تعجب اور افسوس ہوا۔ کہ اس ساری کی ساری دیوار میں ایک اینٹ بھی ایسی نہیں تھی۔ جس کی عمر پانچ سال سے زیادہ ہو۔ موہنجو ڈارو کے سارے رقبے میں اسی طرح کا فریب وہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ جو نہ آثار شناس کے لئے نفع بخش ہے نہ عوام کے لئے۔ وہ نئی دیواریں جو پُرانی بنیادوں پر

کھڑی کر دی گئی ہیں۔ آثارِ قدیمہ کی حیثیت سے بے کار محض ہیں کیونکہ پُرانے آثارِ نیچے سے دن بدن خراب و خستہ ہوتے جائیں گے۔ گویا محکمہ نے اُن کو زمین سے کھود کر تلف کر دینے کا کام خود کیا ۔

باقی رہا نالندہ سو وہاں بھی یہی جوشِ سرے محل نظر آتا ہے۔ یہاں اگرچہ احتیاط اور علمی دانشمندی کا کچھ نہ کچھ ثبوت مل جاتا ہے۔ لیکن بے ضرورت اور بے مصرف کھدائی اور تحفظ کا مظاہرہ یہاں بھی ہوا۔ نالندہ میں ۳۰ خانقاہوں کی کھدائی اور مرمت ہوئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سب ایک ہی وضع اور اسلوب کی عمارتیں ہیں۔ اور مناسب یہ تھا کہ ان سب کو زندہ کرنے میں وقت اور روپیہ ضائع کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ تین یا چار عمارتیں جلوہ گاہِ شہود پر لائی جاتیں اور باقی آنے والی نسلوں کے لئے زیرِ زمین مدفون ہی رہتیں۔ تو بہت اچھا ہوتا ۔

عجائب خانے | آثارِ قدیمہ کے ساتھ عجائب خانوں کے قیام کی ابتدا ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ جب کہ اول مرتبہ محکمہ کی طرف

سے سرنامہ (Sarnam) میں ایک عجائب گھر وہاں کے منقولہ قدیم نوادہ کی حفاظت کے لئے قائم ہوا۔ دراصل یہ خیال یونان سے لیا گیا ہے۔ جہاں اس کا تجربہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا۔ اور اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت ہند نے بھی اس پر عمل کیا۔ چنانچہ اس وقت علاوہ سرنامہ کے نالندہ، ٹیکسلا، منہجو ڈارو، ہڑپا، مگر مونا کنڈا، گجین وغیرہ میں عجائب گھر قائم ہیں۔ ان خالص محکمہ عجائب گھروں کے علاوہ دہلی، لاہور اور کلکتہ میں بھی نوادہ قدیمہ کے شعبے ہیں ۔

یونان ہندوستان کے مقابلے میں ایک مختصر ملک ہے۔ وہاں فاصلے

اتنے زیادہ نہیں۔ جتنے یہاں ہیں۔ اس لئے وہاں شایعین اور زائرین کا سب عجائب گھروں پر مجموعی نظر ڈالنا آسان ہے۔ لیکن ہندوستان جیسے ایک وسیع براعظم میں یونان کی مثال پر عمل کرنا قرین دانشمندی نہیں + عجائب گھروں سے تین چار فائدے مطلوب ہو کرتے ہیں۔ مثلاً ایک تو یہ ہے۔ کہ نوادر قدیمہ کو محفوظ کیا جائے۔ دوسرا یہ ہے۔ کہ ان سے علمی تحقیق میں مدد ملے۔ خواہ وہ اپنے شاف کی طرف سے ہو یا باقی سکارلز کی طرف سے اور تیسرا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ عام پبلک کو ان کے ذریعے تعلیم دی جائے۔ ان سب فوائد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ شاف علمی طور پر تمام معلومات متعلقہ سے آراستہ ہو۔ پھر یہ بھی لازمی ہے۔ کہ سکارلوں کے پاس تمام متعلقہ رپورٹیں اور دیگر یادداشتیں موجود ہوں۔ تاکہ حوالہ اور مطالعہ میں آسانی ہو۔ لیکن ان نوادر قدیمہ کا نمائش گاہوں میں ان کھنڈروں کے پاس پڑا رہنا چنداں مفید نہیں۔ جتنا یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کسی اعلیٰ درجے کی لائبریری کے پاس ہوں۔ جہاں نوادر اور آرکیالوجی کے متعلق جملہ ضروریات مہیا ہوں۔ یہ سچ ہے۔ کہ جہاں سے کوئی چیز دستیاب ہو۔ وہیں اس کو نمائش کے لئے رکھ دینا منطقی لحاظ سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن افادہ کی طور پر اس بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں +

بعض عجائب گھر ایسے ہیں۔ جن میں نہ تاریخی ترتیب ملحوظ ہے۔ نہ ان پر کوئی نشان یا علامت امتیازی موجود ہے۔ جو شاید اس بات کا پتہ دیتی ہے۔ کہ مایوس اور افسردہ ہتھم (Curator) پبلک اور زائرین کی بے اعتنائی کی وجہ سے اکتے دکتے سیاح کے کبھی کبھار آنکھنے کو اس قابل نہیں خیال کرتا

۲۰

سپر زیادہ وقت صرف کرے۔ ان عجائب گھروں کو بے سود ثابت کرنے
 لئے صرف اتنی ہی بات کافی ہے۔ کہ ان کا تعلیمی پہلو بالکل کمزور ہے۔
 کی وجہ زیادہ تر یہ ہے۔ کہ وہ ان دور دراز مقامات پر ہیں۔ جہاں شائقین
 زائین کا پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مومن جو دار و نسبتاً سب جگہوں
 زیادہ تو جہیز اور شہرت کا مقام ہے۔ لیکن وہاں بھی زائین کی تعداد
 میں ایک ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور اس تعداد میں بھی سال بیل
 آتی جاتی ہے۔ نالندہ میں ہر سال ... سے زیادہ زائین آتے ہیں
 ان خانقاہوں کے وسیع رقبہ کو دیکھ چکنے کے بعد بچاروں میں اتنی
 نہیں رہتی۔ کہ عجائب خانہ کو بھی دیکھ سکیں۔ یا اگر دیکھ بھی سکیں تو توجہ
 نور سے مطالعہ کر سکیں۔ وقت جو ایک زائر صرف کرتا ہے۔ وہ اوسطاً
 منٹ کے قریب ہوتا ہے۔

نگر جو ناکٹھہ میں تو حد ہو گئی ہے۔ وہاں ایک عجائب خانہ قائم ہو رہا
 ہے۔ جو بقول ڈائرکٹر جنرل آرکیالوجی "رسانی سے باہر ہے" اس پر ۲۰۰۰
 یہ صرف ہو رہا ہے۔ مقصود یہ ہے۔ کہ وہاں کے بعض قدیم سنگ تراشی
 نمونوں کو محفوظ کیا جائے۔ حالانکہ گذشتہ دو سال کے عرصے میں جب
 ان کی نمائش ہو رہی ہے۔ محکمہ کے عملہ کے علاوہ سر لینوزارڈ وٹی پہلے
 تھے۔ جنہوں نے ان اشیاء کو دیکھا۔ سچ یہ ہے۔ کہ وہ عجائب گھر جو
 مرکزی مقام میں موجود ہو۔ تعلیمی لحاظ سے ان نمائش گاہوں سے ہرگز
 غید ہے۔ جو کھدے ہوئے کھنڈروں کے ساتھ قائم کئے گئے ہیں
 بہت دور ہیں۔

ہندوستان میں آثار قدیمہ کے عجائب خانوں کے سلسلے میں مارنم اور

ہارگریو صاحبان نے جو رپورٹ مرتب کی ہے۔ اس میں ان کے تقاضے اور غلطیوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ درحقیقت محکمہ کے سٹاف میں قابل لوگوں کی شایستگی نہیں۔ جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ وہ ٹریننگ اور عمدہ تربیت ہے۔ ان میں بے شمار ایسے حضرات ہیں۔ جن کو صحیح معنوں میں اپنی استعداد اور صلاحیت کو بروئے کار لانے کا پورا پورا موقع نہیں ملا۔ ورنہ شاید محکمہ کی یہ حالت نہ ہوتی۔ تربیت اور ٹریننگ کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ عملہ کے کہن خدمت افراد کو خدمت افراد کے لئے قابل تقلید ہوں لیکن یہاں تو وہ فارسی ضرب الشل صادق آتی ہے ع

خفہ را خفہ کے کنبدار

حضرات! میں نے سرلینونا ڈوولی کی رپورٹ کے ایک باب کا خلاصہ سا پیش کیا ہے۔ تاکہ آپ پر واضح ہو جائے۔ کہ محکمہ آثار قدیمہ کس نہج پر چل رہا ہے اور اس کا طریق عمل کس درجہ غلط اور دُور از کار ہے۔ ولی صاحب کی ماہرانہ رپورٹ محکمہ کی کارکردگی کے خلاف ایک پُر زور صدائے احتجاج ہے اس کی مالی حکمت عملی، اس کی علمی اور تعلیمی بنیادِ عمل، اس کے اجر و تنخواہ کی اس کی کھدائی اور اشیائے قدیمہ کی حفاظت کا طریقہ، اس کا آثار و عمارات کو چھوڑ کر بوسیدہ اور مٹے ہوئے مدفون آثار کو زندہ کرنے کی کوشش غرض تمام کا تمام نظام ولی صاحب کے نزدیک اس قابل ہے۔ کہ اس کی اصلاح کی جائے اور اس کے متعلق جدید حکمت عملی اختیار کی جائے۔

ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے حضرات جہاں محکمہ آثار کی بعض خدمات کے لئے شکر گزار ہیں۔ وہاں یہ احساس رکھنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ تاریخ ہند کا یہ پہلا سالہ دور اپنی درخشاں ایک

اعتبار سے یقیناً اس بات کا مستحق ہے کہ لکھی ہوئی تاریخ کی تصدیق، تردید اور ترمیم کی خاطر تہذیب کا آثاری حصہ پورے کا پورا محفوظ رکھا جائے۔ بھارت، سندھ، بہاولپور اور راجپوتانہ میں قدم قدم پر تاریخ کی اہم شہادتیں موجود ہیں۔ لیکن ہماری غفلت اور محکمہ کی بے مہری سے بے پناہ طریق پر تلف ہو رہی ہیں۔ ان کی حفاظت کا مستقل بندوبست کیا جائے۔

محکمہ آثار میں قابل عربی فارسی جاننے والے مؤرخوں کی افسوسناک کمی ہے۔ تاؤ فنیہ محکمہ میں علم الآثار کے ماہر فارسی سے اور عہد اسلامی کی تاریخ سے کامل واقفیت رکھنے والے موجود نہ ہوں گے۔ اس وقت تک کام باحسن وجوہ انجام نہیں پاسکے گا۔

پہران ماہرین کی تربیت اور ٹریننگ کے لئے مکمل انتظام ہونا چاہیئے جو کتبوں کی صحیح شناخت کے لئے اسلامی خط کی تدبیر کی تاریخ سے کامل طور پر وابستگی رکھتے ہوں۔ فارسی زبان کی استعداد بھی بدرجہ غایت ضروری ہے۔ اور اس کے ہمراہ ہندوستانی مصوری اور دوسرے متعلقہ فنون کا جاننا بھی لازمی ہے۔

ان علوم و فنون کی علمی اور اصطلاحی واقفیت از خود ایک امر محال ہے۔ اس کے لئے ناگزیر ہے کہ محکمہ میں تین چار اعلیٰ درجے کے ماہرین ہر وقت موجود رہیں۔ جو تربیت اور تعلیم کا فرض انجام دیں۔ جس کے بغیر یہ ہرگز ممکن نہیں۔ کہ آثار قدیمہ کا یہ حصہ صحیح معنوں میں محفوظ ہو سکے۔

سید محمد عبد اللہ

رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو یہی رسالہ بابت ماہ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲)

شجرہ اخرب و اخرم

رباعی کی تاریخ میں دوسرا انقلاب شجرہ اخرب و اخرم کی ایجاد ہے۔ یعنی اس کے چوبیس اوزان کو بارہ بارہ اوزان کے دو شجروں میں تقسیم کر دینا ان شجروں کے واضح امام عین الزمان حسن قطان مروزی ہیں جو سلطان سنجر کے عہد کے ایک زبردست حکیم۔ طبیب۔ مہندس اور ادیب ہیں۔ تہذیبی عنوان الحکمہ میں جو حکمائے اسلام کی ایک تاریخ ہے ان کا ذکر ملتا ہے۔ عین الزمان ابی العباس نوکری کے شاگرد ہیں۔ موزوں طبیعت رکھتے تھے۔ کئی تصانیف کے مالک ہیں۔ از بخند گیہان شناخت مہیئت میں۔ طب میں کئی رسالے۔ ایک کتاب دو حہ انساب میں۔ ایک کتاب عروض میں ہے۔ تعلیل غذا ان کے معالجہ کی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ غذا و کفار غذائی دواؤں سے بھی احتراز کرتے تھے۔ ۵۳۶ھ میں جب قراختائیوں نے قطوان کی جنگ میں سلطان سنجر کو

لے از علی بن زید البیہقی متوفی ۵۶۵ھ مرتبہ پروفیسر محمد شفیع ۱۹۳۶ء، لے تہذیبی عنوان الحکمہ ۱۵۵ء،

شکست دی۔ اتسر خوارز شاہ میدان خالی دیکھ کر مرو پر چوسنجر کا دار السلطنت تھا
 چڑھ دوڑا۔ اس موقع پر مرو کے غنڈوں کی ایک جماعت خوارز شاہی فوج کے
 ساتھ بل گئی اور شہر میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ رشید و طواط وزیر دیوان
 رسالت خوارز شاہ سے امام حسن قطان کے دیرینہ تعلقات تھے۔ امام صاحب
 ایک نہایت قیمتی اور بے نظیر کتب خانے کے مالک تھے۔ اس کے غارت
 ہو جانے کے خوف سے انہوں نے و طواط سے جو اتسر کی فوج میں موجود
 تھے سلسلہ جنبانی کی کہ میرا کتب خانہ خوارز شاہی لشکر میں منگوا لیا جائے تاکہ
 تلف ہو جانے سے محفوظ رہے۔ لیکن و طواط نے ان کی منت پر کان نہیں
 دھرے اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام کتاب خانہ غارت ہو گیا۔ امام صاحب کو بے حد
 صدمہ ہوا۔ جوش غضب میں انہوں نے و طواط کو مطعون کرنا شروع کیا کہ میرا
 کتب خانہ ان کے اشارہ سے غارت ہوا اور ہر محفل و مجلس میں اس کا چرچا
 کرتے رہے۔ و طواط نے معذرت میں عین الزمان کو لکھا کہ میں آپ کی
 خواہش کے مطابق آپ کے مکان پر پہنچا۔ لیکن چونکہ کتابیں بڑی تعداد میں
 تھیں اور ان کے نقل کئے جانے کا کوئی بندوبست ممکن نہیں تھا۔ اس لئے
 میں کتابوں کو اسی طرح چھوڑ کر واپس چلا آیا۔ اس جواب سے عین الزمان کی
 تسلی نہیں ہوئی اور بدستور و طواط کی بدگوئی میں مصروف رہے۔ آخر رشید نے
 اپنے مراسلات میں سختی کا لہجہ اختیار کیا اور دھمکی دی کہ اگر عین الزمان اپنی حرکت
 سے باز آگئے تو میں بدستوران کا مخلص قدیمی ہوں۔ اور اگر میری ہدنامی میں
 اسی طرح مصروف رہے تو میں ان کے خلاف چارہ جوئی کروں گا۔ یہ نوبت
 آنے پر ان میں کچھ صفائی کی صورت پیدا ہو گئی اور قصہ ختم ہو گیا۔

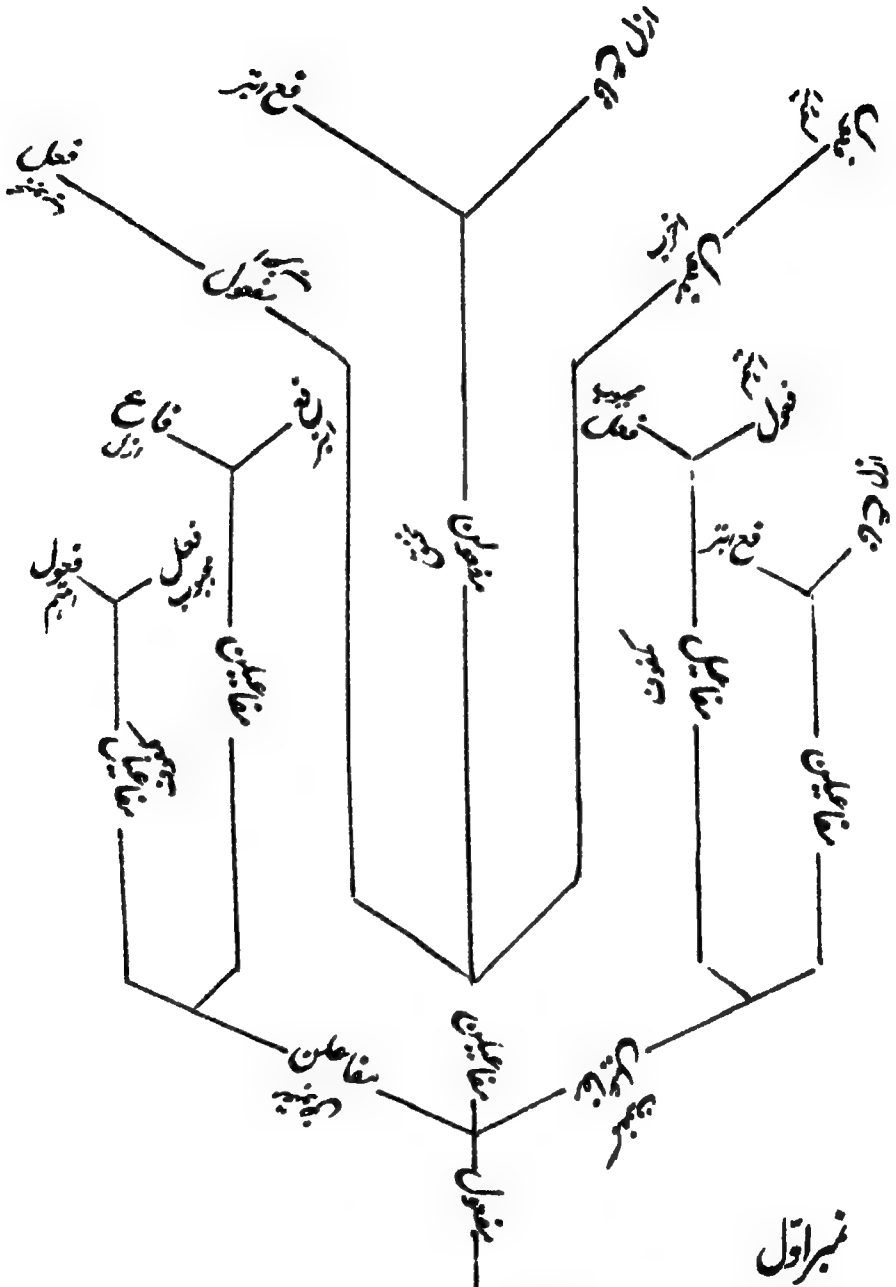
لے حدائق اسرار تالیف رشید الدین محمد عمری کاتب بلخی مصروف بطوطا متوفی ۷۸۵ھ۔ لہران صفحہ ۱۰

امام عین الزمان ان شجروں کی ایجاد کی بنا پر دنیا نے عروض میں بے حد مشہور ہیں اور تقریباً ہر عروضی اپنی تالیف میں ان کا تذکرہ کرتا ہے شمس قیس البعم میں کہتے ہیں کہ "خواجہ امام حسن قطان کہ یکى از ائمه خراسان بود است دو شجرہ ساخته است یکى را شجرہ اضر بگویند و دیگرى را شجرہ اضر"۔ (ص ۹۱) سیفی اپنے رسالہ میں تحریر کرتے ہیں :- "وازر برای ضبط این اوزان خواجہ حسن قطان کہ از ائمه خراسان بودہ است دو شجرہ ساخته است یکى را شجرہ اضر بگویند و دیگرى را شجرہ اضر"۔

امام حسن قطان کے شجروں کا مطالعہ ہمارے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہوتا۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ دیگر عروضی قدیم تالیفات کی طرح ان کی یہ عروضی تالیف بھی مفقود و معدوم ہے۔ البتہ شمس قیس کا بیان ہے کہ میں نے اپنی تالیف میں وہ شجرے اسی صورت میں نقل کئے ہیں۔ "من درین تالیف ہمان صورت نقش کردم" (ص ۹۱ البعم) مگر شمس قیس کی کتاب کے مرتب مرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی یہ بری خبر سناتے ہیں کہ نسخہ اصل میں چونکہ شجرہ کا زیریں حصہ شکستہ تھا۔ میں نے وحید تبریزی وغیرہ کے سائل عروض سے اس کو درست کر لیا۔ جب مطبوعہ البعم کے شجرہ کو البعم کے قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض جزویات کے سوا دونوں شجرے یکساں ہیں۔ یہ شجرہ اگرچہ ایک حد تک سلجھا ہوا ہے مگر اس کی ساخت اور ترتیب اعراض سے خالی نہیں۔ ایک تو اس میں چھ کی جگہ سات متوازی خطوط یا شاخیں بنا کر بادی النظر میں طالب علم کے لئے الجھن کا سامان پیدا کر دیا ہے اور جس کی بنا پر حشود دوم یا مصرعہ کے تیسرے رکن مفعول کو دیگر اوزان کے برخلاف دو جگہ یعنی مفعولن سے پہلے اور پیچھے رکھا گیا ہے۔

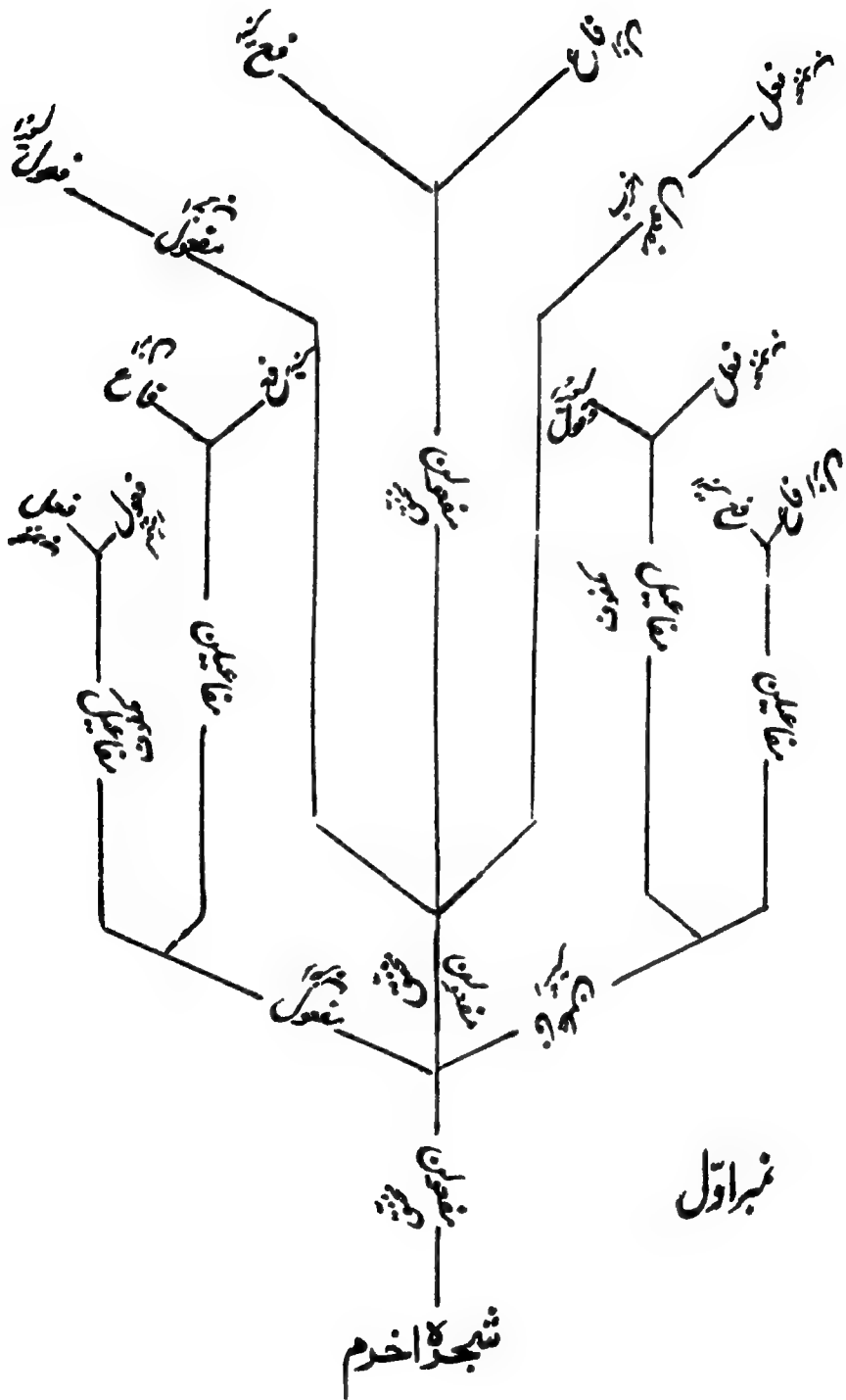
لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ دانستہ اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ مفعول کو قلب میں جگہ مل جائے اور باقی اوزان اس کے چپ و راست ایک دوسرے کا مثنتی یا جواب بن کر نصفانصاف آجائیں اور ذہن میں آسانی کے ساتھ منضبط ہو سکیں۔ مگر موجودہ شجرے اس التزام کے پابند نہیں ؎

یہاں مجھے شجرہٴ ضرب کی کسی قدر تشریح کر دینی چاہیئے۔ اس شجرہ میں صدر وابتدا یعنی مصرعوں کے آغاز میں بارہ مرتبہ مفعول تمام اوزان میں آتا ہے۔ حشاوول یعنی مصرع کے رکن دوم میں مفاعیلن مفاعیلن اور مفاعیل چار چار بار بالترتیب آتے ہیں۔ تین ضرب چار، یہ بھی بارہ ہو گئے۔ مصرعوں کے تیسرے رکن یعنی حشودوم میں چھ دو چند اوزان یعنی دو مفاعیلن ، دو مفاعیل ، دو مفعول ، دو مفعولن ، دو مفاعیل اور دو مفاعیلن آیا کرتے ہیں۔ یہ بھی چھ ضرب دوبارہ اوزان ہو گئے۔ شمس قیس نے مفعول کو مفعولن کے دونوں پہلوؤں میں جگہ دی ہے۔ اس طرح مفعولن بالکل وسط میں آجاتا ہے۔ یعنی اس کی سیدھی طرف بالترتیب دو مفاعیلن دو مفاعیل اور ایک مفعول جگہ پاتے ہیں۔ یہی اوزان جواب کے طور پر بترتیب قلب اس کی بائیں طرف آرہے ہیں یعنی ایک مفعول دو مفاعیل اور دو مفاعیلن پانچ پانچ دس اور دو مفعولن جونچ میں ہے۔ یہ بھی بارہ ہو گئے۔ رہے مصرعوں کے آخری ارکان جنہیں عروض و ضرب کہتے ہیں چار ہیں یعنی فاع ، فعل فاعول جن میں سے ہر رکن خواہ بترتیب دوری خواہ جداگانہ تین تین بار آتا ہے۔ چار ضرب تین یہ بھی بارہ ہو گئے شمس قیس کے ہاں ایک سے پانچ تک اور بارہ سے آٹھ تک تعاقبی ترتیب کا لحاظ جو ممکن تھا۔ نہیں رکھا گیا۔ البتہ باقی ارکان میں کوئی ترتیب قائم نہیں ہو سکتی۔ المعجم کے مطبوعہ نسخے سے شجرہٴ ذیل یہاں نقل کرتا ہوں۔



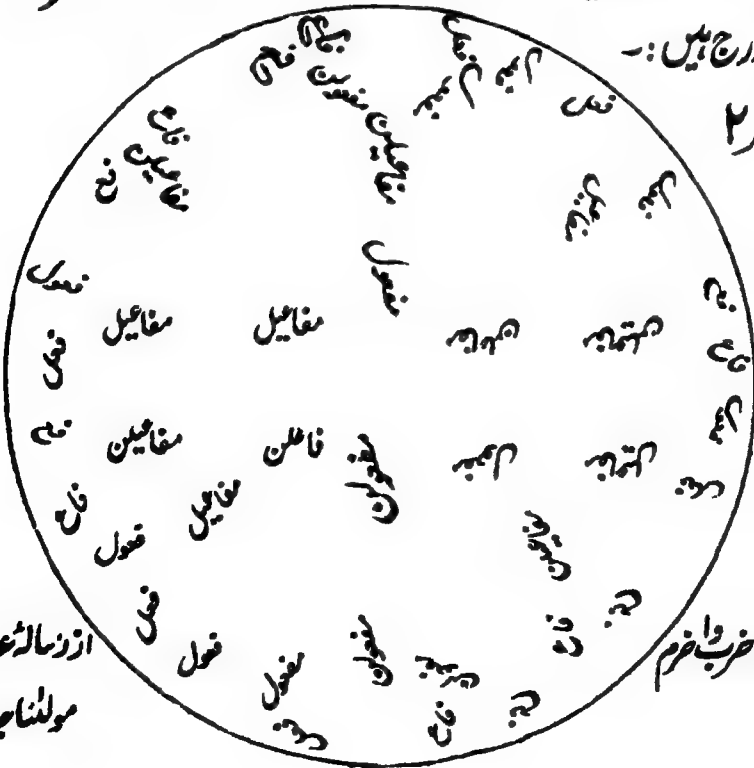
شجرہ اخرب

از المعجم فی معایر اشعار العرب ۹۲ طبع بیروت ۱۳۴۵ھ

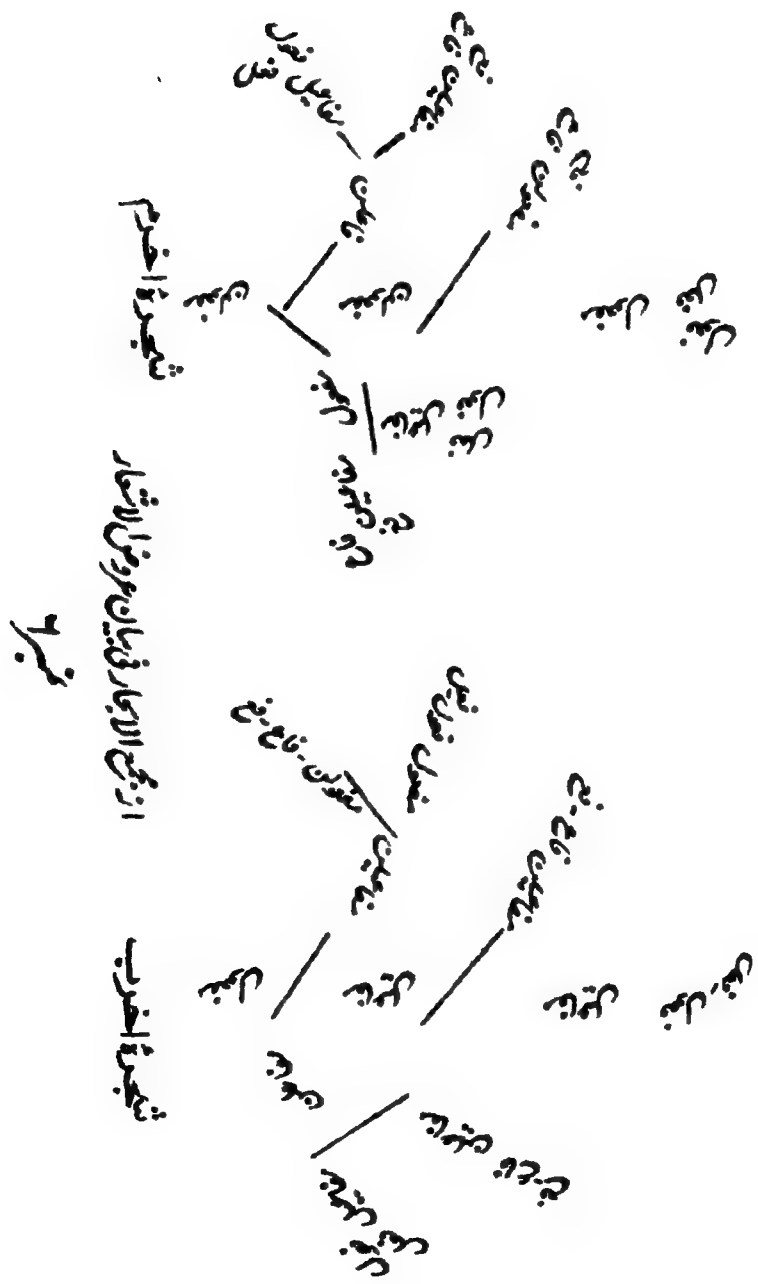


(شجرہ نمبر ۱) مولانا جامی نے اپنے عروضی رسالہ میں دونوں شجروں کو نصف نصف دائرہ میں قائم کر کے ایک دائرہ کے اندر بند کر دیا ہے۔ اضر ب اور اضر م شجروں کا جو فرق ہے وہ ہر وزن کے متوازی وزن کے دیکھنے سے باسانی سمجھ میں آ جاتا ہے مثلاً مفعول مفاعیلین مفعول فاعل اضر ب کے مقابل، وزن اضر م مفعول مفعول مفعول فاعل نظر آتا ہے۔ جس سے بیک نگاہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جب مفعول مفعولین میں مفاعیلین کا ہم بروی تحقیق اس کے مقدم مفعول میں شامل کر دیا گیا تو یہ وزن مفعول مفعول اضر م میں بدل گیا۔ جس طرح بساط پر گھوڑا چلتا ہے تقریباً اسی طرح اوزان ان شجروں میں ترتیب دیے گئے ہیں۔ اوزان جماتے وقت جامی نے خسو دوم میں شمس قیس سے اسی حد تک اختلاف کیا ہے کہ مفعول کو مفعولین سے مقدم و مؤخر لانے کے بجائے صرف مفعولین سے پیشتر درج کیا ہے۔ چوتھے رکن میں بھی اسی تبدیلی کے ماتحت اختلاف رونما ہے جامی کے شجرے ذیل میں درج ہیں :-

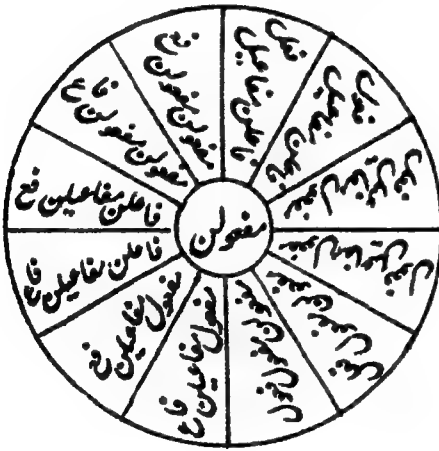
نمبر ۲

از رسالہ عروض
مولانا جامی

(شجرہ)۔ مجمع الابجار فی بیان عروض الاشعار محمد واصل کی تصنیف ہے۔ اس کے شجروں میں کیسانیت کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ:-



(ع)۔ کرامت علی جوہری نے اپنی تالیف مختصر قواعد عروض و قوافی میں ذیل کے دائرے درج کئے ہیں۔ لیکن ان میں نہ تو حشوا دل کے اوزان کا لحاظ رکھا گیا ہے نہ عروض و ضرب کا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عروض و ضرب کے اعتبار سے پہلے چھ اوزان میں فاعل فعل کو بالترتیب یکے بعد دیگرے لایا گیا ہے۔ باقی چھ اوزان میں فاعل فع بے ترتیب طور پر ملتے ہیں۔ میں نے شجرہ اخرب کو جس میں تین غلطیاں موجود تھیں شجرہ اضم کے مطابق درست کر دیا ہے۔ یہ یاد رہے کہ میرٹھس الدین فقیر کے عہد سے دائرے زیادہ مقبول ہوتے چلے ہیں۔ قدر بلگرامی اور نجم الغنی جیسے ماہرین فن بھی دائروں کا استعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ شجروں کے مقابلے میں دائرے زیادہ تکلیف دہ اور ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔



دائرة اخرب

نمبر ۸



دائرة اخرب

از مختصر قواعد عروض و قوافی
کرامت علی جوہری

شجرہ ۹۔ ۱۲۵۹ھ میں محمد حسین راقم ذاربہ محمد فوٹ خان بہادر والی کریمک
کے واسطے عروض میں ایک رسالہ موسوم بہ میزان الاشعار تالیف کرتے ہیں۔
راقم کے مریج شجروں کا منصوبہ زیادہ تر سیفی کے اثر میں ہے اور بہت سہل
ہے۔ طالب علم آسانی سے اس کو اپنے ذہن میں مستحضر کر سکتا ہے۔ وہ ہندو۔

مفاعیل نعل
نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

مفاعیل نعل

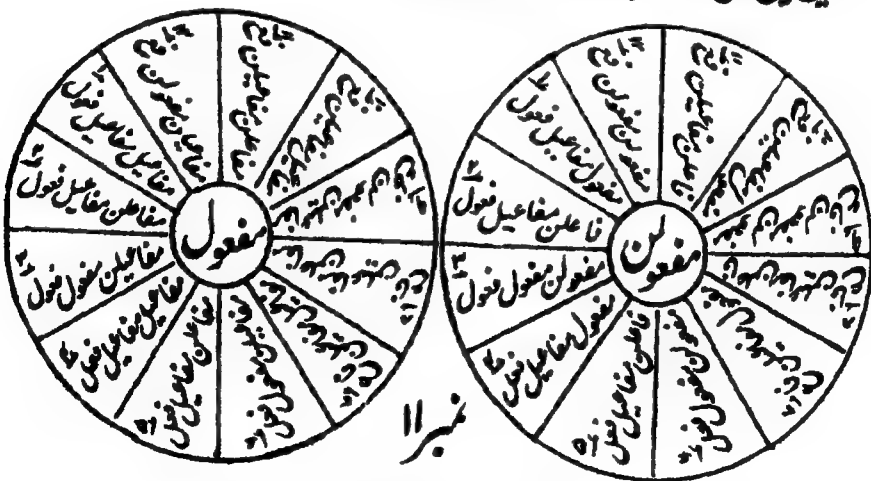
غلام حسنین قدّر بلگرامی فن عروض میں شمس العلماء سید علی بلگرامی کے استاد ہیں اور انہی کی فرمائش سے اردو کی مشہور کتاب قواعد العروض تصنیف کرتے ہیں۔ انہوں نے شمس الدین فقیر اور کرامت علی جوہری کی طرح ریاضی کے اوزان کو دائروں کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ اور ان پر ہند سے ڈال پیٹے ہیں۔ ضرب کو وہ غیر محقق اور اضرم کو محقق کہتے ہیں۔ جو نام زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ اس بارہ میں ان کا قول یہاں نقل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے فرماتے ہیں۔

"عروضیوں نے چوبیس وزن ڈھونڈ نکالے اور خواجہ حسن قطان خراسانی نے اُن سب کے دو شجرے بنائے اور ہر شجرے میں بارہ وزن ٹھہرائے۔ ان تمام اوزان میں چار قسم کے عروض و ضرب آتے ہیں۔ یعنی فاعل بسکون آخر اہتم۔ فعل محبوب۔ فاعل ازل۔ فع محقق محبوب۔ اور ان میں تین قسم کے حشو آتے ہیں۔ مکفوف۔ مقبوض۔ محقق۔ مگر فی الحقیقت دیکھو تو وہ چاروں عروض و ضرب اصل میں دو ہی ہیں۔ یعنی اہتم و ازل۔ باقی دو انہیں کی تحقیق سے پیدا ہوئے ہیں۔ الغرض سب کی صدر و ابتدا دو قسم کی بنائی گئی۔ ایک اضرم دوسری اضرم۔ اسی باعث سے دو شجرے قائم کئے ہیں۔ مگر درحقیقت یہاں سخت سہو ہے۔ اصل میں صدر و ابتدا ایک ہی ہے یعنی اضرم۔ کیونکہ صدر و ابتدا کے بعد رکن مکفوف یا مقبوض ضرور لاتے ہیں۔ اس لئے صدر یا ابتدا کے ساتھ تحقیق ہو کر خرم کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جب رکن مکفوف کے ساتھ تحقیق ہوتی ہے تو وہ مفعول بن جاتا ہے۔ اُس رکن ثانی کو بھی لوگ اضرم ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ ضرب درمیان مصرع آہی نہیں سکتا۔ جب رکن مقبوض کے ساتھ تحقیق ہوتی ہے۔ تو اس کو اشتراک کہتے ہیں۔ باوجودیکہ شتر بسبب ترکیب خرم مصرعے کے مابین

واقع نہیں ہو سکتا۔ پس اسی ضرب و شتر کے دھوکے میں لوگ صدر و ابتدا کو اخرم کہہ دیتے ہیں۔ یہ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ ضرب و شتر درمیان میں نہیں آتے۔ جب یہ درمیان میں نہ آئے بلکہ باہم آغاز مصرع و رکن مابعدہ میں تحقیق ہو گئی تو صدر و ابتدا کا اخرم ہونا یہاں بے اصل ٹھہرا۔“

(ص ۱۲۸ قواعد العروض ۱۲۸۸ء طبع شام اودھ)

شجود (۱) حضرت قدر نے اپنے دائرے مصرعوں کے آخری رکن یعنی عروض و ضرب کے اوزان فعل فاعل فاع کے اعتبار سے تیار کئے ہیں۔ یعنی پہلے تین اوزان میں فعل اور بعد کے تین اوزان میں فعل تین تین بار آتے ہیں اسی طرح آخری چھ اوزان میں فاع اور فاع الگ الگ تین تین بار آتے ہیں۔ ان چاروں میں سے ہر ایک کے ساتھ ضروا اول میں مفاعیل مفاعیلین بالترتیب آتے ہیں۔ ضودوم میں دو مفاعیل ایک مفعول ہر فعل اور ہر فعل کے ساتھ۔ دو مفاعیلین اور ایک مفعول ہر فاع اور ہر فاع کے ساتھ آتے ہیں ذیل میں ان دائروں کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

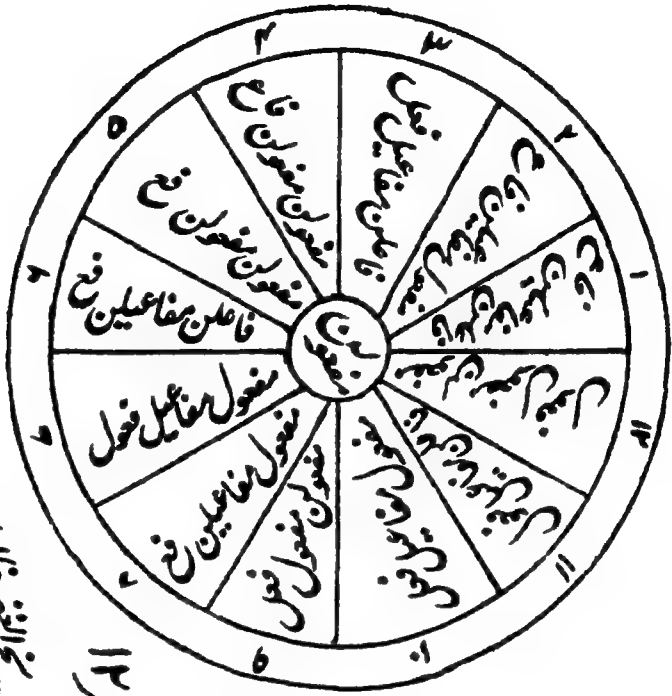


شجود محبت از قواعد العروض قد بلای شجود غید محبت

۱۲۸۸ء

یہ دائرے اگرچہ ان کے پیشرو دائروں سے بہت بہتر اور منضبط ہیں پھر بھی ہماری قوتِ حافظہ پر زیادہ زور ڈالتے ہیں۔ میرے خیال میں ان میں ابھی اصلاح و ترقی کی گنجائش ہے۔ جو ترتیب اوزان سے کم اور دائروں کے خطوط سے زیادہ تعلق رکھتی ہے۔ اگرچہ شجروں کے مقابلے میں دائرے سبھے ہوئے نہیں ہوتے عنقریب دو دائرے (۱۳) درج کئے جاتے ہیں۔ جو گذشتہ دائروں سے غالباً زیادہ صاف اور سلجھے ہوئے ثابت ہوں گے۔

(علا)۔ مصنف مشہور مولانا نجم الغنی نے بحر الفصاحت میں اوزان رباعی اُروں کے ذریعہ سے دکھائے ہیں۔ اور ان پر نمبر شمار بھی دیا ہے۔ مگر بظاہر کسی ترتیب کا اصول نہیں برتا۔ ہم ان کو حضرت قدس کے دائروں کے مقابلہ میں جگہ نہیں دے سکتے۔ ان دائروں کی بے ترتیبی کی مثال میں اس قدر کہنا کافی ہوگا۔ کہ عروض و ضرب میں فاع کو نمبر ۱، ۲، ۴ میں۔ فعل کو ۳، ۵، ۶ اور ۱۲ میں۔ فاع کو ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ میں جگہ ملی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حشو اول میں مفاعیلن کو وزن یکم، پنجم، یازدہم و دوازدہم میں اور مفاعیل کو وزن دوم، سوم، ششم و دہم میں اور مفاعیلن کو وزن چہارم، ہفتم، ہشتم و نہم میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح دائرہ اخرم میں بھی جس کو اخرب کے مطابق ہونا چاہیئے۔ پھر ترتیب بدل دی ہے۔ مثلاً حشو اول میں فاعیلن کو وزن یکم، سوم، ششم و یازدہم میں اور مفعول کو وزن دوم، ہفتم، ہشتم و دہم میں اور مفعولن کو وزن چہارم، پنجم، نہم و دوازدہم میں جگہ ملی ہے۔ چنانچہ ذیل کے دائرے ملاحظہ ہوں :-

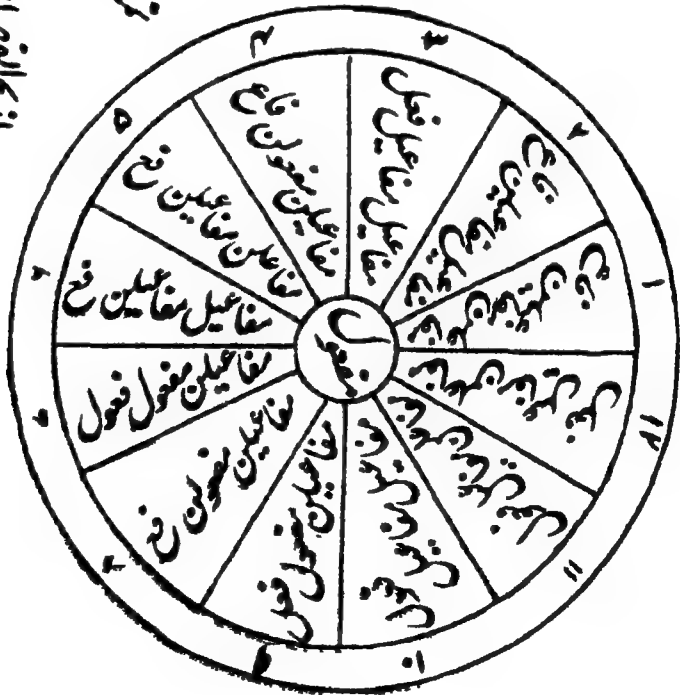


五

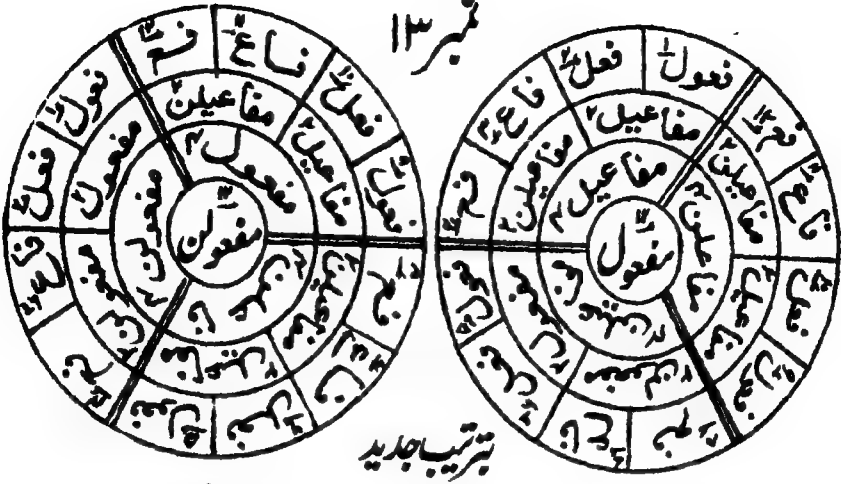
از بحر انصاحت بحم النبی خاں

والله اعلم

۱۲۴، ۱۳۳، طبع احمدی آرشیو



وَأَمَّا أَهْلِ الْبَيْتِ



بترتیب جدید

دائره اخرب

دائره اخرب

نمبر ۱۳ دائروں کی طرف اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے۔ یہ دائرے میری رائے میں مذکورہ بالا تمام دائروں سے زیادہ مدلل اور منظم ہیں۔ حشو اول کے مفاعیل، مفاعیلین، مفاعیلین کی خاطر سے اوپر کے تین دائروں کو تین دوسرے خطوں کے ذریعہ سے تین مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ان تینوں ارکان کا دائرہ عمل علیحدہ علیحدہ بتایا جاسکے۔ ان میں سے ہر رکن چار چار بار آتا ہے۔ اسی لئے ہر ایک کے لئے عروض و ضرب بھی چار چار آئے۔ اور حشو دوم میں چھ دوسرے ارکان آئے۔ یعنی مفاعیلین اور مفاعیل کے ساتھ تو مفاعیل، مفاعیلین آتے ہیں اور مفاعیلین کے ساتھ مفعول، مفعولین۔ مذکورہ بالا خط جس طرح حشو اول حشو دوم اور عروض و ضرب کا باہمی علاقہ واضح کرتے ہیں (یعنی چاروں عروض و ضرب کے ساتھ حشو اول چار چار مرتبہ آئے گا اور حشو دوم دو دو مرتبہ آئے گا۔ اسی طرح اگر خط حشو دوم اور عروض و ضرب کے باہمی ربط کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ حشو چھ ہیں اور عروض و ضرب بارہ اس لئے ظاہر ہے کہ یہ چھ ان بارہ کے ساتھ دوسرے آجائیں گے۔ تاکہ بارہ ہو جائیں۔ ہر دائرے کے اندر تین تین دائرے او

ہیں۔ مرکزی دائرہ صدر وابتدا سے متعلق ہے۔ اس سے اوپر والا دائرہ حثو
 اول اور اس سے اوپر کا دائرہ حثو دوم اور آخری دائرہ عروض و ضرب کی
 طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہندسوں سے یہ وضاحت مقصود ہے کہ صدر وابتدا
 ۱۲۔ حثو اول $۳ \times ۴ = ۱۲$ ۔ حثو دوم $۶ \times ۲ = ۱۲$ ۔ اور عروض و ضرب
 $۴ \times ۳ = ۱۲$ ہوے۔

ان مختلف شجروں اور دائروں کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ
 ان کی تشکیل و تدوین میں ہر مصنف نے کچھ نہ کچھ جدت دکھانے کی کوشش
 کی ہے۔ ان میں سے شجروں میں سیفی اور اس کے مقلد محمد حسین راقم
 کے مقابلہ بہت ہیں۔ دائروں میں قدر بلگرامی کا دائرہ یقیناً
 بہترین مانا جاسکتا ہے۔ تاہم کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس سلسلے
 میں اب بھی ترقی کی گنجائش ممکن ہے۔ دائرے کے
 گورکھ دھندے کو کامیابی کے ساتھ ذہن نشین کرنے کے
 لئے ہمیں یہ مقولہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض اوقات اجمال
 تفصیل پر قابل ترجیح ہے۔ وہ دائرہ ہو یا شجرہ جس قدر
 اس کو پیلا کر بیان کیا جائے گا۔ اسی قدر اس کا استحضر ہوتا
 ہمارے لئے دشوار ثابت ہوگا۔ اس لئے یہ مناسب ہے۔
 کہ ہم اختصار کے اصول پر عمل درآمد کریں۔ اس مقصد
 سے یہاں میں دو مختلف خاکے آپ کی خدمت میں پیش
 کرتا ہوں۔ جن میں پہلا مفصل ہے اور دوسرا اس کا اختصار
 ہے۔ دیکھنا۔

صمد و ابتدا اشتراول				مشتودوم عرض و ضرب				صمد و ابتدا اشتراول				مشتودوم عرض و ضرب			
۱	مفعول	مفاعیلین	فاع	۱	مفعول	مفاعیلین	فاع	۱	مفعول	مفاعیلین	فاع	۱	مفعول	مفاعیلین	فاع
۲	"	"	"	۲	"	"	"	۲	"	"	"	۲	"	"	"
۳	"	"	"	۳	مفعول	مفاعیل	فعل	۳	"	"	"	۳	مفعول	مفاعیل	فعل
۴	"	"	"	۴	فعل	"	"	۴	"	"	"	۴	فعل	"	"
۵	"	مفاعیل	مفاعیلین	۵	فعل	"	"	۵	"	مفاعیل	مفاعیلین	۵	فعل	"	"
۶	"	"	"	۶	"	"	"	۶	"	"	"	۶	"	"	"
۷	"	"	"	۷	مفعول	مفاعیل	فعل	۷	"	"	"	۷	مفعول	مفاعیل	فعل
۸	"	"	"	۸	فعل	"	"	۸	"	"	"	۸	فعل	"	"
۹	"	مفاعیلین	مفعولین	۹	فعل	"	"	۹	"	مفاعیلین	مفعولین	۹	فعل	"	"
۱۰	"	"	"	۱۰	فعل	"	"	۱۰	"	"	"	۱۰	فعل	"	"
۱۱	"	"	"	۱۱	مفعول	"	"	۱۱	"	"	"	۱۱	مفعول	"	"
۱۲	"	"	"	۱۲	فعل	"	"	۱۲	"	"	"	۱۲	فعل	"	"
اخر				مفصل				اخر				مفصل			

بطرز جدید

یہ نقشہ اگرچہ مکمل ہے مگر اس میں ایضاً کی علامت کے استعمال نے اس کی دقت اور دشواری کو بہت کچھ کم کر دیا ہے۔ اور جب اس علامت کو بھی رفع کر دیا جاتا ہے تو اس کے حجم میں اور بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اگر تالیس اوزان کا نقشہ صرف بائیس اوزان پر شامل رہ جاتا ہے۔ چنانچہ۔

فعل
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول

نقشہ اخرب

فعل

مفعول

مفعول

مفعول

نمبر ۱۵

فعل
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول
مفعول

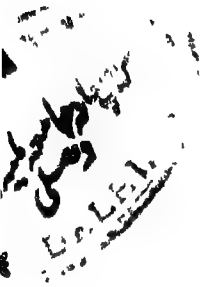
نقشہ اخرب

فعل

مفعول

مفعول

مفعول



اس اختصار سے ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ اُخرب و اُخرم کے اوزان واضح پر بغیر کسی گنجشک کے ہمارے ذہن میں آ گئے۔ دوسرے یہ کہ ہم چند منٹ اس نقشہ کو ازبر کر سکتے ہیں۔ مختصریوں کہا جاسکتا ہے۔

شجرۂ اُخرب:۔ رکن اول مفعول ۱۲۔ رکن دوم مفاعیلن ۴۔ مفاعیل ۴۔ مفاعیلن ۴۔ یہ بھی بارہ ہو گئے۔ رکن سوم۔ مفاعیلن مفاعیل دو و دو بار بافاع فع و مفعول فعل در رکن چہارم۔ اس کے بعد پھر یہی اوزان دوہرائے جاتے اور آخر میں مفعولن مفعول بافاع فع و مفعول فعل۔ اس نقشے کو اور مختصر نے کے لئے ہمیں رباعی کی تقطیع میں اساسی تبدیلی کرنی ہوگی۔ یعنی مثنیٰ سے اسے سدس بنانا ہوگا۔ جس سے نہ صرف اس کا یاد رکھنا آسان ہو جائیگا، بعض اوزان کے بے قاعدہ آنے سے جو دقت پیش آتی تھی۔ اس سے بچسکا رابل جائے گا۔ ان کے علاوہ اُخرب اور اُخرم اوزان کا فرق نہایت آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔

اس غرض سے ہمیں نقشہ اُخرب میں صدر و ابتدا کے رکن مفعول ساتھ، حشو اول میں آنے والے ارکان مفاعیلن مفاعیل مفاعیلن کاوند برغ مفاعیل ضم کر دینا پڑے گا۔ جس سے پہلا رکن مفعول مفاعیل تبدیل ہو کر مفعولن بن جائے گا۔ بچے ہوئے مفاعیلن اور مفاعیلن حشو دوم کے افعی اور مفعول سے ترکیب پاکر بالترتیب مفاعیلن مفاعیل مفاعیل اور مفعول ہو کر مفاعیلن، مفعولن اور مفعولن سے بدل جائیں گے۔ دوم کے باقی ماندہ اجزائے ل۔ عروض و ضرب کے ارکان فاع، فع، ل، فاعل سے لے کر بالترتیب مفعول، فاعلن، فاعلات اور فاعلن درجہ حرکت کی صورت اختیار کر لیں گے اور بالترتیب دوری تین تین مرتبہ آئیں گے

جس سے ہمارا نقشہ دشمن سے سدس میں مستقل ہو جائے گا۔ ان کے علاوہ
 اضم اور اضر کے فرق یاد رکھنے کی زحمت جس کی بنا پر عربیوں کو دو دو
 شجرے اور دائرے بنانے پڑے خود بخود دور ہو جاتی ہے۔ جدید تجویز کی
 رو سے اگر میں اضر کو اضم بنانے کی ضرورت پڑے تو اس کے لئے
 کسی نئے شجرے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس کے پہلے رکن
 مُتَفَعِّلَتُنْ کو کاٹ کر اس کی جگہ مفعولاتن لے آنے سے اضم بن جاتا ہے۔

۱۶ طرز جدید

مَفْعُولُ	}	مَفَاعِلَاتُنْ	}
فَعْلُنْ			
فَعْلَاتُ			
فَعْلُنْ	}	مُتَفَعِّلَاتُنْ	
مَفْعُولُ			
فَعْلُنْ			
فَعْلَاتُ	}	مَفْعُولَاتُنْ	
فَعْلُنْ			
مَفْعُولُ			
فَعْلَاتُ	}		
فَعْلُنْ			
فَعْلَاتُ			

(اضر) مُسْتَفْعِلَاتُنْ

(اضر) مَفْعُولَاتُنْ

نمبر ۱۶

طرز جدید

عروضی نقطہ نظر سے یہ نقشہ ایک مہل بدعت ہے۔ جس کو کسی عروضی کی تائید حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے ماننے کی صورت میں زحافات کے نقطہ نظر سے بے حد مشکلات کا سامنا ہوگا۔ لیکن فن سے قطع نظر میں نے اس کے افادہ پہلو کو مد نظر رکھ کر آپ حضرات کی خدمت میں اس کے پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ اس کے سہل اور سادہ ہونے میں یقیناً کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اور طالب علم ایک ادنیٰ توجہ سے اس کو یاد رکھ سکتا ہے مثنیات کے اعتبار سے رباعی کے کل ارکان مہو بیس ضرب چار، چھپانے بنتے ہیں۔ نقشہ بالا میں صرف سترہ ارکان ہیں۔ جن کے ذریعہ سے باقی ارکان کی بازیافت ہو سکتی ہے۔ اگر ان میں سے مکررات کو حذف کر دیا جائے تو صرف نو اوزان رہ جاتے ہیں۔ جن کا یاد رکھنا کوئی بڑا کام نہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ذرا سی مشق سے ہم ان اجنبی اوزان پر قابو پا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں رباعی کی تقطیع ان اوزان سے عروضی اوزان کے مقابلے میں بہت آسان اور رواں ہو جاتی ہے :

محمود شیرانی

صلى الله عليه وسلم يقول : أنت متى بمنزلة هارون من موسى
غير أنه لا نبي بعدي ، ولقد رأيتُهُ بأرذليم بدر وهو يُجَحِّم
كمَا يُجَحِّمُ الْفَرَسُ ويقولُ :-

بأزل عامين حديث سنن
سنحتم الليل كافي جني
لمثل هذا ولدتي اثنى

فما رجع حتى خضبت سيفه دماً ؛
(٨٩) مُبَيِّضُ الْبَطْحَاءِ ابْنُ أُمَيَّةَ حَدَّثَ يَفَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْمَخْزُومِيِّ الْجَوَادِ

مِنْ الْقَابِ ابْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَ يَفَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو
ابْنِ مَخْزُومٍ بِنِيقِظَةَ بِنِ مَرْثَةَ بْنِ كَعْبٍ بِنِ لُؤَيٍّ بِنِ غَالِبٍ بِنِ
فَهْرِ بْنِ مَالِكٍ بِنِ النَّضْرِ الْقَوْشِيِّ الْمَخْزُومِيِّ وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ سَلَمَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

له انظر ديوان علي كرم الله وجهه (ص ٢٠٤) وفي لسان العرب
(٢٨١٠) سمع الليل كافي جني ؛ على ان رواية المصنف ايضاً موجودة
فيه (٣٢٢، ٣) والسنحتم ، العريض في الليل له يعرف بابي أمية ، ولم
يجد اسماً حديثاً في النطاق على ان المصنف ايضاً اطلع عليه بعد تنظيم الكتاب فأنه
ذكره أولاً بكسبتيه فحسب ثم زاد عليها اسماً ، وهو زوج مائكة عمة النبي صلى الله عليه
وسلم ، انظر اخبار أم سلمة ومائكة رضي الله عنهما في كتاب المعارف ص ٧٢ ؛

الْيَمِّمُ وَالْتَّاءُ وَمَا يَثْلُثُهُمَا

(٩٠) المتأيد بالله أبو أحمد [أبو] منصور أدريش بن علي
 الناصري حَمُودُ الْعَلَوِيِّ الحَسَنِيُّ الخليفة بالاندلس
 قال صاحب تاريخ الاندلس، لما قتل المعتلى بالله يحيى بن
 علي في المحرم سنة سبع وعشرين وأربعمائة رجع أبو جعفر أحمد
 ابن أبي موسى بن نقيته ونجماً الخادم الصقلبي - وهما مدبراه -
 الحسينيين - فأتيا مالقه، وكان أخوه أدريش بن علي بسببه
 فاستدعياه إلى مالقه وبايعاه بالخلافة، وتلقب بالمتأيد بالله؛
 فبقى كذلك إلى سنة ثلاثين، وحدث القاضي محمد بن اسماعيل
 ابن عباد نفسه بالتغلب على البلاد وكان المتأيد محب الأدب
 ولم يزل مطاع الأمر إلى أن توفي في المحرم سنة إحدى و
 ثلثين وأربعمائة وكانت مدته أربع سنين؛

(٩١) المتعزز بالله أبو إسحق إبراهيم بن الوليد بن عبد الملك
 ابن مروان الأموي الخليفة بدمشق
 ذكره الحافظ أبو القاسم بن عساكر في تاريخ دمشق، وقال: بويج
 له بالخلافة بعد أخيه يزيد بن [الوليد بن] عبد الملك

له انظر فتح الطيب (٢٨٢: ١)؛ له هو أبو القاسم محمد بن اسماعيل بن العباد المحقق قاضي اشبيلية
 المتوفى سنة ٣٣٣ هـ؛ له راجع تهذيب التاريخ (٣٣: ٢) وما بعده هـ، وفي بيان المصنف نوع

اختصار واختلاف؛ له يعرف بيزيد الناقص؛ له ما قطع من الأصل؛

في ذى الحجة سنة ست وعشرين ومائة، قيل إن أخاه عهد
اليه وقيل لم يعهد اليه، واستولى بغير عهد، وخلم نفسه في يوم
الاثنين رابع عشر صفر سنة سبع وعشرين ومائة، قيل: أنه
ملك أربعين ليلة ثم خلم، وقيل: ملك سبعين ليلة، وكان
طويلاً جسيماً أبيض جميلاً خفيف مقدّم اللحية والعارضين،
ولم يزل حياً إلى سنة اثنتين وثلاثين ومائة وقتل في الخازن
مع مروان بن محمد،

(٩٢) المتقرب أسود بن عبس بن وهب بن رياح
ابن عوذ بن منقذ بن كعب بن ربيعة بن مالك بن زيد
مناة بن تميم أسما بن زهير التميمي الصحابي الأمير
على جند البصرة

ذكو أبو عمر بن عبد البر في كتاب الاستيعاب، وقال، وفد
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال، آتيتك التقرب إليك؛

له في تهذيب التاريخ: "ويقال: أنه لما سلم الأمر إلى مروان وباعده بالخلافة تركه
حياً، فلم يزل حياً إلى سنة اثنتين وثلاثين ومائة فقتل حينئذ فيمن قُتل بئى أمية؛ ولا
يثبت منه ما يقوله المصنف، والصحيح أنه فرق في رحلة في رقعة كانت بين مروان بن محمد
وعبد الله بن علي بالزواب الأسفل، وفي بيان المصنف خطأ من ناحية أخرى فإنه يقتضى أن
يكون مروان قد قُتل نجا زوهو هربين اربل وموئل عليه كوردة تسمى به، مع اتفاقهم أنه قتل
بالبرص من فسطاط مصر والله أعلم أنه كذا ذكره المصنف وأما علماء الرجال فيذكرون لقبه

المقرب انظر أخباره في تاريخ الطبري ج ١ ص ٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٤، ٢٦٥، ٢٦٦، ٢٦٧، و

الاصابة ١، ٨، واسد الغابة ١، ١١، وفي نسبه اختلاف يرجع له إلى الاصابة ١، ٨،

فَسَبَقَ الْمُتَّقِرَبَ فِي رِوَايَةِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِيهِ ؛ وَقَالَ سَيْفٌ : اسود
ابن ربيعة أحد بني ربيعة بن مالك من أصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم من المهاجرين وفد إلى النبي صلى الله عليه وسلم وأمر
عمر بن الخطاب على جند البصرة ؛

(٩٣) **الْمُتَّقِي لِلَّهِ** ابراهيم بن جعفر المقنن بن
أحمد المعتضد الهاشمي العباسي الخليفة

أمته أم ولد اسمها خلوب ، مولد في شعبان سنة تسع وتسعين
وأربعين ، ولحق بالخلافة من بني العباس من اسمته إبراهيم
سواه ، بويج له بالخلافة يوم توفي أخوه الرضا بالله يوم السبت
سادس شهر ربيع الأول سنة تسع وعشرين وثلاثمائة ، و
كان فيه صلاح وكثرة صيام وصلاة ، وكان سهل الأخلاق لم
تقع عينه على مسكر قط ، وولي أبو عبد الله البريدي الوزارة ،
وخرج المتقي إلى الموصل ثم رجع ، وفي أيامه سنة إحدى و
ثلاثين كان خروج الديلم ، ووصل معز الدولة أحمد بن بويه
إلى العراق ، وطلب تؤزون على سامرا وتكريت والسومل ،

له انظر أخباره في كتاب الأوراق (أخبار الرضا والمتقي منه) مطبعة الصاوي

١٩٣٥ع ، ودائرة المعارف الإسلامية (٤٠) ج ٣ ص ٤٩٢ ؛ له أبو العباس أحمد الرضا

(٢٣ - ٥٢٩) ؛ ولم تكن بيعة المتقي يوم وفاة الرضا بل بقي الأمر موقفاً إلى العشرين

من ربيع الأول ثم بويج له ، واقترع سليمان وزير الرضا على وزارته فلم يكن له من

الطاقة إلا اسمها وكان التدبير كله إلى البريدي ؛ راجع تاريخ الكامل (١٠ : ١٣٢ - ١٣٣)

له راجع الكامل (٨ : ١٢٤ - ١٢٨) ؛ له الكامل (٨ : ١٢٥) ؛

ولمّا دخل المتّقى بغداد قُبضَ تُوذُون عليه يوم السبت لاهدئ
عشرة ليلة بقيت من صفر سنة ثلث وثلثين وثلثمائة وسبعة
بالسّنديّة، فكانت خلافته ثلث سنين وإياماً، وفق مسرلاً
الى رابع عشر شعبان سنة سبع وخمسين وثلثمائة، وتوفّي
في هذه اليوم ودفن بالرصافة، ومن شعر المتّقى لما سملهُ
تُوذُون :-

العين للمرء سواج له توشة من وحشة الدنيا
فمن له عريلاً ناظر فقد بلى من اعظم البلوى
(٩٢) المتّقى ابو الحسن علي بن احمد بن حنّك الديورشي
[٢٦] الفقيه

ذكرة الامام شرف الدين ابو الحسن علي بن زيد الانصاري
البيهقي في تاريخه، وقال: مولده بقريّة ديورث وكان يلقب
بالفقيه المتّقى وهو من اكابر تلامذة الامام اسماعيل بن
عبد الرحمان الصابوني؛

(٩٥) المتّكل ابو يوسف يعقوب بن اسحاق الكلابي المحدث
ذكره الحافظ جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي
ابن الجوزي في كتاب كشف النقاب عن الاسماء واللقاب
وقال: حدث عن فضيل بن عبد الوهاب؛

له قرية من قري بغداد على نهر عيسى بين بغداد والبار؛ انظر هذه المسألة في
معجم البلدان؛ في تاريخه؛ حنّك؛ ٣٥ ص ٢١٥؛ قال في معجم البلدان
: قرية من فواحي نيسابور ٣٤٣ - ٣٧٩ هـ؛ انظر كتاب الانساب ص ٣٢٦ ب بابها؛

(٩٦) المتلِّقن أبو الحسن علي بن عبد العزيز بن عبد الله

البغدادى

سمع كتاب بيان الخطأ والصواب من أحاديث الشهاب على
شيخنا صاحب محي الدين أبي محمد يوسف بن جمال الدين
أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي بسماعه من والده
المصنف في شهر ربيع الأول سنة ثلاث وخمسين وستمائة.

(٩٧) المتلِّقس جريد بن عبد المسيح بن عبد الله بن
زيد بن دؤن بن [حرب بن] وهب بن جُلجُل بن إخمس

ابن ضبيعة بن ربيعة بن نزار بن معد بن عدنان
وهو خال طرفة بن العبد وكانا ينادمان [ن] عمرو بن هند فبلغه
أنهما هجوا فكتب لهما إلى عامله بالبحرين كتابين وأوصهما
أنه امر لهما بمجازاة، وكان الأمر بالقتل فخرجا حتى إذا كانا
بالبحن إذاهما بشيخ على لقم الطريق يحدث ويأكل من خبز
بيده ويتناول القتل فيقصعه فقال له المتلِّقس : ما رأيت
كالיום شيئاً أحق ، فقال الشيخ : وما رأيت من حمق ؟ أخرج
خبثاً وأدخل طيباً وأقتل عدواً ، أحق والله متى من يحمل
حتفه بيد ؟ فاستواب المتلِّقس بقوله فطلع عليه غلام من أهل
الحيرة ، فقال له : اتقراً ؟ يا غلام ! قال : نعم ، ففك الصميمة
ودفعها إليه فاذا فيها : أما بعد فاذا اتاك المتلِّقس بكتابتنا هذا

له في الأصل : دؤن بن وهب ؛ بالغاوت والتصحيح من وستينيلد (ش ٨ ص ١٢) وكتاب

الاشتقاق ص ١٥٧ ؛ له وأجمع كتاب الاخفاني ج ٢١ ص ١٩٣ - ١٩٥ طبع ليدى ؛

فأقطع يديه ورجليه وأدقنه حياً " فأخذها المتلبس وقذفها
في نهر الحيرة ، ثم قال لطرفة : إن في صحيفة والدة مثل ما في صحيفة
فقال طرفة : كلا اسم يكن ليحتوي على ؛ وأخذ المتلبس نحو الشأ
فنجارأسه ، وتوجه طرفة نحو البحرين فقتل ، وقال الفرزدق :-

التي الصحيفة يا فرزدق لا تكن نكداً مثل صحيفة المتلبس
(٩٨) المثنى عامر بن عبد الله بن الشجيب بن عبد ود
ابن عوف الكلابي الشاعر

ذكره الأمير أبو نصر علي بن مأكولا في كتاب الأكمال عن دفع
عارض الأرتياب عن الأسماء والكنى والألقاب ؛ وقال ؛ لقب
ببيت قاله ؛

(٩٩) المثنى نصر بن الحجاج السلي الشاعر الفارس
كان من أحسن الناس وهو الذي خلق رأسه عمر بن الخطاب
ولغاها إلى البصرة وكان من حديثه أن عمر بن الخطاب رضي الله
عنه سمع فارعة بنت همام تنشد :-

هل من سبيل إلى أخي فأشوبها أم هل سبيل إلى نصر بن حجاج

له انظر ديوان الفرزدق ص ٥٥ ، وفيه ، التي الصحيفة يا فرزدق انما الم
له ضبطناه بصيغة اسم المفعول تبعاً للمصنف ولكن الصحيح ضبطه بصيغة اسم الفاعل
لأنه لقب بالمثنى لأنه تنق رقاش امرأة من عامر الجدار ، انظر تاج العروس
(٣٥٠: ٥) كنبه مقتداً على عامر ثم أشار إلى تأخيرهم ، له انظر تاج العروس
(٣٥٠: ١١) ودغية الأمل (١٣٩: ٥) ، وهي أم الحجاج بن يوسف الثقفي ؛

ذكرها ابن خلكان في الوفيات (١: ١٧٣) ؛

فلما أصبح احضوا المتمثلي فلما رآه بهراً جماله، فقال له :
 انت الذي تنمناك الغايات في خدودهن والله لا ذليل عنك
 رداء الجمال، ثم دعاهم فحلق رأسه، وكانت له حبة
 فينانة، فقال : انت مخلوقاً احسن، فقال ابي ذنبر لي وذاك،
 فقال : صدقت، الذنب لي ان توكلت في دار الهجرة ففقهه الى البصرة
 وكتب الى مجاشع بن مسعود اتي سيوت نصوا المتمثلي ابن مجاشع
 الى البصرة، فاستلب نساء البصرة لقطة عمر فضرب بها المثل،
 ولما قدم البصرة انزله مجاشع منزله فقرأت به واخدمته
 امرأته شيلة؛

(١٠٠) المتنبى ابو الطيب احمد بن الحسين بن عبد الله الكندي
 الكوفي الشاعر المجيد

ذكره الثعالبي في شعراء الشام، وقال : هو كوفي المولد شامي
 المنشأ نادرة القلق واسطة عقد الدهر في صناعة الشعر، ولد
 بالكوفة في كندة سنة ثلاث وثلاثمائة، وبلغ من كبر نفسه
 ان دعا الى بيعته قوماً على حداثة سنه وعرف به والى البلدة
 فحبسه؛ وقال ابو الفتح عثمان بن جني انما سمي المتنبى بقوله :-
 انا في امة تداركها الله غريب كصالح في قوم
 ما مقامى بهار نخلة الا كمقام السيم بين اليهود
 وكان قبل اتصاله بسيف الدولة مداح جماعة، ويقال :

له انظر ميثمة الدهر (٥٠١ - ١٨٩) ؛ له في اليتية : هو وان كان كوفي المولد ؛

له انظر ديوان المتنبى بشعر التبيان ج ١ ص ١٩٨ - ٢٠١، ٢٠١ ؛

ابن علي بن منصور الحاجب لتمام مدحة بقصيدته التي
أولها :-

يا بلي الشمس الجمانحات خوارياً

اعطاه ديناراً واحداً، فسئلت الدينارية، واخبارها
واشعارها قد ذكرها افاضل العلماء والادباء وسارت
مسير الشمس في الشرق والغرب، وصنفوا في شعره
اكثر من مائة مصنف، وكان قد مضى الى فارس
ومدح عضد الدولة، وارتحل عن شيراز بحسن حال
ووفور مال ولم يقبل ما اشير عليه من الاحتياط
باستصحاب الخفراء والمبذوقين فخرج عليه سرية
من الاعراب فقتل مع ابنه محمداً ونفر منه غلماناً
وقاز الاعراب بامواله وذلك سنة اربع وخمسين وثلاثمائة
بالقرب من جبل ؛

(١٠١) المتنبي ابو علي الحسن بن محمد بن الحسن
الواسطي الاديب

كان ادبياً فاضلاً انشد في شكر بعض الرؤساء :-

وما زال في القوام اول قائم
بعافية تسدي ولغيره اعد

له منظوم في المتنبي بشرح التبيان ج ١ ص ١٩٨ - ٢٠١ ، له قال يا قوت ، قتل

ببازم قرية من ديار القائل وجبل بليدة بين الثمانية والواحدة ، انظر معجم البلدان

مادة ببزم وجبل ، واخبار المتنبي مشهورة ، انظر لبعضها دائرة المعارف الاسلامية

(١٠٣) ما بعدها ، والمصادر التي ذكرت فيها ؛

يروح بألحى ويغدو يمشلها على قاطن من اهلها ووافد
صها -

فدوذك متى ساءت مدايح بواق على اخرى لليال خوالد
تلد بانفواه الروقة كاثها جنا النخل ومصول لمياء ناهد
(١٠٢) المتنبي طليحة بن خويلد الاسدي الفارس

كان ممن ارتد عن الاسلام وبعث اليه ابو بكر رضى الله عنه
خالد بن وليد في ثلثة الاف فارس الى بؤاخه وكان قد اتبعه
عبيدة بن حصن فلما هزمه الله من طليحة في مهربه
على امرعة من بني اسير فضمكت منه ، وقالت : اتفررو
انت نبى ؟ فلم يجيبها ، ولحق طليحة بالشام ، ثم قدم مسلماً
الى المدينة فلم يعرض له ابو بكر رضى الله عنه ، وفي زمن
عمر رضى الله عنه بعث الى نعاوند فاستشهد بها
سنة احدى وعشرين ؛

(١٠٣) المتوج ابو عبد الله محمد بن سبا الزبيعي اليمنى
صاحب الدعوة باليمن

ذكره القاضى الاكرم فى كتابه ، وقال : لما بلغ

له ماء لبنى طى ابني اسير بارض نجد ؛ له انظروا ويخ اليمن لعامة اليمنى
ص ٥٥ وبحسب الفهرس ؛ ته القاضى الاكرم هو جمال الدين يوسف المتقدم ذكره
ولكن المصنف حين اتى على ذكر محمد بن سبا هذا فى بيان الملقبين بالمكين
نقل مثل هذه الاحوال عن القاضى الارشد عمارة اليمنى والله
اعلم بحقيقة الحال ؛

المحافظ لدين الله موت الداعي سبأ الزبيدي سنة اربع
وثلاثين وخمس مائة، انفذ الرشيد بن الزبير ليولى ولدك
عليّاً، فوجد عليّاً قد مات، فقلد الدعوة اخاه محمد
ابن سبأ ونعتة المعظم المتوهم المكين وعاد من اليمن
موفوراً من المال والصلوات؛

(١٠٢) المتوهم ابو شجاع يحيى بن سعد الله بن يحيى
الزبيدي

كان من رؤساء اليمن، ومن حكمه على زبيد وعدان،
فله هناك آثار حسنة وسيرة مستحسنة، وكان
دائم الاستشهاد بشعر رافع بن الليث بن نصير بن سيار
الكناني:-

النار لا العار فكن سيدياً فزمن العار الى النار
وتلك اخلاق كنانية خص بها نصير بن سيار
فهم في ليث وفي رافع تراث جبار لجبار
(١٠٥) المتوهم بسيف الله جمال الدولة ابو المظفر
عبد الرشيد بن يمين الدولة محمود بن سبكتكين
الغزوي صاحب غزنة

اخذ المملكة من ابن اخيه مودود بن مسعود بن محمود
قال محمد بن عبد الملك في تاريخه: كان مودود قد
حبس عمه عبد الرشيد فلما توفي مودود انزله العسكر

وبأيعة ، وانفذ الى القاهر بأمر الله أبا النجم المنجم بن
عبد الملك طاباً للتقليد فورد الى بغداد في المحرم سنة
ثلاث واربعين واربعمائة ، ومعه بوسم الخليفة عشرون
الف مئة من النيل وخمسمائة نأفجة مسكاً ، وخمسمائة
مثقال عنبراً ، والاف مثقال كافوراً ، وسأل ان يلقب
بالتوسم بسيف الله ، فخطب بجمال الدولة وكما للملّة
وجلال الامة شمس دين الله ومجد عباد الله المترسم
بسيف الله نصير امير المؤمنين ؛

(١٠٦) المتوكل أبو القاسم احمد بن عبد الله بن
عبد المطّلب الهاشمي النبي صلى الله عليه وسلم
ومن القاب عليه صلى الله عليه وسلم المتوكل ، في حديث محمد
ابن حمزة بن عبد الله بن سلام عن جدّه عبد الله بن سلام
انه لما سمع بمخرج النبي صلى الله عليه وسلم خرج فلقية
فقال له صلى الله عليه وسلم : انت ابن سلام عالم يثرب ؛
قال نعم ؛ قال : فناشدك الله الذي انزل التوراة على
موسى بطور سيناء هل تجد صفتي في كتاب الله الذي
انزل على موسى ؛ فقال عبد الله بن سلام : انسب ربك ،
يا محمد ؛ فارتج النبي صلى الله عليه وسلم فقال له
جبريل : قل هو الله أحد ، الى اخر السورة ، قال ابن سلام
اشهد انك رسول الله ، وان الله مظهرك ومظهر دينك

له النظر للحديث بلفظه منتخب كنز العمال على المتن (على هامش سند احمد طبع معوج من)

على الأديان ، واتى لأجد صفتك في كتاب الله تعالى : يَا
 أَيُّهَا النَّبِيُّ أَنَا أَرْسَلْتُكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا أَنْتَ عَبْدِي
 وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكَّلَ ، لَيْسَ بِفَطْرٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَغَابٍ
 فِي الْأَسْوَاقِ ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَصْفَحُ
 لَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ بِهِ الْمِلَّةُ الْمَعْرُوجَةُ حَتَّى
 يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَيَفْتَحُوا آخِنًا عَمِيًّا وَإِذَا نَاصُوا قُلُوبًا
 خُلْفًا " ؛

(١٠٤) **الْمُتَوَكَّلِي** **ابراهيم بن ميثاذ بن عبد الله الاصفهانى**
 الكاتب

ذكره حمزة بن الحسين في كتاب اصفهان ، وقال :
 كتب مدّة للمتوكل على الله ثم صار من ندمائه فسمى
 المتوكل ، ولم يكن بالعراق في أيامه ابلغ منه ،
 له رسائل ؛

(١٠٨) **الْمُتَوَكَّلِي** **على الله ابو الفضل جعفر بن محمد المعتم**
 ابن هارون الرشيد الهاشمي العباسي الخليفة

امه ام ولد يقال لها : شجاع ، مولداه بفقر الصلح سنة
 سبع ومائتين ، بولع له بالخلافة بسوء من رأى يوم الأربعاء
 لست بقين من ذى الحجة سنة اثنتين وثلثين ومائتين
 بعد وفاة اخيه الواثق وعمره يومئذ ست وعشرون سنة

انظر معجم الأدباء (١١: ١٢-١٣) ٥ أكثر ذكره صاحب معجم البلدان وذكره الخ
 خليفة في كشف الظنون (١: ١٢٤) ولم يذكر سنة وفاته ؛ ولجم تاريخ الخلفاء ص ٣٥٢ ؛

وبأربعة سبعة كل منهم ابن خليفة، وهم محمد بن الوائق
 واحمد بن المعتصم وموسى بن المأمون وعبد الله بن
 الامين وابو احمد بن الرشيد والعباس بن الهادي
 ومحمد بن المتوكل يعني ابنه المنتصر، وقتل سنة سبع
 واربعين، فكانت خلافته اربع عشرة سنة وعشوة
 اشهر؛

(١٠٩) المتوكل على الله، الناصر لدين الله ابو الحسن علي
 ابن حمود بن ابي العيش ميمون العلوي الحسيني
 الخليفة بالاندلس

بولى له بقرطبة بعد قتل سليمان المستعين واخيه
 وابيهما يوم الاحد لسبع بقين من المحرم سنة سبع
 واربعماية، وكان سبب قيامه بالخلافة ان خير ان العامري
 كان راغباً عن دولة المستعين سليمان بن الحكم، وكان
 علي بن حمود بسبته، واجتمع خيران بعلي بن حمود، و
 عقد الولاية خيران العامري باسم بن حمود على طاعة
 المؤيد بالله هشام بن الحكم في المصلى بالمريّة، وخرج
 علي بن حمود من مالقة، واجتمعت معه العساكر، وساروا
 الى قرطبة، وبيتق سليمان المستعين اسيراً فقتل مع

له راجع فقه الطيب (١: ٢٨٨، ٣١٤-٣١٨) له من العالي

العامريين ملوك الطوائف بالاندلس في حدود سنة ٤١٢ هـ؛

فقه الطيب (١: ٣١٥-٣١٦)؛

ابيه وتملكه وسند ذكره في كتاب النون ان شاء الله تعالى؛
 (١١٠) المتوكل الهادي ابو الحسن علي بن محمد الجواد بن
 علي الرضا العلوي الحسيني الامام

هو الهادي ابو الحسن علي بن الجواد ابى جعفر محمد بن ارضا
 ابى الحسن علي بن الكاظم ابى ابراهيم موسى بن الصادق
 ابى عبد الله جعفر بن الباقر ابى جعفر محمد بن زين العابدين
 ابى الحسن علي بن الشهيد ابى عبد الله الحسين بن المرتضى
 علي بن ابى طالب (كرم الله وجهه)؛

(١١١) المتوكل على الله ابو محمد عمر بن محمد بن عبد الله
 ابن مسلمة بن المظفر المعروف بابن الافطس النخعي
 الاندلسي المتغلب على الاندلس

وكان ادبياً فاضلاً ملكاً مطاعاً عادلاً، ومن شعره ليستغنى
 احثند مائمه،

اقبل ابا طالب علينا وقع وقوع المني علينا
 فنحن عقد بغير وسطي ما لم تكن حاضراً لدينا
 (١١٢) المقيم ابو الحسن محمد بن احمد بن محمد
 الافريقي الاديب

له يريد مكرراً، في الملقين بالناسو؛ هو الملقب كابنه الحسن بالعسكري،

له المتوفى لخامس وعشرين من شهر جمادى الثانية سنة ٢٨٢ هـ؛ وهو الوزير

ابو طالب بن غانم، راجع: تلائد العقيان ص ٥٢، ورواية البيت الاول فيه، -

اقبل ابا طالب علينا وقع وقوع الندى علينا

ذكره أبو منصور الثعالبي في كتاب يتيمة الدهر في
 بحاسن أهل العصور، وقال: خرج عن وطنه ولقب في البلاد
 ودخل مدن الشام وخراسان وسكن بأخره بخارا، و
 كانت حرفته التي يعتمد عليها الشعر، وكان صاحب
 جذا وهزل يطيب وينجم، وصنف كتاب الانتصار عن
 فضل المتنبي، وكتاب اشعار الندماء ومفاكمه الخلقاء
 وله ديوان كبير، ومن شعره في وصف الليل والنجوم:-
 كأنما الليل جواد دهم حليته دون الحلي الانجم
 كأنما البدر المنير غرة في وجهه لئلا انحنى يصير
 وله في وصف السماء الراح:-
 كأنه قلب محب ينفق او مقلد يد معها ترقق
 كأنما اشراقه وجه الذي انحلنى لوجهه التشوق
 وله في وصف السماء العزل:-
 كأن اشراق السماء العزل في ظلمة الليل البهيم لا ليل
 وجه الحبيب من بعيد قد بدا يمشى الهوينى في دوائر الكحل

له ج ٢ ص ١٢٦ بما بعدها؛ من غير ذكر هذه الاشعار، وذكر الحاج خليفة
 ايضا كتابيه في كشف الظنون (٢٥١، ٢٢١)؛ له ل: شعار الندماء؛
 له ل: السماء العزل؛ له ل: السماء الراح؛

اليوم والثاء وما يثلثها

(١١٣) الشقف وسوان بن منصور الكردى الاربلى
المجندى الثاء عزير مصر

ذكره شيخنا تاج الدين ابوطالب فى كتاب لطائف المعاني
وقال: هو شاعر مجيد محسن، كان جندياً فى خدمة زين العابدين
على كوجه ثم فارقه وتوجه الى خدمة صلاح الدين
يوسف بن ايوب ثم خدم مع اخيه العادل ثم خدم
مع نجم الدين الاوحد ايوب بن العادل وسار معه الى
خلاط فقتل بها سنة ثلاث عشرة وستمائة ومن
شعره :-

كم ليكنم الصب ما ذا لله يظهره ردى لصباية تطويه وتنشده
والحب اطيبة ما باح صاحبه بما يكثر والمحبوب يهجره
وفى البكاء شفاء النفس من قلق اذا شفى النفس من مع تحذره

(١١٤) المثلث بالنعمة اخنوخ - ادرئيس - ابن اليارد
بن مهلايل بن قينان بن انوش بن شيث بن ادم
النبي عليه السلام

ويقال له: هرمس الهرامسة، قالت اليهود: ولد ليارد
اخنوخ وهو ادرئيس ونبأه الله وقد مضى من عمر ادم

له اخبار ادرئيس مبسوطه فى اوائل كتب التاريخ تكفيها الاشارة منها الى ابى الفداء

(٩: ١)، ويان المصنف يختلف كثيراً من بيانهم قليلا جمع :

سِتْمِائَةِ سَنَةٍ وَاثْنِ عَشْرُونَ سَنَةً وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ
صَحِيفَةً، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ خَطَّ بِالْقَلَمِ وَخَاطَ الثِّيَابَ وَلَبَسَهَا، وَ
لَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ مِنْ قَبْلِهِ مَلْبَسٌ غَيْرَ الْجُلُودِ وَتَوَفَّى آدَمَ بَعْدَ
أَنْ مَضَى مِنْ عَمْرِائِهِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَثَمَانٍ وَسِتُّونَ سَنَةً،
وَسَقَى آدَمَ لِدَارِ اسْتِهِ الْكُتُبَ الْإِلَهِيَّةَ، وَلَمَّا رَفَعَ إِلَى السَّمَاءِ
كَانَ عَمْرُهُ ثَلَاثُمِائَةً وَخَمْسَ وَسِتُّونَ سَنَةً، وَذَلِكَ فِي حَيَاةِ
أَبِيهِ، وَعَاشَ أَبُوهُ بَعْدَهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً، وَقِيلَ إِنَّهُ تَبَيَّنَ بَعْدَ آدَمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمِائَتِي سَنَةٍ وَلِدَ لَهُ مَتَوْشَلَمُ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ
وَسِتِّينَ سَنَةً، وَاسْتَخْلَفَ مَتَوْشَلَمُ بْنُ أَخْنُوحَ عَلَى أَمْرَائِيهِ
وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ، وَأَعْلَمَهُ أَنَّ اللَّهَ سَيُعَذِّبُ لِدِ
قَابِيلَ وَمَنْ خَالَطَهُمْ، وَنَهَاهُ عَنْ مَخَالَطَتِهِمْ، وَاسْتَجَابَ
لَهُ الْفُتَّانُ مَنْ كَانَ يَدْعُوهُ فَلَمَّا رَفَعَهُ اللَّهُ أَحَدًا ثَوَا
بَعْدَهُ الْإِحْدَاثَ إِلَى زَمَنِ نُوحٍ، وَرَفَعَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ
وَخَمْسِ وَسِتِّينَ سَنَةً؛

الْيَمُّ وَالْجِيمُ وَمَا يَثْلُهَا

(١١٥) الْمَجَابُ بِرَدِّ السَّلَامِ أَبُو مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ الْعَابِدِ
الصَّالِحِ بْنِ مُوسَى الْكَاطِمِ بْنِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ الْهَاشِمِيِّ
الْعُلَوِيِّ الزَّاهِدِ

كَانَ مِنَ الرِّهَادِ الْعِبَادِ كَثِيرِ الدَّعَاءِ وَالْإِورَادِ، وَكَانَ لَا يَخْرُجُ
مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا لِمُضْرَرَةٍ، وَهُوَ مُوَظَّبٌ عَلَى الْعِبَادَةِ لَيْلًا وَنَهَارًا،

والذي يُرِى عنه أنه دخل ذات يوم إلى حضرة علي عليه السلام وقيل، حضرة جده الحسين عليه السلام، فقال : السلام عليك يا أبا ! فأجابه ، وعليك السلام يا ولدي ! ،
او كما قال ؛

(١١٦) **المجانب الدعوة** ابو اسحاق سعد بن ابى وقاص

مالك بن أهيب الزهرى من العشرة المبشرة

احد العشرة المشهور لهم بالجنة ، شهد بدرًا والمشاهدة كلها ، روى عن النبي صلى الله عليه وسلم ، روى عنه عبد الله بن عباس ، وعبد الله بن عمرو بن جابر بن سبرة والسائب بن يزيد وبنوه حامر ومُضْعَب ومُحَمَّد و ابراهيم وعُمى وعائشة بنو سعد بن ابى وقاص ، ذكره ابو نعيم الاصفهاني في كتاب معرفة الصحابة ^{رحمه} ، ومن اساميه المحسنة سابع السبعة وثالث الاسلام والمقاتل بالابوين والمجانب الدعوة والخال والحارس ، وعادة رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ، فقال : اللهم اذهب عنه البأس إله الناس ، ملك الناس ، انت الشافي لا شفاء الا شفاءك ، اُرْقِك من كل شئ يؤذيك من حسد وعين ، اللهم احم قلبه وجسمه واكشف سقمه واجب دعوته ، توفي سنة خمسين ^{هـ} ؛

له انظر اخبار سعد في اسد الغابة (٢٠١: ٢) والاستيعاب (٥٥٨: ٢) والاصابة

(١١٢: ٢) ؛ ثم يوجد منه مجلد واحد بمكتبة باريس ؛ ^{رحمه} قال ابن حجر : وقال

ابو نعيم ، مات سنة ٥٥ هـ ؛ والله اعلم ؛

(١١) **المجَاب الدعوة** ابوالاعور **سعيد بن زيد بن عمرو**
 [٦٤٦] ابن **نقيل بن عبد العزى بن رباح بن عبد الله بن قُوط**
 [٦٥٥] ابن **رزاح بن عدائ بن كعب العدوي القرشي عاصم**
 العشرة

احد العشرة المشهود لهم بالجنة ، وقد تقدم ذكره ،
 قال ابو يعيم في كتاب معرفة الصحابة ، جاءت اروى
 بنت اويس الى ابي محمد بن عمرو بن حزم فقالت : ان سعيد
 بن زيد قد بنى ضفيوة في كنفى فأتته فكلّمه ان ينزع
 من حقّ ، فوالله ان لم يفعل لأصيحنّ به في مسجد رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ، فقال لها : لا تؤذي صاحب رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فما كان ليظلمك ، فلما سمع سعيد
 قال : انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :
 من اخذ شبراً من الارض بغير حقّ طوّقه يوم القيامة من
 سبع ارضين ، لتأتينّ فلناخذنّ ما كان لهما من حقّ ، اللهم
 فان كانت كذبت على فلا تمنها حتى تُعمّ بصورها ، فجاءت
 فهدمت الضفيوة وبنت نبياً فعميت ، وجرح ليلاً
 فسقطت في البئر فماتت ؛

له انظر اخبار سعيد في اسد الغابة (٢ : ٣٠٦) بما بعد ما ، والا ستيعاب
 (٥٥٢ : ٢) والاصابة (٢ : ١٩١) ؛ له روى الحديث ابن حجر في الاصابة نقله
 عن معرفة الصحابة بأسناد ابي بكر بن عمر بن حزم والله اعلم ؛ وانظر ايضا
 صحيح مسلم كتاب البيوع باب تحريم الظلم وغصب الارض وغيرها ؛

(١١٨) **مجاهد الدين** ابو المظفر اللدائى بن قلاب بن عبد الله
الحصصكى متولى حصن كيفا

كان من الفرسان الشجعان والامراء الكبراء، وولى حصن كيفا
واعمالها من قبل ايلغازى بن اذتق، وكان مدحاً، وفيه
يقول الشريف الراشدى من ابیات :-

يا كعبة تَجْمَعُما فرسٌ على بشير تهوى ليهما وفود البهيو والحضير
سَروا يا مَن من جرموك قسداً مجاهد الدين للداى خير مفتخر
منها :-

روح المستنصر من لند عو مال لفنقر نعو لمنتعو
(١١٩) **مجاهد الدين** ابونصر اياز بن عبد الله البرلو - يعرف
بسريك - الناصرى متولى شهر نروس

كان من الامراء المعروفين ؛ بالشجاعة والرياسة ، ولى
شهر زور واعمالها ، وكان حسن السيرة فى الرعية خفيف
الوطأة فى ولايته ؛

(١٢٠) **مجاهد الدين** ، حسام الدين ابوالسيامن ايبك بن
عبد الله الجركسى المستنصرى الدوائى امير الامراء
كان دوائى الامير المستنصر بالله واخص خواصه بلغ من
التقدم ما لم يبلغه احد من ابناء جنسه ، فانه لم يزل
منذ اشير له الى ان مات مولاه فى رفعة ومنعة وزيادة و
سعادة ، وكان متيقظاً ملازماً لسلطته ، وزوجه بابنة السلطان

بدر الدين لؤلؤ سنة اثنتين وثلاثين و سلطنه و خلع عليه
 من مفخر ملاسيه و قلده بسيف بحليه الذهب و الجواهر
 النفيس ، و رفع خلفه من السلاح المجوهر و الاولوية و الاعلام
 و رتب امير الحاج في ايام المستعصم بالله لما حجت والدته
 سنة احدى و اربعين ، و في سنة اربع و خمسين كان قد
 طغى الماء و اغرق دار الخلافة ، و كان مجاهد الدين يقصد
 دار الخلافة في الاحيان مع جماعة من الامراء فينسب اليه
 ان لا يريد ان يقتلك بالخليفة فأنكر ذلك و استوحش من لوزير
 ابن العلقمي و امتنع من الخروج ، فتوصل صاحب الديوان
 فخر الدين و كان السبب في الصلح و في سنة ست و خمسين
 لما نزل هو لأكو على بغداد اذ اخذ الاموال و الجواهر و اذ ادان
 ينحدر في سفينة فاستولى المغول عليهما ، و كان قد عبر الجانب
 الغربي مع الامراء و كسر المغول و اشار عليه اهل المعرفة بالوجه
 الى بغداد فلم يلتفت و كانت الكسوة عليهم ، و قتل مجاهد الدين

له كان طغيان الماء مرتين مرة سنة ٦٥٣ هـ و اخرى سنة ٦٥٤ هـ ، و ذكر صاحب
 الحوادث الجامعة الوحشة بين ابن العلقمي و مجاهد الدين في حوادث سنة ٦٥٣ هـ
 و حيث انه حوّل في بيان اكثر الحوادث على نقول من كتب المصنف كما هو واضح من أسلوب
 كتابه فالواجب علينا ان نعتقد على قول المصنف ؛ و انظر ايضا تأريخ العراق (المجلد الاول)
 بحسب الفهرس ؛ له اللفظ مشتبه بالاصل و صححناه ؛ من الحوادث الجامعة
 (٢٩٥) و هو فخر الدين ابن الدامغانى (انظر تأريخ العراق بحسب الفهرس) ؛ و ذكر
 صاحب الحوادث الجامعة انه نجاه كذا ثم قتل مع الخليفة ؛

وأنفذ رأسه الى الموصل ، واليه تنسب المدارس
المجاهدية ببغداد ؛

(١٢١) مجاهد الدين ابوالتمام بدار بن عبدالله الحبشي
كان من الامراء الاحياء كريم البنان وفارس لشجكان
ولم في ذلك مقامات مشهورة ؛

(١٢٢) مجاهد الدين ابوالفوارس بزان بن مامين بن
عبدالله الكردي الامير

ذكره الحافظ ابوالقاسم علي بن الحسن بن عساكو الدمشقي
في تاريخه ، وقال ، كان اميراً عادلاً ، وله مدرسة بدمشق
تعرف به ، وله مسجد كبير خارج باب الفرادين على
يمين الخارج ، فيه بركة وسقاية ، وله امام ووقف وطاقت
الى النهر وخيرات كثيرة ، وهذا الامير هو الذي [مدحه]
حسنان بن نير الكلبى بقصيدة اولها : -

كحل بعينه ام ضرب من الكحل ورد بجديده ام صبع من النحل
فيها : -

له لم نجد في تهذيب التاريخ ، انظر خطط الشام (٦ : ٨٩) ؛
عرقلة الدمشقي المتوفى سنة ٥٦٤ هـ ، انظر فوات الوفيات (١١٢ : ١) ؛
وفي فهرست دوزي (ص ٢٢٢) ما نصه : عرقلة الكلبى وهو ابوالندى حسنان
بن نير توفى سنة ست اوسهم وخمسين بدمشق ؛ وقد نفل ديسلان في
حواشيه على ترجمة الوفيات (٥١١ : ٢) ترجمته من الخريدة فجزم بان وفاته
كانت سنة ٥٦٤ هـ ؛

مجاهد الدين في الدين قاطبة وصارم الدولة الغراء في الدل
ملك له الرأي الرايات غالباً يوم الطراد على العسالة النبل
منها :-

ما أنت في أمراء الدهر مفتخرًا [و] أما تغز ابن عبد الله في الدل
حوت بالولدين الحمد حين اتى محمد و توقيت العلى بعلى
١٢٣ مجاهد الدين ابو نصير بهرام بن عبد الله الناصري
الامير

ذكره شيخنا تاج الدين ابوطالب على بن انجب في تاريخه،
وقال : كان لطيف الاخلاق ، تأدب وكان يفهم قول لظرفاء
ونكتهم ، وكان مليح الصورة وهو الذي سمع بعض من تردد
اليه ينشد :-

اخلاق الغر السجاي ما لها حملت قذى لواشين هو سلاف
والحق في مرارة رأيك ماله يخفى وانت الجوهر الشفاف
فأعجبه ذلك منه واستعادة وكتبة بخطه ؛

١٢٢ مجاهد الدين ابو الخير بهروز بن عبد الله الابيض
الرومي الغياثي شحنة العراق

ذكره محب الدين محمد بن النجار في تأريخه ، وقال : هو
مولى السلطان غياث الدين محمد بن ملكشاه ، وولي الامارة
بالعراق نيماً وثلاثين سنة ، زاد في الامر مطاع الحكم ، واليه
انظر ترجمته في دائرة المعارف الاسلاميه (١ : ٤١٤) ، والكامل

ينسب رباط الدجّة بسوق المدرسة النظاميّة، وانشأ
رباطاً للخدم بأعلى البلد، وعمر التهرّوان، واجرى الماء
فيه بعد ان كان قد خرب منذ سنين، وتولّى شحنة بغداد
بعد الامير زنكي بن آقسنقر سنة احدى وعشرين و
خمس مائة، واقطع الحملة السيّفيّة وكان بتكرت، وقدم
بغداد واحسن السيرة، وعدل في الرعيّة، وكان وحمداً
للبلاد، وعمر الموحلة المعروفة بالمجاهديّة، وجمع لها
الرجال من الاعمال، وعمر الخالص واعماله، وجمع
الاولاد لسدّ بئق بوهّرز، وتتم عمارة جامع المدينة
وتوفّي ببغداد في رجب سنة اربعين وخمس مائة ودفن
بالمشمتة بجوار رباط الخدم؛

(١٢٥) **مجاهد الدين** ابو محمد ثابت بن ابي سعد
المظفر بن الحسن بن المظفر بن السبط البغدادي
المحرّث

ذكره الحافظ محمد بن الدبيثي في تاريخه، وقال:
ابن اخي شيخنا ابي القاسم هبة الله بن الحسن بن السبط
سمع جدّه الاعلى (٩) الحسن بن المظفر بن السبط وخبيره،
سمع من احمد بن طارق، قال: وابي زينا، وكانت وفاته
في رابع عشر رجب سنة تسع وثمانين وخمس مائة؛

١: ذكرها يا قوت استلوا واخذ من الكلام عن واسط الى اسم كودة عظيمة من شرق

بغداد، مائة قوية لبيد في بقر بآية ٥٩٠ م؛ شدّرات الذهب (٢: ٢٣٣)؛

(١٢٦) مجاهد الدين ابو محمد حسن بن احمد بن

عبد الله بن عبد العزيز البغدادي الفقيه

كان من اعيان الفقهاء، قرأ الفقه على الشيخ . . .

(١٢٧) مجاهد الدين ابو علي الحسن بن ابي البركات

محمد بن علي بن طوق الموصل الفقيه الكاتب

ذكره محمد بن الدبيثي في تاريخه، وقال: اصله من

الموصل وهو بغدادى الدار والمولد، تفقه بالنظامية، وسمع

ابا الوقت عبد الاول، وقول النظر في ديوان التركات، وتوفي

في شوال سنة ست وتسعين وخمس مائة؛

(١٢٨) مجاهد الدين ابو الفضائل خالص بن عبد الله

الناصرى امير الجيوش

كان من اكابر امراء الدولة الناصرية، وكان امير الجيوش

جليل القدر كريماً، له انعام على الفقراء، حسن الوساطة

بين الرعية والخليفة وله مجلس يتردد اليه فيه الامراء

والاكابر، وكان ممدحاً، وقد مدحه النقيب شمس الدين

ابو القاسم علي بن محمد بن عدنان بن المختار من ابائهم.

يوم تمزولا سرا — هم فيه عندي فهو شهيد

فمتى بيدال من الهوى لم يبق لي جلة وصبر

بمجاهد الدين اعتدت ظلم الاماني وهي غير

ملك لنا في كل يوم — يم منه احسان وبر

له بياض في الاصل لم نستطع تكميده؛

متَّهَلُّ طلق المَحْيَا زَانَهُ كَرُمٌ وبَشَرٌ
 سيف الامام المنتضى عند الحوادث حين تعرو
 (١٢٩) مجاهد الدين ابو العزرايشد بن علي بن رايشد
 الاسد ابادي المقرئ [٦٥٤] [٦٦٢]

ذكره الحافظ ابوطاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب
 معجم السفر، وقال: روى لنا بالاهواز عن ابي محمد الحسن
 بن احمد بن موسى الغندي جاني، روى باسنادة قال: دخل
 مالك بن دينار على بلال بن ابي بردة وهو اصير البصرة، فقال:
 ايها الامير قرأت في بعض الكتب: من احق من السلطان
 اياراعى السوء! دفعت اليك غنماً سيمناً صحيحاً فاكلت اللحم
 وشويت اللبن واثدمت بالسمن وليست الصوف وتركها
 عظاماً تَقَعَّقَمُ ؛

(١٣٠) مجاهد الدين ابو الفضل سليمان بن محمد
 ابن علي الموصلي المحدث

ذكره الحافظ زين الدين ابو الحسن محمد بن القطيعي
 في تاريخه، وقال: هو موصلي الاصل بغدادى المولد
 والدار اخويوسف وعلي، قال: وكان احد الصوفية برباط
 ابي النجيب السهروردي، سمع ابا القاسم اسماعيل بن احمد

له يعرف بالاسود وكانت وفاته سنة ٢٢٨ هـ؛ انظر ترجمته في معجم الادباء
 (٢٦١١٤) وبغية الوعاة (ص ٢١٤) ونزهة الاقباء (ص ٢٣٤)؛ ٥٣٦ هـ؛

الشدائد (ص ١١٢)؛

ابن عمر بن السمرقندي ، قال ابن القطيعي ، وسمعنا
عليه ثلاثة اجزاء من الجعد يات ، وروى لنا عنه شيخنا
محي الدين ابو البركات عبد الحمى بن احمد الحزلي ؛
(١٣١) **مجاهد الدين ابو الجعد شكر بن عبد الله**
الناصرى الامير

كان اميراً كيساً مختصاً بالركوب مع الامام الناصر لدين الله
وتقدم بان يكون في جملة الزعماء سنة اربع عشرة و
ستمائة ، وكان محبوباً في الخدمة مهتماً بالملازمة ليلاً و
نهاراً ؛

(١٣٢) **الملك المجاهد اسد الدين ابو الحارث شيركوه بن**
ناصر الدين محمد بن اسد الدين شيركوه بن شاد
المصطفى الوزير

ذكره العماد الكاتب في كتاب الخريدة وفي كتاب
البرق الشامى ، قال : وفي سنة اثنتين وثمانين وخمسة
امر في المولى السلطان الملك الناصر صلاح الدين ابو المظفر
يوسف بن ايوب ان يكتب منشوراً للملك المجاهد اسد الدين
شيركوه بن محمد بن اسد الدين شيركوه ، فصل منه :-

له اجزاء الجعد يات المنسوبة الى ابى الحسن على بن الجعد بن عبيد
الجوهري المتوفى سنة ٢٣٠ هـ ، اثنا عشر جزءاً ؛ اظهر كشف الطون
(١ : ٣٩٢) ؛ و ترجمة الجوهري مبسطة في تذكرة الحفاظ (١ : ٣٧١) وتاريخ الكامل
و ترجمة الوفيات لاييلان (٢ : ٢٥٠) ؛ انه لم اجب ذكره في فهرست دوزي ؛

” وولدنا الملك المجاهد أسد الدين ناصراً الاسلام والمسلمين
 أبو الحارث شيركوه بن محمد بن شيركوه سيف أمير
 المؤمنين من محمد الكرم الذي إليه ينتهي ومن نجا السور
 الذي إلى فخاره يرتقى، وهو شبل الغاب الأسد الذي
 يشتد الأثر بمكانه، وواحد البيت العلي الذي
 يستند كلنا إلى أركانه، والفرع الفارع ذروة السيادة النامية
 بنموه، والقمر الزاهر في سماء السعادة المتسامية
 بسنوه؛

(١٣٣) **مجاهد الدين** أبو الفضائل **صدام** بن نصر الدين
 بغدي بن بهاء الدين أرغش البغدادى الكاتب
 من بيت الامارة والرياسة والذكاء والمعرفة و
 الكياسة، ومولده ببغداد ووقع والده أسيراً مع الامير
 سوغو نجا، وسكن مراغة في خدمة والده سنة ثلاث
 وستين وستمائة، واشتغل وحصل، ولازم علماء
 الايغور والبخشيّة، وتعلم منهم كتابة الخط الايغورى
 ولغتهم، وكان في غاية الذكاء ومكارم الاخلاق، ورجع
 الى بغداد ورايته بها وكان بينى وبينه وبين والده المودة
 التامة، وسياق ذكر والده في كتاب النون انشاء الله
 وحده؛

له دلايل وعظم ذكره في تاريخ العراق (١: ٢٩١) فليراجع له احد

القواد في جند هلاكو حين احتلال بغداد سنة ٦٥٦هـ؛

(١٣٣) مجاهد الدين ابو حامد عبد الرحمن بن محمود بن بختيار بن عزيز الدين الكاتب ذكره كمال الدين ابن الشعار في كتاب عقود الجثمان وقال : تفقه على ابي اسحق ابراهيم بن عمر بن زبيدة الجزري ، وانقطع الى خدمة كمال الدين ابي الكرم محمد ابن علي بن مهاجر الموصلي ، واشتد له : -

يقول زميلي حين جد بها السور وعان متي فيض دمع المهاجر
اشوقا الى الاوطان وهي قريبة اليك فما ألقاك عنهما بصاير
فقلت له مهلا وكن لي مساعداً فإني ربي الحدباء من دير حافر

(١٣٥) مجاهد الدين ابوبكر عبد العزيز بن عبد الرحمن ابن احمد بن هبة الله بن احمد بن علي بن الحسين ابن محمد بن جعفر بن عبيد الله بن عبد الله بن طاهر بن الحسين بن مصعب بن رزيق ، المعروف بأبن قرناصل الحنوي الاديب

ذكره ابن الشعار ، وقال : من بيت معروف بالادب والفقه ، وله شعر جيد ، من ذلك في مدح النبي صلى الله عليه وسلم اولها : -

هبت عيوز القوافي من كوى الخطل + لها خشوع واغراء عن الغزل
وأصلت الجبد عضبا منه مفتحما حتى لقريظ اخي عنه في وهل

له بتقديم الرائ على الزاء كذا علق عليه المصنف ؛ ٥٦٥٢ م ؛ انظر

الشذرات (٥ : ٢٦٥) وتاج العروس (٤ : ٢٢١) ؛

وَنَافَسَتْ فِيهِ أَوْزَانُ الْعُرْضِ فَمَا سَعَى السَّوِيحِ إِلَيْهِ سَابِقُ الرُّمْلِ
وَأَقْلَمَتْ تَتْمَهُدَى شَوْعًا ذُبُلًا لِيَسْرَعَ تَهْزَأُ بِالْخَطِيئَةِ الذُّبُلُ
كُلُّ يَوْمٍ يَمْلُكَ بِالسَّعَى لِقَبُولِ لَدَى مَنْ لَمْ يَبُؤْ مِنْهُ بِالْإِفْخَاقِ ذَوَا أَعْلَى
صَنِهَا: -

مُحَمَّدُ الْمُصْطَفَى خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مِنْ بَهْدِيهِ أَفْتَرَزْتُكَ وَالْدَّهْرُ مِنْ جَنْدَلٍ
(١٣٦) **مُجَاهِدُ الدِّينِ أَبُو عَمْرٍو عَثْمَانُ بْنُ شِجَاعٍ الدِّينِ**
أَبِي الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْهَكَارِيِّ الْمَقْرِي
كَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ الْعُلَمَاءِ بِالْقُرَآءَاتِ وَاخْتِلَافِ الْقُرَآءِ فِي
ذَلِكَ، وَسَمِعَ مِنَ الشَّيْخِ كَمَالِ الدِّينِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ
شِجَاعٍ بْنِ سَالِمِ الْمَقْرِيِّ بِقُرَآءَةِ أَبِي الْفَضْلِ حَامِدِ بْنِ
مَنْوُجِرِ بْنِ شَاهِ خُسْرُو بْنِ رُوْزْبِهَانَ الشَّيرَازِيِّ بِالْقَاهِرَةِ
فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ وَسِتَّمِائَةٍ؛
(١٣٧) **مُجَاهِدُ الدِّينِ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ**
ابْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، يَعْرِفُ بِأَبْنِ الْمِينَاوِيِّ، الْعَلَوِيُّ
الْحَسَنِيُّ الْحَلَبِيُّ الْأَدِيبُ

[هُوَ] عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حَتُّودَ
ابْنِ مَيْمُونِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَدْرِيسَ بْنِ
أَدْرِيسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَضِّ بْنِ الْحَسَنِ الْمُثَنِّيِّ بْنِ الْحَسَنِ
لَهُ: عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَتُّودَ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَحْمَدَ؛ وَالتَّصْغِيرُ مَأْمُورٌ؛
لَهُ فِيهِ اخْتِلَافٌ يَرِاجِعُ لِمَعْرِفَتِهِ عُمَدَةُ الطَّالِبِ (ص ١٣١)؛

ابن علي بن أبي طالب الهاشمي العلوي الحسني الحلبي،
 من بيت الرياسة، وولي جدّه الخلافة، ويعرف
 بأبن الميناوي الزجاج، ذكره كمال الدين ابن الشعار
 في كتابه، وقال: كانت له مروة ظاهرة ونفس كبيرة،
 ومن شعره في أحمد:-

إنّ الذي هو أضعف اسمه مصحف اسم بلامين
 فنصفه دمعي في كثرة وعكسه يحكيه في اللون
 وله في نثابة:-

مأطائر برش لكن بلا جناح
 ما أن يطير حتى يُعَلِن بالصياح

قال: وسألته عن مولده فقال: سنة ثمان وثمانئة،
 (١٣٨) مجاهد الدين أبو الحسن علي بن يوسف بن محمد
 ابن عبد الله بن الصفار المارديني المنشي
 يعرف بالهاجي لأنه حُبل إلى مكة صغيراً، [هو] علي بن
 يوسف بن محمد بن عبد الله بن شيبان بن الحسن بن
 عامر بن عبّيد الله بن كزاز بن خليل بن غيور بن عامر بن
 معصعة بن بكر بن هوازن بن منصور بن خصّفة بن
 قيس عيلان بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان النخعي
 المعروف بأبن الصفار المارديني، ذكره كمال الدين ابن الشعار
 كأن كاتب الانشاء بين يدي الملك المنصور ناصر الدين أرتق

له يربى المتوكل على الله علي بن حنود المقدّم ذكره؛

ابن أبي بن ايلغازي بن أبي بن أرتق الأرتقي صاحب ديار بكر، قال: ركان عالماً فاضلاً، وتولى الاشراف بديوان دُنيسر، ذكره صاحب كتاب حلية السريين من خواص الدُنيسريين، وقال: ذكره فطنٌ دقيق النظر فيما يرتب ويصنّف ويُنشئ من النظم والنثر، ذوفنون من الادب والحكم وغيرها، وتولى الاعمال السلطانية بدُنيسر، كتبت عنه واشتد في نفسه: -

أمن هلال انت يا وجهه السبأى بهن المنظر القمر
وجه من الزوم ولكن له في الحداخال من بني العنبر
بغنى باغلى ثمن نظرة احيابها يا طلعة المشتري
وله في الغزل: -

دوت يداه الى ذؤابتهم صدغيه لتأمكن الرد

بجـ

(١٣٩) مجاهد الدين ابو حفص عمر بن ملكي سرجابن
[٤٦٥] محمد الحلبي المقرئ

له: قال: له أعزبه المصنفت فجعل السين مفتوحة والمعروف كسر السين؛
سك كتب ههنا دلاً؛ وكانت وفاته في اواخر ذي الحجة سنة احدى وخمسين وستمائة، ودفن
بمقابر ابراهيم عليه السلام قبلى المدينة، ومولداً بمجابه. في شهر ربيع الاخر سنة اثنين وتسعين وخمسة
ثم من عليه خط الغسيم؛ وذكره صاحب الفوائت (٢: ٩٤) نلقبه بجلال الدين، قال:
قتله التتر بساً دخلوا ما دردين؛

كان من القراء المجتهدين، قال: لقامات الامام جعفر
 بن محمد الصادق قال ابو حنيفة [رحمه الله تعالى]
 لشيطان الطاق: مات امامك؛ قال: لكن امامك من
 المنظرين الى يوم الوقت المعلوم، وانشد :-

لئن كذبا لدهو الخوون مشاري ومات اميرى ناصو الدين الملك
 فلي من يقيني بالاله وفضله امير يقيني السوء في النفس الملك
 وان باح طوفان الخلاف فانتق هنالك نوح واعتزالي كالفلك

(١١٣٠) مجاهد الدين ابو الفوارس فارس بن عبد المجيد
 ابن احمد بن سعيد السليبي الكفرطابي الشاعر
 ذكره ابن الشعار في عقود الجمان، وقال: هو من دمشق
 لكنه سافر الى بلاد العجم، ثم عاد الى دمشق وشخص الى
 الديار المصرية، فاقام دهرًا ثم رجع الى دمشق وسافر
 الى ميّا فارقين حين كانت للملك المنصور ناصو الدين
 ابو المعالي محمد بن عمر بن شاهنشاه بن ايوب فلمّا
 ملك حماة قدم معه اليها، وكان مشرفا في ديوانه
 ثم انقطع الى القاضي نجم الدين ابى البركات عبد الرحمن
 ابن عبد الله بن محمد بن عصرون؛

له سليم بن حلوان بطن من قضاة؛ له بعد وفاة ابيه الملك المظفر عمر بن
 شاهنشاه سنة ٥٨٤هـ؛ وكان وفاة الملك المنصور سنة ٦١٤هـ؛ انظر
 الوفيات (١: ٣٨٣)؛ له هو ابن العلامة الشهير شعوب الدين ابى سعد بن ابى
 عصرون المتوفى سنة ٥٨٨هـ؛

قال الوزير مخلص الدين محمد بن فارس، كتب والدي
الى بعض اصداقائه :-

تطاوكت مدة الفراق فهل سبيل الى التلاق
منها :-

يا سيدي والدي اُدجّي اضوّبي نحوك اشتياقي
وله في لاييس ثوب اسود :-

وذى لباس يحاكى لون طوّته في ضوء بهجته مع عارض بهج
بدرًا تكتفه، جنم الظلام له جسم من الدني ثوب من السهم
وتوفى في شوال سنة ست عشوة وستمائة ؛

(١٣١) مجاهد الدين ابو الظفر فيروز بن عبد الله الخراساني
الكاتب

كان من الكتاب الموصوفين بجودة الخط وحسن العبارة
رأيت في مجموعة له : الكريم اذا نال انال ، اللئيم اذا
طال استطال ؛

(١٣٢) مجاهد الدين ابو منصور قايمازين عبد الله
الزيني الموصلي الاديب المقرئ دُر دار الموصيل
ذكره صاحب بهاء الدين محمد بن حمدون في
تذكرته ، وقال : كان مجاهد الدين قايماز كلفاً بحب
الحسنات وعاكفاً على فعل الخيرات فمما شاهدته من

له سياقي ذكره في موضعه ؛ له ؛ بدر ؛ له م ٥٦٢ ؛ قاموس الاعلام
للزركلي (٣ : ٨٥) له ؛ كلف وعاكف ؛

ذلك أنه كان موثلاً لكل وافد إليه من بلادنا العراقية
ملجأ لكل خائف يصل إليه منها، وأما ما منحه الله تعالى
من بذل الأموال وانفاقها في عمارة بيوت الله عز وجل
وتجديد الرباطات والمدارس والجسور والقناطر...
وعمر بظاهرها الموصّل جامعاً ورباطاً للصوفية وبمبارستاناً
للمرضى، عزم على ذلك ما ينيف على مائة الف دينار
احمر، ونصب على دجلة جسراً من الخشب، واوقف
على هذه الوجوه اوقافاً كثيرة يحصل منها في السنة عشرة
الاف دينار وأكثر، وكان عاتلاً فقيهاً والياً بالموصل توفي
سنة خمس وتسعين وخمس مائة؛

(١٢٣) **مجاهد الدين ابو المظفر قايماز بن عبد الله المعروف**
بأبي فصيد المعظمي الشمسى الامير

ذكره محمد بن عبد العظيم المندرجى في كتابه الى الحافظ
ابن النجار البغدادى، وقال: سمع مع مولانا المعظم من
الحافظ ابى طاهر السلفى، وحدثت بدمشق وبمصر و
الاسكندرية والبحيرة وتوفى في شوال سنة تسع و
ثلثين وستمائة؛

له اهدنا سياق العبادة الى الفصل بين الجملتين باللقاط تنبيهاً على سقوط
شيئ من البين؛ هو الصحيح كما ذكره ابن الاثير لا كما ذكره ابن العماد
بشذرات (٢: ٣١٨) ان وفاته كانت سنة ٥٩٢ هـ؛ له والى البحيرة،
نظر الشذرات (٥: ٢٠٥)؛

ذكرة محب الدين ابو عبد الله بن النجار في تاريخه ، و
 قال : [ولد] ببغداد ونشأ بها ، ثم سافر عن بغداد واقام
 ببلد الجزيرة والشام ، وعاد الى بغداد بعد التسعين والخمسة
 ورتب مشرفاً على منائر الديوان ، وكان من اكرم الناس خلقاً
 ونفساً ، وكتب كثيراً من كتب الادب والتاريخ ، وارتحل عن
 بغداد سنة ثلاث وتسعين ، واقام بنصيبين ، وله شعر ،
 وكانت وفاته بنصيبين في شعبان سنة اثنتين وستمائة ؛
 (١٣٤) **مجاهد الدين ابو المظفر منصور بن نجم بن**
رضوان الكنا في الامير

من بيت الامارة ، وكان مجاهد الدين عظيم الهمة ، مدنياً ،
 وقد اشتغل وحفظ كثيراً من اشعار العرب ، وكان محبباً
 الى عشيرته واهله كثير الانعام عليهم ، انشد :-

جَهَلُوا السَّبِيلَ إِلَى الْمَكَارِمِ الْعُلَى وَرَضُوا مِنَ الْأَفْعَالِ بِالْإِقَابِ
 (١٣٨) **مجاهد الدين ابو سعيد يا قوت بن عبد الله الرومي**
 الناصري أمير الحاج المتولي على خوزستان

ذكرة شيخنا تاج الدين في كتاب ولاية خوزستان ، وقال :
 ولادة الامام الناصري الامارة ، وحج بالناس سنة اثنتين و
 ستماية ، ولم يزل يحج بالناس الى ان عزل قطب الدين
 سنجر عن بلاد خوزستان سنة سبع وستماية ، ولم يزل
 حاكماً على خوزستان الى ان ولي الامير المؤيد بن المعظم

له قال ابن الاثير انه جعل امير الحاج في هذه السنة ؛ الكامل (١٢ : ٢١٣) ؛

على بن الناصر وكفت يدها عنها ، وكان قد أقطع الحوزة
وفرض له من حاصل الخواص الخوزستانية لاستقبال
سنة اربع وستمائة في كل سنة عشرون الف دينار ؛ ذكره
ابو الحسن علي بن سُنُقُر في كتاب منار التاريخ ، وقال :
كان شريف النفس والهمة ، وتوفي سنة اربع عشرة و
ستمائة ، ودفن بمشهد جرجيس بوصية منه ؛

(١٣٩) **مجاهد الدين ابو الخير مجيب بن اسحاق بن ابراهيم**

الاسترأبادي الفقيه

قال : لما قسم سعد على اهل القادسية ما قسم ، الفارس
سنة الالف ، والراجل الفان ، وبقي مال كثير ، كتب الى عمر
رضي الله عنه يُعلمه بذلك ، فكتب اليه عمر : فَرَّقْ الباقي
على اهل القران ، فجاءه عمر بن معد يكرب ، فقال له :
ما معك من القران ؟ قال : لا شيء اسلمت وشغلني الغزو
قال : لا شيء لك ، فانشأ يقول :-

اذا قُتِلنا فلا يبكي لنا احدٌ قالت قد يش الاتلك المقاديرُ

نُعْطى السوية من طعن له نفدٌ ولا سوية اذ تُعْطى الدنانيرُ

(١٥٠) **مجاهد الدين ابو منصور بيرنقش بن عبد الله**

التركي الامير

[67 6]
[68 2]

كان اميراً شهماً عارفاً بقوانين الملوك والولاطين وتربية
اولادهم ، وكان مملوك عماد الدين زنكي بن قطب الدين مردو

له : فكتب ؛ راجع لترجمته تاريخ الكامل (١٢ : ١٢٠) ؛

بن عماد الدين زركي بن آق سنقر صاحب سنجار، ولما
توفي سيده عماد الدين سنة اربع وتسعين وخمساً
خلف ولداً صغيراً وهو قطب الدين محمد، فقام مجاهد الدين
بتربيته، وكان شديداً التعصب على مذهب الشافعي،
والشأماً مدرسة للحنفية بسنجار، وشروط ان يكون النظر
في وقوفها للحنفية دون الشافعية؛

(١٥١) المجتبر أبو محمد عبد الرحمن بن عبد الرحمن
ابن عمر بن الخطاب العدوي المدني المحدث ذكره
أبو عبد الله مصعب بن عبد الله الزبيرى في كتاب
أنساب قریش، قال: وولد عمر بن الخطاب عبد الرحمن
الأكبر فهلك، وترك ابناً له سمي به، وسمته حفصة
بنت عمر بن لك ولقبته المجتبر، قالت: يجبره الله، فولد
يعرفون بولد المجتبر، وأم المجتبر بنت قدامة بن مطعون
ابن حبيب بن وهب بن حذافة بن جهم؛

(١٥٢) المجتبي أبو القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب
المهاشمي النبي صلى الله عليه وسلم

ومن القاب النبي صلى الله عليه وسلم: المجتبي، في حديث
عبد الله بن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم لثماً أسوي

له ل: الأصغر؛ والتصحيح من تاج العروس (٣: ٣٨)؛ ثم قال في تاج العروس،
[سمي المجتبر لأنه] وقد وهو غلام فقيل لعنته حفصة: انظري الى ابن امي
المكسور؛ فقالت: بل المجتبر، فبقى لقباً عليه؛

به أنى على ادعاه الانبياء فاشتوا على ربهم، فقال ابراهيم عليه السلام: الحمد لله الذى اتخذ ابراهيم خليلاً، وانقذنى من النار وجعلها على برداً وسلاماً، وقال موسى عليه السلام: الحمد لله الذى كلمنى تكليماً واصطفاً فى برسالته وقربنى اليه نجياً، وقال داود عليه السلام: الحمد لله الذى خولنى ملكاً وانزل على الزبور والآن لى الحديد، وقال سليمان عليه السلام: الحمد لله الذى سخر لى الريح والانس والحجن وعلمنى منطق الطير واتانى ملكاً لا ينبغى لاحد من بعدى، وقال عيسى عليه السلام: الحمد لله الذى جعلنى ابرئى الاكمة والابرس، وقال محمد صلى الله عليه وسلم: الحمد لله الذى ارسلنى رحمة للعالمين وانزل على الفرقان وشروح صدرى ووضع عنى وزرعى وجعلنى فاتحاً وخاتماً وجعل امتى خيراً الامم وجعل امتى امة وسطاً، وجعل امتى هم الاولون وهم الآخرون (١٥٣) **المجتبى ابو محمد الحسن بن على بن ابى طالب**
عبد المناف الهاشمى الخليفة

ومن القاب ابى محمد الحسن الزكى المجتبى ولى الامر بعد

ابيه سنة اربعين، وقد تقدم ذكره فى تراجمه؛
(١٥٤) **مجتبى المروثة ابو سعد عبد الله بن احمد الحنفى الشافعى**
ذكره شيخنا الصدوق العالم مجد الدين اسعد بن ابراهيم النشأ فى

له م ٤٥٤؛ يأتى ذكره منسوباً هناك الى النشأ شيب بصيغة الجمع؛

الادبيلي في كتاب المذاكرة في القاب الشعراء، وقال :
 كان عبد الله بن احمد الحنفي يلقب مجتني المروعة وكان
 صديقاً لعبد الله بن المقفع، ولقب مجتني المروعة لكثرة
 ذكره المروعة فمن ذلك قوله :-

لا تحسبن لي المروعة مطعم أو شرب كأس
 أو في الولاية والمواكب والمراكب واللباس
 لكنهما كرم الفرو - ع زكت على كرم الغراس
 (١٥٠) مجد الدين ابواسحاق ابراهيم بن احمد بن
 ابراهيم الحزاني الصوفي

كان من ظرفاء الصوفية، حافظاً للأمثال السائرة نثراً و
 نظماً، وكان اذا رأى من له ابهة في الخلقة، وله ملابس
 سريّة وهيشة وزيّ ولم ير عند ما يفضيه من فضة
 ولا فائدة النشد :-

اذا ما لم يكن في الغيم ودق فليس بنافع رعد وبرق
 ولست معدداً أيام شهر اذا ما لم يكن لي فيه رزق
 (١٥١) مجد الدين ابورشيد ابراهيم بن الحسين بن
 علي البغدادى الاديب

ذكره الحافظ ابوطاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب
 معجم السفر، وقال : كان يعرف بالبرزباني، روى لنا
 بالري عن ابى سعد اسماعيل بن علي بن الحسين بن السنان

(١٥٤) **مجد الدين ابواسحاق ابراهيم بن علي بن محمد**
ابن بركة الانصاري السراحي المحدث
 ذكره الحافظ جمال الدين ابو عبد الله محمد بن سعيد
 ابن الديلمي في تاريخه ، وقال كان من اهل الخير و
 الصلوة ، سمع ابا القتم عبيد الله بن شاذل وطبقته ،
 سمعنا منه ، وكانت وفاته سنة اثنتين وستمائة ودفن
 بالشونيزية ؛

(١٥٨) **مجد الدين ابوطاهر ابراهيم بن محمد بن عبد الله**
الإسعدي الحشاشي المتطبب ، يعرف بابن الحيتي
 شيخنا الحكيم الصوفي ، كان شيخاً عارفاً له معرفة تامة
 بالحشائش ومواضعها ، وخواصها ومنافعها مع طهارة النفس
 والهمة العالية والخلق الحميدة ، ودرمراغة ، وعمر
 بنواحيها زاوية بناحية أهق في موضع كثير الانهار والاشجار
 وهناك دُلبة عظيمة عرفت الزاوية بها ، والجبل المشرف
 عليها يسمى راوشت ، يحتوي على أكثر حشائش الترياق ،
 واستدعى الى حضرة السلطان غازان بن ارغون ، وصعد
 السلطان معه الجبل وعرقه انواع الحشائش واحبب السلطان
 وادّله ادراساً سنوياً ، وكانت وفاته سنة ست وسبعمائة
 بأسعرد ؛

(١٥٩) **محمد الدين ابو منصور احمد بن ابراهيم بن ليث**
الجويني الكاتب

كان ادبياً فاضلاً، له شعر حسن، فمن شعره قوله
 في الربيع :-

ضرب الدوَّضُ نسايط الزهرِ وغدا ينشُر من طيّ الحَبَرِ
 عقد النيروز في مفروقهِ تاج دُرٍ صيَّع من ماء المطرِ

(١٦٠) **محمد الدين ابو العباس احمد بن اسماعيل بن**
هاشم الواسطي المقرئ

كان من القراء الظرفاء، انشد في رجل قصير :-

انظر اليه والى قامةٍ قريبة البعض من البعض
 لا ينظر الناس اذا ما بدا منه سوى لرأس على الارض

(١٦١) **محمد الدين ابو الفضل احمد بن ابي بكر بن ابي محمد**
الحاوري النحوي [686
692]

ذكره ياقوت الحموي في كتاب معجم الادباء، وقال :
 لقبه بتبريز، وهو شاب فاضل قيم بعلم النحو، وكان محتقاً
 بالذكاء، حافظاً للقرآن المجيد، وكتب بخطه الكثير من كتب
 الادب، وصنف كتباً مختصّة في النحو، قال : وكتب عني الكثير
 وفارقت سنة سبع عشرة وستمائة، وتوفي سنة عشرين
 وستمائة ؛

له ج ٢ ص ٢٣٨ ما بعدها ؛ وكلام المصنف نخبه منه ؛ له في معجم الادباء ؛ يعرف سوين ؛
 وقال ناشئ : اسم مرضع ؛ ولم يعرفه ؛ نحو ترجم له السيوطي في بغية الوعاة ص ١٢٩ ؛ ايضاً ؛

(١٦٢) محمد الدين ابو العباس احمد بن تميم بن علي
الخلخالي الصوفي

اورد باسناد الى انس بن مالك رضي الله عنه قال : قال
النبي صلى الله عليه وسلم : اللهم اني اعوذ بك من علم
لا ينفع ، ومن قلب لا يخشع ، ومن نفس لا تشبع ، ومن
دعاء لا يسمع ، اللهم اني اعوذ بك من هؤلاء الاربعة ؛

(١٦٣) محمد الدين ابو منصور احمد بن جعفر بن مسعود
القاشبي الاديب

كان حافظاً للنوادر الادباء واكثر حكايات ابى العيناء ومنها
ان ابا العيناء دخل على صاعد بن مخلد بعد انقطاع كان منه
عنه ، فقال له : يا ابا العيناء ! ما الذي اخرك عنا ؟ قال :
بنتي ، قال : وكيف ؟ قال : قالت : " تروح من عندنا مسدداً
وترجع معتماً صغر اليدين مخفى حنين ، فالى من ؟ قلت :
الى ذي الوزارتين ابى العلا ؛ قالت : آفشفحك ؟ قلت : لا ؛
قالت : آفيعطيك ؟ قلت : لا ، قالت : آفيرفم مجلسك ؟ قلت :
لا ؛ قالت : يا آبت لم تعبد ما لا يسمع ولا يبصر ولا يغني
عنا شيئاً ، فضحك صاعداً وامر له بثلاثة الاف درهم
وقال : الفان لك ، والاف لابنتك لثلاث تضر بنا بقواعد القرآن ؛

(١٦٤) محمد الدين احمد بن حارث بن عمرو بن مطر
ابن سرخاب بن ابراهيم بن ابى الهيجم بن ابى الهيجاب بن

له هو محمد بن القاسم بن خلاد المتوفى سنة ٢٨٢ هـ : انظر الوفيات (١ : ٥٠) ؛

برجم بن حمدان بن مضوس بن ابي فراس الحارث
 ابن حمدان بن خلف بن كعب بن واثلة بن سعد
 ابن خراطة بن بكر بن طريف بن خلف بن محراب
 ابن خصفة بن عيلان بن هجرس بن كليب بن ربيعة
 ابن مرة بن الحارث بن زهير بن جشم بن بكر بن
 حبيب بن عمرو بن غم بن تغلب بن بكر بن وائل؛
 (١٦٥) محمد الدين ابو الفتح احمد بن حمزة بن الحسن
 ابن العباس الحسيني الاديب

كان اديباً فاضلاً وله رسائل، انشد في وصف قصص الشيبان
 كان المقاريف لى تعورته مناقير طير تنقى سنبيل الزرع
 (١٦٦) محمد الدين ابو جعفر احمد بن زيد بن عبيد الله
 الحسيني الموصلى النقيب

من بيت التقابة والتقدم بالموصل وواحيها، وله في الادب
 القدم الراسخ والاجتماع بالافاضل والادباء وافضالك
 عليهم، وكان ممدحاً كريماً، ولابي علي الحسن بن علي
 ابن نصر العبداني في مدحه من قصيدة اولها، -
 ثم معى برقاً على جبال الغري هب هبات الحسام المشرفي
 هب وهما متوهمت الدجى حبشياً في رداي مذ هبتي
 منها، -

غير مولى من قرشي ماجد المني لودعي اسرى
 منها، -

من اتى يغدو يوماً يابٍ فله فخر نسبي ووصي
منها: -

غير آتى في التدا في والنوى ذلك الراعي لكم عهد الوفي
فارض متي بالذي بعثه لك من نشوء عنبري
(١٤٤) محمد الدين ابو العباس احمد بن عبد الله بن المسلم
الدامشقي الفقيه

كان فقيهاً عالمًا قد قرأ الادب والفقه وسمع الاحاديث
النبيية، وكتب بخطه الكثير، وكتب عن الكبير والصغير،
ومن فوائده: قال المبرد: سمعت ابن الاعرابي يقول: -
اذا سمعت الرجل يقول: رأيت فلاناً يذكركم فلاناً، فاعلم
انه قد عابه؛ فقلت: أوجد في ذلك في القرآن؛ فقال:
قول الله تعالى في قصة ابراهيم "قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ
يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيمُ" اى يعيبيهم؛ وقال عنزة: -

لأنكوى فرسى وما طعمته فيكون جلدك مثل جلد الجرب
(١٤٨) محمد الدين ابو العباس احمد بن عسكر الواسطي
المقرئ الضامن

ذكره شيخنا تاج الدين علي بن انجب، وقال: ولي الاعمال
السلطانية، ولم يكن محموداً في سيرته، وعزل سنة خمس
واربعين وستة مائة، ورتب حوضه شهاب الدين احمد بن عامر؛

له: يعيبيه؛ في العقد الثمين في دواوين الشعراء الستة الجاهليين
(ص ٣٥، في العقد الثمين: مؤخر)؛

(١٦٩) محمد الدين ابو العباس احمد بن علي بن عبد الرحمن
النقري الكاتب

من كلامه في تقليد : وأمره ان يجعل تلاوة كتاب الله
عز وجل دينة وان يجعله مثلاً تحتذي او امرأة ويهتدي
بهدها ، وان يتدبر معانيه الغامضة وعجائبه ، ويتبصر
الفاظه البديعة وعزائبه ، فانه المريد اذا عمت المسالك
والمنقذ اذا عمت المهالك ؛

(١٧٠) محمد الدين ابو الفضل احمد بن علي بن محمود
الكوني الاديب

كتب :-

هنيئاً بالشهر الشريف ومشي ملك يظل العالمين ظلوه
شهر ربيع ان تداوم مبلغاً اقصى الاماني والرائقات هلاله
ابداً تداوم ملكاً في نعمية ورخاء عيش لا يحل عقاله
منها ؛ وهو السلوك الذي قد استرقه الاحسان اليه و
استعبده الانعام عليه وهو يسأل الله تعالى ان يوزعه شكر
ماله رقيه ومستوجب حمده ومستحقه ؛

(١٧١) محمد الدين ابو عبد الله احمد بن علي بن المعتمر
الحسيني النقيب

كان من السادات التقباء ، والاكابر النجباء ، رأيت ديوان ترسله
بالرصد المحروس سنة خمس وستين وستمائة ، كتب الى الامام

له نفر من فواحي بابل بأرض الكوفة ؛ معجم البلدان ؛

المقتضى لامر الله لما تقدم بهجتان السادة اولاده لا زالت
العراص المطهرة أهلة المغاني بأفراج المسائر والافراح،
وازدهام وفودها الى ابوابها المنتصرة في الغدق والرواح،
واتصال امدادها وفق البغية والاقتراح، وجعل هذا
الطهر الميجون طائفة، المؤذن بتوالي النعل بشأ سرة
طليلة جيوش تضاعف السعور والاقبال، ورائد بلوغ
نهایة الاماني والامال، في سلائل مجدها الذي غدا على
مفرق النجم ساحب الاذيال

مطهرين خلقتهم من سائر الاناس
فان اتيتهم بطهر فسنة للناس

(١٤٢) محمد الشرف ابو عبد الله احمد بن عمار بن احمد
الحسيني العبيدي النقيب الاديب

ذكره العماد الكاتب في كتاب الخريدة، وقال: علوي
مجم سعدة في النظم علوي، وشريف شوي في سوق
الادب فضلة بكذا النفس والادب، شرفت همتته وظهرت
شيمته، وانشد له: -

وشادن في الشرب اشربت وجنته ما جم راووقه
ما شربت يوما اباريقه بريقه الا ابريقه
وانشد له في جارية اسمها قوته: -

مجم - ١٤٥٥ هـ لم اجده في فهرست دوزي، وله ذكر في مخطوطة الخريدة

مكتبة باريس كما ذكره هامير في تاريخه لاداب اللغة العربية (١٤٢١ هـ)؛

قالوا نرى قوتك مصفرةً وما دروا ما بك يا قوته
 قد كنت بالامس لنا ذرةً فصوت فينا اليوم يا قوته
 انت حياة النفس بل قوتك فكيف يسلف عليك يا قوته
 وقوتى ببعد اذ سنة سبع وعشرين وخمسائة و عمرى
 اثنان وخمسون سنة ؛

(١٤٣) محمد الدين ابو العز احمد بن عمر بن سعيد
 الايبوردي الصوفي

قال : دخل الحسين الصوفي المعروف بالجمال المصوفي
 على تادم من مكة ، وعند قوم يهتئونك ، وبين ايديهم
 اطباق حلواء ، وليس يمد احد هم يدك اليها ، فقال :
 والله يا قوم ! لقد اذكرتموني خيف ابراهيم ، وقوا قلنا
 رآى ايديهم لا تصل اليك نكركهم واوحس منهم خيفة
 ثم قال : كلوا رحمكم الله ؛ فضحكوا واكلوا ؛

(١٤٤) محمد الدين ابو الليث احمد بن عمر بن محمد
 ابن احمد النسفي الواحظ

ذكر تاج الاسلام ابو سعد السمعاني في تاريخه ، وقال : هو
 من اهل سمرقند من اولاد المحدثين والائمة ، كان فقيها

له يريده الحسين بن عبد السلام الشافعي المعروف بالجمال المتوفى سنة ٥٨٨ هـ ولم يكن
 صوفيا فيما نعرفه ؛ انظر ترجمته في معجم الادباء (١٣١٠٦) ؛ سورة هود (١١) الآية (٥٠)
 انه هو الامام الحق الشهيد رابي الليث السمرقندي من شيوخ صاحب الهداية ، انظر
 الجواهر المضية (٨٧١١) ؛

فأخذنا، وواعظاً كاملاً، سمع من أبيه الكثير، قال، وقدم
 علينا مرو سنة سبع وأربعين وخمس مائة متوجهاً إلى الجواز
 ورحلنا إلى بغداد جميعاً سنة إحدى وخمسين [وخمس مائة]
 وكان الناس في شدة عظيمة والحرب قائمة بين المفتي للمراه
 والسلطان محمد شاه، وخرج من بغداد سنة اثنتين وخمسين
 [وخمس مائة] وخرج جماعة من الملاحدة وقتلوا
 أهل القائلة، وأخذوا أموالهم وكان منهم محمد الدين النسفي
 ومولده سنة سبع وخمس مائة؛

(١٤٥) محمد الدين ابوزيد أحمد بن الفضل بن عبد الله
 الطيبي الأديب

كان أديباً حارفاً بالامثال والاشتقاق، وكان يحفظ أكثر ما إلى
 ثعلب، وانتخب لنفسه جزءاً حسناً من الأما إلى، من ذلك
 قولهم "ليس له أصل ولا فصل"، الأصل الوالد والفصل
 الولد، ومن فوائد: -

يا من فدت نفسك بنفسك موعداً نأ بالأس لا تنسك
 (١٤٦) محمد الدين ابو علي أحمد بن القايم بن طباطبا
 العلوي الحسني الاصفهاني المدرس

ذكره العباد الاصفهاني في كتاب الخريدة، وقال: أدركت
 زمانه يا صفهان، وهو من ائمتها الافاضل، وهو القائل

له أحمد بن يحيى (٢٠٠ - ٢٩١)؛ له لما جداوله في

فهرست دروزی؛

في مريثة ابراهيم الغزني الشاعر:-
 هموم في فراق امام غدة هموم كثير لفراق غدة
 وطلب من تاج الدين ابي طالب الحسين بن الكافي زيد حنطة
 فيخل بها فكتب الى بعض الصداور:-

يا علماً علاماً للورى زندق فيما تُرتقى وارى
 سنبلة المخطلة مشددة في جنة الخلد بأزراها
 اطلب جهلاً من ابي طالب وهو بضمضاج من الناس

(١٤٤) محمد الدين ابو العباس احمد بن ابي القاسم
 المعروف بأبن الزرق الدارقزي الصوفي

ذكره الحافظ محمد بن الدبيثي في تاريخه، وقال: روى
 عن علي بن المبارك بن الجصاص، سمع منه عبد الرحمن
 ابن عمرو الواعظ، وكانت وفاته سنة خمس وتسعين و
 خمسمائة؛

(١٤٨) محمد الدين احمد بن المبارك بن عوض بن المبارك
 ابن ابي عمرو يعرف بأبن الصباغ الطبيب
 كان حكيماً فاضلاً، ولاجله صنف والده كتاب
 الزلقة في الطب؛

له هو ابراهيم بن عثمان الاشهمي الغزني من اهل غدة بفلسطين توفي سنة
 ٥٢٢ هـ؛ انظر بروكلمن (١: ٢٢٨)؛ له لعة علي بن المبارك المعروف
 بأبن غريبة الوراق المتوفى سنة ٥٤٨ هـ، الشذرات (٢: ٢٦٢)؛ له م ٦١٥ هـ؛
 الشذرات (٥: ٦٢)؛

(١٤٩) محمد الدين ابو العباس احمد بن محمد بن بركة
يعرف بابن البريد ارا البغدادى المحدث الكاتب
كان والده من مداحى الخلفاء وخدم الناصر والظاهر و
المستنصر والمستعصم، وكان ولده محمد الدين حافظاً لتلك
الاخبار ومعاني الاشعار، وكان اذا اشتغل في الاعمال
الديوانية لا يكاد يراقب احداً، فاذا عزل عن عمله
تروّد الى الاخوان والاصحاب، وكان له تردّد الى الشيخ
عز الدين علي بن الاعذّ، توفي سنة اربع وتسعين وستمائة
(١٨٠) محمد الدين احمد بن محمد بن ابي بكر النسفي

المقرى

ذكره شيخنا صمد الدين ابراهيم بن شيخ الشيوخ سعد الدين
محمد بن المؤيد الحمزي المحبوبي، وقال: لقيته ببغداد
وقرأت عليه احاديث من وسيط التفسير^١
(١٨١) محمد الدين ابو عبد الله احمد بن محمد بن تميم
يعرف بالاعرج الاصفهاني

كان ادبياً فاضلاً، وجدت له في بعض المجاميع هذه
الرباعية :-

اتّرع قدح المدام ياساق هات نشوبه فكل ما ساقى هوات
قم فانهز الفرصة من قبل فوات فالعمر وان طال سويح المخطوات

له لابن الحسن علي بن احمد بن محمد بن متويه الواحدى المتوفى سنة ٦٨٠ هـ؛

الوفيات (١٣٣٣)؛

(١٨٢) **محمد الدين ابو الفضل احمد بن محمد بن ثابت النطاقي**
 كتب اليه رئيس الاصحاب كمال الدين البلدي نزيل كاشغري
 ايا محمد الهداي مغناك ورد لمن هو في اسفل المحرمات ظاهري
 بفضلك عاد غصن لعلم غصنا وشمل الفضل ملتئم النظام
 حوت المجد حتى الناس قالوا نظام المجد بالمجد النظامي

(١٨٣) **محمد الدين ابو الحسن احمد بن محمد بن ابي الحسن**
الطبري الخوارزمي الادبي

اورد باسناد الى قتادة [رحمة الله] قال: جاء كتاب عمر
 ابن عبد العزيز الى واليه ان دعم لاهل الخراج من اهل لغز
 ما يتختمون الذهب ويلبسون الطيالسة ويكبون لبرازين
 وخذ الفضل، سمع الطبري كتاب شرح السنة على الشيخ
 نجم الدين الكبري عن محمد بن اسعد حقه عن المصنف
 في السنة ابي محمد الحسين بن مسعود البغوي؛

(١٨٤) **محمد الدين ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الله**
 يعرف بأبن برغوث الدودي الفقيه

ذكره القاضي تاج الدين ابو زكريا يحيى بن القاسم بن المغيرة
 التكريتي في تاريخه في ذكر من قرأ عليه اودوى عنه، و
 كان من جملة من صحبه الى بغداد لما ولي تادريين لمداة
 النظامية، ونظر في وقفها، واستعان به في شيء من ذلك؛

(١٨٥) **محمد الدين احمد بن علاء الدين محمد بن علم الدين**
 عبد الله بن عيها الغني يعرف بأبن سكينه البغدادى الكاتب

قد تقدم ذكر والداه، وأما مجد الدين فأنه كتب الكثير، وكان عالماً بالتصوف، وهو من جملة من عيّن عليه في كتابة تصانيفه المخدم خواجه رشيد الدين فضل الله، وقد انعم جمال الدين بن العاقولي وأمر بكتابه محض ليأخذ له الرباط المنسوب إلى ابن سكيّنة بالمشوعة... من بنات ابن سكيّنة فكُتِبَتْ له صورة النسب في ربيع الآخر سنة أربع عشرة و سبعمائة، وهو المستحق للنظر له الرباط المذكور لا تصالهم ومعرفتهم وأدبه إذ كان قد جدّ واجتهد وحصل وتوصل وكتب مليحاً وضبط صحيحاً، وعند أخلاق صوفية طاهرة ظاهرة؛

(١٨٤) مجد الدين - [و] يقال قطب الدين أحمد بن محمد

ابن محمد بن أحمد القطان

سمع بالحرم الشريف شرفه الله على شيخنا كمال الدين هبة الله بن أبي القاسم سنة ست وثمانين وستمائة؛

(١٨٥) مجد الدين أبو العباس أحمد بن محمد بن محمود

الدورقي القاضي

استنابه قاضي القضاة عز الدين أحمد بن الزنجاني

في المحكم والقضاء، وكان جميل القاعدة ولم تطل أيامه

في الحكم، وتوفي سنة إحدى وسبعين وستمائة؛

(١٨٦) مجد الدين أبو نصر أحمد بن محمود بن علي

النظاري الشاعر

هذا شاعرٌ حافظٌ للاشعار الفارسية ينتمى الى النظامى
 الجَنْزِىّ الذى كان فى ايام الوزير نظام الملك ابى على الحسن
 وبه لقب النظامى*، وكان شاعرًا فصيح الكلام، حسن النظام
 له بالفارسية كتاب خسرو وشيرين وكتاب ليلى مجنون
 ترجمته ونظمه أُرْجُوزَةٌ، وهذا المذكور رأيتُه سنة
 خمس وسبع مائة، كان فى مخيم الصاحب سعد الدين
 رحمه الله، وله فيه مدائح بالفارسية، رأيتُه بكابادى
 ولما كتب عنه شيئاً؛

(١٨٩) محمد الدين أحمد بن موسى بن نصر بن موسى
 الانصارى الثورى الفقيه [١٦٦٤]

ذكره الحافظ ابوطاهر أحمد بن محمد السلفى فى كتاب
 معجم السفر، وقال: اجتمعت به بخرنجان، وروى لنا عن
 ابى اسحاق ابراهيم بن على بن يوسف الفيروز آبادى، قال:
 وهومن اولاد البراء بن عازب بن الحارث بن عدى بن جُثَم
 ابن مجذعه بن حارثة بن الحارث بن الخزرج الحارثى
 الخزرجى؛

له نسبة الى جنزة وتعرف عند العامة بكنية: له من الاصل له فان النظامى
 الجَنْزِى ولد بعد وفاة نظام الملك (٥٢٨٥هـ) بنيف وخمسين سنة، انظر
 مجلة ارمغان - طهران (السنة ١٩ العدد ٢ ص ١٩٤)؛ لم اتحقق اسمه بعد،
 له الخزرج هذا بطن من الاديس والبراء رضى الله عنه اوسى، انظر تهذيب الاسماء
 للنوى (١: ١٣٢) - ويستفيلد (ش ١٣ ص ٣٠)؛

(١٩٠) محمد الدين أبو الفضل أحمد بن المؤيد بن الحسن

الدبوسى الاديب

ذَكَرَهُ شَيْخُنَا تاجُ الدِّينِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ فِي كِتَابِ لَطَائِفِ
الْمَعَانِي لِشُعْرَاءِ زَمَانِهِ، وَانْشَدَهُ :-

يا من ترك الفرد للقلب سفير الله فقد كدت من الشوق احيو
خدا الك را من من الدم عذير ما احسن لو ضم الى الرض غدير
توقى سنة سبع وتسعين وخمسمائة ؛

(١٩١) محمد الدين ابو محمد احمد بن يحيى بن الطباطبائي

الواسطی الکاتب ناظر واسط

ذكره شيخنا علي بن النجيب في تاريخهم، وقال: كان ناضلاً
واسط سنة سبع وأربعين وستمائة، وكان عالماً
بالحسابات والمعاملات والمقاسمات؛

(١٩٢) محمد الدين مؤيد الدولة أبو المظفر أسامة بن مُرشد

ابن علي ابن مُنْقِذ الشَّيْزَرِيُّ الامير الاديب

ذكره الحافظ أبو القاسم بن عساكر في تاريخه، وقال :
 قدم دمشق سنة اثنين وثلاثين وخمسماية، وخدم
 بها، وكان فارساً شجاعاً، ثم خرج إلى مصر فأقام بها مدةً،
 ثم رجع فأقام بحماة قال : واجتمعت به بدمشق و

١٤ شيزر قلعة بقرب حماة ؛ ١٥ انظر تهذيب التاريخ (٢٠٠٤: ٢٠٠٤) و
ترجمة مبسطة في كتابه الاعتبار وترجمة كتابه لباب الادب ؛ وداشرة

المعارف الإسلامية (١٠٢٤، ٢) والمجاهدات ذكروها؛

انشد في من شجرة في ضويس قلعه ،
 وصاحب لامل الدهر صحبته يسعي لنفعي ويسعي لسعي مجتهدا
 لم يبد لي من تصاحبنا فحين انا لظروى افترقنا فرقة الابد
 (١٩٣) مجد الدين ابو الفضل اسحاق بن ابراهيم بن
 عبد المحسن الكرخي الكاتب

كان كاتباً سديداً ، له في حل النثر ونثر العقد طريقة حسنة
 له رسالة في حل قول البتغاء -

في خميس كتما السمر والاب + طال فيه غيل حثته اسود
 سلب الشمس ضرها بشمس طالعات افلاكهن حديد
 عارض كلما جلته بروق الشبيص حثته بالصهيل الرعد
 يفودون رعيلا غدت رماحهم لاساد وغاة غيلا ، وشففت
 صفاحهم من قلوب حماته [مكن] غليلا قد طرف عثيا
 طرف الغزالة ، وطلعت شمس في افلاك من نسيم داود
 يحجبها سحوف مذلة ؛

(١٩٤) مجد الدين اسحاق بن عبد الكريم بن محمد
 ابن ابي سعد الصندوقي

له : يمل ، والتصميم من التمهذيب ؛ هو ابو الفرج عبد الواحد
 بن نصير المتوفى سنة ٣٩٨ هـ ؛ انظر الوفيات (١ : ٢٩٨) وبيتية الدهر
 (١ : ٢٠٠ - ٢٣٢) ؛ له : الشمس ، والتصميم من البيتية (١ : ٢٣١) ؛
 له في البيتية : خيل ، والتصميم ما ذكره المصنف ؛ له زيادة بالهامش
 من غير ترجمة ؛

(١٩٥) محمد الدين استحقاق بن فضل الله بن أبي الخير
ابن عالي الهذلي

(١٩٦) محمد الدين أبو الفضل [و] أبو سعد أسعد بن إبراهيم
ابن الحسن يعرف بالنشاشيبي الريلي الكاتب الشاعر
قديم بغداد وكان من كتاب إربل، وحصل له الجاه الرفيع
بها، ورثب مشرفاً بنهر الملك، وله رسائل فصيحة، وأشعار
مليحة، منها أنه أهدى إلى المستعصم بالله غراب أبيق
فقال فيه الشعراء، فمن نظم: —

لقد بهر الخليفة حين ابتلى غراباً بالبياض له إهاب
وكان يقول قوم من قنوط إذا شاب الغراب ذنا الطلاب
فقال لهم إمام الصوودي طلابكم وقد شاب الغراب
بقي بعد الوقعة، وتوفي سنة سبع وخمسين وستمائة،
وله كتاب جمعة، في القاب الشعراء أجاد فيه؛

(١٩٧) محمد الدين أبو المجد أسعد بن سعد بن عبد الرحيم
الحذاني الصوفي

كان من الصوفية العارفين له معرفة بمذهب التصوف،
قال: كان من دعاء عمرو بن الخطّاب رضي الله عنه اللهم
اجعل عملي كله صالحاً واجعله لكَ خالصاً ولا تجعل لغيرك

له لم يتجد له المصنف والظاهر أنه من ولد رشيد الدين فضل الله (م ٥٤١٨ هـ)

لحسبه إلى النشاشيبي جمع النشاب كأنه كان يعملها أو يبيعها؛ سنة ٥٦٣ هـ؛

انظر الحوادث الجامعة (ص ٦٣٣)؛

منه شيئاً، اللهم اني اعوذ بك من ظلم خلقك ايتامى واسئلك
العافية من ظلمى ايتاهم ؛

(١٩٨) محمد الملك المشيد ابو الفضل اسعد بن محمد
ابن عبد الله القسبي الوزير

ذكره العماد الكاتب، وقال، كان من اكابر صدور السلجوقية،
وكان في جماعة مؤيد الملك عبيد الله بن نظام الملك
في حرب ركن الدولة بركيارق مع عمه تئش، فلما كسر
عسكر تئش، وقُتل في المعركة توحد بركيارق بالملكية في صفر
سنة ثمان وثمانين واربعمائة، ولما وصلوا الى الري
بادر محمد الملك الى الري من اصبهان، واستمال في مبدأ الامر
قلب والداه السلطان، وتمكن من الدولة فعل اشياء، و
اعتقل مؤيد الملك، وولى اخاه فخر الملك فهرب مؤيد الملك
الى غياث الدين محمد بن ملكشاه وكان نازلاً بأردان فلم يرل ...

له انظر ترجمة محمد الملك اسعد في دائرة المعارف الاسلامية (١٥٣: ١٥٤) والكامل لابن النثير (١١٠: ١١١)؛
له راجع لكشف المطالب مادة بركيارق من دائرة المعارف الاسلامية؛ له سقط هذا
اللفظ من الاصل وزدناه تبعاً لابن الاثير وغيره من اصحاب التواريخ؛ له بياض في
الاصول، وقال توام الدين البنداري في زبدة النصوص (ص ٨٩)، ولم يرل يفتق على
السلطان محمد البعيد ويلين عنه الشديد ... حتى ساد من آذان به في شوقه قليلة
وبلغ به الى ان الملك اصفهان، فتبعوا بها سويسر وودعوا الجا بركيارق من الاوساط الى اطراف
... وأما محمد الملك فانهم اسدوا عليه قلوب الصاكر ... فبضوا بين الجهور وسيروهم
احضاده ... وذلك في سنة ٦٤٥ هـ، وله احدى وخسون سنة؛

(١٩٩) محمد الملك مشيّد الدولة ابو الفضل اسعد بن محمد

ابن موسى البرأوستاني الوزير

ذكره العماد الكاتب ، وقال ، كان من صدور الملوك السلجوقية ، وكان هيوياً ، ذكر ذات يوم في مجلسه ان اول من اظهر السياسة وهابه الناس زياد بن ابيه ، وما زال الناس يتكلمون عند السلطان ويكلمونه كما يكلم بعضهم بعضاً ، حتى كان زياد فجعل بينه وبينهم حرسه على راسه قياماً ، فكان اذا مسك موضعاً من لحيته ضرب برأسه ، فكان الرجل لا يشعر وهو جالس الا برأسه قد سقط في حجره ، فلما رأى الناس ذلك تركوا الكلام عند الولاية ، فاستحسن ذلك من سيرته ، وقال ، ينبغي ان يكون الوزير هيوياً ، فان هيئته من هيبة سلطانه ، ومتى لم يرتدع الخاص والعام بأشاعة وزير المملكة كان فيه هلاكهم وهلاكه ، وربما أدى ذلك الى هلاك الوالى عليهم ايضاً ، لتهاونهم بالامور ، وسماحهم في حق وزيره من كل احد مع علمه بان مرتبة الوزارة محسودة ؛

له هذا هو المتقدم كما ذكره المصنف وكذلك الذي يأتي بعده ؛ له شك المصنف في انه موسى بن محمد او محمد بن موسى فكتب فوق محمد ؛ قيل انه موسى ؛ وكتب فوق موسى ؛ محمد ؛ له برأوستان قرية قرب قم ؛ انظر هذه المادة في معجم البلدان ؛ له راجع ؛ زبدة النصرة بحسب الفهرس ؛ له انظر ترجمة زياد في دائرة المعارف للبستاني (١٩٩-١٠٠٠ ج ١ بعد ها) ؛

(٢٥٨) **مجد الملك ابو الفضل اسعد بن موسى البراوستاني**
القتبي

(٢٥٩) **مجد الدين ابو محمد اسما عيل بن جمال الدين**
ابراهيم بن محمد الرشيد بن العباسي السامري النقيب
 من اعيان سادات العباسيين بالعراق ، والبيت المبارك
 على الاطلاق ، ومجد الدين واسطة قلا ديتهم ، ورئيس
 سادتهم ، صاحب الاخلاق الحميدة والسيرة الحسنة
 والهمة العلية ، وولي النقابة على من تخلف بالعراق من
 آل عباس سنة عشر وسبع مائة ، وكنت اغشى مجلسه
 في الاحيان فأجد من مكارم اخلاقه وطيب أعراقه
 ما يدلى على اريحته ؛

(٢٦٠) **مجد الدين ابو محمد اسما عيل بن ابراهيم بن نصو**
ابن احمد بن منصور الحراني الفقيه

كان فقيهاً نبياً عالماً ، قال : جاء رجل الى الشعبي الفقيه
 ومعه صبي ، فقال له : هذا ابنك ؟ قال : بل ابن ابني ؛ فقال
 الشعبي : فهو ابنك من وراء ؛ فتغير وجه الرجل ، فقرأ الشعبي
 قوله تعالى : فَبَشِّرْهُ بِأَبْنَيْ سَعَادٍ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ يُنْقِصُ لَهُ

(٢٦١) **مجد الدين ابو الفضل اسما عيل بن ابراهيم بن نصو يعرف**
بأبن الزاهد الحلبي الكاتب الاديب

هو عامر بن شعراجل المتوفى سنة ١٠٣ هـ ؛ راجع الوفيات (١ : ٢٢٢) ؛ سورة هود (٥)

الاية (١٤١) ؛

كان شاعراً فاضلاً كيتساً دمث الاخلاق تام الذكاء حسن الملتقى
متودداً جميل المعاشرة شهيق المحاضرة ، قد ادم بغداد مع اخيه
الصاحب عفيف الدين واشتغل وحصل ودأب وتادب
وكتب الى اوراقاً من نظمه الرائق بخطه الفائق فمما انشده في
لنفسه :-

ما اسم زهر من النباتات اتيق نشرة فاق كل طيب وعطر
هونبت وبعضه حيوان فتعجب لبابه من سحر
ان تصفحه فهو في كل حاي قادم لا يخجل طول الدهر
وسألته عن مولده فذكر ان له ولداً بالجملة سنة اثنتين و
ستين وستمائة وتوفي شاعراً في ... له

(٣٣) محمد الدين ابوابراهيم اسماعيل بن احمد
[72a] ابن عبد الرحمن الزيزي الفقيه

كان من الفقهاء الاخيار ومن بيت الفقه والعلم كثير المحفوظ
من الاداب والاشعار، انشده لمهيار :-

استنجد الصبر فيكم وهو مغلوب واسأل النوم عنكم وهو مسلوب
وابتغى عندكم قلباً سمحت به وكيف يرجع شيء وهو موهوب
رضاء اسخط ام ارضى تلونه وكل ما يفعل المحبوب محبوب
استوجع الله في ابياتكم قمرأ تراه بالشوق عيني وهو محبوب

له بياض في الاصل ؛ له راجع ديوان مهيار (٣٣ : ١) ؛ له في ديوان مهيار ؛
ارضى واسخط ؛ له في الاصل ؛ بالغيب عني ؛ والتصميم من ديوان مهيار ؛

(۲۰۵) **مجدد الدین ابو جعفر اسماعیل بن الیاس بن عبد اللہ** يعرف بالکتابی البغدادی صاحب
 کان صدراً کاملًا عالمًا فاضلاً حسن الهيئة جمیل الصورة،
 ذکر السید شرف الدین ذو الفقار بن محمد بن الاشرف
 العلوی الحسینی المزدی ان والدہ الیاس کان من سادات
 موزند، اُسَرٌ صغیراً، وولِد مجدّد الدین ببغداد، ونشأ بها،
 وتأدّب وقرأ وکتب، وحصل العلوم الادبیة والمعانی الطبّیة
 والنکت الحکمیة، ولما اتصل الصاحب شرف الدین هارون
 ابن الصاحب بالسیّدّة المعظّمّة النبویة رابعة بنت الامیر
 ابی العباس احمد بن المستعصم بالله ارتفع قدره، ولعزیز
 یتوقّل فی المراتب ویتنقل فی المناصب الی ان ولی ریاسة العراق
 وحکم فی اقطارها، وانشأ مارستاناً علی شاطئ الفرات بالحلة
 وكان حسن الاخلاق، ظریفاً له رسائل واشعار ولولما کان
 یشوبه من الترفّع والتعزّز، واستشهد بدار الشاطیاء قبل
 صلاة المغرب من یوم الثلاثاء الحادی والعشرين من شعب
 سنة ثمان وثمانین وستمائة؛ کان قد ركب فی خدمة
 الصاحب شرف الدین هارون بن الصاحب شمس الدین
 فکلبا به الفرس فقال :-

يقول جرادی اذ کلبا بی فلمته زونیدک لا کوم علی ولا حوم

له انظر ترجمته فی تاریخ العراق (۱: ۲۲۵) وبجسب الفهرس ۳ و ۴ توقیاسنه

۵۶۸۵: انظر تاریخ العراق (۱: ۳۳۸)؛

صد البيت قافيته بمجر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بمجر مجلد صفحة

١٥١:١٤

(٢٢٨:١٩)

وقائلة تغيرا طوي ٢ ٢٤٤

له الكنهورا ٢ ٢٤٣ =

(٢٤٠:٦)

(راد لها)

سقاها وأمطرا ٢ ٣٤٣

ولما ليضمرا ٢ ٢٠٨ =

(٢٥١:٥)

(راوفا)

تطايير أمعرا ٥ ٢٨

إذا قيصرا ٥ ٦٩

وانتم تأطرا ٥ ٨٣ =

(٣١٤:٨)

وقد المومرا ٥ ٩٢

ومن يتحثرا ٥ ١١٠

ولا يكذرا ٥ ١١٢ =

(٢٣٣:١١)

ويُدعى أنكرا ٥ ١٢٢

أخبر بصرا ٥ ١٣٣

وقد فيبقرا ٥ ١٢١

ألا يبقرا ٥ ١٢١ =

وطاب عفرا طوي ٢ ٢٣٤

ألم المضفرا ٣ ٦٠

يعينق تيمرا ٣ ١٤٢

ويدعوا غرغرا ٣ ١٨٥

وإني أنعدرا ٣ ٣٢٠

أناخ الكورا ٣ ١١١ =

(٢٤١:٦)

وقد نور ٣ ٢٢١

وإني أغبرا ٣ ٢٢٣

(راومقري)

فقرت السوترا ٢ ٢٢ =

(٤٥:١٨)

فأنت أحمر ٢ ٢٣

على بربرا ٢ ٥٣

ومستعظيم أوفرا ٢ ٩٦

لكم وأقرا ٢ ١٨٨ =

(٣٤٨:٦)

(٣٣٦:٨)

(١١٩:١٨)

أوسكين فتحذرا ٢ ٢٤٤ =

صد البيت قافيته بحر جلا صفة | صد البيت قافيته بحر جلا صفة

ومثل اذعرا طوي ٥ ٣٩٣ (١٦٣:١٩)

شبالا مشعرا طوي ٥ ١٤٢ حناجر زنجرا ٥ ٣١٨

إلى جعفر ٥ ٢١٢ = قلنا أضرا ٥ ٢١

مقي المعورا ٥ ٣٤ = (٣٥:١١)

(٢٩٣)

لأذكرهم المجبرا ٥ ٢١٤

أباحا غير مسكرا ٥ ٣٩ = إذا المجبرا ٥ ٢٢٨

(٤٩:١٩)

كما أسطرا ٥ ٢٢٩ =

تقطع شيزرا ٥ ٤٢ (٢٦٩:٩)

ولما شبرا ٥ ٩٨ = إذا أحرا ٥ ٢٨٩

٢٠٦:٨

٣٢٥:١٠

(٤٥١:٢٠)

(١٣٣:١٢)

أبوك شبرا ٥ ٩٨ وما بأحورا ٥ ٢٩٨

وبأت تشرا ٥ ٩٩ وموضوفة غرغرا ٥ ٣٠٠ =

أرى بأصبرا ٥ ١٠٨ (٣٢٣:٦)

ودع مزدرا ٥ ١١٨ (٢١:١١)

وكل لضمرا ٥ ١٤٥ (٥١:١٨)

فشدب مطحرا ٥ ١٦٨ سألحي أخصوا ٥ ٣٢٨

ألا طرطرا ٥ ١٤٢ ولا تدبرا ٥ ٣٥٨

ألهي فأدبرا ٥ ١٩٨ أضاح تدشرا ٥ ٣٦٢

بلغنا مظهر ٥ ٢٠٢ كسا صداعل ٥ ٣٤٣

صد البيت قافيته بحرف مخرج الصفحة	صد البيت قافيته بحرف مخرج الصفحة
كأَنَّ يَعْْبَقِرًا طَوِيلٌ ٢٠٨ ٢	تَأْمَلُ فَقَّتَرًا طَوِيلٌ ٣٧٥ ٢
يَسِيرُ تَعَذَّرًا ٢٢٣ ٢	إِذَا فَرُقَرًا ٣٥٩ ٢
أَرَى عَذَوْرًا ٢٣٠ ٢	عَرَائِرُ مَقْقَرًا ٣٤٢ ٢
سَمَا فَعَرَعَرًا ٢٣٦ ٢	وَكُنَّا تَقَرَّرًا ٣٨٠ ٢
لَهَا أَعْسَرَا ٢٣٠ ٢	مِنْ لِأَثَرًا ٣١٠ ٢ =
وَسَارَ عَفَرًا ٢٤٠ ٢	(٢٤٠:١٣)
قَتَلْتُ مَسَوْرًا ٢٤٠ ٢	كَأَنَّ الضُّنُوبَ ٣١٤ ٢
وَكُنَّا أَعْفَرًا ٢٤١ ٢ =	تَمَنَّى أَقْهَرًا ٣٣٣ ٢ =
(٢٤١:١٤)	(٣٩٥:٩) (أَوْ أَقْهَلُ)
أَشِيمُ عَفْزَرًا ٢٤٨ ٢	أَبْوَا تَكُوْثَرًا ٣٢٨ ٢
وَلَوْ عُقْرًا ٢٤٨ ٢	وَأَنْتَ كُوْثَرًا ٣٢٨ ٢
لَعَلَّكُمْ تَعَمَّرَا ٢٨٤ ٢	ضَوْنَاهُ مُكَوَّرًا ٣٤٣ ٢
فَأَنْزَلَهُمْ أَغْبَرًا ٣٠٨ ٢	وَيُسْتَانُ نَقْشَمَرًا ٤٢ ٤
أَلْفَهُمْ غَرَّغَرًا ٣٢٢ ٢	كَمَا وَأَهْجَرًا ١١٢ ٤
وَأَعْدَنَ مَغْضَوًا ٣٢٨ ٢ =	فَدَعَهَا وَهَجَرًا ١١٥ ٤
(٣٢٨:٢٠)	أَشَاعَتْ الْمُوقَرًا ١٥٥ ٤
كَأَنَّهُ لِعِضْوَرًا ٣٢٨ ٢ =	فَأَضْحَتْ تَغَوَّرًا ٣٢١ ٤
(٣٣٤)	أَقَامَتْ وَتَجَارًا ٣٦٨ ٤ =
(٣٣٤:١١)	(١١٥:١١)
كَأَنَّ عَضَوْرًا ٣٢٨ ٢	فَلْيَهْ أَصْبَرًا ٨٣ ٨
فَلَا تَيْسُرًا ٣٢٢ ٢	

صد البيت قانيتها بحرفه مجله صفحه

نَجَا مِثْرًا طوي ٨ ١١٩ = أَلَا أَصْفَرًا طوي ١٠ ٧٩٢

كَانَ أَعْسَوَا " ١٠ ٣٤٤ =

(١٧٩:١٣)

(١٤٦:٢٠)

وَقَدْ تَمَوَّرَا " ٨ ٣٥٠ كَانَ يَبْقُرَا " ١١ ٣٢

وَكَلَبًا حَيْبَرًا " ٨ ٣٠٨ أَمَّا لِحْ حَمَرًا " ١١ ٧٢

وَأَنَّ الْعُرَا " ٩ ٢٣ عَلَى جَرَجَرَا " ١١ ٦٦

جَزَى مَحْضَرَا " ٩ ٤١ وَمِنْ تَمَضَّرَا " ١١ ٤٥

وَكُنْتُ زَيْبَرَا " ٩ ١٣٣ نَقَطِعُ مَنَشَرَا " ١١ ١٠١

فَاخْضَتْ لُجْبَرَا " ١١ ١٥٣

إِذَا أَظْهَرَا " ٩ ١٨٩ لَعَبَرَى أَبْجَرَا " ١١ ٢٣٩ =

إِنَّ نَوْرًا " ٩ ٢٢١

وَعَمْرُو قَسَوْرَا " ٩ ٣٠٨

سَتَشِبُّ لَكُمْ مَقْفَرَا " ٩ ٣٢٥ شَدِيدٌ لِيُزْفِرَا " ١١ ٢٤٤

فَكُونُوا يَعْفَرَا " ٩ ٣٣٢ إِذَا بِزَوْبَرَا " ١١ ٣٣٥ =

وَحَدَّ يَتَقَشَّرَا " ٩ ٣٥٥ رَاوِ (وَأَنَّ) ٣٥:٥

فَإِنَّكَ حَيْبَرَا " ٩ ٣٦١ وَارِنِي أَنْزُرَا " ١٢ ١٨٢ =

لَهَا تَمَوَّرَا " ١٠ ١٣٥

وَهَلْ مَجْبَرَا " ١٢ ٢١٠

أَوِ الْمَكْرَعَاتِ الْمُشْقَرَا " ١٠ ١٨٣ أَخَالِدُ يَتَدَعَرَا " ١٢ ٢٩١

وَمُسْتَنْفَعٍ لِيُنْصَرَا " ١٠ ٢٣٤ وَهَمَّ كَوْشَرَا " ١٣ ٢٩

صد البيت قافيته مجز مجله صفحة	صد البيت قافيته مجز مجله صفحة
وبأنا المقتراً طوي ١٤ ٢٦١ =	لعمرك يشكراً طوي ١٣ ٣٢
(٤٤٨:٢٠	أتيم تحذيراً ١٣ ١٣٢
ولم محجراً ١٤ ٣٣٥	وما وأفقرأ ١٣ ٢٢٩
توقن أحزراً ١٤ ٣٢٥	وعادية مصدراً ١٣ ٣٢٨
عشيّة تعدّراً ١٨ ٢٢	أشقى أشقراً ١٣ ٣٣١ =
جزى حضراً ١٨ ٤٢	(٣٨٣:١٥
ولكن أعصراً ١٨ ٢٣٩	وعمداً تنكراً ١٣ ٣٨٢
ولا أبصراً ١٨ ٣٠٦	فلا بقيصراً ١٣ ٣٦٢
وأعلم تنسراً ١٩ ١٢٩	فلا أسوراً ١٣ ٣٥
لوى تأخراً ١٩ ١٣٩	وصلب قبطراً ١٣ ٣٣٦
مصائب أفقرأ ١٩ ١٨٣	وبأت حسراً ١٣ ٣٥١
وأهملت فأهجرأ ١٩ ٢٤٩	فدعها هجرأ ١٥ ٢٣٣
ألا فأبصراً ١٩ ٢٨٨	يروم معوراً ١٦ ٢
بعيد تحذراً ١٩ ٣٠٨	فان أشعراً ١٦ ١٨٥
وحتى أعصراً ١٩ ٣٣٩	وما أخضراً ١٦ ٢٦٨
منكب تنسراً ١٩ ٣٤٢	تحشنت الحزوراً ١٦ ٢٤٥
فصبحت مفجراً ٢٠ ١٦	جعبنة فكسراً ١٦ ٢٩٢ =
وإني أناخراً ٢٠ ٣٢	(٢٤٦:٢٠
سما أقصراً ٢٠ ٤٦	ومرتلين فادبرأ ١٤ ٣٣
وكانت عذراً ٢٠ ١٠٥ =	مطاعيم أغبرأ ١٤ ٤٣

مدالبيت قافيتہ بحر مجلد صفحہ	مدالبيت قافيتہ بحر مجلد صفحہ
اَلَمْ سَائِرًا طَوِيل ٨ ٢٢٤	(١٣٣)
وَكَانَ هَاتِرًا ١٦ ٢٦	كُمُورِيَّةٌ جُوْذِرًا طَوِيل ٢٠ ١٣٤
اَلَا حَادِرًا ١٦ ٢٠٥	اِذَا مَا فَاَقْصَوْا ٢٠ ٢١٨
لَقَدْ نَاشِرُهُ ٥ ٤٩ =	كَلَّا اَفْقَرًا ٢٠ ٣٥٤
(١٤٥:٤)	فَجَاءَ عَنَتْرَةً ٦ ٢٩١
فَقَالَتْ فَاجِرَةً ٦ ١٢	اَلَا مُنَاكِرًا ٢ ١٤٣
دَنَابِيرُنَا الْقَسَاطِرُ ٦ ٢٠٢	وَذَلِكَ الْمَآبِرَا ٥ ٥٩
لَنَعْتُ جَادَهَا ١٠ ٩	تَذَكَّرْتُ الْاَيَاصُوا ٥ ٨٢
خَلِيلِي عُرُورَهَا ٦ ٢٣١	وَقَدْ يُحَايِرَا ٥ ٢٣٣
فَظَلْتُ اُمِيرَهَا ١٥ ٢٣٣	اَوَّلَى الْخَوَافِرَا ٥ ٢٨٣ =
وَهَلْ عَقَرُ ١ ٣٥	(٣٢٠:١٠)
لَعَنُوكَ حَصْرُ ١ ١٥٦	(٢٩٣:٢٠)
وَمَحْنُ الْحَصْرُ ١ ٢٢٥	كَتَمْتُكَ ظَاهِرًا ٦ ٢٩ =
تَدِيدُونَ نَذِيرُ ٢ ٩٣	(٣٠٩:١٥)
اِذَا حُمُرُ ٢ ٢٠٥	تَجَوَّتْ شَاصُوا ٦ ٤٣
فَإِنَّ الْإِبْرُ ٣ ٢٢٣	زَحَفْتُ قَائِرًا ٦ ٣٣٣
اَلَدُّ عَقَرُ ٣ ٣١٣ =	تَبَاءَرَتْهُمُ الصَّرَائِرَا ٤ ٢
(٢٤١:١٦)	اَلَمْ بَاكِرًا ٤ ١٠٩ =
وَانِي ذَوْفَتَرُ ٥ ٣٦	(١١٠)
اِذَا فُجْرُ ٥ ١٢٠	وَلَوْ نَاصِرَا ٤ ٢٣٣

إذا	التَّجُرُّ طویل ٥ ١٥٦	فَلَامٌ	البَصْرُ طویل ١٥ ٢٠٥	صدالیت قافیتہ بحر مجلد صفحہ
لَعَنُوكَ بِحُكْرٍ	٥ ٢٥٥ =	فَدَعَى	الأَغْرُ ١٨ ٦٢	صدالیت قافیتہ بحر مجلد صفحہ
لَعَنِي حَمِيرٌ	٥ ٢٩١	نَصِي	السَّفَرُ ٢٠ ٢٤٢	(٣٩٥:٦)
سَلَحْلَبُ الْخَمَرِ	٥ ٣٣١	يَا بَكْرُ	الْفَرَارُ مديد ١٦ ٣٤٠ =	٢٩١ ٥
مُلِمُّ الْفَنَرِ	٥ ٣٣٤	رَاشَهُ	حَجَرُهُ ١ ٣٣٠ =	٣٣١ ٥
لَعَنِي الدَّائِرُ	٥ ٣٦٢	فَهُوَ	نَفِيرُهُ ٤ ٨٢ =	٣٣٤ ٥
رَاكِبُ الدَّابِرِ	٦ ٦١ =	رَبِّ	سُتْرُهُ ١٣ ٨٩	(٣٦٢:٥)
غَضِبْتُمْ	مُطَرٌ ٦ ١٤٢	عَارِضٍ	وَتَرَهُ ١٦ ٥٣ =	١٤٢ ٦
فَقُومًا	الشَّعْرُ ٦ ٢١٩	فَرَمَاهَا	عُقْرُهُ ١٨ ٣٥	٢١٩ ٦
إِذَا	لَا تُنْصَرُ ٦ ٢٩٣	فَأَتَتْهُ	يَسِيرُهُ ٢٠ ١٣٩	٢٩٣ ٦
وَكَانَ	الْقَمَرُ ٦ ٢٢٦	وَحَدِيثُ	قَصِيرُهُ ٢٠ ٣٤٥	٢٢٦ ٦
يَعْبِلُ	الْقَمَرُ ٦ ٢٢٦	وَلَهَا	تَقْصَارًا ٢ ٣١٥ =	٢٢٦ ٦
وَقَالُوا	قُتِرُ ٤ ١٩٢	رَبِّ	وَالْعَارَا ٢ ٣٥٠ =	١٩٢ ٤
كَأَنَّ	بِالنَّحْرِ ١٠ ٣٣٦	تُكْذِبُ	آثَارًا ١٠ ٢٠١	(٣٣٦:٥)
وَمِنْ	بَقَرٍ ١٣ ١٩٤ =	وَمَوْلَى	الْكَسَرُ ١٣ ٢٦٤	٣٣٦ ١٠
زَكَرُ	١٥ ٩١	زَكَرُ	١٥ ٩١	٢٦٤ ١٣

مد البيت قايته بحره جله صفحه	صد البيت قايته بحره جله صفحه
مُشْرِفٌ أَحْضَارًا مَدِيدًا ١٤ ١٨٨	إِنَّ الذِّكْرُ بَسِيطٌ ٢ ٢٢٣
مَنْ شَعِيرًا ٣ ٢١٤	لَمْ تُنْتَشِرْ ٢ ٢٦٦
عَاقِدِينَ الْبُحُورَا ١٦ ٢٢٩	هُوَ ثَمَرٌ ٢ ٢٨٦
إِنِّي سُنْجُرُ بَسِيطٌ ٦ ١٦ =	إِذَا الْوَبْرُ ٣ ٨
(رَاو سَخْرُ) ١٩:٦ (س)	وَالسَّجْدَانِ وَالشُّتْرُ ٣ ٥٣
إِنَّ زَمْرُ ٦ ٤٦ =	عَيْنَا زَمْرُ ٣ ٥٢
(رَاو زَمْرُ) ٩:١٦٢	قَبِيلَهُ أَثَرُ ٣ ٩٣ =
كَانَ الْقَمَرُ ١ ٢٥	١٩:٣١٠
الْفَاوِلُ امْطَرُ ١ ١٤٠	يَسْتَرْوِحُ الْمَطَرُ ٣ ٢٨٩
رَأَى الظَّفَرُ ١ ١٨٠	مَاذَا شَجَرُ ٣ ٣٦٢
أَصْبَتَ الظَّفَرُ ١ ١٨٠	وَالْتَّغْلِيَّةُ الْوَضَرُ ٣ ٢٤٢
وَفِي النَّبَرُ ١ ٢٣٢ =	فَمَا الشَّجَرُ ٣ ٣٦
(١٣٨:٨)	فَقُلْتُ الْبَغْرُ ٣ ١٠٦ =
مَا الْحَجَرُ ١ ٣٦٤	١٥:١٣٩
عَرَبٌ مُحْتَقِرُ ٢ ١٣٢	بَيْنَ الْخَصَرُ ٣ ١٨٩
شَوْقًا زَمْرُ ٢ ٢١٦	وَأَذْكَرُ الصَّيْرُ ٣ ٢٤١ =
بَلْ الْقَمَرُ ٢ ٢٣٨	٦:١٢٩
حَتَّى تَحْدَارُ ٢ ٢٢٠	١١:٣٢١
إِخَالُهَا تُنْتَشِرُ ٢ ٢٩٠ =	١٦:١٨٤
(رَاو أَطْنَهَا) (أَوَيْتَشْرُ) ٦:٣٠٣	لَمَّا حَصُرُ ٣ ٢٢٢ =

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

٢٣٨ ٥ أما الحجر بسيط ٢٤٠:٥

٢٤٣ ٥ في الفكر ٢٤٣ ٥ يلقى منه حصر بسيط ٢٤٣

٢٩٣ ٥ غرر ١٥ ٥ ثعبه الغمر ١٥ ٥

٣٠١ ٥ فظل الحور ٢٣ ٥ كأن تير ٢٣ ٥

٣٣٠ ٥ وقد الحمر ٦١ ٥ والتد الأثر ٦١ ٥

٣٣٤ ٥ أحين مضر ٥٦٢ ٥ ما الإثر ٥٦٢ ٥

٣٣٤ ٥ لقد مضر ٥٦٣

٣٦٥ ٥ بان أنتظر ٦٣ ٥ كأنهم الأثر ٦٣ ٥

٢٢٤:٦ (او تنتظر) ٦٦ ٥ يا أحسن عسر ٦٦ ٥

١٢:١٢ (١٢:١٢) ١٠٨ ٥ لأعلمته البحر ١٠٨ ٥

٣٠٢ ٥ ما نري ١٥٤ ٥ كأن الشجر ١٥٤ ٥

٣٠٥ ٥ تطايح الشرر ١٦٦ ٥ والنيب أثرو ١٦٦ ٥

٣٠٥ ٥ حث الذكر ٣٤٦:١١ (او والبيت) راوا أثرو ٣٤٦:١١

٣٢١:٤ (٣٢١:٤) ١٢٣:١٥

٣٥ ٦ السفر ٢٤٦:١٩ (٢٤٦:١٩) إني

١٣١ ٦ الصفر ١٤٨ ٥ إني البقر ١٤٨ ٥

٣٠:١٨ (٣٠:١٨) ١٦٦:١١

٣١ (٣١) ٢٠٨ ٥ سأل الجسر ٢٠٨ ٥

٣٢ (٣٢) ١١٢:٦

١٣٤ ٦ أمست الصور ٢٦٨:١٦ (٢٦٨:١٦)

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة
١٢٦:٥	١٥:٥١) جَعَلُ مُقْتَصِرٌ بَسِيطٌ ٦ ١٢٦:٥
١٢٦:٦	أَمْسَى وَإِنْكُرُوا بَسِيطٌ ٦ ١٢٨
١١٨:١٣	لَيْسَى طَمَرُوا ٦ ١٤٢
٢٦٤ ٦ ١٢٦	بَحْسَرَةُ الظَّرُّ ٦ ١٨٩
٢٨ ٤ ١٢٨	وَلَوْ الْفُورُ ٦ ١٩٦
١٢٨ ٤ ١٢٨	أَبَى الْعُسْرُ ٦ ٢٣٩
١٥٨ ٤ ١٢٨	وَجَاشَتْ مُعَقَّرٌ ٦ ٢٨٣
٢٢٠	يَسُوبُنَ مُعَقَّرٌ ٦ ٣٣٢=
١٤٢ ٤ ١٤٢	خَلَّ الْقَدَرُ ٤ ١٨٣:١٠
١٩١ ٤ ١٩١	ثَمَ يَنْشَبِرُ ٤ ٣٨٥:١٤
٢٥١ ٤ ٢٥١	رَعَى يَقْرُ ٤ ٣٣٦=
٢٤٦ ٤ ٢٤٦	يَسُوسُ وَالسَّلَكُ ٤ ٢٠٠:٤
٣٢٨ ٤ ٣٢٨	بِهِ سَقَرُ ٤ ٣٤٩=
٣٢٩ ٤ ٣٢٩	كَأَنَّهَا السَّفَرُ ٤ ٢٢١:٩
١٢٥:١	لَا الْقَصْرُ ٦ ٣١٢
١٢٤:٢٠	أَحُو الزُّفَرُ ٦ ٣٢٣=
٣٤٢ ٤ ٣٤٢	عَازَتْ الْخَمَرُ ٤ ٣١٢:٥
٣١٩ ٤ ٣١٩	شُمْسٌ قَدَّارُوا ٤ ١٩٦:١٣
٥٤ ٨ ٥٤	لَوْ كَانَ الزُّبُرُ ٨ ١٢:٢
٧٤٩ ٨ ٧٤٩	عُلُوا وَبَرُ ٨ ٣٦٣

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
وَأُدْبِرُوا تَبْتَدُّ ابْطِط ٨ ٣٠٨	كَأَنَّهُمْ الْأَثَرُ بَيط ١١ ٦٤
وَقَيْسٌ كَفَرُوا ٨ ٣٠٨	سُلَافَةٌ نَعَرُ ١١ ٤٥
فَهُوَ مَدَّخَرُ ٨ ٣٩٨	إِنِّي الْقَمَرُ ١١ ١٩٩
وليلة قَمَرُ ٩ ٩٩	مُسْتَحْفِرًا نُرُورُ ١١ ٢١٤
لَا السَّفَرُ ٩ ١٥٦	الْقَدَارُ ١١ ٢٣٥ (=)
إِنَّ أَنْتَظَرُوا ٩ ١٦٢	(٤٤٢:٢٠
إِنَّ زَمَرُ ٩ ١٦٢	أَوْقَارِبُ الثَّمَرُ ١٢ ٢٥٠
إِنَّ زَمَرُ ٩ ١٦٥	فَإِنْ أَثَرُ ١٢ ٢٥٢ (=)
حتى مُعْتَكِرُ ٩ ١٩٢	(٢٢٣:١١
إِنَّ مُسْتَطِرُّ ٩ ١٩٢	مَائِدُكَ وَالْقَصَرُ ١٢ ٣١١ (=)
شَمُّ الْخَمَرُ ٩ ١٩٤	(١٨٥:١٨
فَإِنْ صَبْرُ ٩ ٣٩٤	نَفْسِي ذَكَرُ ١٣ ٥٦
قَوْمُ الْحَمَرُ ٩ ٣٢٨	كُلُّ الذَّكَرُ ١٣ ٣١٦
مَدَّكَانَ مُنْتَظَرُ ٩ ٣٩٩	فَيَا بَيْنَ تَذَرُ ١٣ ١٥٨
نَدَى فَقَرُ ١٠ ١٢٦	عِشْنَا يُنْكَسَرُ ١٣ ١٨٦
مَا الصَّدْرُ ١٠ ١٣٣	حَتَّى صَوْرُ ١٣ ٣١٤
مَوَاجِرُ اخْتَدَرُوا ١٠ ١٦٦	تُمْدِي الْمَطَرُ ١٥ ١٥٥ (=)
غَضِبْتُ الثَّغَرُ ١٠ ٢٥٩	(١٣٢:٢٠
وَالْجَاءُ الْحَجَرُ ١٠ ٢٨٣	إِنِّي الْخَبَرُ ١٦ ٦٣
أَمَسَتْ تَذَرُ ١٠ ٢٩٦	أُحْدِثُ نَعَرُ ١٦ ٣٢

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
عَمَرْتُهَا الصَّبِيرُ بَيْط ١٤ ١١٥	إِنَّ الدَّارَ بَيْط ٢ ٢٢٢
يُعْطَى الزَّهْرُ ١٤ ١٣٠	يُعْطَى الْحَارُ ٥ ٢٠٣
كُتُّوا الْبَقَرُ ١٤ ٣٣٣	إِنَّ مُخْتَارُ ٥ ٣٢٩
يَا تَيْمُ عَمْرُ ١٨ ١٢	فَا الْبَارُ ٦ ١٢٩
إِمَّا تَذَرُ ١٨ ٢٩٩ =	وَعَاثَ نَفَارُ ٤ ٨١
يَمْشِي أَثَرُ ١٨ ٢٥٨	فَاذْكُوا فَاسْتَنَارُوا ٤ ١٠٢
وَأِنْ صَبَرُوا ١٨ ٢٤٥	وَمَرَّ وَبَارُ ٤ ١٣٢
تَرْبَى تَغْتَكِرُ ١٩ ٢١٩	جَلْدُ مِسْعَارُ ٩ ٢٥١
وَلَا الْعَوْرُ ١٩ ٨١	فَمَا إِسْرَارُ ١٣ ٢٥٢
يَا قَاتِلَ الْكَبِيرُ ١٩ ٨١	تَزَلُّمُ إِدْبَارُ ١٢ ٥٢ =
لَا يَتَكَبَّرُونَ السَّفَرُ ١٩ ٢٠٨	١٣٥: ١٩
فَقَدْ الصَّدْرُ ١٩ ٢١٢	كَمْ مِنْ صَارُوا ١٤ ٢٢٨
إِنِّي سَخِرُ ١٩ ٣١٦	بَلْ أَعْمَارُ ١٤ ٢٤١
وَأَتَمَّ الْعُمُرُ ٢٠ ٢٦٢	كُحْلَةُ الْكِبَارُ ١٤ ٣٦٢ =
لَوْ كَانَ الذَّكْرُ ٢٠ ٣١٦	رَاوَدَعُوهُ ١٩ ٦٣٣٦
مَا كَانَ عُمُرُ ٢٠ ٣٥٢	بَزُوا قَارُ ١٨ ٤٨
فَأَطْلَعَتْ آهَرُ ٤ ٢٥٨	تَعَنَّ مِضْمَارُ ١٩ ٣٤٦
أُمُّ صَوَارُ ٣ ١٤٢	حَقِ الْقَارُ ٢٠ ٣٠
	فَإِنْ مَغْمُورُ ١ ١٢٣
	أَهْلًا خُورُ ١ ١٤٢ =

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحه	صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحه
فَأَسْتَقْدِرُ مِثْلَ سِيرُ بَيْتِ ٥ ٣٨٠ =	(٥٣: ١٨)
(٣٨٢: ١٧)	كَأَنَّمَا إِرْزِيزُ بَيْتِ ١ ٢٤٣
تَرَى مَنُورُ ٥ ٣٨٢ =	وَالْجَلْمُ تَشْيِيرُ ١ ٣٦١
(٢٩٤: ٤)	لَيْسَتْ مَحْمُورُ ٢ ٣١٥ =
وَفَارَقْتُ سِفْسِيرُ ٦ ٣٤ =	(١٤١: ١٨)
(٣٣٥: ٨)	شَيْرُ تَغْيِيرُ ٣ ٣١٣ =
(١٨٨: ١١)	(٢٩٨: ١٣)
(٤٣: ١٧)	لَوْلَا الصُّورُ ٢ ٣١
تَوْبُ مَشُورُ ٦ ٦٨	مَاذَا الْأَعَايِيرُ ٢ ٥٥
مُخْلَفُونَ قَصْبُورُ ٦ ١٣٩ =	ظَلَّتِ الدَّانِيرُ ٢ ٣١٨ =
(٣٣: ٨)	(٥٠: ١٤)
اللَّهُ صُورُ ٦ ١٣٥ =	يُجَاوِبُ خُورُ ٢ ٢٥٢
(١٥٩: ١٩)	بَشْعِيَّةُ تَهْزِيرُ ٥ ٢٣
(٣١٢: ٢)	يَا قَرَايِيرُ ٥ ٩٤ =
(٣٨٠)	(٨٦: ١٠)
تَنَاهَقُونَ مَضْجِيرُ ٦ ١٥٢	وَيَجْعَلُونَ تَجْفِيرُ ٥ ٢١٢
لَقَدْ الْعَلَسَايِيرُ ٦ ٢٢٣	قَدْ مَجْهُورُ ٥ ٢٢٣
وَبَيْنَمَا الْأَعَايِيرُ ٦ ٢٥٥ =	إِنَّ مَحْسُورُ ٥ ٢٦٢ =
(٢٠٩: ١٤)	(٤٥: ٧)
(٢٣٢: ٩)	أَلَا مَجْرُورُ ٥ ٣٠١

صد البيت قافيته بحرف مجله صفحه	صد البيت قافيته بحرف مجله صفحه
وَاجْتَلَسَ مَحْقُورٌ بَسِيطٌ ٢٠ ٣٦	إِنَّ لَمَغْرُورٌ بَسِيطٌ ٦ ٣١٥
أَمْ مَعْدُورٌ ٢٠ ٣٨	أَوَدُّهُمْ مَنُحُورٌ ٤ ٥٠
قَامَتْ مُسْتَوْرٌ ٢٠ ١٦٥	مُسْتَقْبِلًا مَنَّاكِزٌ ٤ ٩١
مِهْدَاكَ مَكْسُورٌ ٢٠ ٢٣٣	فَرِيبًا الْمَوَاصِيرُ ٤ ١٢٦
شَنَنْكَ الْجَهْرُ ٥ ٢٢٢	إِذَا الْإِعَاصِيرُ ٩ ٢٢٢
كَأَنَّهَا الصَّفَرُ ٥ ٢٢٤	قَدْ تَهَزَّيْرٌ ٤ ٢٩١=
فَاطَلَعْتَ الذُّعْرُ ٦ ٣٤٦	١٠: ٢١٣
أَضْحَتْ قَتُورٌ ٦ ٣٣٣	٢٣١
يُرْنِي الصِّفَرُ ١١ ٢٦٢=	١٨: ٥٥٥
١٠٣: ٦٣١	وَيُلْبِيهَا الْإِعَاصِيرُ ١٠ ٢٣١
إِنِّي الشُّكْرُ ١٣ ٢٠٩	فَبِتْ مَحْجُورٌ ١١ ٣٠٩
كَانَتْ بِالْغُبْرِ ١ ٣٠	بَيِّضًا مَقْتُورٌ ١٢ ٣٢٥
إِنْ كَانَ الْكِبَرُ ١ ٨٣	فِي الْحَلَابِيرُ ١٣ ١٦٨
هَنْ بِالسُّورِ ١ ١٢٣=	مَضَى مَذْعُورٌ ١٣ ٢٦٤=
٣٩٣: ٣	٢٤٥
٥٥٢: ٦	وَيُلْبِيهِمْ تَشْكِيرٌ ١٣ ٢٤٥
لَا يَفْرُجُونَ الْيَسَرَ ١ ٢٠٦	يُمْسِي فُرُجُورٌ ١٥ ٣١٨
بَيِّضَ الْخَطَرِ ١ ٢٠٦	وَعَادِلًا مَطْرُورٌ ١٥ ٣٩٢
لَا الْقَبْرِ ٢ ١٠٤	حَرْفٌ مَشْتِيرٌ ١٦ ٣٢٣
وَمَا بِالشَّعْرِ ٢ ٢٨٩	قَرَّبَيْنَ مَضْبُورٌ ١٩ ٣٣٢

م البيت قافيت به بحر مجلد صفحة

١٨٠:٨

(٢٣٢:١٤

اني القصير بسيط ٥ ١٩٢

يَعْتَادُهَا الْخَفِيرُ ٥ ٣٢٩

بَاتَتْ دَعِيرُ ٥ ٣٤٢ =

(١٥٠:١٨

عَادَ لِلْجُزْرِ ٥ ٣٨٦ =

(٢٦٩:١٥

حَتَّى الصَّدَادِ ٥ ٣٩٠

رَامَيْتُ الْفَقْرَ ٥ ٣٤٢

وَحَاجِبِ الشَّعْرِ ٥ ٢٤٢

قَالَتْ وَالْكَبِيرُ ٥ ٣١٢ =

(١٥٤:١٦

نَطَائِمُ الشَّعْرِ ٥ ١٠٨

يُخَاوِشُ الشَّعْرَ ٥ ١٨٩

عَوْرِي ٥ ٣٨٨

يُخْرِجُنَ وَالْقَصِيرَ ٥ ٢٨٢

قَصِي ٥ ١٢٨

الْقَدِيرُ ٥ ١٥٤

بَثَرُ ٥ ٣٢

جَادَتْ خَبْرِي بِسِيط ٣ ٢٥

وَالْبَكْرِ ٣ ٩٨

ذَكَرِي ٣ ١٨٠

الْعِيرُ ٣ ١٨٢

الْعَشِيرُ ٣ ٢١٣

الْفَمِيرُ ٣ ٣١١

يَطِيرُ ٣ ٢٢٨

سَفَرِ ٥ ٦٢

انْزَرِ ٥ ٤٢

أَقْرَ ٥ ٨٥ =

١٤٩

(١١٨:١٨

الْبَحْرِ ٥ ١٠٦

مُتَبَذِّرُ ٥ ١١٥

مُبْتَسِرُ ٥ ١٢٣

بِالْعَشِيرِ ٥ ١٢٠ =

(٢٥٠:١٠

بِالْحَجَرِ ٥ ١٥٠ =

(١٢:١٦

الْعِيدُ الثَّجِيرُ ٥ ١٦٩ =

دَوْدَرِي

مد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة | مد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

بِحَسْرَةِ الظَّرِّ بِسِط ١٢ ١٤١

أَبْلَغُ وَالشَّجَرِ ١٥ ١٣٩

مُنْقَضِينَ الْبَعْرِ ١٥ ٣٨٢

فَقَلَّ الزَّهْرُ ١٤ ٢١

وَصَاحِبِي وَالْعَصْرِ ١٤ ٢٩١

شَمَّ هَجَرَ ١٨ ٥٢

وَبَازِلَ شَرَّوِي ١٨ ١٣٩

تُشْلِي وَالْقَصْرِ ١٩ ١٤٢

مَلَى الْآخِرِ ١٩ ١٩٨

خَبِي فَوْرِي ١٩ ٢٩٤

حَسِبْتُ الْغَيْرِ ١٩ ٣٦٤

يَا مَاءَ الشَّعْرِ ٢٠ ٣٢٠

بَيْضَاءَ نَارٍ ١ ٣٣

مَقَمِهِ مِسْفَارٍ ١ ١٢١ =

٣٦٥:٥

٢٩٢:٩

فَأَرْسَلُوهُنَّ أَوْتَارٍ ٣ ٥٠

٢٤٩:٣

٣٦٣:٤

١٢٠ ٣ ١٢٠

٢٩٣ ١ ٢٥٩

١٢٨:٤

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة صد البيت قافيته بحر مجله صفحة

(٢٠٥:٢٠)

(٢٢٢:٢٠)

أُبْلَغُ اسْتَارَ بَيْط ٧ ٨	(٢٣٨٣)	شُرِيحُ أَظْفَارِي بَيْط ٣ ٢٦٩	
لَمَّا الضَّارِي ٧ ٥١ =	(٢١٩:١٩)	مَكُوسَةُ تَكَدَّرَ ٣ ٣٩٠	
بَلَّ إِسْوَار ٧ ٥٢		كَأَنَّمَا الْحَارِي ٣ ٣٢٩	
تَدَارِعُ صَبَّار ٧ ١١١		سَاقُ حَجَّار ٥ ٣٥	
تَدْعِي مُصْطَار ٧ ١٢٥		وَالرَّدُّ بِمَنْجَار ٥ ٣٦٤ =	
لَقَدْ أَصْفَار ٧ ١٣٣		(أو بِمَنْجَار) (٢٣٤:٤)	
ظَلَّتْ أَضْوَار ٧ ١٥٥		أَتَاكَ تَهْمُ إِتَارِي ٥ ١٥٥	
وَالْقَوْمُ أَضْوَار ٧ ١٥٦		بَحْتُو تَسْيَارِي ٥ ٢٢٨ =	
إِذَا بِالذَّار ٧ ١٥٦		(٢٤٩:١٣)	
وَبَلَدَةُ عَرُور ٧ ٢٣٦		(١٣٣:١٦)	
وَعَيَّرَتْنِي عَار ٧ ٣٠٣		وَشَارِبُ بِسَوَار ٥ ٢٦٩ =	
أَلَتْ الْغَار ٧ ٣٣٠ =		أَوَيْسَارِي ٧ ٢٠٦	
(٢٢٢)		(٥١)	
قَالُوا أَغْوَار ٧ ٣٣٣ =		فَمَا بِأَشْوَار ٥ ٣٣٨	
(٣٣١:٤)		أَنَا عَارِي ٥ ٣٥٢	
بِأَشْيَار ٧ ١٨ =		هَذَا بِإِدْبَار ٥ ٣٥٢	
(١٩٥:٢)		أُبْلَغُ دِينَار ٥ ٣٨٦	
(٣٨١:١٠)		طَوَالَ بِأَزْفَار ٥ ٣١٣ =	

صد البيت قافيته بحرف مجلد قافيته	صد البيت قافيته بحرف مجلد قافيته
تَرْحَى مُصْطَارِ بَيْط ٤ ٢٦	از سامه حَارِ بَيْط ١٠ ٣١٥
إِنْ يَتَهْتَارِ ٤ ١١٠	يَمْشَى بِأَطْمَارِ ١٠ ٣٢٥
كَمْتُ تَهْدَارِ ٤ ١١٨	لَوْلَا بِالْجَارِ ١١ ١٠٠
إِنْ أَوْضَارِ ٤ ١٣٤	بِالْأَبْلَقِ خَتَارِ ١١ ٣٠٨
حَتَّى اسْفَارِ ٤ ١٩٥ =	الْمُنْعُمُونَ أَنْصَارِ ١١ ٣٢١
(٤٤٤:٨)	رَاقَتْ أَمْطَارِ ١١ ٣٢٦
مَيْنُونِ أَطْفَارِ ٤ ٢٣٣	مَا زِلْتُ عَمَارِ ١٢ ١٦٥
أُبَانِكَ قَارِ ٤ ٢٥١	يَهْدِي الْأَوْبَارِ ١٢ ٢٣٨
أَطْوَى مَسْبَارِ ٨ ١٣	لَا نَعْمَ أَطْفَارِ ١٢ ٣٥٣
قَرْدُ بَاسُورِ ٨ ٦٣	الْمَدَارِ ١٣ ٢٩٦
شَمِ بِمِزْمَارِ ٨ ٦٣	تَحْتَ تَقْطَارِ ١٣ ٦
مَا أَعْيَارِ ٨ ١٦٢ =	عَمَارِ ١٣ ١٥٢
(١٣١:١٢)	كَمْ الضَّارِ ١٣ ١٥٦
وَالْمُسْتَعِيدُ بِالنَّارِ ٨ ٣٠٢	لَا النَّارِ ١٥ ١٠٠ =
هَاجَتْ إِسْفَارِ ٩ ٢٠٣	(١١٣:٨)
لَمَّا بِالنَّارِ ٩ ٢١١	أُحْنَى ضَارِ ١٥ ١٢٣
صَقْبَاءُ أَنْهَارِ ٩ ٣١٤	مَا زَالِ وَالْعَارِ ١٥ ٣١٣
وَالْخَتَارُ بِخَتَارِ ٩ ٣٣٥	كَمْتُ يَدِينَارِ ١٥ ٣٣٢
وَبِالْهَدَايَا تَنْحَارِ ٩ ٣٣٩ =	إِنْ تَوَسَّأَ دَارِ ١٤ ١٠٢
(٤٣٣:١٢)	أُمَّا بِالْعَارِ ١٨ ٣٤

مد البيت قافيته بحر مجله صفحه	مد البيت قافيته بحر مجله صفحه
أَنَا ابْنُ بِالْعَارِ بَسِيط ١٨ ٢٤	كَأَنَّهَا سَاهُورِ بَسِيط ٢ ٢٢٢ (=)
يَالَيْتَمَا نَارِ " ١٨ ٢٩	رَاوَنَاهُورِ (٥٠:١٦)
سَابِلٌ مِثْشَارِ " ١٨ ٨٠	كَأَنَّهُمْ تَبَاذِيرِ " ٣ ١٠٥
فَجَوَّتَكَرُ الْجَارِ " ١٨ ١٨٠	حَتَّى سَمُورِ " ٢ ١١٢ (=)
تَضَنُّوْ جُجَعَارِ " ١٨ ٢٢٩	(٢٧:٦)
أَزْحَى الْطَارِي " ١٩ ٢٣	رَاقِي مَنْزُورِ " ٢ ٢٨٠
لَيْسَ صَارِ " ١٩ ١٨٩	حَتَّى بِمَاجُورِ " ٥ ٢٣٨
أَصْبَحْتُ الصَّارِي " ١٩ ١٩٢	لَوْلَا الْعَبِيرِ " ٥ ٢٩٤ (=)
أَلْبَسْتُ الدَّارِ " ٢٠ ٤	(٦٣:١٦)
فَأَشْتَكُ عَصَارِ " ٢٠ ٣٣	يَعْلُونَ الدَّارِيَرِ " ٥ ٣٤٦
كَمْ جَارِي " ٢٠ ٥٦	نَحْنُ الزَّنَائِيرِ " ٥ ٣١٩ (=)
إِنَّا أَسْفَارِ " ٢٠ ٢٠٣	(او الزنابير) (٢١٣:١٢)
دَعُوا تَذَكِيرِ " ١ ١٥٤ (=)	كَأَنَّهَا سَاهُورِ " ٦ ٥٠
	مَا الْخُفُورِ " ٦ ١٩١
	تَرَى الْيَعَامِيرِ " ٦ ٢٨٥ (=)
	(١١٣:١٥)
أَجَلْتُ مَذْكَورِ " ١ ٨٢	يَمْشِي قُرْفُورِ " ٦ ٣٥٨
عَلَى الْأَنَاصِيرِ " ١ ٢٠٥	مَرَّتْ خُرُورِ " ٦ ٣٥
وَذَا مَوْصُورِ " ١ ٢٤٤	أَقْبَلَ بِشِيرِ " ٦ ٣٦
لَا بِالْصِيرِ " ٢ ١٥٢	دَشْتُ وَغِيرِ " ٦ ١٢٩
وَصَاحَ وَالْعِيرِ " ٢ ١٩١	

مَدَالِيَت قَافِيَتَه بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ | مَدَالِيَت قَافِيَتَه بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ

قَدْ أُعْجِلَ مَدَاكُورِ بَيْط ٤ ٢٩٥ | يَاطِيْبُ فَأُجْذَرَا بَيْط ٥ ١٩٣

الَلَّاتِ الْقَوَارِيرِ ٤ ٣٨٣ = | تَجَلُّوْا الْحَبْرَا ٥ ٢٣١

حَتَّى اُحْتَدَرَا ٥ ٣١٣ (١٠٥:٢٠)

مِنْ الْكُورِ ٨ ١٨٦ | كَانَتْ دَرَرَا ٥ ٣٤٨ =

تُخْلَفُنَّ لِصُنْبُورِ ٨ ٢١٢ | (٢٢٥:١٠)

إِنَّ كَمَفُورِ ٨ ٢٩٠ | مَنْ سَطَرَا ٦ ٢٨ =

إِنَّ الْمَخَاضِيرِ ٩ ٢٢٨ | (٢٣٢:٩)

حَارِ الْجَمَاحِيرِ ١٠ ٣٤٩ | طَافَ مُشْبِعَرَا ٦ ٦٣

حَتَّى مَقْدَرِ ١١ ٦ = | تَرَى عَبْرَا ٦ ١٢٢

تَرَى تَيَرَا ٦ ١٢٢ | (١٣٨)

مُسْتَقْبِلَيْنِ مَنُورِ ١١ ٣٠ | أَشْبَهْنَ صَوْرَا ٦ ١٢٢ =

نَاشُوا بِالْكُورِ ١٣ ٥٠٩ | (٢٩٥:٨)

يَمْشِينَ مَسُورِ ١٢ ٣٦٤ = | أَوْرَدَتْهُ صَعْرَا ٦ ١٦١

أَوْ اغْقَرَا ٦ ٢٠٩ | (٥٢:١٦)

قُدَّاءِ بَيْرِ ١٥ ٢٠٢ | لَجَدَعْنَ الْغَيْرَا ٦ ٣٢٦

لَا الْعَصَافِيرِ ٢٠ ٤١ | مَتَوَجَّ الْقَبْرَا ٦ ٢٤٩

أَلْ تَرَاهِرَا ٥ ٢٢١ | وَقَسَّوَتْهُ كَبْرَا ٦ ٢٣٠

كَانَتْ غُدْرَا ١ ٣٩١ = | نَقَرَى عَصْرَا ٤ ٢٥

وَيْلُ أُمَّ هَصْرَا ٤ ١٢٦ | (١٤٨:٤)

كَانُوا الْمَطَرَا ٣ ٨ | الشَّيْءُ وَالْقَمْرَا ٤ ٣١٨ =

مد البيت قافيته بحر مجلد صفحة | مد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

٦٩٤: ١٤

٦٨١: ١١

(راوفا الشمس)

٦٢١: ١٢

٦٨٩: ١٨

إِنِّي كَشَرًا سِيط ٩ ٢٢٣ عَفْتُ تَيَّارًا سِيط ٥ ١٩٥

أَمَّا الْبَعْرَا ٩ ٣١١ كَأَنَّ مِسْطَارًا ٦ ١٨٥

فَأَسْتَعْرِفَا عَمِيرًا ١١ ١٣٣ مَنَّا كِبَارًا ٦ ٢٢٠

لَوْلَمْ عُمَرَا ١١ ١٤٦ فَالِكُم أَوْصَارًا ٤ ١٣٤

لَا وَائْتَرَا ١٣ ٣٢٠ كَلَّا الذَّارَا ١٠ ٢٩٤

رَدُّوا الْوَبْرَا ١٣ ٢٢٠ فَمَا أُسْتَارَا ٢٠ ٢٩٨

لَا عُمَرَا ١٦ ١٩ وَمِنْ مَعُصُورَا ١٣ ٣٥٢

أَوْ بِأَيَّانِ أَشْرَا ١٨ ٨١ وَالْخَيْلُ الشَّجَرُ ٨ ٢٥٤

تَنَزُّوْ غَبْرَا ١٩ ٣١١ فَالْعَصْبُ الصَّبْرُ ١١ ٥٩

لَا حَتَّ سَحْرَا ٢٠ ٢ وَلَكِنِّي شَرُّ ٩ ٣٦٩

وَأِنْ غَبْرَا ٢٠ ٤٢ وَقَوِي نَفَرُ ١٥ ٢٥٠

يَلْجَفْنَةُ الْحَبْرَةُ ١٤ ٣٥٩- وَلَوْلَا الصَّغَارُ ١ ١٩٥

نَظَرْتُ الزَّهَارُ ١ ٢٩٢ (٣٥١: ١٨)

مَا سَمِيَّ أَطْوَانَا ٢ ١٨١ فَمَنْ جَارُ ١ ٣٤٩

وَأَحْوَرُ تَقْصَارَا ٣ ٢٥٣ وَمَا أَفَارُوا ١ ٢١٣

وَذِي أُمَّهَارَا ٢ ٣٥= وَلَوْلَا مَعَارُ ٢ ٨٨

وَحَلَّ إِطَارُ ٢ ٣٥: ٤= وَحَلَّ إِطَارُ ٢ ١٦٣=

٦٨٣: ٥

١٠٣

صدا البيت قافيته بحر جلد صفحه

(١٢٣:٦

لَقَدْ يُتَارُ وافر ٥ ١٤٢

أَمِنْ جَوَارُ " ٥ ١٩٩

كَأَنَّ حَارُ " ٥ ٣٠٢ =

٣٢٩:١٥

(٢٢٩:١٦

وَتَحْلِي خِدَارُ " ٥ ٣١٥

أَنَا النَّهَارُ " ٥ ٢

تَسْبَحُ سَعَارُ " ٦ ٣١

فَكَتَّ شِعَارُ " ٦ ٨١

وَحْنُ الشَّنَارُ " ٦ ٩٩

إِذَا الصَّوَارُ " ٦ ١٢٦

تَلَاَّتْ اضْطَارُ " ٦ ١٦٣

أَهَاكَ قِفَارُ " ٦ ٢١٠

فَمَا اعْتَجَارُ " ٦ ٢١٨ =

(٢٨٥:٤

كَانَ مُسْتَعَارُ " ٦ ٢٩٨ =

٣١٠:١٥

(١٩:١٩

أَعْيَرُوا الْمَعَارُ " ٦ ٣٠٢

عَلَيْهِمُ الْمُدَارُ وافر ٢ ٣٠٤

فَإِنْ اِنْتِشَارُ " ٣ ٦٨

يَكِلُ الْغَوَارُ " ٣ ٣١٤

يُسْمُونَ وَقَارُ " ٣ ٣٣٨ =

٣٣٨:٩

(٢٣١:١٠

أَلَمْ فَطَارُوا " ٣ ٣١

عَلَى خِمَارُ " ٣ ٤١ =

(٢٣:١٥

أَقْرَبُهَا مَغَارُ " ٣ ٣١٠

وَحْنُ الشَّنَارُ " ٥ ٢٢ =

(٢٣:١٢

فَإِنِّي اعْتِشَارُ " ٥ ٢٩ =

(١٥٥

وَقَوْلُ الْإِبَارُ " ٥ ٥٨

فَإِنْ اِنْتِبَارُ " ٥ ٦٠ =

(٩٩

لَهَا غَرَارُ " ٥ ٨٢ =

(١١٠:٦

أَشَارِبُ بِخَارُ " ٥ ١١١ =

(او غرار)

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
وَجَدْنَا الْمَعَارُ ٢ ٣٠٥	مُهَارِشَةُ أَصْفَرَارُ ٨ ٢٥٦
وَلَيْلُ تَعَارُ ٢ ٣٠٥	إِذَا مَا اجْتَبَارُ ٩ ١١٤
وَلَا الْغَضَارُ ٢ ٣٢٤	فَجَاءَتْ الْكُبَارُ ٩ ١٣٥
وَنَادَى الْبَوَارُ ٢ ٣٣٢	إِذَا مَغَارُ ٩ ٣٢٥
كَانَ الْمَغَارُ ٢ ٣٣٠	نَدِمْتُ نَوَارُ ١٠ ١٨٦
يَتَوَقُّ الْفِقَارُ ٢ ٣٣١	رَلَفْتُ غِبَارُ ١٠ ٢٨٩
يُضَمَّرُ اقْوَارُ ٢ ٣٣٨	لَعَمْرُ الْغِبَارُ ١١ ١٢٨
وَشَقَّ الْكِفَارُ ٢ ٣٥٩	خَصَيْتُكَ الْحِمَارُ ١١ ٣٥١
يَكْلُ أَنْهِيَارُ ٤ ١٢٩	فَطَارَتْ الْمِضَارُ ١٣ ٨٤
وَأَمَّا يِعَارُ ٤ ١٦٥	قَتَلْتُ الْوِبَارُ ١٣ ١٦١
وَقَدْ الْحِمَارُ ٤ ٢٣٢	فَمَا يِعَارُ ١٣ ١٦٥
عِزَازَةُ قَرَارُ ٤ ٢٣٢	سَلِيلُ رَارُ ١٣ ٨٠
تَحَلَّلَ اعْتِدَارُ ٤ ٣٩٦	نَبِيلَةُ اضْطِمَارُ ١٣ ١٦٣
تَرَاهَا غِرَارَهَا ٨ ١٢٩	أَلَا مُسْتَعَارُ ١٥ ١٩٨
ظَلَّلْنَا أَوَارُ ٨ ٢١٥	وَقَدْ النِّسَارُ ١٥ ٣٢٠
	يَوْمُ اذْوِرَارُ ١٤ ١٣٢

صد الليت قافيته بحر مجلد صفحة

(١٢٤:١٩)

فَمَنْ فُجِّرَ وَافِرَ ٢ ٣٣٣

بُعَاثَ نَزْوَرُ ٢ ٢٣٤٤ =

(٢٢٣)

(١٥٤:٦)

أَلَا نُفَيْرُ ٢ ٣٣٤

فَلَيْتَ تَحْوَرُ ٢ ٢٣٥٨ =

(٢٢٥:٥)

وَكُنْ سَعِيرُ ٣ ٢٤٩

وَصَدْرِي الصُّلُودُ ٣ ٣٣٣

وَمِنْ بَشِيرُ ٣ ٢٥٢

مَسَامِيمُ الْجَنُودُ ٣ ٩٢

أَسْدَى زَيْبُ ٣ ١٩٣

عَلَى إِيْدُ ٥ ٩٤

إِذَا الْبَكُورُ ٥ ١٣٣

لَقَدْ يَدُورُ ٥ ٢٢٨

فَوَاعِدَنِي الْخَقُورُ ٥ ٣٣٨

مِنْ دُرْدُرُ ٥ ٢٣٩٥ =

(١٥٨:٤)

(٢٣٨:١٥)

فَأُضْمَرُ إِشَارُ وَافِرَ ٢٢٠

أَلَا اُعْتِنَادُ ١٦ ٣١٢

فَمَنْ تُعَارُ ١٨ ١٥٢

عَذَاهَا الْعِشَارُ ١٨ ١٥٣

إِذَا الْإِذَا ١٨ ١٩٥

فَقَدْ قِصَارُ ١٩ ٨٣

لَيْكِي الْإِذَا ١٩ ٢٢١

عَدُونَا النَّهَارُ ١٩ ٢٩٠

فَحَاطُونَا السَّيْرَارُ ٢٠ ٢٧٥

فَلَا يُنَا النَّهَارُ ٢٠ ٦٩

أَقُولُ نَهَارُ ٢٠ ١٩٢

وَعَا ٢٠ ٢٤٥

وَعَامَتْ الْجَوَارُ ٢٠ ٣٣٢

وَقَدْ مَا قُدَارُ ٢٠ ٣٥٨

شَقَّتْ الْفُطُورُ ١ ٢٤٣ =

(٣٩٠:٥)

(٣٦١:٤)

إِذَا الضَّيْرُ ٢ ١٣٨

لَهَا الْبُرُورُ ٢ ٣٠٢ =

(٢٤٩:١١)

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة	صد البيت قافيته بحر مجله صفحة
يَبِيتُ زَبِيرٌ وَافِرٌ ٥ ٣١١	أَلَا اللَّهُوَرُ وَافِرٌ ٤ ٣٢٩ =
وَأَرْيَطُ الشُّحُورُ " ٣ ١٥	(١٥٦:٨
لَقَدْ سُفُورُ " ٦ ٣٣	كَأَنَّ مَطِيرُ " ٨ ٢٣
بِنُطْفَةٍ شَخِيرُ " ٦ ٦٥	وَأُقْفَرَتِ الشَّقِيرُ " ٨ ٢٢٢
وَأُقْفَرَتِ الشَّقِيرُ " ٦ ٩١	نُغَالِي الْقُدُورُ " ٨ ٣٠٦ =
فَأَيُّ الشُّهُورُ " ٦ ١٠٢	رَاوَالْقَدِيرُ (٣٩١:١٤
بِكَلِّ يَمُورُ " ٦ ١٥٥	(٣٩٨:١٩
وَيُجَبِّكُ الطَّرِيرُ " ٦ ١٤٠	إِثْمَكَ بَعِيرُ " ٨ ٣٣٣ =
تَعْلَمُ الشُّبُورُ " ٦ ١٨٢ =	٣٣٥
(٣١٢:١٥	(٢٦٥:١٣
وَهَانَ مُسْتَطِيرُ " ٦ ١٨٥	ثَلَاثُ الذَّرُورُ " ٩ ١٥٩
رَشِيدَ الْعُبُورُ " ٦ ٢٨٥	سَمَا يَجُورُ " ٩ ٣٩٣
تَوَزَعْنَا فَقِيرُ " ٦ ٣٤٢	تَغْلُغَلُ يَسِيرُ " ١٠ ٢١٨ =
يَخُوضُ قُفُورُ " ٦ ٣٢٢	(١٣:١٣
تَرَى مَزِيرُ " ٤ ٢٠ =	تَنَقَّلَتِ الْبَعِيرُ " ١٠ ٣٣٩
(٢٣٤:١١ (أَوْهَرِيرُ)	إِلَافُ وَالنُّسُورُ " ١٠ ٣٩٣
صَبَبْتُ حَوِيرُ " ٤ ٣٥	هَمْ لَزُورُ " ١٠ ٣٤٤ =
وَمِثْلِي نَعُورُ " ٤ ٨٠	(٢٨٩:٢
فَمَا تَنْبِرُوا " ٤ ١٠٦ =	وَأَحْضَاءُ السَّعِيرُ " ١٠ ٣٨١ =
(٩٤:١٩ (أَوْكَجْنَاءُ	(١٩٩:١٨

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
وَمُرَحَّى تَطِيرُ وافر ١١ ٣١	رَأَى المَجْرِيْرُ وافر ١٨ ٢٤٦
رَدَدْنَا كَثِيرٌ " ١١ ٣٠٠	سَيَحْبِرُ القُبُورُ " ١٨ ٣١٤
فَغِيَتْ تَغُورُ " ١٢ ٣٢٨	اِذَا مَا الوُكُورُ " ١٩ ٢٤
لَهُ زَمِيرٌ " ١٣ ٣٢١	فَبَانِي السَّيْرِ " ١٩ ١٠٦
(٣٦٤: ٢٠)	يُنَوِّخُ تَكْبِيرٌ " ٢٠ ٢٣٦
مَنَارِلُ سَطُورُ " ١٣ ٢٨٤	هَوَابُنْ شَهْرٍ " ٣ ٢٠٢ =
شِمَالُكَ الْغَزِيرُ " ١٣ ٢٠	(١٥٤: ٢)
وَتَامِرُ يَمُورُ " ١٢ ١٠٦	اِذَا يَسْتِرُ " ٣ ٢٢٩ =
فَلَدَارُ بَعُورُ " ١٢ ١٦٩ =	(٢٤٨)
(١٤٣)	تَزَحُّ بِدَارٍ " ٣ ٢٩٤
اِذَا السَّيْرِ " ١٥ ٢٣٨	وَرَبَّةَ شَرٍ " ٣ ٢٠٥
بَلَى الْقَتِيرُ " ١٥ ٢٦٠	أَبَالِشْنِمُ تَجْرِي " ٣ ٣٢١
أَقُولُ الْبَحُورُ " ١٥ ٣٢٤	وَكَمْ بِحْرِي " ٣ ٣٢٣
فَلَمَّا صُورُ " ١٦ ١٣٨	وَمَا وَشَرٍ " ٢ ٤١
فَإِنَّ إِيْدُ " ١٦ ١٥٤	أَصَاعُونِ ثَقِرٍ " ٢ ١٩١
فَلَيْتُ تَدَاوُرُ " ١٦ ٣٩٣	(١٠٠: ١٠)
فَقَقَّ صَبُورُ " ١٦ ٣١٠	جَلَامَا بِأَثَرٍ " ٥ ٢٦٢ =
فَإِنَّكَ نَدَاوُرُ " ١٦ ٣١٤	(٢٨٣: ٢٠)
اِذَا مَا الْغَيُورُ " ١٦ ٣٦٠	تَقُولُ سَعْرِ " ٦ ١٦
فَقُلْنَا الصُّدَاوُرُ " ١٨ ٢١	مَعَاذَ بَكْرِ " ٦ ٢٠ =

مد البيت قافيت به بحر مجلد صفحة

١٠٦:٩

٣١١:٤

٣٣٥:١٣

(٣٣١:١٤

جَمَادُ الطَّيَّارِ وافر ٣ ٩٢

لَعَنُكَ الحِمَارُ " ٣ ٢٤٩ =

٣٤٥:٣

(٣٩١:٥

كَانَ خِمَارِ " ٣ ٢٣٤

تَبُولُ الدِّيَارِ " ٣ ٢٩٠

أَلَا إِنَّمَا هِيَ " ٥ ٤٥ =

٣٥٠:٨

١٨٨:٩

(٣٨٦:١٣

لُحَافَةٌ عَارِ " ٥ ٢٨٢

كَانَ الصَّنَارِ " ٩ ١١١ =

(١٥٠ راد الصيَارِ

وَمُحْشَكٌ صَغَارِ " ٩ ١٢٤

كَانَ مَطَارِ " ٩ ١٨٦

أَقُولُ فَالضَّامِ " ٩ ٢٣٥

٢٢٤:٤

(٢٨٢:٩

فَأَمَّا فَجَبْرٍ وافر ٩ ١٥٢

تَقَلَّتْ بِشْرِ " ٤ ٢٠٩

وَأَبْيَضَ شَهْرٍ " ٤ ٣٩٣

يُخَفِّضُ قُبْرِ " ٤ ٣٠٩

كَأَنِّي آلَ عَمْرٍ " ٩ ٣٠٩

سَمَاعِ عَمْرٍ " ١٠ ٢٤ =

(٢٠٦:١٨

فَلَسْتُ بَكْرٍ " ١٢ ٢٩٠

تَدَى بِجَبْرٍ " ١٣ ٣٥١

فَلَمَّ عَمْرٍ " ١٣ ٢٨٤

يَسَى تَمْرٍ " ١٣ ٣٥٤

وَيَا بَوَشْرٍ " ١٤ ١٢٨

أَجْنَى بِجَبْرٍ " ١٤ ٢٥١

فَإِنْ جَيْرٍ " ١٨ ٦٨

يُنَازِعُنِي بَكْرٍ " ١٩ ٣١

أَوْعِلُ جَبَارٍ " ٢ ٨٢ =

(١٨٦:٥

٣٦٠

(أو أَوْعِلُ)

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
شَبَابُهُمُ الحِمَارُ وافر ١٩ ١٣٥	كَشَدْتُكَ الحَنِيَّارُ وافر ٤ ٨
كَانَ الجَوَارِي ١٩ ١٩٣	يَمَنْ يَسْتَارُ ٤ ١٥٣
أَلَمْ الجَوَارِي ١٩ ٢٨٥	رِمَاءُ يَسَارِ ٤ ١٧٢
فَمَا حِمَارِ ٢٠ ٥٢	إِلَيْهِ لِحَارِ ٩ ١١٦
وَجَدْنَا وَارِي ٢٠ ٢٦٦	وَبَيَّتَ نَارِ ٩ ٢١٥
رَزَيْنَا فَقِيرِ ١ ٤٩	ثَارَتْ الحَبَارِ ١٠ ٣٢
وَكَايَتُ وَقُورِ ١ ١٥٣	كَانَ بَقَارِ ١١ ١٣٦
سَقُونِي وَزُورِ ١ ١٧٢ =	كَانَ قِفَارِ ١٢ ٢٠١
(١٩٤:٢)	رَمَا القُصَارِ ١٢ ٢٣٩ =
فَلَوْ زَيْرِ ١ ٣٤٨	رَاوِضًا (٢٥٣:١٣)
فَإِنْ القَصِيرِ ١ ٣٤٨ =	وَلَا الْفَرَارِ ١٢ ٢٤٨
(٣٨٣:١٣)	فَمَا التَّجَارِ ١٣ ٣٨٦ =
(٢٥:١٥)	(٥٥:٢)
فَبَاتِي بِالنُّذُورِ ٢ ٢٣٦	إِذَا عَارِ ١٢ ١٣١
كَانَ الحُرُورِ ٣ ٢٠٨	كَانَ قَبَارِ ١٢ ١٤٤
يُحْيِي "الفَقِيرِ" ٣ ١٣٦	وَنَابُكُ بِالْمَدَارِي ١٦ ١٠٥
أَشِيرِ ٥ ٦٥	فَلَيْسَ بِدَارِ ١٤ ٢٣٩
إِيرِ ٥ ٩٤	أَلَا الحِمَارِ ١٨ ٢٣٣
زَيْرِي ٥ ٢٢٥	فَقَامَ الْإِزَارِ ١٩ ٩٠
السَّرِيرِ ٦ ٢٤	مَقِيمًا وَالثَّهَارِ ١٩ ١٠١

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة	صد البيت قافيته بحر مجله صفحة
حَلَفْتُ السَّعِيرَ وَافِرَ ٦ ٣١ =	بِكُلِّ مُسْتَطِيرٍ وَافِرَ ١٣ ٢٩٢
٢٨:٤	تَمَامِيًّا الْغُورَ ١٢ ٣٥٥
٥٤:٩	عَلَى الْخَبِيرِ ١٥ ٢١٣
تَذُوحُ الصَّيِيرِ ٦ ١٠٩	إِذَا الصُّدُورِ ١٥ ٢٩٨
فَإِنْ تَذُورِ ٦ ٢٠٦ =	تَرَكْتُ النَّسُورِ ١٥ ٣٨٥
(رَاوَنْدُورِ) ١٦:١٧	ضَبَنْتُ الْبُحُورِ ١٥ ٢٢٦
٢٢	وَمِثْلُ طَيْرِي ١٦ ٢١
٢٤٥ ٦	كَأَنَّ جَرُورِ ١٦ ٢١٠
يَنْشُؤُ الْوَعِيرِ ٤ ١٣٩ =	إِذَا مَا كَبِيرِ ١٤ ٢٥١ =
١٣:٢٤٩	٢٥٢:٤٢٥
بِمَا يَسُورِ ٤ ١٦٢	أَحْصَى بِالْفُرُورِ ١٨ ٢٩٢
أَطَعْتُ الْيَسْتَعُورِ ٤ ١٦٢	كَأَنَّ مُلَوِيرِ ١٩ ٢٦
قَتِيلُ ضَمِيرِ ٤ ٣٣٤	وَسَائِلَةُ الْخَبِيرِ ١٩ ٢٣٤
وَقَدْ الصُّخُورِ ٩ ٢٨٤	تُخَاطَبُهُمُ الذُّكُورِ ٢٠ ٢٢
كَأَنَّ الْوَقِيرِ ٩ ٣٤٩	قَضَاءُ بِالصَّبُورِ ٢٠ ١٢٢
أَمِيرُ الْمُغِيرِ ١٠ ١٣٠	هُوَ فَخْرًا ٢٠ ٢٢١
كَأَنَّ الْحَرِيرِي ١٢ ٢٢	أَدَوْتُ حَذَرًا ١٨ ٢٥
طَلِيقُ كَبِيرِ ١٢ ٩٦	وَجُرْدُ قِصَاصًا ١ ١٢٩
إِذَا مَا الْبَصِيرِ ١٣ ٢٠٣	تَبَيَّتُ السَّوَارَا ١ ٢٨٤ =
عَلَى الْخُدُورِ ١٣ ٢٥٨	عَلَى ١٠٦:٩ (رَاوَيْتُ)

صد البيت قافيته بحق مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحق مجلد صفحة
وَقَرَّبَ الشَّعَارَا وَافِرَا ٣٥٨ =	أَلَمَ جَمَارًا وَافِرَا ٥ ٢١٩
(٤٩:٤)	تَوَقَّى اضْطِمَارًا ٥ ٢٢٢
وَعَثَ فَطَارًا ٢ ١١٢ =	وَنَفْسُ يُصَارًا ٥ ٢٢٤
(٣٨:١١)	بَارْهُلْنَا زِيَارًا ٥ ٢٢٨
أَضَعْنَ الْجَرَارَا ٢ ٢٩٠ =	فَبَانَ السَّوَارَا ٦ ٢٢٢ =
(١٥٢:١)	(٣٣١:١٢)
وَلَسْتُ الْجَمَارَا ٣ ٣١٦ =	لَبِنُ السَّكَارَا ٦ ٢٢٦
(١٥٣:١٤)	فَحَطَّ جِمَارًا ٦ ٨٠
لَهَا جِمَارًا ٣ ٣٨٣ =	كَأَنَّ الْقَصْدَارَا ٦ ١١٤
(٣٣٢:١٣)	وَأَنْضَاءُ ابْتِكَارًا ٦ ١٢٢
فَلَمَّا فَحَارَا ٣ ٣٨٢ =	مَتَى تُسْتَطَارَا ٦ ١٨٥ =
(٣٣٢:٣)	(٢٤:١١)
تَوَاضَعَ الْغِمَارَا ٣ ٥٠١	(٢٥:١٨)
فَبَانَ صِفَارًا ٢ ١٣	(٢٥٢)
يَكْرِى الْغِمَارَا ٢ ٢٦٦	أُحِبُّ فَزَارَا ٦ ١٨٦
وَذَاتِ فِفَارَا ٥ ٦٢	أُنَاسُ اعْتِسَارَا ٦ ٢٢٢
اِذَا الْبَسَارَا ٥ ١٢٢ =	اِذَا عَصَارَا ٦ ٢٥٥
(١٢٢)	أَحْوَى عَمَارَا ٦ ٢٨٦ =
يُمَرِّجُ الْبُهَارَا ٥ ١٥١	(٣١١:١٨)
وَذَلَّ جَمَارًا ٥ ٢١٩	وَرَبَّتْ تَعَارَا ٦ ٢٩١ =

صد البيت قافيته	بجزر جلد صفحه	صد البيت قافيته	بجزر جلد صفحه
داوسا لقي راوتغارا	(٣٣٩)	وما النهارا وافر	٢١٢
تبيّن العولرا وافر	٢٩٥	فلت غمارا	٣١
	(٢١٥:١٦)	غدا سوارا	٣٥
فصارف الغرارا	٢٩٩	ومنجوب الشوارا	٤٥
رعته استغارا	٣٣٣	ولست طارا	٢٢٨
	(٢٦١:١٨)	اذا المحارا	٣٣٩
وسيفي فطارا	٣٦١	يدنس فقارا	٢
	(١٨٩:١٠)	وقيد القطارا	٢٤٢
	(١٢٩:١٢)	ويوم قصارا	٥٢
	(٢٦:١٢)		(٢٤٢:١٦)
فصبحن المحارا	٣٩٨	وعاندت جارا	١٥٣
بضرب امتكارا	٣٣	وقالت القورارا	١٨٦
نمر انتحارا	٥٠	افاوا اقورارا	٢١٩
الا جارا	٤١	وما الخدارا	٣٣٢
	(٦٢٩:٨)	ارانا صفارا	٣٦٣
خيل اهتصارا	١٢٦	اضعن والجورارا	٣٤٨
بذي الوثارا	١٣٣	تلقى السورارا	٢٢٤
بحاكا فاستطارا	٢١٨	لقد عارا	٢٩٢
حبنت والعبارا	٢٠٥	كان استنارا	٢٩
حار استعارا	٩٨	اكن سارا	٢٩١

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

وَرَبَّتْ تَمْرًا وافر ٤ ١١٤
وَالزَّعْفَرَانُ وَالْحَبْرُ كامل ١ ٢٢٣ =

(٢٣٣:١٢)

هَوَجَاءُ شَهْرٍ ٣ ٤١ =
(اروعشوا) ٣٨:١٣

(٢٣٥:١٨)

وَلَيْتَ زَبْرٍ ٣ ٢١٨ =
(٢٣٣:٥)

لَوْ شَعُرُ ٣ ٢٨٦

غُرَّتْنَا الْبَلْدُ ٣ ٥٠٦

بَيْنَ الْقَطْرِ ٣ ٣٣١

لَسْنَا تَمْرٍ ٥ ١٩٠ =

(١٠٣:١٣)

وَتَلَقَّ نَعْرُ ٥ ٢٠٥

مِنْ غَمْرٍ ٤ ٣٢

إِذْ صَهْرُ ٤ ١٣٢ =

(٢٣٥)

تَغَيَّرَتْ ظَهْرُ ٤ ٢٠٠

أَبْنَى عَجْرٍ ٤ ٢١٤

وَمَحَاصِمِ الْعُنْمِ ٤ ٢٢٩ =

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

جَنَانُ غَفَارًا وافر ١٦ ٢٣٤

وَهَابُ اثْتِزَارًا ١٦ ٢٣٤

فَحَرَّ خِمَارًا ١٤ ٢٥٠

وَنَحْنُ جَهَارًا ١٤ ٣٣٤

سَتَعْلَمُ نَارًا ١٨ ١٨٩

نَبَتْ الْقَطَارًا ١٨ ١٩١

وَكُنْتُ عَارًا ١٨ ٢٣٨

وَيُهْلِكُ الْحَوَارِ ٢٠ ١١٦

فَلَوْلَا قِفَارًا ٢٠ ٢٦٣

فَإِنْ زِيَارًا ٢٠ ٢٦٣

أَلَا بَعِيرًا ٣ ٢٣٨

وَأَوْجَدْنَا عَبِيرًا ٨ ٢٨٤

وَلَا بَدَّ الشُّكُورًا ١٦ ٢٦٣

وَتَبَرَّدَ الْعَبِيرَا ١٩ ٣٢

تُسَوِّبُ صَغِيرًا ٢٠ ١٤

لَقَدْ قَصِيرًا ٢٠ ٢٠

سَلَى خَيْرًا ٢٠ ٩٠

إِذَا خَيْرًا ٢٠ ٩٠

أَبُوجَبْرِ الْغَيْرَا ١٨ ٢٣٣

وَلَمْ الْحَزُورُ ٣ ٢٢٤

مدالييت قافيتيه بحر مجلد صفحه	مدالييت قافيتيه بحر مجلد صفحه
(٢٥٢:١٨	(٢٠:١٤
مِنَعَتِ الْحَجَرُ كَامِل ٥ ٢٩٥ =	بَانَ الدَّهْرُ كَامِل ٦ ٢٨٣
(٢٠:٦	والغوت شَقْرُ " ١١ ١٨١ =
دَنَانُ زَمِيرُ " ٥ ٢١٤	(٨٣:١٣
وَإِذَا الْمَطَرُ " ٦ ٢٤٦ =	وَيَزِينُهُنَّ وَالْفَخْرُ " ١٢ ٢٣
(٣٣٣:١٩	مَا غَفَرُ " ١٢ ٨٣
أَقْتَبَيْبُ أُعُورُ " ٦ ٢٩١	يَا زُبُرْقَانِ وَالْفَخْرُ " ١٢ ٢٤٤
فَلَيْتُ أَقْصُرُ " ٦ ٢٠٨	هَضْمُ النَّصْرُ " ١٦ ٩٤
وَكَاثُ الْقَهْقَرُ " ٦ ٢٣٢	وَتَمَلُّ نَقْرُ " ١٦ ١٥٣
مُحَمَّرَةُ تَمَضُّرُ " ٦ ٢٦	خَلَا الْبُجْرُ " ١٤ ١٢ =
يَحْتَلُمْنَ تَنْسَرُ " ٦ ٢٠	(١٩
عَبَّتْ مُتَكَلِّدَارُ " ١٠ ٢١٥	لَا الْغُبْرُ " ٢٠ ٥٦
وَلَكِنْ حَزُورُ " ١١ ٨١	تَعْدُو فَيَسْمُرُ " ٢ ٢٢١
تَمْشِي يَصْبِرُ " ١١ ٣٨٨ =	أَدُّ تَنْفَرُوا " ٢ ٣٤
(٢٥٢:١٣	يَسْوَءُ يَخْطُرُ " ٥ ٩٣
نَبِثْتُ مُحَبَّرُ " ١٢ ٢٢٢	ذَهَبْتُ أَبْجَرُ " ٥ ١٠٣ =
وَلَرُبَّ مُحَبَّرُ " ١٢ ٢٢	(٢٢٣:٨
رَانِي سَخَرُ " ١٤ ٢٤٠ =	فَهَمَّسْتُ الْحَجَرُ " ٥ ٢٣٨
(٢٤١ ص)	قَدْ الْحَمَرُ " ٥ ٢٩٣ =
وَأَرَى أُعُورُ " ١٤ ٢٥٦	(٢٢٤:١١

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة
أُنْتُمْ حَمِيرٌ كَامِلٌ ١٨ ١٤٢	أَيُعَايِشُونَكَ مَرَأً كَامِلٌ ١٤ ٣٢٨
أَجْدُ شَيْئًا ١٩ ٢٤	يُزَارُ ١٨ ٢٣٨
رَهْبَانُ الْفَاوِرُ ١ ٢٢١	أَثَرْتُ الْفَخَّارُ ٢٠ ١٣٣
فَكَأَنَّا قَارُ ١ ٣٦٤	تَبَرَّأُ إِزَارُهَا ٥ ٤٣
لَنْ نَهَارُ ٣ ٣	وَعَدَا قِصَادُهَا ٦ ٢١٣
وَعَلَيْكَ غَارُوا ٣ ٣٢٥	وَالْفَسَّاعُهَا ٨ ٣٢
قَتَلْتُ بَوَارُ ٥ ١٥٣	بَاغَنَ غَزَارُهَا ١١ ١٥٩
لَيْسَتْ رَجَارُ ٥ ١٥٤	خُطْبَاءُ شِرَارُهَا ١٢ ١٢
وَإِذَا الْأَجَارُ ٥ ٢٣٨	الْإِبْنُ السَّيِّدُ ٦ ١٩
بِاللهِ الْخَوَارُ ٥ ٣٠١	فِي مَعْدُورُ ٦ ٢٢٥ =
فِيهِمَ الْإِخْلَارُ ٥ ٣١٢	(١٩٨:١٨)
لَقِيتُ صَحَارُ ٦ ١١٢	يَشُرُّ مَيْسُورُ ٦ ٢٢٠
إِنَّ صَوَارُ ٦ ١٢٥	جَاءَتْ تَعْشِيرُ ٦ ٢٢٨
إِنَّ غِرَارُ ٦ ٣٢٠	وَالنَّاسُ زَفِيرُ ١٢ ٢٦٩
لَوْ كَانَ الْمِقْدَارُ ٦ ٣٨٤	أُسْرَاقُ جَسُورُ ١٥ ٣٦٤
وَالشَّيْبُ نَهَارُ ٦ ١٩٤ =	غَابَتْ نَزِيرُ ١٦ ٢٠
(١٣:١٣)	قَدْ كَانَ جَرِيرُ ١٦ ٣٤
إِنَّ رَجَارُ ٩ ٣٤٢	لَوَدَّ حُدُورُ ١٦ ٢١٢
عَمِرَتْ اِرْقَارُ ١٢ ٣٤٨	وَإِذَا نُدُورُ ١٤ ٢١٣
إِنَّا فَجَارُ ١٦ ١٤٩	الْحَامِلُ شُكْرُ ١ ١١٢

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

شَهْدًا بِالْعُدْرِ كَامِل ١ ٣٠٦ وَحُرِمْتُ وَالضَّرِّ كَامِل ٥ ١٦

شِرْكًا قَسْر ١ ٣٨٢ = وَتَلَفْتُ النَّسْر ٥ ٢١

(او شِرْقًا) (او الدَّيْر) ٣٠٦ = بَكَى الذِّكْرِ ٥ ٣٠

وَدُعِيتُ خُزْر ٥ ٣١٨

وَتَرَى لِلنَّحْرِ ٦ ١٢٢

يَدْعُونَ عَصْر ٦ ٢٥٢ (٣٥٤:١٦)

وَأَنْتَ الْفَضْر ١ ٣٨٤ = أَصَوَّمْتُ الْمَجْر ٦ ٣٢٩

حَلَقْتُ زُعْر ٦ ٣٩٨ = (٣٠٦:٥)

(٢٨٣:٩)

فَهَرَّاقُ صَفْر ٢ ٨٩

وَلَفَوْا خُمْر ٢ ٣٠٢ اِنْ بَدَار ٤ ٤٠

قَفْرًا وَالسِّدْر ٢ ٣٠٣ = تَسْرَى ٤ ٤٠ =

(١٠٣:١٩)

(١٤:٢٠)

الضَّارِبِينَ تَجْرَى ٢ ٣٠٣ تَوْرَى وَفَرَى ٤ ٣٥٨

وَإِذَا الصَّدْر ٣ ٣١ = وَسُقِيتُ الْحَفْر ٨ ٩١

لَسْنَا الْفَقْر ٨ ٩٢ (٢٣٨:٤)

لَمَدَجْدِجِ شَهْر ٣ ٢١١ كَسِمَ غُبْر ١٠ ١٨٢ =

١٠٩:١

وَأَبَحَّ الْجَبْر ٣ ٢٢٩

١٣٣

قَرَحَتْ الْبُهْر ٣ ٣٢٨

٩٢:٥

طَفَّاحَةُ الْقَدْر ٣ ٣٤٢

١٣١:٦

تَسَى الْقَطْر ٣ ٣٢٣

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة

ولنعم الذعر كل ١٣ ١٨٠ = ٢٧٠:٤

(١٨١)

٢٣٨

قالوا التمر ١٣ ٢٨٢

٢٧٩:١٣

ولأنت الذعر ١٣ ٢٨٣

(١١٤:١٤)

طوقت يسرى ١٥ ٢٥٢

هزئت ظهري كل ١١ ٥

طرق عمرو ١٤ ١١٦

فيها يجري ١١ ٨

يسن الجبر ١٤ ٣١٠

نصت يدرى ١١ ٢٢٢

بكي القطر ١٨ ٣٠٣

ولأنت يفرى ١١ ٣٤٥

والى الذعر ١٩ ٤٠

(١١:٢٠)

نظم الاصور ١ ٣٢٤ =

ومرقت القدر ١١ ٣٢٢ =

٢٧٩:٢

(٢٤٣:١٤)

١٩٣:٨

وتاهت يكرى ١٢ ٨٠ =

(١٢٠٢

٨٢

مقفر ٢ ٢٠٩

٢٦٦

ولقد المتطير ٢ ٢٢٩

(٨٦:٢٠)

يكوى المنقر ٣ ١٩٣ =

ليست الاصر ١٢ ١٤١ =

(٣٣:١٣

(١٤٤:١٩

يدثر ٣ ٣١٩ =

وبارح تجرى ١٢ ٣٣٠

٣٣١:٥

قرع والسدر ١٣ ١٠٢

١١٤:٩

لقى الدهر ١٣ ١١٤

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة

(٨٢:١٣)

إِنَّ السَّخْبَرَ كَامِلٌ ٦ ١٨

وَجَاءُوا السَّخْبَرَ ٦ ٢٨

أَبْنَى الرَّعْصِ ٦ ٢٥٤

فَرَأَيْتُ الْمَعْمَرَ ٦ ٢٨٢

فَبَعَثْتُهَا لِلْمَتْنَوْرِ ٦ ٣٠٩ =

١٢١٣

(٣٤٥:٨)

وَيَحِلُّ بِالسَّخْبَرِ ٦ ٢٨

وَبَيَاضُ الْأَنْصَرِ ٦ ٤٠ =

٨٣:١١

٢٣٣

(٢٣٩:١٣)

(١٣٣:٢٠)

لَا الْجُزْرُ ٦ ٤٠

أَزْهَى الْمُدْبِرِ ٦ ١٢٤

أَخْلَيْدُ الرَّعْصِ ٦ ١٥٤

لَمْ يَعِدْ الْجَمْرُ ٦ ٢٤٢

وَلَقَدْ الْمُدْبِرِ ٦ ٣٦

لَمَّا مَطَرَ ٩ ٣٩ =

(٣٢:١٣)

مِمَّا تَنْمُرُ كَامِلٌ ٣ ٣٣٩

قَطَانُ تَبْصِرُ ٥ ١٣٠

أُنْبِذْتُ الْمُنْدَارُ ٥ ١٦١ =

(١٢٠:٨)

يَأْوِي الْمَتْنَوْرِ ٥ ١٤٤ =

١٤١:١١

(٤٠:١٥)

إِنَّ مَجْدَرُ ٥ ١٩٣ =

(١٥١:٨)

هَابُوا مُحْتَرِ ٥ ٢٣٥

وَلَقَدْ الْأَوْبَرِ ٥ ٢٣٢ =

١٣٣:٤

(٢٤٣:١٣)

(١٦٨:١٨)

(١٨٠:٢٠)

وَلَقَدْ الْمُنْحَرِ ٥ ٣٥٥ =

(١٣٣:١٣)

وَأَخُو كَالْإِذْخِرِ ٥ ٣٨٩ =

(٣٩:١٠)

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
٢١٠:٩ ونُصِيتُ كَالْمُقَدَّرِ كَامِل ٢ ٢٠٢	
٥٨٧:١٨ وأبَى الدَّائِرِ ٢ ٢١ =	
٣٥٥:٥	تَبَاءَ الْمُتَبَيَّرِ كَامِل ٩ ٨٩
٦٣٠:٤	إِنَّ لِلْمُقْتَرِ ٩ ٨٢
والتَّغْلِيَّةُ مُشَافِرِ ٢ ١٢٩	إِنَّ الْيَسَرَ ٩ ٣٣٠
يَا أُمَّ الْغَائِرِ ٢ ٣٢٣ =	وَدَلَاثِمَ لِلْجَزْرِ ٩ ٣٣٥
٣٣٨:٩	عَمِلَ مُنَشَّرِ ١٠ ١٦٢
ولقد الدَّائِرِ ٥ ٣٥٥ =	أوطائرٍ مُنَوَّرِ ١٠ ٢٩٥
١٢٦:١٨	ذَهَبَتْ الْأَعْفَرِ ١١ ٣٢٨ =
أَمَّا الْعَاقِرِ ٦ ٢٩٩	٤٥:١٨
فَتَدَكَّرَا كَافِرِ ٦ ٣٦٣ =	فَإِنَّا أَبْصِرِ ١٢ ٣٣٩
٩٣:١٣	أَصْبَحْتَ فَأَقْصِرِ ١٣ ٢٤
٣٥٣:١٤	شَدُّوا الْأَجْمَرِ ١٣ ٢٦٣
٣١٣:١٨	قَوْمَ الْحُسْرِ ١٢ ١٩٢
٣٠٤:٢٠	هَلْ تُقْبِرِ ١٢ ٣٣٢ =
يَعْلَى الْقُرَاقِرِ ٤ ١١٢	١٥٢:١٥
تَفَتَّرَ كَالْحَافِرِ ٩ ٢٩٤	زَعَمَ بِالْأَشَقِي ١٦ ١٢
بَاكَرْتَهُمُ الطَّائِرِ ٩ ٣٥٢ =	حَدَّثَا تَخْطُرِ ١٤ ١٤٣
١١٩:٢٠	يَلْدُرُو الْعُنْبَرِ ١٨ ٣٠٩
هل النَّافِرِ ١٢ ٣٣٤	صَوْتُ مُقْفِرِ ١٩ ١٣١

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة	صد البيت قافيته بحر مجله صفحة
واذا ضامير كامل ١٣ ٢٨٨	واذا ضامير كامل ١٣ ٢٨٨
هَلَا طائر ١٢ ٥	هَلَا طائر ١٢ ٥
وَلَرَبِّ هَاتِر ١٥ ٤	وَلَرَبِّ هَاتِر ١٥ ٤
وَلَدَانْد مَا طِر ١٤ ٣	وَلَدَانْد مَا طِر ١٤ ٣
تَمْشِي الزوافير ١٨ ٣٤	تَمْشِي الزوافير ١٨ ٣٤
فَلْيَا زَلَن بِسَمَار ١ ٢٦ =	فَلْيَا زَلَن بِسَمَار ١ ٢٦ =
(١٢: ٣٨٢ =)	(١٢: ٣٨٢ =)
يَتَحَلَّبُ المجر جَار ٣ ٢٨٤ =	يَتَحَلَّبُ المجر جَار ٣ ٢٨٤ =
(١٣: ١٣٠ =)	(١٣: ١٣٠ =)
واذا الأخفار ١ ٨٥ =	واذا الأخفار ١ ٨٥ =
لَا المِخْصَار ٣ ٣٢٠	لَا المِخْصَار ٣ ٣٢٠
وَلِرُحْطِ بِطَار ٣ ٣٣٣ =	وَلِرُحْطِ بِطَار ٣ ٣٣٣ =
(١٩: ٨٠ =)	(١٩: ٨٠ =)
قَالُوا الأَكْوَار ١ ٣٦٦	قَالُوا الأَكْوَار ١ ٣٦٦
شُعْبُ الأَطْمَار ٢ ٨٤ =	شُعْبُ الأَطْمَار ٢ ٨٤ =
(٣: ١٦٤ =)	(٣: ١٦٤ =)
زَيْدُ حِمَار ٢ ٢٢٣ =	زَيْدُ حِمَار ٢ ٢٢٣ =
(٤: ٢٣٦ =)	(٤: ٢٣٦ =)
إِنَّ صَفَار ٢ ٣٦٢ =	إِنَّ صَفَار ٢ ٣٦٢ =
(٦: ١٣٥ =)	(٦: ١٣٥ =)
حَتَّى الثِّمَار ٥ ١٤٥	حَتَّى الثِّمَار ٥ ١٤٥
جُمْرَاءُ أَشْرَار ٥ ٢٢٢	جُمْرَاءُ أَشْرَار ٥ ٢٢٢
إِنَّ الأَخْبَار ٥ ٢٢٩	إِنَّ الأَخْبَار ٥ ٢٢٩
حَذِرُ الأَقْدَار ٥ ٢٢٨	حَذِرُ الأَقْدَار ٥ ٢٢٨
(١٥: ٢٩١ =)	(١٥: ٢٩١ =)

صد البيت قافيتته بجزء مجلد صفحة	صد البيت قافيتته بجزء مجلد صفحة
٣٦٣:٣	واذا حذارٍ كامل ٥ ٢٢٩
(٤٠:٢)	شُسُ الْمَغْيَارِ " ٥ ٢٥٥(=)
١٢٩	وَلَقَدْ لِلْإِغَارِ كامل ٤ ٢٣٤:٦
= ١٥٢(=)	مِنْ كُلِّ صَيْقَارٍ " ٤ ٢١٩:٤
٢١٤:١٦	وَعَرَفْتُ مِذْكَارٍ " ٥ ٣٩٤
(٢٤٩)	إِنَّ اسْتَارٍ " ٦ ٨
١٨٦ ٤	خَذَرُ وَإِنْهَارٍ " ٤ ٢٣٤(=)
٣٦٨ ٤	مَا زَالَ الْأَشْبَارِ " ٤ ٢٣٠:١٢
٢٥ ٨	إِنَّ الْأَطْهَارِ " ٦ ٨٥
١٤٩ ٨	وَكُنَّ الْأُمُحَارِ " ٦ ٢٣٩(=)
٣٥١ ٨	تَدْعُوا بِالْإِزَارِ " ٨ ٢٣٣:١٥
٣٠٥ ٩	شَفَمِ الْأَوْتَارِ " ٦ ٢٥٣
٣٠٨ ٩	مِنْ وَسْطِ خَوَارِ " ٦ ٣٠١
٣٢٩ ٩	وَلَقَدْ الْعِيَارِ " ٦ ٣٠٢
٢٢٤ ٩	وَاجْزَلَتْ بِقَتَارِ " ٦ ٣٢٩
٤١ ١١	قَدَرُ بِدَارِ " ٦ ٣٨٢(=)
١٢٠ ١١	وَمُجَنَّبَاتِ الْأُمُحَارِ " ١٢ ١٤٦:١٣
٤٢ ١٢	لَمْ الْأَشْجَارِ " ٤ ١٨(=)
٢٢٩ ١٢	لَمْ يَحْرَمُوا مِذْكَارِ " ١٢ ٢٤٣:١٠
٢١٦ ١٣	وَلَقَدْ وَبَارِ " ٤ ٣٥(=)

مئی ۱۹۴۰ء

ضمیمہ
انڈیل کالج میگزین

من جانب

عربک اینڈ پرشین سوسائٹی

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

نوٹ: ہر ضمیمہ صرف عربک اینڈ پرشین سوسائٹی کے ممبروں اور ضمیمہ کے خریداروں میں تقسیم

فہرست مضامین

ضمیمہ مئی ۱۹۴۰ء

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	کمال نامہ خواجہ جوی کرمانی	پیر فیسرتاج محمد خاں ایم۔ آ۔ زمیندارہ کالج گجرات	۷۵
۲	تبصرہ و تنقید	مولوی نور الحق صاحب پیر فیسر مولوی فاضل لاہور	۱
۳	تلخیص مجمع الآداب فی معجم الالقاب۔ لابن الفوطی	مولوی محمد عبد القدوس مولوی فاضل	۲۷۳

میلانی الیکٹرک پریس پبلشرز لاہور میں باہتمام مہتمم ایڈیٹورس پرنٹریج ہوا اور ابوبصدیق احمد نے اس کی نگرانی کی اور شائع کیا

دید و گشتین مرد می داند
 لعل و در در کسارم افشاند
 هر که نیک است از و بدی ناید
 ز آنکه از آدمی و دی ناید
 لفظ تازی چه پرسی از سندی
 ترک تازی چه جوئی از بهندی
 از کریمان سخا نباشد دور
 وز یشمان دغا نباشد دور
 نام خوابوز نامه بیرون ست
 حرفش از نوک خامه بیرون ست

مقاله نهم

ای خوشا عاقلان لا یعقل
 جت زابی دلالن صاحب دل
 سالکان مسالک جبروت
 مالکان مسالک ملکوت
 تاجداران بی سر و علم
 قلعه گیران بی سپاه و حشم
 دُر و نیشان بزمگاه است
 هوشیاران مست باد و پرست
 سرفرازان هفت لیاریه
 و لغوزان هفت سیاره
 بادشاهان ملک درویشی
 ناخدا یان ملک بے خویشی
 ملایران حدائق توحید
 زایران سراوق تجبید
 دانه ریزان دایم ناسوتی
 جرعه خواران جام لاهوتی
 بلبلان ریاض هشت چمن
 ساکنان رواق شش روزن
 شمرباران بارگاه وجود
 پیشه کاران کارخانه وجود

له در سنه و چنین نوشته اند: «و ده کان بین مرد میدان» که در نوبت نماید،

که نوبت، بادشاهان ملک متغنا - تاجداران ملک متغنا، که بے، سالکان،

مود سوزان مجسم تکمیل	مود سوزان پرده تفضیل
دسته بندان لاله برگ نیاز	نازنین عیش خانه ناز
گل نشانان بوستان کرم	نافه چینان آهوان حرم
شبرگیران مرغزار یقین	گشته نخیر دام و دانه دین
شہسواران خیل آگاهی	کرده تنخیر ماه تا ماهی
شاهبازان آشیانه راز	بی پروبال جسمه در پرواز
همه ستور و ست جام جلال	همه غمور و غرق آب زلال
همه گنجند و دهر ویران	همه شمعند و چرخ پرنده
همه در گفتگوی و دم بسته	همه در پی و قدم بسته
همه بی کام و کامران چو زبان	همه جان بخش و تنگ دل چو دهن
همچو شمع آمده ملع پوش	بی قدح کرده جام نوشین نوش
بود برج کبریا روان کرده	روی دل در جهان جان کرده
شسته دست از محیط ویم و دست	مردہ غمور و جام جم و دست
درس در مکتب بقا خوانده	سبق از وقت رفتن ارلنده
رفت بیرون ز آشیانه گل	کرده منزل بر آستانه دل
برده محسّل ز رخساره عدم	زده خرگه به تختگاه قدم
رومی در بزم ایزدی کرده	باده از جام سیرمدی خورده
کام نگرفت و رسیده بکام	دام نا دیده و رسیدہ ز دام
شسته در آب روزنامه راز	بی زبان گفتمہ حال عالم باز
تیغ در دست و دست پیدان	تیر در شست و شست پیدان

بر کشیده ترقم از نه شاخ	برده بیرون نشین از شمش کاخ
و آمده بر سر دشت از پایی	چاکر کبیر گفته بر دوسرای
رُخ به بستان جان در آورده	سر زایوان دل بر آورده
عقل از ایشان بهوش ایشان بست	چرخ از ایشان بلند ایشان بست
غنچه در پیش و جای بر رخسار	گنج در دست و پای بر رخسار
و آمده با فرشته در پرواز	کرده از برج کعبه ریاس باز
عرش و کرسی حروف و فست برشان	کان و دوریا غنیل گوهر برشان
از گداز فارغند و در گذرند	از نظر غایب اند و در نظر راند
روح بخشند اگر چه دلریشند	شه نشانند اگر چه درویشند
همه هم ساکن اند و همه سیار	همه هم نقطه اند و همه پرکار
مغس و وارشان جمشیدند	مرده و زندگان جاویدند
گاه با مصحف اند و گاه با جام	نگاه با دانه اند و گاه با دام
زانکه جمیعش زایشانست	دل خواجو چرا پریشانست

حکایت امام غزالی و برادرش و آمدن امام در حلقه صوفیه

که شد اعلام علم از و عالی	چون امام زمانه غزالی
نقل تصنیف بر طبق می کرد	مجل تالیف را ورق می کرد
گفتش از روی و خط کای درویش	چشش افتاد بر برادر خویش

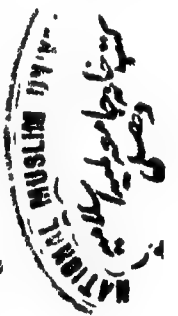
چشم از آب خیال ترکرون	تابکی سر مجیب در کردن
قلب عقل از گزاف بگستن	در دانش بخواب در بستن
جام غفلت بدست دل دادن	در طریق کسالت افتادن
بخشود دیده روان بکشای	خیز وزین تیرگی برون پای
شمه زین شمامه حاصل کن	خویش تن را بعلوم وصل کن
عرق از نوبسار باستان	ورق از شاخسار بافتان
گفت کای مانده در عقیده قل	پیر صافی درون صاحب حال
نامرئ قرب کس بغفل بخواند	توسن عشق کس بعقل زانند
ملک وحدت ز ما وین خالیت	سبق ما ز لا و لن خالیت
که لوث چگونه گردد پاک	تا تو این نکته کرده ادراک
در حدیث حدیث کشاده زبان	قلعت گشت از برای بیان
چند نوبت به لامکان رفیقم	ما بهستان سرای جان رفیقم
گرد گلزار عرش برگشتم	وز من زار سدره بگذشتم
دامن روح چو گهر کردیم	درس روحانیان زبر کردیم
بنهایت رسید دور بقا	تا تو کردی علوم را احیا
مخوشه روزنامه اعمار	از سواد و بیاض لیل و نهار
بخطا روی نامه تیره کن	بیش ازین چشم خانه خیر کن
کیبای سعادت حاصل	گر چه گردد ز کج خانه دل
بگذر از گفتگوی وصال بجوی	برود ترک قیل و قال بجوی
و آب چشم قلم بدریا ریز	درق بارغ دل بصحرای ریز

شربت دیوانگی جزایش نیست	خبر عشق مبتدایش نیست
نیست تفسیر کشف را کشف	آنکه اومی زندزدانش لاف
کین معانی بیان نکرد کسی	از بزرگان شنیده ایم بسی
که آلا رات اولیاء الله	زین جماعت جزین دلیل نخواه
زنده دل باش و پیش مردان میر	خیز خواجو و راه مردان گیر

وهم درین معنی فرموده

که درین کاخ خانه بی کار اند	کار مردان راه حق دارند
که چو پروانه بال و پر سوزند	گاه چون شمع رخ برافروزند
تندرستند اگر چه بیمارند	می پرستند اگر چه هشیارند
دست بر هر دو عالم افشانند	رخ بر قله فلک رانند
تیغ رانند و خود فگار شوند	صید گیرند و خود شکار شوند
ساز سوزند و خود نوا سازند	در و بخشد و خود دوا سازند
همه شاهبند اگر چه ورانند	همه گنجد اگر چه ویرانند
ور پر آگنده شان نمی بجند	گر تو پروانه شان نهی شمعند
سرفرازند و پای و سرشان نیست	شاهبازند و بال و پرشان نیست
گاه در نیمروز و گاه در شام	که میمند و گاه بری ز مقام
بی وجود زبان سخن پرداز	جله بی صوت گشته نغمه نواز
ککک ریزند و شست نکشایند	سرفشانند و دست نکشایند
در تو گوئی زرنده خود کان اند	گر تو گوئی تن اند خود جان اند

(ب)



هر که او قطره خوانیش دریاست و آنکه جاہل شماریش داناست
کیست خوابجو گدای درویشان شر او خاک پای درویشان

مقاله دہم

عذر از صنف دران صوفی نام	با صفت و صوفشان صفای تمام
صفت شگافان رزمگاه جدال	نقش بندان کارگاه خیال
خرقه پوشان حلقه تشویر	جرعه نشان ساغر تزویر
خوشه چینان کارخانه بگل	نسخه شویان روزنامه دل
ناتراشیدگان موسی تراش	برخروشدگان سینه خراش
دشته بندان زگرستان	نقل خواران مجلسستان
سالکان ره خطا و زلل	سالکان دودرخا و دغل
کاسه لیسان مطبخ سالوس	جامه دزدان مسلخ افسوس
شهر یاران کشور تبلیس	شہسواران لشکر ابلیس
مایه شان در محال است غرور	زروتز ویر و زرق و زاری زور
همه از بادہ حیل سرست	برده از سروران بدستان دست
جسته تخفیف و بسته تخفیف	شده مزکوم و نافه درنیف

ملک بخت ، ملک از نخب مسرا و ساقط شده ، ملک و صوفیان یکونام ، ملک و صفت شگافان

شماره جلال ، شربت ، نسخرویان ، شربت و دیده بندان شماره زروتز ویر و

زروتز ویر و زور ، شربت ، زروتز ویر و زاری و زور ، صرف نظر از هر دو نصیح شد ،

سکه دار و دوروی همچو درم
 سینه افروز قلب و صدر نشین
 کرده تخصیص و بیج مامل نه
 دین شمع چو شمع پوشیده
 خرقه شان تر ز چشم گوهر بار
 چون ز رو سیم جمله بازاری
 بسر شک از سحاب و دریا بار
 همچو عباده افتاده ز دست
 چون قلم خنک مغز و تر دیده
 پیش چشم پری رُخان مرده
 عقلی در بر و عقل در پیش
 آخر ای کز گس نشین آرز
 تو چه مرغی که هست این مهال
 گر ز زبور نفس مجوری
 تو غزال از غزاله شناسی
 مرد کاری ز کار نامه گوی
 بر سر دختران چو نقش ملرز
 اشک ریز و سیاه رخ چو قلم
 دل بدینا و غره گشته بدین
 جسته تفصیل و بیج فاضل نه
 جام نوشین دمع نوشیده
 لیک در زیر خرقه شان زنار
 چون فی زیر گشته بازاری
 جسته اجری و خواسته امدار
 گشته در زیر پای دستان مست
 نازا شیده و تراشیده
 خویش را مصداق آهوان کرده
 همچو زنبور در طبیعت نیش
 تا کی آئی بریشش در پرواز
 مشکن بال خویشان بوبال
 بگذر از پرداهای زنبوری
 تو نوال از نواله شناسی
 بار خاطر بشار نامه مجوی
 مهر مهر پیکران چو قطب مورد

۱. سینه افروز، ۲. زورج، ۳. دیش یعنی پر، ۴. تو چه مرغی که هست با این بال
 مصرع ثانی هم بطوری نوشته است که چیزی فراموشی گیریم، ۵. در نسخه یک شعر قبل از این نیستی شود
 که مصرع اول او چنین است "اشک اگر بر عارض اندازی" - و مصرع ثانی سرسره لغو و بی معنی واقع شده،
 ۶. زیاده، ۷. زیاده، ۸. نقش!

فلک از دست تست کور و کبود وز تو رفت آبروی زهد برود
 به سرافرازی و کلمه داری نتوان کرد خافقه داری
 خون جان مجاوران چرخوری و آب روی مسافران چه بری
 بر کمن بیخ خود ز بهر منال و ز برای منال بیش منال
 سروری بایست قدم در نه ز بر افشان و سکه بر زر نه
 مرهم ریش باش و نیش مباحش داروی درد باش و ریش مباحش
 دست کوه کن از ممالک شاه استین را چرا کنی کوتاه
 مهر گردیدم ز مار چپ غم و رمن چیدم ز غار چه غم
 مرغ جان را باز باز خوان سوز دل را باز باز خوان
 چشم را روشناس مردم کن و آشنا باش و خویش را گم کن
 صاف کن سینه تا صفا یابی در روی جوی تا دوا یابی
 گوهر دیده ات ندارد آب و اختر خاطر ت ندارد تاب
 هست خواب جو می ز مطلع غیبت گر کنی عیب ادب باشد عیب

حکایت شیخ مجهول النسب که به ریاکاری خود اعتبار وافر

اندوخته مرجع خلایق شده بود

بود شیخی بزرگ صاحب جاه سر تعظیم بگذرانده ز ماه
 همه پیران فرود پای او شرف مهر و مروت ز سایه او
 روضه خلد طرف غافقیش کحل گردون عبا بر خاک ریش

ش ب ، هست خواب جو می ز مطلع غیب ،

رُخ نهاده بعرضه اش مثالان	رهبان و رهنمای گریان
حرمش از شرف مقام غلیل	قبیله قوم و پیشوای سبیل
بارغ گیتی بر دمی او گلشن	چشم انجم بروی او روشن
و آب را از منال او نالش	ناله او داده خاک مالش
و آتش از تاب خاطرش لرزان	گوهر از جگر طبع او از زان
چشم جان پیه سوز خلوت او	مرغ دل پرده ساز صحبت او
در او سحر شده نگاه میران بود	اصلش از خاندان پیران بود
ز روز و زور و مزور و آزار	لیک سر بایه اش درین بازار
کمترین بنده درش ابلیس	در لباسات و حیل و تلبیس
بجز از اشتکار کارش نه	بجز از انباز تیغ بارش نه
در سر او خیال سرداری	همدمانش چو زیر بازاری
بالنش آشنای دیو لعین	ظاهرش بوستان حورالعین
چون فلک سرفراز و کارش غدر	همچو دل قلب و جایگاهش صد
در رخ چشم و در قفایش گوش	در کش نیش و در زبانش نوش
معشیت عین قهر و خون خجاری	صورتش محض لطف و دلداری
کرده صید بهمان چو شهبازان	داده خاطر بتبازی و تازان
از برون خرقة و ز درون زنار	دنی و دون پرست و دنیا دار
باوه را در نفعت کردی ساز	چون بر آوردی از حجاب زکواز

له ل: بعرضه، له ل: برای او، له قبل این بیت در هر دو نسخه این شعر نوشته اند که بعورت

موجود یعنی است، از فلان لویکی شادی - و اور شادی هر از او آزادی، [و او باید بخوندهای طوطی
پس با معنی است - او میگوید: قبلگاه، همه میخواندند؟

در مخالفت همه نواخواندی	کُلی رنج راشن نواخواندی
غم نمودی و گفتی این شاد است	بند کردی و گفتی آزاد است
زهر پاشیدی و شدی تریاک	و آتش افروختی و گشتی خاک
سنگندی و دست نمودی	صفت شکستی و شست نمشودی
تسخ گفتی که شکر ناب است	ظلمت انگفتی که متاب است
سور کردی چو ماتی دیدی	زختم خوردی چو مری دیدی
ناوک انگندی و سپر گشتی	خطل آوردی و شکر گشتی
خلق در گفت و گویش افتادند	جمله در جست و جوییش افتادند
چون مقامات در پیش او خواندند	همه در این مقام در ماندند
کز چه روی این بهار روح افزای	دارد این رنگ و بوی روح گزای
از چه این آفتاب روز افزون	میسزند دم ز تیغ عالم سوز
فاش کردند این سخن بجهان	باز جفتند سیر این ز همان
ناگهان بر فستاده راز	سیر آن حقیقت گم شد باز
صرف پوشیده بر ملا افتاد	و آن سطور از ورق جدا افتاد
گشت روشن که در زمان نخست	سکه آن درم نبود درست
آن گل زرد کاهنک نبود	رسته بود از نگلی که پاک نبود
تخم آن کس نگفت تا که فشانند	رنج آن کس نگفت تا که نشاند
قطره کز دیده سحاب افتاد	از برافست و در غلاب افتاد
قیمت در ز آب عمان است	رونی گل ز خاکستان است

۴۴

له ل: زهر خوردی ، له ل: و دوز خواندند ، له ل: بلبله ، له ل: اصل کاینک ،

له ل: ندید ،

ماه راروشنی ز مهر بود	رویش اختر از سپهر بود
وز صدف ماجرای گوهر پرس	اصل فرزند روز مادر پرس
دانش می ز آب جوی مجو	پیش چو گمان حدیث گوی گو
مجلس خاص جامی عامی شد	چون حرم منزل حرای شد
بگذر از وی چنان که سهود است	بمثل گر مقام محمود است
و در این دُر ج را نکو سفند	علاقه لان این سخن نکو گفتند
عمر با کس وفا کند نکند	کامل هرگز خطا کند نکند
گوهر اوز طبله دگر است	چشم خواجو اگر چه پُر گهر است

وهم درین معنی فرموده

شیخ در راق و شوخ زرق زرقش	بروای زرد گوش از رش پوش
وز غم بارغ و بوستان رنجور	بچو ز گس بسیم و ز غم دور
خویش را خوانده الک و مینار	تیش ز کرده بشش درم بازار
داوده خاطر یکاسه و کیسه	آچو پیران نزاد است از ویسه
صوف پیرانی و صفت آرائی	صاف نوشی و در صراف آئی
صف میار او در گذر ز صراف	بصفت و صوف دل گردد صاف
رُخ بگردان چو آدم از بازی	ادهم عجب تابانی بازی
وانگست هست رویی پیشه	دم ز شبلی زنی درین بیشه

له: اصل زرد گوش، لب: زرده گوش، زرد گوش معنی مذنب، منافق، بی غیرت، تمیل و غیره،
 له: صفت، اصل: ازرق، له: شوق! له: تیز کرده، له: بهیژن، له: صاف پوشی،
 له: بیچاره! له: دم شیری،

همچو منصور سپید از دار
با خود ای خواجہ در خدا نرسی
گر تو خواهی کہ با صفا باشی
از تو گرد دل مشایخ ریش
دست ازین ریش پُر ز ریشہ بدار
ہمہ داری بدست و ہیبت نیست
گل خواجو اگر چہ زین خاک است
کز انا الحق بسر نیاید کار
وز تکبیر بکبر یا ز سی
با ہمہ صاف باش تا باشی
شرم دار آخر از مشایخ خویش
پشم را از پی نہد بگذار
ہمہ گویی کہ هست و ہیبت نیست
دلش از نقش آب و گل پاک است

مقالہ یازدہم

ای تدر و ریاض لاهوتی
صبح دم می زند بر آن نفس
سر بر آواز پرده فلکی
کم این گلخن مسدس گیر
پشت بر آستان غبر اکن
ترک این چار طاق شش سوده
چنگ در پرده ملائک زن
جای در مجلس معانی ساز

گلستان نسر و ناسوتی
راه عفت از نیا ملک جرس
برکش آواز پرده ملکی
راو آن کشن مطوس گیر
روی در آشیان خضر اکن
قصر هفت آشکوب کیسو بر
نیکه بر چنبره ارا ملک زن
ساز بر نغمه امانی ساز

شماره اولی : شهاب - نسوخت لفظ انگوب ندارد ، شهاب : افغان ؛
شماره اول : نیادا ، شماره شیش پندیش ، شهاب : اگر ازین ، را ، اگرچ این ، عرب نظر از هر دو تعجب شد ، شماره اول ، این ،

دست ازین خاکسار خیسره بدار
 خاک بر آب آسمان افشان
 دو دور دوده سپهر انگن
 نیل افلاک را برود بده
 نام این مرغ شش پراچه بری
 هو شیاری کنی چوست شوی
 لب فرودوز اگر سخن گوئی
 هر چه گوئی ز حال خویش بگوئی
 خاشی حیت عین گویانی
 گردش درین راه پرنشیب و فراز
 کندت دود سینه جامه سیاه
 دست شه گیر و شامبازی کن
 صید بازان نگر چو آئی ش باز
 باز کن چشم و چشم بازان بین
 گر عفتانی بمقیب بازمان
 بار در بارگاه دل تا کی
 بارگاه ترا چه حاجت بار
 سبزه بوستان جان کرم است
 دست ازین خاکسار خیسره بدار
 باد آتش ریخ فلک بنشان
 تاب دل در نسایده مرا انگن
 ترک این املس کبود بده
 غم این دیو نه سر از چه خوری
 بر بندی رسی چو پست شوی
 سوی دریا شوار گسره جوئی
 و آنچه جوئی ز مال خویش بجوی
 عاقلی چیست ترک زمانائی
 بودت سوز دل ز آتش آرز
 نامت از دل شود چو نامه سیاه
 بر سر دست شاه بازی کن
 وز زبان در گذر چو گوئی راز
 ساز بر سوز نفی سازان بین
 و رهمانی بصید بازمان
 کار در کارگاه گل تا کی
 کارگاه ترا چه حاجت کار
 نقد بازار بر کرم است

۵۵

ش. ل. سینه ، ش. ل. دود بده ، ش. ب. کن ، ش. ب. کن ،
 ش. ل. کر ، ش. ل. برد ، ش. ب. بجای آئی ، ز چیزه ندارد ، ل. آئی بناز ،
 ش. ل. بار ، ش. این شعرا ز شعر ب. ساقط شده است ،

و حقیقت کسی که جودش نیست پیش صاحب دلان وجودش نیست
 هر که نیست دل نباشد جان و ترانیت این نباشد آن
 سکه اوزد که سیم وزر در باخت و آن سرافراز شد که سر در باخت
 خاک بر فرق آن که خاک نشد مرده دل آنکه او هلاک نشد
 سر در انداز تا سرافرازی که سرافرازی است سربازی
 بحر و کان بایدت گم در باز کمر کوه گیر و سر در باز
 چه بود کمیا زرافشانی چیت گردن کشی سرافشانی
 هر که دارد دلی بحبان بخرش و رقص جان ر بود روان بخرش
 گنج در یاب و از درم بگذر کعبه را بین و از حرم بگذر
 ز ربت در بخت تاج شمشه گردد و ر خور و خاک خاک ره گردد
 آب دریا اگر کسی خوردی فلکش نیلگون چرخا کردی
 خان وقت است هر که خوانش نیست و آب رخ دارد آن که نانش نیست
 از لب چشمه هیچ نکشاید گراز و تشنه نیاساید
 آنکه آتش نداده باری آب روش چرایی باری
 هر که نانت بسالما شکست دلش از بهر نان نشاید خست
 سفره را اگر نمی کنی سرباز خانقه را چه می کنی در باز

گر بخوابی چشانی آب
 از سرباب مغنش بسراب

حکایت پیر خانقده دار که از بی سروئی درویشی از کاخ بیرون آنده نکبت دو جهان اندوخت

بود پیری بر روزگار سلف	روزگارش به رزگشته تلف
شهرت او باستان داری	کار او باغ و بوستان کاری
همه بازار پر ز نعمت او	میل بازاریان بصحبت او
زده بیرون علم ز خانه دل	گشته خلوت نشین خانه گل
و خجسته خورش لبی و خواش بیج	سده اش بشمار و نانش ایج
آتش از بهر نان بپاد شده	و آتش آب و نان زیاده
کرده ایوان سپید و جامه سیاه	سانه منمنزل و فتاده ز راه
خانقاهش چو بوستان ارم	لیکن از رستنی چو راه حرم
ساکنانش همه ریاضت کش	بهر نطنج چو دود بر آتش
تشنه در روی بخواب دیدی آب	دیده از غم بآب دادی خواب
گر مسافر در و نهاده پای	و رنجس آور در و گرفت جای
آن نخوردی بیرون ز خون جگر	وین نبردی مگر بروزه بسر
هر که در خانقاه او بودی	از طلب خاک راه او بودی
سائی را بر و گذار افتاد	و آشیانش بدان دیار افتاد
بزیارت بخانقاه شتافت	شیخ را بر بعمارت یافت

له لوه، له لب، سبزده اش، له لوه بی نماز، له لوه خاد، له لوه تنی چو، له لوه دیدیم!
له لوه زستانش،

دادن و جبران یک روزه به زهر روز داشتن روزه
پیش خواجو چه گوهر است چه خاک این نباشد مگر زگوهر پاک

و هم درین معنی فرموده

امی که از تشنگان نیاری یاد	چه دهی آب سایلان بر باد
سرگردان ز آستان داری	که بسی سر بر آستان داری
بگرد آستان بنشان	و آستینی بر آستان بنشان
خون مستقیان تشنه مخور	و آب آتش دلان خسته مبر
خانقاه تو جای پیران است	یا نه خود بارگاه میران است
کار شوخی کنی بشیخی ساز	چشم شوخی کنی بشیخی باز
هر که او پای بند نان تو شد	حلقه در گوش گرد خوان تو شد
روشنست این که گردوات است	که ازان دست خلق کوتاه است
نان بده کاسب رخ کنی حاصل	سربنه تالاب رشوی واصل
کلیخ بی سفره خاک راه آرد	شجر بی ثمر گیاه آرد
وانکه اورا ز خود فرو دنی	آب رویش چسرا برود دهی
بازگیری ز طبق سایل آب	وانگنی جان خویش در غرقاب
جو جواز مال خانقاه برنی	کشت زاری بنام خویش خوری
گنج وقتی بری که ز زنجشی	بر سر آئی گهی که سر بخشی

له: دین چه باشد! نه: آفتان، نه: آب و آتش دلان، نه: زخه، نه: بخشش،

نه: نفع این شر ندارد، نه: آرد! نه: دنی، نه: جواز مال خانقاه بری، در لغت

هم منج شده، و: در مصرع ثانی 'کشته زاری' دلدو، حرف نظر از هر دو تصحیح شد،
مع: مواش: حلقه در گوش گرد خوان تو شد (ادبیر)

گرچه خوابجو به بی زری سمر است کارش از اشک بیگون چو زراست

مقاله دوازدهم

گرچه ما را خبر زمانه نیست	هستی ما بجز خدائی نیست
هر چه بر لوح آفرینش ماست	چون به بینی و رای بنیش ماست
گرچه هست آفرینش ما را	از ولایت چه آگهی ما را
کین ولایت ولایتی دگر است	وین حکایت حکایتی دگر است
گر بدین قبله نیت آوردیم	بهوای هویت آوردیم
گرچه ستیم معدن خسریم	ورچه پستیم سرور ابدیم
این نه مستی ماست مستی اوست	این نه هستی ماست هستی اوست
جاسه زهد ما بجام بشوی	ناسه ننگ ما ز نام بشوی
پوشش ما ز جامه بیرونست	کوشش ما ز نامه بیرونست
جرس ما ز کاروان فناست	نفس ما ز بوستان بقاست
گر تو خواهی که جیهای ما بینی	از در دل در آیی تا بینی
بحر ماییم و اشک ما گهر است	گنج ماییم و رنگ ما چو زراست
بود و نابود ما چه خواهد بود	مایه و سود ما چه خواهد بود
بی زبانی زبان خامه ماست	بی نشانی نشان نامه ماست

نه کدافی الاصل، تب، ای، نه این شعر از متن اسقاط شده، تب، خامه!

ناله جان،

تبین اسی خواجہ کی باری
 مرد این راہ را نشانی نیست
 من کہ بی او نمی کنم پرواز
 در نہانم بلند و پیداپست
 جرم از ساغر ازل خورده
 ساحت گلشن عدم دیدہ
 پی شادنی بخار غم خستہ
 درس بر مفتی خسرو خواندہ
 از شراب بدم خراب شدہ
 و این دل بدست غم دادہ
 گردل پر غم نمی بینی
 ساز عشاق را نوا نمود
 غم چہ نیکو نظر کنی شادیت
 ہوشیار آن بود کہ باشدست
 بر سر آمد کسی کہ پای افشرد
 غمگسار بشو شان غم بہ
 می پرستی و رای ہشیاریست
 خاص نزدیک عارفان عالم است
 روضہ قرب از چمن خالیست
 بی طریقت براہ نتوان شد

تبائن و ما مہاش تا برسی
 و اہل این کوی را مکانی نیست
 خویشتن را از دندانم باز
 نیست در صورت و بجہنی ہست
 رومی در ساقی ابد کردہ
 غنچہ گلبن قدم چمیدہ
 وز گل عیش دستہا بستہ
 لوح در کتب جنون ماندہ
 وز دم آتشین کباب شدہ
 خاک رہ را با شک غم دادہ
 دیدہ پر غم نمی بینی
 مرض عشق را دوا بنود
 بندگی پیش بندہ آزادیت
 و آن شود مریغ کہ گردد پست
 و آنکہ او دست داد دست بہر د
 ہمدم اہل عشق ہمدم بہ
 زیر دستی بجای سرداریت
 صبحدم پیش صادقان شام است
 چمن وحدت از من خالیست
 بی سپہ پیش شاہ نتوان شد

(۱۷۶)

شہ: بی، شہ: بادشاہی! شہ: باشد، شہ: آید، شہ: بت، در طریقت، شہ: بت، با سہ،
 ع: صبحدم پیش ہمدم (ایضاً)

هر که گوئی ز حاجبان شه است چون نگو بگری حجاب ره است
 ملک دارا بنزد اهل نظر شد درین راه سده اسکندر
 روز ضاده بهر چه حکم قضاست که قضا چیست آنچه حکم خداست
 گرفت و مانده خطائی کرد و ز فردماندگی دفائی کرد
 تو قلم بر سر خطایش کش ذیل اغماض بر دفایش کش
 روی کو اسیر گشت بقید شیر ز را بجمله سازد صید
 هر که چرخ در آورد بکمند بجیل چرخ را کشد در بند
 صبح در دل چو آتش افروزد بفلک نمره بازی آموزد
 جرم خواجگش نهایت نیست عفو را نیز حد و غایت نیست

حکایت آن پیر و مفلوک الحال که دعوی ملاقات
 خضر علیه السلام کرده بادشاهی را از زیارتش امید گردانید

از همان دیده بعد شباب می شنیدم حکایتی زین باب
 که درین تیره خاکدان دودر بود فراماندمی چو اسکندر
 دیده در بسته و جهان دیده و آب جوان بچشم جان دیده
 در سراد هوای روی خضر در دلش آرزوی روی خضر
 زو منادی که هر خسته خصال که ازامروز باز تا یک سال
 بن آرزو وصل خضر نوید برساند گلم ز باغ امید
 بن سرگشته را درین قلمات از قدومش رساند آب حیات

لبه بکمر! لبه اصل بکمر، لبه واکند لبه و حکم، لبه بت: رسانده!

یا بد از من بسی عطا و نوال
 پیری از جامم دورست شده
 قاتنش چون فلک دو تا گشته
 گردستان دهر گردیده
 دور اقبال او تمام شده
 گفت تا چند جام فاقه خورم
 بار چرخ ستیزه کار کشم
 چون ندارم امید سال دگر
 بد فایبذقی در اندازم
 در شهر خلاف بکشیم
 شد بدرگاه شاه و گفت منم
 ساعز عیش خویش راه سال
 تا بد آن ماه علوم بر بام
 شاه از آن فسانه باور کرد
 خسرو تیز تاز شیر سوار
 گشت روشن چو آفتاب منیر
 قول او جمله جز ترانه نبود
 بگرفتند خادمان شش
 خضر ناگاه پیش باز آمد
 چون چنان دید از کرايه راه
 رسد از من بجاه و مال و منال
 وز غم یستی ز دست شده
 سال او از شمار گذشته
 گل بارخ بقا بسی چیده
 و آرزو مندان شام شده
 جامه جان ز دست فاقه درم
 ستم و جور روزگار کشم
 از روی مصلحت بر آرم سر
 وز دغل بستی بر افرانم
 نقدی از شهر یار بر بایم
 کان گل بارخ قدس را چنم
 بینم از آب خضر مالا مال
 افتد آن مرغ عرشیم در دام
 همچو گل دامنش پُر از زر کرد
 چون بر آمد بگرد سبز حصار
 که همه باد بود و عده سپیر
 و آن فسونها بجز فسانه نبود
 بسته بودند سومی بار گش
 و ز سر راه او فرزند آمد
 در عقب رفت تا بخانه شاه

۶۶ ب

شهر دین پرور جهان آرای
 جمله را پیش خواند و کرد سوال
 بچه صورت کنم سیاست پیر
 از وزیران یکی جوابش داد
 آن چنان به که پیش دشمن و دوست
 بعد از انش به تیغ پاره کنند
 دیگری گفت کین چنین شاید
 بامدادان که بر سر بازار
 همچو آتش تنوره بزنند
 دیگری گفت شهر یار جهان
 هر کار روزگار تیره شود
 و آنکه زوخت نیک برگردد
 روز محنت عزیز خوار بود
 گرچه او را گنه ز حد بد راست
 کرم شاه را نهایت نیست
 لیک پیر است و روز او شده شب
 صبح امید او رسیده بشام
 تیغ کینش مزن که دور سپهر
 خون او را میریز و ریخته گیر
 خضر پیش آمد و زبان بکشد
 بود چندش وزیر روشن رای
 کاخی بنزد شماعطار دلال
 تا خلایق شوند عبرت گیر
 کای شنیده جهان بکام تو باد
 بکشند از سرش به نیرو پوست
 تا عبرت درو نظاره کنند
 لیکن ارشاه حکم فرماید
 جمع باشند مردم بشمار
 در تنوری پر آتش نهند
 نیک داند که از کمان و همان
 گر خور خاوار است خمیر بشود
 گر بود بحسب بد گمر گردد
 ز احسب جام باده خوار بود
 پایه عفو از ان رفیع تر است
 و کیش می کشی شکایت نیست
 فاده جان خسته اش برب
 و آفتابش گزشته از لب بام
 برگرفت است از و بگفتی هر
 رشته جان او گسیخته گیر
 بمعانی در بیان بکشد

گفت شاه با بدان که این دستور	که زند دم ز پنج سر و ساطور
اصل او از فلان قصاب است	لاجرم قول او از ان باب است
وانکه او از تنور گوید باز	هست از گوهر فلان خباز
وانکه در راه لطف می پوید	باش از باب عفو می گوید
بلبل بوستان دستوریت	چمن ملک را گل سوریست
می کند نور اصل خویش پدید	همش را کی بگل توان پوشید
آختر مطلع امارت اوست	در خور سبزه زارت اوست
غیر او جمله را بران از راه	کو سر دفرز این بساط و توشاه
بگذر از قتل و گوش کن سخنم	نیک درین فکر که خضر منم
چرخ آئینه ایست اصل نمای	نوع بگذار و گرد اصل برای
قتل را از فی نباتی جوی	وز بزرگان کمال ذاتی جوی
گر ز خواب جوهری آید	شاه باید که عفو فرماید

و هم درین معنی فرموده

هر که بر تخت ملک دارد جای	گو زیری بجوی ملک آرای
کانکه دستور کار دانش نیست	نیست الا تنی که جانش نیست
هر که او مختلف بود بصفات	آن نماید که باشدش در ذات
از بدان عاقبت بدی خمیزد	وز خردمند بخردی خمیزد
نافه چین نسیم مشک دهد	مجر انفاس عود و مشک دهد
تیغ را از گهر توان دانست	مرد را از هنر توان دانست

لحبت گوید باز، لهبت روز، له این شعرا از سبب ساقط شده، که بت، بدل، لهبت، بی

نشد خردۀ از و صادر	هر که او را بود خرد قادر
عسر را پائمال کرده بود	وانکه او سپرد و سنا نخورده بود
منقبض طبع تیر را می افتد	از سر خشکی ز پای افتد
همچو ناوک ز شست مندازش	نوجوان گوز دست مندازش
رو عقلش بنوک تیر بربست	که فلک تیر قاتش بشکست
شد بهشت طبعش بی حور	گشت شرح دیده اش بی نور
می شود در شکستگی طرار	طره و بدران سه رخسار
چون طلیل است هست روبه باز	و آبوی چشم لعبتان طراز
عطر او از شمامه دگر است	نام خوابو زناسه دگر است

(۴۴)

در مدح شیخ جمال الدین ابوالحق اینجو بادشاه شیراز فرماید

دست بر چرخ تو سن افشاندم	چون سمند سخن برون اندم
ملک معنی بخلق بکشودم	تنج خاطر بر بقل بزدودم
قصری از بهر دوستان کردم	جای در بوستان جان کردم
معش از سیم و از جواهر خشت	ساختم عیش خانه چو بهشت
یا نهالی پرو دوازده شاخ	همچو باغی درو دوازده کاخ
برساندم درش بهفت اختر	بگذراندم شش ز منتظر
گفت قول سپهریم ناهید	داد جام مشغلم خورشید
در نفس کان سماع کردم گوش	در زمان کان شراب کردم نوش

له آت بهر، له آو: پیر سالوده، له آو: من بوستان، له اشاره بمقالات دوازده،

درگذشتم ز گلشن افلاک	بر پریدم ز آستانه خاک
عزمم گلزارِ لامکان کردم	ترک بازارِ کن فلان کردم
باز کردم بکائنات نظر	چون شدم از کمونات بد
چون غباری بر آستانه شاه	دیدم این هفت چیزی خواره
خسرو دیوبند قلعه کشای	ملک ملک بخش ملک آرای
شاه اعظم جمال ملت و دین	سرگردنشان روی زمین
گل صد برگ هشتتین گلزار	نقطه دور مفتین پرکار
شمه قصر دولتش خورشید	مطرب بزم عشرتش ناهید
دو جهان یک ورق زودفراو	کان و دریا کعبیل گوهر او
واخران خاک روبرو گامش	اطلس چرخ فرشتش خرگامش
وی هست یک غلام مشعل دار	ای خورت یک سوار تیغ گزار
کمترین بنده تو شمش نام	قیصر هفت قصر میسنا نام
عالم خاک گرد دیگر انت	سطح افلاک صحن میدانست
کشته نوک ناوک تو پلنگ	تشنه آب خنجر تو ننگ
خون خصم تو سیل دریا موج	نام بیش تو خیل دار افوج
زائر در گره تو هفت فلک	طائر گلشن تو چار ملک
نعل زرین تو سن تو لعل	خاطرت آفتاب اوج جلال
کرده طومار مکرمت را طی	از حیای کعبه تو حاتم طی
و آسمان شب آخر شبنم	برسند تو کمشان شده تنگ
ناوکت خار دیده اجسام	رخسرم تیغ تو بهره بهرام

تو چو شیر زبایان بر آری چنگ	بر کنی نیش پیل و چشم پلنگ
دیده تیغ را چو میخ کنی	جوشن میخ پُر ز تیغ کنی
ناوکت برقی دیده دوز شود	خنجرت آب سینه سوز شود
شیر این بیشه زمرّد فام	خون روان گردش ز جوی مشام
بیلارک چو دست بکشائی	برزه جسم چو شست بکشائی
زنگ بزدا ئی از دل جیپور	بری چین ز ابروی فغفور
سازی از نعل رخس که پیکر	تاج تهر آج و افسر قصیر
تا بر آرد تخت مهر بام	تا در آرد مسد ماه بشام
که شنشاه قصر میسنارنگ	خنجر هندی بگید و رنگ
که بشمشیر خون نشان فغفور	بشکند قلب لشکر جیپور
کمترین بنده تو خسر دهند	کمترین چاکرت شنشاه دهند
هفت کشور ترا مستخر باد	ونج نوبت ترا میسر باد
شهر قفقاز باد در بندت	همه قفقازیان کمز بندت

جان خواجو بوستان نیاز
در مدح تو مرغ نغمه نواز

در اندرز بفرزند خود فراید

نور چشم من ای گزیده پسر دزد درج من ای ستوده گهر

له از متن بیت این لفظ افتاده است ، له متن بیت زمرّد رنگ دارد و مصرع ثانی نمی داند
له تو دشت بنائی و عمو ابش بزرده نسیم است (صفت میر) (راذی میر)

گل باغ دل و چراغ ضمیر	شمع خلوت مسای دید مجیر
هم مرا فروزید و هم سرزند	هم مراد لکشی و هم دل بند
گر چه هست از سعادت ازلی	گنیتت بوسعید نام علی
نامداران مجیر خوانند	در هنر بی نظیر دانند
لیکن آن دم بر آید گامی	که بدانش بر آوری نامی
چشم مردم بمرودی باز است	کار عالم بعلم در ساز است
مردی کن ز علم رومی متاب	تا شوی قبله اولوالالباب
خانه دیده وقف مردم ساز	مهر با مردمان واقف باز
پیر عقل باش (و) علم آموز	راحت خلق خواه و روح افروز
خراندوز تا کسی باشی	ورنداری خسر دخی باشی
در هنر کوش اگر سری داری	که رسی از هنر بسرداری
صرف تعلیل را قلم در کش	نقش تحصیل را قسم بر کش
دانش آموز و سرفرازی کن	خاطر افروز و دل نوازی کن
با خدا باش و خود پرست مباش	بی تحقیق نوش و مست مباش
در جوانی طریق پیران گیر	تا طریقت روان نهندت پیر
اهل صورت گرت برند از راه	مدد از هر سروان معنی خواه
شمع دل پیش راه ایشان دار	خویش را در پناه ایشان دار
ملک کیخسروی ز پسران جوی	گنج قارون ز گنج ویران جوی
راه این قوم را منزل نیست	بجز این جمع را سوا حل نیست
این بزرگان ز کشور دیگر اند	وین سواران ز لشکر دیگر اند

رایتی دیگر است این رایت	و آیتی دیگر است این آیت
هر چه جوئی برو زایشان جوی	و آنچه گوئی بیا زایشان گوی
بگذر از ملک و پادشائی کن	زهد مفروش و پارسائی کن
خویش را در میان بنه چون شمع	تا شود روشن از تو خاطر جمع
سرفرازی ز زیر دستی جوی	ذوق، بستی ز ترک بستی جوی
مطلب زر ز مالک دینار	رنزی از پیر جام چشم مدار
خاص خود را بجای بازخوان	نام خود را بنامه باز بدان
بیج دانی که کیست دشمن کام	آنکه او دوست را نداند نام
اگر از دوستی ترا خبر است	دوستی پیش درستان دگر است
تا توانی نواری عشق ساز	که ازین ره کسی نیامد باز
ورکنی ساغر محبت نوش	کسوت عاشقی ز خلق بپوش
عشق محمود را یاز کند	چشم بلبل بغچه باز کند
ناز را صورت نیاز دهد	پشه را بال شاهباز دهد
نتوانی که این قدح نوشی	نتوانی که این قبا پوشی
برو از این طریقه دست بدار	سر زبستان سرای عقل بر آر
هر که گردد اسیر سرستان	دست او گیر و بگذر از دستان
خود کسی باش و دم مزین کسی	باز کی باز گوید از گمسی
همه رانیک بین و بد شمار	بخود از از جمع خود شمار
کانکه او را گداهنی شاهست	و آنچه او را سها نی ماهست

طه: آ، خویشن در میان بین چون شمع، طه: ب، بستی، طه: ج، ندارد،

طه: د، از من را ساقط شده است، طه: ه، هر که را،

گردلی همچو بجز در برتست روشنت این که آن زگوهرتست
آب دریا دلاں برو دہ دل برین ساز پُرسود مہ
این زمان کن اگر کنی کاری تا ازین باغ برخوری باری
تشنہ چون خاک گشت آب چہرہ و رزمان فوت شد ثناب چہرہ
ہند بن کاری بند و کاری کن دولت تو طلب نہ چرخ کن
وقت دریا ب و عمر فرصت دان مشو این ز دور جور زمان
بگذر از شہر بند طبع و حواس قدر ہمد شباب را بشناس
یا راوشو کہ ایچ یارش نیست غم او خور کہ غمگسارش نیست
زان صفت باش (کاسمان بلند گویدت آفرین برین فرزند
ہر کہ در راہ دین نگر دو خاک نکتہ آب و آتش اورا پاک
آنچہ بایست گفتنت گفتم بخدایت سپردم و فرستم
باو بخت مشارعت مل شیر و لا اللہ حافظ و نصیر

چشم خواجو و طرف گلشن شاہ
تو روشن علیک عین اللہ

وہم در باب نصیحت و عبرت فراید

چند انکت شمیم شمال کہ رساند بانوید وصال
آید از کوئی دوستان قدیم و آورد بوی بوستان نعیم
شیخ مجلس نشست خیز غلام کہ صبا می دهد ز روضہ پیام

آب و نغمہ شب ہا گریہ تہ لو بشیر

همچو من دور و تو خاکی نیست	گر بستم بیاد باکی نیست
در خمارم بگو شراب کجاست	وقت صبح است آفتاب کجاست
راح گلبوی ارغوانی کو	بلند از راح روح ثانی کو
اگر انده گسار مستانی	شع ایوان می پرستانی
بصجوی شراب روشن جوی	جی گلبوز طرف گلشن بوی
رخ برافروز و جام می درکش	ناشی بگیر و با ناک بنی برکش
برفشان دست و ترک دستان ده	می بدست آرد دل مستان ده
خیز کافاس مشک بیز بهار	می برد آب آهوان تار
هانگ دغان صبح خیز بخاست	وز چمن باد مشک بیز بخاست
در چنین وقت اگر دلی داری	تازه کن جان بجام گلناری
نفسی خوش بر آ که خوش نصیبت	زانکه دستان چرخ پیزیست
گل بدست آرد رخ ز غارتاب	گنج بردار و سر زمار تباب
زندگی بایدت ز خویش بپیر	و آشنا باش و ترک خویش بگیر
نوش حاصل کن و زیش مترس	غم مرهم خور و ز ریش مترس
دامن کفر گیر و ایمان بین	دردی درد نوش و درمان بین
باده در ده که عمر برباد است	دادگر دوش سفله میداد است
جام نوشین روان بساید خورد	که ز نوش شیر و ان نیابی گرد
شد ز دور سپهر روشن تن	گور خان را بگورخانه وطن

شده بصوی شرابستان جوی + می گلگون وطن بستان جوی، شده پای، شده ترکستان
 شده کجاست، شده وقت دریاب اگر دلی داری، شده اصل تب، دادگر دلی،

۴۸)

گزیده‌ون شوی بر تخت و علم و سکن در شوی ملک چشم
 ماقبت روی سوی خاک آری ملک را بگذری و بگذاری
 و در تمنن شوی زمانه ز جشاه انگند همچو بیشترت در چاه
 زنده آن ماند کوز خویش مرد مرده دل آنکه آب خویش بستد
 زیر دستی بجای سرداریت می پرستی و رای هست یاریت
 بگذر از سرکشی و سر در باز کوه گیر از غم و کمر در باز
 جام بر کف نه وز جشم یادگر اشک مابینگر و زیم بازگر
 من که از جام می گزیم نیست بجز از باده دستگیرم نیست
 تا یکی در خسار نشینم بی می و میگار نشینم
 بود و نابود تا یکی گویم راه بهیووه تا یکی پویم
 سیرگشتم ز خون دل خوردن بزبان قلم سخن کردن
 چند جان در کشاکش انگندن فعل خاطر و راتش انگندن
 قدمی نه که سر در اندازم قدحی ده که سر بر افرازم
 چهره بنا که رنج بر افروزم پسته بکشاکش بر افروزم
 در حدیثم شیار و می دریده که بجز من نماند کس دریده
 من هم آنم که آفتاب بپند زورق از دست من در آب انگند
 چون بدین بحر فرو بردم ای بسا در که بر سر آوردم
 باد پای سخن برون راندم دست بر چرخ قوس افشاندم

ش ب ، تخت ، ش ل ، زمانه ، ش ب چیزی ندارد ، ش ل ، خاک ره گشت خویش بزد

ش ب ، غم ، ش ل ، جده جان ؛ ش ل ، بیا ، ش ب ، چونکه در بحر ،

ش این شعر از من ب آفتابه است ،

بزدم در زمانه کوی بیسان بگفتم جهان بر تیغ زبان
 همچو مینو بنام داور دهم ساختم در دهم دوازده شهر
 بر زدم سر ز فلک هفت فلک برگزیدم ز ملک چار ملک
 نغمه شش رساله بر خواندم دست بر نه مجلد افشاند
 بانوا ساز بزمگاه سپهر بر کشیدم ترنم از سر مهر
 چنگ در عود ز رنگار زدم نوبت مدح شهریار زدم
 بگذراندم سخن زنه طارم
 تا پوخواجو بلند شد کارم

در باب خاتمه کتاب

سال تصنیف و زیارت مرشد خود فرماید

چون پایان رسید نامه من گشت کوی زبان خامه من
 کاروانم بدین دیار رسید بارگشتم بدین گذار رسید
 صبحدم بود و باد عنبر سای چون سر زلف یار نافه کشای
 مرغ خوش نغمه مسیح نفس بفلک در فلک نه بانگ جرس
 طائر طور باغ موسی وار بر کشیده نوای موسیقار
 مرشدم در رسید چرخ زنان دست داده بدست هفت تنان
 شکر از لفظ در کنارم ریخت گم فلق بر گذارم ریخت

33

مبه کوی بود و چرخ سنجابی در پس پرده باهی سیمایی
 زال زرد در بهریت از بهمن رفته در زیر آبگون جوشن
 بز کوهی بکوه برده آب وز لقب تیغ مهر گشته کباب
 شد بتاریخ مفصل و شش چار کار این نقش آزاری چون نگار
 هیچ صورت بدین معانی نیست چشم جان بدین روانی نیست
 گر چه نبود چون شکر شکنی نیست در بی زبانیسم سخنی
 من بخرام که این ورق می خواند وین حکایت بدین نسق می راند
 آن سخن از سخنوری دگر است وین سخنمازد دفتر دگر است
 توجه دانی که این سخنما چیت گردانی که آن سخنور کیت
 گوهری کش بهساند کس قیمت آن خدای داند و بس
 مدعی گوهری دعوی گیر یار و در مقام دعوی میر
 که دو عالم طفیل بهمت ماست خرد پیر طفل صحبت ماست
 قمر از شاخسار ماور قیست و آفتاب از بهار ماور قیست
 منزل ما مقام بی جایست دانش ما خلاف دانایست
 نفخه روح یکدم از دل ماست چشمه مهر یکدم از گل ماست
 روح قدسی تدر و این باغ است عقل علوی چراغ این باغ است
 شمع توفیق را شبتان نیست گل تحقیق را گلستان نیست
 دل خواجو که مرغ بال زنت عندهی ز طرب نه چین ست
 چمن گویم سخن که لال شدم بهجو مرغی شکسته بال شدم
 دلم از عقل و فضل گشت ملول که عقل است عقل و فضل فصول

برگ این شاخ چند توان چید صحن این باغ چند توان دید
 خیز و بگذار تا کنم پرتاب خامه و نامہ را در آتش و آب
 دلم آمد ز دست ہر دو بجان کین دوروی ست آن کی زبان
 بقلم چشم جان چرا دوزم ز آتش دل جی چرا فروزم
 چون رساندم سخن بجد کمال در شکستہ ورق ز بیم ملال
 طمع از ہر چہ غنی ہر حق دیدم
 چون مقطع رسید بسیدم
 ختم شد

تاج محمد خان

[نواب صدیق جنگ بہادر امراء و فضلاء سلت کی یادگار ہیں۔ نہایت
 سیدم ادبی ذوق کے ساتھ ان کو نفائس کتب کے جمع کرنے کا شوق ہے۔ اور
 ایک بے مثل خزانہ کتب ان کے پاس جمع ہو گیا ہے۔ اس کتاب خانہ کی ہمہ گیری
 ملاحظہ ہو کہ ہر چند گمان یہ تھا کہ خواجہ کرمانی کی ثنویات کے نسخے چند مشہور نسخوں کے سوا
 اب ناپید ہو گئے ہیں۔ اور خصوصاً ہندوستان میں ان کا وجود نہ ہوگا۔ اس کتاب خانہ نے
 اس گمان کو باطل کر دیا ہے۔ اور اس میں ایک ضخیم نسخہ کلیات خواجہ کا موجود ہے چنانچہ
 فاضل موصوف نے والا نامہ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۳۹ء میں تحریر فرمایا ہے۔
 "اور نیٹل کالج میگزین میں ثنوی کمال نامہ شائع ہو رہی ہے۔ مٹی کے
 نمبر میں (حاشیہ صفحہ ۷۷ پر) شکایت ہے کہ صرف دو نسخے ملے۔ دونوں تیا سا
 ایک یادو شعر نہیں ہیں۔

میرے یہاں خواجہ کرمانی کی ضخیم و حجیم کلیات ہے جس میں اصنافِ کلام میں
 مثنویاں بھی ہیں۔ جن میں کمال نامہ ہے۔ حکایتِ محمود میں موقعِ بالا پر اسی قدر
 اشعار ہیں جس قدر آپ کے میگزین میں ہیں۔ اطلاقاً مکلف ہوا۔ - اڈیٹر]

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۵	ردن	زدن
۵۲	{مستخرج ثانی}	کی دل اہل راز بود	کی دل آلودہ اہل راز بود
۶۰	۷	جاودان	جادوان
۶۶	۲	کوہ درگرہ کوہ پیکر او	کوہ و درگرہ کوہ پیکر او

تبصرہ و تنقید

الرق فی الاسلام یعنی اسلام میں غلامی کی حقیقت، حصولِ باہتمام منجھڑوۃ المصنفین
 قریل باغ نئی دہلی، جدید رتی پریس دہلی میں طبع ہوئی۔ قیمت طرر جلد طرر جلد سنہری سے
 عمدتاً اور اس سے کچھ عرصہ بعد تک اسلام کا فوجی نظام سراسر جمہوری تھا۔ ہر شخص مکلف تھا کہ اپنے طور پر
 جنگی تیاری کرے اور خود اپنے لئے اسلحہ وغیرہ ضروریات جنگ بھی اپنی گروہ سے ہیا کرے اس کے علاوہ جنگی کرتبوں کی
 مشق بھی خود اپنے طور پر کرنا کرتی تھی، بغیر عام کے وقت عام باشندے ایک جہاز فوج کا کام دیتے تھے۔ نہ موجودہ جنگی
 فوج تھی اور نہ اس کے قواعد و ضوابط ساتھ ہی جنگی قیدیوں کے لئے بھی کوئی خصوصی متعلق نظام سلطنت کی طرف سے
 قطعاً نہ تھا بلکہ سپاہ کی طرح اس سلسلہ میں بھی جمہوریت کا رفا تھی۔

مثلاً ایک جنگ میں مسلمان فوج کو فتح نصیب ہوئی اور غنیم کے چند قیدی مسلم فوج کے قبضہ میں آئے۔ چونکہ
 فوج کا نظام محض جمہوری ہے اسلئے وہ اسیرانہیں سپاہیوں میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ
 یہ جنگی قیدی مسلم سپاہیوں میں تقسیم ہو کر ان کے قبلی ممبر کی حیثیت سے بسر وقات کرتے تھے۔ شریعت اسلامیہ میں ان کے
 متعلق گھروالوں کو بہت کچھ وصیتیں فرمائی گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان سے انسانیت و شرافت کا سلوک کیا جائے
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری جیلے ان قیدیوں کے متعلق یہ ہیں "الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم"۔ بعد اس کے کہ ایک
 اسیر مثلاً زید کے یہاں پرورش پاتا رہا ہے۔ زید کو شرعاً اختیار ہے کہ اسیر مذکور کے داروں سے حق امدت لے کر
 اس کو رہا کر دے یا کسی اور مسلمان یا غیر مسلم سے اپنے اخراجات کے عوض کچھ لے کر اس کو اس کے حوالے کر دے،
 بس یہ ہے ہمارے ہاں ابتدائے عہد اسلام میں غلامی کا تصور۔ لہذا اگر فوج کا نظام جمہوری نہ ہوتا۔ تو
 یہ قید کا سلسلہ بھی نہ ہوتا جس کو عرف عام میں غلامی کہا جاتا ہے۔

بعد میں جب خلافت کے بجائے لوکیت قائم ہوئی جمہوری نظام کی جگہ دستوری نظام نے لے لی۔ اور
 فوج کا نظام بادشاہ کے ہاتھ میں آگیا اور فوج کے لئے نئے نئے آئین و ضوابط مقرر ہوئے تو جنگی قیدیوں کے لئے بھی
 سلطنت ہی کی طرف سے انتظامات ضروریہ کئے گئے، الغرض غلام جنگی قیدی کا دوسرا نام ہے جس کا حالات اور ماحول کے
 پیش نظر باقی رکھنا ناگزیر تھا۔ لے کے بعد اسلام نے جس طرح بعض حالات میں دوسری قسم کے مددقات و خیرات کا حکم دیا ہے اسی طرح
 ان جنگی قیدیوں کو مفت رہا کرنے کی بھی ترغیب یا حکم دیا ہے اسی پر نہیں بلکہ انسانی مساوات کے اصول و ضوابط کا لحاظ
 کرتے ہوئے سوامی میں غلاموں کو درجہ بلند کرنے کے لئے ہمارے مصلح کرام نے پوری جدوجہد کی جس کے نتیجے میں ایک نئی جنگی
 صمدانہ موقف بن احمد المسکی الغنی التونی رحمہ اللہ و حافظ الدین محمد بن عبد الکروری صاحب لغتائے البلاغیہ تونی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں۔

لے یہ بعد بعض اختلافات کے ساتھ القدر لے لے ۲۵۰ ہجری ہے۔ فردی اختلافات کے صفحہ کے حاشیہ میں صریح کئے جاتے ہیں۔

عن عثمان بن عطاء بن ابيہ، قال دخلت على هشام بن عبد الملك بالرياسة فقال يا عطاء! اهل الله علم العلماء والاحصاء؟ قلت
 بلى يا امير المؤمنين، فقال فمن فقيه اهل المدينة؟ قلت ثاقف مولی ابن عمر. قال فمن فقيه اهل مكة؟ قلت عطاء بن ابی بام، قال مولی
 ام عمر بنی؟ قلت لابل مولی. قال فمن فقيه اهل البصرة؟ قلت طاووس بن كيسان. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت لابل مولی. قال فمن فقيه
 اهل اليمامة؟ قلت يحيى بن ابی كثير. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت لابل مولی. قال فمن فقيه اهل الشام؟ قلت مكحول. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت
 لابل مولی. قال فمن فقيه اهل الجزيرة؟ قلت سمير بن مهران. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت لابل مولی. قال فمن فقيه اهل خراسان؟
 قلت الضحاك بن مزاحم. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت لابل مولی. قال فمن فقيه اهل السند؟ قلت الحسن وابی سید بن. قال مولیان ام عمر بنیان؟
 قلت لابل مولیان. قال فمن فقيه اهل الكوفة؟ قلت ابراهيم الحنفی. قال مولی ام عمر بنی؟ قلت لابل عربی. قال كادت تغمر جم نفسي
 ولا تقول واحد عربی ۵ ص ۴ م ۵

فخاصة المرام اینکه تغییر اصطلاحات و تبدل اطلاعات سے حقیقت قطعاً مستور نہیں ہو کر تہی جنگی تیزی اور
 غلام ایک حقیقت کے دو عنوان ہیں اور اس سے کسی وقت بھی کسی حکومت کو ابد الابد تک مفرجی نہیں،
 عیسائی مؤرخین اور ناقدین نے اسلام کے خلاف جو آخری حربہ اختراع کیا ہے وہ غلامی کا فلسفہ ہے جس کا
 مجھے فلسفہ اسلام سے ناواقفیت اور اس کی علت ان کے اذہان کی سطحیت ہے اور بس +
 زیر تبصرہ کتاب الرق فی الاسلام اسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ صاحب مولف نے
 مولو ضروریہ کے فراہم کرنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ غالباً اردو لٹریچر میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو
 ایک ایسے مسئلہ پر لکھی گئی جس کے متعلق دور آخر کے عیسائی بے جا نوفا آرائی کر چکے ہیں۔ کتاب کے مولف جناب مولوی
 سعید احمد صاحب ناضل دیوبند ایم اے ہیں۔ مولف موصوف نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔
 پہلے حصے میں اس پر بحث ہے کہ اسلام میں غلامی کی کیا حقیقت ہے۔ یہ حصہ شائع ہو چکا ہے۔ دو اور حصہ
 جس میں غلام کی ترویج سے بحث ہوئی ہے۔ زیر طبع ہے حصہ اول ۲۶۷۲۰ کی تقطیع پر ۲۶۷۲۲ صفحہ پر ختم ہے۔ کاغذ
 نہایت اعلیٰ، چمکنا ویز، طباعت بہت ہی دیدہ زیب۔ کتاب مذکورندۃ المصنفین قول بلغ نئی دہلی سے مل سکتی
 ہے۔

محمد نور الحق

شہ عقہ، قال ابن ابی ایل قال لی عیسی بن موسی وکان دیناً ناشدیدا لعدیدۃ من کان فقیہا بصیرۃ، شہ عقہ میں زید بن اسلم و
 محمد بن المنکدر وناض بن ابی یحییٰ بن زکامی وناض مولی ابن عمر شہ عقہ میں ان کے سوا محمد بن جریر وریحان بن ابی یحییٰ مذکور ہیں، شہ عقہ میں ابی طاووس
 اور ابی نعیم بھی ہیں، شہ عقہ میں عیسیٰ بن یزید و ابی جریر کی جگہ فقیہ اہل ثمالیہ ہے، شہ عقہ میں عطاء بن عبد اللہ الزمرانی ہے، شہ عقہ، فواہد
 لاخر فہد قلت المحکم بن حنیبہ وعمار بن ابی سلیمان وکنان بنہ الشوقلت لہ ابراہیم الشیبی قال فہما کانا قلت عمر بنیان، قال اللہ کلیر
 وکنان جاشہ (الخیر)

(٥٥٢) كمال الشرف ابو البركات محمد بن ابي عبد الله

محمد بن ابي محمد الحسين العلوي النقيب

ابو البركات محمد بن محمد بن الحسين بن احمد

نقيب النقباء ببغداد توفي سنة ثلثين واربعماية ابن

ابي طالب القاسم بجرجان ابن محمد العويد بن علي بن

علي بن عبد الله رأس المداري بن جعفر الاعرج بن

عبد الله بن جعفر بن ابي القاسم محمد بن المحنقيّة

ابن علي بن ابي طالب العلوي المحدثي ذكره شيخنا

جمال الدين بن المهنا الحسيني في مشجرة ،

(٥٥٣) كمال الشرف ابو المعالي محمد بن محمد بن

زيد العلوي

قرأت بخطه :-

فضم يد المولود ساعة وضعه دليل علي الحرم المركب في الحى

وفي بسطها عند المات اشارة آلا فانظر الي خرجت بلاشيئ

كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن محمد بن

سرايا البلدي المحدث

كان شيخا صالحا سمع مسند الامام الشافعي علي الشيم

ابي زرعة طاهر بن محمد المقدسي وغيره سمع منه

جماعة من الحفاظ والفقهاء ،

له راجع عمدة الطالب ص ٣٢٠ ، له انشدهما قبل ذلك كمال الدين عبدود بن

محمود الترجمة ٣٢١ ، له كتب تحته من التقدم في كتاب الجيم له المتوفى سنة ٥٩٦ هـ ،

(٥٥٣) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن محمد بن
 عبد الخالق بن المبارك بن عيسى بن علي بن محمد
 البغدادى مدرس الحنفية بالمستنصرية
 كان فقيهاً فاضلاً واديباً كاملاً حسن الكلام فى المناظرة ،
 ولى قضاء واسط فى الايام المستنصرية فى رجب سنة
 سبع وعشرين وستمائة ، وعزل فى المحرم سنة ثمان وعشرين
 ولما فتحت المدرسة المستنصرية رتب بها معيداً لدوس
 اقضى القضاء كمال الدين عبد الرحمن بن اللمغاني
 ولما توفى ابن اللمغاني رتب مكانه فى رجب سنة تسع واربعين
 ويخلف عليه بلال الوزير ، وزكب فى خدمته الصدور والاكابر
 كعادتهم وله شعر كثير ، وبعد الواقعة لما افتتحت المدارس
 درس بالمستنصرية كعادته وكانت وفاته يوم السبت
 ثالث شعبان سنة سبع وستين وستمائة ودفن بالمقبرة
 (٥٥٥) كمال الدين ابو الفضائل محمد بن محمد بن عبد الكريم
 القزوينى الفقيه المحدث

ذكره الحافظ سديد الدين ابو محمد اسماعيل بن شيخنا
 ابراهيم بن محمود بن الخيزر فى مشيخته وقال : قدم بغداد
 سنة احدى وثمانين وخمسائة واستوطنها وسمع بها ابا السعادات
 نصر الله بن عبد الرحمن القزوينى و ابا الفرج عبد الرحمن بن الجوزي
 له هو الذى ذكره صاحب الحوادث الجامعة من ٢٣٣ (حولت سنة ٥٦٢هـ) باسم ابي عبد الله محمد

ابن ابي الفضل ، ذكره عزله ، له المتوفى سنة ٥٥٣هـ : الشذرات ج ٢ من ٢٤٢ ،

وقال: كتبت عنه وسمعت عليه بمنزله في جمادى الآخرة
سنة خمس وعشرين وستمائة، ومولده في آخر ثمان و
خسين وخسمائة،

(٥٥٦) كمال الدين أبو منصور محمد بن محمد بن
علي بن أبي تمام العبّاسي الزُّيّني المحدث
ذكره الأمير أبو نصر علي بن مأكولا البجلي في كتاب الكمال
وقال: كان يلقب كمال الدين، روى عن عيسى بن علي
ابن عيسى الوزير وطبقته، وأخوه أبو الفوارس طراد بن
محمد بن علي يلقب بالكمال، وقد تقدم ذكره،

(٥٥٧) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن
علي الشاذلي الجويني المحدث

ذكره شيخنا صدر الدين إبراهيم بن شيخ الإسلام
سعد الدين الحنوكي في مشيخته وقال: أجازني جميع
مهماتاته ومسموعات سنة ثلاث وستين وستمائة، روى
لنا عن صفى الدين علي بن محمد بن المزيان السهماني،

(٥٥٨) كمال الدين أبو الحسن محمد بن محمد بن
علي الحسن العلوي [٤٩٤]

قرأت بخطه:-

لئن تويت عزماً تفرق وشطت مسافة قصدا لنزى
فإن الوداد الذي تعرفون على لقوب والبعدي سوا

وان قصر اللفظ عن شرح ذاك فإن لكل امرء ما نوى
(٥٥٩) كمال الدين ابو الفضل محمد بن محمد بن

غزالة المدايني الكاتب
كان كاتباً ضابطاً حاسباً فقطاً ولى عدة أعمال ، منها
نظارة قوسان وواسط ،

(٥٦٠) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن
القاسم بن مسعود بن علان القوساني الناظر
صد رجليل ورئيس جميل ولى الاعمال السلطانية ، وهو
عالم بامور السواد ومعرفة الزروع وعمارة الاراضي وتسييم
الاعمال واختيار العمال اجتمعت به عند الامير عماد الدين
ابن المظفر بن عليجه ، وسأله عن مولده فذكر لى انه
ولد سنة ثلاث وخمسين وستمائة بقوسان ،

(٥٦١) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن
ابى الكرم الموصلي المعروف بالتر قام الاديب
كان شاعراً بديع النظام قدم بغداد بعد الوقعة واستوطنها
روى لنا شعرة جماعة منهم شيخنا جمال الدين ابو الفضائل
احمد بن المهنا الحسيني وقال : كتب الى السيد محي الدين
محمد بن الطوزي الجعفري وقد وهب له فوقانية خليعة :-

له وده قوسان وواسط لواءان من التشكيلات الادارية بالعراق راجع تاريخ العراق
ج ١ ص ٥٢٨ ، ته هو محي الدين محمد بن ابى الفوارس بن ابى القاسم ابن الطوزي
شيخ رباط دار سوسيان (١٠٤١هـ) ترجم له المصنف في كتاب الميم ،

البسنى السعيد الجليل المنعم المفضل المنيل
 ثوباً كستته الصبا سحيراً كأنه خلقه الجميل
 اذا اردت التجريد منه اظل في حيرة اقول
 لبسنى له كيف قد تمها وما الى خلعه سبيل
 (٥٦٢) كمال الدين ابو المعالي محمد بن محمد بن محمد

النعماني الصوفي

قال: ذكر ابو عبد الله بن المزيان في كتاب المستنير ان ابانوس
 لما انشد النظام -

سبحان من خلق الخلق من ضعيف مهين
 يسوقه من قرار الى قرار مكين
 يحول شيئاً فنشياً في المحجب دون العيون

له لم نقف لابي عبد الله بن المزيان ولا لكتاب المستنير على ذكره ولا شبه ان يكون
 ابو عبد الله المزياني، وهو ابو عبد الله محمد بن عمران بن موسى المزياني حنابلة معجم الشعراء
 وله مصنفات كثيرة هذا ابن النديم في الفهرست (ص ١٣٠ - ١٣٢) توفي سنة ٥٣٨ هـ
 اما تراجمه فمبسوطة في مدّة من الكتب منها الوفيات ج ١ ص ٦٢٢ وذيّل تأريخ
 الآداب لعربية لبروكلي ج ١ ص ١٩٠ بما بعدها والمصادر التي ذكرت هناك
 ولم نجد في الكتب المنسوبة اليه ذكر كتاب المستنير وله كتاب
 المنير في الزهد والورع كما ذكره ابن النديم والله اعلم ،

له الحسن بن هاني المتوفى سنة ١٩٨ هـ ،

له ابراهيم بن سياد بن هاني البصري من ائمة المعتزلة توفي سنة

حتى بدأت حركات مخلوقة من سكون

فوضع [؟ وضع] النظام كتابة في المحرك أو السكون

(٥٦٣) كمال الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن

محمود الطيبي الكاتب

من كلامه: لازالت شمس الاسلام به مشرقة، ودوحة

الملك ببقائه مؤنقة، ماجن الظلام، واصطقت لاداء

الفريضة الاقدام، افضل ملك جرت بأحصاء مناقبه

الاقدام، وفرغ سامي مجده بأذخ الاعلام،

(٥٦٤) كمال الدين أبو البدر محمد بن محمد بن محمود

ابن النجيب الواسطي المعتدل يعرف بالأحمر

كان من المعتدلين الاعلام وله سماع بواسط على ...

كتب لي الاجازة بسعي المفيد جمال الدين أبي بكر أحمد بن

علي القلانسي ورأيت له ولم اكتب عنه شيئاً، ذكره شيخنا العدل

ظهير الدين علي بن محمد بن الكازروني في تاريخه وقال:

توفي ليلة الجمعة ثالث ذي الحجة سنة احدى وثمانين

وستمائة، ودفن بمقابر قرشي، ومولده سنة ثلاث وستمائة،

(٥٦٥) كمال الدين أبو العز محمد بن محمد بن محمود

ابن مودود الحسني العلوي الحافظ نزيل تبريز

كان من أكابر السادات الاشراف حافظاً للقرآن الكريم

له الطبيب بلد بين واسط وكرد الالهواز، له بياض في الاصل، له المتوفى سنة ١٢٠٢ هـ

٢ تاريخ العراق ج ١ ص ٢٠٢، له مقبرة ببغداد وبها مشهد فيه قبر موسى بن جعفر

وله اشعار وتحصيل، وولي النقابة بالموصل واعمالها على
قاعدة والده واهله النشد في الغزب احمد:-

اقبل كالبدد في مدارحه ^{لُشْرِق} في السعد من مطالعه
اوله ربيع عشر ^{لِشْه} ورُبِيع ثانٍ جند رابعه

(٥٦٦) كمال الدين ابو جعفر محمد بن محمد بن الناعم

الباب في حاجب الباب

ذكره تاج الدين في كتاب الروض النافع وقال ولي حجابة
الباب في رمضان سنة ست وتسعين وخمسمائة وعزل
سنة ستمائة، وسمع ابا محمد محمد بن احمد بن المائمه
وتوفي في المحرم سنة تسع وستمائة،

(٥٦٧) كمال الدين ابو زيد محمد بن محمد بن يحيى

الدا مشقّي الكاتب المقرئ

من كلامه:- لا زال ملكه محمد ا على الدوام، نافذ الامر
ما جرت الاقلام حاكمًا في الرقاب ما سعت الاقدام
وملاذًا للمعتفين ما غرد الحمام، ومعاذًا للملتهجين ما سم
الغمام، ولودًا لا يخضع المستجير به ولا يضام،

(٥٦٨) كمال الدين ابو غالب محمد بن محمد بن

يحيى المدايني الكاتب

من كلامه، والله در سيرة مولنا العنبرية ومكارمه ^{تنبيه} الحما
فاتها قد اُحييت الترم بغيشه السكوب، وكانت كقميمص

له نسبة الى بابل البصرة من بغداد، له التوقي سنة ٥٥٢هـ، الشذرات ج ٢ ص ١٤٨

يوسف في اجفان يعقوب، فكلم لشررت بعد لها عديما،
 وشفت من الجور سقيما، وجذت ظلم الظلم بنور عد لها،
 وقطعت غمام الغم بفواضل فضلها، واحالت حال العسر
 بتناول طولها،

(٥٦٩) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن
 يعقوب البغدادي المحتسب

من عهد العتيق كتب لى سردار الخلافة، ويتقدم الى
 الجبازين والطاهين وباعة الادام بتنظيف الاتهم وتهذيب
 ادواتهم، والى اصحاب الصنائع فى الاسواق بأداء الامانة
 فيما يعملونه، ويأخذ على الجزارين ان يتخيروا ذبائحهم
 ويشخذوا مداهم وصفايحهم، ويأخذ ارباب المحال بتطري
 سبلهم وتنظيفها الى غير ذلك،

(٥٧٠) كمال الدين ابوطالب محمد بن محمود بن داود
 الجوينى الاديب

نقلت من خطه :-

لو قم الانسان من خطه	بمثل ما يقنع من عقله
لزال جل الغم عن نفسه	وكل ما يهتم من اجله
لكنه يرضى بغير الرضا	من علمه والخلق من جهله
ويستقل المحظ مع وفره	ويجهر المذموم من فعله
وفى انعكاس الامر لوراهه	راحتة والفوز من مثله

(٥٧١) كمال الدين ابو عبد الله محمد بن محمود بن محمد

المسكى الاصفهاني العارض

كان من الصدور الكبار ولد باصفهان ونشأ بها وكان يتزوّد الى بغداد في التجارة ثم قدم ابوه بغداد في خدمة صدر الدين الجندي، وناب عنه في ولاية النظامية، ثم تولى للمير جمال الدين قشتر الى ان مات، وقام ولده كمال الدين مقامه، وانتقل الى عرض الجيوش في شعبان سنة اربعين وستمائة، وكان العارض يومئذ تاج الدين ابو علي الحسين بن علي بن المختار، فعزل به، ولم يزل على مرتبته الى ان توفي في شوال سنة ثلاث واربعين وستمائة،

(٥٤٢) كمال الدين ابو نصر محمد بن نصر الله بن
[٤٢٤] اسماعيل المجتبى الشاعر

قرأت بخطه:-

وقابل قال لي لا بد من فيج فقلت اختطت لم لا بد من فيج
فقال لي بعد حين قلت عجباً من يضمن العزلي يا بارد الحج
(٥٤٣) كمال الدين ابو الفضل محمد بن يحيى الترمذي
شم الدمشقي الكاتب

له الاشهر بهذا اللقب محمد بن عبد اللطيف بن محمد بن ثابت المتوفى سنة ٥٥٢ هـ ولم يكن متولياً للنظامية بل كان مدرّساً بها والاقرب انه يريد حفيداً محمد بن عبد اللطيف بن محمد بن عبد اللطيف المتوفى سنة ٥٩٢ هـ الا اننا لم نجد من لقبه صدر الدين، له توفي سنة ٦٣٤ هـ وكان مقدّم الحساكر،

كان كاتباً مجيداً أنشد لابي علي الحسين بن عبد الله بن البنا
 اذا غُيِّبَتْ اشباحنا كان بيننا رسائل صدق في الضمير ترسل
 وارواحنا في كل شروق ومغرب تلاقى باخراهل لوداد تو اصل
 وثم أمور لو تحققت بعضها لكنت لنا بالعدو فيها تقابل
 وكم غائب والقلب منه مسالم وكم زائر في القلب منه بلا بل
 فلا تجزعن يوماً اذا غاب صاحب امين فما غاب الصديق المجمل

(٥٤٣) كمال الدين ابو علي محمد بن يوسف بن محمد
 ابن هبة الله يعرف بابن البوقى الواسطى ثم البغدادي
 المحاجب الكاتب الاديب

من بيت الرياسة والتقدم في العلم والمعرفة والرياسة
 وكان كمال الدين ادبياً عاقلاً فاضلاً ذكراً تاج الدين
 ابوطالب في تاريخه وقال: كان من حجاب المناطق ذكرته
 شيخنا جمال الدين ابو الفضل بن مهنا في كتاب الطروف
 المحسان من اعيان الآن وأنشد له في صبي اسمه عثمان
 من التركمان :-

أُحِبُّ عُثْمَانًا وَاتَّبِعْ الْهَوَى فِيهِ وَأَنْتَ مُطَالِبِي بِالنَّارِ
 لَا تَأْخُذَنَّ بِبُكَارَةِ مُتَعَدِّ يَا حَتَّى تَرَاهُ مُحَاصِرًا فِي الدَّارِ
 وله فيه :-

قَالُوا الْعَشَقْتُ عُثْمَانًا فَقُلْتُ لَهُمْ مَا الْحَسَنُ فِي النَّاسِ مَخْصُوبًا نَسَانِ

له كذا في الاصل ويحتمل ان يكون من ترجمة محمود بن احمد الحلبي الا اننا اثبتنا ههنا
 ما كان اوفق بأسلوب خط الكتاب ،

أني وإن كنت شيعياً كما زعموا فقد تسنتت في حُبِّي لعثمان
(٥٤٥) كمال الدين ابوالوفا محمود بن ابراهيم بن سفيان
ابن مندة الاصفهاني المحدث

من بيت معروف بالفضل والعلم والدواية والفقه والادب
(٥٤٦) كمال الدين ابوالثنا محمود بن احمد المحلى لشاعر
كان من الشعراء الادباء، ومن شعره ١٤ -

يُنْفِسُ اخِيذُ الحَاظَةُ تُمَدِّدِي فِي الذُّنُوبِ لَتُخَصَّ
يُشَقِّقُ كَبْدِي اِذَا مَا شَدَّ وَيَرْقُصُ قَلْبِي اِذَا مَا رَقَصَ
(٥٤٧) كمال الدين ابوالثنا محمود بن اسماعيل بن عبد الله
الموصلى الصوفي

انشد لزيد بن الحكم -

رَأَيْتُ السَّمْعَى النَّفْسَ بِأَتَيْهِ رِزْقُهُ هَنِئًا وَلَا يُعْطَى مَعَ الْحَرَصِ حَاشِعُ
نَكَمٌ مِنْ حَرِيصٍ لَا يَجَاوِزُ رِزْقَهُ وَكَمٌ مِنْ مُخَوِّ رِزْقَهُ وَهُوَ دَاوِعُ
(٥٤٨) كمال الدين محمود بن حسين بن علي بن
خُسْرُو البتائي

قدم بغداد في صحبة شيخ المشايخ نظام الدين محمود بن علي
الشيبياني، رأيت له وله اخلاق حميدة، وقد تقدّم ذكر ولده
الامير بد الدين محمد في كتاب الباء،

له المتوفى سنة ٦٣٢ هـ، الشنارانت ج ٥ ص ١٥٥ بما بعدها، له البيات

بلدة على الجيوب من طريق خراسان، نزهة القلوب ص ٣٩ ،

لسترنج ص ٦٣ ، ٦٤ ،

٥٩٠) كمال الدين ابوالقاسم محمود بن خليفة
المجيلي الفقيه

قال: أُنِيَ المحتاج برجلي من الخوارج فأمر بضرب عنقه
فقال له ان رأيت ان تؤخرني الى غير فافعل قال: ولم؟
فأنشأ يقول:-

عسى فرج يأتي به الله إنه له كل يوم في خليقته امر
فقال المحتاج: انتزعه من قول الله تعالى: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي
شَأْنٍ؛ وأمر بتخلية سبيله،

٥٨٠) كمال الدين ابوالشام محمود بن عبدالسلام
المحراني الفقيه

ذكره سديد الدين ابو محمد اسماعيل بن النخير
في مشيخته وقال: سمع على الشيخ ابي محمد عبد اللطيف
ابن سلمان الحياط بمدرسة ابن الجوزي في ربيع الآخر
سنة عشرين وستمائة،

٥٨١) كمال الدين ابوالقاسم محمود بن محمد بن
احمد العلوي

قرأت بخطه، قال وكيع بن الجراح: رأيت في المنام رجلاً
له جناحان، نقلت له: من انت؟ فقال: ملك من

له القرآن الكريم سورة الرحمن (٥٥) الآية ٢٩، ثم حُرِّ ان مدينة قديمة بينهما وبين

الروقة يومان وقيل هي اول مدينة بعد الطوفان، مراراً من ١٣٠، ثم المحافظ

المحدث المتوفى سنة ١٩٤٤ هـ

(٥٨٣) كمال الدولة ابو الحسن مرجان بن عبد الله

الحبشي المشيخي استاذ الدار

كان خادماً خيراً أحفظ القرآن المجيد وقرأ مقدّمة في الفقه على مذهب الإمام محمد بن ادريس الشافعي وسمع الحديث من القاضي ابي بكر محمد بن عبد الباقي الانصاري، ذكره الحافظ زين الدين ابو الحسن بن القطيعي في تآريخه و قال سمعت الحافظ جمال الدين ابن الجوزي يقول: كان كمال الدولة مرجان تصدي قلم مذهب الحنابلة بالكلية وبلغ من قلة عقله وتعصبه البارد وتكبر جهله ان المحطيم الذي كان بمكة يصلي فيه الامام ابن الطباخ مضي مرجان فاخراله من غير تقدم (كذا) تعصباً منه فاخذ السيل لئلا ازاله، وبقي سنة كاملة يمتني الموت، وجاف ولم يقدر احد ان يتقرب اليه، وضجروا منه الى ان مات شهيداً في واسواها في ذي القعدة سنة ستين وخمسائة، نعوز بالله من سوء العاقبة ونسأله حسن الخاتمة، انه جواد كريم؛

(٥٨٥) كمال الدين ابو الفرج مسعود بن ابراهيم

ابن خليل الانطاكي المقرئ

[قال] قال بعض السلف: سمع اخيراً عبد الله بن

عباس رضي الله عنهما يقرأ: وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ

له هو ابو محمد بن الطباخ المبارك بن علي بن الحسين المحدث الحافظ امام

الحنابلة بالحرم الشريف توفي سنة ٥٤٥ هـ، الشذرات ج ٢ ص ٢٥٣،

مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَ كُرْمِيهَا، فَقَالَ: مَنْجُونَا رَبِّ الْكَعْبَةِ، مَا أَنْقَذَنَا
مِنْهَا وَهُوَ يَرِيدُ أَنْ يَلْقَيْنَا فِيهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَذَوْهَا
مِنْ غَيْرِ فُتْيَةٍ،

(٥٨٦) كَمَالُ الدِّينِ ابْنِ نَصْرِ مَسْعُودِ بْنِ أَحْمَدَ
[٤٨٦] المَحَلِّي الشَّاعِرُ

كَانَ شَاعِرًا بَلِيغًا لَهُ شَعْرٌ حَسَنٌ، مِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ -

لِيَهِنَ بَنِي الزُّرَّاءِ أَوْ بَعْدَ مَا جِدَ كَرِيمَ السَّجَايَا فِي الْكَارِمْ وَاحِدٍ
لَهُ الْفَضْلُ مَا بَيْنَ الْبَرِيَّةِ شَائِعًا عَلَى غَائِبٍ مِنْ فَا ضَلِيلِهَا وَشَاهِدٍ
أَتَاهَا فَرَوَى مِنْ صِدَاقِهَا بِالنَّعِيمِ أَقْبَنَ بِهَا سَوْقُ النَّوَا وَالْمَحَامِدِ

(٥٨٧) كَمَالُ الدِّينِ ابْنِ عَلِيٍّ مَسْعُودِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ
رُوحُ الْخَزَاعِيِّ النَّظْمُوتِيِّ الْأَدِيبِ الْقَاضِي

كَانَ مِنْ أَعْيَانِ الْعُلَمَاءِ وَكَبِيرِ الْأَثْنَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْأُدَبَاءِ الْبُلْغَاءِ
قَدَّمَ عَلَيْنَا مِرَاغَةَ سَنَةِ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَسِتِّ مِائَةٍ إِلَى حَضْرَةِ
مَوْلَانَا نَصِيرِ الدِّينِ أَبِي جَعْفَرٍ وَمَدَحَهُ فَكَرَّمَهُ مَوَدَّةً، وَحَقَّقَ
مَقْصِدَهُ وَكَتَبَ لَهُ بِخَطِّهِ مَا أَرَادَهُ وَطَلَبَهُ وَعَيْنَ لَهُ مَا يَرُومُهُ
وَسَبَّحَهُ وَكَانَ كَمَالُ الدِّينِ دَمَثَ الْأَخْلَاقِ لَطِيفَ الْكَلَامِ
فَصِيمَ النَّظَامِ أَوْرَدَ مَوْلَانَا السَّعِيدُ نَصِيرُ الدِّينِ مِنْ نَظْمِهِ
قَصِيدَةً بِالْفَارَسِيَّةِ مِنْ يَدِهِ كَتَبَتْ عَنْهُ بِالرَّصَدِ،

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ (٣٠) الْآيَةُ ١٠٣، نَحْنُ أَخْرَجْنَاهُ السَّيُوطِيُّ فِي الدَّارِ الْمَنْشُورَةِ مِنْ

طَرِيقِ عَبْدِ بْنِ حَمِيدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْجَلُونَ لَا يُعِيدُونَ نَافِيهَا الْخَمْرُ

لَهُ نَظْمٌ بِفَتْحِ النُّونِ وَالطَّاءِ الْمَهْمَلَةِ وَسُكُونِ النُّونِ بَعْدَ هَاءِ بَلَدٍ بِاصْفَهَانَ،

(٥٨٨) كمال الدين مسعود بن قوام الدين ابي المجد بن
عز الدين ابي الفضائل القزويني الفقيه
من بيت العلما والحكمة والفقه اصله من قزوين انتقلوا

الى تبريز ،

(٥٨٩) كمال الدين مسعود بن جمال الدين محمد
ابن هاشم التفليسي الكاتب لاديب الفاضل
من اولاد القضاة والاكابر قد تقدم ذكر والده جمال الدين
وكان من اصحاب مولانا نصير الدين ابي جعفر محمد
ابن محمد بن الحسن الطوسي بمراغة وكان بيني وبينه
من الاجتماع والانبساط والصحة مأهول كورني تذكرة
من قصد الرصد ، واما كمال الدين مسعود المذكور فقد
صحت الاخبار عنه بمكارم الاخلاق ورأيت خطه اللائق
في كلامه الفائق ، وهو الآن ملازم معسكر الامير الكبير جوبان
ابن ملك بن نردان السلطاني النوياني الاعظم ،

(٥٩٠) كمال الاسلام ابو الفتح مسعود بن محمود
ابن عبد اللطيف بن محمد بن ثابت النجندني الواعظ

له في تاريخ العراق (ج ١ ص ٢٢٤) : جوبان بن الملك تناون ؛ وجوبان هذا
كان قد استولى على امانة المملكة للسلطان ابي سعيد بهادر خان لما ملكها وهو
ابن عشرين سنين (بعد وفات ابيه السلطان الجانيو محمد خدابنده)
ثم سلبه من قوامة حربية لسلبه ذرو هو اسم لقبيلة وقريبة في شمالي ايران ،
ثم النويان : الحاكم ، قاموس التركية والانكليزية ،

من بيت الفضل والعلم، ذكره شيخنا تاج الدين ابوطالب
 علي بن انجب، وقال: صاحب الوعظ المليم واللفظ العليم
 والشعر اللائق والنثر الفائق،
 ومن شعرة: -

هاذي يارهم درس بمنج ناعطف على طلائهن وعرج
 ان الوقوف على الطول تعدد يقضى لبائته بها الصب الشهي
 لما تنجوا بالرحيل توجهت نفسي لظنون واول لشر النجي
 وله: -

اذا ما جفاني الاقربون هجرهم واحفظ عند الاجنيين لمساعد
 وان وليا اجنيا مساعدا لاولى واحدا من قريب مجاهد
 (٥٩١) كمال الدين ابوالقاسم مشرف بن المتوج بن
 مظفر القزويني الاديب

ذكره شيخنا القاضي عماد الدين زكريا بن محمد بن محمود
 القزويني، وقال: اجازني جميع مروياته وهو معدود في
 شيوخه الذين روى عنهم؛

(٥٩٢) كمال الدين ابو محمد مظفر بن الحسن بن
 الحسين بن ابي السنان يعرف بابن الحدادس،
 الموصلي الفقيه

قرأت بخطه: ذكر عبد الله بن عباس رضي الله عنهما في

له وقد تقدم ذكر بعض منهم في هذا الكتاب كعبيد الله بن محمد بن عبد اللطيف و
 صدر الدين محمد بن عبد اللطيف وحفيده محمد بن عبد اللطيف بن محمد،

قوله جلّ وعلا: غَاْفِرِ الذُّنُوبَ وَقَابِلِ التَّوْبَ شَدِيدِ الْعِقَابِ،
قال: غافر الذنب لمن قال لا اله الا الله وقابل التوب
ممن قالها شديد لعقاب لمن لا يعرفه غافر الذنب و
قابل التوب،

(٥٩٣) كمال الدين ابواحمد المظفر بن محمد بن
سندی التَّجِيلِي الزَّيْنَجَانِي الوزير

ذكره نظام الدين محمد بن الحسن في اخبار الوزراء السلجوقية
وقال: كان غزير الفضل والادب، صاحب نظم ونثر
باللغتين، استوزره السلطان محمد بن محمود بن محمد بن
ملكشاه ولم تطل مدته، وله من ابيات:-

يَبْقَى الْوِزَارَةُ قَوْمٌ يَكْثُرُونَ بِهَا وَقَدْ تَصَلَّغَ قَدْرِي فِي قَوْلِهَا
قُلْدَتْهَا مَكْرُهَا وَالْقَوْمُ فِي قَلْبِي يُرَاوِعُونَ سُوءَ آتِي مَرَايِهَا
وَحِفَّتْهَا طَائِعًا وَالِدَّةُ اضْطَرَّتْ مِنْ بَعْدِ مَنْ هُوَ بَدَلُ شَيْخِيْهَا

(٥٩٤) كمال الدين ابوالغنائم المظفر بن محمد
ابن عlish الموصلي الشاعره

قدم بغداد واستوطنها، وكان اديباً شاعراً، روى عنه
شيخنا شمس الدين ابوالمنائب محمد بن احمد الهاشمي
الحارثي الكوفي، وذكرني ولداً صديقنا العدل الامين جلال الدين

له القرآن الكريم سورة المؤمن (٢٠) الآية ٢، ثم من سنة ٥٢٤ هـ الى سنة
٥٥٢ هـ، ثم ذكره البنداري في تاريخ دولته ال سلجوق (ص ٢٤٨) فقال:

واستوفد كمال الدين الزنجاني المعروف بالتجيلي وبقي سنين وعزل،

ابوها شتم انه اجاز عامة لمن ادرك حياته سنة احدى و
سبعين وستمائة ،

ومن شعره :-

بالله يا نجات البائ الضال لا تمكلى ستر وجدى بين عدالي
نبقت ياريم كوامى على كفى فى حببات اللتى المصون الخال
انسيتنى ليوم ما اذكرتنى زمنا ولّى محالى بمن حلّ الحلى حال
زددنى احديث ليلى يا نسيم صبا نجيد وان زدت فى جدى بلالي

(٥٩٥) كمال الدين ابو منصور المظفر بن محمد بن
المظفر، يعرف بابن البواب البغدادى المقرئ

قال: قرأت ان عبد الملك بن مروان قال لاهربى، تمنّ،
قال: العافية، قال: ثم ماذا؟ قال: رزق كافى فى دعة،
ليس لاحد فيه منّة ولا من الله تبعه، قال: ثم ماذا؟
قال: الخمول، فأتى رأيت الشرّ الى ذى النباهة اسرع، فقال
عبد الملك: وددت لو ظفرت بما تمنى عوضاً من الخلفة؛
(٥٩٦) كمال الدين منصور بن احمد الدؤبى،

من ارباب البيوتات القديمة خرج بعد الوقعة سنة ست
 وخمسين وستمائة وسكن الشام، وانفذ امواله اشترى
بها الاسرى من المغول وكان كثير الخيرات والمبرات، و
وقف كتبة على المدرسة المجاهدة المنسوبة الى الملك مجاهد الدين

له الدور محلة ببغداد، له استشهاد على يد التتار سنة ٦٥٦ هـ وترجم له

المجلد فى كتاب الميم،

ابي الميا من ابيك المستنصر سنة ثمان وخمسين وستمائة،
 (٥٩٤) كمال الدين ابو المحاسن منصور بن احمد
 يُعرف بابن الشديدي الكوفي الظريف الشاعر
 كان من ظرفاء العصر، وله نظم حسن، وكان يلبس لقبيص
 والقباء ويحضر في مجالس الصدور الكبار، ويتكلم بالمغولية
 بتفخيم الالفاظ من غير معرفة بها، ويمسخر في كلامه، وقد
 ذكرت في التاريخ، وتوفي في شهر ربيع الآخر سنة خمس
 سبعين وستمائة، وحضر في مجلس مولانا نصير الدين،
 (٥٩٨) كمال الدين ابو العلامنور بن محمود بن ابي العلا
 السمرقندي المؤدب

سمرستان من بلاد فارس، كان ادبياً بليغاً ومعلماً عالماً انشد...
 (٥٩٩) كمال الدين موسى بن عبد الله بن محمود
 ابن اسماعيل بن ابي كاكل، الازدي يلقب
 من بيت الحكم والقضاء وقد ذكرنا جماعة منهم في كتابنا
 وهذا كمال الدين اعلمهم واورعهم واتقاهم واعرفهم، سافر
 في طلب العلم الى الموصل، وقرأ على السيد ركن الدين الفقه
 والاصول، وهو الآن بالمدارس السلطانية العراقية سنة
 اربع عشرة وسبع مائة، وفي خدمته اتفقت مقابلة كتاب
 جامع التواريخ الذي صنّفه المخدوم العادل
 رشيد الدين،

له بياض بالاصل،

(٦٠٠) كمال الدين ابراهيم بن موسى بن يونس بن

ابراهيم الساسكوني الاديب

كان اديباً عالماً، قال باسناد يرفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم: ان الله تع يعطى كل مؤمن جوازاً على الصراط، و فيه بسم الله الرحمن الرحيم لفلان بن فلان اما بعد فادخلوه الجنة عالية قطوفها دانية؛

(٦٠١) كمال الدين ابراهيم بن موسى بن يونس بن

محمد بن منعه بن مالك بن محمد بن سعد بن

سعيد بن عاصم بن عابد بن كعب بن قيس البجلي

العقيلي المدرس الاصولي،

كان شينم وقته في علم الاصول والحكمة عالم بالمنقولات و المعقولات متفق على فضله ومعرفة، وكان يدرس بعدة مدارس في الموصل، ويقصد من الشرق والغرب للقرابة عليه والاستفادة منه، وغلب سنه، وكان صائب الفكر صحيح الحد عالم بابتائ العلم وحقائق الحكمة، وكان له طبع مؤاتر في

النظم مع ترفعه عن ذلك ومن شعره: -

لئن زينت الدنيا بملك امرها فمملكة الدنيا بكم تشرف

له نسبة الى ساكن وهي قرية بمحلة، لب الباب ص ١٣، ته كنزه السبكي ابا الفتح

تبعاً لابن خلكان، ته في الوفيات (ج ٢ ص ٥٥٥ في ترجمة والده)، عايد، ته في

الوفيات، لئن شرفت ارض بملك رقها، وزاد بعد البيتين بيتاً ثالثاً هو:

ومكتح في حفظ البسيطة شل - فمكن في امصار فرعون وصفت،

بقيت بقاء الداهل بركة نافذ وسبك مشكور وحكمك ينصف
 وقال عمر بن عبد النور الصنهاجي
 تجر الموصيل الاذيال فخرأ على كل المنازل والرسوم
 بيدجلة والكمال هما شفاء [ء] بهيم اولدى فهم سقيم
 فذا ابجر تدفق وهو عذب وذا ابجر ولكن من علوم
 واهدى له بعض اصحابه موسى حسنة الصنعة وكتب
 معها -

بعثت الى موسى بموسى هدية ولم يك من تبين جان ليها كبد
 فهداه حدثاً ولا فضل عنداً وهذا الفضل ليس له حد
 وكان مولداً بالموصل في جمادى الاولى سنة احدى وخمسين
 وخمسائة، وتوفي في منتصف شعبان سنة تسع وثلاثين
 وستمائة، وحضره كافة اهل الموصل، وكان يوم مدفنه
 يوماً مشهوداً،

(١٠٢) كمال الشرف مهدي العلوي الحسيني

قرأ الوزير مؤيد الدين ابوطالب محمد بن احمد بن العلقمي

على هبة الله بن نماين علي بن حمدون عن الشيخ أبي الله الحسين

له هو عماد الدين ابو علي عمر بن عبد النور بن ماخوم بن يوسف الصنهاجي اللزقي القوي المتوفى

سنة ٦٢٩ هـ، له هو الوزير الشهير بابن العلقمي بطل كائنة بغداد توفي بعد الواقعة في مستهل

جمادى الآخرة سنة ٦٥٦ هـ من سن ٦٣ ر: الحوادث الجملها ص ٢٣٦ وتاريخ العراق

بحسب فهرس فوات الوفيات ص ٢ ص ١٥٢ ودائرة المعارف الإسلامية مادة ابن العلقمي المصاد

التي ذكرت في الآخر ذكرها له هو ابوالقاسم هبة الله بن نماين علي الحق، كان حياً سنة ٦٥٥ هـ، ر: وقفا الجنا

ص ١٣٥ ترجمة حميد جعفر،

ابن احمد بن طحايت [؟ طحال] عن السيد الموفق كمال الثور
ذى الحسين مهادى العلوى الحسيني ،

(٦٠٣) كمال الدين ابوالميا من بن ابى الغنايم بن المعين
البرزنجي الكاتب الاديب

كان كمال الدين ابوالميا من شيخاً فاضلاً له رسائل واشعار
كتبت من شعره في كتاب نظم الدرر الناصعة في شعراء المائة
السابعة وله رسالة النارجية ،

(٦٠٤) كمال الدين ابوالفضل ميثم بن علي بن ميثم
البحراني الاديب الفقيه

قدم مدينة السلام ، وجالسته وسأله عن مشايخه
فذكر انه قرأ على جمال الدين سليمان البحراني ، وطلب
منه رسالته التي كتبها الى حضرة مولانا نصير الدين فكتبها
له وصنف وكتب شرح نفيم البلاغة من كلام امير المؤمنين
عليه السلام ، كتبت عنه وكان ظاهراً البشراحسن الاخلاق
واقام في دار السيد المنعم الفاضل صفى الدين بن الاعسر
الحسيني ،

(٦٠٥) كمال الدين ابوالفتح نصر بن ابراهيم بن اسماعيل
ابن محمد الاهرمي الصوفي

ذكره الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب معجم السفى

له كذا بالاصل والاشبه ان يكون طحال كما في روضات الجنات ص ١٢٦ ، له نسبة الى
بروزيين قرية ببغداد على خمسة فراسخ منها ، مواسد له نسبة الى البحريني ،

وقال: روى لنا عن القاضي أبي محمد عبد الله بن أحمد

ابن جرير،

(٦٠٦) كمال الدين أبو الفتح نصر الله بن أحمد بن

عبد العزيز الحديثي الكاتب

كان كاتباً فاضلاً سدياً له رسائل مدونة، منها: كتبت
وإن آمن تضاعف الاشواق والنزاع، وقد كثر الفراق ووقف
الوداع، بين قلب شارد وطرف ساهي، وحشا خافق و

دمع صادق، اتغلل بالاماني وارتاح للبرق اليماني،

(٦٠٧) كمال الدولة أبو نصر بن المفضل بن أبي الحسين

ابن يوسف الاسرائيلي لكرخي الكاتب

من اكابر الكتاب المعروفين بأدب الكتابة والحساب،

وله محضر كريم وخاطر مستقيم واخلاق حميدة،

(٦٠٨) كمال الدين نعمان بن عبد الله الموصلي

الخطيب

سمع ببغداد جميع الخطب النبائية على مجاهد الدين سليمان

ابن محمد بن علي الموصلي بسماعه على ابراهيم بن محمد

ابن نهمان بسند ٤ سنة عشر وستمائة،

(٦٠٩) كمال الدين أبو الحسن نعمة الله بن عمر بن

أبي الحسن السلماسي رئيس سلماس

له نسبة الى الحديث وهما حديثان حديثي الفرات وتسمى حديثي النورة ببلد

على فراستهم من الانبار، والحديث من قرى خولة دمشق واشهرهما الاولى،

ثم ولي الوزارة للملك أبي كاليبجار بن سلطان الدولة ، و
 فتح له البلاد الى شيراز ، وفشت المصادرات في ايامه ،
 وهلك في الواقعة بين صاحبه الملك أبي نصر واخيه
 أبي منصور ابني أبي كاليبجار ، وامتدحه المرتضى علم
 الهدى الموسوي منها :-

أما بنو عبد الرحيم فانهم حد الرجاء وغاية الطلاب
 وغرق في شهر ربيع الآخر سنة ثلاث واربعين واربعمائة
 ومولده في ذي القعدة سنة تسعين وثلاثمائة ،
 (٦١٢) كمال الدين ابو غالب هبة الله بن أبي الفتح
 عبد الله بن هبة الله بن محمد السامري الواعظ الفقيه
 ذكره الحافظ جمال الدين ابو عبد الله بن الدُبَيْشِيِّ الحافظ
 وقال ، هو بغدادى المولد تفقه على مذهب الامام أبي عبد
 احمد بن محمد بن حنبل الشيباني ووعظ ، سمع ابا البدر
 محمد بن ابراهيم بن محمد الكرخي وغيره ، وتوفي ليلة الخميس
 ثامن عشر المحرم سنة ثمان وتسعين وخمسمائة ، ودفن بباب الحب

له هو ابو كاليبجار المرزبان بن سلطان الدولة ابن بهاء الدولة بن عضد الدولة توفي
 ربيع جمادى الاولى سنة ٤٢٠ هـ عن اربعين سنة ، تاريخ الكامل ج ٩ ص ٢٢٤ ،
 له هو الملك الرحيم خرمه فيروز بن أبي كاليبجار (٤٢٠-٤٢٤ هـ) له هو ابو منصور فلاستون بن أبي كاليبجار
 له وقعات مع اخيه ثم استسلم له سنة ٤٢٤ هـ ، اما الواقعة التي هلك فيها ابو المعالي فكانت سنة
 ٤٢٣ هـ لابن منصور على أبي نصر بالا هواز ، له هو الشريف المرتضى المتوفى سنة ٤٣٦ هـ ، له كذا في الاول
 ولا يظهر له وجه حين ما نواته بقول ابن الاثير انه فقد فلم يعرف له خبر ،

(٦١٣) كمال الدين ابو غالب هبة الله بن ابي القاسم
علي بن ابي غالب السامري الفقيه

قال ، دخل ابو مجاهد على قتيبة بن مسلم وبين يديه
رجل يُضرب بالعصا ، فقال له ، ايها الامير قد جعل الله
لكل شيء قدرا ، ووقت له وقتا ، فالعصا للانعام والهوام
والبهائم العظام ، والسوط للجلود والتعزير ، والدرة للتأديب ،
والسيف لقتال العدو والقور ، فقال قتيبة : صدقت
وامر برفع الضروب عن المضروب وخلي سبيله ،

(٦١٤) كمال الشرف ابو الفوارس هبة الله بن المحيّا

ابن هبة الله العباسي الكوفي الخطيب
هبة الله بن المحيّا بن ابي منصور احمد المعتمر بن محمد
ابن شيبان بن محمد بن علي بن محيي بن عبد الله بن
محمد بن عبيد الله الزاهد بن الامير ابي موسى
عيسى بن موسى بن محمد بن محمد بن علي بن عبد الله
ابن العباس ، كان خطيبا بليغا فصيحاً عالماً بالادب حسن
القراءة ، حدث عن ابن عباس رضي الله عنه قال ، قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم : اللهم بارك لأمتي في
بكرها واجعل ذلك يوم خميسها ؛

(٦١٥) كمال الدين ابو الفتح يحيى بن ابراهيم

ابن عبد الاعلى بن احمد بن ابي عبد الله بن علي ،
الواسطي الخطيب

روى عن ابى الحباس هبة الله بن نصر الله بن محمد
ابن مخلد الازدي ، انشد
كمن لبيب راجح علمه مستحسنت الرأي مقلّ عديم
ومن جهول وافر ماله ذلك تقدير العزيز العليم
(٦١٦) كمال الدين ابو عبد الله يحيى بن سفيان
ابن مندّة ، الاصفهاني المحدث ^[٥٩٦]

روى بسنده عن فخر الغامدي قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم : اللهم بارك لامّتي في بكرها ، وقولها ،
الغدوّ وبركة ونجاح ؛ وفي رواية ابن عباس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم : اللهم بارك لامّتي
في بكرها واجعل ذلك في يوم خميسها ، وكان صلى الله عليه
وسلم اذا بعث سرية او جيشا بعثهم في اول النهار ، وفي
رواية عنه صلى الله عليه وسلم : باكروا في طلب الرزق
فان الغدوّ وبركة ونجاح ،
(٦١٧) كمال الدين ابو الخير يحيى بن علي بن هبة الله

ابن يوسف الواسطي المحدث
روى بسنده عن سعيد بن المسيب ان معاوية دخل على
عائشة فقالت له : اقتلت حجرا واصحابه يا معاوية ؛ ما
امنك ان اتعد لك رجلا يقتلك بك ، فقال معاوية : اني في
له هذا المعروف بابن ابلخت تقدم ذكره له ابن مندّة بليت معروف مؤدّو ابراهيم بن

سفيان ومحمد بن ابراهيم ومحمود بن ابراهيم من رجاله ،

بيت امن، سمعت نبي الله صلى الله عليه وسلم يقول،
 الایمان قيد الفتك، لا يفتك مؤمن، شر قال، كيف انا
 في حوائجك؟ قالت: صالح، قال: فدعيني وحجرا نلتقي
 عند الله.

(٦٨) كمال الدين ابو زكريا يحيى بن محمد بن دلف
 البغدادى المعدل

انشد لابي الفتح علي بن محمد البستى الكاتب :-
 اذا خدم السلطان قومٌ ليشوفوا به وينا لو اكل ما يَشْرَفُ
 خدمتُ الهوى اعتصمتُ بحبله ليعصمني في كل ما اتخوفُ
 وخدمتُ من يوتي السلاطين ملكهم وينزع عنهم اجل واشرفُ

(٦٩) كمال الدين ابو يوسف يعقوب بن نصر بن
 يعقوب الغنوي الدارقزي الاديب المقرئ
 كان من القراء المجيدين . خرج عن بغداد، واقام بسجاء
 وكان عالماً ادبياً، ومما ينتسب اليه، وانشاده محمد
 ابن علي السنجاري سنة سبعين وثمانية :-

ما لي اذا دمتُ الدخول اليكم القى الهوان بصولة الحجاء
 واذا قصدتكم ولم اكطالبا شيتا رجعتُ بذلة الطلاب
 انا عبدكم انعم ولولا انتي اشتا فكم ما جئتكم في الباب

له المتوفى سنة ٨٢٣هـ، لمعرفة احواله تمة صوان الحكمة للبيهقي من ٣٣٧ بعبارة والمعاداني
 ذكرها مرقب التهمة الاستاذ الفاضل محمد شفيق في حواشي الكتاب،

(٢٢٠) كمال الدين ابو يوسف يعقوب بن هبة الله

ابن عبد الله الادريسي ثم البغدادى الخطيب
من كلامه ، الحمد لله على سابق نعمائه ، وسائر الاثمة
الاولى بآية ، والآخر بلا نهاية ، الذى ليس له
غاية ، وفى كل شئ له آية ، وعلى كل شئ دلالة ، و
هداية ، الذى جعل سقف السماء ، وحالى البناء ،
محكم التدبير فسيم النواحي والارجاء ،

(٢٢١) كمال الدولة ابو الحسن يمين بن عبد الله

المستظهرى الامير

ذكره ابو الحسن ابن الهمداني فى تاريخه وقال : وفى سنة
ثلاث وتسعين واربعمائة تقدم المستظهر الى كمال الدولة
يمين بتهذيب البلد فعبر فى عسكره وطاف على المصنف
وقتلهم*

(٢٢٢) كمال الدين ابو محمد يوسف بن احمد بن

السيبى القارض

قال ابن الساعى فى تاريخه ، كان كمال الدين ابن السيبى
شاباً سريراً لطيف الاخلاق زامروء قامة ، وله قرب بسطة
الاهام المستعصم بالله بسبب ترداده الى سطوح المحاكم
ومعرفته بامور الطيور ، وتوفى فى شهر رمضان سنة خمس

له كان ذلك على ما قال ابن الاثير فى الكامل (١٠٠٠) لزيادة امر العيارين بالجاب
الغريق من بغداد ، قال ابن الاثير ، فاخذ جماعة من اعيانهم وطلب الباقين فمروا به

واربعين وستمائة ،

(٦٢٣) كمال الدين ابو المنقر يوسف بن اسعد

ابن عبد اللطيف التكريتي الفقيه

كان فقيها عالمناشد لابي الفتح البستي :-

سبحان من سخر الاقوام بعفهم للبعث حتى استوى للتدبير والطودا

فصار خديم هذا اذك من جهة وذالك من جهة هذا وان بعدا

كل باعنة مستبشر ؟ فرح يري السعادة فيما نال اعتقدا

(٦٢٤) كمال الدين ابو نصر يوسف بن ابي القاسم

ابن اسماعيل الاتقاني الفقيه

كان من العارفين باللغة والادب ، انشد في وصف الريح :-

اربع بريح للربيع وكن به ضيفا تكن ند ماءك الانوار

من فاقم في ناصع في قاني في ناصع صباغها الجبار

(٦٢٥) كمال الدين ابوبكر يوسف بن ابي محمد

المبارك بن ابي السعادات المبارك بن عبيد الله بن

هبة الله البغدادى البيه المحتسب

قال ابن الدُبَيْشِي في تاريخه ، شهد عند قاضي القضاة

ابي الفضائل القاسم بن يحيى بن الشهرزوري في المحرم

سنة سبع وتسعين وخمس مائة ، وولى ديوان التركات

له بياض في الاصل والتكميل عن القياس ، له : الاتقاني ولم نجد له رجعا اما

الاتقاني فهو نسبة الى لاتقان قصبة من قصبات فاداب ، له هو ابن اخي كمال الدين محمد بن

عبد الله الشهرزوري الذي تقدم ذكره وكانت فاته في رجب سنة ٥٩٩ هـ عن ٦٥ سنة ، راجع

الشد رات ج ٢ ص ٣٣٣ ،

دَوْلِي الحسبة والنظر في الوقف العام في شعبان سنة تسع و
ستماية، وعزل في المحرم سنة ثلاث عشرة وستماية،
سمع ابن البطي وطبقته سمعاً منه وتوفي في شهر ربيع الآخر
سنة ثلاث عشرة وستماية،

(٦٢٦) كمال الدين ابو المنظر يوسف بن محمد بن
جستان الشكودي الصوفي

انشد:-

ومنتظر سؤالك في العطايا وافضل من عطايا السؤل
اذ لم يأتك المعروف طوعاً فدعه فالتزّه عنه مال
(٦٢٦) كمال الدين ابو العزّ يوسف بن محمد بن المنظر

ابن نظام الملك الطوسي الكاتب
كان عارفاً بالخيّل وشيأتها وخواصها وله فيها رسالة حسنة
اورد فيها بأسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم، اذا
ارتبطت فرساً فخذ ادهم مجك الثلاث مطلق اليمين
فانها ميا من الخيل، وكذلك الكميت، وقال صلى الله عليه
وسلم: خير الخيل الشقر:

(٦٢٨) كمال الدين يوسف بن محمد بن عبد المؤمن
القنوي النقاش

من الشهود الذين شهدوا في السجل المكتوب بخط قاضي
القضاة محمود بن ابي بكر بن احمد الأرموي، لاجل لفتي

له محمد بن عبد الباقي بن سلمان توفي سنة ٥٩٢ هـ له نسبة الى شكري حصن من على اذان،

شمس الدين محمد بن عثمان السُّرُوقِي سنة ستين
وستائة ،

(٦٢٩) كمال الدين ابو المنظر يوسف بن شهاب الدين
ابن أبي سعد محمد بن يعقوب يعرف بابن ابي لاديه
الاذبحي المحدث

سمع في صباه جماعة من المشايخ وهو ابن شيخنا ابي سعد
وله اجازات وقد سمع منه بعض اصحابنا، ولم يتفق
لي السماع عليه، ورأيت بخطه، سبحان من لا يحداه
الادهام والالسنه، ولا تغيره الشهور والسنة، ولا
تأخذاه نوم ولا سِنَّة ؛

(٦٣٠) كمال الدين ابو الفرج يوسف بن محمود
ابن احمد الحائري السمرقندي الاديب
كان من ادباء العصر، ذكره لي شيخنا شمس الدين
احمد بن محمد بن عمر السمرقندي، وقال، كان
من نواحي جبال سمرقند وكان ادبياً فاضلاً ؛
وانشدني له :-

الافا سكن جُنداً واحترز من سواها كي تفوز عن الاماكن
فها هي معدن ابرها طرا فقلت نعم لقد كانت ولاكن
وقال هذا من قوام الجُندة معدن العارفين ؛

له هو مسند العراق محمد بن يعقوب بن ابي الفرج البغدادي المتوفى سنة ٦٨٥ هـ
عن احدى وتسعين سنة، تاريخ العراق ٣١٣ من ٣٠٣ بما بعدها ؛

(٢٣١) كمال الدين ابو الفتح يوسف بن يحيى

ابن محمد الخوارزمي الفقيه

كان فقيهاً فاضلاً عالماً له معرفة بالادب والاطلاع
في الكتب، رأيت جزءاً من سماعه من الشيخ ابي نصر
ابن الخزاز وفي الجزء من سماعه، قال بعض السلف:
انما جعل الله تعالى النبي بالمؤمنين اولى من انفسهم
لا ان النفس اماراة بالسوء والنبي صلى الله عليه وسلم
لا يامر الا بما فيه صلاح الدارين وان الله تعالى
ادب نبيه باحسن الادب، فقال عز من قائل: خذ
العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلین،

(٢٣٢) كمال الدين يوسف بن يعقوب بن

امير بن موسى بن ابي القاسم الازدي الشاعر
ذكره ابن الشعار في كتاب عقود الجمان وقال: رأيت
باربل، قال: وذكر لي جماعة انه يلتحل الاشعار
ويمتدح بها الناس، قال: واشد في نفسه وكتب
لي بخطه:-

أَحْبَابُنَا أَلْبَغَتْ فِيكُمْ الْمَنَى نَفْسٌ إِذَا لَمْ تَقْنِ أَعْمَارُهَا وَجِدًا
وَلَا قَاتَ عَيْنٍ مِنَ الدَّمِ بَعْدَ إِذَا لَمْ تَحْدَرْ فِي مَحْجَرِهَا خِذَا
قال وتوفي سنة اربعين وستمائة،

(٢٣٣) كمال الدين ابو جعفر يونس بن احمد بن محمود

الطبيعي العراقي الكاتب

من كلامه يحذر صدقائه : ان فلانا وان ضحك عليك
فان قلبه يضحك منك وان اظهر لك الشفقة عليك
فان عقاربته تسري اليك فان لم تتخذ عدواً
في علانيتك فلا تجعله صديقاً في سريرتك . ومن
فصل له في المعنى : ان فلانا كثير المسئلة حسن البحث
لطيف الاستدراج يحفظ اول كلامك على اخره نبأثة
مباشرة الامن وتحفظ منه تحفظ الخائف واعلم ان من
يقظة المرء ان يظهر الغفلة مع الحذر ؛

الكاف والنون وما يثلثهما

(٦٣٢) كُنْدُوجُ العلم ابو محمد الحسن بن بندار
المجرجاني المحدث

ذكره الحافظ جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن
ابن علي بن محمد بن المجزي في كتاب كشف النقاب
عن الاسماء واللقاب ورواه لنا غيره واحد عنه منهم
ولده الصاحب محي الدين ابو محمد يوسف بن ابي القاسم
وغیره ، وقال ، لقبه ابو حاتم الرازي كُنْدُوجُ العلم ،

له توجد منه نسخة خطية بليدين ، تاريخ الاكابر لعربية لبوكلين ج ١ ص ٥٠٣ والذيل عليه ج ١

ص ٩١ ، له توفي مقتولا سنة ٢٥٠ هـ كما في الحوادث الجامة ص ٢٠٠ محمد بن ادريس بن المنذر بن داود والوازقي

المختلج التقي سنة ٢٥٠ هـ الشاذلي ج ٢ ص ٢٠٠ ، ترجمة الوفيات لادريس ج ٢ ص ٣٢٦ ، نقل من النجوم الزاهرة

٦٣٥) كنز الدولة ابو محمد عمران بن الطليق البصري ثم الاسواني الامير

تولى اسوان ونواحيها وهي متاخمة بلاد السودان
قرأت في كتاب جنان الجنان ورياض الاذهان
الذي صنّفه الرشيد بن الزبير الاسواني في ترجمة
البيديع طراد بن علي الدمشقي وانشده في ابن
الطليق المنعوت بكنز الدولة بأسوان وكان قد
استشهد اجارية فبعث اليه بعبد اسود فاعاده و
كتب معه بهذه الابيات :-

قل للامير اذا دجعت ابا الطليق ابا الطليق
يا زلة الرجل الحليم ونوبة السيف العتيق
اشياء يجوبني اصترح بعد يرمى بالعقوب
ما ضرّكم ان تملكو + رقي برأس من رقيق
انسا راحل عنكم بلا مال كسبت ولا صديق
فلما قرأها بعث له مملوكا وجارية ومائة دينار ،

له بمحتل ان يكون هو الذي ذكره ابن الصيرفي في الاشادة (ص ١١١) وقال عنه : انه ثار بأسوان
سنة ٤٦٩ هـ ونفذ عليهم ركائز وفاته سنة ٥١٨ هـ ولكنه قال ان اسمه محمد ولم يكن كنيته ولا اسم
ابيه ، وهو غير كنز الدولة الذي حارب به صلاح الدين سنة ٥٥ هـ كما في الوفيات
ج ٢ ص ٥١٠ ، هو احمد بن علي بن ابراهيم بن علي بن الزبير ابو الحسن القوشى الاسواني المنعوت
بالرشيد المتوفى بالقاهرة سنة ٥١١ هـ راجع الوفيات ج ١ ص ٦٢ بما بعد ما والطالع السعيد
للادفنى ص ٦٢٤ بما بعد ، ته قتي سنة ٥٢٢ هـ ، فوات ١٩٩٠ ،

الكاف والواو

(٦٣٦) كوكب الصبح أبو البيان راجز بن عبد الله بن
عبيد الله الكوفي، العريفي

قرأت في الكتاب العباسي في اخبار المتصور وأخبار
قضاته وولاته قال، كان القاضي ابن شبرمة
يسمى اصحاب المسائل الهداهد، قال فبعثهم
مرة يسألون عن العرفاء بالكوفة في بعض امرهم
فطرح من طرح منهم قال ويسأل على رجل منهم عليه
قلنسوة طويلة اسمه راجز، ولقبه كوكب الصبح، فقال
مالي؟ فقال، لا ادري! قال: اسألك بالله ألا سألت
عني، فقال: ابن شبرمة: -

سألنا فلم نجعل وعم سؤلنا وكم من عريف طمختته الهداهد

الكاف الهاء

(٦٣٧) كهف الدين أسما عيل بن الحسن القصيري
الشيخ المحدث [٥٢٤]

كان من المحدثين عبدا لله الصالحين جمع كتابا ريعين

له هو عبد الله بن شبرمة بن الطفيل قاضي الكوفة (٩٢-١٣٣هـ)

رواه عنه حافذ كهف الدين اسماعيل بن عثمان
ذكره شيخنا صدر الدين ابو المجامع ابراهيم بن
شيخ الاسلام سعد الدين محمد بن المؤيد الحنوي
في كتاب الاربعينات من جمعه وقال اخبرنا عنه
الشيخ مجد الدين ابو يزيد بن محمد بن مسعود بن
ابي يزيد بقرا في عليه في جمادى الآخرة سنة
اربع وتسعين وستمائة بمزارعة جداه الاعلى سلطان
العارفين ابي يزيد طيفور بن عيسى بن سروشان البساطي
(٦٣٨) كهف الدين ابو ابراهيم اسماعيل بن
عثمان بن محمد بن كهف الدين اسماعيل القعري
المخزومي الواعظ، حافذ المتقدم
كان اماماً فاضلاً عالماً عاملاً حافظاً واعظاً، له
العبارات الرقيقة الرائقة والاشارات الرشيدة
الشائقة، ورد بغداد سنة خمس وسبعين وستمائة
وعقد بها مجلس الوعظ بالمدارس المستنصرية، فلما
قدمت مدينة السلام بأشارة صاحب السعيد
علاء الدين عطاء ملك كتبت اليه رسالة التمس منه
الاجازة وما ينضم الى ذلك من الفوائد والفرائد،
فكتب لي اجازة جامعة ومعهام كراسة
بنطه يحتوي على النثر والنظم، ذكرته
في الشئخة،

(٦٣٩) كهف الامة مجد الدولة ابوطالب رستم
ابن فخر الدولة علي بن الحسن بن بويه الديلمي
ملك الجبال

ذكره ابو الحسن بن الصائغ في تاريخه وقال: وفي ذي القعدة
سنة ثمان وثمانين وثلثمائة جلس القادر
بأنه وكنتي اباطالب رستم بن فخر الدولة ولقبه
مجد الدولة وكهف الامة، وعهد له على الروم و
اعمالها وعقد له لواء وحمل اليه الخلع والطوق السوار
والحملان بالمركب المذهب،

(٦٤٠) كهف الدين سليمان بن علي بن عبد الله
ابن العباس الهاشمي الاديب

انشد في وصف الليل والصبح -

ولما رأيت الصبح قد سل سيفه وولي انهزاما ليله وكواكب
ولام احمر رقت قد ذم الدجى وهذا دم قد طرزا لافق ساكبه

(٦٤١) كهف الدين ابو عبد الملك محمد بن

ابي الحسن طغان بن بدار بن ابي الوفا الشامي الفقيه
كان من الائمة العلماء والسادة الفقهاء، وله كتاب
مصنّف في الفقه، وقال: اول من قال على المنبر في

الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم كان المهدي بن منصور

له هو ابو العباس بن اسحق بن القتلبي خيفة بغداد (٣٨١-٤٧٢ هـ) كما ذكره السيوطي

في تاريخ الخلفاء (ص ٢٨) بما بعد

فقال ، ان الله تع امركم بأمرٍ بدأ فيه بنفسه و
ثنى بملائكته فقال ان الله وملائكته يصلون على
النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا
تسليماً ؛

(٦٢٢) كهف الاسلام والمسلمين يثنيان للدلالة على
محمود بن سبكتكين الغزنوي السلطان
قد ذكرنا بعض احواله في تراجمه ، وقال
ابو الحسن بن الفقيه بن الهمداني في تاريخه ، وفي سنة
سبع عشرة واربعمائة عاد ابو العباس الرشيد
الى السلطان يمين الدولة ابي القاسم محمود بن
سبكتكين من دار الخلافة وزيد في القابله كهف
الاسلام والمسلمين مضافاً الى يمين الدولة وامين
الملة نظام الدين وخطب له بذلك ،

الكاف والياء

(٦٢٣) الكيس ابو حبيب زيد بن عوف بن سعد
السعدي

انشد لابي دلامة حين خرج مع روح بن المهلب

له ، يمين الدين والقياس ما اثبتناه كما يذكر في ما بعد ما عوزد بن البراء الشكري اخبارهم

ذكر بنده منها ما لا يخفى (ج ٩ ص ١٢٠-١٢١) وهذه الاشعار ذكرها في ص ١٢٥ ،



27 - 27 - 5.17

ایڈیٹل کالج میگزین

حصہ اول

MUSLIM UNIV

سید خورشید احمد

ایڈیٹر

محمد شفیع

ریفرنسریاب یونیورسٹی

اورنٹل کالج میگزین

عرض واجب

اغراض و مقاصد | اس سائے کے اجراء سے غرض یہ ہے کہ احیاء و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاجدارِ مآکان تقویت دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے۔ جو

سنسکرت، عربی، فارسی اور یوہی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں؛
 کس قسم کے مضامین کا شائع کرنا مقصود ہے، اکوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے

مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہوں غیر زبانوں سے مفید مضامین کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور کم ضخامت کے بعض مفید رسالے بھی باقسط شائع کئے جائیں گے۔

رسالے کے دو حصے | یہ رسالہ دو حصوں میں شائع ہوتا ہے، حصہ اول عربی فارسی پنجابی و ہجروف فارسی حصہ دوم سنسکرت ہندی پنجابی و ہجروف گورکھی، ہر ایک حصہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے ۔

وقت اشاعت و قیمت اشتراک
 یہ رسالہ بافضل سال میں چار بار یعنی نومبر فروری مئی اگست میں شائع ہوگا۔
 سالانہ چندہ حصہ اردو کے لئے ۴ روپے اور انٹیل کالج کے طلبہ سے چندہ داخلہ کے

وقت وصول ہو گا کسی سہ ماہی کے سال کے نہ پہنچنے کی شکایت رسالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ ایسی شکایت پر غور نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی مدت ضروری مہی و ستمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیئے۔

خط و کتابت و ترسیل زر خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اور ترسیل زر صاحب پرنسپل اور نیشنل کالج کے نام ہونی چاہیئے مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں ۔

محفل فروخت | یہ رسالہ اور نیٹیل کالج کے دفتر سے خریدایا جاسکتا ہے ۔
قلم تحریر | حصہ اُردو کی ادارت کے فرائض پرنسپل محمد شفیع ایم اے اور نیٹیل کالج سے متعلق ہیں اور

یہ حصہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی کی اعانت سے مرتب ہوتا ہے •

فہرست مضامین

جلد ۲۰ عدد ۲ بابت فروری ۱۹۴۱ء عدد مسلسل ۶۴

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	دائرہ کے ہمہ یوں ہمارے ادب کی تعمیر میں حصہ	پروفیسر حافظ محمد وشیرانی	۳
۲	اردو کے قدیم کے متعلق چند تصدیقات	ڈاکٹر محمد باقر ایم اے پی ایچ ڈی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور	۳۹
۳	نوروز پر سرزید نٹ	پروفیسر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی	۶۲
۴	دنیا کے اردو جنگ عظیم کے بعد تبصرہ و تنقید	ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ ایم اے ڈی ٹلٹ	۷۱
۵	نسب نامہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر	پروفیسر بلدیونگھ اورینٹل کالج لاہور	۱۰۱
۶	تلخیص مجمع الادب فی معجم الاقباں لابن الفوطی (کتاب اللام والیم)	مولوی عبد القدوس مولوی فضل	۱۱۸
۷	فہرست القوافی	مولوی عبد القیوم ایم اے	۱۷۷
۸	(جولان العرب میں درج ہیں)	پروفیسر زمیندارہ کالج گجرات	۳۲۱

نوٹ :- ضمیمہ صرف عربی لٹریچر میں سوسائٹی کے ممبروں اور خیریداران خیرہ میں تقسیم ہوتا ہے
گیانپتی لکھنؤ - پریس لاہور میں باہتمام مہتمم ایڈیٹر داس رینٹر طبع ہوا اور مالدھنوی احمد علی نے اورینٹل کالج لاہور سے شائع کیا

دائرہ کے مہدویوں کا اردو ادب کی تعمیل میں حصہ

(مسلک کے لئے یکوہری سالہ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ)

تاریخ غریبی

یہ ایک ضخیم مثنوی ہے۔ جو تقریباً سات سو صفحات اور دس ہزار ابیات کی حامل ہے۔ اس کو منظوم قصص الانبیاء کہا جاسکتا ہے۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خوب میاں کا خانہ زاد بیان کرتا ہے یعنی میاں مصطفیٰ کے خاندان کا۔ خوب گجرات میں ایک عالم نام ہے۔ یہاں اس سے مراد میاں مصطفیٰ ہیں جن کا لطفی نام جو ان کی والدہ نے رکھا تھا۔ خوب میاں تھا۔

مصنف اپنی تاریخ کو ہندی زبان میں لکھنے کے لئے معذرت خواہ ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہندی پرکب تک طعنہ زنی کی جائے گی۔ آخر سبھی اپنا مقصد ہندی میں ادا کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن پاک کے معنی بھی تو ہندی میں سمجھائے جاتے ہیں۔ حضرت ہمدی نے ہندی کا استعمال کیا ہے۔ اور

۱۔ میاں عیسا مبارک بدن ایک غزل میں کہتے ہیں۔ ہر اکھن خوب لیں مرشدات۔ بروہہ بیگ ہنر لادین اور شریعہ میں کہتے ہیں۔ "خوب میاں نام میاں مصطفیٰ کہ والدہ منظر لطفی نہادہ بودند" (بحر الکات قلمی مولانا)

سید غفر الدین صاحب کمال تحفہ خجرات جے پور

میاں خوند میر نے بھی چنا پڑے کئی دوہرے اور ساکھیاں ان سے منقول ہیں اور
میاں مصطفیٰ کے استعمال میں بھی آئی ہے۔ اس استدلال سے ظاہر ہے کہ
اس عہد تک اہل دائرہ میں اردو کا استعمال اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔

ہندی پر نامارو طعنا	سبھی بتاویں ہندی معنا
یہ جو ہے قرآن خدا کا	ہندی کریں بیان سدا کا
لوگوں کوں جب کھول بتاویں	ہندی میں کہہ سمجھاویں
ہندی ہندی نہیں فرمائی	خوند میر کے منہ پر آئی
کئی دوہرے ساکھی بات	بوسے کھول مبارک ذات
میاں مصطفیٰ انہیں بھی کہی	اور کسی کی پھر کیا رہی

یہ مثنوی جو کسی کہنہ مشق اور قابل مصنف کے قلم سے نکلی ہے اہل دائرہ
کی تمام تالیفات میں چوٹی کی تصنیف مانی جاسکتی ہے۔ ۱۹۳۷ء میں شروع ہو کر
۱۹۳۸ء میں ختم ہوتی ہے۔ راجپوتانہ کی اردو کا صحیح نمائندہ اس کو قرار دیا جا
سکتا ہے۔ اس کی لسانی خصوصیات بے شمار ہیں۔ چونکہ اس کتاب پر میں نے
اورینٹل کالج میگزین کے دو پرچوں میں (نومبر ۱۹۳۸ء و فروری ۱۹۳۹ء) دو سلسل
۵۵ و ۵۶) ایک سیر حاصل مضمون حوالہ قلم کیا ہے۔ اس لئے اس پر مزید
خیال آرائی کی ضرورت نہیں ۛ

تاریخ غریبی معلوم ہوتا ہے۔ دائرہ کی حدود سے باہر بھی کافی مقبولیت حاصل
کر چکی ہے۔ چند سال ہوئے دہلی سے ایک معلم اس کا ایک نسخہ فروخت کرنا چاہتے
تھے۔ گذشتہ دسمبر میں دہلی کی نمائش میں جو انجمن ترقی اردو ہند دہلی کے زیر اہتمام
ہوئی تھی۔ ایک صاحب جو پٹیلہ کے علاقہ کے متوطن تھے۔ اس کا نسخہ نمائش
میں رکھنے کے لئے لائے تھے ۛ

رسالہ درحجتِ دلیل بے واسطہ

ناظم نے اس کا نام خلاصہ عقیدہ فرقہ (میاں مصطفیٰ) دیا ہے۔ چنانچہ
اگر نام این نسخہ پر سی تو جان خلاصہ یقیدہ ہے فرقہ میاں
اس کی ابتدا ہے :-

خدا راست حمد و ثنا و شکر کہ خالق تخلق کا ہے جن و بشر
تو انا و قسا در عجز نا اے کند آنچہ خواہد نہ پر سد کسی
صفت ادسکی کوئی نہ کرنی سکے اگر چہ عمر ساری کر کر تھکے
ملا یک نبیوں نے عجز جب کیا تو غاصی بشر کوں سخن کیا رہا
تیں اپنی صفت آپ پر جو کری وہی حق ہے اور در گزنا صحی
کسی کی صفت میں تو آتا نہیں ہر یک کا صفت تجھ کوں بھاتا نہیں
حمد و نعت کے بعد صنف جس کے نام سے ہم ناواقف ہیں جناب ہمدی
کی ثنا گستری میں مصروف ہے :-

بھی ہمدی اور پر بہت صلوات باد کہ بہت او خلیفہ خدا بر عباد
نبی نہیں شرف او سے ایتا دیا کہ دونیوں میں ذکر اس کا کیا
کہا میری رہ پر چاہن ہا رہے بچی میری امت کا او رکھوار ہے
شریعت حقیقت کا مارے گا دم او میرے قدم پر رکھے گا قدم
اس کے بعد کہتا ہے۔ کہ ان دنوں ہمارے فرقہ میں یہ مسئلہ چھڑا ہوا ہے
کہ میاں مصطفیٰ کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے۔ آیا ان کو اہل امر یا اولوالامر
مانا جائے یا صرف مقلد؟ اس کا جواب ہے۔ کہ وہ نہ یہ تھے نہ وہ تھے۔ بلکہ مال
کے پیٹ سے سعید پیدا ہوئے تھے۔ رسول اللہ کے زمانہ میں جو تہہ حضرت

اویں قریٰ کا تھا۔ یہی نسبت میاں مصطفیٰ کو حضرت ہمدی سے تھی۔ خدا نے میاں کو بلا واسطہ ہادی و رہنما بنا دیا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات ہے۔ وہ خدا کے پیدایشی عاشق تھے۔ ان کا مقام تجلی ذاتی تھا۔ کسی کے سامنے زانوی شاگردی نہ نہیں کیا۔ فضل خداوندی سے علم لدنی حاصل تھا۔ باقی کتاب اسی قسم کے دلائل اور مشاہدات پر شامل ہے۔ کتاب کے کچھ صفحات ہیں۔ فی صفحہ پندرہ سطریں ابیات کی تعداد قریباً تین سو ستر ہے۔ تاریخ تالیف ۱۱۶۵ھ ہے۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ مرقوم ہے :-

اگر اسم کا تب تو پر سی، ہمیں بیانی تو در چیل و پنج اندرین
اگر سن این نظم پر سی، بسج زہرت ہزار و صد و شصت و پنج
نہم بود تاریخ ذی الحج ماہ کہ شد نظم تمت بفضل اللہ
رخیختہ کی طرح اس رسالہ کی زبان فارسی ہندی آمیز ہے۔ کبھی نصف مصرع فارسی اور نصف ہندی۔ کبھی پورا مصرع فارسی اور دوسرا مصرع ہندی کبھی پورا شعر فارسی میں۔ کبھی متعدد اشعار ہندی میں اور پھر یکا یک فارسی کا پیوند نظر آنے لگتا ہے۔ الغرض ساری شنوی میں یہی گنگا جمنی صورت آنکھوں کے سامنے سے گذرتی ہے۔ میاں کے علم لدنی کے مالک ہونے کے ثبوت میں مصنف نے ان کی ایک کرامت نقل کی ہے۔ جب وہ چار سال کے تھے۔ ایک روز اپنے والد میاں عبدالرشید کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک عالم کچھ علمی اشکال مع کتاب لے کر آیا اور بولا کہ میری بعض مشکلات ہیں۔ مہربانی کیسے حل کر دیجئے۔ میاں عبدالرشید ابھی جواب دینے نہ پائے تھے۔ کہ زمانہ سے ایک لونڈی آئی اور بولی کہ آپ کو اندر بلاتے ہیں۔ میاں نے اس عالم سے کہا۔ آپ ذرا صبر کریں۔ میں ابھی واپس آیا۔ وہ تو یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ مگر

میاں مصطفیٰ اس عالم سے پوچھنے لگے۔ کہ آپ کی وہ مشکل کیا ہے۔ میں بھی تو سنوں۔ وہ عالم متعجب ہوتا ہے۔ پہلے تو بتانے سے گریز کرتا ہے۔ لیکن جب میاں مُصر ہوتے ہیں وہ عالم اس خیال سے کہ آضر پیر زادے ہیں معمولی بچے نہیں۔ تین دفعہ انکار کر چکنے کے بعد زیادہ انکار مناسب نہیں جانتا۔ کتاب کھول کر وہ مشکلات، ان کو بتلاتا ہے۔ میاں مصطفیٰ وہ اشکال بسہولت تمام اس کے ذہن نشین کر دیتے ہیں۔ وہ عالم ان کا تھر دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ میں یہ حکایت یہاں نقل کرتا ہوں جس سے ہم کو اس کی زبان کا اندازہ ہو سکے گا۔

لذنی علم کا ذکر جو کیا	میاں مصطفیٰ کوں جو تھا از خدا
تو تائید ایس قول کی اسے عزیز	تو انصاف سوں سن اے صاحب تیز
میاں کے ولینعی عبدالرشید	ادعا فظ استغنی اور علم میں مزید
جو اشکال غامض و قایق کُبل	کوئی سے کے آتا تو گریہ دیتے حل
کتے ایک علما و لیکر کتاب	میاں پاس آیا او طالب صواب
کہیا آمیاں کو اسے روشن ضمیر	مرے پر ہے اشکال بزرگ عسیر
فضل کن و بکشاے اشکال ما	کرم خویش فرماے بر حال ما
میاں نہیں کیا اسکوں بیٹھو اتا	کہ انشاء اللہ یا بی مقصود را
در انامی آن یک کنیزک دوان	بنزد میاں آندہ گفت آن
شتابی سوں یکبار گھر میں چنو	کہ کاری ضروری ست آراش نو
میاں نہیں او سائل کوں بوجہ چین	کہ اندک صبر کن در نیج نشین
اتا باز پھر کر سو آتا ہوں میں	بھی اشکال تیرا بتاتا ہوں میں
میاں تو جداں زود گھر میں گئے	میاں مصطفیٰ او ہاں بیٹھے رہے
میاں مصطفیٰ کی عمر آن زمان	برس چار یا کم زیادہ ازان

نخواند یقین بسم اللہ آنجناب
 اٹھے بول علماؤ کوں آن زمان
 اٹھا بول علماویوں کر سخن
 اتام ہو بالک تمہاری کیا شان
 میاں نہیں اُسے دوسری برکما
 اونیں دوسری بار پھیرا سخن
 میاں نے سویم بار تکرار کر
 کیا فکر علماو نہیں آن زمان
 سخن انکا پھیرا ہے میں تین بار
 کہ نہ یاد کر انکو جانو نکو
 مبادا کہ باشی تو ہم بخطا
 جب اشکال کا ڈھا و کمولی کتاب
 کیا جب میانکو یہ اشکال ہے
 میاں نہیں چنان کشف کرد آن زمان
 بھی حیراں ہوا اور پڑا در فکر
 در اثناء آن میاں عبدالرشید
 بفرمود اشکال دکھلا مجھے
 اٹھا بول علما کہ اے دیندار
 کہ خوند کار جب آپ گھر میں گئے
 انہوں نے کیا محسوس دو برہول
 میں دو برانہوں سوں کری بلےابی

ولی علم بود از حدیث و کتاب
 کہ کیا پوچھتے تھے سو پوچھو ازان
 برو کو دو کون بیچ بازی بکمن
 کہ اشکال کوں چاہیے علم گیان
 کہ شبکوں دکھانے میں کیا لاگتا
 کہ کھیلوں نہ میں کو دو کوں کے کدھن
 کہا کیا زیاں ہے دکھانے بھتر
 کہ شاید کہ حکمت بود اندران
 اے فرزند ہیں بہت عالی تبار
 خدا بہت دانا چہ راز راست درو
 تو اشکال بکشا بہ نشان نما
 رکھی جا میانکے انگے جب شباب
 نہ اس میں تزاویج ادخل ہے
 کہ علماؤ کے ہوئی وہ خاطر نشان
 کہ یارب کہاں پو علم کیا عمر
 اوس علماؤ کن زود تر میر سید
 کشف جو کروں اسکے معنی تجھے
 نہ در من عقل ماند نے کچھ قرار
 میاں مصطفیٰ بیباںچہ بیٹھے رہے
 کہ کیا پوچھتا تھا سو پوچھو اتال
 کہ لڑکوں میں جاؤ کھیلو ابھی

سویم بار پوچھا بھی تکرار کر جداں میں کرسی اپنے دل میں فکر
 کہ فرزند ہیں نسل مرد خدا ہرانا انوں کا سخن نہیں بھلا
 جداں میں او اشکال انکے حضور کیا کھول کر جب حوالا حضور
 نشان خاطر من بگرد آچنان کہ از من عقل ہوش رفت آزمان
 ڈبیا ہوں میں حیرت کے ریا میں آن کہ اس عمر میں یہ فضیلت کہاں
 کہا جب میاں نہیں عجب میں نہ آ کہ انکوں علم ہے محض از عطا
 نہ مکتب میں بیٹھے نہ سیکھے حرف علم ہے لدنی یواز حق طرف
 میاں نہیں با سول جداں یہ کہا او علما رضا لیکو گھر کوں گیا

یہ مثنوی نہ صرف فارسی اور ہندی زبانوں کی مجمع البحرین ہے بلکہ دکنی اور راجستانی کی بھی سنگم ہے۔ اگرچہ بحیثیت مجموعی اردو کی تقسیم میں شامل ہے ذیل میں بعض دکنی الفاظ یہاں درج ہوتے ہیں جو اس مثنوی میں موجود ہیں۔ مثلاً اتھا۔ اہے۔ اپیں۔ ملکو (دل کر)۔ نکو (کلمہ نفی)۔ ہوکو (ہو کر) ع

غصہ ہوکو بولا یوں اکبر کلام
 کہ سن (پاس) ع کہ کھیلوں نہ میں کو دوں کے کد من
 ننہواد (بچہ) ع کہ ننہواد کہ انکوں جانو نکو
 کبل (شکل) ع جو اشکال فامض دقایق کبل۔ کوئی لیکو آتا تو کر دیتے حل
 اتال (اب) ع مجھے فکر دیگر نہ دستی اتال۔
 ہمن (ہم) ع کہ جو کچھ تو کتا سو کرتے ہمن
 یہاںچہ (یہاں ہی) ع میاں مصطفیٰ یہاںچہ بیٹھے رہے
 آتا (ابھی) ع اتا تم ہو بالک تمہاری کیا شان
 ندھان (آخر) ع میاں کی زباں سول سنا جب ندھان

راجستانی کا اثر

'ہی' مستقبل - 'وہ' اور 'س' آپس میں بدل جایا کرتے ہیں - ہی کے مقابلے
 میں 'سی' بہت عام ہے - لیکن راجستانی میں 'ہی' بھی بکثرت آ رہا ہے - چنانچہ مثالاً
 جو چاہے سو کر ہی تو کرتا رہے کوئی کام تجھ پر نہ دشوار ہے
 رکھو آ (رکھو آلا) - کیا میری رہ پر چلنا رہے بھی میری امتکا اور رکھو رہے
 تیں (تو) - کسی کو دیاتیں لدتی علم کسی کوں دیا کسی از رہ کرم
 جداں (ج) - جداں میں کری اپنے دل میں فکر
 پاوتے (پاتے) - خضر پاوتے تھے زراہ اصل
 کاٹھا (نکالا) - جب اشکال کاٹھا دکھو کی کتاب رکھی جا میا نکے اگے جت تاب
 لاگتا (لگتا) بر بار - میاں میں اُسے دوسری برکما کہ نہجکوں دکھنیں میں کیا لاگتا
 پت (پاؤں) - پگوں میں ہیں بیڑیاں انوں کے کبل
 - اپنے (اپنے) - کہ تم نہیں کیا آپنیں دل بھی گیاں
 یا (یہ) - خدا کے امر سوں یا بولو ہو تم
 چلیہا (پھیپھ کا نشان) - باہناں (ڈالنا) -
 کہ گردوں کے چلیے کی نکالیناں لیا ناں و آنکھوں منے باہناں
 مانی (مٹی) - جداں لیاے چلیے کی مانی اٹھا
 آجنا (سر لگانا) - میاں اپنی آنکھوں میں آنجی اول بھی آنجی یوں ہی سب فقیر و غنی مل
 کریں تھے (کرتے تھے) -
 میاں جس وقت پردوگاناں نماز کریں تھے سو او وقت آیا نواز
 دھکیلنا (دھکیلنا) -
 جو کوئی حق نہانے دھکیلے اوسے محض سینہ زوری سوں ٹھیلے اوسے

اسی طرح راجستانی کے تتج میں اُردو کی 'ڑے' کی جگہ 'ڈال' بہت استعمال ہوتی ہے۔ یعنی :-

چھڈانا (چھڑانا) - کاڈھنا (کاڑھنا) - پڈھنا (پڑھنا) - بڈا (بڑا) - چھوڈنا (چھوڑنا) -
دکنی میں عربی فارسی الفاظ کے تلفظ میں بہ تقلید عوام و ضرورت شعری ترمیم کر دی جاتی ہے۔ یہی دستور اس مثنوی میں پایا جاتا ہے۔ مصنف لفظ و
معنی کا قتل عام کرتا ہوا جا رہا ہے :-

نیش خاری نیست کہ خون شکاری سرخ نیست
آفتی بود آن شکار آفکن کہ از صحر اگداشت

بعض مثالیں درج ہیں :-

یقیناً (عقیدہ) - علما و (علماء) - کلمات (کلمہ) - اول (اول) -
کی شکل میں ملتے ہیں اور فکر - ذکر - امر - اسم - اہل - فضل - کشف - وقت -
خلق - شکر - اسم - حزم - عدل - کبر - علم اور عجز کو بتحریک دوم اور سبب قلم -
بزرگان - سخن - محض وغیرہ کو بسکون دوم باندھا ہے :-

وفات نامہ

تالیف ۱۵۰۰ھ ہجری

یہ اور شہادت نامہ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ایک ہی شخص کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔ دونوں کے آخر میں چار چار ازل دیے ہیں جن میں صرف ایک ایک موقع پر لفظ "آدھین" جس کے معنی مطیع - تابع - مسکین و عاجز وغیرہ ہیں۔ استعمال

لے آئل :- چار مصرعوں یا دو جچوں پر شاہل یک نظم ہوتی ہے جو ہندی میں ہی نعت کے ساتھ امتنا لاتی ہے ہر بیت کے
تلفیظ مثنوی کی طرح جدا جدا ہوتے ہیں۔ آخری مصرع میں "بڑاں ہاچی" ضرور آتا ہے۔ جو شاید بطور تکیہ کلام لایا گیا ہے۔

ہوا ہے اور غالباً بحیثیت تخلص استعمال ہوا ہے۔ اس خیال کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ 'زینت اصلی' جس کا تبصرہ آئندہ ہوگا، کا مصنف اپنے آپ کو 'آدھین مہدوی' کے نام سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۔

آدھین مہدوی ہے جسے نظم کہی ہے
اب ظاہر ہے کہ 'آدھین' وفات نامہ اور شہادت نامہ میں بحیثیت تخلص آیا ہے
ذیل کے ارل میں جو وفات نامہ سے نقل ہوتا ہے 'آدھین' موجود ہے،

ارل

کہے بات آدھین گیان کران جیو آج کال میں موت سو آئی جان جیو
بھی بچار من مانہ سو تو باکیجو پر ہاں ہانچی رہی عمر سو نیکی میں چت و بچو
وفات نامہ کی ابتدا :-

آدانت جو وہی برا ہے	حمد جی قائم کوں سا ہے
ہیں تسم فانی وا باقی	وہی سدا کا سانچا ساقی
آدانت قدرت ربانی	ساقی باقی مجلس فانی
الکھ زرخن اپرم پارا	ابدا ابد سو اکیوں کارا
جیوے سدا پلاون والا	سکوں وہی پلاوے پیالا
مرد استری جھوٹا سا پنجا	اس پیالے سول کوئی نہ با پنجا
سوے رہے یہ پکیر سارے	نبی ولی اور مومن پیارے
اپنی اپنی آوے باری	اسکوں پیوے دنیا ساری
سدا نکوئی جگ میں جیوے	کوئی پی گیا کوئی پیوے
انت ایک دن موت کھڑی ہے	ایک روز واپس دھری ہے
اس پیالے کا اسے حوالا	سکوں وہی پلاوے پیالا

اسکی قدرت سب میں جاری دنیا سمجھے کون چکاری
چونکہ وفات نامہ نبی لکھنا مقصود ہے۔ اس لئے مصنف نے ایسی تہید
جس سے دل کا کنول مر جھاجاتا ہے۔ شروع کی ہے۔ ایسے موضوع کے لئے
اسی قسم کی تہید نہایت مناسب ہے۔ اس نے اپنے مضمون میں ادبی شان
پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ زبان اس کے خیالات کا ساتھ نہیں دیتی
وہ اپنے سرود فنا کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے :-

پلک مانہ جن خلق بنا ٹی	جا میں اپنی جھلک دکھائی
ہو کسان جن باہی کھیتی	دھرن گلن میں او گے اتی
پھیر کاٹ لے جب و اچا ہے	کون کہ سکے کیوں تو با ہے
آپ کھریا ماٹی سانی	بھانڈے کیے سو بھجدا بانی
کوئی ٹکلیا کوئی گگریا	بھانت بھانت و امیں رس بھریا
پھیر کرے ماٹی کی ماٹی	ایسی کون پڑھا جو پائی
مالی ہو کر باغ لگایا	جا کے کھلک تماشے آیا
برن برن او کی بن باڑی	بھانت بھانت پھولی پھلوری
آپ بھنود ہو پھول کلی پر	بیٹھ باس لے رنگ رلی کر
پھیر پھول کوں پکڑ مروڑے	کون کہ سکے کیوں تو توڑے
وا جو کسے سو حق کر جانو	وا جو کسے سو دل کر مانو
اکھت کہتا ہے پیہم کسان	کا ہونے یا مرم نہ جانی

دوہرہ :-

کرن ہار جو کچھ کرے دھرن گلن میں کاج
سزاوار وا کوں سبھے تین لوک میں راج

سورٹھ :- راجا کرے سونیاؤ پر جا کا اس میں بھلا
 پاسا پڑے سو وانا تھ پر اٹے ہاتھ ہے
 اس تالیف میں دکنی اثر بہت کم رہ گیا ہے اور راجستانی اثر بڑھ گیا ہے
 'نکو' دکنی کلمہ نفی اس شعر میں آ رہا ہے ۔
 مار پچاس ہمارے تن کوں نکو مار اس پاک بدن کوں
 ایک خصوصیت یہ ہے کہ امر خاص خاص مصادر کے ساتھ مضارع کا
 افادہ دیتا ہے۔ مثلاً 'ہو جا' یعنی ہو جائے۔ مثال :-

بات کم کرو کھاؤ تھوڑا ہو جانفس نہ تارا گھوڑا
 مثال دیگر :- لکھے آ کر مل عالم سارا تین لوک ہو جا سب ہارا
 " دیگر :- کسکوں دیکھ خوشی ہو جائیگے کون بجانت اے مر مر جائیگے
 " دیگر :- کھڑیاں کھیتیاں راہ تمہاری وار پھیر ہو جاں بلہاری
 " دیگر :- سنکر دیا آنا کانے بات بنی کی ایک نمانے
 " دیگر :- بہت بیچیا ہو جاں ناریاں تھوڑیاں حیا جو کرنے ہاریاں
 " دیگر :- ہو جاں ایساں نپٹ لائیاں پھرہیں ہماں چاہیں بٹائیاں
 'نے' کا استعمال

اگرچہ عام طور پر اردو کے مطابق ہے مگر بعض موقوفوں پر بے قاعدہ بھی
 ہوا ہے۔

مثال :- جب بلال نہیں دوڑا جا کر دیا کوڑا اسکوں لیا کر
 " دیگر :- پھیر نہی صاحب نہیں بولا سنو جو میری امت ٹولا
 " دیگر :- عمر اور عثمان علی نہیں بولے مل کر ولی بی نہیں
 " دیگر :- جب رسول نہیں شکر بجایا ہو سچنت ایسیں فرمایا

مثال دیگر:- کروا امت میں نہیں بولا کھڑے رہو پیچھے سب ٹولا
 " دیگر:- پھیر نبی نہیں سن یہ بولا سکھی رہو یہ امت ٹولا
 حذف کی مثال:- پھیر لگن کوں سیس اٹھایا کہا الہی میں پہنچایا

بعض افعال جو اردو میں متعدی ہیں وفات نامے میں لازمی استعمال ہوئے ہیں مثال:-
 ناوا ایسی سکت دھراوے ہو کر کھڑا نماز کراوے ؛ یعنی سکت دھرے
 مثال دیگر:- کہا عائشہ کے سر سیتی گئی ہوا میں چادر اڑتی
 آسمان کی طرف چلائی میرے پھیر نظر ناں آئی

چلائی یعنی چلی

مثال دیگر:- کروں امت وہاں چل آؤں میں نہ آپ میں سکت دھراؤں
 یعنی سکت رکھوں

" دیگر:- بی بی نہیں جب وکیا سینا جسمیں پاوے غیر کہیں نا
 بہت گرم بیتاب دکھایا بے قرار اندام جو پایا
 دکھایا یعنی دکھا

جئے اور جیو، خطابہ اردو میں صرف چند افعال کے ساتھ آتا ہے مگر
 وفات نامہ میں اس کا دائرہ عمل وسیع ہے۔ وہ امر یہ ہے اور استمرار کا کام
 بھی دیتا ہے۔ مثالیں:-

حاضر ہے سودل میں لیا جیو غیر حاضر و نکو پہنچا جیو
 (دیگر) جو کھاؤ سو انہیں کھلا جیو جو پہنو سو انہیں پہنا جیو
 (") بات دنیا کی وہاں نہ کیجے ادب خدا کے گھر کوں دیجے
 (") اتفاق سوں سارے رہیو کام نیک کر جیو اور کہہ جیو
 (") خوف خدا کا دل میں دھر جیو اور کسی کا خوف نہ کر جیو

(دیگر) یہ سلام میرا پہنچا جیو میں بولوں سوادب سجا جیو
 () فحش جھوٹ غیبت بدگوئی ایسی بات نکمہ جیو کوئی
 () یارو منکا برا منا ہے دے زکات شکمہ جا ہے
 یہ ہے راجستانی کے اثر میں معلوم ہوتا ہے۔ بے واحد کے واسطے
 اور جیو جمع کے واسطے +

راجستانی اثر

وفات نامہ پر راجستانی اثر بہت غالب ہے۔ چونکہ صرف الفاظ تک
 محدود ہے بلکہ ضماثر اسمائے اشارہ اور افعال تک حاوی ہے۔ ذیل میں بعض
 مثالیں درج ہیں :-

ترتابی (بے تابی) :- لیاؤ کوڑا یا ریشتابی
 بیال (بیکل) :- بیکرار بیال ہو پیارا
 کم (ستون) :- بڈاکم گھر کا سو لٹا
 جار جس :- لالاٹ (پیشانی) :-
 سیس مبارک بہت چمکتا
 جالالاٹ پہ نور چمکتا
 گھالے (بنا پر۔ وجہ سے) :-

تنگوں پوچھیں انکے گھالے
 باجے (کلاٹے) :- اگر قریشی سید باجے
 کھوسا (چھینا) :- کھوسا اپنے کیا لیا
 'لیجایا' یعنی لے گیا۔ اگرچہ مطابق قیاس ہے۔ مگر مستعمل نہیں ہوتا۔
 تیس (نو) :- کرن ہار مینے پہنچایا
 چھورا چھوری (کچھ بچی) :- ہاتھ تلے کے چھورا چھوری
 ہو جو تم انکے رکھو الے
 کرتا بدی نہ ہرگز لا جے
 پھیر سنگ کیا لیجایا
 منجھے جو کچھ تیں نہیں فرمایا
 ان پر کدی نہ کیجی زوری

یب (زبان) ۱۔ اس زبان سوں آچھا بولو
 لکھیس (لڑائی جھگڑا)۔ دور ہوئی سب بلا تھاری
 پانا (مخفی چھپا)۔ وہاں کچھ چھپا رہے تھچانا
 کسے (کسی کو)۔ کدی کسی پر ظلم نہ کیجیو
 ہیر دلاسا (تسکین و تسلی)۔
 غیر بات پر چیب نکھولو
 کلہ کلیں مٹادی ساری
 سکوں انت خدا کن جانا
 یعنی کسے نہ ایذا دیکھو

سو تو میرا صاحب پیارا
 بنجانا (رنج پہنچانا)۔ مائی باپ کی بیفرمانی
 او پاڑنا (اکھیرنا)۔ یا ہی بے محل اجاڑے
 نکالن لگا (نکالنے لگا)۔ جب جم جیو نکالن لگا
 یا ہی (یہی)۔ واہی (وہی)۔
 دھیر دلاسا دینے ہارا
 جن نہیں ات انگی رنجانی
 یا ہی گھرنیوں او پاڑے
 ٹوٹ گیا سب تن کا تاگا

ملک الموت کہیں سو یا ہی
 اوچانا (اٹھانا)۔ پھیر گن کوں سیس اوچایا
 اُردو کی 'ڑے' کی جگہ 'ڈال' زیادہ آتی ہے۔ مثلاً۔ بڈا بڑا۔ پڑھنا
 (پڑھنا)۔ چھوڑ (چھوڑ) +
 دروازہ پر کھڑا واہی
 کہا الہی میں پوچھا یا
 ہے۔ مثلاً۔ بڈا بڑا۔ پڑھنا

نون اور نڑہ کا تبادلہ۔۔ جانپڑے (جانے)۔ سنپڑ (سنو)

جمع

نمازاں۔ زکاتاں۔ نیازاں۔ فوجاں۔ باتاں۔ نکاتاں۔ صفائے۔
 ہشتاں۔ حوراں۔ نوباتاں (نہات)۔ ناریاں۔ تھوڑیاں۔ امتاں۔ دروداں
 تھیاتاں +

بعض مثالیں۔

یہ ایمان جانے کیاں باتاں جو کہ دین میں ہوں آفاتاں

(دیکھ) :- اور امتاں ہیں جو ساریاں سگل انبیا کیاں نہ ناریاں
 (دیکھ) :- بہت بیچیا ہوجاں ناریاں تھوڑیاں حیا جو کرنے ہاریاں
 (دیکھ) :- کن دکییاں آگے کیاں باتاں کروں ذوق یہاں میں نہ اتاں
 (دیکھ) :- گھر میں ہیں تمہارے ناریاں ہویاں تمہارے سارے ساریاں
 وے جو پچاریاں گھر میں ہتیاں جو تم کو سوکرتیاں کمتیاں
 عربی فارسی الفاظ کی بگڑی شکلیں

ایشارا = اشارہ - ترتابی = بیتابی - بے مان = بے ایمان -
 جانو = زانو - اعلا = اعلیٰ - اندیشا (یا نون غنہ) - اندیشہ - درونا = درون
 خاتمہ :-

یہ غریب عاجز کیا ہوگا اس بچار کی باتوں جوگا
 اُس نبی کی رکھے یوں خاصی کریں شفاعت ہوے خلاصی
 میاں جی کا داس بچارا اسنے لکھا یو قصہ سارا
 عیسیٰ میاں سو مرشد میرا منجھے آسرا ہے بہتیرا
 اس وفات نامہ کی باتاں سنے بیٹھ جو کوئی نکاتاں
 وا ثواب ایسا بھر پاوے جیسا کہ مدینے جاوے
 جا رسول کی کرے زیارت یوں گناہ کی ہوے کفارت
 اور مرتبے ملیں سو اعلا ہوے خدا کن درجا بالا
 نبی محمد کریں شفاعت ہو قبول سب نیکی طاعت
 نبی محمد پر صلواتاں بیشمار دل سوں سختیاں
 اور آل اصحاب پیارے ان پر بھیجوں کر سارے
 دوہڑ :- یک ہزار ایک سو برس ستر اوپر پانچہ یہ وفات نامہ لکھا روز جمعہ تھا سا پنچہ

وفات نامہ کو آدھین مہدوی جس کے اصلی نام سے ہم ناواقف ہیں
 ۱۱۴۵ھ میں ختم کرتا ہے۔ ایک امر حیران کن ہے کہ وہ عیسیٰ میاں متوفی ۱۱۵۱ھ
 کا ذکر کرتا ہے۔ ان کو اپنا مرشد مانتا ہے لیکن موجودہ پیشوا میاں نجم الدین
 ۱۱۶۷ھ کا نام نہیں لیتا۔ اس کا سبب میاں عیسیٰ کے ساتھ اس کا
 ذاتی خلوص ہو سکتا ہے مگر میاں نجم الدین کے نام سے اعراض کی کوئی معقول وجہ
 ہمیں معلوم نہیں ۛ

وفات نامہ میں تقریباً گیارہ سو شعر ہوں گے۔ تعداد صفحات پچھتر (۷۵)، ۱۵
 سطریں فی صفحہ ۛ

شہادت نامہ امام حسن حسین

غالباً اسی مصنف کا ہے جس کے قلم سے وفات نامہ مرقوم ہوا ہے۔
 دونوں کتابوں کی زبان اور طرز بیان ایک ہے۔ خاتمہ کے ایک ارل میں
 آدھین تخلص بھی موجود ہے۔ وہو ہذا :-

ارل :- بات کہے آدھین سکل سن لیجیو گنہ گار مت ہیں دعا کچھ دیجیو
 اہل بیت کا داس جنوں کی آس ہے پر ہاں ہانجی یا ہی پونجی خاص ہمار پاس ہے
 طرز نگارش بھی وہی اور بندش کا اسلوب بھی قریب قریب وہی ہے۔ اس لئے
 یہاں بھی وہی امور پیش نظر رکھے جاتے ہیں جو پچھلی تالیف کے تبصرہ کے وقت
 تھے ۛ

شہادت نامہ کی ابتدا ہے :-

عقل چہ داند کہ کلام خدا چون نشد اول زالف ابتدا
 ب کہ کلید آمدہ برگنج بسم بہر کہ شادست در این طلسم

بول بچن بسم اللہ بانی رحیم رحمت رحمانی
 حمد ثنا جو کیجے ساری ساجے اسے جو خالق باری
 سبکوں واروزی دینے ہارا سبکے کاج سدھارے پیارا
 تین لوک کا کام چلاوے وہی دلاسا دھیر بندھاوے
 مہربان ویسا ستاری سترما وہاں کون چکاری
 مالک یوم الدین کہاوے سبکوں لیکھا لین بلاوے
 ایک ایک سول لیکھا لیگا جو کچھ بدلا ہو سو دیگا
 کسے بندگی کر توں میری کروں دستگیری میں تیری
 چل پکڑ کر رستا سیدھا یعنی آچھے عقل عقیدا
 جو ہے نبیوں ولیوں کا رستا کوس کوس پر گانو جو بستا
 اودھر گیا وائیں سکھ پایا امرت بھوگ امر پھل کھایا
 مصنف اپنے مآخذ میں ذیل کے نام گنتا ہے :-

(۱) در مجالس (۲) تفسیر حینی (۳) شرح مقاصد از سعد الدین تفتازانی ،
 ضمیر واسمائے اشارات - طرف و صفت تشبیہی و مقداری و استغناء

یا (یہ) ہوا (وہ) کا (کیا) - جا (جس) - یا (یہ) (یہی) - وا (یہ) (وہی) - اتنا -
 کتنا - ایتی - سیتی - کامو (کسی) - ایسے - کیسے - او (اُس) - تیں - یونکر -
 جیونکر - کے (کیا) - کے (یا) - ایتا - جیتا - جیتے (جتنے) - ویتے (وتنے) -
 اس - اوں - وں (اُس) - اے - وے - کہا (کیا) ،

متعدی و لازمی

امثال ۱ - ایسا وقت انوں پر آیا ملک فلک سارا لرزایا
 یعنی لرزا

- (دگر) :- تین لوک زاری میں آئے عرش کرس سارے لرزائے
یعنے لرزے
- (دگر) :- چھوڑو باٹ جو ہم چل جاویں کوفے میں جا کر ٹھرا دیں
یعنے ٹھہریں
- (دگر) :- اہل بیت میں اب چل جاؤ بی بیوں میں جا کر ٹھہراؤ
یعنے ٹھہرو
- (دگر) :- جیو جنت زاری میں آیا گلن دھرن سارا لرزایا
یعنے لرزا
- (دگر) :- جب وے چلے شہر میں آئے اہل بیت سب قید کرائے
یعنے قید کئے
- (دگر) :- بال بچے سب گلے لگائے سکے سر پر ہاتھ پھرائے
یعنے پھیرے
- (دگر) :- تیں اسپر کیوں ہاتھ چلایا یہی بول کر اسے ڈٹایا
یعنے ڈانٹا
- (دگر) :- بڑا خاص گنبد بنوایا جا پر سارا جگت لہجایا
یعنے رنجھا

’جے‘ کا استعمال

- مثال :- اپنے گھر تو اوسے بلاجے میں جو کوں سو خاطر لیا جے
- (دگر) :- سر حسین کا لیکر آجے میرے کنے سولیا پہنچا جے
- (دگر) :- کہو جو اسکوں کیا کیا کہہ جے لعنت دیے بناں کیوں رہ جے
- (دگر) :- تو نہ آپ وہاں غافل رہ جے جو میں کوں سو کر جے کہہ جے

(دیگر) :- کاٹ سیس اسکا پہنچا ہے میرے پاس دا بھیج دلا ہے

قافیہ کی خاطر بے ضابطگی

بالفاظ دیگر پہلے مصرع کے قافیہ کی رعایت کے واسطے دوسرے مصرع کے قافیہ کو اگر مونث ہے مذکر۔ اگر واحد ہے جمع یا ان کے برعکس کر دینا :-

مثال :- راہ مانہ ہرکارا آیا انے خبر ایسین پہنچا یا
خبر مونث ہے۔ اسیسے اس کا فعل پہنچا یا دوسرے مصرع میں مونث آنا چاہیئے تھا۔ یعنی 'پہنچائی'۔ لیکن پہلے مصرع میں فعل 'آیا' مذکر ہے۔ اس سے مطابقت دینے کے لئے۔ دوسرے مصرع میں فعل مونث کو مذکر بنا لیا گیا یعنی 'پہنچائی' کو 'پہنچا' کر لیا۔ دوسری مثال :-

اسکا گھوڑا خالی آیا اہل بیت سارے چر لایا
اس شعر میں بقاعدہ صرف 'چر لائے' آتا۔ مگر پہلے مصرع کے قافیہ کی خاطر فعل جمع غائب کو فعل واحد غائب میں تبدیل کر دیا۔

(دیگر) :- تم جو پانی بھرن نہ دیتے تیا سے مر میں خلق یو کہتے

(دیگر) :- اُن دونوں کوں مارشتابی نہیں کروں میں تجھے خرابی

(دیگر) :- مرد ہویں سو کریں لڑائی نہیں عورتوں کوں فرمائی

تصریف میں بقیاعدگی

مثال :- تو ہے میرا ما کا جایا ایسا بڈا بچھو ہا آیا

'میری ما کا' چاہیئے

(دیگر) :- اسے چھوڑ دے بیٹا میرا نہیں ندکیوں منہ اب تیرا

'بیٹے میرے' چاہیئے

(دیگر) :- صالح نہیں جب انکوں بولا تجھے جو وہی یزیدی ٹولا

'ٹولا' 'ٹولا' 'ٹولا'

(دیگر) :- بولی جان کلیجا میرے ٹوک ٹوک کن کیے سوتیرے
'کلیجے' چاہیے

نئے کا استعمال

مثال :- پھیر بزد نہیں بولا یونکر کرو کام میں کہوں سو جیونکر
(دیگر) :- جب امام نہیں بولا یونکر او سے کہو میں بولوں جیوں کر
(دیگر) :- جب حسین نہیں بولا یونکر جان بوجھ تم کرو سو کیونکر

امر و مضارع

مثال :- اور در دکیاں کہاں سو باتاں اگر لکھے دن ہو جاں اتاں
(دیگر) :- اور شیر خوار تھا تہجا اب سن انکی بات کہیجا
(دیگر) :- نہو ہو ہو جاں اسکے چہنتے ہرگز مت تم رہو پختے
(دیگر) :- آواں جو روحانیو کیاں فوجاں جیوں دریا وکیاں اڈیں موجاں

راجستانی اثر

یاہی (یہی) - واہی (وہی) :-

آخر کری نصیحت یاہی
دھوں (طرح) :- ایسی دھوں تر وار چلاؤں
کئے (یا) :- حکم کرو تو پانی لیاؤں
کن (کنے) :- تھا جو علی اکبر کا گھوڑا
تیا سے پلاسے :- تم جو پانی بھرن نہ دیتے
چرلانا (چلانا) :- بیٹے کا منہ چوماں جا کر
بلنبا (دھونچ) :- ایسا ہوا بچھو ہا لنبا
بہارنا (جھاڑنا) :- واگارن زمین بہاروں
جو میں بولوں کرو سو واہی
کافر ایک ندھونڈھا پاؤں
کے جاڑوں شہادت پاؤں
اہل بیت کن آیا دولہا
تیا سے مرین خلق یوں کہتے
اسی بھانت بولی چرلا کر
روز حشر لک جائے بلنبا
روئے روئے تن جان بساروں

پازی (پاجی) :- دروں جو ایسا مودی ماضی ہو ملعون کینا پازی

بیگل (بیکل) ات (ہست) اتنا - بڑا -
وس نہیں او سپر ڈنک جو مارا ات ہی بیگل ہوا بچارا

باہوں (بھاؤں) :-
جیوں اسے اذن میں لیاؤں کر نکاح لے گھر میں باہوں

نگوڈی (نگوڑی) :-
جس نہیں ایسی عورت چھوڈی بے گناہ یوں کری نگوڈی

دھول ملانا (خاک میں ملانا) :-
میں تو آنکوں دھول ملاؤں اوسی روز راحت پاؤں

دوتی (کٹنی) :- اونے بات جب یوسن پاٹی
اوسی وقت دوتی بلوائی

سکچپاٹی (ہچکچاٹی - ڈری) :-
میں اپنے من میں سکچپاٹی ہو دلگیر سو تجھ کن آئی

جیو ڈگانا (دل ڈولانا - دل ڈگگنا - بے وفائی کرنا) :-
تو امام کوں اگر بلاوے کوئی نہ تجھ سوں جیو ڈکاوے

گھا برا ہوا (گھبرا یا) :-
جیو گھا برا ہوا سو بھاگا اوسی وقت جیو نکھن لاگا

پلیکھا (اندوہ - قلق - رنج) :-
کہو اماں تم نہیں کیا دیکھا رو رو ایسا کیا پلیکھا

مثال دیگر :-
میں نے اپنی آنکھوں دیکھا جس کا منجھ کوں بڑا پلیکھا

کھوسنا (چھیننا) :- بگٹے پاؤں سر سب کھتے
کھوس لئے ان کے سب کھتے

بھرایا دل لپایا، ۱۔ عبد السمین میں بھرایا ہو فریفتہ دل میں بھایا
عربی فارسی الفاظ کی بگڑی شکلیں

خوشیالی (خوشحالی)۔ پازی (پاجی)۔ جاد (زاد)۔ توشہ)۔ ترتابی (بتابی)
واغل (داغ)۔ داغدار)۔ بشارا (بشارت)۔ کفرانا (کفر)۔ امامین (امام)۔ نبیوں
(نبی)۔ بابائے مخلوط)۔ دریاو (دریا)۔ رانی (مونٹ ازراوند)۔ صحیح (صحیح) +

جمع

یہاں میں صرف مثال کے چند ابیات پر قناعت کرتا ہوں :-

(۱) اور درد و ماتم کیاں باتاں سو کا ہوسوں کیاں نجاتیاں

(۲) اور نبیوں کیاں مییاں بیاریاں ڈولی بیٹھیاں آیاں ساریاں

(۳) آیاں فرشتوں کیاں چل فوجاں جیوں دریاو کیاں اڈیں محجاں

(۴) جب سے بولیاں بنی سیالیاں ہمتو تیا سیال مریں بچاریاں

ایک امر قابل گزارش ہے۔ کہ شہادت نامہ وفات نامہ از ادھین اور تاریخ غریبی اہل دائرہ کی دیگر تالیفات کو دیکھتے ہوئے جن کا تبصرہ آئندہ صفحات میں ہوگا ایک ہی سلسلے کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں آپس میں قریبی تعلق اور مناسبت ہے۔ اگرچہ یہ تو دعوے نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک ہی مصنف کے قلم سے نکلی ہیں +

خاتمہ میں چار ارل مرقوم ہیں۔ ان میں سے نمبر تین اس تبصرہ کے آغاز میں نقل ہو چکا ہے۔ نمبر چار یہاں درج کیا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس موقع پر بھی ادھین صرف میاں عیسیٰ کے نام کو شہرت دے رہا ہے +

ارل

عیسیٰ میاں جو مرشد کامل است ہے مجھ انا تھ کی نا تھ اسکے ہاتھ ہے

وئے کو والد بہرن چرن چٹ لائے
پرہان باہنجی تین لوک میں چین سربکھ پائے
نمونہ شنوی

اور نقل ایک سن لے بھائی	بحر سعادت میں بتلائی
تھا دمشق میں بھاری صوبا	جس کا کہیں بڑا منصوبا
نپٹ فوج رکھتا تھا بھاری	جانت بھانت مددھ مانتی ساری
لیا فوج کا اتنی موہلا	دیکھ نین سول پانی چلا
عرض کر می بخشش نہیں یا ہی	اے نواب کر شکر الہی
تیری اے دل بادل فوجاں	جیوں دریا و کیاں اٹلیں مہاں
تو کیوں دل میں کرے اوداسی	ایسی تیری دولت خاصی
کہا منجھے ایک خطرا آیا	میں افسوس یو کر پچھتایا
آپ امام حسین پیارا	ایسا عاجز کر کر مارا
میں جو ہرول میں اسکے ہوتا	مار یزدیونگی سدھ کھوتا
ان پر یوں تروار چلاتا	لمعونوں کو پکڑ ڈوباتا
ایسی انکی کرتا خواری	کاٹ کاڈھتا سب مرداری
یوں امام آگے میں لڑتا	جاں نثار ہو کر میں مرتا
سو در نچ میرے من آوے	نین نیروں بھر بھر لیاوے
اوسی رات واسویا غازی	کر کر وضو لہارت تازی
ایسا خواب اسی کوں آیا	آنسور و بنی گھمے لگایا
بہت پیار کر بولا یا ہی	توں قبول بندہ درگا ہی
تجھے خدا نیں بخشیا پیارے	ہو تم خاصے دوست ہمارے
ہے میرا فرزند جو پیارا	آپ امام حسین بچارا

اوسکا رحم جو شہکوں آیا تجھے خدا کن میں بخشلیا
 لڑکر جیوں تو ہوا سو غازی مارے میں وے کافر پازی
 ایتا تجھے ثواب دیا ہے حق نہیں تجھ پر فضل کیا ہے
 مسلمان پر فرض یہی ہے بات لکھی سو ساچھ صھی ہے
 جن امام زادے مروائے اور جو کہ مارن کون آئے
 اون پر لعنت ساچھ نکارے مسلمان سب بھیجیو سارے
 اللہ نبی لعنت برساویں مسلمان کیوں ڈھیل لگاویں
 جو یزید پازی کول لیاویں اوس لعین کے ٹوک کراویں
 وہی ٹوک سارے لیجا کر گاگ کتوں کول ڈالیں لا کر
 شہادت نامہ کے اشعار کی تعداد ساڑھے بارہ سو کے قریب ہوگی۔ تعداد

صفحات پچتر فی صفحہ سترہ سطرین *

رسالہ راگ

تالیف ۱۱۸۱ھ

یہ رسالہ بھی آدھین مہدوی کی تالیف ہے۔ اس میں ناظم نے سماع کے متعلق مختلف عالموں اور صوفیوں کی آراء جمع کر دی ہیں۔ لیکن وہ کہاں تک حقیقت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ رسالہ پر کسی نے بعد میں لکھا ہے۔ "این رسالہ تصنیف محمد جی صاحب" لیکن متن میں محمد جی کا نام نہیں آتا بلکہ آدھین مہدوی کا۔ اس لئے مؤخر الذکر کی تالیف ہونے میں ہمیں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جس طرح تحفۃ النصلح کو مولنا یوسف نے ایک ہی وزن و قافیہ میں نظم کر دیا ہے اسی طرح آدھین نے بھی اس رسالہ کو ایک ہی وزن و قافیہ میں

نظم کا جامہ پہنا دیا ہے۔ اشعار کی تعداد ایک سو چالیس کے قریب ہے۔ اور
صفحوں کی تعداد دس ہے۔ فی صفحہ ۴۴ سطر ہیں۔

اس کے تمہیدی ابیات ہیں :-

دیکھو جو سورہ فاتحہ سکوں دکھاؤتا	بولو جو حمد لہ جیوں حق بتاؤتا
بر مصطفیٰ کہ دین جگت میں جگاؤتا	صلوٰۃ بے حساب و نجات بے
جنگلے سبب شریعت کا پختہ پاؤتا	بر آل و بر صحاب جو ارکان دین کے
عاجز بڑی کتابوں سے ہے جو سناؤتا	اب آگ کا بیان سنو دل کے کان سے
نفس میں ہے بیان سو آیت میں لیاؤتا	یو راگ ہے فلاح سو دیکھو قرآن میں
تقریف دوستوں کی پیارا بتاؤتا	سنئے ہیں راگ نیک طرف کو لگاتو
کمال جو سہروردی ہے صاحب شادتا	یا قول جو کہا سو عوارف میں لکھ دیا

میں خاتمہ سے چند اشعار دیتا ہوں۔ جن میں مصنف کا تخلص بھی موجود ہے :-

طاقت نہیں کسی کو جو سارا بتاؤتا	بے انت راگ ساگر بالو کی کھان ہے
جو یا نگر نگر کی ڈوگر میں نہ آؤتا	افسوس ہے خبر کو کہ نالک کریں خبر
اپنا کیا سو آپھی آگے سو پاؤتا	ایتا اگر نہ مانے کوئی پھر تو کیا کریں
اے چار میں اصول شرع کے بتاؤتا	آیت حدیث اجماع کھولا عقل قیاس
اس بات میں زیادہ پھر کیا بتاؤتا	جنگیاں کہیاں دلیلاں سبھل کر تمام
یا بات ہے اصل کہ جو عاجز لکھاؤتا	کہبت اوہراودھر کی لکھی سو نہا بنجو
دیکھے سو آئے دیکھو جو نا پتیاؤتا	انتیاں لکھیاں کتاباں تیار سبھراں
یا بے سچ ضعیف جو طاقت نہ لیاؤتا	آو حین نہیں لکھی ہے غزل رنجتہ تمام
انکا طفیل ہے یوزباں میں سو پاؤتا	اس کی مدد میں خوب میاں مصطفیٰ ولی
آسان کر دیا ہے ڈھونڈھے سو پاؤتا	یار آگ کا رسالہ اسکا جو نا نو ہے

ایسا ہی جو نہانے اسکوں خبر پڑے
مرشد نہیں دی بشارت مجھوں یو خواب میں
احیا علوم کیاں سو دلیلاں جو خوب میں
یا خواب میں جو دیکھا عاجز غریب میں
جسکے جو کھول معنے یہاں مختصر بیان
اشجار ہا کوں دیکھو اثمار ہا لذیذ
اس میں جو دیکھ چوک صبحی کر لکھے یوبات
ناظم غریب عاجز عاصی کر سہ یو آس
ہجرت کا مسئلہ الیکاسی یکصد و یکہزار
صلوات بڑی نہایت تحیات بے شمار
تنت تمام شد رسالہ راگ وقت دوپہری۔ دستخط عاصی حافظ محمد اسد اسد ولد
محمد عارف حافظ ابن محمد مجتبیٰ ہمدوی۔ تحریر تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ
اس رسالہ کی زبان کے متعلق مجھے زیادہ حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔
اسی قدر کہنا کافی ہو گا کہ وہ اسی طرز میں گامزن ہے جیسے پھلی کتابیں۔ دکنی کا اثر
برائے نام موجود ہے اور راجستانی شدت سے غالب آچکی ہے۔ مثلاً 'کو' بمعنی 'کر'،
'پو' بمعنی 'پر' اور 'کُبل' (مشکل) وغیرہ جو دکنی کی یادگار ہیں ابھی تک موجود ہیں۔ نہجاوتا
گاوتا۔ چھڈاوتا۔ اوڈاوتا۔ سہاوتا۔ بجائے نہجاتا۔ گھاتا۔ چھڑاتا۔ اڑاتا۔ سہاتا۔
راجستانی کے اثرات میں ہے۔ ہندی حروف کا فرق 'ٹ' کو 'ت' چار نقطے
اوپر دے کر اور 'ڑ' 'ڈ' کو 'ر' 'پ' تین نقطے نیچے دے کر دکھایا ہے؛
نمودۂ زبان کے واسطے چند شعر یہاں درج کئے جاتے ہیں:-
بھی تحفۃ النصاب دیکھو سو کیا کہے دیکھو دیوان حافظ جو کیا دکھاوتا

یا بین بانسری جو کہے روح کوں پیام
 تیرا قدیم وطن عرش ہے سو بھول کر
 دنیا ہے جاگسی سو نیٹ ناکسی نما
 سکر پیام روح نیٹ بقیار ہو
 تحفہ میں ہو ہو پو لکھیا ہے سو کھول دیکھ
 اس راگ کوں سو او کو رنگ پٹ پاس
 باچون کیا کر لگا بچون کا بیان
 ہے بانسری جو آب برن سانسری لیکہ
 کتنے ہیں چار تار تجھے بار بار یوں
 قانون جو سناوے بچون کی ندا
 کتنا سر و دسر ذکر دل کوں دھوں
 کتنا طبل کبل ہے نیٹ پنت پیما
 کتنا باب باب کھلیگا ہے دل ذوق
 دن چنگ مدج رنگ کے تجکوں بیدنگ
 ایسے کتنے بھور دے دے کے گوشمال
 بردنگ کوں حرام شریعت نہیں جو کہا
 لعنت کرے پناور شیطان کی آواز
 کچنی کا بھاؤ بھر بھرنے برابری

گندایو خاکدان تجھے کیوں سہاوتا
 ایسے او جاڑ میں سبی کوئی جیو لگاوتا
 یو خاک سے خراب تجھے کیوں سہاوتا
 جانے نکل چلوں سو بدن تملک اوتا
 دیکھو دیوان حافظ میں کھول پاوتا
 کیا ہے کہا نسو آوتا کیوں جیو ہلاوتا
 اُپر مپا رسا گر پسیندا نہ پاوتا
 یا بانسری کوں دیکھ جو کیا کیا بجاوتا
 اس تار کو بساں کہاں جیو لگاوتا
 دل میں دھمال دھوم کیا کیا مچاوتا
 ہے مرد سوں بعید کہ دل کوں ڈھکاوتا
 سولی کی سانھری پوسلونا ہلاوتا
 ہردن ہمیشہ ہر دم سنگلی ہلاوتا
 یا چھوڈ نام و رنگ، جو تجکوں ڈوباوتا
 پورا نہیں سو کام پیاکے نہ آوتا
 اسکا بیان خاص ولی یوں بتاوتا
 بوجھیں منجیرے کس پر چوٹاں چلاوتا
 چاروں طرف کہے کہ جو حاضر سو پاوتا

زینت المصلیٰ

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے۔ آدھین ہندوی کی تالیف ہے

یہ ایک مختصر سی نظم ہے جس میں نمازیوں کے واسطے وضو اور نماز کے متعلق ہدایات ہیں۔ نظم ہذا میں تین ہم تافیہ مصرعے اور ایک ترجعی مصرع مل کر چار مصرعوں کا ایک بند بنتا ہے۔ تمام نظم میں ایسے ستاسی اٹھاسی بند ہوں گے۔ اس کا وزن مفعول فاعلاتن بحر مضارع اضرع مریع ہے۔ ہر مصرع کے آخر میں سرخ سیاہی سے تین تین واو معکوس بطور علامت وقفہ دیے گئے ہیں۔ نظم کا آغاز :-

سن بات ایک بھائی، بولوں میں یاد آئی، تنبیہ میں بتائی، دل ٹھیک رکھ نمازی،
عربی میں معتبر ہے، امت میں مشہور ہے، اس میں لکھی خبر ہے، دل ٹھیک رکھ نمازی،
کہ تے جو دور کعتال، انگلیاں سنجو باتاں، کیا کیا بھرے نکالتاں، دل ٹھیک رکھ نمازی،
بارا ہزار مسلا، ان میں بھرے چولہا، محل سنجو فصلا، دل ٹھیک رکھ نمازی،
یہاں ایک اقتباس جو دعوتِ تلقین کے تحت نقل کیا جاتا ہے :-

اب سن وضو کیاں باتاں، اس کیاں جو بیضیاں، کتنے میں جو کہائیاں، دل ٹھیک رکھ نمازی،
کیتا حسد برائی، دل میں کابھٹھائی، اس بات میں صلائی، دل ٹھیک رکھ نمازی،
دل میں رکھے جو پاکی، ہرگز نہ ہوا کی، بندا غریب خاکی، دل ٹھیک رکھ نمازی،
تن میں جو ہو خرابی، تو باگردشتابی، بے شک نجات یابی، دل ٹھیک رکھ نمازی،
پیچھے وضو کا پانپریں، لے کر وضو سو جا پریں، جیسے کتیں بچا پریں، دل ٹھیک رکھ نمازی،
جاماں جو پاک پائے، جیسے شرع بتائے، خاصا حلال لیاوے، دل ٹھیک رکھ نمازی،
دامن زمیں بہائے، اسکوں شرع بدائے، اس کے خدائے دے، دل ٹھیک رکھ نمازی،
جاماں نچھوڑ لنباء، دھرتی کوں جا بلنباء، ہرگز نہ پہن تنبا، دل ٹھیک رکھ نمازی،
گھڑی نہ باندھ گھیرا، دل پر جو [ہوا] اندھیرا، جس میں زیان تیرا، دل ٹھیک رکھ نمازی،
یا طور پا زیا ناں، اشوات نیں ماناں، تیرا بڑا ٹھکاناں، دل ٹھیک رکھ نمازی،
پھنو نہ لال پیلا، کیسر کسو نہ نیلا، رشیم کوں ڈال ڈھیلا، دل ٹھیک رکھ نمازی،

پہنوجو پائے جاماں،، ٹخنہ کھولے تماں،، یا ہے شرع کا سماں،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 ململ جو پہن خاصا،، نیت رکھو خلاصا،، عنتر پھول باسا،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 کپڑ جو ہو رزالا،، پھاٹا جو میل دالا،، دلپر نہو اوجالا،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 اسکوں نہ پہن بجائی،، ہے نیستی ریائی،، سانچی حدیث پائی،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 سامان پاک سلبے،، مسجد منے سو جائے،، حق کے حضور آجے،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 ابیات خاتمہ :-

ایسے نماز کر بے،، آخر خدا سوں ڈیجے،، دل میں جو آں دھبے،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 خالص خدا کوں اسی،، دلسوں کرو نمازی،، جیوں مجھے سرفراز دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 آدھیں ہمدوی ہے،، جس میں نظم کی ہے،، سب ان لیوھی ہے،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 یازنیت المصلی،، جس میں سب بات مصلی،، حق کی طرف کی کھلی،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 صلوات ہے نبی پر،، آل و اہل سہمی پر،، اصحاب مقتدی پر،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،
 اسکوں جو یاد کیجے،، دل سوں عادیجے،، بنتی یو مان لیجے،، دل ٹھیک رکھ نمازی،،

گناہ کبیرہ

از محمد جی میاں

ابتدا :-

اول صفت اسد کی کرتو بھیج دو دو مسلمان خاص نبی اور آل پر اور اصحاب کراماں
 جو کوئی پوچھے گناہ کبیرے کہتے ہیں تہاؤ اسکوں پاس بٹھا کرتے یہ سب مسئلے کھول سناؤ
 ہیں پینتیس کبیرے سئلے نکتہ یہ سن لیجے آٹھوں پر خدا سوں ڈوبے ایسا کام نہ کیجے
 رسالے کے اشعار کی تعداد پچاسی نوے کے قریب ہوگی - اشعار کا
 وزن وہی ہے جو کثرت سے پنجاب میں رائج ہے اور جو فقہی کتابوں کے لئے

بڑی حد تک مخصوص ہے۔ بارہا انواع جس کے مصنف مولوی عبداللہ لاہوری
جہانگیر و شاہجہان کے عہد کے بزرگ ہیں۔ اسی وزن میں ہے ۔

محمد جی میاں کے حالات سے ہم واقف نہیں۔ ان کا ایک خط اہل دائرہ
میں بہت مشہور ہے۔ جو غالباً ۱۱۹۰ھ میں مدینہ سے جب ان کی عمر اسی سال کی
تھی بھیجا تھا۔ جس کا عنوان ہے :- ”اظهار دعوت ہمدی موعود علیہ السلام در مدینہ
منورہ محمد جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اظہار کردہ بودند“ اور ان فقرہوں سے
شروع ہوتا ہے :-

”حقیقت حرمین شریفین بطریق مختصر آنکہ چون این ضعیف و میاں امیر الدین
رحمۃ اللہ علیہ و بایزید فقیر و بختیار ارجائی از برہانپور بطرف سورت روانہ شدند۔
در میان راہ بزیارت بندگی میان شاہ دلاور رضی اللہ عنہ مشرف شدیم“
اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۰ھ میں محمد جی میاں نے حرم روضہ رسولؐ میں
ایک روز ہمدی موعود کے نام کی منادی کی تھی۔ جس کو ہزاروں زائرین نے سنا
مان میں کئی۔ مدنی۔ شامی۔ بغدادی۔ مغربی۔ ہندی و سندھی شامل تھے۔

گناہ کبیرہ محمد جی نے ۱۱۹۰ھ سے بہت سال قبل تصنیف کیا ہوگا۔ کیونکہ
اردو زبان میں فارسی اوزان اور بحر کے رواج سے پیشتر ہندی اوزان میں
لکھنے کا دستور تھا اور محمد جی میاں جو متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ۱۱۸۰ھ کے
قریب فارسی اوزان میں نظمیں لکھ رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کے
ہندی اوزان کی نظمیں اس عہد سے پہلے کی تالیف ہوں گی۔ یہاں چند ابیات
بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں :-

گاہ بگاہ اور تاکو تاری سیندھی بوز اسلے
اصل حرام جو بیویں کھاویں بڈے خدا کے مارے
لاہی ہیں تعزیر کرن کے انکی ساکھ رزالی
حکم شرع میں بات شاہدی انکی ساری ڈالی

سوں گمہ تاکو پاؤں میں کھان لیلین اسکوں بوٹی
گنجیہ شطرنج پچھسی چوڑ جو اچھیلیں
تباہن منڈاویں ڈاڈھی ستاہن کھاویں
نزارشی کپڑا ہنیں جامہ زمین بہاریں
مجلس بیٹھنچاویں کپڈیاں کھیں دے پیسے
اہل علم کی مجلس سستی کیجے بھاگ جو جاویں
عیب چھپائیں ل چٹھائیں بچیں جنرں اداوی
سارے تن کے بال منڈاویں چٹے کھاویں
ہوئی کھیل دیوالی دیکھیں دسرا ہی میں جاتے
ڈولے کا ڈھیل کٹھاویں اور فقیری لیتے
پڈھیں نمازاں نہٹ گھاہرے سجدہ کوع ملا کر
لعل کسو بنا گلاہی باندھ نماز اسی میں کرتے
بیاز نکال تجارت کرتے سو بنیا د پلٹتے
بار گیری اور نفری کیجے گھوڑا ایک لکھا جے
لکڑی گھاس جو مول کریں پھڑپھڑی موی کڑی
خاتمہ :-

مسد کوئی اٹھا کر دلسوں بناں دلیل کیگا
قول آخر حرف خدا کا بولا ہے سن لیجیو
وہ پھر بھارا اسی کی گردن ابد ابد رہیگا
جگ میں جینا تھوڑا یا رو غل اسی پر کیجیو
اس رسالے کے آخر میں اگرچہ کوئی تاریخ کتابت موجود نہیں۔ مگر اس
کے ساتھ کے باقی رسالوں پر ۱۲۳۶-۱۲۳۷ھ درج ہے اور کاتب کا نام فقیر اللہ بن
عبدالرحمن میاں ہمدوی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رسالہ ہذا اسی کاتب نے لکھی

تاریخوں میں نقل کیا ہوگا

عقائد گروہ دیوان

من تصنیف محمد جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ رسالہ بھی اسی قدیم پنجابی وزن میں ہے۔ جو گذشتہ رسالہ کا ہے۔ اشعار کی تعداد بانو ۹۲ اور موضوع جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے ہندیوں کے اعمال و عقائد ہیں۔

ابتدا:-

اول کیجئے صفت اس کی جسے ایک مانا دو جسے کہو درودنی پر جو برحق کرمانا رسالہ ہذا پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ امر روشن ہوتا ہے کہ ہندیوں اور سنیوں کے اعمال و عقائد میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے سنی معتقدات کے ساتھ حضرت سید محمد جو پوری کی ذات کے لئے ہندی موٹو ہونے کا عقیدہ ضم کر لیا ہے۔ اور ان تمام مذہبی تعدیوں کے باوجود جن کا دسویں صدی ہجری میں یہ گروہ ہدف رہا ہے۔ اس کا اہل سنت سے کچھ ذکر عقائد میں انحراف جس کا بصورت حالات بہت قوی امکان تھا واقع نہیں ہوا۔

اشعار از خاتمہ:-

ساخنی کہوں تو سداں بنج رو تہرپ سکھی مٹاؤں	اگر تفاوت کہوں تو آگے لکھ بلا پاؤں
آنکھاں مچھنے خبر پڑگی یوں غریب بتلاوے	ساخت بات جو کوئی نہ مانے آدانت پختاوے
لکھا ہندوی میں کر ساکھی محمد جی نیں بولا	جنا لکھاویا سارا جو ہندی کا ٹولا
خطا چوک اس میں جو پاپے کرسے پوری ساری	گنہگار یہ عاجز بند اگر سے بنیتی زاری
خوب نعمتاں صاحب آگے بدلا بھر بھر لیجیو	سب گروہ کا خاک پائے ہے دعا خیر تم کیجیو

ان لوگوں کی کروہی و جکی لکھی نشانی کہو درود نبی ہمدی پر پوری ہوئی کہانی
تمام شد بدستخط فقیر اسد بن عبدالرحمن میاں ہمدوی غفر اسدہ ولوالدیہ -
سید خیر الدین صاحب کلیل ٹھکانجات بے پور کے مجموعہ کتب میں اس رسالہ
کے دو نسخے ہیں۔ پہلا وہی جس کا فقیر اسد کاتب ہے۔ دوسرا نسخہ محمد کمال الدین
ولد محمد اسد اسد ولد محمد مارت حافظ ہمدوی کے ہاتھ کا جو ۱۱۸۳ھ میں نقل ہوا
ذیل میں بعض پرانے الفاظ درج کئے جاتے ہیں :-

لاگے (لگے) - ناری (عورت) - دارو (شراب) - بیاز (بیاج) - بنتی (منت)
آندھا (اندھا) - بجانے (توڑے) - کوڑا گئیانی (کودن - نادان - غبی - بھس)
ناری تیاگے (عورت چھوڑ دے) - بے نثارے (بے بخشے) - موندھا کر
(پابند کر کے) - گانجھا (گانجا) - گھونٹی (گھنٹی) - بونٹی (بونی) - موچھاں (موچیں)
ٹھار (ٹھور) - ادھاری (ادھار) - دسراہی (دسہرا) - گگن (آسمان) - کٹوہیں
(نکالیں) - گھارے (گھراے) - بجاویں (بجالائیں) - اپاڑ (جرے کو دنا)
کھوسیں (چھینیں) - بوجھن لاگے (پوچھنے لگے) - اٹھاؤں ہارے (اٹھانے
والے) - چھوڑاؤں (چھڑانا) - کال (کل) - یگے (جلدی) - کریاں (کریم) -
ساخہ (سج) - ارادہ (محبت و خلوص) - ٹھاڑے (کھڑا) - جازا (جان) -
سندیار (پیغام) - دھرن (زمین) - جیتیاں (جتنی) - اتریاں (اتریں) -
آدانت (اول آخر) - بخشاؤں ہارے (بخشانے والے) - تیرے (فریب) -
بانٹ (راستہ) - دوہلی (شکل کھٹن) - اوبارے (نجات دے) - نساے
(ربائی دے) - اینیں (ایسے) - چکاری (بیکار - ناکارہ) - سودمی (سیدھی)
آپا مارنا (نفس کشی) - باہنا (بونا) - آپھے (اچھے) - پاچھے (پچھے) - آنکھاں موچے
(آنکھیں میچے) - کیہرا (کیسری - زعفرانی) :

رسالہ سے ایک ورق چھوڑ کر جس میں ہمدومی بزرگوں کی تاریخ نماے وفات درج ہیں۔ ایک قصیدہ آتا ہے جو بار دلیف و بے قافیہ ہے۔ جعفر زٹلی اور دوسروں کے ہاں بھی ایسی نظمیں ملتی ہیں۔ ہمدومیوں کو اپنے مذہب سے قریبی لگاؤ ہے۔ اور وہ دینی احکام پر نہایت سختی کے ساتھ عامل ہیں۔ ہمیں جس قدر ان کا طریقہ ملا ہے تقریباً سب کا سب مذہبی ہے یا اخلاقی جو ہندو تلمیذین سے آراستہ ہے۔ یہ قصیدہ بھی ایک نصیحت نامہ ہے جس کا انداز بے لاگ اور لہجہ کسی قدر تلخ اور محکمانہ ہے۔ وہ ہوندا :-

حق حاضر ہے حق ناظر ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
وہ اول ہے وہ آخر ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
واحق باطل سب جانے ہے تے نل کی بات بچانے ہے
تو کرتا ہے سو جانے ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
تو کھوٹا دمڑا دیتا ہے پھر لیتے آچھا لیتا ہے
اب کہو جو ناکیتا ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
سو دے میں غیب چھپاتا ہے تو دھوکا دے سمجھاتا ہے
یوں اپنا کام چلاتا ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
تو نیکی سانگ دکھاتا ہے جیوں آچھا ہو کہلاتا ہے
باطن میں بورا دکھاتا ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
تیرے سوں جو کوئی پیار کرے تو اسکے کڑے چار کرے
انصاف نہ دلیں یار کرے ہشیار کہ آخر بوجھیکا
مونہ میٹھا دلیں کھتا ہے پھر ظلم بیازا اور بتا ہے
تو ایسا کافر کھتا ہے ہشیار کہ آخر بوجھیکا

تو باہر بڑا نمازی ہے دل اندر گیدی پازی ہے
 حق کیونکر تجھ سوں راضی ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تو فرض وقت کوں کھوتا ہے کیوں غافل ہو کر سوتا ہے
 دوزخ کے لائق ہوتا ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تیرے سر قرض جاتا ہے تو اسکوں بہت کڈھاتا ہے
 اور اپنا کام چلاتا ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 جسکے سر ز آتا ہے تو اسکوں پکڑ بیٹھاتا ہے
 دونا ڈیوڈھا لکھواتا ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تو چار عرض بازار کرے جو اسکے آٹھ ادھار کرے
 پھر بارائے کر خوار کرے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تو دابے حق برائے کوں تو روار کھے ظلمانے کوں
 کر یاد خدا کن جانے کوں ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تو تریا پر قربان ہوا ماں باپ سول بے فرمان ہوا
 تو جان بوجھ اسجان ہوا ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 تو چنلی چاڑی کھاتا ہے ہر یک کوں جاسکھلاتا ہے
 تو آپس بیچ لڑاتا ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 جھوٹی سوگند جو کھا دیگا دوزخ میں چل کر جا دیگا
 جب اس کا بدلا پاویگا ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 سکھ دیکھ براناجلتا ہے دل اندر حسد ایتا ہے
 تو تیری آگن میں جلتا ہے ہوشیار کہ آخر بوجھیکا
 قصید میں اگر کسے نام ہو جو نہیں مگر تم کو کوئی تعجب نہیں ہوگا اگر وہ بالآخر محمد جی میاں کا ثابت ہو
 حافظ محمود شیرانی

اردوئے قدیم کے متعلق چند تصریحات

اردوئے قدیم کے متعلق اب تک جو اہم تصنیفات شائع ہوئی ہیں - ان میں سے چند ایک میں کہیں کہیں واقعات حقیقت کے خلاف درج ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ اردوئے قدیم کے متعلق تصنیفات مرتب کرنے والوں کی لاپرواہی نہیں اور نہ ہی یہ کام انہوں نے عمدہ کیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات مصنفین کی رسائی تحقیق کے صحیح مواد تک نہیں ہو سکی اور اس وجہ سے ان سے کہیں کہیں لغزش سرزد ہو گئی ہے۔ اردوئے قدیم کی بیشتر تصنیفات اب تک مخطوطات کی صورت میں محفوظ ہیں اور یہ مخطوطات ہندوستان کے مختلف کتب خانوں کے علاوہ سارے یورپ اور انگلستان کے کتب خانوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ نوابانِ اودھ اور سلطان ٹیپو کے عظیم الشان کتب خانوں کی مطبوعہ فہرستیں موجود ہونے کے باوجود یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کتب خانوں کے مخطوطات کیا ہوئے۔ راقم نے ان شاہی کتب خانوں کے چند مخطوطات برٹش میوزیم، انڈیا آفس اور لندن کے مشہور کتاب فروش لیونزک (Levy) کے کتب خانوں میں دیکھے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شاہی کتب خانوں کے عظیم الشان ذخیرے اس طرح پریشان کیسے ہو گئے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے تسلط کے بعد کتب خانوں کا جو حصہ انگریز انفرادی طور پر انگلستان لے جا سکے وہ تو وہاں پہنچ گیا ہے اور باقی کا با تو زمانے کی دست برد کی نذر ہو گیا ہے یا بجی کتب خانوں میں محفوظ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں اردوئے قدیم کے متعلق تحقیق کرنے والوں کے

راستے میں بہت سی ایسی مشکلات حائل ہیں جن کا درمان اُن کے بس کی بات نہیں۔ علاوہ انہیں چند ایک ایسے مخطوطات بھی ہیں جو امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ دریافت ہو رہے ہیں۔ اور اس میدان میں ابتدائی کام کرنے والوں کو اُن کا علم نہیں تھا۔ مثال کے طور پر راقم نے خود چند ایک مخطوطات انگلستان کے قیام کے دوران میں دیکھے ہیں جو یا تو ابھی دریافت ہی نہیں ہوئے تھے اور یا ان کا صحیح علم تحقیق کرنے والوں کو نہ تھا۔ میں بیشتر انہی مخطوطات کی مدد سے اُن نتائج پر پہنچا ہوں جو اس مقالہ میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جو میرے پیشروؤں سے مختلف ہیں۔ امید ہے کہ ان نتائج کو نکتہ چینی پر محمول نہ کرتے ہوئے صرف اظہارِ حقیقت کے طور پر قبول کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں مجھے بالخصوص اپنے اساتذہ کرامی حافظ محمود شیرانی صاحب۔ سید شمس اللہ صاحب قادری اور ڈاکٹر محی الدین قادری سے معذرت عرض کرنا ہے جن کے نتائج تحقیق اس مقالے میں زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔

۱۔ نامہ مراد کا سن تصنیف

اور

لفظ اردو کے استعمال کی اولین تاریخ زبان کے معنوں میں نامہ مراد حضرت مراد شاہ لاہوری کی تصنیف ہے۔ یہ ایک منظوم خط ہے جو مراد شاہ نے اپنے والد پیر کرم شاہ عرف مسیتا شاہ کے شاہجہان آباد کے قریب قزاقوں کے ہاتھوں سے ۱۲۱۲ھ میں قتل ہونے کے بعد لکھا ہے۔ اس منظوم خط سے دنیا کے ادب پہلی مرتبہ حافظ محمود شیرانی صاحب کی مساعی سے روشناس ہوتی ہے۔ جو اپنی گراں قدر تصنیف ”پنجاب میں اردو“ میں اس خط پر

تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”ان میرادشاہ کی طبیعت غزل سے بہتر مثنوی پر جمتی ہے
۱۱۹۶ھ میں ایک منظوم خط عزیزان وطن کو لکھتے ہیں جو نامہ مراد
کے نام سے موسوم ہے اور ہمارے مخدوم جناب غلام دستگیر
صاحب نامی کی سعی سے چھپ چکا ہے“

نامہ مراد کا سن تصنیف شیرانی صاحب نے ۱۱۹۶ھ مقرر کیا ہے۔ حالانکہ یہ
خط اس وقت سے سات سال بعد نظم کیا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
نامہ مراد کے مطبوعہ نسخے کے دیباچے سے شیرانی صاحب کو کوئی مغالطہ ہوا
ہے۔ یہ دیباچہ نامی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ لندن سے میں نے جب
نامی صاحب سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے مجھے لکھا:-

”حضرت مراد ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ گئے۔ سات سال کے بعد یعنی
۱۲۰۳ھ میں آپ نے نامہ مراد رقم فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر
۱۷ برس کی تھی۔ شیرانی صاحب کو میری مہم تحریر سے دھوکا ہوا

ہے۔
دیباچے کی تحریر کو آپ اب وقیع نہ سمجھیں جو کچھ وہاں لکھا گیا ہے
اسے نظر انداز کر دیں“

نامی صاحب نے ازراہ کرم مجھے حضرت مراد کے والد پیر کرم شاہ کے
سوانح حیات کے متعلق بھی ایک اقتباس اڈکار قلندری سے نقل کر کے ارسال
فرمایا۔ جس سے واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ حضرت مراد اپنے والد کے ساتھ
لاہور سے ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ تشریف لے جاتے ہیں۔ اڈکار قلندری حضرت مراد

مہائی پیر فرح بخش کی تصنیف ہے اور اس کا ایک مخطوط نامی صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں پیر کرم شاہ کے نقل مکان کا ذکر یوں کیا گیا ہے :-
 "در وقت ویرانی پنجاب و لاہور کہ در ضروب سنگماں بظہور پست
 وطن مالوت گذشتہ اقامت بلدہ لکھنؤ اختیار داشتہ در ۱۱۹۶ھ
 یکہزار و یکصد و نو دوشش من ہجرت بنی علیہ السلام مع اہل و
 عیال عازم بلدہ مسطور گردیدند"

مذکورہ بالا بیان سے یہ صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت مراد کے والد انیس ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ لے کر گئے تھے۔ اب نامہ مراد کے متن پر نگاہ ڈالئے تو وہاں مراد شاہ لکھتے ہیں :-

میان لکھنؤ باشم ازین طور	طپد دل از برائے شہر لاہور
ہمیں لاہور میں جلدی بلاؤ	وے یہ لکھنؤ کو بھی دعا دو
کہ حق اس شہر کو آباد رکھے	رہسوں کو یہاں کے شاد رکھے

اور اطرافوں سے منع یا گدا ہے ہر اک اس شہر میں اگر مہر ہے
 یہ عالم اس طرح بتا یہاں ہے کہ جوں بتیں اتوں میں باں ہے
 تعرض کچھ نہ بد کو نیک سے ہے کہ بے پروا یہاں اک ایک سے ہے
 کچھ اطرافوں میں کچھ اس شہر میں بھی کٹی ہے سات سال اوقات اپنی

ظاہر ہے کہ اگر مراد شاہ ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ گئے تھے اور لکھنؤ اور اس کے اطراف میں سات سال رہنے کے بعد یہ خط لکھ رہے ہیں تو یہ خط یقیناً ۱۲۰۳ھ میں لکھا گیا ہو گا نہ کہ ۱۱۹۶ھ میں جیسا کہ شیرانی صاحب نے

پنجاب میں اردو میں درج کیا ہے +

علامہ ازیں مراد شاہ کی عمر کے متعلق بھی غور کرنے سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ نامہ مراد شاہؒ کی تصنیف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مراد شاہ کی عمر اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ نامی صاحب نے کلیات مراد کے ایک مخطوطے سے مراد شاہ کی تاریخ وفات کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار نقل کر کے ارسال فرمائے ہیں۔ یہ شعر مراد شاہ کے بھائی پیر قلندر شاہ نے لکھے تھے :

علام رکن دین شاہ مرادم کہ معدوم است در دنیا مالش

برآمدت و نہ سال و ہجے چند نمود چون حساب سن و سالش
بہ بزم وصل جان چون انجمن رفت درینا گشت تاریخ وصالش

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد شاہ اُن تیس سال کی عمر پا کر ۱۲۱۵ھ میں فوت ہوئے یعنی وہ ۱۱۸۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ لہذا اگر انہوں نے ۱۱۹۶ھ میں نامہ مراد نظم کیا ہو تو اس حساب سے اُن کی عمر اس وقت دس سال کے لگ بھگ ہوگی۔ لیکن بظاہر یہ نامکمل معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی دس سال کی عمر میں منظوم خط میں اس قدرت سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکے جیسا کہ مراد شاہ نے کیا ہے۔ اسلئے میرے خیال میں مراد نامہ یقیناً ۱۲۰۳ھ میں نظم ہوا ہے جبکہ مراد شاہ کی عمر سترہ سال کی تھی +

نامہ مراد کی تاریخ تصنیف معین کرنے میں غلطی کھا جانے کی وجہ سے شیرانی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے :-

”لفظ اردو کا استعمال ان (مراد شاہ) کے ہاں تحسین کی طرح قدیم ہے گویا تحسین نثر میں اور یہ نظم میں سب سے پہلے لاتے ہیں۔“

یہ صحیح ہے کہ مرادشاہ اُن پہلے شاعروں میں سے ہیں جنہوں نے ”اُردو“ کا لفظ زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے چنانچہ نامہ تراویں انہوں نے لکھا ہے۔

وہ اُردو کیا ہے یہ ہندی زباں ہے

کہ جس کا قائل اب سارا جہاں ہے

لیکن یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ مرادشاہ سب سے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے نظم میں سب سے پہلے اُردو کا استعمال زبان کے معنوں میں کیا ہے۔ غلام ہمدانی مصحفیؒ ۱۱۹۴ھ سے لے کر ۱۲۴۴ھ تک یعنی مرادشاہ کے وقت میں بقید حیات تھے۔ مرادشاہ نے مندرجہ بالا شعر ۱۲۴۳ھ میں لکھا ہے اور مصحفی کا ایک شعر ہے۔

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میر و مرزا کی

کہیں کس منہ سے ہم آئے مصحفیؒ اردو ہماری ہے

اس شعر میں بھی اُردو زبان کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ

یہ شعر ۱۱۹۴ھ اور ۱۲۴۳ھ کے بین بین مرادشاہ کے شعر سے پہلے ہی لکھا گیا

ہو۔ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ مصحفیؒ نے یہ شعر لکھا ہے لیکن معین طود پر یہ

معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ شعر مصحفیؒ نے عمر کے کس حصے میں نظم کیا ہے ؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ تحسین نے سب سے پہلے نثر میں اردو کا لفظ

زبان کے معنوں میں استعمال نہیں کیا۔ پنجاب میں اردو میں شیرانی صاحب نے

فرمایا ہے۔

”زبان کے معنوں میں اس (اردو) کا استعمال چنداں قدیم نہیں ہے

اس کو رواج میں آئے سو۔ سو اوس سال کا عرصہ کم و بیش گزرتا ہے

ادبیات میں سب سے پیشتر میر محمد عطا حسین خان تحسین نے یہ نام اختیار کیا۔ چنانچہ نو طرزِ مرصع تالیف ۱۱۳۳ھ کا یہ فقرہ ۱۔
 "اور جو کوئی حوصلہ سیکھنے زبان اردو معلیٰ کار کئے گا سو مطالعہ اس گلدستہ نگارین کیسے ہوش اور شعور خواہے کلام حاصل کرے۔"
 تحسین نے اپنے بیان میں ایک تو اردو کی بجائے "زبان اردو معلیٰ" کے نام سے زبان کو یاد کیا ہے۔ دوسرے ادبیات میں اس سے قبل مصحفی نے صرف "اردو" کا لفظ زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مصحفی تذکرہ ہندی میں نثار کے متعلق ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"چون اصلش معمار است لہذا بنائی رستہ ہم بخوبی نہادہ ادا کی بان
 اردو چنانچہ باید از زبان ندرت بیانش میشود۔" ۲

اور اسی تذکرے میں مندرجہ ذیل بیان میں بھی مصحفی نے اردو کا لفظ زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لکھا ہے:-

"نقل است کہ روزی در شاہجہان آباد بخانہ لطف علی خاں ناقت
 مشاعرہ بود۔ غزل طرحی میر صاحب کہ رونقش بعد قافیہ صرفت اور
 بمعنی طرف تقرر داشت و ازین جہت بعضی از فصحا اور اخلاف
 اردو شمرده پیرایش نکردند۔ و اکثری اطاعت استادیش کردہ اشہب
 فکر را در میدان خیال دو انیدہ" ۳

مصحفی کا یہ تذکرہ جس میں اردو کا لفظ زبان کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے تحسین کی تالیف نو طرزِ مرصع سے کم از کم چار سال پہلے لکھا گیا ہے جیسا کہ ثانی

۱۔ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو۔ صفحہ ۲، ۳۔ میر محمد عطا حسین خان تحسین: نو طرزِ مرصع۔ صفحہ ۱۷

۲۔ غلام ہمدانی مصحفی: تذکرہ ہندی، صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ ایضاً۔ صفحہ ۸۳،

صاحب نے بیان کیا ہے۔ نو طرز صبح کا سن تالیف ۱۲۱۳ھ ہے۔ لیکن مصنف کا تذکرہ ہندی ۱۲۰۹ھ میں مکمل ہوتا ہے۔ کیونکہ تذکرے کے اختتام پر سن تکمیل بول درج ہے :-

چونکہ از فضل خدا ساختہ شد جلد این تذکرہ مانند بہشت
سال او چون ز خرد پر پیغم یک ہزار و دود و صد و نہ ہشت
دیگر

چون ز انعام خدای کار ساز شد مرتب این کتاب دلپذیر
بسکہ در معنی نظیر خود نداشت گفتہ شد تاریخ جلد فی نظیر
اس سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ تختین سے چار سال قبل مصنفی نثر میں
اردو کے لفظ کو زبان کے معنوں میں استعمال کر رہا ہے۔

۲۔ شمس العشاق کا سال وفات

شاہ میراں جی شمس العشاق قدیم اردو کی تصنیف سب برس کے مصنف
ہیں۔ اور بادشاہ بیجا پور یوسف عادل شاہ (۱۲۸۹ھ - ۱۳۱۵ھ) کے عہد حکومت
میں بقیہ حیات تھے۔ آپ بارہ برس تک مدینہ رہے اور بارہ حج کرنے کے
بعد ہندوستان لوٹے تو بیجا پور میں باقی کی عمر گزار کر یہیں فوت ہوئے۔ ڈاکٹر
سید محی الدین قادری نے اپنی گراں قدر تصنیف اردو شہ پارے میں شمس العشاق
کا سال وفات ۱۳۱۵ھ درج کیا ہے۔ لیکن اور کسی مصنف نے شمس العشاق کا
یہ سال وفات نہیں دیا۔ زیری ان کی تاریخ وفات ۲۵ شوال ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء

۱۸۹۷ء غلام ہمدانی مصنف، تذکرہ ہندی، صفحات ۱۸۷، ۱۸۸،

۱۸۹۷ء محمد الدین قادری: اردو شہ پارے - صفحہ ۳۴۱،

معین کرتا ہے۔ ڈاکٹر بلی اور حافظ محمود شیرانی نے بھی بالترتیب سال وفات ۱۴۹۶ء اور ۹۰۲ھ درج کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اردو شہ پارے میں کاتب کے سہو سے شمس العشاق کا سال وفات ۱۴۹۶ء کی بجائے ۱۴۹۸ء درج ہو گیا ہے۔ کیونکہ اور کسی تذکرے میں شمس العشاق کا سال وفات یوں درج نہیں ہے۔

۳۔ لذت النساء کا مصنف

لذت النساء فارسی کی وہ تصنیف ہے جس کا منظوم ترجمہ اردوئے قدیم میں سید میرا حسین نے عبد اللہ قطب شاہ (۱۶۳۶ء - ۱۶۷۲ء) کے عہد میں تحفۃ العاشقین کے نام سے کیا۔ سید شمس اللہ قادری نے اردوئے قدیم میں لکھا ہے کہ لذت النساء کے مصنف کا نام شاہ محمد جامی تھا۔ اور اس کا تعلق عبد اللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کے پیشرو محمد قلی قطب شاہ (۱۵۸۰ء - ۱۶۱۲ء) کے دربار سے تھا۔ راقم نے لذت النساء کا ایک مخطوط برٹش میوزیم کے کتب خانہ میں دیکھا ہے۔ جس میں لذت النساء کے مصنف نے مندرجہ ذیل شعر نظم کیا ہے :-

بدانی محمد قلی نام من تخلص بہ جامی در النظام من
اس شعر سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ لذت النساء کے مصنف کا نام محمد قلی اور تخلص جامی تھا۔ نہ کہ اس کا نام شاہ محمد تھا جیسے کہ سید شمس اللہ نے تحریر فرمایا ہے

لے زبیری، ردۃ الاولیاء، صفحہ ۱۲۱، ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو۔ صفحہ ۲۳ - اور

تاریخ ادب اردو۔ صفحہ ۱۷، ۳ سید شمس اللہ قادری، اردوئے قدیم۔ صفحہ ۶۷،

۷ محمد قلی جامی، لذت النساء۔ ورق ۳۔

برٹش میوزیم کے اسی مخطوطے میں دوسرے ورق پر مندرجہ ذیل اندراجات ملتے ہیں :-

درمدرج سلطان عبداللہ قطب شاہ

بلند مرتبہ شاہ عالم پہناہ جہاندار سلطان عبداللہ شاہ

یکی از غلامان درگاہ او غلام است جامی نگو خواہ او

مندرجہ بالا اشعار سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جامی کا تعلق سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دربار سے تھا۔ نہ کہ محمد قلی قطب شاہ کے دربار سے جس کے متعلق سارے مخطوطے میں جامی نے کوئی ذکر نہیں کیا،

۴۔ کیا ملک خوشنود نے یوسف زلیخا بھی لکھی تھی ؟

ہشت بہشت کی تاریخ تصنیف

ملک خوشنود سلطان عبداللہ قطب شاہ کے غلام تھے۔ جن کو سلطان نے اپنی لڑکی شہزادی خدیجہ سلطان کی شادی کے وقت ۱۶۳۲ء میں جہیز میں دے دیا تھا۔ شہزادی خدیجہ سلطان جب اپنے میکے گولکنڈہ سے اپنے سسرال اور خاوند محمد عادل شاہ کے پاس بیجا پور پہنچی تو دوران سفر کی خدمات کے عوض شہزادی نے ملک خوشنود کو اعزاز و اکرام سے سرفراز کیا اور ملک خوشنود متھوڑے عرصے بعد محمد عادل شاہ کے دربار کا ایک معزز رکن شمار ہونے لگا۔ اسی سلطان کی فرمائش پر ملک خوشنود نے امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کو ۱۶۴۰ء میں قدیم اردو کے سلسلے میں ڈھالا۔ سید محی الدین قادری کا بیان ہے کہ ملک خوشنود نے یوسف زلیخا کی مثنوی بھی نظم کی تھی۔ اور اس مثنوی کے متعلق ملک خوشنود نے

برٹش میوزیم کے ہشت بہشت کے مخطوطے میں ذکر کیا ہے۔ راقم نے برٹش میوزیم کے مخطوطے کو خوب غور سے دیکھا ہے۔ لیکن یوسف زلیخا کا کوئی ذکر کہیں نہیں ملا ہے۔ قادری صاحب نے ورق یا کسی دیگر سند کا حوالہ نہیں دیا۔ جس سے پتہ چل سکتا کہ ملک خوشنود نے یوسف زلیخا بھی نظم کی تھی علاوہ ازیں کسی دیگر تذکرہ نگار نے بھی ملک خوشنود کی یوسف زلیخا کا ذکر نہیں کیا۔

قادری صاحب اور برٹش میوزیم کے ہندوستانی مخطوطات کی فہرست مرتب کرنے والے نے بھی یہ لکھا ہے کہ ملک خوشنود کی منظومہ مثنوی ہشت بہشت کی تاریخ تصنیف کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ حالانکہ برٹش میوزیم کے ہشت بہشت کے مخطوطے میں ورق ۸۰ پر یہ شعر درج ہے:-

ملک خوشنود موقی صاف رویا

اپس کے ناؤں کا تاریخ بلیا

یعنی ملک خوشنود نے اپنے نام ملک خوشنود کے اعداد سے کتاب کی تاریخ تکمیل نکالی ہے۔ ان اعداد سے ۱۰۵۰ء مطابق ۱۹۴۱ء حاصل ہوتا ہے اور یہی سن کتاب کی تکمیل کا سال ہے۔

مثنوی ہشت بہشت میں کل ۳۲۲۵ اشعار ہیں۔ اس کی طرف شاعر نے خود بھی اشارہ کیا ہے:-

کیا ہوں بیت کا نادر شمار یو

جو ہے دوسو پچاس ہزار تین ہزار پچ

۱۔ سید محی الدین قادری: اردو شہ پارے صفحہ ۴۹، برٹش میوزیم کے ہندوستانی مخطوطات کی فہرست

صفحہ ۲۸، ۲۹ ملک خوشنود، ہشت بہشت، ورق ۱۷۸،

قادری صاحب نے لکھا ہے کہ اس شنوی میں ۱۰۰۰ اشعار ہیں۔ نہ جانے انہوں نے یہ تعداد کیسے مقرر کی ہے۔ حالانکہ ملک خوشنود نے صاف طور پر لکھا ہے کہ اس شنوی میں تین ہزار دو سو سچپس اشعار ہیں۔ علاوہ ازیں راقم نے برٹش میوزیم کے مخطوطے کے اشعار کو شمار کیا ہے۔ اور دیکھا ہے کہ ملک خوشنود کا بیان درست ہے ۹

۵۔ پھولبن کی فارسی اصل

پھولبن اردو نے قدیم کی ایک شنوی ہے۔ جو ابن نشاطی نے ۱۶۵۵ء میں نظم کی تھی۔ سید شمس اللہ قادری نے اردو کے قدیم رص (۶۹) میں بیان کیا ہے کہ پھولبن ملا احمد زبیری کی فارسی تصنیف بسائین الانس کا ترجمہ ہے۔ لیکن راقم نے برٹش میوزیم کے مخطوطے سے معلوم کیا کہ بسائین الانس کا مصنف ملا احمد زبیری نہیں بلکہ احمد حسن دبیر عیدوسی ہے۔ چنانچہ وہ اسی مخطوطے میں ورق ۸ ب پر اپنا نام یوں درج کرتے ہیں:-

محمد صدر علا احمد حسن دبیر عیدوسی (کذا)

سید شمس اللہ نے ملا احمد زبیری کے نام کے لئے کشف الظنون مصنف حاجی خلیفہ کی سند دی ہے۔ لیکن راقم کو کشف الظنون سے بھی یہ سند دستیاب نہیں ہوئی ۱۰

سید شمس اللہ قادری اور ڈاکٹر زور نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ پھولبن فارسی بسائین الانس کا ترجمہ ہے۔ حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ

۱۰ سید محی الدین قادری، اردو شہ پارے۔ صفحہ ۴۹،

۱۱ سید شمس اللہ قادری: اردو کے قدیم صفحہ ۶۹، ڈاکٹر زور، اردو شہ پارے صفحہ ۸۵،

پھولبن کا افسانہ فارسی بساتین الانس سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ ابن نشاطی نے خود پھولبن میں تسلیم کیا ہے :-

طبیعت کی مری ہے سب یوسفانی کیا ہر بیت کو میں مو شگافی
پر ت کے باغ کی لی باغبانی بساتین میں کر یا سو ترجمانی

لیکن ابن نشاطی نے بساتین الانس کو لفظ بلفظ ترجمہ نہیں کیا۔ اردو تالیف فارسی اصل کے مقابلے میں بہت سادہ اور محمل ہے۔ مثال کے طور پر میں یہاں فارسی بساتین الانس اور اردو پھولبن سے دو متوازی اقتباسات درج کروں گا۔ جن سے قرین اندازہ لگا سکیں گے کہ میرا دعوے کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ ان اقتباسات میں ایک نوجوان کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ جو ایک لڑکی کے حُسن کی شہرت سن کر اسے دیکھنے کے بغیر اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے :-

اقتباس از بساتین الانس (فارسی)

چون آنجا رسیدم مرا چنان روشن شد کہ در فلان محله خانه زاهدیست و
اور دختر یست چون خورشید برین ، بکمال حسن و زیبائی آراستہ و بنا ز و کرشمہ
دلربا چون جان در دلہا عزیز شدہ ۔ خورشید نور و ضیا از ماورخار او اقتباس می
و این ترانہ بدلیج در وصف جمال او درست می آید :-

گر حُسن تو بر فلک زند خرقا ہی از ہر فلکی جُدا بتا بد ما ہی
و ر لطف تو در زمین بیاد را ہی صد یوسف بردار از ہر جا ہی
و با و صبا از شکستہ زلف دلاویزش مشک بر خروار بر بندد ، و مشاطہ بہار
برائی تر زمین رخسار عروسان چمن نمونہ از باغ عارض گلگون او برد ۔ و صفائی تر از زمین او

۱۔ بساتین الانس کا لفظی ترجمہ ہے ، ۲۔ ابن نشاطی : پھولبن ورق ۱۲ ب ،

بدان حد که راز سینه اش چون باده از جام بلورین در نظر نگاریان روشن نموده
 شب افروزی چون متابجانی سیاه چشمی چون آب زندگانی
 فسونگر کرده بر خود چشم خود را زبان بسته به افسون چشم بد را
 نمک داده لبش در خنده پیست نمک شیرین نباشد آن مگر مست
 در شک برگشتش خروشان به بازار ارم ریگان فروشان
 بکلم آنکه الشباب شعبه من الجنون خیال لقائے او در سر من افتاد و قاید شوق
 عنان شکیبائی از دست خرد بر بود، و جذب عشق صبر و هوش را از منزل سینه
 موسی کشان بیرون بُرد و درین تمنا دل چون کاب کوه خراب شد -
 و هر روز که شاہد روشن رومی آفتاب سر از گریبان صبح بر آوردی و حُبتِ رومی
 آن ماه رومی بر مرکب شوق سوا پیاده در کوی آن زاهد بر ختم - و هر شام که دست
 تقدیر مصابیح نور گستر انجم درین نه طاق گردان بر افروخته و طولیه باغی در در
 شب افروز کو آب برگوش گردن افلاک بستی دیده خونبار در محله آن ماه
 ستاره شمردی و گفتی :

خداوند اشکم را روز گردان چون روزم بر جهان فیروز گردان
 شبی دارم سیاه از صبح اُمید درین شب رو سفید کن چون خورشید
 بفریاد من خسر یاد خوان رس تویی یاری رسی فریاد هر کس
 تا بعد امتداد روزگار و تعاقب لیل و نهار صبح اُمید در تنم و غنچه دولت در
 تبسم آمد و نیز اقبال در سیت الشرف رسید - و گوش جان از اهانت غیب ندای
 بشارت آناد دَوْلَةُ الیک شنید، و مرا با او سرو جو بیار جوانی و نهایت آرزوی
 انسی و جانی نعمت دیدار بی مزاحمت اغیار حاصل شد، و اساس عهد و پیمان
 استحکامی هر چه تمامتر پذیرفت ۱۰

اقتباس از بھولن (اردو)

تجارت کی بہت صورت سول وہ
اتھا میں اس سفر میں اس کے سنگت
مری اس وقت تھی اول جوانی
اسی اس ٹھارے کے اندر کی بیٹی
چتر، چنچل، سرک، کنٹل، سہانی
چندر آدھا کہوں میں کیوں شانی
بھنواں کے کیوں محراب غمے گر
نئیں کوڑگساں کہنا ہے ناساز
کہوں رخسار کیوں اس کے لالا
میں سرتے پاؤں لگ اس موہنی کا
ہوں اس دیکھنے کی مجھ کو آیا
اول تھا حال کچھ آخر ہوا اور
جو یاد آتی تھی وہ چلبلی مج
پیارے کا پرت پیارا لگیا سو
لگے جیٹہ ہو کر نیناں اُبلنے
دھواں آہاں کر سر پہ ہو بدل چھائے
کلی نمنے ہوا دل تنگ ناشاد
پرت کی آگ سول لہلہ ہوا راک
جو اُس کو دیکھے کا مجھ ہوا ذوق
ہر اک نہن چنچل کی گلی کوں

گیا ایک مرتبہ گجرات کوں سو
گھڑا سو کیا کہوں اس ٹھار پر گھات
نوی انہری تھی مجھ کو مشا دمانی
فرشتہ خوشی تھی مابد کی بیٹی
نہ اس کا کوئی تھا صورت میں ثانی
چندر آدھا نہیں ویسا نورانی
کہاں وہ نور محراباں کے اوپر
چمن کے گرگاں میں گاہ جوئے ناز
ہر اک لالو کے درمیان ہی ہے کالا
کہ تھا تیوں کیا صفت کرنی سکونگا
تماشے کوں مرادل سد اُچایا
پرت کی جلیٹی مج کو لگی زور
تو ہوتی تھی سینے میں گد گلی مج
پرت کا ٹھنڈ ہو رہا لگیا سو
لگیا جیوں شام ہو کر جو چلنے
گرم بھاپاں سون ٹھنڈاں پر چھلے آئے
ہوا کھڑے گریباں پھول کی ناد
صبوری کا جو تھا دامن ہوا چاک
جو آیا دل منے میرے ایل شوق
ہوں چپ کر دیکھیں اس چلبلی کوں

سینے میں دم کو اپنے ساندے کے مکر کوں اپنے دامن باندے کے
 یکایک اس گلی میں کوئی ناؤ جا جلوں میں چاندنی کی دھوپ میں جا
 کر اس چندر بدن کے گھر طرف ہر یک نس نین کے تارے بکھیروں
 کروں ہر شب نین ہوں آبپاشی اساساں کی کروں دم سول فراشی
 کنگن کے سچھے اُمید کا سُر مرے بختاں کے نیناں کو دیا نور
 یکایک جھانک کر دیکھی مجھے نا مرے ہو اُس کے دودیدے ہو چاہے

۱۔ شریعت نامہ یا احکام الصلوٰۃ

شریعت نامہ شاہ ملک کی ایک مذہبی مثنوی ہے۔ جو ۱۰۶۶ھ میں لکھی گئی ہے۔ سید شمس اللہ کے پاس اس کا جو مخطوطہ ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل شعر درج ہے :

یوسلیاں کو دکھی کیا اس سبب فہم کر کے دل میں کریں یاد سب
 فرس کو دکھی میں ہوا یہاں صاف

آخری مصرعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت نامہ کسی فارسی تصنیف کا ترجمہ ہے لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ شریعت نامہ کی فارسی اصل کیا ہے۔ میں نے انڈیا آفس لائبریری (لندن) اور برٹش میوزیم کے کتب خانے کا جائزہ لیا تو مخطوطات میں شرف الدین بخاری کی فارسی مثنوی مقدمۃ الصلوٰۃ نظر پڑی جس کے شریعت نامہ کا نفس مضمون ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ بخاری نے یہ مثنوی ۱۰۳۳ھ میں لکھی تھی مندرجہ ذیل متوازی اقتباسات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شاہ ملک شرف الدین

لے ابن ناشلی، پھولکن۔ ورق ۲۹ - ۳۲،

۱۔ شاہ ملک : شریعت نامہ، ملوکہ سید شمس اللہ (ملاحظہ ہو اردو نے قدم، صفحہ ۸۸)

بخاری کی تصنیف کے اقتباس میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں :

اقتباس از مقدمۃ الصلوٰۃ

در بیان وضو

سنتِ آبدست دہ باشد	ہر کہ دانست مردِ درہ باشد
شستنِ دست پیشِ مسواک است	نامِ حقِ گفتنِ ازلِ پاک است
مضمضہ، مسحِ گوش و استنجا	بہ کراتِ شستنِ اعضا
نیز انگشتِ پاؤں را تخلیل	سنتِ آمدنِ مصطفیٰ بے قیل
باز تخلیلِ بحیمہ است شاق	گفتنِ این جملہ را علی الاطلاق
عضو گر تر کنی روا نبود	راندنِ آب جز دوا نبود

اقتباس از شریعت نامہ

در بیان وضو

وضو میں کے سنت پودس ہیں یار	سو کرنا ہے اول استنجا یوں ہوشیار
بھی پڑھنا ہے بسم اللہ سود و سیرا	دھونا ہاتھ کھٹکتے سوتیسرا
ہے چوتھا توں اتناں کو مسواک کر	اے پانچواں منہ میں پانی کو دھر
چھٹا ناک میں لے آئے خلال	ہے ہفتم سوڈاڑی کوں کرنا خلال
سنتِ آٹواں ہے توں اُگھلیاں کسب	خلال کر وضو کر یگا توں جب
نواں مسح کانوں کے کرنا اے یار	ہے دسواں ہر یک عضو دھو تین بار

ڈاکٹر زور کا یہ خیال ہے کہ احکام الصلوٰۃ شاہ ملک کی تصنیف شریعت نامہ کا ایک حصہ ہے۔ لیکن یہ خیال محض قیاس پر مبنی نظر آتا ہے۔ حقیقت سے

۱۔ شرف الدین بخاری، مقدمۃ الصلوٰۃ - ورق ۵ ، ۲۔ شاہ ملک : شریعت نامہ -

اس کا کوئی تعلق نہیں۔ شریعت نامہ اور احکام الصلوٰۃ دونوں کے آغاز اور انجام کے اشعار یہ ہیں :-

آغاز

الہی دے توفیق انسان کوں کریں بندگی تیری دل جان سول
توں پیدا کیا محض بندگی کے تیں سوا اوچھوڑ کر پڑے ہے گندگی کے تیں

انجام

سوروشین ہے امیم لام کاف فرس کو دکنی میں بولیا ہے صاف
سن یک ہزار ہے ہور سر لوسات کیا تھا اسی سال میں یوحنا کا
ظاہر ہے کہ جب دو تصنیفات کے آغاز اور انجام کے اشعار ایک ہیں اور
باقی کے مطالب بھی ایک ہیں۔ تو ایک کتاب دوسری کتاب کا حصہ نہیں ہو سکتی
بلکہ ایک ہی کتاب کے دو مختلف نام ہیں۔ صرف مختلف مخطوطات پر مختلف نام
درج ہو گئے ہیں :

۷۔ احسن القصہ یا یوسف زلیخا

احسن القصہ اندھے شاعر ہاشمی کی دکنی میں تصنیف ہے۔ جو اُس نے
۱۹۹۶ء میں مکمل کی تھی۔ ہاشمی علی عادل شاہ ثانی (۱۶۵۶ - ۷۳) کے عہد حکومت
میں زندہ تھا اور اپنے مرشد شاہ ہاشم سے تعلق کی وجہ سے اپنا تخلص ہاشمی کرتا تھا
ہاشمی کے سوانح حیات کے متعلق زیادہ تفصیلات معلوم نہیں لیکن اس بات پر
تمام وقایع نگار متفق ہیں کہ وہ مادر زاد اندھا تھا۔ محمد ابراہیم زبیری اپنی تصنیف
بسا این السلاطین میں لکھتے ہیں :

لے انتخاب از شریعت نامہ شاہ ملک ورق ۴۰۱ - واحکام الصلوٰۃ (اردو کے قدیم مضمون ۸۸) :

”باوجودیکہ بصیرِ مادر زاد بود آنا بہ بصیرتِ چشم دلش بدینا۔“^۱
 کہا جاتا ہے کہ ہاشمی نے احسن القصص کے علاوہ ایک مثنوی یوسف زلیخا
 بھی لکھی تھی۔ زبیری نے بساتین السلاطین میں لکھا ہے :-
 ”ونیر از جملہ ہندی گویان زمان کی میاں ہاشمی است“
 قصہ یوسف زلیخا را بہ محاورہ آ زمان بہ زبانِ دکنی نظم نموده و دیوان
 غزل مشتملہ بر مضامین سنجیدہ ہم دارد۔“^۲

اس بیان سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ ہاشمی نے قصہ یوسف زلیخا کو دکنی میں نظم کیا تھا۔
 تذکرہ نویسوں میں ڈاکٹر زور پہلے صاحب ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ
 ہاشمی نے احسن القصص کے علاوہ ایک اور کتاب یوسف زلیخا بھی تصنیف کی تھی
 اپنے بیان کی تصدیق میں انہوں نے پیرزادہ غلام محی الدین کی سند پیش کی ہے
 جس نے اپنی تصنیف احوال سلاطین بیجاپور میں لکھا ہے :

”یکی ازان ہاشمی است کہ بزبانِ ہندی احسن القصص را در سلک . . .
 شعر کشیدہ“^۳

ڈاکٹر زور نے خود یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ ان کی رسائی یوسف زلیخا کے کسی مخطوطے
 تک نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر زور کو وقایع نگاروں کے مختلف بیانات
 سے دھوکا ہوا ہے کہ ہاشمی نے یوسف زلیخا اور احسن القصص دو مثنویاں نظم
 کی تھیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی مثنوی کے ہیں۔ ہاشمی کی
 یوسف زلیخا کے اب تک تین ہی مخطوطے دستیاب ہوئے تھے۔ جن میں سے

^۱ لے محمد ابراہیم زبیری ، بساتین السلاطین انڈیا آفس کا مخطوط ، ورق ۳۱۵ ب ،

^۲ ایضاً۔ ورق ۳۱۵ ۔ سید محی الدین قادری زور ، اردو شہ پارے ، صفحہ ۷۲ ،

^۳ پیرزادہ غلام محی الدین : احوال سلاطین بیجاپور ، ورق ۳۱

ایک حکیم شمس اللہ قادری کے پاس ہے۔ ایک کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ مدراس میں محفوظ ہے۔ اور ایک جرمن اور ٹیل سوسائٹی کے کتب خانے میں۔ بد قسمتی سے ڈاکٹر زور کو ان میں سے کوئی نسخہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ حالانکہ ان تین نسخوں کے علاوہ برٹش میوزیم میں بھی ایک نسخہ محفوظ ہے۔ برٹش میوزیم کے عظیم الشان کتب خانے کو دیکھ کر جہاں علمی ذخائر کو جمع کرنے کی کوشش پر عجایب خانے کے کارپردازوں کو دودھنی پڑتی ہے۔ وہاں آدمی یہ شکایت کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اب تک ان ذخائر کی تفصیلات کو مرتب کرنے کی پوری سعی نہیں کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ابھی تک بہت سی قدیم اور علمی کتابیں انبار کی صورت میں کتب خانے میں جمع ہیں۔ اور چونکہ اس انبار تک پڑھنے والوں کو پہنچنے بھی نہیں دیا جاتا۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ اس ڈھیر میں کیا کیا جواہر نہماں ہیں۔ خوش قسمتی سے راقم کو ایک ایسا مخطوطہ برٹش میوزیم میں ملا جس کے متعلق ایک دستی فہرست میں صرف اتنی تفصیل درج ہے کہ ”یہ ایک دکنی مخطوطہ ہے۔“ مخطوطہ نکلوا کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ ہاشمی کی وہی تصنیف ہے جسے یوسف زلیخا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کا کوئی نسخہ اب تک انگلستان میں نہیں پایا جاتا۔ اس مخطوطے کے مطالعہ سے راقم کو یہ پتہ چلا کہ یوسف زلیخا اور احسن القصاص ہاشمی کی ایک ہی تصنیف کے دو نام ہیں۔ اور ڈاکٹر زور سے ان ناموں کو دو مختلف تصانیف سے منسوب کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ہاشمی نے کتاب کا نام احسن القصاص کی بجائے احسن القصہ رکھا ہے۔ اسی لئے راقم نے بھی اس کے لئے یہی نام استعمال کیا ہے ۛ

مثنوی کے آغاز میں ہاشمی نے اپنی اس مثنوی کے متعلق لکھا ہے :-
کہ یقصد توں بول عرفان سوں کتابوں کے اب دل کے سن گاہوں

کہا احسن القصہ جس کوں خدا کتاہوں میں اس کا تجھے ابتدا
 مثنوی کے آخر میں ہاشمی نے پھر مثنوی کے اسی نام کا مادہ کیا ہے :-
 مصر میں گئے چونکہ یوسف نے راج سنہار کوں تیوں ہو آرام آج
 لکھن ہار کا ہوئے تازہ دماغ پڑنہار کا ہوئے دل باغ باغ
 رکھیا احسن القصہ رب جس کا نام تجھے کھول کر میں او بولیا تمام
 اس سے کچھ آگے جہاں اس نے مثنوی کے نفس مضمون یا دوسرے نام کا
 ذکر کیا ہے۔ وہاں اسے زلیخا کے قصے کے نام سے پکارا ہے :-
 اگر توں بی اپنا مگے رکھنا نام زلیخا کے قصہ کوں کر اب تمام
 ہاشمی کے ان اشعار سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ احسن القصہ اور
 یوسف زلیخا اس کی ایک ہی تصنیف کے دو نام ہیں۔ علاوہ ازیں جب راقم نے
 سید شمس اللہ کے ملوکہ مخطوطہ یوسف زلیخا کے اقتباسات کا مقابلہ برٹش میوزیم
 کے مخطوطہ احسن القصہ سے کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اقتباسات ایک کتاب کے ہیں
 اس لئے یہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں کہ احسن القصہ اور یوسف زلیخا ہاشمی
 کی دو مختلف تصانیف کے نام ہیں ۛ

۱۔ ہاشمی ، احسن القصہ ، ورق ۴۱ ،

۲۔ " " ، ورق ۲۵۱ ،

۳۔ " " ، ورق ۲۵۲ ،

یہ مضمون میں نے اپنے اس غیر مطبوعہ مقالے سے مرتب کیا ہے۔ جو
میں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے لندن یونیورسٹی میں ۱۹۳۹ء میں پیش
کیا تھا۔ اور اس مضمون کی تدوین میں مندرجہ ذیل کتب کے حوالے دیئے
گئے ہیں :-

- ۱۔ نامہ مراد۔ مصنف پیر مراد شاہ، مطبوعہ لاہور۔ ۱۳۳۳ھ
- ۲۔ پنجاب میں اردو۔ مصنف حافظ محمود شیرانی، مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۲۹ء۔
- ۳۔ نو طرز مرصع۔ مصنف میر محمد عطاء حسین خاں تحسین، مطبوعہ عبثی۔ ۱۸۳۶ء
- ۴۔ ادکار قلندری۔ مصنف پیر فرح بخش، مخطوطہ [خلو کہ پیر غلام ادگیر صاحب نامی۔ لاہور]
- ۵۔ کلیات مراد۔ مصنف پیر مراد شاہ، مخطوطہ
- ۶۔ تذکرہ ہندی۔ مصنف غلام ہدانی مصحفی، مطبوعہ اورنگ آباد۔ ۱۹۳۳ء۔
- ۷۔ اردو کے قدیم۔ مصنف حکیم سید شمس اللہ قادری، مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۱۳ء
- ۸۔ اردو شہ پارے۔ مصنف ڈاکٹر محی الدین قادری زور، مطبوعہ حیدر آباد۔ ۱۹۲۹ء۔
- ۹۔ تاریخ ادب اردو۔ مصنف ڈاکٹر گریہم پیلی، مطبوعہ میسور۔ ۱۹۳۲ء۔
- ۱۰۔ تاریخ ادب اردو۔ مصنف رام بابو سکینہ، مطبوعہ الہ آباد۔ ۱۹۲۶ء۔
- ۱۱۔ روضۃ الاولیاء۔ مصنف زبیری۔
- ۱۲۔ لذت النساء۔ مصنف محمد قلی جامی۔ برٹش میوزیم کا مخطوط نمبر ایڈیشنل ۱۷۴۸۹
- ۱۳۔ بہشت بہشت۔ مصنف ملک خوشنود۔ برٹش میوزیم کا مخطوط نمبر ایڈیشنل ۱۰۵۹
- ۱۴۔ فہرست کتب خانہ برٹش میوزیم۔ ہندی۔ پنجابی اور ہندوستانی کے
مخطوطات، مصنف جے۔ ایف۔ بلوم ہارٹ، مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء۔
- ۱۵۔ کشف الظنون عن اسامی الکتاب والفنون۔ مصنف حاجی خلیفہ
مطبوعہ لائپزک۔ ۱۸۳۵ء۔ ۱۸۵۸ء۔

- ۱۶۔ بساتین الانس۔ مصنفہ احمد حسن دبیر عیدوسی۔ برٹش میوزیم کا مخطوطہ
نمبر ایڈیشنل ۷۷۱۷۔
- ۱۷۔ پھولین۔ مصنفہ ابن نشاطی۔ کتب خانہ انڈیا آفس لندن کا مخطوطہ نمبر پ ۱۴۔
- ۱۸۔ شریعت نامہ۔ مصنفہ شاہ ملک، کتب خانہ انڈیا آفس لندن کا
مخطوطہ۔ نمبر پ ۱۲۳۶۔
- ۱۹۔ مقدمۃ الصلوۃ۔ مصنفہ شرف الدین بخاری۔ کتب خانہ انڈیا آفس لندن کا
مخطوطہ۔ نمبر پ ۱۳۴۵۔
- ۲۰۔ بساتین السلاطین۔ مصنفہ محمد ابراہیم زبیری۔ کتب خانہ انڈیا آفس لندن کا
مخطوطہ نمبر فارسی ۳۴۰۶۔
- ۲۱۔ احوال سلاطین بیجا پور۔ مصنفہ پیرزادہ غلام محی الدین، برٹش میوزیم کا
مخطوطہ نمبر ایڈیشنل ۲۶۲۷۰۔
- ۲۲۔ احسن القصصہ۔ مصنفہ ہاشمی، برٹش میوزیم کا مخطوطہ نمبر اورینٹل ۱۱۳۶۸۔

محمد باقر

نوروز پر مزید نوٹ

اگست ۱۹۴۷ء کے اورینٹل کالج میگزین میں میں نے نوروز کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا جس کو بہت محترمہ کہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ نوروز کی ابتدا، اسکی تاریخ اور اس کے آداب و رسوم کے بارے میں قدیم اور جدید مصنفوں نے اتنا کچھ لکھا ہے کہ اس کو پیش نظر رکھ کر ایک کتاب تالیف کی جاسکتی ہے، پہلوی، عربی، اور فارسی کتابوں میں اس موضوع پر جا بجا بحث ہوئی ہے۔ لاطینی اور یونانی مؤرخوں کے ہاں بھی بعض جگہ اس کی طرف اشارے موجود ہیں۔ یورپ کے سیاحوں نے بھی اپنے سفر ناموں میں نوروز کا ذکر کیا ہے اور اب سترقین یورپ نے اس پر نادرہ مقالات لکھے ہیں *

موجودہ زمانے میں مغرب کے تین بڑے مصنفوں نے نوروز کے موضوع پر قلم فرمائی کی ہے، (۱) پروفیسر مارکوارٹ آلمانی جنہوں نے بزبان جرمن ایک مقالہ اس مجموعہ مضامین میں لکھ کر پیش کیا ہے جو ٹمسن العلماء جمشید جی جیون جی مودی کی یادگار میں شائع کیا گیا ہے، (۲) موسیو انیس ترانت زریف۔ جنہوں نے نوروز کے محبت پر ایک مضمون روسی زبان میں اپنی کتاب موسوم بہ "مطالعات ساسانی" میں لکھا ہے جس کا فارسی اور انگریزی ترجمہ مازندی نے ارغوان نوروز کے نام سے شائع کیا ہے، (۳) فرانسیسی زبان میں پروفیسر کرسٹن سین نے اس مضمون پر بہت سے مفید مشاہدات ایک ضمیمے میں درج کئے ہیں جس کو انہوں نے

طہ مودی میریل دویلیم (دہلی)، ص ۷۹ - ۷۵، طہ سینٹ پیٹرز برگ، ۱۹۳۷ء، ص ۱۷۰

۳۷ تہ مجلہ ایرانیک، دہلی،

اپنی کتاب موسومہ "انسان اولین و شاہ اولین" کی دوسری جلد کے آخر میں اضافہ کیا ہے۔

پہلے اور دوسرے مقالے سے میں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنا سابقہ مضمون لکھتے وقت استفادہ کر لیا تھا۔ لیکن کرسٹن سین کا ضمیمہ اس وقت میرے پیش نظر نہ تھا۔ اس میں نوروز کی ابتدا اور رسوم کے متعلق بعض ایسے نکتے بیان ہوئے ہیں جو عربی اور فارسی مآخذ کو دیکھنے سے ذہن میں نہیں آ سکتے اور چونکہ وہ مفید مطلب ہیں اسلئے ان کا بتانا مضمون کو مکمل کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سطور ذیل میں اس تکمیل کی کوشش کی گئی ہے۔

خاندان ہخامنشی کے بانی شاہ کُرش بزرگ نے تقریباً سارے مغربی ایشیا کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ جتنے ملک اس نے فتح کئے ان میں سب سے زیادہ مہذب اور تمدن بابل کی مملکت تھی۔ چونکہ اُس زمانے میں اہل ایران مغربی ایشیا کی دوسری قوموں (خصوصاً اہل بابل) کی نسبت بہت کم تہذیب یافتہ تھے۔ اس لئے لازمی طور سے انہوں نے تمدن کے بہت سے لوازمات بابل والوں سے اخذ کئے۔ مثلاً لباس۔ رسم الخط۔ آئین حکومت۔ مذہبی عقاید، آداب معاشرت وغیرہ۔ پروفیسر کرسٹن سین کا عقیدہ ہے کہ نوروز کا تہوار اور اس کی رسوم بھی ایرانیوں نے اہل بابل سے اخذ کیں، نہایت قدیم زمانے میں بابل میں ایک تہوار منایا جاتا تھا جس کا نام زنگاک تھا۔ پرانے کتبوں میں اس کا ذکر ہے اور ۲۳۳۰ قبل مسیح میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ یہ تہوار سال کے پہلے چہینے نیسان میں جو ۱۵ مارچ سے شروع ہوتا تھا منایا جاتا تھا۔ اور برابر گیارہ دن تک اس کی رسم و رسوم کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

اعتدال ربیعی کا دن (۲۱ مارچ) چھٹایا درسیانی دن ہوتا تھا۔ تمام رسم و رسوم کا مرکز شہر بابل میں مرووک دیوتا کا مندر تھا۔ جو بابل والوں کا سب سے بڑا خدا تھا۔ خود بادشاہ مندر میں آتا تھا اور مرووک کا ہاتھ پکڑ کر طاعت و بندگی کا اظہار کرتا تھا۔ اور رعایا کے ساتھ حسن سلوک کے پیمان کو تازہ کرتا تھا۔ شہر میں بڑی بڑی آگیں جلائی جاتی تھیں اور مرووک کی مورتی کو گھاڑی میں رکھ کر بہت بڑا جلوس نکالا جاتا تھا۔ بابل والوں کا عقیدہ یہ تھا کہ زنگٹ کے آٹھویں دن خدائے زمین و آسمان ایک دربار کرتا ہے جس میں باقی تمام خدایں جمع ہوتے ہیں اور اس کے سامنے بحالت رکوع جھکے رہتے ہیں۔ اور وہ اس وقت آنے والے سال میں تمام انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ ساسانیوں کے زمانے میں جشن نوروز چھ دن منایا جاتا تھا اور زنگٹ کی طرح اس میں بھی اعتدال ربیعی کا دن چھٹا دن تھا اور زرتشتیوں کا بھی بعینہ یہی عقیدہ تھا کہ اس موقع پر خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ہر شخص کو اس کی قسمت عطا کی، خداؤں کے دربار کا ذکر بھی زرتشتی عقیدے میں موجود ہے۔ اوستا میں کتاب وندیداد باب دوم میں دربار کا ذکر ہے وہ خدائے بزرگ و مہر و نے منعقد کیا تھا جس میں جم بھی موجود تھا جو ازروئے روایت جشن نوروز کا بانی ہے۔

نوروز کی رسوم میں ایک اور بڑے تہوار کے آثار بھی موجود ہیں۔ جو تمام مغربی ایشیا اور یونان میں بہار کے موسم کا تہوار تھا۔ اس کا نام ایڈونیا تھا اسلئے کہ وہ ایڈونس دیوتا کی یادگار میں منایا جاتا تھا۔ یونانی اساطیر میں ایڈونس نباتات اور زرخیزی کا دیوتا ہے اور قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو جنگل میں ایک

سور نے بھاڑ کر مار ڈالا تھا۔ محبت کی دیوی ایفرودائیٹی (زہرہ) جو اس کی عاشق زارتھی اس کے مرنے کے صدمے سے نڈھال ہو گئی۔ اس کے شدتِ الم کو دیکھ کر خدائے خدا یان یعنی زئیوسؑ نے حکم دیا کہ ایڈونس کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور اس کو اجازت دی جائے کہ وہ سال میں چھ مہینے اپنی محبوبہ ایفرودائیٹی کے پاس زمین پر بسر کیا کرے اور باقی چھ مہینے بحالتِ مرگ آسمان پر رہا کرے۔ چنانچہ اگلے دن ایڈونس کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور اسی دن سے آج تک وہ چھ مہینے زمین پر اور چھ مہینے آسمان پر بسر کرتا ہے۔ اہل بصیرت پر یہ بات واضح ہے کہ یہ ایک مثیل ہے جس کے ذریعے سے سال میں چھ مہینے موسم بہار اور گرمی کی سرسبزی اور چھ مہینے خزاں اور سردی کی پژمردگی کو بیان کرنا مقصود ہے۔ ایڈونیا کے تہوار میں پہلے دن ایڈونس دیوتا کی موت پر ماتم کیا جاتا تھا اور اس میں خصوصیت کے ساتھ عورتیں بہت نمایاں حصہ لیتی تھیں۔ سبنہ زنی کرتی تھیں اور نہایت جوش کے ساتھ بین کر کر کے رویاں۔ دیوتا کے مرنے کی کیفیت کو ڈرامے کی شکل میں بھی دکھایا جاتا تھا۔ اگلے دن اجوا غنہ الہی کا دن ہوتا تھا، اس کے دوبارہ زندہ ہونے کی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ باغوں میں پودے اور پھول لگائے جاتے تھے اور گھروں میں گلیوں اور گلدستوں سے درو دیوار کو سجایا جاتا تھا،

بعض موجودہ مؤرخوں کا خیال ہے کہ ایڈونیا کے تہوار میں ایڈونس کے ماتم کی جو رسوم تھیں۔ ایران میں وہ محرم کی رسوم میں منتقل ہو گئیں اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے کی جو خوشیاں منائی جاتی تھیں وہ نوروز کے تہوار کی خصوصیت بن گئیں۔

اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایران میں نوروز کا تہوار قدیم زنگٹ اور ایڈونیا کے تہواروں کا بقیہ ہے۔ لیکن ان کے علاوہ اہل بابل کا ایک اور تہوار بھی تھا جس کے بعض آثار نوروز میں موجود ہیں۔ اس کا نام یونانی اور لاطینی مؤرخوں نے سکائیٹا بتلایا ہے۔ وہ خزاں کے موسم میں منایا جاتا تھا اور اس کی ایک خاص رسم یہ تھی کہ اس بن غلام آقا بنتے تھے اور آقا غلاموں کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ایک واجب القتل شخص کو اس دن بادشاہ بنایا جاتا تھا اور اسے اجازت دی جاتی تھی۔ کہ جو جو بے اعتدال اور زیادتیاں وہ چاہے کرے۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔

نظام الملک نے سیاست نامے میں نوروز کے متعلق شاہان ساسانی کا ایک دستور بیان کیا ہے جو سکائیٹا کی ان رسموں کو یاد دلاتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ نوروز کے دن منادی کی جاتی تھی کہ جس شخص کو بادشاہ کے خلاف شکایت ہو اگر بیان کرے۔ بادشاہ دوزانو ہو کر موبدان موبد کے روبرو نہایت عاجزی کے ساتھ بیٹھتا تھا اور اسے تاکید کرتا تھا کہ میرے معاملے میں اپنا فیصلہ سننے میں تو ہرگز میری رعایت کو ملحوظ نہ رکھ اور پورے انصاف سے کام لے اگر تو میرے خوف سے یا رعایت سے بے جا فیصلہ دے گا۔ تو خدا تجھے سزا دیگا بادشاہ کے ساتھ اس وقت ایک معمولی مجرم کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور اگر بادشاہ کا قصور ثابت ہو جاتا تو اسے اپنے گناہ کی پوری تلافی کرنی پڑتی تھی؛

نوروز کے متعلق تاریخوں میں لکھا ہے کہ ساسانیوں کے زمانے میں اور بعد میں زمانہ اسلامی میں بھی وہ چھ دن منایا جاتا تھا جن میں آخری یعنی چھٹا دن

بہت اہمیت رکھتا تھا جس کو البیرونی نے النوروز الکبیر لکھا ہے۔ چھٹے دن کی اہمیت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ساسانیوں کے زمانے کے سالانہ تہوار (جو اصل میں موسمی اور دیہاتی نوعیت کے تھے اور امور کاشتکاری سے متعلق تھے) تعداد میں چھ تھے جن کو مجموعی طور پر گاہان بار کہا جاتا تھا۔ چونکہ مذہب زرتشتی میں زراعت اور کاشتکاری کو ایک مذہبی فرض قرار دیا گیا ہے لہذا رفتہ رفتہ ان تہواروں کا تعلق مذہب کے ساتھ بھی قائم ہو گیا اور مذہبی رسوم و عبادات بھی ان میں شامل ہو گئیں، گاہان بار میں سے ہر ایک تہوار پانچ دن منایا جاتا تھا اور ان پانچ دنوں کے نام اوستا کے پانچ مقدس گاتھاؤں کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔ سال کا سب سے آخری تہوار ہسپت مئید یا تھابو خمسہ مسترقہ کے پانچ ایام میں منایا جاتا تھا، یہ دراصل مردوں کا تہوار تھا۔ موجودہ اوستا کے تیرھویں یشت (فروردین یشت، آیت ۴۹-۵۷) میں لکھا ہے کہ ہسپت مئید یا کے دنوں میں فروشی یعنی باایمان لوگوں کی رو میں برابر دس راتیں مومنوں کے گھروں پر آتی ہیں اور صدقہ و قربانی کا تقاضا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس "یوم اموات" کو فروزدگیان یعنی فروشیوں کا تہوار بھی کہتے تھے، بیرونی لکھتا ہے کہ ان ایام میں لوگ بروج اموات یعنی دنجوں پر کھانا رکھواتے تھے اور اپنے گھروں کی چھتوں پر پیسے کی چیزیں رکھتے تھے تاکہ مردوں کی رو میں (فروشی) کھائیں پیں۔ اعتقاد یہ تھا کہ ان دنوں میں یہ رو میں غیر مرئی طور پر اگر اپنے خاندان کے لوگوں میں رہتی ہیں۔ لوگ اس موقع پر شر مسرود کو ہی (حب العسر) کی دھونی بھی دیتے تھے۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا

نہ انار باقیہ اس ۲۱۷، ۷ زرتشتی سال کا ہر ایک مہینہ تیس تیس دن کا ہوتا تھا۔ اس حساب سے سال کے ۳۶۰

دن ہوتے۔ باوجود یہیسنے کے بعد یعنی سال کے اخیر میں پانچ دن اور بڑھادے جاتے تھے جن کو خمسہ مسترقہ کہتے ہیں

کہ اس کی خوشبو مردوں کو مرغوب ہے۔ ہسپت میڈیا کے پانچ دن ختم ہونے کے بعد نیا سال شروع ہوتا تھا۔ یعنی چھٹا دن نوروز کا دن تھا۔ جس میں حسب معمول نئے سال کی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ بعد میں جب ایرانیوں نے اسلام قبول کر لیا تو زرتشتی تہوار ہسپت میڈیا کی رسمیں تو منسوخ ہو گئیں لیکن تہوار کے پانچ دن نوروز کے ساتھ شامل رہے اور وہ چھ دن تک منایا جانے لگا۔ جن میں چھٹا دن جو اصل میں فروردین کی پہلی تاریخ کو ہوتا تھا اب چھٹی تاریخ کو ہونے لگا۔ لیکن اس کی اہمیت اور عظمت وہی رہی جو پہلے تھی ۴

نوروز کی صبح کو نذیوں پر جا کر نہانے اور ایک دوسرے پر پانی چھڑکنے کی رسم کی اس بات کے بارے میں متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ رزمیہ ایران میں تو یہ لکھا ہے کہ جمشید (بانی نوروز) نے حکم دیا تھا کہ اس روز نہا و صو کر اپنے آپ کو پاک کر دو۔ بیرونی کا قول ہے کہ نہانا اور پانی چھڑکنا ایک ٹوکا تھا تاکہ سال میں بارش کافی ہو۔ جمشید کے زمانے میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ آخر بہت عرصے کے بعد بارش ہوئی۔ لوگوں نے اس کی خوشی میں ایک دوسرے پر پانی چھڑکا۔ تب سے یہ رسم جاری ہو گئی ۵ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں ایک اور وجہ لکھی ہے جو اس نے رسول اللہ کی زبانی بیان کی ہے ۱۔

و عن عبد الصمد بن علی یرفعه الی عبد الصمد نے اپنے دادا عبد اللہ بن جدہ کا عبد اللہ بن عباس انہ اُھدی عباس کے حوالے سے روایت کی ہے الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک دفعہ رسول اللہ کے پاس تحفے کے

۴ تاریخ مسلمانان نزد کربلا ۲۱ ص ۱۰۰ ، ۵ فتاویٰ کلابہ و صبیہ بعض نبیقت سنۃ

سہم (الآثار الباقیہ، ص ۲۱۸) ، ۶ تلخ یورپ ص ۸۰ ،

جام فضة فيه حلواء
فقال ما هذا قالوا
حلوة والنبي وذا قال
وما هو قالوا عيد
عظيم للفرس قال
نعم هو اليوم الذي
أحيا الله فيه العسكر قالوا
وما العسكر يا رسول الله قال
الذين خرجوا من ديارهم
وهم أوفى حذر

الموت فقال لهم الله
موتوا ثم أحياهم في
هذا اليوم رد عليهم
أرواحهم أصد السماء فمطرت
عليهم فلذلك اتخذ الناس
صب الماء فيه سنة ثم أكل الحلواء
وقسم الجوام بين أصحابه ،

طور پر ایک چاندی کا پیالہ جس میں مٹھائی
مٹی لایا گیا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے ؟
لوگوں نے کہا نوروز کی مٹھائی ہے۔ آپ
نے فرمایا نوروز کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا۔
ایرانوں کا بہت بڑا تہوار ہے ۔ فرمایا
بیشک یہی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ
نے لشکر کو زندہ کیا، لوگوں نے پوچھا ۔ یا
رسول اللہ کونسا لشکر؟ آپ نے فرمایا وہ جو
اپنے گھروں سے موٹے ڈر کے مارے
نکل کھڑے ہوئے حالانکہ وہ تعداد میں
ہزاروں تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان سے
کہا کہ مریاؤ پھر ان کو اسی دن (یعنی نوروز
کے دن) زندہ کیا انکی روحیں اُگو واپس
دیں ان پر مینہ برسا یا اسی لئے لوگوں نے
ایک دوسرے پر پانی ڈالنے کی رسم کو اختیار
کر لیا۔ تب آپ نے مٹھائی کو چکھا اور باقی
پیالہ اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا :

لیکن پانی چھڑکنے کی رسم کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ مربوط ہو یا نہ ہو وہ بظاہر
ایک شگون تھا جو سرسبز اور شادابی کی فال کے طور پر کیا جاتا تھا۔ یا طبعیتوں کے
جوش میں محض دل لگی کا اظہار تھا۔ جیسے ہمارے ہاں ہولی کے دن ایک
دوسرے پر رنگ چھڑکا جاتا ہے۔ نوروز کا چٹا دن روزِ خرواڈ کہلاتا تھا۔ اور

زرتشتی عقیدے میں خرد و اویانی کا فرشتہ ہے۔ عجیب نہیں کہ اس فرشتے کے اعزاز میں مذہبی رسم کے طور پر ایسا کیا جاتا ہو ۛ

جس طرح ہندوستان کی موسیقی میں موسمی راگ اور راگنیوں کے نام ہیں بعینہ اسی طرح ایران میں ساسانیوں کے زمانے کی موسیقی میں موسمی راگوں کے نام تھے۔ ہندوستانی موسیقی میں فصل بہار کی دو راگنیاں ہیں۔ - بسنت اور بہار۔ اسی طرح ایران میں بھی موسم بہار کے کئی راگ تھے۔ جن میں سے بعض کے نام نوروز کے ساتھ وابستہ تھے۔ ان میں سے ایک راگ کا نام نوروز تھا۔ ایک کا نام ساز نوروز ایک نوروز بزرگ اور ایک نوروز لے کو (کیقباد) تھا، موسم بہار کی ایک راگنی کا نام سبز اندر سبز تھا۔ جس کا نام فروسی نے بارتد کے ذکر میں لیا ہے ۛ

مُحَمَّد اقبال

دنیا سے اردو جنگِ عظیم کے بعد

اپنے زمانہ کے ادب کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا جہاں بظاہر آسان ہے وہاں بہت مشکل بھی ہے۔ اور غالباً مشکل بھی اتنی ہے کہ بظاہر بہت آسان ہے۔ انسان کی فطرت میں اسلاف کی عظمت اور بڑائی کی جو طلسم بھری عقیدت موجود ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے ہم عصر مصنف کی شخصیت نظروں میں نہیں چلتی۔ اس کے علاوہ معاشرہ مدارات اور مراعات، دوستانہ مراسم اور تعلقات، صلہ کی تمنا اور شہرت ارزاں کی ترغیبات حقیقتاً بے لاگ اور سچی تنقید کے راستے میں سنگِ گراں ثابت ہوتی ہیں۔ اور ایک نقاد کے لئے کھرے کھوٹے کا پرکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جدید ادب کے مبصر کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ بقول ولیمز ایسے کثرتِ لایف گلفروشنوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ جن کے ہاں کا ہر پھول عمدہ، اعلیٰ اور بے نظیر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسی دعویٰ اور اسی اعلان پر ان کی بکری موقوف ہے۔ بقول شاعرؔ آپ جس پھول کو توڑیں وہی رعنا ہوگا۔ اسی طرح ادبی ادوار کی حد بندی بھی بہت مشکل چیز ہے۔ اثرات کا عمل اور رد عمل وہ مخفی اور خاموش سلسلہ فعل ہے۔ جو غیر محسوس طور پر لٹریچر میں شروع ہو جاتا ہے اور اپنے واضح گان اظہار کے لیے کسی اہم وقت اور موقعہ کا مستلشی رہتا ہے۔

دنیا کی تاریخ میں جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء ایک بہت بڑی حد تک
جنگِ عظیم سے پہلے ہے جس سے ادھر اور ادھر مختلف اثرات و عوامل مختلف خصوصیات

جنگ کے اثرات کے لئے دیکھو

(1) WILLIAMS, MODERN ENG WRITERS (1890- 914) - P.3

(2) MUIR, POLITICAL CONSEQUENCES OF THE WAR (1930)

و امتیازات اور مختلف میلانات و رجحانات کی صاف صاف اور واضح سرحدیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً جنگ سے پہلے کے یورپ اور بعد کے یورپ میں خیالات کے معاملہ میں اتنا بڑا فرق نظر آتا ہے جس کا اندازہ شاید ہندوستان میں نہ کیا گیا ہو۔ جنگ سے پہلے یورپ کی فضا مادہ پرستی اور قوم پرستی، سائنس کے 'ایل جہانی' پس منظر اور روحانیت سے بیزار جارحانہ سپرٹ سے اس طرح لبریز ہو گئی تھی کہ غیب کی تاریکیوں سے گزرتے حقائق کی درخشاں دنیا پر پڑنے والی نظروں نے پیش گوئی کر دی تھی کہ تہذیب مغرب کی قبا کے پُرزے اب فضا سے آسمانی ہیں اڑنے والے ہیں۔ کیونکہ ٹائڈن کے نظریہ حیات نے زندہ رہتے اور ترقی کرنے کے لیے جو زہریلا، مگر سچا و ترقی پسند اور فریب خوردہ انسان کے سامنے پیش کیا تھا اس نے خود ہی دارونیت کی موت کا بندوبست کر دیا تھا و کٹورین عہد کے ادب میں انگلستان میں جو تردد اور روحانی بے اطمینانی موجود تھی۔ اس کا اظہار اس عہد کے صاحبان کمال اور ادب فن کے کارناموں سے بخوبی ہوتا ہے مثلاً جان رسکن نے آرٹ اور اخلاق میں جو گہرا رشتہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے خلاف رد عمل ہوا۔ اور آسکر وائلڈ نے ایک ایسا نظریہ فن پیش کیا۔ جس میں آرٹ کو زندگی سے الگ اور سراسر منقطع حقیقت ثابت کیا۔ یہ شاعر اور مصنف آرٹ محض آرٹ کی خاطر کے خیال کا مبلغ تھا اور زندگی میں مروجہ اخلاقی اصولوں کا سب سے بڑا مخالف۔ اس کی اپنی زندگی آزاد روش کی آئینہ دار تھی۔ جس کا اثر انگلستان اور ہندوستان کے نوجوانوں پر بہت گہرا پڑا۔ اگرچہ بٹلر کی کتاب *The way of all flesh* نے اس کے خلاف دوسری شاہلہ نکالی لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ آسکر وائلڈ اور اس کے بعد ڈی۔ ایچ لارنس نے جو راستہ قائم کیا۔ اس کا اثر آج تک محسوس ہوتا ہے۔

۱) *Routh — Towards the 20th Century* P 9:

Williams — Modern English writers (1890-1914)

جنگ کے بعد | یورپ میں جنگ عظیم کا اثر مختلف طبیعتوں پر مختلف ہوا۔ ایک فرانسیسی کے یہ الفاظ ایک گروہ کی ذہنیت کو آشکارا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ "اگر واقعی خدا ہوتا تو شاید یہ تمام مصیبتیں ظہور میں نہ آتیں"۔ مگر ایک جماعت ایسی بھی تھی جس نے اس خوفناک قیامت کو روحانی کمزوریوں کی طرف متسوب کیا۔ اور دنیا میں ایک اخلاقی انقلاب کی ضرورت محسوس کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مورتز الزکرجات کا نظریہ چنداں ہمہ گیر نہیں ثابت ہوا۔ اس لئے تھوڑی ہی مدت کے بعد یورپ میں پھر مایوسانہ شک و تردید، اجتماعی مسرت کے مقابلہ میں ذاتی خوشی کی تلاش، عام آزادی رائے کے مقابلہ میں عقاید پرستانہ عصبیت اور روحانیت سے عاری تصوف کو بہت فروغ ہوا۔ جرمنی میں *مہندس مہم* تحریک عام ہوئی۔ جس نے بعض غیر فطری رجحانات کو نشوونما دی۔ عورتوں کے بارے میں گونے کا نظریہ محبت غلط ثابت کیا۔ اور ان کے مقابلہ میں مردوں کو موضوع محبت بنانے کی تحریک پیدا ہوئی۔ ٹامس مین اس جماعت کے بہت بڑے علمبردار ہیں۔ روس میں گورکی نے عوام کے ادب کی طرف توجہ کی اور بونن نے ادب کو زندگی سے پیوستہ کیا۔ کارل مارکس کے نظریہ اقتصاد کو اگرچہ روس کے علاوہ کہیں بھی عام مقبولیت نہیں حاصل ہوئی۔ تاہم ۱۹۱۷ء کے بعد سے دنیا میں اس کے متعلق خاص دلچسپی نظر آتی ہے۔

جنگ کا اثر ہندوستان پر | افسوس ہے کہ ہندوستان میں جنگ عظیم نے کوئی خاص روحانی اثر پیدا نہیں کیا۔ خلافت کی تحریک میں عارضی طور پر ایمان مذہب کی تحریک کو کچھ سنبھالا نصیب ہوا۔ لیکن اس کے بعد روحانی تصنیف کی تحریک مردہ ہو گئی۔ البتہ سیاسی رنگ میں ہندوستان میں جنگ عظیم کا اثر روس کی طرح ایک نئی زندگی اور تازہ بیداری کا پیغام بن کر آیا۔ ۱۹۱۷ء کے بعد جبکہ یورپ

میں جنگ کا عملی طور پر خاتمہ ہو چکا تھا۔ ہندوستان میں اثرات جنگ کے طور پر اقتصادی پیمانی پیدا ہونے کے علاوہ قومی حکومت کے حصول کے لئے تحریک ترک موالات وجود میں آئی۔ جو ریکی کی تقسیم اور مسئلہ خلافت کی وجہ سے مسلمانان ہند کے اضطراب و احتجاج کی بنا پر ۱۹۱۹ء میں اس درجہ قوی اور مستحکم ہو گئی۔ کہ اس کی وجہ سے آل انڈیا نیشنل کانگریس ایک حقیقت ثابت بن گئی۔ اور ہجرت کی تحریک، اکی وجہ سے بعض ہندوستانی نوجوانوں کو جدیدوں کے خیالات سے روشناس ہونے کا موقع ملا۔ جنہوں نے ہندوستان میں واپس آکر رکن کے اشتراک خیالات کی تبلیغ کی۔ ملک کے اندر کسانوں اور مزدوروں میں ایک خاص احساس ترقی پذیر ہوا۔ جس کی وسعت اور شدت یہاں تک پہنچی کہ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے اشتراکی اصولوں کی تبلیغ کی آواز اٹھی۔

مغربیت کی مخالفت | تحریک ترک موالات نے خالص ادب پر کوئی نمایاں اثر نہیں ڈالا لیکن اس ذہنیت کی تعبیر میں بہت بڑا حصہ لیا جس کی پیداوار

ادب ہے۔ ترک موالات کی تحریک کا سب سے بڑا مقصد جو ہندو مسلمانوں کو کچھ دیر یا ہم ملائے رکھنے کا باعث ہوئی۔ ہندوستانیوں کے لئے قومی حکومت کا حصول تھا لیکن چونکہ جس جماعت سے قومی حقوق کا مطالبہ تھا۔ وہ ایک مغربی قوم تھی۔ اس لئے ہندوستان میں ترک موالات کی تحریک سے 'مغرب' کے خلاف بہت بڑی بغاوت پیدا ہوئی۔ چنانچہ مغربی تہذیب، مغربی وضع، مغربی تراش تراش، مغربی علوم، مغربی نظریات و تصورات سب کی مخالفت ہوئی۔ مغرب سے دشمنی یا بالفاظ دیگر 'مشرقت' کے احیا کی تحریک کو زیادہ تقویت اس لئے بھی ہوئی۔ کہ ترک موالات کے لیڈروں میں ایک طرف مہاتما گاندھی اور دوسری طرف علمائے اسلام (مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور مولانا عبد الباقی صاحب فرنگی علی) نے سیاسیات کی گاڑی کو مذہبی احساسات کی قوت سے چلایا۔

تحریک عدم تعاون کی بے اثری | تحریک ترک موالات کو ایک سیلاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس کا چڑھاؤ ہفتائیز اور مہینہ بھر کے ہنگامہ

تھا۔ اس کا آثار اس سے کہیں زیادہ فوری اور افسوسناک ثابت ہوا۔ ۱۹۳۸ء کے ہنگامہ کے بعد ملک میں مصنفین کی ایک اچھی خاصی تعداد پیدا ہو گئی تھی۔ جن کے نتائج ذہن سے اردو کا ذوق و مالا مال ہے۔ لیکن موجودہ تحریک نے علم و ادب کی نئی دنیا میں بڑے ناموں کا کسی طرح اضافہ نہیں کیا۔ جن کو ہم زبان اردو کے عناصر خمد کے مقابلہ پر پیش کر سکیں۔ اقبال اور ابوالکلام ظفر علی اور حسرت چند ایسی شخصیتیں ہیں جن کی ذہنی تربیت "اتحاد اسلام دور" میں ہو چکی تھی۔ لہذا انہوں نے جو کچھ اس زمانے میں لکھا۔ اسے محض اخراجات جنگ کی تحریک یا پیداوار نہیں کہا جاسکتا۔

تحریک عدم تعاون کے نتائج | اب اس ہمدرد تحریک ترک موالات بالکل بیکار نہیں گئی۔ ۱۹۳۰ء میں ملکی دور میں مولانا محمد علی نے جامعہ ملیہ کے نام سے ایک یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس کا نظام تعلیم دیسی اور قومی ضروریات کے عین مطابق تھا اور جس کی غایت طلبہ میں قومی جس کی نشو و نما اور آزاد ذہن کی پرورش اور تربیت تھی۔ حقیقت جامعہ ملیہ کی کارکردگی اس کے حسن نیت اور صدق ارادت کا ایک شہرہ ہے۔ تربیتی نتیجہ ہے۔ جامعہ ملیہ میں اسلامی ہندی تمدن کی تبلیغ اور اسلامی ہندی قومیت کے فروغ کے لئے نہایت پر غور و فکر صورت ہو رہی ہے۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ترک موالات کے زمانے میں مغرب اور مغربیت کے خلاف جو زبردست نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اس سے مشرقیت کی تحریک کو کسی قدر فروغ ہوا۔ لیکن مغربی اثرات کے نفوذ اور شیعہ کو بہت جلد ایک دوسرا راستہ مل گیا۔ اگرچہ مذہب اور فلسفہ مغربی میں اقبال جیسی بلند پایہ شخصیت نے مغربیت کے خلاف پرنہ

جہاد کا علم بلند کئے رکھا۔ لیکن ادب، شعر، افسانہ، ناول، آرٹ اور فن کی دنیا میں مغرب کا اثر پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوا۔ علی الخصوص ۱۹۲۷ء کے بعد جب کہ ہندوستان میں کارل مارکس کے نظریات کے متعلق عام دل چسپی پیدا ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی روسی واقعیت (Realism) نے نوجوان وطن کو مسحور کرنا شروع کیا اس دور میں روسی اثرات اس درجہ کارفرما ہیں۔ کہ اگر ہم آئندہ زمانے کو روسی اثرات کا دور کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

قبل از جنگ یورپ کا اثر ہند پر | اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندوستانی مصنفین یورپ کے جدید ترین اثرات سے ہی متاثر ہیں۔ اور ان اکابر کے علمی اور ذہنی فیضان سے یکسر محروم ہیں۔ جو آج سے تیس چالیس سال پہلے یورپ کے دل و دماغ پر عادی تھے۔ بلکہ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ ہندوستان کے مصنفین پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۵ء تک کے دور میں بعض ایسے مغربی مفکرین کا اثر نظر آتا ہے۔ جن کا مسلک یورپ میں ناقابل قبول قرار پا کر مسترد ہو چکا تھا۔ گویا ہندوستان میں دنیا کی ہم ادبی اور علمی لہر پندرہ بیس سال بعد پہنچتی ہے۔ ۱۹۳۵ء سے پہلے نمایاں طور پر آرٹ محض آرٹ کی خاطر کا مذہب فروغ پذیر رہا۔ چنانچہ جدوجہد میں انقلاب کے بعد بہت کچھ ناقابل ہو گیا تھا۔ ہندوستان میں بہت پسند ہونے لگا۔ اسی طرح اسکو رائڈ کا تصور زندگی نوجوانوں کیلئے اس وقت بہت کچھ کشش کا باعث بن رہا ہے جب خود انگلستان میں اس کے خلاف باقاعدہ رد عمل ظہور میں آگیا۔

ادب اور زندگی | تاہم اس دور میں ادب اور زندگی کی تحریک پوری قوت کے ساتھ پھیلی جس میں مفکرین مغرب کے تبلیغ میں اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ ادب کا زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہونا چاہئے۔ وہ ادب جو ہمیں روزمرہ زندگی کے مسائل سے دور لے جاتا ہے۔ بیکار اور بیمار ادب ہے جس سے قوم کو کچھ فائدہ

نہیں۔ اس تحریک کے علمبرداروں کے نزدیک روایات اور قدامت کا احترام ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اور نئی زندگی کے ساتھ ساتھ نئی روایات اور نئے رسوم اور طریقے ظہور میں آنے چاہئیں۔

اس دور کے لڑچکر میں صوبہ پرستی کے آثار نہایت نمایاں طور پر ادب میں صوبہ پرستی نظر آتے ہیں۔ غلامانہ زندگی کے زیر اثر ہندستان جیسے وسیع براعظم

میں وحدت کا پیدا ہونا ایک مشکل بات ہے لہذا اس میں مختلف قوموں اور جماعتوں خطوں، اور صوبوں کے درمیان اختلافات کا پیدا ہونا نہایت آسان ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان میں منافرت اور باہمی نزاعات کی سرسبز کھجور اسی چلنے لگی۔ کہ ملک کی وحدت ایک بکرا ہوا خیال بن کر رہ گئی۔ اس زمانے میں ہر صوبے میں بعض ایسی سولخ عیریاں مکی گئیں جن سے ان خاص خطوں کے بعض تاریخی ناموروں کے کارناموں کو اجاگر کرنا منقطع تھا۔ اسی طرح زبان اردو کے اصلی مولد اور وطن پیدائش ہونے کا دعویٰ مختلف صوبوں کی طرف سے کیا گیا۔ جو ایک آدھ جگہ تو خاص علمی تحقیق کا ثمرہ ہے۔ لیکن بیشتر اسی صوبہ پرستی کا مظاہرہ!

تحریک عدم تعاون سے اردو بولی کی ترقی

تحریک ترکِ موالات میں زبان اردو کو عوام میں پھیلنے کا بہت موقع ملا۔ خلافت اور کانگرس کے مبلغین نے گاؤں گاؤں میں پھر کر اپنے مقاصد کی تبلیغ کی۔ جس کے لئے زبان اردو کو ذریعہ اظہار خیال قرار دیا۔ اس عہد میں تحریر کے مقابلہ میں تقریر کی طرف خاص توجہ کی گئی۔ اگرچہ یہ دور بہت سے اچھے اخبار نویسوں کو منصفہ شہرہ دلانے کا باعث ہوا۔ لیکن چونکہ یہ عہد جذبات کا دور تھا۔ اس لئے مفکرین کی بجائے مقررین کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عہد کے اثرات محض نقش بر ہوا ہونے کی وجہ سے بہت جلد دلوں سے محو ہو گئے۔ اور خیالات و افکار کی دنیا میں ان کا کوئی پایدار اثر باقی نہ رہا۔ اردو کے اس قبول عام کے خلاف، مندوؤں میں بہت زبردست رد عمل ہوا۔

چنانچہ ہندی کے فروغ کے لئے پہلے سے بھی باقاعدہ پرجوش اور منظم کوششیں ظہور میں آئیں۔ اسی دور میں ہماری زبان کے لئے اردو کی بجائے ”ہندوستانی“ کے پرانے لقب کا احیاء ہوا۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ ایک آسان مشترکہ ”ہندی اردو“ زبان وجود میں لائی جائے۔ جو تمام ہندوستان میں سمجھی اور بولی جائے۔

بعض بلند پایہ رسائل اور ادارے بھی اسی دور کی یادگار ہیں۔ مثلاً معارف اعظم گڑھ جامعہ (دہلی) اردو (اردنگ آباد)۔ ہندوستانی (الہ آباد) ہمایوں (لاہور)۔ کارواں (لاہور) اور نیشنل کالج میگزین لاہور۔ اس ضمن میں جامعہ عثمانیہ کے ترجمے اور جامعہ طیبہ کا سیاسی لٹریچر بھی خاص قابل ذکر ہے۔

۱۹۳۶ء میں نیا ادب یا ترقی پسند ادب کی تحریک کا آغاز ہوا۔ **نیا ادب کی تحریک** جس کا مقصد یہ تھا کہ ادبیات اور فنون لطیفہ کو قدامت پرستوں کی جک جک گرفت نجات دلائی جائے۔ اودان کو عوام کے دکھ شکھ اور جدوجہد کا ترجمان بنا کر اس روشن مستقبل کی راہ دکھا دے۔ جس کے لئے انسانیت اس دور میں کوشاں ہے نیز یہ کہ ”ہندوستان کا نیا ادب ہماری زندگی کے بنیادی مسائل کو اپنا موضوع بنائے یہ بھوک افلاس سماجی پستی اور غلامی کے مسائل ہیں“ ترقی پسند ادب کی تحریک ابھی نئی ہے اور ہر نئی تحریک کی طرح جوش اور انتہا پسندانہ بے اعتدالی کے اثرات اس میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ جب بہتر لوگ اس کی باگ اپنے ہاتھوں میں لیں گے۔ تو اس سے ملک کے ادب کو بہت فائدہ ہوگا۔

اب تک جو کچھ بیان ہوا اس سے مقصد ادبی تحریک کے متعلق **لاادیت اور لادینی** متفرق اظہار رائے تھا۔ مجموعی اعتبار سے یہ دو دوسرائے تحریک خلافت کے زمانے کے جو لذت یقین کا حامل تھا، روحانی بلکہ اطمینانی، مذہبی کشمکش

لے اقتباس از اعلان نامہ انجمن ترقی پسند معنیفین۔ (از رسالہ اردو ص ۳۷۴) (۱۹۳۶ء)

اور افکار کے مہجان کا زمانہ تھا۔ اگرچہ اتحاد اسلام دور کے مفکر و معانی سکون کے پیدا کرنے اور ایمان و ایقان کے مضبوط کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہے (مثلاً علامہ اقبال وغیرہ) لیکن اس میں شبہ نہیں کہ غلامانہ زندگی سیاسی مہجان اور یورپ سے مسلسل و پیہم رابطہ و تعلق کی وجہ سے بیدار اور تعلیم یافتہ جماعت میں تردد اور شک، لا احدثیت اور مادیت کے عناصر زیادہ سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ اور رومانیت ایک موہوم بہشت کی طرح اب اس قابل نہیں سمجھی جاتی کہ مادہ پرست مخلوق اس کو قابل اعتناء خیال کرے۔ مجلسی مسائل کی بدستور چھان بین ہو رہی ہے اور اگرچہ عنایت اللہ خان المشرقی کی تحریک اور جدید علیحدہ قومیت کے تصور نے مسلمانوں کی سیاسی عصیت کو محکم بنا دیا ہے لیکن مذہب کے رومانی پہلو اور اس کے مجلسی نظام کے متعلق ان تحریکوں سے تنقید اور جرح و قدح میں کمی نہیں آئی۔ درحقیقت علامہ اقبال کے رومانی اور ایمانی پیغام کی بے اثری کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے ان کے مذہبی فکر سے کوئی دل چسپی نہیں رکھتے۔ ادب کے لطیف مظاہر کے بارے میں کوئی زاویہ نظر متعین نہیں ہوا۔ کیونکہ آرٹ اور زندگی کا فلسفہ نہایت سختی کے ساتھ آرٹ محض آرٹ کی غلطی کے ساتھ برسرِ کار ہے (Sensory and feeling) کی حقیقت پسندی اور *Realism* کی عیاں نگاری نوجوان ادیبوں میں بہت فروغ پا رہی ہے۔ اور جنس (sex) اور اقتصاد کو بہت اہمیت مل رہی ہے۔ اور اگرچہ کسان اور مزدور اور ملکی فلاحی کا مسئلہ نیا ادب کے مقاصد میں بمنزلہ عنوان ہے۔ لیکن محنت کش اور مزدور ابھی تک اس قابل نہیں سمجھا گیا۔ کہ عورت کے مقابلے میں ہمارے نوجوان ادیب ان غریب اور بے کس انسانوں کی اصلاح اور بہتری کی جانب مٹفت ہو سکیں پھر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلاف کی تقلید کے خلاف احتجاج کرنے والے یورپ کی تقلید میں عبود کا وہ راستہ اختیار کر رہے ہیں جس سے

شکی ہو کر علامہ اقبال نے جدید عرکوں کے متعلق فرمایا تھا۔

ترک را آہنگ نو درجنگ نیست

تازہ اش جز کمنہ افرنگ نیست

مذہب علم الکلام اور سیاست

گذشتہ سطور میں اس دور کے ذہنی رجحانات کی طرف جو محض اشارات کئے گئے ہیں۔ اب ان کی کسی قدر تشریح کی جاتی ہے سب سے پہلے مذہب اور تعلقات مذہب پر نظر ڈالتا ہوں۔ جو اس دور میں ایک زندہ حقیقت کا درجہ رکھتا ہے۔ اور ابھی تک دنیا کے اردو کے مفکرین کے لئے مخالفانہ یا سہمزدانہ توجہ کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس دور میں مسلمانان ہند کی مشعل کے بعد سب سے بڑی اجتماعی مذہبی تحریک خلافت ظہور میں آئی۔ اس لئے اس سے قطع نظر کرنا ممکن نہیں۔

شبلی کا اثر میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ اتحاد اسلام دور کے سب سے بڑے رہنما اور مفکر جنہوں نے سرسید کے علم کلام اور فلسفہ سیاست کی موثر مخالفت کی۔ علامہ شبلی تھے۔ اگرچہ مدرسہ دیوبند اپنے رنگ میں قال اللہ و قال الرسول کی مشعل کو روشن کئے ہوئے تھا۔ لیکن شبلی نے اپنی مذہبی فکر کو جابرانہ سیاسی نصب العین سے مسلح کیا۔ اور نوجوانوں کے مشوش اور تاریک قلوب کو مغرب کی مخالفت کی تیز روشنی سے متور کرنے کی کوشش کی۔ شبلی کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور کارنامہ یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو سرسید کے علم الکلام اور ان کی سیاست کے اثرات سے بچایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے باقی کاموں کے علاوہ خود علیگڑھ کالج (جواب یونیورسٹی ہے) کے مقابلہ میں ندوۃ العلماء کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ جو ”توسیع علم اور ترقی و اصلاح ہی کا مرکز نہ رہا۔ بلکہ علیگڑھ کی مخالفت میں رد عمل کا مرکز بھی بن گیا“

۱۔ موع کوثر روز شنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

اس موقع پر ہمیں مولانا شبلی کے فکر کے امتیازات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موجودہ مقصد کے لئے صرف اتنا اشارہ کر دینا کافی ہو گا کہ شبلی کی عظیم الشان شخصیت کا اثر ”اتحاد اسلام دور“ کے اکثر مصنفین مذہب پر بہت گہرا نظر آتا ہے۔ ان اثرات کا رنگ ان کے رفقا اور شاگردوں کے ذریعے بزرگ مولانا کے زمانے میں اور بھی گہرا ہو گیا۔ مغربی تعلیم اور مغربی طرز زندگی کے خلاف جو جہاد مولانا شبلی نے شروع کیا تھا۔ اس کی تکمیل مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا سید سلیمان نے اس نئے دور میں بڑی شد و مد کے ساتھ کی۔ اگرچہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اہللال کو دوبارہ جب زندہ کیا تو اس کی زندگی بہت کم تھی۔ تاہم اہللال کے قدیم دور نے جو ذہنیت مغرب کے خلاف پیدا کر دی تھی۔ وہ بجائے خود جدید خیالات کی تشکیل کے لئے کافی تھی۔

رفقائے شبلی | مولانا شبلی کے رفقائے کار اور تلامذہ نے اسلام کے ذہنی اور عملی پہلو کا جس رنگ میں مطالعہ کیا۔ اور ان کو جس دلکش اور موثر انداز میں پیش کیا۔ اس کی سب سے بڑی غایت یہ تھی کہ اسلام کو جدید سائنس اور علم کی دنیا میں کامیاب ترین مذہب ثابت کیا جائے۔ مغرب سے متاثر ہو کر ہائے نوجوان اسلام کے مستقبل بلکہ اس دور عقل و ترقی میں اس کی زندگی سے یہی مایوس ہو رہے تھے۔ ان کے دلوں میں پھر سے یقین پیدا کیا اور درخشان ماضی کی دلکش تصویریں دکھا دکھا کر یہ حقیقت نمایاں کی کہ اسلام کا حال اگرچہ مایوس کن ہے۔ لیکن ماضی کے اصولوں پر عمل کرنے سے مستقبل بہترین سکتا ہے۔

اس کام کے لئے شبلی اور رفقائے شبلی نے تاریخ اسلامی سے کام لیا۔ اور تمدن اور علوم سیاسیہ کی روشنی میں اپنی سوسائٹی کا تجزیہ کیا۔ خالص مذہبی عقائد پر بحث و نظر سے اجتناب اس لئے ضروری نظر آیا۔ کہ اب اس کی ضرورت باقی نہ تھی۔ علوم جدیدہ کی

کی روشنی میں اپنے علوم کو دیکھا۔ اور ان سے اسلام کی فوقیت ثابت کی۔ فکری ہیجان کے اس پہلو سے زیادہ واقفیت حاصل کرنے کے لئے معارف اعظم گڑھ کی مجلدات کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ یہ رسالہ بشلی کے ارشد تلامذہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ۱۹۵۹ء میں ہی کیا تھا اور درحقیقت اسی رسالہ کو انکار بشلی کا ترجمان خیال کرنا چاہئے۔

سید سلیمان ندوی | عقلی پہلوؤں کی فوقیت پر بحث کی ہے۔ وہ اپنے استاد بشلی کی طرح مغرب کے سارے نظام علمی و تمدنی کے مخالف ہیں۔ اور بقول شیخ محمد اکرم اس مخالفت کے اظہار کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے تحریک خلافت کے دوران میں مسئلہ خلافت کی مذہبی اہمیت پر بہت عالمانہ تحقیق و تدقیق ہوئی۔ اس لئے کہ مسلمانان ہند اپنی موجودہ سیاسی زندگی میں اس حادثے سے بہت گہرے طور پر متاثر ہوئے۔ اس علمی اور قلبی کوشش میں مولانا سید سلیمان، مولانا عبد السلام ندوی، ابوالحسنات ندوی اور بعض دوسرے حضرات نے بھی شرکت کی۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد (جو دارالمصنفین کے حلقہ سے الگ ہیں) نے اپنے خطبہ صدارت میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی۔ اس تجزیہ و تحلیل کا ایک غیر محسوس سا اثر مسلمانوں کے ذہن پر یہ پڑا۔ کہ انہوں نے پہلی دفعہ خلافت کے اصول اور موجودہ جمہوریت کے تقابل کے سمجھنے پر نگاہ ڈالی چنانچہ جب خود نثر کی نے خلافت کو منسوخ کر دیا تو مسلمانان ہند اس تلخ مگر سچی حقیقت سے روشناس ہو گئے کہ اب انہیں دوستانہ و ملنی مسائل میں دلچسپی لینا چاہیے۔

مذہب اور عقلیات میں مولانا عبد الماجد اور مولانا عبدالباری کے مضامین خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ برکھے کا تصور آلہ مسلمانوں کے فکر کے بہت نزدیک ہے۔ اس کے مکالمات کا ترجمہ ہوا۔ مولانا عبدالباری مذہب اور عقل کی حدود پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ریل کی دو گاڑیاں ٹکرا سکتی ہیں۔ اور ٹکراتی ہیں۔ لیکن ریل گاڑی

لے موج کوثر ۱۰ رسالہ معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۲ء

ادب جہاز میں تصادم ناممکن ہے۔ اس لئے کہ ریل سمندر میں چل ہی نہیں سکتی اور نہ جہاز خشکی پر۔ مولانا شبلی نے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے فلسفہ سیاست کی طرف خاص توجہ کی تھی انکے زیر اثر حجۃ اللہ ابوالغہ کی جانب خاص توجہ ہونے لگی۔ چنانچہ ابشاہ صاحب کے متعلق رسائل کے خاص نمبر نکل رہے ہیں :

اس دور میں قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف بہت میلان پیدا ہوا چنانچہ آٹھ قرآن کے نام سے سید سلیمان صاحب نے ایک کتاب لکھی۔ جس میں قرآن مجید کے جغرافیہ سے بحث کی گئی ہے۔ معلومات جدیدہ کی روشنی میں اگرچہ اس کتاب کے بعض واقعات غلط ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم کے مطالعہ کی طرف یہ پہلا قدم ہے۔

مولانا ابوالکلام اگرچہ دارالمصنفین سے متعلق نہیں۔ لیکن وہ مولانا شبلی کے سرچشمہ افکار سے بہت سیراب ہوئے ہیں۔

ان کا سب سے بڑا کا نامہ شبلی کی طرح سرسید کے اثرات کی مخالفت ہے۔ ”سرسید سے ان کے اختلافات صرف مذہب اور سیاسیات تک ہی عادی نہ تھے۔ بلکہ علی گڑھ تحریک کے قریب قریب ہر پہلو پر عادی تھے“۔

مولانا ابوالکلام کی شخصیت، آپ کا تبحر، آپ کی تفنطی کشش، آپ کی تحریر و تقریر آپ کا ذوق علم، آپ کا اعلیٰ ذوق غرض آپ کی جامع قابلیت نے بہت جلد آپ کے اثر کو نمایاں کر دیا۔ شبلی ایک مصنف تھے۔ ان کا وقت بیشتر تدوین و تالیف میں گذرا لیکن مولانا ابوالکلام نے جریدہ نوبیسی اور صحافت کے ہمگیر اور مؤثر فن سے اعتصام کیا یہی وجہ ہے کہ علی گڑھ پر جو حملہ ہوا گیا وہ شبلی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہلاکت آفرین تھا۔

لے قرآن مجید پر چند کتابیں جو اردو میں اس عہد میں لکھی گئی ہیں۔ یہ ہیں۔ مولانا عبدالحی قادری کی کتابیں کشف الہدی از سید یعقوب حسن۔ مقاصد القرآن از مولانا ممتاز علی، ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد۔ بیان الناس از مولانا محمد قمری، صحیح کوثر ص ۱۵۴،

اگرچہ علمائے اسلام پر مولانا ابوالکلام کا اثر زیادہ نمایاں معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ علما کے نزدیک زہد و تقویٰ کا جو معیار ہے اس پر مولانا ابوالکلام پورے بنیں اترتے۔ تاہم مولانا کی علمیت اور فاضلانہ شان سے بڑے سے بڑے علما بھی مرعوب ہیں۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی نے ایک موقع پر ان کے حالات قلمبند کرتے ہوئے لکھا تھا ان سطروں کے لکھتے وقت ہم کربہ دھوکہ ہو رہا ہے۔ کہ کیا میں خود ابن تیمیہ اور ابن قیم یا شمس الائمہ سرفسی یا امیہ بن عبد العزیز اندلسی کے حالات تو نہیں لکھ رہا ہوں؟

مولانا ابوالکلام احوالِ مشرقیت کی تحریک کے بہت بڑے علمبردار ہیں الملک والبلخ کے ذریعے آپ نے اپنا پیغام جدید تعلیم یافتہ لوگوں تک پہنچایا۔ اور اس میں بہت بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ آپ کا سٹائل آپ کی عظیم الشان شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ علامہ اقبال اور مرزا غالب کی طرح آپ بھی اپنے بلند اور عالی خیالات کو آسان زبان میں ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ شاید خیالات بلند سے زیادہ لکافول مخلص اور بے پایاں جوہر، عام اور معمولی الفاظ کے پیانہ میں بنیں ساسکتا۔ یہ درست ہے۔ کہ اس طرزِ تحریر نے اردو زبان کی سلاست کو بہت نقصان پہنچایا۔ لیکن مولانا اس معاملے میں مجبور تھے۔ آپ کے قلب میں جو طوفان اُٹھ رہا تھا۔ وہ قیود اور رسوم کی پابندیوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

آپ کا علمی کارنامہ حیات کیا ہے؟ آپ نے جدید علم کلام کی تردید و اصلاح کی اور مغربیت کے طلسم کو پاش پاش کرتے ہوئے خود اعتمادی کے جذبات کو بلند کیا قرآن مجید کا فائر مطالعہ کیا۔ اور لوگوں میں قرآن فنی کا ذوق پیدا کیا۔ آپ شبلی کے بعد پہلے معصفت ہیں۔ جنہوں نے تصانیف مذہبی کا معیار بلند کرتے ہوئے جدید علمی اصولوں

لے معارفِ ماریج و افیون معنون ہمارے موجودہ نظریاتِ اسلام
لے سکینہ۔ تاریخ ادب اردو

سے بلا تکلف اپنے تصورات کی وضاحت میں مدد لی +

ترجمان القرآن ابکی سب سے بڑی نقینت ترجمان القرآن ہے۔ جو کئی بار زندانوں کی چار دیواری میں جبری تنہائی کی فرصتوں میں لکھی گئی۔ اردخانہ تلاشوں اور اسیری کے مواقع پر ضائع ہوتی رہی ہے

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغ اسیر

کرے قفس میں فراہم خس آشتیاں کے لئے

بالآخر لوگوں کے اصرار سے آپ نے دوبارہ اپنی یادداشتوں کو قلمبند کیا اور

۱۹۳۷ء میں ترجمان کی پہلی جلد شائع ہو کر لوگوں کے سامنے آگئی ہے

لِّلہ المجد ہر اُن چیز کے خاطرے خواست

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پر پید

ترجمان القرآن دور حاضر کے ایک عظیم الشان مفکر اور مفسر کا کارنامہ ہے۔

اس میں قرآن حکیم کے ان معارف و حکم کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ جن کی موجودہ

زمانے کو نہایت ضرورت تھی۔ کچھ مدت سے مسلمانوں میں

عمل سے خالی عقاید پرستی آچلی تھی۔ وقت کی سب

سے بڑی ضرورت یہ تھی۔ کہ قوم کو نیک عمل کی طرف متوجہ کیا جائے۔ جو قرآن مجید کا ایک

اہم موضوع ہے۔ محض نیک عقیدہ اچھے نتائج نہیں پیدا کر سکتا بلکہ اچھے عقیدہ کا نتیجہ

حسن عمل ہونا چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو قرآن کی رُو سے وہ عقیدہ کھوکھلا ہے **یولانا ابراہیم**

نے جس طرح نیک عمل کی تلقین و ہدایت کی ہے۔ اُسی طرح قرآن حکیم کو عالمگیر انسانیت

کا پیغام بردار بھی ثابت کیا ہے۔ غور کرو۔ مذہبی تصور کی یہ نوعیت انسان کے

ذہن و عواطف کے لئے کس طرح کا سا پناہ میا کرتی ہے؟ جس انسان کا دل و دماغ

ایسے سلیخے میں ڈھسکر نکلے گا۔ وہ کس قسم کا انسان ہوگا؟ کم از کم دو باتوں سے

انکار نہیں کر سکتے۔ ایک یہ کہ اس کی خدا پرستی، خدا کی عالمگیر رحمت و جمال کے تصور کی خدا پرستی ہوگی۔ دوسری یہ کہ کسی معنی میں بھی نسل و قوم یا گروہ بندیں انسان نہیں ہوگا۔ عالمگیر انسانیت کا انسان ہوگا اور دعوت قرآنی کی اصل روح یہی ہے! ۱

فانے وحدت دین اور عالمگیر انسانیت کا جو تصور پیش کیا ہے اس پر بعض محققین نے اعتراضات کیے ہیں جن وراثت اس وقت 'انسانی وحدت' کی جو تحریک دنیا میں چل رہی ہے۔ اس ہدایت پر دار قرآن حکیم ہے۔ لہذا اس کی توضیح نہ کرنا بہت بڑی فروگذشتہ قی۔ ہندوستان میں نئی قومیت سے اتحاد و تعاون کی خواہش بھی ترجمان کے راق میں منعکس ہو رہی ہے۔ جو اس شور و غوغا کی اصل وجہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ ترجمان کے مداخلوں اور مخالفوں نے ابھی تک ٹھنڈے پانی سے مطالب پر غور نہیں کیا۔ امید ہے کہ جب خاموش اور خالی از جذبات فضا مطالعہ کیا جائے گا تو یہ تفسیر ایک عظیم الشان تصور کی طرح بہت نئے اثرات پیدا کرے گی ۲

ترجمان القرآن کا سٹائل الہلال کے مقابلہ میں سلیس ہے۔

ترجمان القرآن ص ۱۴۴ ۱۴۵ تنقید از غلام احمد پرویز (معارف جنوری ۱۹۷۷ء)، صفحہ ۱۴۷ محمد کلام نے مولانا کے سٹائل پر بہت سے اعتراضات کئے ہیں لیکن درحقیقت ہر شخص کا سٹائل اس کی شخصیت کے ماحول اور اس کے فطری العین پر موقوف ہوتا ہے۔ سرسید کی زندگی اس لحاظ سے پرسکون تھی کہ ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنا چاہتے اور قہر کے لئے ذہن کو تیار کر رہے تھے لیکن مولانا کا کام جوش تھا۔ مولانا ظفر علی کے سٹائل پرانا کا اثر ضرور ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی جو العین اپنے سامنے رکھا اس کی وجہ سے ان کی زبان شکل ہے۔ مزید یہ کہ مولانا اردو میں گہری سلامیت اور عزتیت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ (بقیہ حاشیہ پر صفحہ ۸۷)

جم ہوتا ہے کہ آفتابِ عمر کے ڈھل جانے سے جوش کے طوفان میں بھی کمی
نہ ہو گئی ہے۔ یا پھر اس لئے کہ قرآن مجید کا حطینہ رُہِ قدس اس
دھڑائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

عرفی شبابِ این رہ نعت است نہ صحراست

ہشیار کہ رہ بردم تنج است قدم را (عرفی)

مولانا ابوالکلام کا سائلِ عظمت اور شان و شوکت کے اعتبار سے ابوالفضل
مشابہ ہے۔ ان کے جذبات کا سیل رواں جب اُڈتا ہے تو راستے کے
ب و فراز سے بے پروا ہو کر کوہ و دامن سے گزر جاتا ہے۔ لیکن شاید یسینا
جانہ ہو گا۔ کہ "ان کی تحریروں میں روشنی تو ہے لیکن حرارت نہیں۔" مولانا کا
بی کام اُحیائے مذہب تھا۔ اصلاحِ اخلاق یا تلقینِ صفائے نفس نہ تھا۔
انہوں نے قوم میں بیداری، جرأت اور بہمت کے جذبات کو براہِ بیختم کیا ہے
محققین اور صلحا کا رنگ پیدا نہیں کیا۔ مولانا اس با عمل حبِ نیل
مشابہ ہیں جس نے ساری عمر میدانِ جنگ میں سپاہیوں کے عزم اور
کوشش کرنے میں بسر کی اور یہی وہ مجاہدانہ عزیمت ہے جو انہیں
نہیں علماء سے ممتاز کرتی ہے۔ جن کی زندگی اس جنگِ آزماہادر کی دل کی
سے نا آشنا ہے۔ جس کا ہر لمحہ ہنگاموں میں گذرتا اور طوفانوں میں بہرہوتل ہے

حاشیہ (صفحہ ۸۶) یہ خیال کہ بعض اس طرزِ تحریر سے اُردو اسلامی زبان ہو کر رہ گئی صحیح نہیں۔ ایک

اجب ہندو فادری عرفی کے عالم ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب انقلابِ حالات نے ان میں سیاسی بیداری
دی ہے۔ جس کی بنا پر وہ ہندی کے حامی ہیں اور اگر آپ اپنی زبان کو خالص ہندی بھی بنا کر
ن کریں گے۔ تب بھی ہندو اور دو کو اپنی زبان نہیں کہیں گے۔

یہ صفحہ ۱۷۷ کوڑھ ۱۷۷ تا ۱۷۶

یہ بات کسی حد تک دُکھ کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے۔ کہ مولانا کی بلند شخصیت اور نادرستی سے علم و فضل کو جو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ وہ سیاسیات و وطنی کی اُجھنوں کی نذر ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ مولانا نے وطن اور ملت کے مفاد کے لئے اپنی عمر گرا نایہ کو وقف کر دیا اور اپنی بے مثال یک رنگی اور بے نظیر ثابت قدمی سے خلوص اور یکجہی کا سکہ بھی بٹھا دیا ہے۔ لیکن رونا تو یہ ہے کہ وہ شخص جو اس دُور کا شاہ ولی اللہ ثابت ہو سکتا تھا۔ یا جسے ہم ثانی ابن تیمیہ کہہ سکتے تھے۔ علمی لحاظ سے قوم کے لئے اتنا مفید ثابت نہ ہو سکا۔ باقی رہی سیاست سو اس کا رُخ بھی مخالف ہواؤں کی طرف ہے۔ اور مولانا تاریک رات میں صیب طوفانی سمندر کی کسی کشتی کے ایسے ناخدا سے مشابہ ہیں جس نے اہل کشتی کی راے کے خلاف صرف اپنی بصیرت کے اہتمام پر باد بانوں کو کھول رکھا ہو۔

ہوا مخالف و شب تار و بحر طوفاں خیز
گستہ لنگر کشتی و ناخدا خفت است

مولانا ابوالکلام کی طرح اقبال بھی اتحاد اسلام دور کے ماحول میں سوچنے اور لکھنے لگے۔ آپ کے خیالات اور تصورات کا ارتقا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ عصری تحریکوں سے پورے پورے متاثر ہوتے رہے۔ ۱۹۰۶ء سے لے کر اتحاد اسلام دور کے آغاز تک آپ نے حب وطن کے گیت گائے۔ ۱۹۱۱ء سے لے کر تحریک خلافت تک آپ اپنے اتحاد اسلام تحریک کی ترجمانی کی۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۳ء تک آپ نے تحریک خلافت کا ساتھ دیا۔ ۱۹۲۳ء کے بعد آپ نے یورپ کی نیشنلزم کے خلاف ایک زبردست رد عمل محسوس کیا۔ جس کے بعد آپ نے ایک عالمگیر نظام کے امکانات پر

غور کیا۔ سرمایہ اور مزدور کی کشاکش میں آپ نے مزدور کی حمایت کی اور ۱۹۳۱ء میں آپ نے مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں ایک نیا گھر بنانے کا تخیل پیدا کیا۔ اور آخری وقت تک اس خیال پر قائم رہے۔

لیکن ان ارتقائی تغیرات کے باوجود ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اقبال کا فکر ہمیشہ مغربیت کے خلاف ردِ عمل کا ایک زبردست مظہر رہا ہے۔ ۱۹۱۲ء میں شمع و شاعر میں آپ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

مردہ اے پیمانہ بردارِ خستہ حجاز بعدِ دشتِ تہ سے رندوں کی پھر آیا ہے ہوش

نقد خود داری ہمارے مادہ افیارتی پھر دکان تیری ہے لبریزِ صداۓ ناؤ نوش

پھر غوغا ہے کہ لاساقی شرابِ نساں دل کے مہنگے مے مغرب کے کڑے غموش

اس زمانے سے لے کر وفات تک اقبال نے مغرب کے خلاف جنگ کو جاری

رکھا۔ شروع شروع میں یہ محض منفیانہ حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ

جذبہ پیکار ایک تعمیری تصور میں تبدیل ہو گیا۔ انہوں نے دنیا کے لئے ایک

پُر امن اور مقدس نظام کا خاکہ تجویز کیا۔ جس میں خالص اسلامی فکر سے تصوراتی

رنگ بھرے۔ سب سے پہلے انسانِ کامل کی نشوونما، پھر ایک اعلیٰ اور مثالی

سوسائٹی کی تشکیل۔ اقبال کے فکر کے دو اہم اجزاء ہیں۔ یہ افلاطون کی جمہوریت

سے مختلف، سرٹاس مور کے جنتِ الحقاد (جہنم) سے زیادہ علی۔ ابراہیم الخلیلی

کے خیالی 'الانسان الکامل' سے بلند تر اور ننٹے کے مافوق الانسان سے زیادہ

روحانی شخصیت کا تصور تھا۔

اقبال کی سب سے بڑی خوبی یا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ وہ 'مسلمان'

رہنے پر مجبور تھا۔ اس کے تصور کی ساری عمارت فکرِ اسلامی کے اینٹ پونے

گارے سے تعمیر ہوئی۔ وہ 'آئیڈیل سوسائٹی' کے لئے ہی (مسلمانی نہیں) اسلامی

اصولوں سے کام لینا چاہتا ہے۔ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا کا کوئی اعلیٰ نظام اسلامی تصور معاش و معاد کو جذب کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اقبال نے اسلام کے متعلق اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ خود مسلمانوں کو توحید و رسالت میں پختہ اعتقاد رکھنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد قرآن مجید کے مطالعہ پر اصرار کیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک اسی کتاب فطرت میں زندگی اور موت کے سارے اسرار درج ہیں۔

اقبال کا فلسفہ خودی خود شناسی کا ہدایت نامہ ہے۔ اقبال کی رجحان مردہ اقوام کے لئے پیام حیات ہے۔ اقبال کی عقلیت دشمنی عشق کا سوز یقین پیدا کرتی ہے۔ اقبال کا عقیدہ 'قوت' غلامی کی رگوں کو کاٹنے والا ہے۔ اقبال پر یورپ کا اثر کہاں تک ہوا؟ اس کا جواب دیتے وقت لوگوں نے عجیب عجیب ستم ظریفیاں کی ہیں۔ بعض اقبالیست اس بات پر مصر ہیں کہ اقبال نے یورپ کے افکار سے بالکل اثر قبول نہیں کیا کیونکہ ان کے خیال میں چیر مغفلت کے منافی ہے لیکن راقم الحروف کو اس خیال سے اتفاق نہیں۔ اقبال یورپ کے خیالات سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے بعض افکار کو اپنے فلسفہ میں جذب کیا۔ اور بعض سے رد عمل کے طور پر کوئی سلیبی رائے قائم کی۔ البتہ اس حد تک درست ہے کہ اقبال یورپ کے افکار کو اسلامیات کی روشنی میں دیکھنے کے عادی ہیں۔ اور مقابلہ و تقابل کے بعد اپنا اجتہاد کرتے ہیں۔ جو سرسید وغیرہ کے اجتہاد سے بالکل مختلف ہے کیونکہ ان کا اجتہاد تقلیدی اجتہاد تھا۔ آپ نے برگسان کے mission کو بحثوں کا بغور مطالعہ کیا اور کانٹ کے Critique of Pure Reason پر

تنقید کی۔ نئے نئے کے افکار کی مدح کی اور براؤنگ کے پرامید کام سے خطا اٹھایا
 اور گھڑگوٹے کے تصوف اور شرق پسندی کی بھی تعریف کی غرض یورپ کے فلسفہ کے
 گہرے مطالعہ کے بعد اس کے بعض پہلوؤں سے متاثر ہونا بڑا ٹی اور عظمت
 کے منافی نہیں اس لئے کہ اس سے اقبال کی مشرقیت کے احساس برتری
 کو بالکل مدد نہیں پہنچا۔ بلکہ درحقیقت ان مغربی فلسفیوں سے اقبال نے صرف
 وہی تصورات لئے جو ان کی مشرقیت کے لئے قابل قبول تھے۔

اقبال کا فکر جدید و قدیم کا ایک خوشگوار امتزاج ہے۔ انہوں نے اسلامی
 عقاید کے بعض پہلوؤں کی زبردست حمایت کی جیسی وجہ ہے۔
 کہ علماء وقت کے ساتھ ان کے تعلقات عموماً خوشگوار رہے۔ دراصل بقول
 شیخ محمد اکرام وہ اس بحث میں ہی نہ پڑنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ ایک مومن کو
 'زمان و مکان' کی پابندیوں سے بلند ہو جانا چاہیئے۔

زمانہ ایک حیات ایک کائنات بھی ایک

دلیل کم نظری قصہ قدیم و جدید

اقبال شاعر تھے لیکن اب ان کو محض شاعر سمجھنا دیانت اور حقیقت کے
 خلاف ہے۔ کیونکہ صرف شاعری ان کے لئے عیب
 ہے۔ آپ کو 'احیائے اسلام' کی تحریک کا رہنما خیال کرنا
 چاہیئے۔ اور یہی ان کی سب سے بڑی تعریف ہے۔

شہنشاہِ اقبال اور سید سلیمان نے
 سرسید کی تحریک کے خلاف جو جہاد کیا۔ اس کے

عنایت اللہ خان المشرقی

بعد یہ خیال میں نہ آسکتا تھا کہ عقل پسندی، اوسیت اور مغربی تصور زندگی پر

میں مروجہ کوٹھڑی کا کھانا کھائی ہو۔ ایس۔ م۔ اے، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰

قائم کی ہوئی کوئی مذہبی تحریک پھر سے نمود میں آسکے گی۔ لیکن ملک میں جدید قسم کی تعلیم و تربیت کا نظام اتنا پھیلتا گیا اور کالجوں کے ایوانوں سے یورپ کے تصورات سے بریز ذہن اس کثرت سے نکلنے لگے۔ کہ یہ قیاس کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ جدید انگریزی تعلیم پانے والے حضرات میں کوئی ایسا شخص نہ پیدا ہوگا۔ جو ہر سید کی عقلیت اور اودیت کی تحریک کی ٹوٹی ہوئی کرلیں کو از ہر نو جوڑ سکے گا۔

۱۹۱۴ء میں نواب وقار الملک کے انتقال پر اظہار خیال کرتے ہوئے سید سلیمان نے یوں لکھا تھا:۔ "یہ ہستی گرانمایہ جس نے ہماری دنیا کو ۲۷ رجزری ۱۹۱۶ء میں الوداع کہا۔ ہمارے کارفرما قافلہ کا آخری مسافر تھا۔ اس کے بعد وہ دور جو انقلاب ہند کے بعد شروع ہوا تھا۔ ختم ہو گیا۔ آئندہ ہماری قسمت کے مالک عربی مدارس کے شعلے نہ ہوں گے بلکہ انگریزی درسگاہوں کے مہیٹ اور جتے ہوں گے۔ اب مشرق مشرق کی قومیت پر حکومت نہ کرے گا بلکہ مغرب اب لیڈری اور رہبری جمہور کے لئے جوش دل اور اخلاص عمل ضروری نہ ہوگا۔ بلکہ ایک کامیاب عہدہ اور عہدہ سوٹ! یہ ایک پیشگوئی تھی۔ بلکہ ایک چیلنج تھا۔ جو مشرقی مشرقیوں کی طرف سے مغربی مشرقیوں کی طرف سے دیا گیا تھا۔ (اور غالباً اس توقع کے ساتھ کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا)۔ لیکن آخر یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی اور ۱۹۴۷ء میں عنایت اللہ خان المشرقی نے ایک کتاب تذکرہ کے نام سے شائع کی۔ جس میں قرآن حکیم کو مغربی تصورات کی عینک سے دیکھنے کی تازہ کوشش نمود میں آئی۔ تذکرہ کا نمایاں امتیاز جو ہر سید احمد خاں کے فکر سے اس کو جُدا رنگ دیتا ہے یہ ہے کہ اس میں

ایک شدید قسم کی جارحانہ اسلامی سوسائٹی کا نظریہ زندہ کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور سرسید دونوں بزرگ ایک پُر امن اور اعتدال پسند اسلامی زندگی کے مبلغ تھے اور جہاد کے تشدد پسندانہ خیال سے ان کو سخت مخالفت تھی۔ لیکن مشرقی صاحب اس معاملے میں ان دونوں کی پوری پوری ضد میں۔ ۱۹۲۳ء میں تحریک ترک ہولاء ناکام ہو کر معدوم ہو گئی۔ ملکی سیاسیات میں فرقہ پرستانہ ذہنیت کچھ اس انداز میں پیدا ہو گئی کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جدہستی کے بچاؤ اور حفاظت کی تدابیر میں منہمک ہو گئے اور اگرچہ مولانا محمد علی وغیرہ ابھی تک کانگریسی سیاسیات کے زبردست مؤید تھے۔ لیکن قوموں کے دل ایک دوسرے سے اس طرح پھر گئے تھے۔ کہ ان کو پھر پیوندِ دنیا معجزہ سے کم نہ تھا۔

تذکرہ ان حالات میں تذکرہ عوام الناس کے سامنے پیش ہوا۔ خالص اسلامی حکومت کا تصور اس کا طرہ امتیاز تھا۔ جس کے قیام کے لئے عسکری تنظیم کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ قوت اور کشمکش (تنازع للبقا) کا ڈاروئی تختیل قرآن مجید کے بین السطور سے نکالا گیا اور ایک "قسم کی فکری جارحانہ اسلامیت" کی نشوونما کے لئے قرآنی احکام سے استدلال کیا گیا۔

عجیب بات ہے کہ تذکرہ میں اس اسلامیت کے باوجود قولاً نہیں بلکہ عملاً اقبال کی پیدا کی ہوئی مشرقیت کی بے حد مخالفت موجود ہے۔ جسے درحقیقت سرسید کی تحریکِ احیائے مغربیت کے مرادف خیال کرنا چاہیئے۔ سرسید قدیم اسلامی نظامِ تعلیم کی پیداوار تھے ان کے ذہن کا پس منظر ہر حالت میں اسلامی تھا لیکن المشرقیت کا ذہن مغربی ماحول کا پرورش یافتہ ہے۔ جس میں علوم اسلامیہ کی سپرٹ سے کافی ناواقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور ان کا سطحِ نظر

اسلام کے اضی کے بارے میں اتنا وسیع نہیں۔ جتنا قرآن مجید پر قلم اٹھانے والے کے لئے ضروری ہونا چاہیئے :

تذکرہ پر علماء کی جانب سے کافی لے دے ہوئی۔ چونکہ قوم پر شبلی اور اقبال کا اثر غالب تھا۔ اس لئے یہ کتاب مدت تک گمنامی کے پردوں میں چھپی رہی۔ تا آنکہ المشرقی نے ایک سیاسی مجلسی تحریک کا آغاز کیا جس کو لوگ تحریک خاکساران کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ غرض لہذا اسے تذکرہ کو کوئی اہمیت حاصل نہیں بلکہ اس میں بہت سی نمایاں عطیات نظر آتی ہیں۔ لیکن تحریک خاکساران کے رہنما کی تصنیف ہونے کے لحاظ سے تذکرہ کا اثر بہت دور رس بلکہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ عوام کو تحریک خاکساران سے جو دلچسپی ہے وہ اس کے عسکری پہلو کی وجہ سے ہے۔ لیکن صاحب تذکرہ کا سارا رجحان عقل پسندی اور مادہ پرستی کی جانب ہے۔ جس سے عوام بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ سرسید نے صرف چند روشن خیال حضرات کو متاثر کیا۔ جس سے کچھ زیادہ خطرہ نہ تھا۔ اس لئے کہ بیدار خیر اور تعلیم یافتہ لوگ بہر حال اشیا کے اقدار سے واقف ہوتے ہیں۔ لیکن عوام میں مذہب کے روحانی پہلو کے متعلق مخالفت کا جذبہ اس کے دینی اساس کے لئے از بس خطرناک ہو گا۔ انگریزی تعلیم یافتہ گروہ میں دینی اور اسلامی کے فقدان کی شکایت پہلے سے ہی کافی رائج وہ تھی۔ لیکن تذکرہ کے اصول ان اثرات کو عوام میں پیدا کرنے اور پھیلانے کا باعث ہوں گے :

تاریخ

”اس دور کے ادب کے متعلق ایک اور قابل ذکر حقیقت یہ ہے کہ اس

۱۔ میں تاریخ سے بالخصوص ہندوستان کی تاریخ سے بے اعتنائی برتی گئی :-
 ڈاکٹر ام صاحب کی یہ رائے ”اتحاد اسلام دور“ کے بارے میں ہے ۔ جس
 وہ یہ ثابت کرتے ہیں ۔ کہ اس عام بے اعتنائی کا سبب یہ تھا ۔ کہ مولانا
 دران کے رفقاء نے جو عام جذباتی قضا بیرون ہند کے اسلامی ممالک
 بارے میں پیدا کر دی تھی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملکی تاریخ سے عام دلچسپی
 ۱۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

”چونکہ ہندوستانی مسلمانوں کی آنکھیں اس وقت ہندوستان سے بھر
 جی تھیں ۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان کی تاریخ پر توجہ نہ کی“
 ”مورچ کوئٹر“ کے لائق مصنف کی یہ رائے کسی قدر احتیاط کے ساتھ
 لرنے کے لائق ہے ۔ اس لئے کہ ”اتحاد اسلام“ لیڈروں نے
 ہند کے واقعات سے متاثر ہو کر جو احساسات بچھڑائے ۔ اس کا علیگڑھ
 باب علیگڑھ پر ہرگز کوئی اثر نہیں ہوا ۔ اس وقت وطنی سیاسیات یا
 ت سے دلچسپی ارباب علیگڑھ کے لئے ایک شجر ممنوعہ تھی ۔ اس لئے یہ باور
 ارباب علیگڑھ کے جوشِ عمل کو اتحاد اسلام تحریک نے ٹھنڈا کر دیا ۔

۲۔

گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

اگر زروے ورع زاہدان قدح نہ ہند

چہ مانع است حریفان با دبیبارا (نظری)

اسبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربیت کی تحریک نے مسلمان نوجوانوں کو ان کے
 اراضی سے بالکل غافل کر دیا تھا ۔ ان کی نظروں میں نیولین اور مینی بال

فریڈرک اور پیٹر دی گریٹ، گبن اور برکے، ڈارون اور شکسپیئر سما گئے تھے۔ اور ان کے مقابلے میں انہیں اپنے ناموروں اور بزرگوں کے کارناموں میں کوئی فخر محسوس نہ ہوتا تھا۔ یہی وہ چیز تھی جس کی جانب مولانا شبلی نے اپنی نظموں میں بار بار اشارہ بھی کیا ہے

از سنی بال و از آئین جہانبا نیلہ واقعت و بے خبر ز سنت نعل لبشی

اس عام ذہنی غلامی نے قوم کو اپنی روایات سے غافل کر دیا۔ جس سے نہ صرف تاریخ بلکہ تمام علوم قدیمہ سے بے التفاتی پیدا ہو گئی۔ سرسید مرحوم کی بات اُرد تھی۔ انہوں نے ہندوستان کیا اسلام کے عام معاملات کی طرف جو توجہ کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اپنے ہی لگائے ہوئے پودے کے اس تلخ برگ و بار کا علم نہ تھا۔ چنانچہ اکبر الہ آبادی نے فرمایا ہے

نہ تھا یہ مطلب سید کہ اس رخ پر چلے دھارا

انہوں نے تاریخ ہند کی جوشدار خدمات انجام دیں۔ ان کے پیروؤں نے اس سلسلے کو قائم نہ رکھا۔ بلکہ یہ واقعہ نہایت افسوس کے ساتھ دیکھے جانے کے لائق ہے کہ علیگڑھ سے سوائے سلسلہ خسروینہ کے آج تک کوئی علمی کارنامہ ظہور میں نہ آیا ہے

ہندوستانی تاریخ کے متعلق ایشیاٹک سوسائٹی نے جو کام کئے۔ شبلی اور ان کے رفقاء اس کے بے حد ممنون اور تحریف گزار تھے۔ لیکن ہر قسمی سے۔ ہندوستان کے انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں میں ہندوستان تو درکنار اسلام کی صداقت اور تاریخ اسلام کے شاندار ارضی کے متعلق لاعلمی اور جہالت بلکہ تنقیص کے خیالات موجود تھے۔ پس مؤرخین اسلام کا پہلا فرض یہی تھا کہ اسلام کی پرانی اور قدیم ادوار کی تاریخ کو اردو میں منتقل کریں۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ

دور مغربیت کے خلاف ردِ عمل کا دور تھا۔ اس لئے عام مفکرین کا نعرہ جنگ *"Back to Arabia"* - *"Back to Mecca"* "بازگو از نجد و از یاران نجد" تھا۔

اسی جذبہ کے تحت شبلی نے سیرۃ النبی لکھی اور اسلام کے دوسرے ناموروں کے حالات قلمبند کئے۔ دارالمصنفین کا مقصد خود ناظم دارالمصنفین کی زبان میں یہ تھا "ہمارا مقصد صرف زبانِ اُردو کے سرمایہ کی ترقی نہیں ہے بلکہ ملک میں ایک ایسی جماعت پیدا کرنا ہے جو قوم کی دماغی قوتوں کے نشوونما کا سامان کر سکے۔" انہوں نے قوم کی دماغی قوتوں کی نشوونما کے لئے اور اسلامی ذہن تیار کرنے کے لئے اسلام سے ابتدا کی اور قرونِ اولیٰ کی اسلامی تاریخ کو اپنے سامنے رکھا۔ جس کے بغیر صحابہ تابعین اور متقدمین کا فکر و ذہن نئی نسلوں میں منعکس نہ ہو سکتا تھا چنانچہ اسی غرض سے صحابہ تابعین انصارِ صحابہ مہاجرین کی زندگیاں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حالات اور اسی نوع کی چند اور کتابیں رفقاء شبلی کے قلم سے اُردو زبان میں نکلیں۔ جامعہ ملیہ سے نکلی ہوئی کتاب تاریخِ الائمہ کو بھی اسی صف میں شمار کرنا چاہیئے ۛ

تحریرِ خلافت میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد نے اس بات کی ضرورت پیدا کی کہ ان دو اقوام کے قدیم تاریخی تعلقات پر نظر ڈالی جائے۔ اسی ضرورت کا نتیجہ مولانا سلیمان کی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" ہے ۛ

شیخ اکرام صلیحی صلیح لکھا ہے کہ "جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس میں شائع شدہ کتابوں کی تعداد کے لحاظ سے تاریخی مباحث پر نسبتاً بہت کم کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اور ہندوستان کے متعلق جو اس زمانے کی تاریخی کتابیں ہیں

لے معارف - ستمبر ۱۹۱۶ء - مضمون (غواب فتاویٰ دارالمصنفین)، علامہ مولانا مٹھر کی کتاب تاریخ اسلام

(۳ جلد) - تاریخ سندھ، اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی تاریخ اسلام،

ان کی تعداد تو اٹھالیوں پر گنی جاسکتی ہے، موج کوڑھس ۱۷۷۷ء یہ ایک الناک واقعہ ہے۔ کہ ہندوستان کی تاریخ پر الہ آباد سے بہت سی کتاہیں انگریزی زبان میں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن زبان اردو ابھی تک ہندوستان کی مستند تاریخوں سے محروم ہے۔ سید ہاشمی فرید آبادیؒ اور مولوی غلام طیبؒ وغیرہ نے درسی مقاصد کے لئے کچھ کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن ان میں وہ محققانہ شان نہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے تاریخی ترجمے گو لائق تحسین ہیں۔ لیکن ترجمے آخر ترجمے ہیں۔

صوفی تاریخیں | تحریک ترک موالات کے زوال کے بعد ہندوستان میں پہلے فرقہ بندی

اور پھر صوبہ پرستی کا جذبہ فروغ پذیر ہوا۔ ماراشر اور جنوبی ہندوستان میں سید آجی کو ہیرو بنانے کی تحریک تلک نے پیدا کی تھی۔ چنانچہ انگریزی اور مرہٹی میں بہت سی کتابیں اس موضوع پر لکھی جا چکی ہیں۔ مسلمانوں میں اسکا رد عمل ہونا ایک قدرتی بات تھی۔ چنانچہ زیر بحث دور میں دکن کے بعض ناموروں کے متعلق عمدہ کتابیں لکھنے میں آئیں۔ مثلاً "سلطان شہید" از محمود بنگلوری، "چاند بی بی" از احمد قادری۔ "ملک عنبر از شیخ چاند"، "تاریخ سلطنت خدا داد از محمود بنگلوری، ملیار از شمس اللہ قادری، اسی طرح شمال میں بھی بعض معمولی رسالے شائع ہوئے ہیں۔ جن کو نظر انداز کر دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ د علیہ مخصوص تاریخ اسلام کے بارے میں اگرچہ ذوق کی کمی افسوسناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ تاہم ادھر ادھر انگریزی زبان میں ہندوستان اور اسلام کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ جن میں تاریخ کے سائنٹیفک اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ پنجاب میں اور نیٹیل کالج لاہور کے بزرگوں کی وجہ سے تحقیق علمی اور تاریخ کا نمایاں ذوق پیدا ہوا۔ جس کی وجہ

توقع رکھی جاسکتی ہے۔ کہ کسی نہ کسی دن اُردو زبان کو تحقیق و تدقیق کے نئے طریقوں سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ کیونکہ کسی اچھی تاریخ کی ترتیب و تدوین کے لئے جو ادب و فن کا بیگزین مواد یا ذخیرہ کتب درکار ہوتا ہے۔ وہ بہت محنت سے مہیا کیا جا رہا ہے۔

سیرۃ | فن سیرۃ (بیگرافی) میں بھی عمدہ تصانیف کی بہت کمی ہے۔ اس دور کی ایک خصوصیت ”غالب پسندی“ ہے۔ جو بقول شیخ اکرام اس دور کے جذباتی نقطہ نظر کا نتیجہ ہے۔ مرزا غالب کے متعلق اتحاد اسلام دور میں جو وہاں عقیدت پیدا ہوئی۔ اس کا اثر تحریک ترک موالات کے بعد تک رہا۔ اور اگرچہ اب اس محبت کے خلاف کسی قدر ردِ عمل محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن مرزا غالب ابھی تک دل و دماغ پر غالب ہیں۔ اس غالب پسندی کے زیر اثر مرزا کی کچھ سوانح عمریاں، کچھ شرحیں، کچھ عمدہ ایڈیشن مثل مرقع چشتی، مصوٰر ایڈیشن، شائع ہوئے۔ ڈاکٹر لطیف (حیدرآباد) نے انگریزی میں ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ جس کا مقصد غالب کی عظمت کو گرائانا تھا۔ ’محاسن کلام غالب‘ (بجنوری) اور ’غالب (لطیف) کے درمیان متوسط اور معتدل راستے کی ضرورت سے متاثر ہو کر شیخ اکرام صاحب نے ’غالب نامہ‘ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں سیرۃ نگاری کے اعلیٰ اصول و قواعد پر عمل کرتے ہوئے مرزا غالب کی زندگی پر ارتقائی اور نفسیاتی نظر ڈالی گئی ہے۔ غالب کی سوانح عمری میں شاید یہ پہلی کتاب ہے جس میں مرزا کو ان کے حقیقی خط و خال اور ان کی ہو بہو بشریت کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اسی کے قریب قریب دور میں مولانا غلام رسول صاحب ہرنے مرزا کی اپنی تحریرات سے ایک لایف تایار کی۔ جس کا نام ’غالب‘ رکھا۔ یہ کوشش بھی اپنے رنگ میں ایک کامیاب اور قابلِ قدر کوشش ہے۔ مالک نام کی

لے موبچ کرڈ۔ جن ۱۹۶۲ء، لاہور سے غالب کے خط و کلام کا مجید صاحب نے غالب کے نام سے شائع ہوا ہے۔

کتاب 'ذکر غالب' بھی اگرچہ مختصر ہے۔ لیکن نظر انداز کرنے کے قابل نہیں،
 مشرق اور مغرب میں عمر خیام کے سلسلے میں جو دلچسپی لی جا رہی ہے۔ وہ
 محتاج بیان نہیں۔ اگرچہ ہندوستان میں فارسی شاعری کا ذوق اب روز بروز
 انحطاط پذیر ہے۔ تاہم ابھی تک علمائے یورپ کی مہربانی سے کلیتہً مفقود
 نہیں ہوا۔ فلز جیرلڈ کے ترجمہ رباعیات کے بعد عمر خیام انگریزی ادب کا
 ایک حصہ بن گیا ہے۔ جس سے اہل مغرب کافی معظوظ ہوتے ہیں۔ گذشتہ بیس
 پچیس سال میں انگریزی زبان میں اس حکیم نیشاپور کے متعلق اچھا خاصہ کام ہو
 چکا ہے۔ چنانچہ رباعیات کے بہت سے عمدہ ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں اور
 پرانے سے پرانے قدیم نسخوں کی تلاش اب بھی ہو رہی ہے +

افسوس ہے۔ کہ اردو زبان اس دانائے راز کے حالات و کوائف سے
 بالکل محروم تھی۔ بالآخر اسی دور میں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ایک مفصل
 اور مبسوط کتاب 'خیام' کے متعلق شائع کی جس میں صرف اس شاعر کے حالات زندگی ہیں
 بلکہ خیامیات کے ہر پہلو پر بحث موجود ہے۔ بعض اہل الرائے کا خیال ہے۔ کہ
 یہ سید صاحب کی بہترین تصنیف ہے اور بظاہر اس رائے سے اختلاف
 کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی +

سید محمد عبداللہ

(باقی وارو)

سیرت کی بعض اول کتابیں یہ ہیں :- اقبال از احمد دین ، وقار حیات - از کرام اللہ ندوی ،
 بہادر شاہ ظفر از امیر احمد ملوی (۱۹۳۵ء) - سیرۃ محمد علی از جعفری (۱۹۳۳ء) - کبیر صاحب از منیر ظیل
 زتشی ، امرائے ہند از سعید احمد و طرہ امیر از امیر احمد ملوی وغیرہ ،

تبصرہ و تنقید

(۱) بلیٹن آف دی دکن کالج ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پونہ جلد دوم

حصہ ۱ و ۲ - نومبر ۱۹۹۲ء - صفحہ ۲۱۶ + ۵۹ ضمیمہ :-

اس رسالہ میں چھوٹے بڑے کل اٹھارہ مضامین ہیں۔ سب سے پہلے مضمون میں دکن کالج کی گزشتہ تاریخ اور آئندہ کی امیدوں کا بیان ہے۔ باقی مضمون اور نیٹل ریسرچ کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ سبھی مضمون نہایت عالمانہ طریق سے لکھے گئے ہیں۔ تین مضمونوں کا تعلق لسانیات سے ہے یعنی "ٹاکی (ڈھکی) پراکرت کی کچھ خصوصیتیں"۔ "کچھ انڈو یورپین زبان کے لہجہ کے متعلق"۔ "دراوڑی زبان کی خصوصیتیں"۔ "ناگارجن کونڈا کے پتھر کی مورتوں کا مطالعہ" نہایت دلچسپ ہے۔ مصنف نے ان مورتوں کی رو سے زمانہ قدیم کی زندگی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مضمون ہذا میں زیور، پوشاک وغیرہ کے متعلق بعض اطلاعیں درج کی گئی ہیں۔ مورتوں کی تصویریں ساتھ دی گئی ہیں۔ جن کے دیکھنے سے ٹھیک مطلب سمجھ میں آ جاتا ہے۔ مراٹھی زبان میں مختلف رشتوں کے نام۔ اس عنوان کا مضمون بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ رشتوں کے اکثر نام غیر سنسکرت ہیں مثلاً دادا اور نانا کے لئے جیسا کہ ہندی پنجابی میں۔ ویسے ہی مراٹھی میں بھی غیر سنسکرت الفاظ پائے جاتے ہیں۔ "سلطنت ناگور" اور "مشاہیر بغداد" یہ دو مضمون فارسی عربی علما کے لئے کافی پُر لطف ثابت ہوں گے۔ دیگر مضامین

بھی اسی قسم کے ہیں جو اپنے اپنے مصنفوں کے گہرے تخیل اور علم کا نتیجہ ہیں :

ضمیمہ میں ”عہد گہتا“ کے کتبوں میں پائی جانے والی پرانوں کی روایات کے پتے لگائے گئے ہیں۔ جو نہایت دلچسپ ہیں :

غرضیکہ یہ بیٹین سنسکرت، عربی، فارسی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بڑا قیمتی مسالہ پیش کرتا ہے :

(ڈاکٹر بنارس داس)

(۲) افتتاح الاندلس۔

علامہ ابن القوطیہ (متوفی ۳۶۷ھ) کا رسالہ ”تاریخ افتتاح الاندلس“ علمی دنیا میں مشہور و معروف ہے۔ عربوں کی فتح سپین پر وہ ایک مستند رسالہ ہے۔ اسی لئے یورپ کے مؤرخین اسلام نے اس کی طرف بہت توجہ مبذول کی ہے۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ اول مرتبہ ۱۸۵۶ء میں اور پھر دوبارہ ۱۸۸۹ء میں مع عربی متن شائع کیا گیا :

اب تک جتنے مؤرخوں نے اسلامی اندلس کی تاریخ لکھی ہے سب نے اس رسالے سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ ابن القوطیہ خود اندلسی تھے اور ایسے زمانے میں گزرے ہیں جو کہ سپین میں اسلامی تہذیب و تمدن اور تصنیف و تالیف کا زریں عہد سمجھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو تاریخی مواد اور روایات انہیں اپنے زمانے میں میسر آئی ہوں گی وہ بعد والوں کو نصیب نہیں ہو سکتی تھیں :

ہمارے پیش نظر اس رسالے کا اردو ترجمہ ہے جو مولوی محمد جلیل الرحمن صاحب ایم اے، پروفیسر تاریخ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد نے کیا ہے اور کتابستان الہ آباد نے اسی سال شائع کیا ہے۔ پروفیسر موصوف نے اس کے شریع

میں ایک طویل تنقیدی مقدمہ لکھا ہے جس میں دوسرے تاریخی ماخذ سے عربوں کی فتح اندلس کے حالات اخذ کر کے تحریر کئے ہیں۔ ترجمے کے ساتھ مفصل حواشی بھی ہیں۔ جن میں تاریخی واقعات، اشخاص اور مقامات پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔

مسلمانوں کو روز بروز اپنی تاریخ سے اور خصوصاً زبان عربی سے جو اُس تاریخ کا سرچشمہ ہے جو بعد ہوتا جا رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہمیں یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ عربی تاریخوں کے اردو ترجمے شائع کر کے اس تاریخ کو ان سے زیادہ قریب لایا جائے۔ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے عربوں کی فتح اندلس ایک قابل فخر واقعہ ہے، پروفیسر جمیل الرحمن صاحب ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تاریخ اسلام کے ایک زین ورق کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

فہرست اماکن میں فاضل مترجم نے یہ بہت ہی اچھا کیا ہے کہ ہر جگہ کے متعلق مفصل جغرافیائی نوٹ لکھ دئے ہیں۔ اس اندکس کے آخر میں اگر ایک اور اندکس انگریزی ناموں کا بھی دے دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ تاکہ جو لوگ سپن کی تاریخ کو انگریزی کتابوں سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ جگہوں کے ناموں کی عربی شکلیں بھی معلوم کر سکتے۔ مثلاً شہر ناربون کی عربی شکل اربونہ ہے جس شخص کو ناربون کا نام معلوم ہے وہ یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ اس کی عربی شکل اربونہ ہوگی۔

کتاب بحروف ثاب نہایت عمدہ چھپی ہے۔ تعداد صفحات ۱۶۴۔
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

(۳) وشویانی۔ ہندی کا ماہوار رسالہ ہے۔ جس کا پہلا نمبر جنوری ۱۹۴۱ء

میں نکلا ہے۔ پنڈت بشمبھرناتھ اس کے اڈیٹر ہیں اور دفتر ساؤتھ ملاکا الہ آباد میں ہے۔ سالانہ چندہ چھ روپیہ ہے +
 وِشَوبانی کے اغراض و مقاصد ہیں ہندوستان کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کے پولٹیکل حالات کا مطالعہ کرنا اور ان کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حالت کی سچی تصویر کھینچنا۔ اس کا نصب العین ہے۔ ہندوستان کی مکمل آزادی کا حاصل کرنا جس کی کامیابی کے لئے یہ ہندو مسلم اتفاق و دیگر اقوام کے باہمی میل جول کا حامی ہے۔ اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہندو مسلم نفاق کی وجہ ملک کی پولٹیکل غلامی ہے +

پہلے پرچہ کے مضامین اس کے اغراض و مقاصد کی کافی تائید کر رہے ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ اردو رسالوں میں ہندوؤں کے قلم سے اور ہندی رسالوں میں مسلمانوں کے قلم سے شاذ و نادر ہی نام لیا جاتا ہے برعکس اس کے وِشَوبانی کے نامہ نگار مذہب کے رو سے ہندو۔ مسلم۔ عیسائی وغیرہ اور قومیت کے رو سے ہندوستانی۔ انگریز۔ چینی وغیرہ ہیں۔ شرعی راہنہ رناتھ ٹیگور اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں +
 وِشَوبانی کے مضامین کا معیار بھی بہت اونچا ہے۔ جو مضمون نگاروں کی اعلیٰ تعلیم اور آزاد خیالات کا ثبوت ہے +

زبان کے لحاظ سے وِشَوبانی سچ مچ ہندو مسلم اتحاد کا نمونہ ہے۔ یہ ہندی اور اردو کا خوش ذائقہ مرکب ہے۔ عام طور پر اردو میں سنسکرت الفاظ کا اور ہندی میں عربی فارسی الفاظ کا استعمال ممنوع سمجھا جاتا ہے خواہ انگریزی الفاظ۔ محاورے اور ترکیبوں کی دونوں میں بھرمار ہو جاوے۔ لیکن وِشَوبانی میں بعض جگہ ایک ہی فقرہ میں عربی۔ فارسی اور سنسکرت تینوں کے الفاظ موجود ہیں

خود ایڈیٹر صاحب کے اپنے نوٹ میں پچاسوں الفاظ عربی فارسی کے موجود ہیں۔ میں تو اسی کو سچے معنوں میں ہندوستانی زبان کہوں گا۔ جس کی حمایت مکمل آزادی چاہنے والی کانگریس نے کی ہے۔ کلاسیکل زبانوں کی مدد کے بغیر عام بول چال کی کوئی بھی زبان علمی زبان ہونے کا دم نہیں مار سکتی۔ اسلئے ہندوستان کی ملکی اور علمی زبان وہی ہو سکتی ہے جس کی پشت پناہ اس ملک کی کلاسیکل زبانیں یعنی عربی۔ فارسی اور سنسکرت ہوں۔ پس وشو بانی ملک کے ہر ایک محب وطن سے ہمدردی اور خیر خواہی کی مستحق ہے، (ڈاکٹر بنارسہی اس جبین ایم اے پی ایچ ڈی) ۱۹ جنوری ۱۹۴۲ء

(۴) نظام ادب بابت ستمبر ۱۹۴۰ء

پیش نظر رسالہ طلبہ نظام کالج دکن کی کوششوں سے سال میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ جو بعض پروفیسروں مثلاً آغا حیدر حسن صاحب دہلوی وغیرہ کی زیر نگرانی مرتب ہوتا ہے۔ ادبی اور علمی لحاظ سے نظام ادب کا معیار اچھا خاصا ہے۔ خصوصاً جب کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی ترتیب میں بہت سادہ خود طلبہ کی مساعی کا رہین منت ہے۔ پیش نظر پرچہ میں بعض مضامین مثلاً ”پریم چند اور ان کے افسانے“، ”ہندوستانی کا آغاز اور اس کا ارتقاء“ اور ”مکاتیب اردو“ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ طباعت اور کتابت بھی عمدہ (س۔ م۔ ع)

(۵) انشائی فارسی جدید حصہ اول و دوم۔ مصنف و مرتبہ

محمد شمس الحسن شمس قریشی۔ فاضل مشرقیات۔ صفحات حصہ اول ۱۰۸، حصہ دوم ۴۴۹۔ کتابت، طباعت عمدہ۔ ناشر: ایجوکیشنل بک ہاؤس۔ پبلشر و بک سیلر، سول لائن علیگڑھ۔ قیمت درج نہیں،

جناب شمس نے انشائی فارسی جدید بالخصوص طلبہ کی رہنمائی کے لئے مرتب کی ہے۔ پہلے حصے میں فن انشا سے تعارف کرانے کے بعد آپ نے انشا کے انواع و اقسام گنائے ہیں اور محاسن و معائب انشا پر بھی بحث کی ہے۔ لیکن انشا کی متداول کتابوں کا حوالہ دینے پر اکتفا کرتے ہوئے آپ نے مثالوں سے اپنے مقاصد کی وضاحت نہیں کی۔ البتہ مکتوبات قدیم و جدید فارسی کے باب میں یہ التزام ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جدید فارسی میں عام رسمی مراسلات کے وہ نمونے درج ہیں جو آغاز سے لے کر انجام تک مدلل و مستعمل فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ ہندوستانی طلبہ اس اسلوب نگارش سے بہت کم آشنا ہیں۔ ہمارے خیال میں ان کے لئے یہ تصنیف بہت مفید ثابت ہوگی۔

حصہ اول میں جدید فارسی کے الفاظ کی ایک مختصر فہرست بھی درج ہے اور ایران کے سکجات، اوزان، رقوم اور اسمائے شہور کی تفصیل دی ہوئی ہے۔ سکجات میں شمس صاحب نے تومان کی قیمت تین ہندوستانی روپے درج کی ہے۔ حالانکہ بانک ملی ایران نے ایک عرصے سے فی تومان تقریباً ایک روپیہ دس آنے شرح مبادلہ مقرر کی ہوئی ہے۔ اس حصے میں علم بدیع پر ایک مختصر بحث کے بعد صنایع لفظی و معنوی درج کی گئی ہیں۔ یہ دیکھ کر تعجب نہ ہو کہ صنعتِ تخیل کی وضاحت کے لئے انگریزی اور مراعات التظیر، اشتقاق، رقط اور کئی دیگر صنائع کی مثالوں کے لئے اردو کی طرف رجوع کیا گیا ہے حالانکہ یہاں فارسی کی مثالیں درج ہونا چاہیے تھیں۔

حصہ دوم میں ادب کی حقیقت، قدیم و جدید فارسی کی خصوصیات، صنایع بدایع، تشبیہ و استعارہ، علم بیان اور فصاحت و بلاغت کے

مباحث درج کئے گئے ہیں۔ اور آخر میں ہندوستان کی قدیم فارسی النشاء کے چند منتخب مقالات درج ہیں ۵
(ڈاکٹر) محمد باقر
(۶) سلسلہ یوسفیہ کے مطبوعات :-

یہ سلسلہ ”مجلس اشاعت دکنی مخطوطات“ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے جس کے سرپرست عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر ہیں۔ یہ علمی مجلس ”قدیم شاہان دکن کے ادبی آثار اور اردو کی قدیم کتابوں کی اشاعت کی غرض سے حیدرآباد میں قائم کی گئی ہے۔ متعدد کتابیں جو اردو کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں زیر ترتیب و اشاعت ہیں۔ ذیل کی پانچ کتابیں ۱۳۵۷ھ میں شائع ہو چکی ہیں۔ ہمارے مکرم سید محمد اعظم صاحب کا پیش لفظ سلسلہ کی ہر جلد کے شروع میں دہرایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر جلد کے شروع میں مقدمہ مرتب ہے۔ وہ پانچ کتابیں حسب ذیل ہیں :-

۱۔ پھول بن ازا بن ناشلی مرتبہ عبدالقادر صاحب سروری ایم۔ اے

ایل۔ ایل۔ بی۔ لکچر اردو جامع عثمانیہ۔ (صفحات ۳۰۶۔ جن میں سے ۱۱۹

صفحات مقدمہ کے ہیں۔ ہر صفحہ متن پر اختلافات قرأت بھی دئے ہیں۔)

سلطان عبدالشہ قطب شاہ کی تصویر سے کتاب مرثیہ ہے۔ قیمت تین روپیہ؛

۲۔ کلام الملوک یعنی سلاطین دکن کا فارسی کلام۔ مرتبہ میر سعادت علی

صاحب رضوی ایم، اے۔ جناب مرتب کو سلطان محمد قطب شاہ کا کلام ایک

قدیم مجموعہ سے ملا، اس کے علاوہ انہوں نے بعض سلاطین بہمنیہ سلاطین

مادل شاہیہ اور سلاطین قطب شاہیہ کا کلام متفرق مواضع سے لیا اور اس

مجموعہ میں یہ کلام مع مختصر حالات و شجرات سلاطین شائع کیا۔ صفحات ۱۱۲+۶

سلطان محمد قطب شاہ کا کلام اور حالات ۵۸ صفحوں پر ختم ہوئے ہیں۔ مقدّمہ

۱۴ اور پیش لفظ ۶ صفحوں پر۔ باقی صفحات پر دیگر سلاطین کا کلام ہے۔ کتاب میں ۶ تصویریں بھی ہیں۔ عادل شاہیوں کی تین اور قطب شاہیوں کی بھی اسی قدر۔ قیمت ۲۰۰

۳۔ مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال۔ از غواصی۔ مرتبہ میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔ اے۔ صفحات ۲+۶ (پیش لفظ) + ۳۷ (مقدمہ) + ۱۷۹ = ۲۲۶۔ متن کے حواشی میں اختلافات قرأت دیئے گئے ہیں اور بین السطور میں معانی الفاظ مشککہ، سلطان عبداللہ قطب شاہ اور ملا غواصی کی تصاویر بھی کتاب میں شامل ہیں۔ قیمت دو روپیہ ۲۰۰

۴۔ مثنوی طوطی نامہ از غواصی مرتبہ میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔ اے۔ تعداد صفحات ۳+۶ (پیش لفظ) + ۴۱ (مقدمہ) + ۲۹۰ = ۳۴۰۔ الفاظ مشککہ کے معنی بین السطور میں دئے گئے ہیں۔ اس میں وہی دو تصویریں ہیں جو مثنوی سیف الملوک میں دی گئی ہیں۔ قیمت تین روپیہ ۲۰۰

۵۔ قصہ بے نظیر۔ از صنعتی۔ مرتبہ عبدالقادر صاحب سروری ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ تعداد صفحات ۲+۶ (پیش لفظ) + ۳۶ (مقدمہ) + ۱۱۴ = ۱۶۰، متن میں کہیں کہیں الفاظ مشککہ کے معنی دیئے گئے ہیں۔ شروع میں فہرست مشتملات کے بعد سلطان محمد عادل شاہ کی تصویر ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱۲۰

پانچوں کتابوں کا سرورق ایک ہی کاغذ اور ایک ہی ڈیزائن کا ہے سب کی سب کتابیں دلچسپ ہیں اور ان میں سے چار کتابیں اردوئے قدیم کے ادب کے مطالعہ کے لئے نہایت درجہ اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ سب کتب ہیں سب رس کتاب گھر خیریت آباد (حیدر آباد دکن) سے مل سکتی ہیں۔

۱) ”غلامانِ اسلام“

یہ کتاب ”الدرق فی الاسلام“ یعنی ”اسلام میں غلامی کی حقیقت“ کا دوسرا حصہ ہے جو باہتمام منیجر ندوۃ المصنفین قزول باغ نئی دہلی - جدید برقی پریس دہلی میں طبع ہوا۔ قیمت غیر مجلد للغیر - مجلد شہر

حقیقت شناس علماء اس مسئلے کو دو طریق سے حل کرتے ہیں۔ اسلام سے پیشتر غلامی کا رواج عرب و عجم میں اپنے انتہائی عروج کو پہنچا ہوا تھا۔ غلام انسانی حقوق سے لاری طور پر عاری سمجھا جاتا تھا۔ قری کے تامل تراستے اس کے سامنے بند تھے۔ جس سے بڑے بڑے قابل جوہر ضائع ہوتے رہے۔ عندئذ مشہور شاعر باوجود یکہ عبسی ہے۔ مگر ایک حبش لونڈی کا بچہ ہونے کی وجہ سے اس کو قومی مغل میں بیٹھنے اور امور قومی و ملکی پر رائے زنی کرنے یا جنگ میں جوہر مردانگی دکھانے کی تو کہاں مجال، اس کو تو انسان سمجھنا ہی غلط شمار ہوتا تھا۔ آخر ایک جنگ میں غنیم کے مقابلے سے تنگ آکر عنترہ کے والد شہزاد نے عنترہ سے کہا جبکہ وہ باڑے میں اونٹنیاں دوہ رہا تھا ”یا عنترہ کثر“ عنترہ نے جواباً کہا ”یا اَبَتِ الْعَبْدُ انما یُحْسِنُ الصَّوْرَ وَلَا یُحْسِنُ الْکَثْرَ“۔ یہ تعریفی جملہ گویا تیر و سنان محتاج نے شہزاد کو پھر کا دیا۔ اس پر اس نے فوراً کہا۔ ”کثر وَاَنْتَ حَرٌّ“۔ پس کیا تھا عنترہ نے غنیم کی صفوں کو الٹ ڈالا اور اس کے بعد آج تک تاریخ میں عنترہ نہ صرف زبردست شاعر کی حیثیت سے مشہور ہے۔ بلکہ اہمیتی کے قول کے مطابق وہ جنگ کا نقشہ الفاظ میں اس طرح کھینچ کر رکھ دیتا ہے کہ گویا جنگ شخص ہر کہ مخاطب کے سامنے لڑی جا رہی ہے۔

یورپ میں غلامی کی کیفیت سمجھانے کے لئے اقتباس ذیل پر نظر ڈالئے۔

"غلاموں کی دوڑی بڑی قسمیں تھیں۔ جو قانون کی کج مع اور سیدھا اصطلاح کے موافق "غلام اسفل" اور "غلام اعلى" کہلاتے تھے۔ ان دونوں پر جائیز اور کو کمال اختیار حاصل ہوتا تھا۔ اُن کے معاملوں میں جاگیر دار کو کسی کی جواب دہی کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مقدم الذکر تو جاگیر دار کی ذات خاص سے وابستہ تھے اور جائیداد منقولہ کی طرح ہر وقت فروخت یا کسی اور طرح منتقل کئے جاسکتے تھے۔ مؤخر الذکر کا تعلق اراضی (کاشتکاری) سے تھا اور وہ کسی طرح اُن سے جدا نہ ہو سکتے تھے۔ یہ غریب باربر دار جانوروں کی فہرست میں شامل تھے اور ان کی ان ہی جیسی قدر و قیمت تھی۔ ان کو وہ تمام سختیاں اٹھانی پڑتی تھیں جو طمع اور غوئے بد اخراج کر سکتی تھی یا جذبات برہمی اُن پر ڈال سکتے تھے۔ صرف یہی نہ تھا کہ وہ اپنے جاگیر داروں کے جبر و ستم کو سہتے تھے بلکہ اُن کچھ پابندیاں بھی تھیں جن کو اسی زمانہ کے لوگ گوارا کر سکتے تھے۔ کہ جب نہ عزت و حرمت کا خیال تھا نہ انصاف و عدل کا نہ ننگ و ناموس کا۔ اگر کوئی جاگیر کسی وجہ سے منتقل ہوتی تھی تو دستاویز میں اُن غریبوں کا نام بھی نہ آتا تھا۔ کیونکہ قانون نافذ الوقت کے موافق یہ جاگیر کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ جیسے اینٹ یا پتھر یا درخت اور جھاڑیاں۔ حالانکہ یہی لوگ وہ چیز تھے۔ جن کی وجہ سے کسی جاگیر کی قیمت میں کمی یا اضافہ ہوتا تھا۔ بے رحم جاگیر دار اُن سے رات دن برابر کام لیا کرتے تھے اور جہاں جانور باندھتے تھے وہیں ان کو پڑ رہنے کو جگہ دیتے تھے۔ ان کی گردن میں کسی دھات کا طوق پڑا رہتا تھا (بعض کے تانبے کا اور بعض کے چاندی کا) اور اس پر اُس کا اور اُس کے آقا کا نام کھدایا رہتا تھا۔ اس کی عمر دیدہ و دانستہ مصالح کی جاتی تھی۔ اس کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ لہذا دی کے نام سے بھی وہ آشنا نہ ہوتا تھا۔ اس کو سیر و تفریح سے کوئی سرگاہ نہ تھا

اس کی شخصیت گم ہو جاتی تھی۔ وہ اُسی زمین کی مٹی ہو جاتا تھا۔ جس پر وہ دن رات محنت و مشقت کرتا تھا۔ جب موت آکر اُسے اُس مصیبت سے رہائی دلاتی تھی تو وہ اسی خاک میں مل کر خاک ہو جاتا تھا۔ یکسی اور جائزہ ہی کی کوئی مثال، اور انسانی ظلم کی کوئی افسوسناک نظیر دنیا بھر میں ایسی نہیں ملتی جیسی کہ قرون وسطیٰ کے ان "غلامانِ اعلیٰ" کی تھی +

جاگیرداروں کو اپنے غلاموں کو لوٹنے کا حق تو قانوناً حاصل تھا ہی۔ لوٹ میں اضافہ کرنے میں وہ مجیر العقول ذرائع سے کام لیتے تھے۔ غلاموں کی زندگی میں جو تبدیلی ہو، وہ کوئی نیا کام شروع کریں، اُن کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہو، شادی ہو یا مرے، وہ کوئی نیا جھوپڑا یا مکان بنائیں، جانور رکھیں، فصل اُٹھا کر گھر لائیں تو اجازت کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور ہر اجازت کے لئے الگ نذرانہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ غلاموں کے خاندان کی عورتوں کی عصمت و عفت بالکل آقاؤں کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ قانون مذکورہ کی نہایت شرمناک دفعات کے موافق ان عورتوں کی حالت انتہا سے زیادہ بُری تھی۔ بہت سی جاگیرداروں میں قانون نے غلاموں کی دہن کے متعلق جاگیرداروں کو بے انتہا آزادانہ حقوق عطا کر رکھے تھے +

زمانہ حال کی تہذیب و ثقافت اس کو گوارا نہیں کر سکتی کہ اس عجیب و غریب اور شرمناک قانون کی تفصیل کی جائے۔ "الاعمال از اخبار الانڈس تریبون" نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء کو یورپ

(از علامہ سکاٹ ص ۲۳۳ بعد)

اسلام نے اس سراسر ظلم اور بدترین رسم و رواج کا قلع قمع کرنے کے لئے "محمدؐ رقبہ" کو قانون قرار دیا۔ تاکہ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ جو ایک مدتِ دُراز سے چلا آ رہا ہے خود بخود ختم ہو جائے +

تاریخ بتلاتی ہے اور زیر تبصرہ کتاب میں تفصیل سے بیان ہوا کہ تحریرِ مکتبہ کے ذریعہ کیسے کیسے گوہر ہائے گرانمایہ خاکِ مذلت سے اُٹھ کر بامِ رفعت پہنچے۔ کتاب "غلامانِ اسلام" کو دراصل قانن "تحریر و قبضہ" کی تشریح اور اس "تحریر" کے نتائج و فوائد کا مفصل تذکرہ سمجھنا چاہیئے۔

تنبیہ:- (۱) قانن "تحریر" کے ذریعے ان بے زبانوں نے ہر ایک میدان میں ترقی کی اور انسانی جوہر دکھائے۔ وہ نہ صرف فنِ حدیث و تفسیر و تصوف و شاعری وغیرہ علوم و فنون میں یکتاٹے روزگار ثابت ہوئے بلکہ سلطنت اور بادشاہت کی عنان بھی سنبھال کر ایک عالم کو دکھا گئے۔ کہ خلافتِ امیہ کا منصب رفیع یوں سنبھالا جاسکتا ہے۔

قرآن حکیم کی اصطلاح میں منصبِ سلطنت و حکومت کو "اتمامِ نعمت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مادی ترقی میں اس سے بڑھ کر کوئی اوّٰی درجہ نہیں ہو سکتا۔

بنابریں مؤلف "غلامانِ اسلام" کے لئے ضروری تھا کہ وہ "تحریر و قبضہ" کی اس اتمہائی ترقی یافتہ صورت کو بھی بحث میں شامل کرتے۔ مقدمہ کتاب کے صفحہ ۱۲ پر اس کے متعلق اُن کا عذر ہمارے خیال میں چنداں وقع نہیں؛ (۲) مزید براں کتاب میں کوئی ترتیب قائم نہیں کی گئی۔ صرف یہ کہنا کہ کتاب کو علما و فضلاء کے ذکر تک محدود رکھا گیا ہے کافی نہیں؛ ہر ایک ملت کو تین حصوں میں منقسم مانا جاتا ہے۔

فلاسفہ اشراقیہ۔ وہ ہمارے ہاں صوفیہ صافیہ ہیں؛
فلاسفہ مشائیہ۔ ملتِ اسلامیہ میں انہیں علماء کلام اور فقہاء کے
عقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

سیاسین - وہ ہماری ملت میں خلفاء - لوگ - امراء اور ان کے دست و بازو ہیں - آخر الذکر طاقت کا فرض منصبی قانون ملت کی حفاظت اور اس کا نفاذ ہے - اور اول الذکر جماعت ، قانون مذکور کی روح کو ، اور متوسط اس کی صورت کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہتی ہے ۔

جب تک یہ ہرہ اصناف مل کر کام نہ کریں - ملت کو انتظام نصیب نہیں ہوتا - تاریخ بتلاتی ہے کہ مذکورہ بے زبانوں کے صنف نے ان ہرہ مدیج میں حیرت انگیز جولانیاں دکھائی ہیں ۔

تاہم کتاب اردو زبان میں ایک معتد بہ علمی اضافہ ہے اور اس سے اس سلسلہ کی مزید تحقیق کی سہیل نکل آئی ہے ۔

(ب) دوسرا طریق وہی ہے جسے ہم ”الرق فی الاسلام“ کی تنقید میں عرض کر چکے ہیں - وہ حصہ ضمیمہ اورینٹل کانگریزین بابت ماہ مئی ۱۹۴۰ء میں شائع ہو چکا ہے ۔

امراء کے سمجھنے میں گو کوتاہیاں ہوئیں - مگر امرثانی کو حل کرنے میں جس قدر افسوسناک تغافل برتا گیا - وہ علمی دنیا کا نہایت ہی رنج وہ واقعہ ہے ۔

ضمیمہ مذکورہ میں ہماری تصریحات کا مطالعہ کرنے کے بعد امرثانی اصولاً حل ہوتا ہے ہم نے ستمبر ۳۹ء میں اس مسئلے (امرثانی) پر کسی تفصیل سے بحث کی اور اس کو قلب بند کر کے اورینٹل کانگریزین کے دفتر میں اشاعت کے لئے بھیجا - اگر اس کی اشاعت کی ذمہ داری تو یہ مسئلہ جمیع جوانب و اطراف سے حل ہو جائے گا ۔ محمد نور الحق

The Origins of Demandism by B. Lewis Cambridge, 1940

عالم اسلام میں وقتاً فوقتاً جو مذہبی اور سیاسی تحریکیں نمودار ہوتی رہی ہیں - ان میں وٹ اسمبلیہ کو بدین وجہ ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس سے دنیائے سیاست میں

بہت اہم اور دُور رس نتائج پیدا ہوئے۔ مدت دراز تک اسماعیلی داعی خلفاء عباسیہ کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور اپنی خفیہ تعلیم کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں کلم و قلم اور مروجہ مذہبی عقاید کی مخالفت کا بیج بونے رہے۔ چونکہ اُن کا مقصد سوسائٹی کے نظام اجتماعی میں ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرنا تھا اور انہیں اپنی انقلاب انگیز تعلیم کی اشاعت و ترویج میں سوسائٹی اور حکومت کی شدید مخالفت کا خطرہ ہمیشہ دامگیر رہتا تھا اس لئے اسماعیلی لوگ اپنے مخصوص عقاید کی اشاعت نہایت خفیہ طریق پر کرتے تھے اور اپنی مذہبی کتابوں کو بھی اپنے ہم عقیدہ اشخاص تک محدود رکھتے تھے اور دوسرے لوگوں سے بڑی احتیاط اور کوشش سے چھپاتے تھے۔ نتیجہ اس اخفا کا یہ ہوا کہ اُن کے عقیدہ اور عمل کے متعلق جو لٹریچر ہمیں آج تک دستیاب رہا ہے وہ بیشتر اغیار کا لکھا ہوا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ وہ ہر پہلو سے کلیتہً قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتا اگرچہ اس میں فرقہ اسمیلیہ کے آغاز، اُن کے عقائد اور ان کی تاریخ کے متعلق بہت کچھ مفید مطلب مواد موجود ہے :

علمی اغراض و مقاصد کے لحاظ سے یہ امر موجب مسرت ہے کہ تقریباً نصف صدی سے اسمیلیہ کی خود نوشتہ دستاویزیں اور تحریریں بھی ہمیں دستیاب ہو رہی ہیں جن سے اسمیلیہ کے صحیح عقائد، اُن کی اشاعت کے طریقوں اور اُن کے سرکردہ شاہسیر کے متعلق ہمارا علم یوں مفید و بڑھ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں گریفینی، ماسینیو، کراؤس، ہمدانی، آیونوف اور دیگر علماء کی علمی مساعی خاص طور پر قابلِ ذکر اور لائقِ شکر یہ ہیں۔ ان کی تحقیقات سے اسمیلیہ کے لٹریچر اور اُن کے عقاید کے متعلق ہماری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہوا ہے :

زیر تبصرہ کتاب میں لائقِ مصنف نے تحریک اسمیلیہ کے تاریخی پہلو کی طرف توجہ کی ہے اور اس کے اوائل پر نئے مصادر کے ذریعہ سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے مصنف نے نہ صرف اُن تمام کتابوں کو بغور پڑھا ہے۔ جو اس موضوع پر مغربی بائبل میں لکھی گئی ہیں بلکہ ان اسماعیلی ماخذوں کو بھی استعمال کیا ہے جو اُسے مشرقی ممالک کی

سیاحت کے دوران میں دستیاب ہوئے ہیں۔ اس سیاحت کے دوران میں اُسے ملاؤں کی ذہنیت اور اسلامی تحریکوں کے طریق کار کو مطالعہ کرنے کا بھی کافی موقع ملا ہے جس سے اُسے مختلف مسائل خصوصاً مذہبی تحریکوں کی ماہیت اور اصلیت کے متعلق صائب رائے قائم کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔

اپنی اور دیگر علماء کی تحقیقات کی بنا پر اسمعیلیہ کے اوائل کے متعلق مصنف جن نتائج پر پہنچا ہے وہ ذیل میں اختصار کے ساتھ درج ہیں :-

(۱) تحریک اسمعیلیہ کا آغاز اسمعیل بن جعفر رضا کے مریدوں کے درمیان ہوا۔ اس تحریک میں اسمعیل اور ان کے بیٹے محمد بذات خود شریک تھے اور ابو الخطاب میمون القلاح اور عبد اللہ بن میمون اُن کے اصحاب اور تحریک اسمعیلیہ کی تنظیم کرنے والوں میں سے تھے۔ (۲) یمن اور شمالی افریقہ کی فاطمی تحریک اسی اسمعیلی تحریک کی ایک شاخ تھی اور عبید اللہ المہدی میمون کا جانشین اور براہ راست اس کی نسل سے تھا۔ فاطمی خلفاء صحیح النسب علوی تھے اور اُن کا اول خلیفہ القائم اُن مستور اماموں کی نسل سے تھا جن کے حق میں عبید اللہ اور اس کے آباء دعوت پھیلا رہے تھے۔

(۳) مندرجہ بالا بیان سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ قرمطی اور اسمعیلی ہم معنی اور مترادف ہیں۔ عبد اللہ بن میمون تحریک اسمعیلیہ کے بانیوں میں سے تھا۔ مگر قرمطہ کے ساتھ اس کا تعلق محتاج ثبوت ہے۔

(۴) شام اور الجزائرہ کے قرمطہ دعوت اسمعیلیہ کا ایک جزو تھے۔ (۵) بحرین کے قرمطہ اپنے اصل کے لحاظ سے علحدہ ہیں مگر بعد میں خلفاء فاطمیہ کے ساتھ ملحق ہو گئے۔ تاہم انہوں نے اپنی شخصیت کو علحدہ قائم رکھا۔ غالباً اسمعیلی عقاید اختیار کرنے کے بعد اُن کو قرمطہ کا نام دیا گیا۔

(۶) قرمطہ اور فاطمیہ کے درمیان جو مناقشہ بعد میں پیدا ہوا وہ اعتدال پسند

اور انتہا پسند گروہوں کے اختلاف کا نتیجہ تھا؛

ڈاکٹر لوش نے جولڈن کے مدرسہ السنہ شرقیہ میں تاریخ اسلام کے استاد
ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب لکھ کر اسمعیلیہ کے متعلق لٹریچر میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ اس لحاظ
سے اُن کی تصنیف ہماری قدردانی اور ان کی ذات ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے
اس کتاب کے متعلق بعض برزئی باتیں درج ذیل ہیں: [عنایت اللغات]

ص ۵۶۔ سید مرتضیٰ رازی صاحب تبصرۃ العوام کے والد کا نام
مصنف نے حُسنی لکھا ہے۔ جس کی کوئی جہت معلوم نہیں ہوتی۔ تبصرہ مطلوبہ
کے مصحح جناب عباس اقبال نے لکھا ہے کہ مصنف کتاب تبصرہ کا

صحیح حال معلوم نہیں مشہور تریہ ہے کہ وہ سید مرتضیٰ بن قاسم حُسنی رازی ہیں
یہ اور ایک اور تہیہ جو مصنف کے متعلق موصوف نے دیا ہے 'حُسنی' کے موید
ہیں نہ 'حُسنی' کے؛

ص ۶۷۔ 'کیسان' کو مصنف نے مختار کا دوسرا نام بتایا ہے۔ مالا لکھ
کتاب المعارف ص ۳۰۰ پر 'کیسان' مختار کا لقب ہے نہ نام (وین کدون
ان لقبہ کیسان)؛

ص ۲۹۔ مغیریہ بقول شہرستانی اور صاحب تبصرۃ العوام مغیرہ بن سعید العجمی کے
پیرو تھے جو خالد بن عبداللہ القسری کے موالی سے تھا۔ ابن قتیبہ (م ۲۶۰) نے کتاب المعارف
میں ص ۳۰۰ پر لکھا ہے: المغیرۃ من الرافضۃ ینسبون الی المغیرۃ بن سعید مولی
بجیلۃ، اس صورت میں اس کی نسبت 'بجلی' ہونی چاہیے تھی۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ اسکو بعض
مصنفین (مثلاً شہرستانی اور صاحب تبصرہ) 'عجمی' کس بنا پر لکھ رہے ہیں سمعانی (ص ۵۳۸ ب
بجیل المغیری) نے اس کی نسبت نہیں دی فقط یہ لکھا "المغیرۃ بن سعید.... وهو الذی وصف
معبودہ بالانضمام علی مثال حروف الہجاء"۔ اس فقرہ اور منصور یہ کا ذکر کمال المبرز (طبع یورپ)

۵۴۷ پر مبنی ہے۔ وہاں لکھا ہے "الفیلة خلق من اخلاق الغالیة" پھر الغالیہ کی تشریح ہے کہ وہ المغیریہ اور المنصوریہ ہیں۔

ص ۳۰۔ ابو منصور العملى الکشف کی بابت کتاب المعارف ص ۳۰ پر ہے ومنہم اقون اور کتاب الانساب ص ۶۰ پر ہے: وهذا القفل مسروق من قول الحساحۃ [الحناقیق] صوریۃ من خلقة الروافض للذین کفروا بالجنة والنار والیمة واسقطوا الفرائض استحلوا المحرمات۔ ص ۳۲۔ الخطابیہ کے عقائد کا حال ابن قتیبه (دم ۲۷۶) نے المعارف ص ۳۰ پر تو بخوبی دم۔ ص ۳۰ و ۳۱ سے پہلے لکھا ہے :

ص ۳۶۔ عبداللہ الرجانی، الرجانی، بالکسر نہیں، بالفتح ہے۔ دیکھو الانساب ص ۲۴۸ ب، ہ الذہبی ص ۱۱، لب اللباب ص ۱۱، عبداسد بن بکر کی نسبت کشتی نے ص ۱۹ پر الرجانی، لیکن ۲۰ پر الجرجانی دی ہے :

ص ۴۔ آدم صفا، ویسا سی نے الصفا لکھا ہے لیکن آدم صفی یعنی مصطفیٰ کا الصفا بمعنی حجر سے لق نہیں بظاہر اصل میں آدم الصفی الکتی تھا جس طرح آدم العاصی الجردی اور آدم الناسی الجرجانی۔ بیاسی کی کتاب ص ۲ ص ۱۱۵ حاشیہ،

ص ۵۶ و ۵۷۔ محمد بن حسین زیدان کرخ، بظاہر کرخ چاہیے بجای کرخ، ص ۶۹ پر ہے کہ وہ کرخ غ میں کرخ، او صنفان کے لوح میں رہتا تھا، کرخ یہاں کرخ کا مصحف معلوم دیتا ہے :

ص ۶۹۔ چہان بختار، حیان نجی، جہان بختان، چہار بختان، یہ سب ایک ہی نام کی مصحف صورتیں ہیں، غالباً مار بختان ہے جو چہار بختان کی معرب صورت اور ان مرکب اسمیں سے ہے جو بوخت سے بنے ہیں جیسے بیخبت ع وغیرہما۔ طبری (طبع یو پ، راج اٹن) پر صہار بخت قیروز (بادشاہ ساسانی) کی ماں کا نام ہے۔ پر دیکھو نوٹ کی کا حاشیہ اس کے ترجمہ طبری کے ص ۳۹۶ پر،

ص ۷۰، مصنف نے کتاب الانساب کا حوالہ دیا ہے اس کتاب میں اسمعیلیہ (ص ۳۶ ب) الباطنیہ (ص ۳۸ ب) علی (ص ۳۸ ب) کی ذیل میں کچھ دلچسپ حالات موجود ہیں مگر معلوم نہیں مصنف کو کتاب کے اور واضح میں موضوع کتاب پر اطلاعات حاصل ہوئیں :

محمد شفیق

نسب نامہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر صاحب کی پیدائش ۵۴۵ھ ہجری میں
 رٹی۔ اہلی نام مسعود تھا۔ آپ کے بزرگوں میں فرخ شاہ بادشاہ کابل تھے۔
 نانچہ ذیل کے شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے :-

شاہ احمد فرخ شاہ بادشاہ کابل

شہاب الدین

شیخ احمد

خواجہ یوسف شہزادہ

احمد شانزادہ

شعیب

جمال الدین سلیمان

شیخ فرید الدین گنج شکر

آپ کے اشعار پنجابی۔ ہندی اور فارسی زبانوں میں ملتے ہیں۔ سری
 دروگرنتھ صاحب میں آپ کے ۳۰ اشلوک اور ۴۴ شبد (دو آسا راگ میں
 اور دو سو ہی راگ میں) موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی پنجابی نظمیں
 آپ نے لکھیں (دیکھو اور ٹیل کالج میگزین بابت ماہ نومبر ۱۹۳۲ء و ماہ فروری
 ۱۹۳۱ء حصہ پنجابی و ہندی) :

آپ کا جنم ملتان کے نزدیک موضع چاولی میں ہوا۔ ابتدائی تعلیم ملتان

لے سات تارے مصنف بخشی ایم نگہ و روش :

میں حاصل کی اور قرآن حفظ کیا۔ تحصیلِ علوم کے لئے آپ ملتان سے قندھار اور پھر وہاں سے بغداد تشریف لے گئے اور بڑے بڑے صاحبِ کمال بزرگوں سے علومِ ظاہری اور باطنی کا اکتساب کیا۔ مقاماتِ مقدسہ اور ایران و عرب کے بڑے بڑے شہروں کی زیارت کی۔ جب خواجہ فرید الدین عطار نیشاپوری سے شرفِ نیاز حاصل کیا تو آپ نے بھی اپنا نام تبرکاً فرید الدین رکھ لیا۔ گنجلک کا لقب ان کی والدہ محترمہ نے انہیں عطا کیا۔ جن کا آپ کی اعلیٰ زندگی بنانے میں سب سے زیادہ حصہ تھا۔ آپ کئی کئی دن لگاتار روزہ رکھتے۔ یہاں تک کہ نفس کشی اور عبادت میں اتنے محو ہوئے کہ بے خودی طاری ہو گئی۔ جب غلطیوں پہاڑوں و ندی نالوں کے کنارے تنہا رہا کرتے۔ آپ کی ایک شادی غیاث الدین بلہن شہنشاہِ دہلی کی شاہزادی سے بھی ہوئی اور مذکورہ شاہزادی فقیرانہ لباس میں آپ کے ساتھ رہا کرتی تھی ❖

مجھے مسٹر اے۔ سی۔ ولسن وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی و پرنسپل اورنٹل کالج لاہور نے ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چند قلمی نسخے ریاستِ فرید کوٹ میں ملاحظہ کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں پر مجھے سردار بہادر سردار ابرار سنگھ صاحب بی۔ اے۔ پریزیڈنٹ کونسل آف ایڈمنسٹریشن ریاستِ فرید کوٹ کی عین عنایت سے چند قیمتی کتابوں اور نسخوں کو سیٹلٹ لائبریری میں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ چاہے بابا فرید گنج شکر کے سجادہ نشین پیر شاہ محمد غوث صابری حشتی سے بھی شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ انہوں نے چند کتابیں اور دیگر نہایت پرانے کاغذات شیخ فرید الدین گنج شکر کے متعلق مجھے دکھائے۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے میں خود بیٹھ کر نقل کر کے ان کو اپنے ہمراہ لاسکا ❖

بابا فرید الدین گنج شکر صاحب اور ریاست فریدکوٹ

بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں بابا فرید الدین گنج شکر اپنے خیالات اور عقاید کا لوگوں میں پرچار کرتے ہوئے موکل نگر (جسے اب ریاست فریدکوٹ کہتے ہیں) کے باہر دویل کے فاصلہ پر اپنی گڈڑی سے کچھ گیان چرچہ کرنے لگے۔ انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گڈڑی کہہ رہی ہے کہ اے فقیر تیری منتا میرے سبب سے ہے۔ اگر تو مجھے نہ اوڑھے تو تجھے کون پوچھے حضرت فرید الدین نے گڈڑی اتار دی اور موکل نگر کے اندر قلعہ کی عمارت میں بیگار میں پکڑے گئے اور سر پر گارے کی ٹوکری اٹھاتے وقت گڈڑی یاد آئی۔ بابا فرید صاحب کے سر پر گارے کی ٹوکری اونچی اٹھتی ہوئی دیکھ کر سب لوگ خوف زدہ ہوئے اور راجہ موکل دیو سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

راجہ موکل دیو نے بابا فرید جی سے معافی طلب کی اور اپنا گاؤں و قلعہ بابا فرید جی کے نام سے بسایا اور فریدکوٹ نام رکھا جواب ریاست فریدکوٹ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی یادگار میں تین جگہیں ریاست میں موجود ہیں۔

(۱) یہ جگہ زنانہ محلات میں ہے جہاں راجہ موکل دیو نے بابا فرید جی سے معافی مانگی تھی۔

(۲) چلہ بابا فرید۔ جہاں گارے کی ٹوکری سر سے اتار کر گارے والے ہاتھ ایک درخت سے صاف کئے تھے۔ یہاں سال میں ایک دفعہ بہت بھاری میلہ بھی لگتا ہے۔

(۳) وہ جگہ جہاں بابا فرید جی نے گڈڑی سے گیان چرچہ کیا۔ یہ جگہ

‘لیر مال صاحب’ کے نام سے مشہور ہے اور شہر ریاست فرید کوٹ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے،

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی فارسی کی کچھ ایسی نظمیں جو ابھی تک کہیں نہیں چھپیں۔ مجھے جناب پیر محمد غوث صابری چشتی فریدی سجادہ نشین چلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ریاست فرید کوٹ کے قلمی نسخوں سے ملی ہیں اور اس کے علاوہ حضرت بابا فرید صاحب کا شجرہ (بنساولی) بھی انہیں حضرت نے تیار کر کے مجھے ارسال فرمایا ہے جو ہم قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ پہلے ان کے اشعار اور پھر ان کا شجرہ درج کریں گے،

حضرت بابا صاحب کے اشعار

حضرت بابا صاحب کی زبان مبارک سے :-

(ربہ سند قاضی حمید الدین ناگوری)

عشقی تو مرا اسیر و حیران کردہ است در کوٹے خرابات پریشان کردہ است
بایں ہر رنج و محنت لئے دست ہیں اسرار تو در دلم کہ پنهان کردہ است
(در جوش اسرار دوست)

آنانکہ در ہوا ی تو شیدان شتہ اند از جملہ کس بریدہ و تنہا شتہ اند
خود را فدای نام تو لئے دست کردہ اند آن عاشقان کہ بر تو کذا شیدان شتہ اند
در عالم تفکر بر دل نہ سادہ اند گاہے قتادہ و گاہے بر پان شتہ اند

لے یلہ شامہ در باحیات پر شاہ محمد غوث صابری چشتی فریدی سجادہ نشین چلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ریاست فرید کوٹ

نے ۱۹۳۳ء کو اپنے دستخط کے ساتھ میری طرف روانہ کئے جو یہاں پیغمبر درج ہیں ۔

اپنے پیر و مرشد کی زبان مبارک سے سنا ہوا شعر جو وہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔
دیدہ کو جمال دوست بدیدہ تا بود زندہ مبتلا باشد

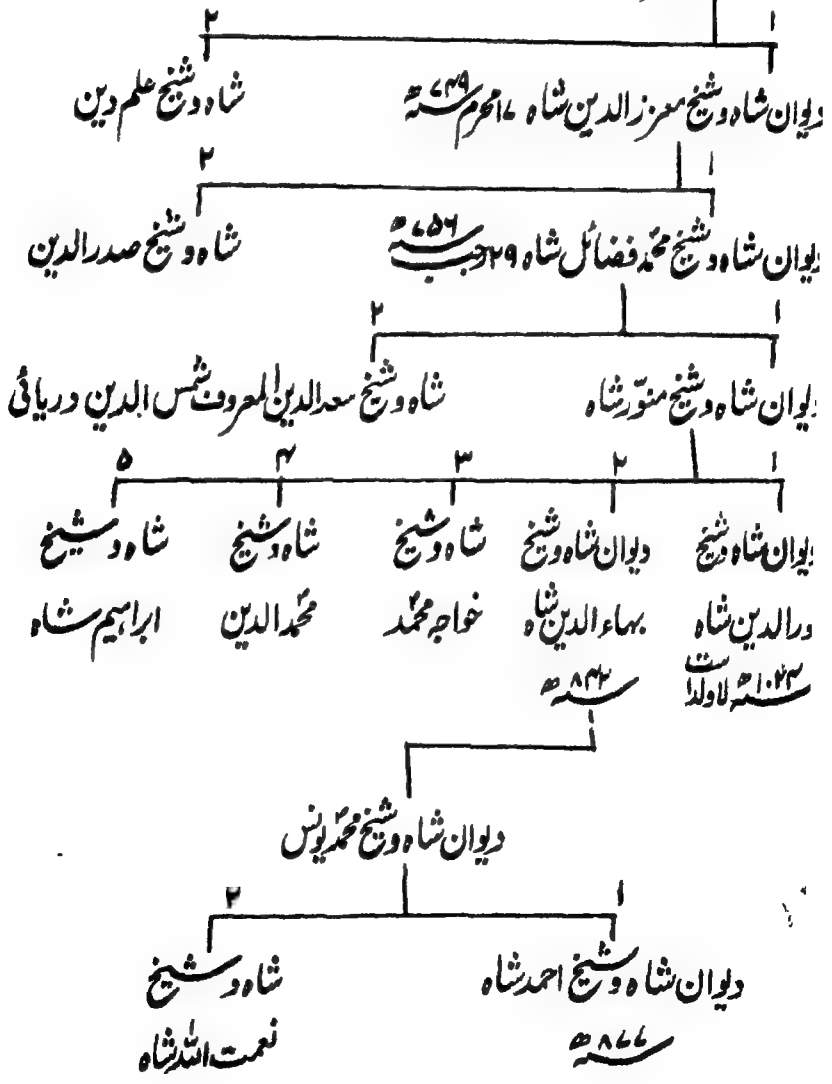
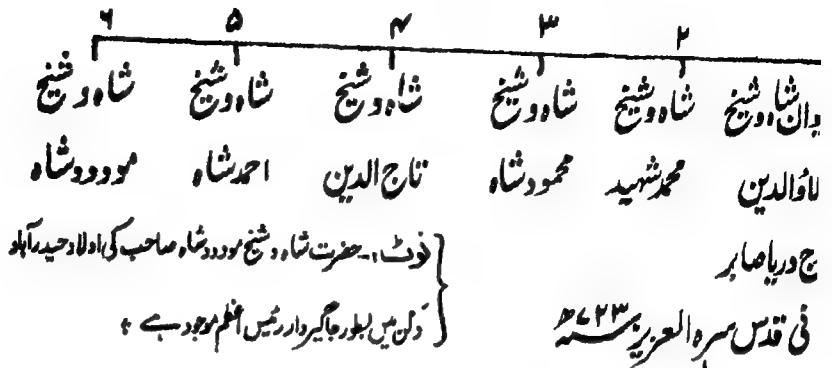
(عام مجلس میں)
چو درویش را کار بالا کشید
بیک لحظہ سرور ثریا کشید
چنان غرق گرد بدریای عشق
کہ یکدم سر از عشق بالا کشید

فرمودہ پیر و مرشد جو حضرت نے ایک دم ہزار بار پڑھی :-
اصل ہمہ ماضی ز دیدار آید چون دیدہ بدیدہ آنکہ در کار آید
در دام بلانہ مرغ بسیار آید پروانہ بطع نور در نار آید

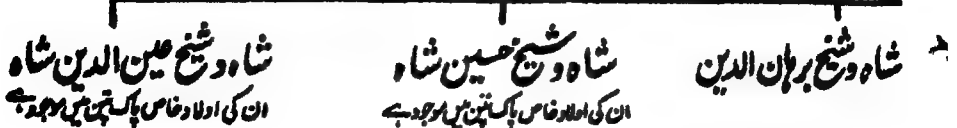
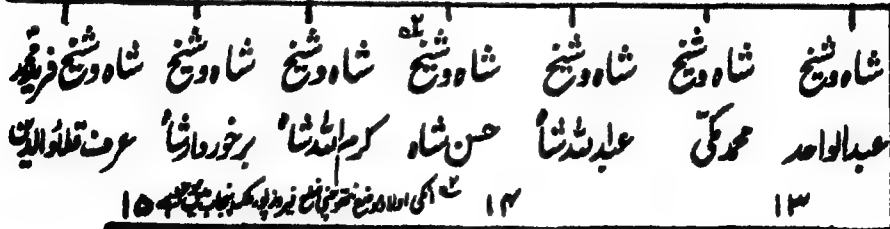
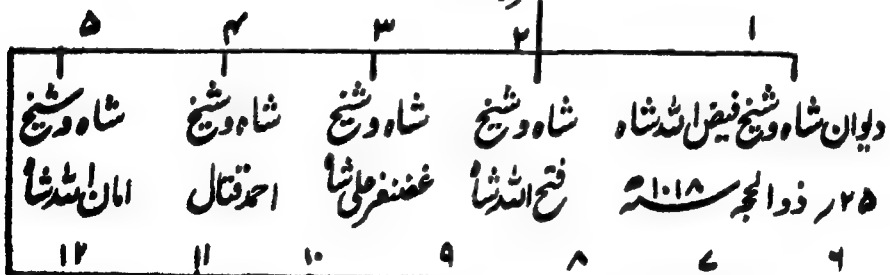
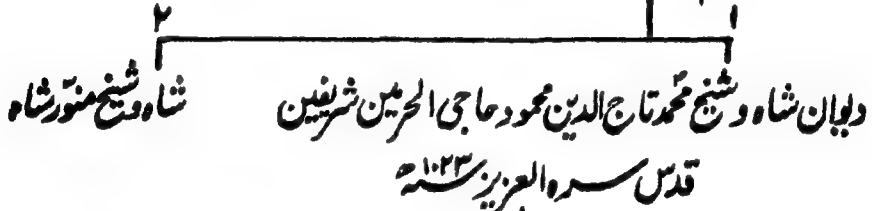
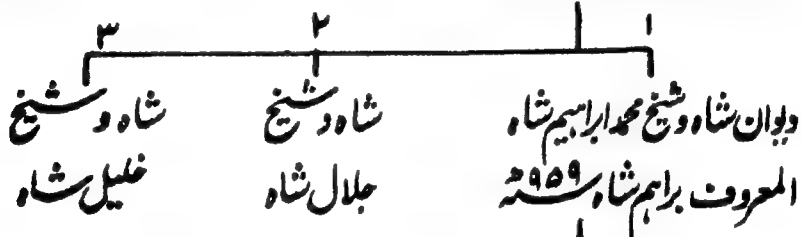
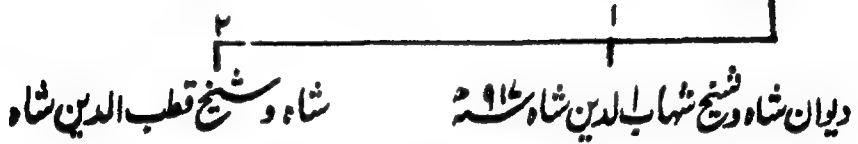
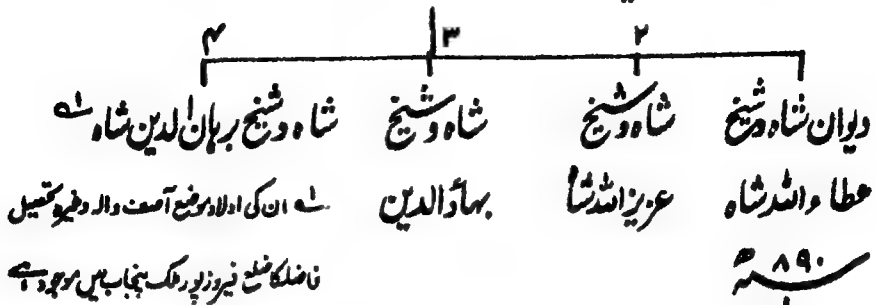
(بند قاضی حمید الدین ناگوری)
گر بے ندہ ہجر تو وصلت یارم
با خاک سر کوئیے تو کار سے ارم

گیرم کہ شب نماز بسیار کنی در روز دوائے شخص بیمار کنی
تامل نہ کنی ز غصہ و کین خالی صد خرم گل بر سر کینا کنی

شاہ و شیخ محمد بدر الدین (مذکورہ صفحہ ۱۲۳)

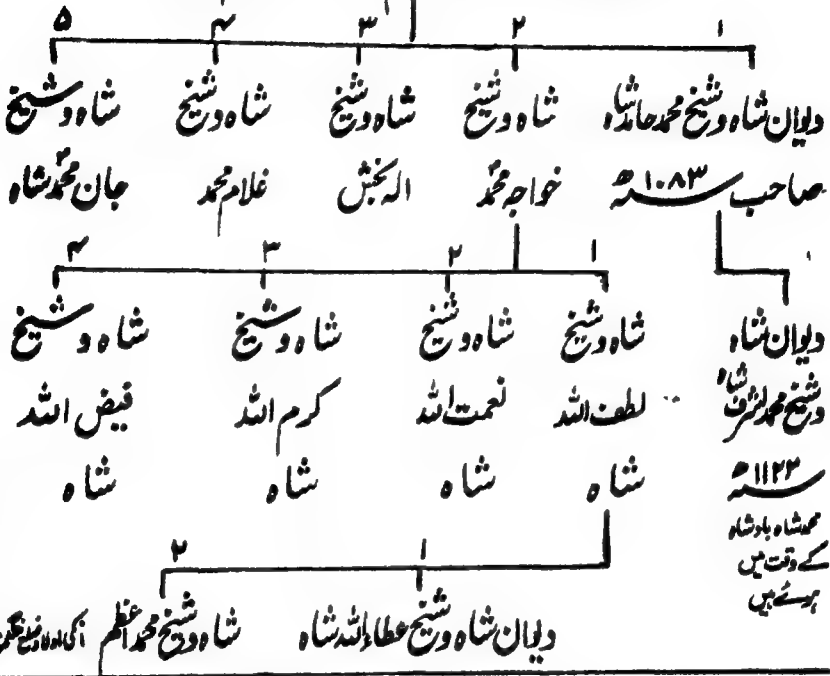


دیوان شاہ و شیخ احمد شاہ (مذکورہ صفحہ ۱۲۴)



دیوان شاہ و شیخ فیض اللہ شاہ (مذکورہ صفحہ ۱۲۵)

دیوان شاہ و شیخ محمد ابراہیم شاہ ثانی ماحرم ۱۰۳۱ھ

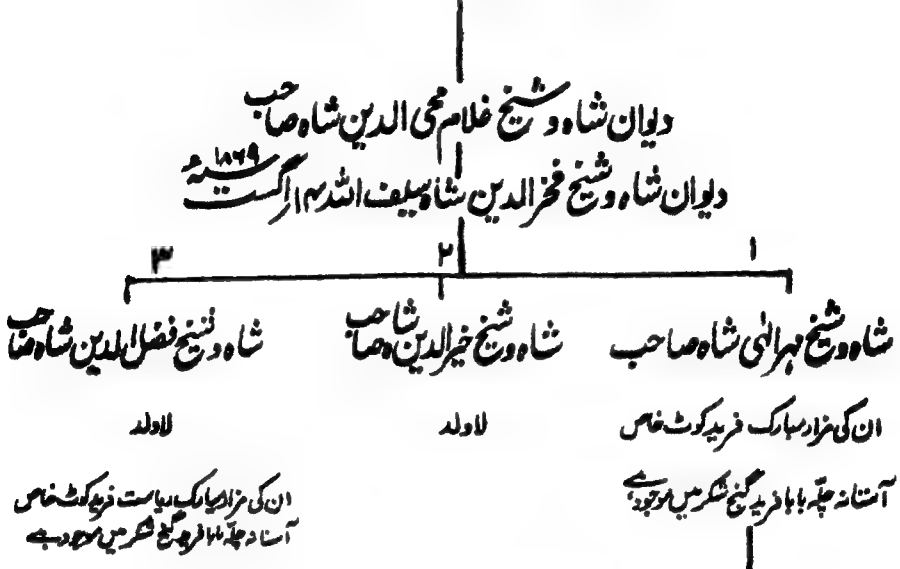


دراست نامہ در کتب خانہ

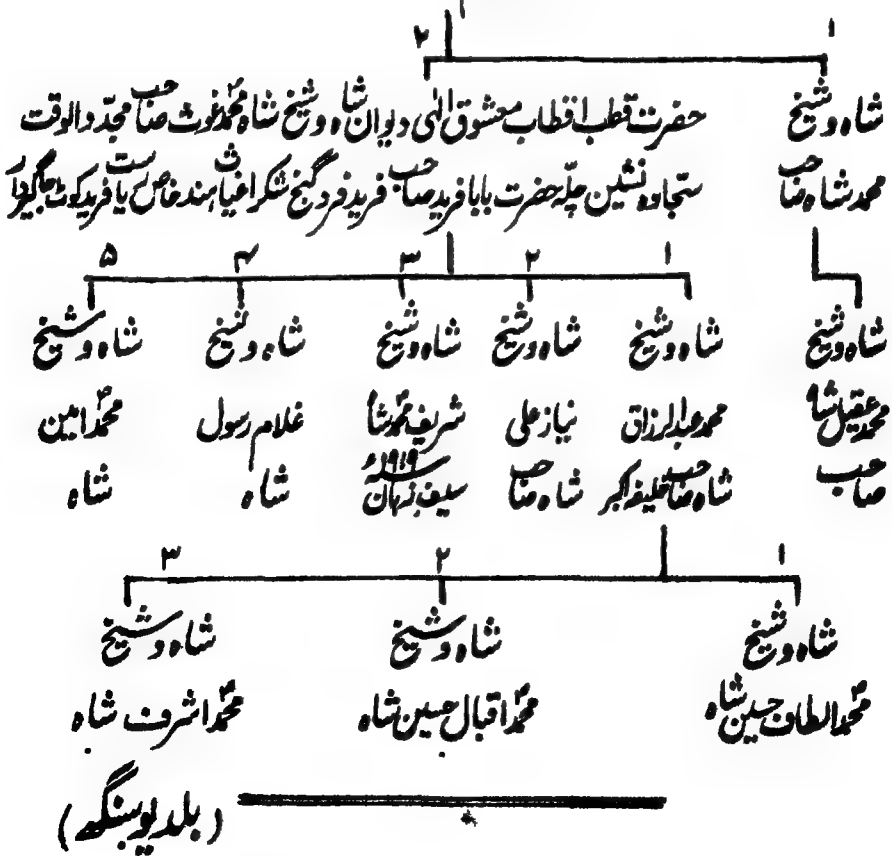
خود طے!۔ دیوان شاہ و شیخ عطاء اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نانے کا ذکر ہے کہ بادشاہ دہلی کسی خاص وجہ سے علاقہ پاک تپن سے گزرتے ہوئے شاہ و شیخ غلام رسول شاہ صاحب کو گزرا کر کے دہلی لے گئے اور ان کو کچھ عرصہ تک تلوار دہتاس میں نظر بند کیا یہی اثنا میں بادشاہ دہلی ان کے مستعد ہو گئے اور ان کو رہا کر دیا۔ ان کو رہا کرنے کی وجہ ہوئی۔ کہ بادشاہ دہلی نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بھاری لشکر نیزے سے لکڑی کے دانے کے لئے مستعد ہے۔ اسی وقت بادشاہ نے خواب سے بیدار ہو کر غلام رسول شاہ صاحب کو رہا کر دیا۔ اور کچھ نذر و نیاز بھی پیش کی۔ شاہ صاحب نے بادشاہ سے درخواست کی کہ مجھے ایک فوج جملہ دی جاوے جس کی مجھے خاص ضرورت ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب مع فوج دہلی سے رملہ ہو کر پاک تپن شریف پہنچے اور وہاں دیوان شاہ و عطاء اللہ شاہ صاحب کے ساتھ جنگ کی۔ دیوان شاہ و عطاء اللہ شاہ کو شکست ہوئی وہ شکست کھا کر پاک تپن سے رملہ ہو کر واپس کھائی خضیں و غلط فیروں پر تہا جب میں رونق افروز ہوئے۔ زان بعد عطاء اللہ شاہ صاحب کا حق تعالیٰ کے غلام رسول شاہ پاک تپن میں گئی لیکن ہوتے ہی حقیقت یہ صاحب گدی کے وارث نہ تھے اور نہ ان کا کوئی حق تھا نہ ہی عطاء اللہ شاہ سے تھے۔ یہ عطاء اللہ شاہ صاحب اعلیٰ شان سے تھے اور اس گدی کی حالت اور تدار اعلیٰ عطاء اللہ شاہ صاحب ہے۔ ان میں سے موضع کی فیصلہ فیروز پور دیاست فرج کوٹ خاص جیلہ بابا فرید گنج شکر کے گدی نشین اب تک مسجد میں اور ریاست فرج کوٹ میں جاگیردار ہیں۔

نوٹ (۷)۔ بابا فرید گنج شکر سے شاہ و شیخ عطاء اللہ شاہ صاحب تک ان کی اولاد نسلاً بعد نسل پاک تپن شریف میں گئی ہے ہوتے چھپے آئے ہیں۔

دیوان شاه و شیخ غلام الله شاه (مذکورہ صفحہ ۱۲۶)



شاه و شیخ محمد غلام قادر شاه صاحب



ادارہ اورنٹیل کالج میگزین کو سالہائے گزشتہ کے
مندرجہ ذیل پرچے درکار ہیں۔ اگر کسی صاحب
کے پاس ہوں اور ان کو خود بکار نہ ہوں تو پرنسپل صاحب
اورنٹیل کالج کو بھیج دیں مناسب قیمت ادا کی جائیگی

حصہ اردو

- | | | |
|-------|----|----------------|
| ۱۹۲۷ء | .. | (۱) پرچہ اگست |
| ۱۹۳۱ء | .. | (۲) پرچہ اگست |
| ۱۹۳۳ء | .. | (۳) پرچہ فروری |

ایڈیٹر

(٣٥٥) مجد الدين عبد المؤمن بن عبد العزيز
ابن عثمان بن عبد الرحمن الصمداني الجندزي المحتد
الصدر والعظم

من اعيان الصدور والكابر، سكن بغداد اولاً، محض
حسن واخلق محموداً؛

(٣٥٦) مجد الدين ابو علي عبد الواحد بن ابراهيم
ابن أسعد بن حنزة الفارقي الخطيب
انشد في التهنية بالمحرم :-

عامٌ مضى كلفاً واخر مقبل يأتي بما تختاره وتؤمل
يجري الزمان وانت فيه ثابت ويحل منصرفاً ولا تتحول
واليك تشاق السنون محبةً حتى لقد حسداً الخير الاول
فتهنّ بالعام الجديد فانه عبد يصيّم لِمَا تقول وتفعل

(٣٥٧) مجد الدين ابو الكارم عبد الوارث بن محمد
ابن عبد المنعم الاسدي البصري الفقيه الفاضل
ذكره تاج الاسلام ابوسعد السمعاني في المذيل، وقال:
كان احداً الفضلاء المشهورين بالعالم والفضل الوافر، اقام
ببغداد مدةً مع الشيخ ابى اسحق ابراهيم بن علي بن
يوسف الفيروز ابادي، وسافر واجتمع بعلماء الشام ومصر
وحلّ الى بلدة، وانتفع به الناس، سمع بمصر ابا عبد الله
محمد بن سلامة القضاعي ويعترة النعمان ابا العلام العتري

هو الشيخ ابى اسحق الشيرازي (م ٤٠٦ هـ) له التوقي منتهى: انظر ترجمته في وفيات الاعيان (١٠٧١ هـ)؛

قال : وروى لنا ابو عبد الله الحسين بن عبد الملك الخلال
 باصفهان ؛ وذكره الباخريزي في كتاب دمية القصر ؛
 وله تصانيف وتوالييف ، وتوفي بأبهر سنة خمس وخمسة
 (٣٥٨) مجد الدين ابو المعالي عبد الوهاب بن سعد

ابن ادريس الفوشجي المحدث

اورد بسنده عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبي
 صلى الله عليه وسلم قال : تقيئ الارض افلاذ كبدها
 مثل الاسطوان من الذهب والفضة ؛ قال : فيجيئ انقا^{تل}
 فيقول : في هذا قتلت ؛ ويحكي (هـ) يحيي القاطم الرحم
 فيقول : في هذا قطعت رحي ؛ قال : شرب تركونها و
 لا يأخذون منها شيئاً ؛

(٣٥٩) مجد الدين ابو الفضائل عبد الوهاب بن

عبد الله بن محمد البغوي المحدث

ذكره صائت الدين ابو رشيد بن الغزال في كتاب
 الجمع المبارك والنفع المشارك ؛ وقال : اجاز عامة لجميع
 المسلمين الموجودين على العموم في او اخر جمادى الاخرة
 سنة تسعين وخمس مائة ؛ سمع ابا عبد الله ،
 وله اجازة عن حمى السنة الحسين بن مسعود بن محمد لقوله
 البغوي بجميع تصانيفه وتوالييفه ولد

له ذكره ياقوت في معجم البلدان (ملحة جبرائيل) استطراداً ؛ انه تعريب بوشنگ

بليق بينها وبين هـ عشرة فراسخ ، معجم البلدان وجغرافيه خلافت مشوق (ص ٣١٢) ؛

ببغشوش في شهر ربيع الأول سنة اربع عشرة وخمسة
وتوفي بهراة في شهر ربيع الأول سنة اربع وتسعين
وخمسة

(٣٦٠) مجد الدين ابو الميا من عبد الوهاب بن
جلال الدين يوسف بن اياز بن عبد الله البغدادى
سمي عنه شيخنا جمال الدين حسين النحوى، صاحب
الاخلاق الجميلة تزهد وترك ما كان عليه؛

(٣٦١) مجد القضاة ابو القاسم عبيد الله بن
ابى الفرج على بن ابى خازم محمد بن ابى يعلى محمد
يعرف بابن الفراء البغدادى القاضى لمؤنس

ذكره جمال الدين ابو عبد الله محمد بن سعيد الديبى
في تاريخه، وقال: كان مجد القضاة ابو القاسم عبيد الله
احد المعدلين هو وابوه وجداه وجدته
شهد عند القاضى القضاة على بن احمد بن الدامغانى

لويليدته بين هراة ومرو الروي قال لها "بخ" ايضا والنسبة اليها البغوى على غير

القياس؛ قال السيوطى، حسين بن بدر بن اياز بن عبد الله ابو محمد العلامة جمال الدين
كنى اسماق يشبه ابن راقم في تاريخ بغداد؛ وهو يفيد سقوط اسم بدر من النسب الذى ذكره

المصنف ههنا؛ توفي جمال الدين حسين في ذى الحجة سنة احدى وثمانين؛ راجع بقية الرواة

(ص ٣٣٢ ما بعد) سنة ترجم له ابن العارفى الشاذلى (٢٦١٠٢١ ما بعد) حوادث سنة ٥٤٨

وتوفي حبيب بن رجب بوفاته سنة ٥٨٠؛ كما المتوفى سنة ٥٨٣، انظر ترجمته

في الجواهر المضيئة (٣٥٠: ٢٥٢)؛

في شهر ربيع الأول سنة خمس وخمسين وخمسمائة
وتوفي ليلة الجمعة يوم عيد الاضحي سنة ثمانين و
خمسمائة ، ومولده في ذى الحجة سنة سبع وعشرين
وخمسمائة ؛

(٣٦٢) مجد الدين ابو الفضل عثمان بن فخر اوربن
محمود السروى الحكيم الاصولي

كان من الحكماء الفضلاء المبرزين في العلوم الحكيمية ،
رأيت خطبة لتلميذه علي بن اصفهسا الاربن على السروى
سنة ثلاث وثمانين وخمسمائة ؛

(٣٦٣) مجد الدين عثمان بن شرف الدين محمد
بن عبد الحليم بن ابى عبد الله القرشي

سمع بالحرم الشريف مع والده شرف الدين على شيخنا
كمال الدين هبة الله بن ابى القاسم بن ابى غالب سنة ست
وثمانين وستمائة ؛

(٣٦٤) مجد الدين عريشاه بن شيخ المشائخ نظام الدين

محمود بن علي بن ابى الفتح الشيباني الامير الفاضل
له همة عالية ونفس شريفة ونظر في التصوف وله
صحابة ؛

(٣٦٥) مجد الدين ابو عبد الله عصام بن يوسف الفقيه
الخوارزمي الفقيه الجليل

كان من الفضلاء الكبار ، من اعيان علماء المشوق ، وسمع

الكثير من الاخبار والحديث على الشيخ الامام المحدث
 رشيد الدين ابى الفضائل محمد بن ابى بكر احمد بن
 ابراهيم الغالدى سنة خمس واربعين وستماية؛
 (٣٦٦) مجد الدين ابواحسن على بن احمد بن عمر
 العلوى الشترى النقيب

هو على بن احمد بن عمر بن محمد بن عبد الله بن محمد
 ابن محمد بن على بن عبيد الله بن على بن عبيد الله بن على
 بن عبيد الله الاحمر بن على بن الحسين بن على بن ابي طالب
 العلوى الكوفى من سادات الكوفة واولاد نقباء بها، رأيت
 بالكوفة سنة احدى وثمانين وستماية، وكتبت عنه؛
 (٣٦٧) مجد الدين ابواحسن على بن احمد بن هبة الله
 يعرف بابن الماوردى الواسطى الفقيه الخازن
 كان فقيهاً فاضلاً، سافر في صباه الى خراسان وما وراء النهر،
 وسمع ببخارا من الفقيه العالم جمال الدين المعروف
 بكوى خرد مندان، واستوطن بغداد، وكان خازن الكتب
 بالمدرسة الشرفية بخان زياد من سوق السلطان سمعت
 عليه، وكتبت منه ونعم الشيخ كان؛

(٣٦٨) مجد الدين ابواحسن على بن الحسن بن بشر
 ابن عمار الاسكندرى الاديب [٨٣٤] [٨٣٥]

كتب "يا ايها الملأ فى القى" الى كتاب كريمة وخطاب دميم
 ذولفظ مرصع كظم لئيد ودتر نظيم، ومعنى مخترم

مبتدع في كل واديهيم -

قد اعجزت كل لوزي اصفاه وانساغ في اذن اللبيب سلافه
فكان لفظك لؤلؤ متخل وكأنا اذنا اصدافه

(٣٦٩) مجد الدين ابو الحسن علي بن الحسن بن علي بن
النفيس بن فضائل الموسوي الاديب

انشد من ابیات :-

ولا زال مولنا الوزير محمد غياثا ملهوف ووردا محاسن
وزير له عدل تلاء نوره فخل عن الدنيا ظلام المظالم

(٣٧٠) مجد الدين علي بن الحسين بن باقي الحلبي القاضي
ذكره شيخنا تاج الدين في كتاب نزهة الابصار في معرفة
النقباء الاطهار، وانشده في مدح النقيب قطب الدين
الحسين بن الاقساسى :-

أفي مثلها تنبوا يا ديك عن مثلي وهاذي الما في فيك جامعة اثل
وقد آمن المقدام كنت اتقى وأرخصت الايام ما كنت استغلي
واذن صوف الداسمعا وطاعة لمافهت من قول امضيت مع فعل
في [ابيات] ؛

(٣٧١) مجد الدين ابو الحسن علي بن رشيد بن احمد بن

له انظم اللفظ في التلميد: قال ابن عماد في الشذرات (حوادث سنة ٥٦٠ هـ : ٥٤٠ هـ) وفيها

علي بن ربيعة بن احمد بن محمد بن حينا الحروبى من اهل حرا من سواد بغداد قدم بغداد في

صباه وصحب عمه لا يتم ابا المقال سعد بن علي الخاطرى وقرا عليه الادب، والاختلاف بينهما

واظم سببه الغلط المطبع في الشذرات كما نظنه ؛

أحمد بن حسين الحارثي المَعْدَلُ
 قال شيخنا تاج الدين: دخل بغداد وهو شابٌ فقراً
 الأدب، وصحب أبا المعالي سعد بن علي الكنتي، وكان أخاً
 لأبيه من أمه، وسمع أبا القاسم نصر بن نصر العكبري
 وأبا الوقت عبد الأول، وشهد عند قاضي القضاة أبي الحسن
 علي بن أحمد بن الدامغان سنة إحدى وسبعين و
 خمسمائة، واتصل بخدمة الديوان، وتقدم وكان
 موصوفاً بالثقة والأمانة وحسن الطريقة، محباً لاهل العلم
 وعُزل عن منصبه، وتوفي في شوال سنة خمس وستمائة؛
 (٣٤٢) مجد الدين أبو الفضل علي بن رمضان الحنظلي
 الصوفي

كان صوفياً كثير الاسفار وله قبول، قال: لتأهت المنصور
 بأحراق المدينة وهدمها عند خروج إبراهيم ومحمد
 ابني عبد الله بن الحسن بن الحسن قال له جعفر بن محمد
 الصادق: يا أمير المؤمنين! إن سليمان أعطى فشكراً
 وإن أيوب ابتلى فصبر، وإن يوسف قد رفّع، فأقتد بهن
 له المتوفى سنة ٥٥٥ هـ، واجم الشذرات (٢، ١٦٦)؛ ونسبة الطبري كما في
 الشذرات من غلات النساخ، والصحيح العكبري كما ذكره المصنف وبأقوت في
 معجم البلدان (١: ٨٨٠)؛ ثم الصحيح أن المنصور لم يهزم المدينة وأحرقها
 قط؛ وأما الكلمة بينه وبين جعفر الصادق المذكورة ههنا فكانت كما في العقد الفريد
 (باب الاستعطاف من كتاب فحاطبة الملوك) - لتأهت المنصور بقتله؛

شئت منهم ؛ فقال : حسبك ؛ ونقص عزمه ؛
(٣٤٣) مجد الدين ابو محمد علي بن ابي شجاع بن
روح بن هبة الله البغدادى الامين

كان من الاعيان الماثل حافظاً ، انشد لبعض العرب :-
لهلكم لقمان وصورة يوسف ومنطق داود وعفة مريم
ولي سقم ايوب وغربة يونس واحزان يعقوب ووحشة آدم
(٣٤٤) مجد الكتاب ابو الخدير علي بن صاعد اليزدى الكاتب
من شعرة :-

يداك يد تنهل بالمال درهماً واخرى بمجد المشرق في ضروب
وسيفك يوم الريح لاجن جماعة اكل لگبل الكماة شروب
وكل غريب في فناءك اهل وفي المنزل للمعول انت غريب
(٣٤٥) مجد الدين ابو الحسن علي بن الاثقى ابي احمد
طلحة بن عبد الله الزينبى العباسى النقيب
ذكره شيخنا في كتاب منهاج الطالبين في معرفة نقباء
العباسيين ، وقال : قلد النقاية والخطابة بعد وفاة ابيه
نقيب النقباء الاثقى ، وذلك في يوم الاحد الحادى والعشرين
من جمادى الاخرة سنة ثمان وخمسين وخمسائة
في ايام المستنجد بالله ، وعمرة يومئذ ثمانى عشرة سنة ،
وكان شاباً سورياً ، وحمل الى دار الخلافة مقيداً ، ومولد
سنة سبع وثلاثين وخمسائة ، واخرج من حبس حميتة ،

في ربيع الأول سنة احدى وستين وخمسمائة؛
 (٣٤٦) **مجل الشحون** ابو الحسن علي بن النقيب ابى طالب
 عبد الله بن احمد بن علي بن المعتمر الحسيني النقيب
 الطاهر

صُور في التقابة والرياسة والتقدم، ذكره الحافظ ابو عبد الله
 بن النجار، وقال: كان ادبياً فاضلاً، شاعراً، كاتباً، وجيهاً
 مقدماً، متواضعاً لطيف الاخلاق، حسن الطريقة جميل
 السيرة، رأيتُهُ في مجلس شيخنا ابى الفرج بن كليب غير
 مرة، يسمع منه الحديث، وقد خطه الشيب، وله
 ابهة جميلة، روى عنه نجم الدين عبد السلام بن يوسف
 الدمشقي، وكتبت عنه شعرة، وتوفي في شعبان سنة
 خمس وتسعين وخمسمائة؛

(٣٤٧) **مجل الدين** ابو المظفر علي بن عبد الله بن
 عبد الجليل الطهراني نزيل بغداد المعدل الفقيه
 من اولاد العلماء والفقهاء، ولد ببغداد، وقرأ الفقه، و
 شهد عند قاضي القضاة عز الدين احمد بن الزنجاني
 ثمانين سنة وثمانين وستمائة؛ انشد في في سلم صفر سنة
 سبع مائة مائة يكتب على مقلمة؛ -

هو عبد المنعم بن عبد الوهاب الملقب شمس الدين الحراني المتوفى
 سنة ٣٠٦ هـ وثبات الاعيان (١ : ٣٠٦ - ٣٠٤) والشذرات (٢ : ٣٢٤)؛

ت صاحب كتاب انموذج الزمان؛

كل السيوف لها جفون ينتضي منها واني جفن كل يراع
واعلم بان الفضل للقلم الذي لولاه خابت للسيوف مساعي
وكان من فقهاء مشهد الامام ابي حنيفة ، ثم تراءى لفقته
ونزع اللباس ولبس البلاس ، وتطوق بطوق من الحديد
وصار يمشي في الاسواق حافيا مكشوف الداس ؛

(٣٤٨) مجد الدين ابوالقاسم [و] ابوالحسن علي بن
عبد الله بن محمد بن الزيتوني الواسطي القاضي بواسط
كان [بعد] شيخنا عماد الدين زكريا بن محمد بن محمود
الانصاري القزويني قاضي واسط ، رايته ببغداد في
حضرة قاضي القضاة عز الدين الزنجاني حين ولاه الحكم
والقضاء بواسط وعمالها ؛
النشد ١ -

حوائج الناس كلها قضيت وحاجتي لا اراك تقضيها
انا لله حاجتي عقرت ام نبت الشوك في نواحيها
(٣٤٩) مجد الدين علي بن عبد الصمد بن محمد الدوني
سكن اسد اباد وكان بينه وبين والدي مودة مؤكدة ؛

١ هو صاحب مجلب المخرقات توفي سنة ٦٨٢ هـ وكان قاضيا بواسط من سنة ٦٥٢ الى ٦٨٢ هـ

ومن ههنا دخلنا كلمة بعد في عبارة المصنف ؛ انظر ترجمة القنوي في دائرة المعارف الاسلامية

(٨٣١ ، ٢) - (٨٣٣) والمصادر التي ذكرت هناك ، وسين كبر لجد الدين هذا ترجمة اخي

باسم مجد الدين علي بن محمد بن عبد الله ، له لعله مجد الدين علي بن محمد

بن عبد الصمد الذي يأتي ذكره ؛

(۳۸۰) مجد الدین ابوالحسن علی بن عبدالحسن بن
 محمد الزبیدی السواعظ
 ذکره شیخنا تاج الدین علی بن انجب، وقال: کان واعظاً،
 والنشده: -

لیالی المنحفی عودی فراقی قد دودی عودی
 کما آمرضتني عودی فمن جونی فقد عودی

سقى الله الحسنى مژنا فقد اوردني حژنا
 فكم قدما به فژنا بعيش غير منكم

اجیران الفضا رتوا فاقی لکمر دق
 وفی ایدی کمر زق شهودی فیہ مشهودی

اردت مکنه تجریبی وسفن الحب تجریبی
 فحوزوا لن اجری بی ولومنکم بموعود
 (۳۸۱) مجد الدین ابوالحسن علی بن عثمان بن محمد
 الخراسانی الادیب

ذکره العماد الکاتب فی کتابه، وقال: کان من اعیان الفقهاء
 الفضلاء، وما زال اسلافهم زعماء الکرامیة بخراسان، و
 کان مجد الدین فاضلاً، له رسائل واشعار، وله من ابیات: -

لمیرید خوریق القصر فان اسم المترجم موجود فیها کما ذکره دوزی فی فهرسته (ص ۲۳۴)؛

أقل لم يرق لاح في الجوضوءه كدم حسام في مشارقتام
 تحتل الى شيخ التمام اخي العلي جمال الورى صدر الكرام سلامي
 (٣٨٢) مجد الدين ابوالقاسم علي بن علي بن محمد العريضي
 الحسيني الفقيه الاديب [٨٥٤] [٨٤٥]

قرأت بخط شيخنا العلامة جمال الدين ابى الفضل احمد بن
 محمد بن المهنا الحسيني العبيدي ، قال : نقلت من خط
 الشيخ الاديب العالم منصور بن الخازن الحاشري ، انشد في
 الشريفة مجد الشرف ابوالقاسم علي بن العريضي ، قال :
 انشد في الاديب ابن حيا الكاتب لنفسه :-

يبدو الشئ من رجل فاق الورى في السام والكرم
 راي اخاه لهما علي وضم فانتاشه من مغالب العدم
 اساه في فقره ببلغته واستعطفتة شوايك الدم
 وكيف يستصغر الورى رجلاً غبر في وجه كل محتشم
 والشئ المذكور كان رجلاً عامياً ، واليه تنسب البشوق التي
 في السعدي تعرف بدكان الشئ ؛

(٣٨٣) مجد الدين ابوالفتح علي بن كامل بن علي بن
 شهر يار القلي الاديب النحوي

من ادباء العصر وفضل الدهر ، انشد في له شيخنا الفاضل
 فخر الدين ابوعلي بن ابى غسان القلي سنة اربع وسبعين و

له اصل ابن حيا ؛ ولم نتمكن من تصحيحه بعد ؛ له لم نتمكن من معرفة الشئ

ولاد كانه ولا السعدي بعد ؛

ستمائة بمراغة :-

لا يستحق ركوباً نخيل كل فتى ولا يلقى بأخذ السيف كل يدي
الافتى كملت في المجد هيته وفي المعارك يسطو سطوة الأسد
قال : وكانت وفاته سنة خمس وستمائة بقالة ؛

(٣٨٢) مجد الدين ابو محمد علي بن كرم يعرف بابن
الطباخ البغدادى الكاتب

من بيت معروف بالتصوف والكتابة ، وكان مجد الدين
كاتباً سديداً وشاعراً مجيداً ؛
ومن شعره :-

العمل لا نفسى البقاء وخادعاً يقينى فكل بالخذاع يعلى
ومداً باسباب الطاعة مئيتى فانا على الاطاع فيها نعول
ولا تعد انى الشرب قبل وقوعه فان انتظرا الشرا دعى وعجل

(٣٨٥) مجد الدين ابو محمد علي بن المبارك بن علي بن
عبد الباقي - يعرف بابن بانوية - البغدادى الكاتب

من كلامه :- اما بعد فان الله - وله الحمد - انعم على
عباده بنعم ليس لواحد ، ومن اعظم مننه الجزيلة و
نعمه الجليلة ان استخلف في ارضه خلأف يلجأ اليهم
كل آمن وخائف ، وينتصف المظلوم بهم من الظالم و
يرجعون الى عدلهم وانصافهم في الامور العظاشر ؛

(٣٨٦) مجد الدين ابو طاهر علي بن محمد بن احمد
ابن جعفر الواسطى ثم البغدادى الفقيه المدرس

من بيت العلم والفضل والفقه والادب، تفقه على عمه
 رضى الدين ابراهيم بن احمد بن جعفر، وعلى اجمال الدين
 ابن خنفر، وسافر الى البلاد الشامية والديار المصرية
 ولما قدم رتب مدرسا بالمدرسة الفخرية المعروفة
 بدارالذهب بعقد المصطنع، وذكره ابن انجب في
 طبقات الفقهاء، وقال: كان حسن المعرفة بالعربية
 والاصول، ونظم ارجوزة في النحو سهلة اللفاظ، ولما
 قدمت من مراغة سنة تسع وسبعين اجتمعت به
 وكتبت عنه، وكتب الى الاجازة، ورتب مدرسا بالنظامية
 يوم الاثنين سادس المحرم سنة احدى وثمانين و
 ستائة؛ ثم عزل بابي البيان، ثم رتب مدرسا بالمدرسة
 البشوية، وتوفي في ذي القعدة سنة ثلاث وثمانين و
 ستائة، وكان مولداً بواسط سنة سبع وعشرين و
 ستائة؛

٣٨٤) **مجل الدين ابوالقاسم علي بن محمد بن
 الحسن التبريزي الفقيه**

كان من الفقهاء الادباء الذين وردوا العراق، رأيت بخطه

له ذكر العزادي عزله وترتيبه بالمدرسة البشوية في حوادث سنة ١٢٨٢ هـ؛ نقلنا من

لحوادث الجامعة (ص ١٢٣٣)، ولفظ الحوادث الجامعة، وفيها نقل مجل الدين علي بن

عز من التدريس بالمدرسة النظامية الى المدرسة البشوية، ورتب في المدرسة

البشوية فولد ابوالتيان (كذا) المحلي؛

في بعض المجاميع :-

ودخل النار لله جور خير من الهجر الذي هو يتيه
 لأن دخوله في النار اذ في عذاباً من دخول النار فيه
 (٣٨٨) مجد الدين ابو المظفر علي بن محمد بن زين
 العلوي الموصلي النقيب

كان من نقباء الموصلي وله الفضل العظيم، كتب الى
 بعض الوزراء :-

يا من اذا منامدي فضله اعادنا عن شأ وحسري
 ومن اذا الصمت ثنى قوله انطق من البابا أسري
 ومن له الفضل علينا ومن اصبح فينا النعمة الكبرى
 (٣٨٩) مجد الدين ابو الحسن علي بن محمد بن سعيد
 العلوي الشيرازي الاديب المفسر

[من كلامه :-] قيل للربيع بن خثيم في مرضه ، ألا ندعو
 لك طبيباً ؟ فقرأ " وعاداً وقروداً " وأصحاب الدرس وقرونا
 مبين ذلك كثيراً ؛ قد كان فيهم اطباء فما اري المداوي
 بقي ولا المداوي ، هلك الناعت والمنعوت له ؛ وانشد :-
 ان الطبيب بطبه ودوائه لا يستطيع دفاع مكرهه اتي
 ما للطبيب يموت بالداء الذي قد كان يئري مثله فيما اتي

له التابع المتوفى سنة ٤١ ؛ ترجم له المحافظ في التهذيب ؛ له بالتتوين ركنا في الاصل ، قراءة

الائمة الخمسة الباقية من السبعة باستثناء رخصي والكساني ؛ انظر كتاب التيسير لابن جرير والذاني

دمطبعة الدولة استنبول ص ١٢٥ ؛ سورة الفرقان (٢٥) الآية (٣٨) ؛

(٣٩٠) **مجد الدين ابو الحسن علي بن محمد بن عبد القدر**
الدؤني - نزيل اسد آباد - اللغوي

من افاضل الزمان وعلماؤه وادبائه ، قد مر بغداد
 شاباً ، وحقق علم اللغة على الشيخ العالم رضي الدين
 ابي الفضائل الحسن بن محمد الصغاني ، وكتب بخطه
 الكثير من كتب اللغة المطولات والمتوسطات والمختصرات
 ولما توجهنا الى المعسكر في صحبة النقيب الطاهر
 رضي الدين ابي القاسم علي بن طاووس الحسيني ، و
 نزلنا باسد آباد كان موجوداً بها الا اني لم اجتمع به و
 لارأيت ، وهو الآن حيٌ يرزق بها ؛

(٣٩١) **مجد العرب مصطفى الدولة ابو فراس علي بن**
محمد بن غالب العامري الشاعر

ذكره العماد الكاتب في الخريدة ، وقال : مجد العرب
 ابو فراس يعُتَب الشعر في قالب السحر ، وفيه يقول بعض
 فضلاء اصفهان : فاشعار الامير ابي فراس كاشعار الامير
 ابي فراس ، قال : قدم اصفهان في شهر ربيع سنة سبع
 وثلاثين وخمسمائة ، ومن شعرة :-

قالوا بوجه الذي احبته كلهم فقلت بدروهما يخلون الكلف

قالوا فلا وصل قلت ان اطمع تفاؤلي باعتناق اللام بالالف

لراجع فهرست دوزي (ص ٢١٣) ؛ الحوادث بن حمدان

المتوفى سنة ٣٥٤ هـ ؛

(٣٩٢) **مجد الدين ابراهيم وابو الحسن علي بن ابي منصور**
 [846] **النقيب الاغر محمد بن محمد الكلوكي العلوي**
البصري الاديب

من السادات الادباء، والامثال البلغاء، انشد لذي النون
 المصوي:-

يحول الغنى والعز في كل موطن ليستوطن قلب امرئ ان توكل
 ومن يتوكل كان مولاه حسبه وكان له نيام يحارل معقلا
 اخادضيت نفسي بمقدور حقها تعالت وكانت اكبر الناس منزلا

(٣٩٣) **مجد الدين ابراهيم علي بن محمد بن محمد**
ابن اسحاق بن محمود الخطيب الصفياني الخطيب
 من كلامه، واحسانه الذي هو الى عبادة المخلصين مجد
 ان يكون باجمال النظر فيه واولى ان يكون سهمه منه هو
 المعلى، وانشد:-

انتم ملوك العالمين خلافة وارى البرية في مقام الاعبد
 مثل النجوم تتابع في سيرها نسق العين الناظر المسترشد

(٣٩٤) **مجد الدين علي بن تاج الدين محمد بن عبد الله**
الزيتوني الواسطي قاضي واسط

رايته في حضرة قاضي القضاة عز الدين ابي العباس احمد بن
 محمود الزنجاني وهو جميل الهيئة والصورة، سمي السيق
 وذكر عنه اشياء من غصب الاملاك، شهد عند قاضي لقضا

له قبان بن ابراهيم المتوفى سنة ٢٢٥ هـ، انظر ترجمته في الوفيات (١٠١١-١٠٢٠)،

عزالدين بن الزنجاني في المحرم سنة احدى وثمانين
وستمائة وكتب له شيخنا العدل رشيد الدين محمد
ابن ابي القاسم المقرئ نسخة اجازة في شعبان سنة سبع
وتسعين وستمائة له ولولديه تاج الدين عبد الله
وشرف الدين احمد، كتبت فيها ؛

(٣٩٥) **مجد الدين** ابراهيم بن علي بن محمود بن محمد
الراذكاني الطوسي الصوفي

سمع الراذكاني بخوارزم من الشيخ نجم [الدين] الكبراء
ابي الجناب احمد بن عمر بن محمد بن عبد الله الخيوي
كتاب شرح السنة من تصنيف حمى السنة ابي محمد الحسين
بن مسعود الفراء البغوي في مجالس اخرها . . . صفر
سنة خمس عشرة وستمائة ؛

(٣٩٦) **مجد الدين** ابراهيم بن علي بن المظفر بن علي
ابن نصير بن نصير العكبري الكاتب

كتب الى بعض الوزراء -

وخلقت اُمالي بمجودك عالماً	بأن فداك الغمراً بالنجم كافل
وما شئت الا من اياك بارقاً	لما صدقتني فيك تلك المخائل
وحاشاك بهما ان يُخَيَّبَ قاصدٌ	لديك وان - دونك سائل
فلا زلت تبقي للمكارم غاية	فما الفصل شيئاً غير ما انت فاعل

(٣٩٤) **مجد الدين ابو محمد علي بن المعتز بن الحسن**
الكلبي الزيدى العايد

كان عالماً عابداً فقيهاً زاهداً، اسند عن قيس بن عاصم
 قال، اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فلما دفن منه
 سمعته يقول: "هذا سيّد اهل الوبر" فقلت: يا رسول
 الله! اخبرني عن المال الذي لا تبعه ملج فيه من عيال
 ان كثروا أو ضعف ضافني؟ فقال: نعم، المال الاربعون
 والكثير ستون، وويل لاصحاب المئين الا من اعطى في
 رسلها ومجدها، وأطرق فحلها وافقر ظهرها، ونحر
 سميتها، واطعم القانع والمعتز؛ فقلت: يا رسول
 الله! ما احسن هذه الاخلاق واجملها؛ في حديث ذكره؛

(٣٩٨) **مجد الدين ابو الحسن علي بن منصور بن ناكور**
منصور بن علي السلمي الاديب

الاديب العالم، قرأت بخطه المضبوط :-

نروح بهيم ثم نغد وبمثلهم واحارنا ما بين ذلك تذهب
 فلاحسات للمعاد نعدّها ولا سيئات تستطاب فتكتب
 وكتب الكثير من كتب الادب ولغات العرب؛

(٣٩٩) **مجد الدين ابو الحسن علي بن ابي الميا من**
ابن امسينا الواسطي الكاتب

قال تاج الدين في تاريخه: وفي صفر سنة اثنيتين و
 اربعين وستمائة عزل تاج الدين عبيد الله بن النيار

عن وكالة باب الجحرة، ورتب عوضه مجد الدين علي
ابن امسينا نقلًا من اشراف دارالتشريفات، وعزل
عن ذلك في شعبان من السنة، وأعيد تاج الدين
ابن النيكار الى علمه، وفي رمضان صرف ابن محمد بن
غزالة من نظارة الطبق، ورتب عوضه مجد الدين علي
بن امسينا شتر عزل في جمادى الاولى سنة ثلاث واربعين
ورُتِبَ عوضه عز الدين محمد بن الحسين البادرائي،
ذكر لي ولده شيخنا فخر الدين محمد، قال: توفي والدي
سنة احدى وثمانين وستمئة ببغداد؛

(٢٠٠) مجد الدين ابو الفضل علي بن الامير نيكبي
ابن عبد الله الاصفهاني الحاسب الكاتب

الصدر الكبير والكاتب الخطير والفاضل النحرير، قدم
بغداد وولي بها كتابة الديوان، وهو من الاماثل الاكابر
الاعيان محمود السيرة مشكور الطريقة، حسن المنظر
كريم المنبر، مجبول على الخير، جميل الاخلاق، حفظ
كتاب الاشارات لابي علي بن سينا على الشيخ
وحفظ كتاب الحاوي للفقيه العلامة نجم الدين عبدالنفا
القزويني؛

(٢٠١) مجد الدين ابو الحسن علي بن وهب القشيري
المصري يُعرف بدقيق العيد

له ياض بالاصل؛ له توفي سنة ٦٧٤ هـ؛ ذكره ابن العلق في الشذرات (٥: ٣٢٣)؛

من افاضل مصر واعيانها فضلاً ومعرفةً وفقهاً وادباً ،
وهو والد شيخنا بقية المجتهدين تقى الدين المدرّس
الماكي ، والنشد -

ذهب الذين اذا رأوني مقبلاً هَشُّوا وقالوا مرحباً بالمقبل
وبقيت في قوم كان كلامهم لفظ الكلاب نهادرشت في المنزل
(٢٠٢) مجد الدين ابو المظفر علي بن يوسف بن يحيى
الشيلاني النحوي

كان من حللاء الجزيرة وهو من بعض اعمالها ، قرأ النحو
والادب على الشيخ

(٢٠٣) مجد الدين ابو الحسن علي بن يوسف بن
عبد الغني الحلواني الصوفي

كان من ارباب التصوّف العارفين ، جال في الاقطار ورأى
الائمة الكبار ، روى باسناده عن ثابت عن انس بن مالك
رضي الله عنه قال : فُهِينَا ان نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا ان يُجِيبَ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ
الْبَادِيَةِ فَنَسْأَلُهُ وَنُحْنُ نَسْمَعُ ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ
فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! اِنَّ رَسُولَكَ اَنَا فَزَعَمَ اَنَّ اللهَ ارْسَلَكَ ؛

له محمد بن علي بن وهب المعروف بأبن دقيق العيد الماكي ثم الشافعي المتوفى
سنة ٤٠٢ هـ ؛ له الشيلان بلدة من بلاد جيلان ، ويمكن ان يكون موضعاً
اخر من بلاد الجزيرة كما يقول المصنّف ؛ وهو من بعض اعمالها ؛ او يكون
اصله من جيلان ؛ به بياض بالاصل ؛

قال : صدق ؛ قال : فمن خَلَقَ السماء ؛ قال : الله ؛ قال :
 فمن خلق الارض ؛ قال : الله ؛ قال : فمن نصب الجبال ؛
 قال : الله ؛ قال : فبالذي خلق السماء وخلق الارض ونصب
 الجبال ؛ الله ارسلك ؛ قال : نعم ؛ قال : وزعم رسولك
 ان علينا خمس صلوات في يومنا وليلتنا ؛ قال : صدق ؛
 وذكر الحديث بطوله ؛

(٣٠٣) مجد الدين ابو حفص عمر بن احمد بن ابي بكر
 [٣٠٣] بن مهران ابن اخت الكوازي الموصلي العنبري
 النخعي

يُنْسَبُ الى عين سفينة من بلاد الهكّار. كان من الادباء
 الافاضل، قرأ النعم والادب على ابي الحرم مكّي بن رزيان
 الماكسيني، واخذ عنه شمس الدين ابا العباس احمد بن
 المختار الموصلي النخعي، ذكره ابن الشعار في كتاب
 عقود الجمان، وقال : مولداه بقريّة بؤهر زمن مَوَاد
 العراق، وقديم صغير السن الى عين سفينة من نواحي الموصل
 فسكنها مدة فَنُسِبَ اليها، وقديم الموصلي وحفظ القرآن
 وحديث في الاشتغال، ولما توفي شيعته قام مقامه وتصدّر،

له راجع للحديث كتاب الايمان (الباب الرابع) من صحيح مسلم ؛ له ذكره السيوطي في

بغية الوعاة (ص ٣٩٠) ايضاً ؛ له امجد ترجمته بعد ، له المتوفى سنة ٦٣٣ هـ ؛ ذكره ابن العما
 في الشذرات (١١٥) والسيوطي في البغية (ص ٣٩٠) ؛ له هو احمد بن الحسين المتوفى سنة ٦٣٠ هـ ؛

بغية الوعاة (ص ١٣١) ؛ له يزيد مكّي بن رزيان وكان بالموصل ؛

وأقرأ الناس علوم الادب، وكان سريع الخط قوي النفس
وقت القراءة عليه لم يقبل من احد جزاء ولا ثواباً
وكان عالماً بالفقه والحساب والوقاف، وتوفي بالموصل
يوم عيد الفطر سنة ثلاث عشرة وستمائة ودفن
بمقبرة المعافين عمران الزاهد؛

(٢٠٥) مجد الدين ابو حفص عمر بن ابي بكر بن يحيى
البغدادى الصوفى

ذكره ابن الشعار، وقال سمع ضياء الدين ابا احمد
عبد الوهاب بن سكينه، ومن شعره ما انشده في كتابه
من ابيات :-

ان يكن مسعدى عليهم فوالله يميناً بجمعهم لا أبالي
استشهد بأربل على يد التتار في شوال سنة اربع و
ثلثين وستمائة؛

(٢٠٦) مجد الدين ذوالنسبين ابو الخطاب عمر بن الحسن
ابن علي بن رحية - نزيل مصر - الوندلسى الكلبى
المحدث

له المتوفى سنة ٥١٨ هـ؛ تذكرة الحفاظ (٢٦٢: ١)؛ له هو عبد الوهاب بن علي
ابن علي بن عبيد الله ابو احمد الامين (٥١٩ - ٢٠٤) ترجمته مبسطة في طبقات
الشافعية (١٣٦: ٥ - ١٣٤)؛ له في الشذرات (١٦٠: ٥)؛ عمر بن حسن بن محمد؛
وله فيها ترجمة طويلة، وُلد سنة ٥٢٦ هـ وتوفي في رابع عشر ربيع الاول
من سنة ٦٣٣ هـ؛

السر

ص ۱۷۷

ایرل کالج میگزین

حصہ اول

ایڈیٹر

محمد شفیع

پروفیسر خاں یونس

اورنٹل کالج میگزین

عرض واجب

اغراض و مقاصد | اس رسالے کے اجراء سے غرض یہ ہے کہ احیاء و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاحداً امکان تقویت دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے۔ جو سنسکرت، عربی، فارسی اور دیسی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔

کس قسم کے مضامین کا شائع کرنا مقصود ہے | کوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہوں غیر زبانوں کے مفید مضامین کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور کم ضخامت کے بعض مفید رسالے بھی باقسط شائع کئے جائیں گے۔
رسالے کے دو حصے | یہ رسالہ دو حصوں میں شائع ہوتا ہے حصہ اول عربی، فارسی، پنجابی و بحروف فارسی حصہ دوم سنسکرت، ہندی، پنجابی و بحروف گورکھی ہر ایک حصہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے۔

وقت اشاعت و | یہ رسالہ بافضل سال میں چار بار یعنی نومبر، فروری، مئی، اگست میں شائع ہوگا۔
قیمت اشتراک | سالانہ چند حصہ اردو کے لئے ۴ اورنٹل کالج کے طلبہ سے چندہ داخلہ کے وقت وصول ہوگا کسی راہی کے رسالہ کے نہ پہنچنے کی شکایت رسالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیے ورنہ ایسی شکایت پر غور نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی مدت فروری، مئی و ستمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیے۔

خط و کتابت و رسیل زر | خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اور رسیل زر صاحب پرنسپل اورنٹل کالج کے نام ہونی چاہیئے مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں۔
محل فروخت | یہ رسالہ اورنٹل کالج کے دفتر سے خرید جا سکتا ہے۔

مجموعہ تحریر | حصہ اردو کی ادارت کے فرائض پرنسپل محمد شفیع ایم اے اورنٹل کالج سے متعلق ہیں اور حصہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی کی امانت سے سربمربوط ہے۔

لے چکر اگست میں کالج بند ہوتا ہے اس لئے یہ نمبر بعد جون یا ستمبر میں شائع ہوتا ہے۔

فہرست مضامین

جلد - ۱۷	عدد	باب ماہ اگست ۱۹۴۱ء	مسلل ۶۶
نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	رباعیات خیام کی تعیین	پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	۳
۲	محاضرات عن مصر	الأستاذ محمد حسن الاعظمی الألبیری	۹
۳	تنقید برائجیات مولانا محمد حسین آزاد	مدرس بالجامعة المصرية	۲۹
۴	ابن الفوطی مورخ العراق	القاهرة	۶۸
۵	تخصیص مجمع الآداب فی مجمل الآداب لابن الفوطی	پروفیسر حافظ محمد محمود شیرانی	۲۴۹
۶	کتاب اللام والیم (فہرست القوافی)	پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	۳۶۱
	(جولسان العرب میں درج ہیں)	مولوی عبدالقدوس مولوی خاں	
		مولوی عبدالقیوم ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	
		پروفیسر زین الدین کالج - جرات	

نوٹ: ضمیمہ عربک اینڈ پشین سوسائٹی کے ممبروں اور خیرین اہل ضمیمہ میں تقسیم ہو رہے ہیں۔

میں فی ایکڑ پر پین سبجل عدد لاہور میں باہتمام جسٹس راجس پرنسٹن پٹا اور بابو مدیق اختر نے ادب کیل کالج لاہور سے شائع کیا

رباعیات خیام کی تعیین

گزشتہ سچاس برس سے خیام کے سوانح نگاروں کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہے کہ مجموعہ رباعیات خیام میں اسکی اصلی رباعیاں کتنی اور کونسی ہیں؟ اس بحث نے اسقدر طول پکڑا ہے کہ بعض محققین نے اپنی تصانیف میں اس پر صفحے کے صفحے سیاہ کئے ہیں اور رباعیوں کے اعداد و شمار اور مختلف نسخوں میں ان کے مقابلے اور موازنے پر مہینوں کی محنت صرف کی ہے۔

اس بحث کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ سب سے پہلے (۱۸۹۶ء میں) روس کے مشہور مستشرق پروفیسر نوںسکی نے مجموعہ رباعیات خیام میں ۸۲ ایسی رباعیاں نکالیں جو دوسرے شاعروں کے دیوانوں میں بھی جا بجا ملتی تھیں اسی بنا پر اس نے ان رباعیوں کا نام ”آوارہ رباعیاں“ رکھا۔ اس نئی دریافت سے محققین کو دلچسپی پلید ہوئی تو انہوں نے تلاش کو جاری رکھا اور چالیس پچاس اور اسی قسم کی رباعیاں ڈھونڈ نکالیں اور اس طرح آوارہ رباعیوں کی تعداد بڑھتی گئی، لیکن آہستہ آہستہ یہ ثابت ہوا کہ جو رباعیاں خیام کے علاوہ دوسرے شاعروں کی طرف منسوب ہیں۔ انکے متعلق ہم یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ خیام کی نہیں ہیں اسلئے کہ مثلاً ان آوارہ رباعیوں میں دو ایسی ہیں جو طالب آملی کے دیوان میں موجود ہیں لیکن ساتھ ہی وہ رباعیات خیام کے سب سے پائے قلمی نسخے میں بھی ہیں جو ۱۳۷۱ھ کا لکھا ہوا ہے اور طالب کی وفات ۱۳۷۵ھ یا ۱۳۷۶ھ میں ہوئی لہذا ظاہر ہے کہ وہ طالب کی نہیں ہو سکتیں یا مثلاً سولہ رباعیاں جو خیام اور حافظ کے ہاں مشترک پائی گئیں وہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ۱۳۷۵ھ سے پہلے کے لکھے ہوئے دیوان حافظ کے کسی نسخے میں نہیں تھیں۔ ان باتوں سے معلوم ہوا کہ ”آوارہ رباعیوں“ کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حقیقت وہ کس کا مال ہیں۔ جب یہ معیار کا نام ثابت ہوا تو پھر نئے سرے سے جستجو شروع ہوئی، بعض لوگوں نے نظر یہ پیش کیا۔ کہ رباعیات کے مضمون کی بنا پر فیصلہ ہونا چاہیے جن رباعیوں میں تصوف یا تقویٰ یا عشق مجازی کے مضامین پائے جائیں وہ خیام کی نہیں ہو سکتیں اسلئے کہ اسکی طبیعت کو ان چیزوں سے مناسبت نہیں تھی لیکن ظاہر ہے کہ یہ معیار بھی جتنی نہیں قرار دیا جاسکتا بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ قلمی نسخوں کی قدامت کو

فیصلے کی بنیاد قرار دینا چاہیے، لیکن جب سب سے قدیم نسخے میں بھی الحاقی رباعیاں دریافت ہوئیں تو یہ معیار بھی غلط قرار پایا۔ آخر میں کسی نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ بعض رباعیوں میں خیام کا نام آتا ہے لہذا ایسی رباعیاں بلا شک و شبہ اصلی ہونی چاہئیں جب تلاش کی گئی تو ایسی رباعیاں دس بارہ سے زیادہ نہ ملیں تاہم یہ قلیل تعداد بھی یقین والہمیان کے ساتھ خیام کی طرف منسوب نہ کی جاسکتی۔ مثلاً اس قسم کی ایک باعی ہے جس کا پہلا مصرع یہ ہے ع

خیام تننت بہ خیمہ می ماند راست
اس کے متعلق بعض کتابوں میں یہ حکایت منقول پائی گئی کہ خیام نے اپنے کسی معاصر صوفی کو
ذیل کی رباعی لکھ کر بھیجی اور اس کا جواب طلب کیا :

دارندہ چو ترکیب طبائع آراست بازار چہل گنبد اندر کم و کاست
گر زشت آمد پس این صوغ عیب گراست ورنیک آمد خرابی از بہر چراست
اس کے جواب میں اس نے حسب ذیل رباعی خیام کو مخاطب کر کے لکھی :

خیام اتنت بہ خیمہ می ماند راست سلطان روح است و منرش افزاست
فراش اجل ز بہر دیگر منزل ویران کنند این خیمہ چو سلطان برخاست
اس حکایت کے علاوہ ہی ابی دیوان شمس تبریز کے ایک نسخے میں بھی پائی گئی جس کا پہلا مصرع یوں ہے،

این صورت تن بہ خیمہ می ماند راست

ڈاکٹر روزن کا خیال ہے اور وہ غالباً صحیح ہے کہ لفظ خیمہ کی رعایت سے کسی کا تب نے شروع کے الفاظ کو بدل کر "خیام تننت" لکھ دیا ہے اور اس کو خیام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔
دواور رباعیاں جن میں خیام کا نام آتا ہے یکے بعد دیگرے بطور سوال جواب لکھی گئی ہیں اور یہ ہیں،

(۱) از من بر مصطفیٰ رسانید سلام وانگہ بگویشد با عز از تمام
کای سید باشی چرا دوغ ترش در شرع حلال است و می ناب ہرام

۱۔ مثلاً در فصل تریس، ایضاً ص ۳۰، دیکھو کتب محمدیہ، ج ۱، ص ۱۰۰ تا ۱۰۱، و تالیف سوانح گویند تیر قادش، ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱

(۲) از من برخیت ام رسانید سلام و انگاہ گویشد کہ خامی ختام
 من کی گفتیم کہ می حرامست ولی بر نچتہ ملاست و بر خام حرام
 ڈاکٹر روزن نے تو ان کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ خیام کے سارے مجموعے میں اور کوئی مثال ایسی نہیں
 جہاں دو یا زیادہ رباعیاں اس طریقے سے بطور سوال جواب کے یا ربط مضمون کے ساتھ لکھی گئی ہوں لیکن
 میرزا ذبیح علاؤ اسکے کہ ان میں ایک تیس مضمون باندھا گیا ہے اور وہ خیام کے شایان شان نہیں ایک اور
 دلیل بھی ہے جسکی بناء پر وہ خیام کی نہیں ہو سکتیں اور غالباً وہ آٹھویں نویں صدی سے پہلے کی تصنیف نہیں
 ہیں پہلی رباعی میں 'دوغ ترش' کو 'مناب' کے مقابلے پر بیان کیا ہے جس کا ہر ہے کہ 'دوغ' ضرور کوئی
 پینے کی چیز ہے گو یاد دوسرے لفظوں میں وہ چھاپچھریا لستی ہے۔ آجکل بھی ایران میں 'دوغ' بمعنی چھاپچھریا اور 'مناب'
 بمعنی دہی مستقل ہے لیکن پرانی فارسی میں (اور یقیناً سعدی کے زمانے تک) ان دونوں لفظوں کے معنی
 برعکس تھے یعنی 'مناب' بمعنی لستی اور 'دوغ' بمعنی دہی جیسا کہ سعدی نے کہا ہے :

غربی گرت ماست پیش آورد دوہیانہ آب است و یک چم دوغ
 اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رباعی یقیناً سعدی کے زمانے کے بعد لکھی گئی ہے، علاوہ اس کے ایک
 قرینہ اسکے جدید الحد ہونے کا یہ بھی ہے کہ 'ترش دی' اور 'لستی' کا مذاق ایران میں تاتاریوں کے ساتھ
 آیا ہے ورنہ اس سے پہلے نظامی کا مشہور مقولہ ہے کہ ع
 کس گوید کہ دوغ من ترش است

آجکل ایران میں لوگوں کا مذاق یہ ہے کہ دہی اور لستی جس قدر زیادہ ترش ہوتی ہی زیادہ وہ پسند کی جاتی ہے،
 دیہات کے دیہاتین کے کنستروں میں اگر شہروں میں بکتا ہے اور ملک ایک کنستری کی طرح کا نڈار کے
 ہاں دوس دن تک اڑتا ہے اور آہستہ آہستہ بکتا رہتا ہے میں جب ایران میں تھا تو ملک الشعراء بہار سے
 ایک دن دوران گفتگو میں سنا کہ کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایران میں منقدر ترش ہی پسند کیا جاتا ہے اور میٹھا دہی پسند
 سے بھی نہیں ملتا۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ مذاق تاتاریوں کے ساتھ آیا جن کی من عاتی خوراک ترش دہی اور لستی
 حتی نظامی کے مقولے سے جو فارسی میں ضرب المثل ہے۔ واضح ہے کہ تاتاریوں کے آنے سے پہلے دوغ ترش

لیکن پسند میری نیز سعدی کا شعر مٹ رہا ہے کہ اس زمانے تک ماست کے معنی لستی اور دوسرے کے معنی دی تھے۔
بعد میں معنی بدل گئے لہذا رباعی مذکور سعدی کے زمانے کے بعد کی ہے اور وہ خیام کی نہیں ہو سکتی +
غرض یہ کہ نام کی سند بھی قابل قبول نہیں ہے۔ بعض اور معیار بھی تجویز کئے گئے ہیں لیکن
کہیں نہ کہیں اگر ناکام ثابت ہو جاتے ہیں +

میں نے اس موضوع پر ایک آلہ انداز اور نیٹل کانفرنس کے ساتویں اجلاس میں پڑھا تھا جو ۱۹۳۳ء میں
بڑا وہاں منعقد ہوا۔ اس میں میں نے اس بارے میں ایک نیا معیار پیش کیا تھا جو خیام کی رباعی کی تعبیر میں
بہت کچھ بنیاد اور مدبر ہو سکتا ہے۔ مقالہ مذکور اس اجلاس کی روئداد میں چھاپا بھی گیا تھا لیکن یا تو وہ علاقہ مند
لوگوں کی نظروں سے نہیں گزرا یا شاید اس کو قابل توجہ نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے کہ حال میں باعیات خیام پر تبصرہ
کرنے والوں میں کسی نے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ تاہم ہر روز ان مجھے اس کی صحت کا یقین ہوتا جاتا ہے +
مقائے کے شروع میں میں چھاپی ہوئی دو ہیبتی اور رباعی کا فرق بتایا تھا اور پھر اس بات کا ذکر کیا تھا کہ
غالباً پانچویں صدی چھاپی ہوئی کو دو ہیبتی کہنے لگے۔ سلجوقیوں کے زمانے میں وہ برابر اسی نام سے پکاری جاتی رہی
اور جب تک اس نام سے پکاری جاتی رہی اسکے چاروں مصرعوں میں قافیہ کا ان ضروری چھاپنا دو ہیبتی یعنی دو ہیبتی کا نام
ہی اس استلزام کا شین دلاتا ہے لفظ "رباعی" کا اطلاق اس چھٹی صدی کے نصف آخر سے ہونا شروع ہوا جبکہ تیسرے
مصرعے میں قافیہ لانے کی پابندی ٹوٹ چکی تھی مقالہ مذکور میں میں لفظ "دو ہیبتی" کو اسی "رباعی" کے معنوں میں استعمال
کیا ہے جبکہ چاروں مصرعوں میں قافیہ ہوا اور رباعی جبکہ تیسرے مصرعے میں قافیہ نہ ہوا۔ اسکے بعد میں تیسری صدی
ہجری شروع کر کے ساتویں صدی کے آخر تک مختلف ماؤں کے اعداد و شمار کے فیصدی کا حساب لگا یا تھا اور نتیجہ
نکالا تھا کہ باعیات خیام کے اصالی و صحیح مجموعے میں دو ہیبتوں کی تعداد اسی سے نوے فیصدی تک فی چالیس ہے
لیکن اب میرا عقیدہ یہ ہے کہ خیام کے زمانے میں صرف دو ہیبتی "انج" تھی اور تیسرے مصرعے
کو بلا قافیہ لانے کا دستور ابھی جاری نہیں ہوا تھا۔ اس عہد کے شعراء کے دواوین میں (بشرطیکہ ان

۱۱۳۰ تا ۱۱۳۱ء کے بعد میں اس فرق کا زیادہ وضاحت کے ساتھ مولانا سیلیان ندوی غفرلہ عنہ کی کتاب "خیام" میں اور پروفیسر حافظ محمد علی صاحب شیرازی نے اپنے

فاضلہ معنوں میں جو انھوں نے لکھا وہ ان پر گزشتہ سال اورنگ آباد میں پیش کیا تھا بیان کیا ہے، ۱۱۳۰ تا ۱۱۳۱ء

دواوین کے صحیح نسخے میسر آئیں) سوائے دو بیتوں کے اور کوئی نمونہ رباعی دیکھنے میں نہیں آئیگا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس زمانے کے شاعروں کا کلام محفوظ نہیں ہے اور جو ہے اس کے صحیح اور قابلِ اعتماد نسخے موجود نہیں ہیں، پھر بھی جو قلیل نمونے آج موجود ہیں وہ میر تقی میر کی تصدیق کرتے ہیں، چار مقالہ مہد سلجوقیہ کی تصنیف ہے۔ اور خوش قسمتی سے اس کا نہایت صحیح متن آج ہمیں میسر ہے اس کے اندر کل پانچ رباعیاں منقول ہیں لیکن کہیں بھی ان کو رباعی کا نام نہیں دیا گیا بلکہ بلا استثناء ہر جگہ دو بیت کہا گیا ہے۔ اور ان پانچ میں سے ایک نمونہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں مصرع سوم بغیر قافیہ کے ہو۔ وغیرہ غزنوی و سلجوقی کے جن شاعروں کے دواوین حال میں تحقیق و تدقیق اور محنت متن کے ساتھ شائع ہوئے ہیں ان میں ایک ناصر خسرو کا دواوین ہے۔ جس میں اگرچہ ایک ہی رباعی ہے تاہم وہ دو بیت ہے، غنصری کے دواوین کی نئی ایڈیشن میں کل ۳۷ رباعیوں میں سے ۳۵ دو بیتیاں ہیں، فرخی کے ہاٹ ۲۷ رباعیوں میں سے ۳۶ دو بیتیاں ہیں۔ مسعود سعد سلمان کے کلیات میں جو حال ہی میں طہران کچپ کر آیا ہے، ۴۰ میں سے ۳۹ دو بیتیاں ہیں۔ اور پکی ہرثال میں جو ایک ایک دو دو رباعیاں دستے طور پر، دو بیتیاں نہیں ہیں ان کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ ان کا تیسرا مصرعہ بعد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی کی مثالیں بہت ہیں۔ چنانچہ خود خیام کی ایک اصلی رباعی ہے جو ادھر نقل کی جا چکی ہے (دندہ چو کہین بلبل را بہت زمانہ متاخر کے مجموعوں میں اس کے تیسرے اور چوتھے مصرعے کو بدل کر یوں کر دیا گیا ہے :

گر نیک آمدنگستن از بہر چہ بود ورنیک نیامد این صور عیب کراست

ہمیں کامل یقین ہے کہ جوں جوں چوتھی پانچویں اور چھٹی صدی کے شاعروں کے کلیات طبع ہو رہے ہوں ہمارے سامنے آتے جائیں گے۔ اس عقیدے کی پوری تصدیق ہوتی جائے گی :

ہمارے اس نظریے کی تائید خود خیام کی ان چار رباعیوں سے بھی ہوتی ہے

۱۷ دیکھو چار مقالہ (گب ایڈیشن) ص ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷

جو سب سے قدیم ماخذوں میں ملی ہیں اور جن کے اصلی ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ چاروں کی چاروں دوسیتیار ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں :

- (۱) دارندہ جو ترکیب لمباح آراستہ : اریخ، (دیکھو اوپر)
 - (۲) دروازہ کآمدن و رفتن ماست : آن رائہ بدایت نہ نہایت پیلست
کس می نہ زندومی درین عالم راست : کاین آمدن از کجا و رفتن کجا مست
- اوپر کی دونوں رباعیاں شیخ نجم الدین دایہ کی کتاب مرصاد العباد سے منقول ہیں۔ جو سنہ ۶۶۲ھ کی تصنیف ہے،

- (۳) ترکیب پیالہ کہ در ہم پیوست : لبکستن آن روانی دارد دست
چندین سر دپای نازنین از سرست : از مہر کہ پیوست و مکین کہ شکست
- (جہانکشاوی جوینی تالیف سنہ ۶۵۸ھ)

- (۴) خار کہ بزیہ پای ہر حیوانی است : زلف صنمی و ابروی جانانی است
ہر شت کہ بر گن گرہ ایوانی است : انگشت وزیری و سرسلطانی است
- (تاریخ و صفا ۱۰)

اوپر کی بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خیام کی تمام اصلی اور صحیح رباعیاں دستبیاں ہوئی چاہئیں، اگر ہم اس نظریے کے ساتھ تفسلی اور مجمل الدین دایہ کا بیان بھی ملحوظ خاطر رکھیں جو کہتے ہیں کہ خیام کے اشعار مذہب اور شریعت کے حق میں ستم قائل ہیں اور یہ کہ حیرت و ضلالت اس کا شعاع ہے تو ہمارے خیال میں اسکی اصلی رباعیوں کی تعیین میں زیادہ دقت نہ ہوگی، خلاصے کے طور پر اس تعیین کے لئے ہمارا فارمولہ یہ ہوگا کہ رباعیات خیام کے قدیم مجموعوں میں تمام وہ رباعیاں جو دستبیاں ہیں اور جن میں فلسفہ اوداد یا خیالی کی تعلیم ہے فردا اصلی ہیں :

مذاہق اقبال

دیکھو ہر ای گوشت و ترشہ کی کتب مذکورہ ص ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷

مَحَاضِرَاتٌ عَنْ كُنْزِ حُرِّ

ألقى الأستاذ محمد حسن الأعظمي المدرس بالجامعة
المصرية بالقاهرة أربع محاضرات (ارتجالاً) أولاً
بالهند وستانية (أردو) والباقية بالعربية، بقاعة الكلية
الشوقية (ORIENTAL COLLEGE) بـلاهور (بنجاب) بدعوة من
عميد الكلية، ونحن نقدم خلاصتها للقراء لفائدة العامة
والمحاضر هذا قد درس دراسته العالية في القاهرة
بالجامعة الأزهرية ونال منها "شهادة العالمية" وانتخب
سكرتيراً عاماً للجامعة الأخوة الإسلامية المؤلفة من جميع
الأقطار الإسلامية ولها فروع في كثير من البلدان ومركزها
العام بقبة الملك الغوري بالقاهرة،
وعندما أنشأت الجامعة المصرية معهد الدراسات الشرقية
بكلية الآداب انتدبت الأستاذ المحاضر مدرسا للآداب
الهندية ولغتها؛

حضرات السادة:

قبل اللقاء ما أريد اللقاء أحب أن أعلن من أعماق قلبي
شكري الجزيل لصاحب العزة حضرة عميد كليتنا الأستاذ
البحاث الأديب محمد شفيع" لكونه سببا لهذه المحاضرات

المتواضعة، ثم رافى أحد الشجر خفضوات المستمعين فردا
فردا من الأساتذة والطلبة .

عظيمة مصر في الغابر

مصر الفرعونية : سادق الحرام، يجب على الذين يشاققون
ببطل قلوبهم شوقاً إلى الاطلاع على نهضة شعب من الشعوب
أن يعرفوا شيئاً من تاريخه القديم أيضاً، ليسهل عليهم معرفة
النهضة الحاضرة والترقى الحديث ومن أجهل ممن جعل
نهضة فراعنة مصر العالمية وتقدم تلك العصور الحافلة
بالعلم والفن والصناعة ؟

« من بداية التاريخ الانساني أى منذ سبعة آلاف سنة
أو أكثر، زجرا النهضة الفرعونية زعيمة النهضة عندك ؛
وإذا شاهدنا متاحف مصر اليوم ووقفنا على قصومات هتريها من
ذخائرها ونفاستها وحبنا هناك أشياء تحير العقول وتبليبل الأذهان
وتفتيه الأبواب ؛ ومن ناحية أخرى زجرا . اقوة فنية ودينية
بين قدماء الهنود والمصريين ، ولا يمكن أن يجد ذلك هذا
السرا من درس تاريخ الهند القديمة وشاهد آثارها ، ثم
درس تاريخ مصر القديمة وعرف أسرارها ؛ فهناك صلة متينة
بين هاتين القوتين في أساليب التعبد ونعت الأضنام ، و
هكذا في الفلسفة الدينية والعقائد المذهبية ، ولو درست
منها خمسة مائة كيلو متر في أطراف القاهرة للبحث عن الأثر .

القديمة والفنون والصناعات الفرعونية العجيبة دهشتم بوجود
أشياء غريبة كل الغرابة ؛

ولما ذاتذهبون بعبدايل تعالوا معي لنفكر جميعاً ساعة في
عجائب حد يقة حلوان اليا بانية التي تقع على مسافة عشرين
ميلاً من العاصمة (القنطرة) وانظر إلى تلك القرارة الغامضة
التي نصبت على جوانب غدير، وهي تديمة تجدد، واحد ها واضع
يديه على فيه مشيراً إلى أن الدنيا دار المحرور والفناء لا دار الأمان
والبقاء. وهي من الأمهات التي تأكل أبناءها، فعليهم ألا يتغفروا
بكلمة تؤذي البشر حتى يأتي الأجل ؛

أما الثاني فقد أخلق عينييه قائلاً : يا إخواني ! ليست دنيا نا
إلا عبارة عن فجور وفسق وظلم وحذر فلا تنظروا إليها فأنها
عيب كله حتى تنقطع أعماركم وتقضوا حياتكم، وليس ذلك
إلا في القريب العاجل ؛

والثالث وضع كلتا يديه على أذنيه كأنه ينادي بعدم
السماع في هذه الدنيا الدنية، لئلا يتأثر أنواع البشر بخاوفها
الحاذية، وإِذَا مَرُّوا بِاللَّغُومِ وَاكْرَامًا - صَا نَحَايِهَا الْأَصْدَاءُ !
ليست الدنيا الامتراء قنطرة، فعلى الإنسان أن يربها ولا يبرها -
توقفوها هنا هزيمة أيها السادة وقاروا هذه الفلسفة
بالفلسفة الهندية، واذك تجدون قرية متينة في هاتين
الأميتين العظيمتين، وهناك مثل هذا كثير، وفي الهند لها
ألف نظير ؛

ونحن نلتفت الآن ثانياً إلى الأهرام - أهرام مصر - وعظمتها
المعروفة ونخصص بالذکر ثلاثاً منها، وإذا رأيتموها عن مسافة
تخالها جبالاً شامخاً مخيفاً وقد شيدت على تل عالٍ ومنظرها
في الليالي القمرية أجمل المناظر في كل لقطر لمصرى وأبدعها،
وإذا دخلتموها بسلاسلهم ووصلت إلى وسطها تحيرت عن كمال
الصنعة، ف فيها أحجار، ووداء طولها ما يقرب من خمسة
أمتار وكذلك عرضها وعمقها، وهذه الأحجار الثقيلة
أخذت من جبل مرتفع على مسافة خمسمائة ميل منها.
فنكتة التفكير والدهشة هنا، كيف استطاع هؤلاء الفرعون
أن يفصلوها من الجبل ويحجموها حتى جاءوا بها إلى مثل هذا
العلو الخطير وما كانت قد اخترعت آلات الحمل والرفع
ولا الجمل كحصر باثنية بعد.

ثم انظروا ثانياً إلى دقة الهندسة في هذه الأهرام وانظروا
ثالثاً إلى جثث الفرعنة المدفونة في وسطها وهي محفوظة إلى
الآن في المتحف المصري ولم تقسدت بتآكلها، ولم يفهم العلماء
الطبيعيون سر بقاءها على حالها بدون أي تغيير ظاهر، وما ذا
كانت تلك الأدوية والعقاقير المدهشة التي استعملوها،
ونحن اليوم في عصر الرق والتقدم لا نستطيع أن نخاف علاج كهذا.
ومعروف أن الشعب الروسي قد احتال كل الحيل الممكنة
لإبقاء جثثه زعيمهم الأعظم "لينين" ولم تمر على موته إلا بضعة
سنوات حتى بدت تتغير شيئاً فشيئاً ولم تبق على صورتها الأولى

وهيئتها السابقة . وعند ما فتحو قصر الفراعنة الواقع في مدينة
 " الأقصر " بأعلى مصر ودخلوه وكان الذين اشتغلوا بالتنقيب
 عن هذا القصر التاريخي العظيم كثيرون ، وكلهم من جباة
 العلماء وجهابذة الدكاترة ولعنهم بعد كشفه ما قرأ من بكرة
 أبيهم ، ويقال إنه قد جاءت في هذه الآونة سيدة أمريكية
 وكانت سافرت في أكثر بلاد العالم واشتأقت إلى زيارة
 هذا القصر الغامض ، وبعد وصولها إلى وطنها المأدب ماتت
 هي الأخرى . فدققوا أيها المفكرون وتفضلوا بيزان العقل
 ومقياس التجربة لنزن ما هو الشيء الذي تركه هؤلاء الفراعنة
 المدهشون قبل آلاف من السنين حتى قتل الآن كبار الماهرين
 في علوم الطبيعة والآثار ، وقد عجز الكل عن فهم أسوأه
 إلى يومنا هذا .

وعلى مسافة أمتر إلى الشرق من الأهرام تجدون أبا الهول
 واقفاً كأنه رسول الفراعنة يذيع أخبارهم ويفسر أحوالهم
 ويظهر عظمتهم ، وهو هيكل هائل مهيب نحت في قطعة
 من الجبل الأحمر وجسمه يشابه جسم الأسد أو جسم حيوان
 آخر شديد البأس عظيم القوة ، ورأسه رأس إنسان مفعد
 وهذا الهيكل كان شعار الفراعنة في عصرهم ، فهو يدل
 على مقدرة قوتهم وقهرهم ، فإن أجسادهم كأجساد الحيوان
 في القوة والمنعة والشدّة والعظمة ، ورؤوسهم رؤوس الإنسان
 فيها ادمغة عاقلة مفكرة صليخة ، فهم كانوا من ناحية أقوىاء

أشداء كالحيوان وفي الوقت نفسه كانوا عتلاء مفكرين كالإنسان.
ومنذ سنين عذبت الحكومة المصرية هبة من العلماء
الطبيعيين لكشف الأسرار القديمة، وأكثر هؤلاء من تلاميذ
الجامعة المصرية وبعضهم من المستشرقين، وهم جلدون ليلهم
ونهارهم للبحث عما كان في الزمن الغابر من آثار العلم والفن و
الصناعة، وقد نجحوا فيها نجاحاً يُحمدون عليه كل الحمد
تلك آثاراً تدل علينا فانظروا بعدنا إلى الآثار

الفاطميون في مصر : أول من فتح مصر هو القائد المسلم
عمر بن العاص بأمر الخليفة الثاني عمر بن الخطاب، وترك من
آثارها جامعة عظيمة في مصر القديمة (الفسطاط) المعروف الآن
بجامع عمر بن العاص .

وفي سنة ٣٥٨ هـ سيطر الخليفة الفاطمي العزيز بالله
من المغرب إلى مصر قائدة العبد جوهل، وكان تحت إمرة جوهل
هذا جيش كثير العدد والعدد للاستيلاء على مصر؛ والسبب
في ذلك أنه لما مات كافور الأختيدي صاحب مصر اختلفت لقلوب
فيها ووقع بها غلاء شديد حتى بلغ ثمن الخبز كل رطل
بدرهمين والحنطة كل وية بدينار وسدس دينار
مصرى. فلما بلغت تلك الحال السيئة ساء مع الخليفة
الفاطمي وهو في بلاد المغرب سيطر جوهل إليهما لانقاذهما من مهنهما،
وقد هون عليه الأمر رغبته بامتلاكها، وكانت شجرة هذا
القائد قد طبقت الآفاق. فلما وصل خبر قدومه إلى لصاحبه

الافشيدية بمصر تعلقوا بأذيال الهرب جميعاً قبل وصول
الجيوش اليهم .

بناء القاهرة والأزهر : دخل جوهر المصطفى مصر يوم الثلاثاء
السابع عشر من شهر شعبان سنة ٣٥٨ هـ فدعا أهلها إلى طاعة
ال خليفة المعز لدين الله الفاطمي ، وبأمر إلى بناء القاهرة في نفس
اليوم لتعمر دار الخلافة العظمى ، وأتم بناءها في ثلاث سنين
فشيّد فيها قصر الخلافة وهو القصر الشرقي ومكانه الآن
"خان الخليلي" و"المشهد الحسيني" ممتداً إلى أول شارع
الصناديقية بالغورية "وشمالاً إلى حدار الجامع الأقمر القائم الآن
بتجاه سبيل "السلحدار" وكانت مساحتها أول الأمر ٣١
فداناً وطولها ١٣٠٠ متراً ، وكانت مساحة القصر خمس مساحة
المدينة .

ثم بنى الجامع الأزهر الشريف إلى جنوب القاهرة وبينهما
رحبة عظيمة وطوق المدينة بسور عظيم واتخذ في السور
عدة أبواب هائلة ، وشيّد نحو عشرين حارة للأمراء والجنود
الذين هم في خدمة الخلافة ، ودخل الخليفة المعز لدين الله
مدينة القاهرة يوم الثلاثاء ١٧ رمضان سنة ٣٦٢ هـ بين عشائره
وجنوده وشيعته العظيمة ، فلما مضى من عمر الدولة مئة عام
قام وزيرها أمير الجيوش بدر الجبال في فزاد في امتداد القاهرة
إلى الشمال وإلى الجنوب حتى أصبحت مساحتها ١٠٠ فدان .
وإذا زرت القاهرة اليوم ونجدت ثلاثاً الأبناب تاريخية

شديدة على أحسن الحال إلى الآن، وهي "باب المتولى
وباب النحر وباب الفتوح" وستقرأ على نواصيها عظمة
الفاطميين وتجد على رأس باب المتولى سفينة صغيرة
معلقة إلى يومنا هذا رمزاً إلى حديث النبي صلى الله
عليه وسلم "مثل أهل بيتي كسفينة نوح من ركبها
نجا ومن تخلف عنها غرق".

وكان قصر الخلافة قد بلغ الغاية في الجمال و
الزخرف، فلما بلغه المعز ختر ساجداً لله وصلى ركعتين
وصلى بصلاته كل من دخل معه. وكان بالقصر ألف
فارس يحرسون بالليل والنهار.

قال المؤرخون في وصف الايوان الكبير أنه فاق في
سعته ورونقه "قصر الخلد" الذي شيده للرشيد ببغداد
فقد كان يمتد فيه السماط في المواسم والأعياد وطوله
٣٠٠ ذراعاً وعرضه ٧ أذرعاً؛ فكم كان طول هذا الايوان
العظيم؟

ولوعلمت أن ذلك الايوان على سعته البالغة وعلموه
البأذخ كان يزين بأستار الديباج المذهب ويسط العرير
الموشى، وأن ما يفرش فيه صيفاً غير ما يفرش فيه شتاءً
لأحطت ببعض ما بلغت تلك الدولة المصرية من الجاه
والثروة والنعمة.

وقد جعل الخليفة المعز مدينة القاهرة ذلت حرمة

مقدسة فلا يجوز سكناها لغير الخليفة وأهله وجنوده الخاصة
وقد زار القاهرة سائح إيراني وهو الناصر خسرو الشهير
وذلك بعد بنائها بخمسين عاماً، فقال عنها - إنه قل أن يجد
لها شبيهاً في مدن العالم وأقلب دُورها من خمس طبقات
أوست، ولحسن الصناعة واتقانها يظن الناس أنها بُنيت
من الأحجار العبرية.

وصارت القاهرة في عهد المعز حاضرة الاسلام العبري
كل أيام الفاطم الى أن دالت دولتهم عام ٥٤٧ هـ فصارت
مدينة سكنى لجمهور الناس بعد أن كانت للخليفة
وخاصه، فماتت بعد المعز وابتدلت بعد الاحتمام .

ولقيت الجامعة الأزهرية - الأزهر الشريف -
جامعة خاصة لدراسة العقائد الفاطمية وأداب الشيعة حتى
ملا على عرش الخلافة العزيز بالله الفاطمي نجل المعز لدين الله
فأمرو وزيره يعقوب بن كلس بجعل الأزهر جامعة عامة
للمسلمين كافة، فانتسب الى هذه الجامعة العظيمة طلبة
من جميع النحل الاسلامية وصارت أكبر جامعة اسلامية
في العالم

وقد أنشأ الحاكم بأمر الله "دار العلم" وافتتحها في جمادى الآخرة
سنة ٣٩٥ هـ. كانت هذه الدار بجوار القصر الغربي من بحرية
يُدخل إليها من باب التبانين المعروف الآن مكانه بالخرفرش ،
جمع فيها من الكتب والخطوط المنسوبة ما لم يُر مثله مجتمعاً

لملك قط ؛ وحمل اليها الكتب من خزائن القصر ؛ وقد قدّر
 ما فيها من الكتب بستمائة ألف مجلد ، وأباحها للناس
 جميعاً ممن يرغبون في قراءة الكتب والنظر فيها ؛ وجعل فيها ما
 يحتاج إليه المطالع من جبر وورق وأقلام ومعايير ؛ وجعل
 فيها مجالس للعلماء للمناظرة والتعليم . فجلس فيها القراء
 اللغويون وأصحاب النحو والطب والتنجيم ، وفرش هذه الدار
 وزخرفها وعلّق على أبوابها وجدرانها الستائر ، ورتّب لها قواماً
 وحُدّاماً ، ووقفت عليها بالفسطاط أوقافاً تقوم بشؤونها ولوازمها
 وكانت هذه المكتبة من أعاجيب الدنيا وخرائبها ، دلت
 على عظمة الحاكم وقدرته . ومأرالت عامرة حتى أزالها
 دولة الأيوبيين دولة الفاطميين . واستولى صلاح الدين على
 القصرين ، وجمع أملاك الأمر الفاطمي ، ثم وُشي إليه بأن في هذه
 الدار دار العلم كتباً فيها مزايا الفاطميين وأفكارهم ، وفي
 بقائهم الضرر على المسلمين . فأمر بأتلافها ، فاستأذنه القاضي الفاضل
 عبد الرحيم البيهقي في أن ينتقى منها شيئاً يضعه في مدرسته الضمنية^١
 التي أنشأها بالقاهرة فأذن له في ذلك . فانتخب منها مائة ألف
 مجلد وضعها في مكتبة مدرسته . ثم ذهبت هذه الكتب أيضاً
 في سنة ٥٤٩ هـ ، بسبب ذلك أنه لما وقع الغلاء ببصرى في هذه
 السنة ، كان طلبة هذه المدرسة قد سئم الضرر فصاروا
 يبيعون كل كتاب بربعه . ثم تفرق الباقي في أيدي الفقهاء
 بالعاربة ، كان الدهر مُعزّماً بحمارة الكتب والمصنفات .

ثم بيع منها شيء كثير على يد ابن صورية دلال الكتب في عدة
أعوام، ونُهب منها كثير أخيراً في ضواحي القاهرة، فسنت عليهما
الرياح الزباب، فصارت تلالا كانت تعرف في عهد المقرئ
بتلال الكتب. وكانت للفاطيين مكاتب خصوصية،
فكان للعزیز بالله مكتبة خاصة جمعت ثمانية ألف
كتاب أغلبها نفائس و غرائب؛ فمنها نسخ متقدمة من كتاب
العین فی اللغة للخلیل بن أحمد منها نسخة بخط الخلیل؛
ومنها نسخ فوق العشر من تاريخ الطبری، منها واحدة بخط
الطبری؛ وعند ما ضاق الأثر بنی الحاکم جامعاً أو سم
منه وهو موجود قرب باب الفتوح إلى الآن.

وتنشر الجامعة الأزهرية في هذه الأيام مجلتيْن أدبيتين
دينيتين يساهم في كتابتهما مقالتهما كبار علماء الأزهر و
رجال الدين في العالم الإسلامي، واسم أولاهما "مجلة الأزهر" وهي
شهرية ومديرها المسئول العلامة الخليل محمد فريد وحيدى صاحب
دائرة المعارف الإسلامية، وتسمى الثانية "فؤاد الإسلام" وتنشر
في الشهر مرتين، ومديرها فضيلة الشيخ عبد اللطيف دوازعو
مجلس النواب بالملكة المعوية ومفتش الوعظ والارشاد بالأزهر.
وفي رواية أن عدد الكتب التي كانت مدخرة بمكتبة
الفاطيين من المخطوطات ما يقدر بمليونين والله أعلم.

ونشرت جريدة الأهرام الغراء يوم الأحد ٢٦ يناير من
سنة ١٩٤١م ميزانية الأهرام، فذكرت أن الإيرادات قد تدت

في مشروع المجلس الأعلى للأزهر ببلغ ٣٥٩٣٧٦ جنيهًا أي زهاء
 ٤٩٨٩٢٤٤ روبية هندية ، وقد ردت المصروفات ببلغ ٣٧٠١٥٢
 جنيهًا بزيادة ١٣٧٧٦ جنيهًا ، فالمصروفات حوالى ٥١٨٢١٢٨ روبية
 أما الإيرادات المالية للمصلحة المصرية فحسبما نشرت
 جريدة الدستور مساء الخميس ٣٠ يناير سنة ١٩٤١ م ٤٨٠٠٠ ٤١٥
 روبية هندية ، والمصروفات بمثل هذا المبلغ بنقص قدر
 مليون و١٨ ألف جنيه .

عظية مصر اليوم

الأزهر الجديد : سادتي الحرم ، قدمت الى حضراتكم
 شيئاً من تاريخ الجامعة الأزهرية في العصر الفاطمي ، وهما أنذا
 اليوم لا أريد أن أسهب الكلام فيه خشية السأم والملل فان
 ذلك كفاية لمن يشاق الى معرفة الأزهر سطحياً وأرجو منكسر الاصغاء
 الى استماع كلمات في الأزهر الجديد - أيها السادة ، الجامعة
 الأزهرية اليوم أكبر جامعة اسلامية في العالم قاطبة تولها فروع
 في أكثر المدن المصرية الكبيرة وادارتها العامة في عاصمة
 مصر القاهرة بين مسجدى الأزهر والحسين عليه السلام
 ورئيس الادارة وشيخ الأزهر العالى هو العلامة الشهير فضيلة
 الأستاذ الأكبر الشيخ محمد مصطفى المراغى الذى يأخذ من
 الأزهر ما يقرب من أربعة عشر ألف روبية شهرياً ، جزاء ما يقدم
 من خدمات مشاقة .

يبحث الأزهري علماء وطالبته للتبشير والدراسة إلى الشرق والغرب، ففي اليابان والصين وأفريقية وغيرها وفي مدن أوروبا علماء يبشرون إلى الدين الإسلامي، وفادروا القاهرة بعد تعلم شئ من لغات هذه البلاد واصطلاحات أهلها ليفوزوا في مقاصدهم السامية الخالدة .

ويوجد في الأزهر خمسة عشر ألف طالب مسلم من مصر والحجاز والهند وبلغاريا وأفريقية ورومانيا واليمن وسليبيس وفلسطين وجاوة وبولونيا وأفغانستان وطرابلس الغرب وايدل أوصل وسودان وجزيرة القريم وحضرموت وايران وروسيا والحبشة والشام وتركيا وبلاد الملايو وسيلان وشرق الأردن والجزائر والمراكش والبحرين وسومطرا وبورنيو وتشيكوسلوفاكيا وإنجلترا والكويت وغيرها ولهم أروقة خاصة (Hakem) للسكنى يُعطونها مجاناً وتدر على أكثرهم الجرايا الشهرية والسنوية، فمنهم من ينال ثلاثة جنيهات مصرية في كل شهر ومنهم من يأخذ جنيهين أو جنيهًا واحدًا أو أقل من ذلك، ونفقات بعثتي الصين باكملها على جلالة مليك مصر فاروق الأول .

أما الكتب والمذاهب فتعطى مجاناً في جميع الكليات والمعاهد الثانوية والابتدائية . ومن المضحك أن يعيش أحد مناعيشة راضية متوسطة في الأزهر بخمسين روبية شهرياً .

جماعة الأخوة الإسلامية : المثقون من هذه الأقطار
 الشقيقة قد شكّلوا جماعة عظيمة الشأن سموها "جماعة الأخوة
 الإسلامية" واشتركوا فيها بدون قيد أو حلّة والمذهب، ويُلَقَّون
 في كل مساء الخميس محاضرة تاريخية أدبية دينية عن
 أوطانهم بمرکزها بقية الغوري في شارع المعز لدين الله بالقاهرة،
 ويعلمون اللغات المروجة في المقاطعات الإسلامية .

والى القارئ بياناً موجزاً عن مقاصدها التى أنشئت من أجلها،
 مرحلة بمقالين قصيرين ونشيدين إسلاميين، وأحسب
 أن القارئ سيتبين أن هذه الجماعة كان لابد من إنشائها
 منذ زمن طويل، بل منذ أول يوم أنشئت فيه الجماعات والهيئات
 فى الدنيا كان يجب على المسلمين أن تكون لهم هيئة تجمعهم
 على هذه الصورة التى تقوم عليها الجماعة وقد التقى فيها المسلمون
 إخواناً كما كانوا فى عهد الرسول إخواناً .

فمن مقاصدها : تعارف المسلمين عن اختلاف بلادهم،
 وإحكام الأواصر بينهم وتذليل المسائل المذهبية المختلفة
 فيها بينهم، وتجنب الخوض فيها، والدفاع عن حضارة الإسلام
 والدعوة إليها، والتقريب بين مناهج التعليم الدينى والحلقة
 فى الأقطار الإسلامية، والتعاون الأدبى والمادى بين طلاب الأقطار
 وإيقاظ شعور المسلمين ببرجد ماضيهم وتنبههم الى واجبهم
 فى المستقبل، والاتصال بعظماء المسلمين فى العالم للتشاور فيما
 يتعلق بنهضة المسلمين، والدعوة الى مؤتمرات عامة، ونشر

اللغة العربية وجعلها لغة التفاهم بين المسلمين جميعاً، وإرسال وفود إلى العالم الإسلامي لنشر مبادئ الجماعة، وللقاء محاضرات وخطب عامة باسمها، وإجابة كل من يستفسر الجماعة عما يتعلق بالإسلام والمسلمين في مختلف الأقطار بدون تقييد بلغة خاصة، وإنشاء مكتبة للجماعة تحتوى على الكتب الإسلامية في كل لغة من لغات العالم.

وهذا أحد نشيدى الجماعة ترجمته أنا مع زميلى الشيخ الصاوى شعلان من نشيد فيلسوف الإسلام فخر الهمدانسير الدكتور الشيخ محمد قبال :

الصين لنا والعرب لنا	والهند لنا والكل لنا
أضحى الإسلام لنا ديناً	وجميع الكون لنا وطناً
قوحيد الله لنا نور	أعدّنا الروح له سكناً
الكون يزول ولا تمحى	في الدهر محائف سودنا
بُنيت في الأرض معابدها	والبيت الأول كعبتنا
هو أول بيت نحفظه	بحياة الروح ويحفظنا
في ظل لسيف تربيتنا	وبنيان العز لدولتنا
علم الإسلام على الأيام	شعار المجد ملتنا
بهلاك النصر يضئ لنا	ويمثل خنجر سطوتنا
قولوا السماء الكون لقد	طاولنا النجم برفعنا
يادهم لقد جريت على	نيران الشدة عزمنا
طوفان الباطل لم يغرق	في الخوف سفينة قوتنا

يا ظلَ حداثتي أُنْدُسِي	أَسَيْبَتِ مَغَافِي عِشْرَتِنَا
وعلى أَعْصَانِكَ أَوْكُلُوا	عَمَّرْتُ بَطْلَانِي نَشْأَتِنَا
يَا دَجَلَةً هَلْ سَجَلْتُ عَلَى	شَطِينِكَ مَا شَرَّ عِزَّتِنَا
أُمُوجِكَ تَرَوِي لِلدُّنْيَا	وَتُعِيدُ جَوَاهِرَ سِيرَتِنَا
يَا أَرْضَ النُّورِ مِنَ الْعَرَمِينَ	وَيَا مِيلَادَ تَشْرِيعَتِنَا
رَوْضَ الْإِسْلَامِ وَدَوْحَتَهُ	فِي أَرْضِكَ رِزَا هَادِمَنَا
وَمُحَمَّدٌ كَانَ أَمِيرَ الرِّكَبِ	يَقُودُ الْفُوزَ لِنُصْرَتِنَا
إِنْ اسْمُ مُحَمَّدٍ الْمَهْلُوكِي	رُوحَ الْأَمَالِ لِنَهْضَتِنَا
دَوَتْ أَسْوَدَةٌ أَقْبَالَ	جَرَسًا أَيْقَظُنِيهِ الزَّمْنَا
لِيُعِيدَ قَوَائِلَنَا الْأُولَى	فِي الْمَجْدِ وَيُبْعَثَ أُمَّتَنَا

وها هو النشيد الثاني وهو من تأليف زميلي الصاوي وكيل
لجنة التحرير بالجماعة :

بنو إِيْرَانِ وَبَشَرَى الْأَخَاءِ	نَزَفَتْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ النَّدَاءِ
هَلُّوْا جَمِيعًا فَرُبَّ السَّمَاءِ	بِتَوْحِيدِ لَا وَحْدَ الْمُسْلِمِينَ
أَخَوْتَنَا بَيْنَ كُلِّ لِقَابِ	كَقَبْلَتِنَا فِي جَمِيعِ الشُّعُوبِ
تَلَا فِي الشَّمَالِ بِهَاوَا الْجَنُوبِ	مَعَ الشُّرُوقِ الْغَرْبُ فِي كُلِّ حِينِ
تَوَحَّدْنَا فِي الصَّفُوفِ الصَّلَاةِ	وَتَجَمَعْنَا فِي الْجِهَادِ الْحَيَاةِ
إِلَى الْإِتِّحَادِ دَعَانَا الْأَوَّلِ	لِإِنْشَاءِ دُنْيَا وَإِعْلَاءِ دِينِ
بِمَصْرٍ وَإِيْرَانِ وَمِزَ الْوَفَاءِ	لِدِينٍ بِهِ كَلَّنَا أَقْرَبَاءَ
تَسَامَى بِهِ فِي الْحَيَاةِ الْإِخْلَامِ	لِغُرْبٍ وَتَرْكِ وَهْدِ وَصِيْدِ
لَقَدْ خَلَّلْنَا لِدِينِ فِينَا مَثَالَا	نَزِيدُ بِهِ أَلْفَةَ وَاتِّصَالَا

فأخى صهيبيًا وأوى بدلا
ونادى بسلامان في الأقربين
حياة الأخوة مجد رفيع
وعيش التفرق موت سريع
لدين الجماعة نادوا بالجميع
وعيشوا بإيمانكم أجمعين
بنينا الأخاء لصل الدار
على ألفه أينعت بالفخار
كما ينظم الروض كل الثمار
كما تجمعت الجنة المتقين
فهيأ ارفعوا الأخاء العلم
وسيدروا به جملة في الأهم
بصفوا التآخي وصدق الهمم
نعيدا لسلام الى العالمين

أما المقالون فأولهم الرئيس الجماعة العام الدكتور الجليل
عبد الوهاب عزام وهو : سألني في لندن أحد الصنود غير
المسلمين : لكل نبي دعوة تتجلى في دينه وتظهر في
شريعته كأنها أساس الدين وقوام الشريعة ، كالمحبة
في دين المسيح ، والفناء في دين بوذا ، فما الدعوة التي تتجلى
في دين محمد ؟

قلت " الأخوة " الاسلام دين الأخوة الكاملة قد حقق
العصبيات وأخى بين البشر واشتد في النهي عن التفاخر
بالأنساب والأحساب وجعل الكرامة كلها بالتقوى أمر
بالاستباق إلى الخيرات ودعا إلى التنافس فيها " يا أيها
الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى ، وجعلناكم شعوبا وقبائل
لتعارفوا ، إن أكرمكم عند الله أتقاكم " وفي الحديث " كلكم
لآدم وادم من تراب ، لا فضل لعربي على عجمي الا بالتقوى " وقد عظم
القرآن أمر الأخوة الاسلامية فقال " إنما المؤمنون إخوة " وقال

” واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا ، واذكروا نعمة الله عليكم
 اذ كنتم أعداء فألف بين قلوبكم فأصبحتم بنعمة الله إخواناً “
 واخى الرسول صلى الله عليه وسلم بين أصحابه المهاجرين
 والأنصار وجعل أخوةً لدين فوق أخوة النسب .

وكان التاريخ الإسلامى اجابة لدعوة الأخوة فى الإسلام
 فامتزج المسلمون على اختلاف أجناسهم وألوانهم وصاروا أمة
 واحدة فى وطن واحد ، وتعاونوا على اقامة حضارة واحدة و
 تاريخ واحد . فكان الرجل من المشرق يذهب الى المغرب فيقيم
 دولة بعيدة عن منشأه وقومه ، وكان الأسود من أهل إفريقية
 يعبد فى الأخوة الإسلامية طريقاً الى رياسة أو امارة فى أقطار
 الإسلام النائية عن موطنه ، وهكذا اعلنت أخوة الإسلام على
 حدود الأوطان والأجناس ، وامتاز الناس بأعمالهم لا بأنسابهم .
 ومكن التاريخ هذه الأخوة فصارت أخوة نسب متشابهة ،
 وحضارة مشتركة وتاريخ جامع وجهاد فى معترك الحياة تعاونت
 عليه عقولهم وأيديهم ، وسالت فيه منتزجة دماؤهم ، و
 توحدت سراؤهم وضرأؤهم .

فالأخوة الإسلامية حقيقة نشأها الدين ورباها التاريخ
 وأحكمتها الوقائع ، ليست أمراً مصطنعاً كالذى تصطنعه
 الأمم اليوم ليعتري بعضها ببعض ، ويغلب بعضها بعضاً فى معار
 السياسة والعرب ، ليس المسلمون اليوم فى حاجة الى أن يخلقوا
 أخوة وينشئوا بينهم أواصر ، فذلك أشرف ذروة محكما متينا ،

ولیس علیہم الا ان یعرفوا ویقدروا قدرہ ویحتفظوا بہ .
 ان المسلم من أقصى المشرق ليلقى المسلم من أقصى المغرب
 فيحدثه ساعة فيتم التعارف بينهما ، كأنهما تعارفا منذ
 سنين ، ذلك بأن النفوس بما فقهت من مقاصد الاسلام ،
 وبما عرفت من تاريخه وحضارته مهیئة للتألف ميسرة
 للتآخي ، فالعقائد والمعارف والفضائل والآمال والآلام المشتركة
 يلقي بعضها بعضاً في عقول المسلمين وقلوبهم فتعمل للتأليف
 بينهم في ساعة واحدة ما لا تعمله سنين في تأليف غيرهم ؛
 هذا حق يدركه كل مسلم فارق بلده ، فلقي إخوانه في بلد
 آخر . بقيت الأخوة بين المسلمين على كثرة ما حاولت
 السياسة واجتهدت الفتن أن تفرق بينهم ، وتنسبهم أثوم
 وتضرب بعضهم ببعض في فتن المذاهب وعصبیات الأقسام
 والأوطان ، وستبقى إن شاء الله على مر الزمان .
 وقد تألفت "جماعة الأخوة الإسلامية" استجابة لهذا
 التآخي المتين بين المسلمين ومسارعة الى الاحتفاظ به ورغبة
 في إحكامه وتمكينه والاستعانة به على إقامة مجد الاسلام
 وحضارة الأهم الإسلامية ، ونشر الاسلام في الأرض .
 وجعلت من وسائلها تعريف المسلمين بعضهم ببعض ، و
 تعريف كل مسلم أوطان إخوانه المسلمين ، وأحوالها الحاضرة
 حتى يكون على بيئة مما تحتاج اليه وما تستطيع أن تفيد
 به أو تستفيد .

وقد انضوى الى لواء هذه الجماعة وأجاب داعي الله جماعة من المثقفين المنتسبين الى المعاهد العلمية في مصر ، فكان منهم نفر على قلته يمثل الاقطار الاسلامية كلها . وستبادر هذه الجماعة الى التوسل الى مقاصدها بالوسائل المبينة في قانونها .

ودعوتنا الى المسلمين جميعاً أن يعاونوا هذه الجماعة بإنشاء فروع لها في أقطارهم . ودعوتنا هذه توامها العلم والخلق الفاضل والرغبة في اصلاح المجتمع الاسلامي خاصة والمجتمع البشري عامة بعيدين عن السياسة والتحزب والتعصب ؛ والله يهدينا سواء السبيل ، ويهتدي لها من أمرها رشتداً ؛

والمقال الثاني لرئيس لجنة التحرير والمحاضرات الفيلسوف المرحوم العلامة طنطاوى جوهرى وهو : " أيتها الأئمة الاسلامية سلام عليكم سلام عليكم - كتب ربحم على نفسه الرحمة - وهو الذى ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته وهو الولي الحميد .

لقد أصاب أمم الاسلام قبل ليوم داع الشقاق والتخاذل والتنابد فتفرقوا شيعاً وذاق بعضهم بأس بعض فلم يجد عهد الخلفاء الراشدين ينقضى حتى تفرق الجمع واتسع الخرق أيام الدولتين العربية والفارسية والتركية وغيرها ، فلم يجد للمسلمين عصر اجتمعت فيه كلمتهم والتأم جمعهم وتضافرت

قواهم كالعصر النبوي وعصر الخلفاء الأربعة كما قدمنا، ثم أخذت الفتن تبدو للعيان، ولكن هذا الشر المستطير بين الأقسام قد كمن تحته سر شريف وحكمة واسعة وهي انتشار الإسلام في بقاع الأرض شرقاً وغرباً وشمالاً وجنوباً إذاً "بأنه فيه الرحمة وظاهر من قبله العذاب" وقد كان يخيل للناظر نظراً سطحياً أن هؤلاء أقوام لا يجتمعون، وشد إذاً افاق لا يلتئمون، وشر اذم لا يتحدون - ونحن الله الذي وعدنا في كتابه العزيز بقوله "كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله" ويقول "قل الحمد لله سيريكم آياته فتعرفونها" ويقول "سنريكم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق" ويقول تعالى "قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني" قد أخذ اليوم بعدنا لهذا اليوم المعهود والمقام المقصود المشهود ويؤيدنا تلك المنقبة الشريفة والمرتبة المنيفة فبقينا من أقطار مختلفة - وجعلنا أمة واحدة وإن تباعدت الديار وتناعت الأقطار، ومهد لذلك سببناه بالبريد الجوي والأرضي والبحري وسخرنا لهم كلها لهذه النهضة المباركة بذويع المذياع (Radio) واستخدمنا الصهارة والبرق السلكي والذي لا سلك له والتلفزيون، حتى أن المسلم في الصين سيصير بعد زمن يسير يكلم أخاه المسلم في أوروبا وأمريكا وهو يشاهد وجهه ويجتلي طلعه وفاء لوجه تعالى إذا قال "يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر

وأنتى وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا " نعم يا الله هأنحن أولاء
 نتعارف بأرشادك ونهتدى بأمدادك وسنُعيد اليوم في القيام
 بخلافتنا في الأرض التي استخلفتنا فيها فقلت "ويستخلفكم
 في الأرض فينظركم كيف تعملون" فنهضى الأطفال من كل ذكر
 وكل أنثى في إبان صغرهم لما استعد والده من حرفة أو صناعة
 أو علم بجيث لا يتجاوز أحد ما استعد له بفطرته التي فطرته
 عليها، ولم نذكر شبراً من أرضك التي ملكتنا ولا معدناً تحت
 أطباق الثرى وفي جوف الجبال خلال الصخور والأحجار أو في
 قاع البحار إلا حولنا الانتفاع بذلك على مقدار طاقتنا كما قلت لنا
 "لا يكلف الله نفساً إلا وسعها" قبولاً لهديتك وفرحاً بنعمتك
 إذ سخرت لنا ما في السماوات وما في الأرض وطرهنا في كلامك
 إذ قلت لنا "وسخر لكم ما في السماوات وما في الأرض جميعاً منه"
 فها نحن أولاء مجدرون مرتقبون وعدك في قولك "والذين جاهدوا
 فينا لنهدينهم سبلنا وإن الله لمع المحسنين" هأنحن أولاء عجم
 الأخوة الإسلامية اجتمعنا من أمم فوق خمس وأربعين من
 المشرق والغرب والشمال والجنوب، هأنحن أولاء يارب هذا
 على أن يقوم كل منا في أمته ويعلمها أن ديننا خير الأديان و
 آخرها وأنا سنتصف بالأخلاق التي نزل بها القرآن ونقرأ العلوم
 التي حث عليها وهي كل علم يشرح لنا جمالك ويهيجنا بالأنس
 بك وبحبك والشوق إلى لقاءك والغرام بما أبدعت في سماواتك
 وأرضيك ذلك الجمال الباهر الحسن والاشراق والكمال الباهر

أنت يارباً لم تدر علماً من العلوم ولا فناً من الفنون الصناعية التي تقدم بها حياة الأمم والأفراد المعرضة اليوم علينا من الأمم التي حولنا لنهض نهضتنا المباركة الشريفة - فها نحن أولاء نقبل هديتك ونشكر عطيتك ونقرأ جميع العلوم ونعلم جميع الصناعات لإجلالك وإبتهاجاً بجالك وقياماً بشكرك وحباً لذكرك وتأدية لغرضك وأحياءاً لأئمتنا وأرشاداً للإنسانية جمعاء فنكون لجميع الأمم مسعدين ونقوم بينهم مصلحين ولهم ناصحين - لأننا إذ ذاك نكون قد بلغنا شأونا الذي قصدناه ونلنا من العلم منتجها ، فيكون سعينا مشهوراً وقلنا مقبولاً بالخبرة العلمية والحكمة الإسلامية الواردة في قولك لنا " وعد الله الذين آمنوا منهم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليكن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلهم من خوفهم أمنا يعبدونني لا يشركون بي شيئاً " صدق الله وعده ونصر عباده المجتهدين في هذه الجماعة على الصدق والخلص والوفاء وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأُمِّي وعلى آله وصحبه وسلم .

كليات الأزهر ومعاهدها : المدرسون والأساتذة الذين يقومون بتدريس الطلبة وإدارة شؤون الجامعة الأزهرية لا يقلون عن ألف وأربعمائة . ومن أشهر كلياتها " كلية أصول الدين ، وكلية الشريعة ، وكلية اللغة العربية ، والقسم العام " وفي كل هذه الكليات أقسام للعلوم المختلفة ، فمثلاً الفلسفة

والتوحيد والوعظ والإرشاد والتاريخ وأصول الدين الأخرى تدرس
في كلية أصول الدين، والفقه والتفسير والحديث وأحكام
القرآن وسوى ذلك من أمثاله يعلم في كلية الشريعة، أما
المعاني والبديع والبيان والأدب والنحو والصرف والذي يماثله
تجدونه في كلية اللغة العربية.

وهذه الكليات تدرس من اللغات الأوربية شيئاً من
الانكليزية والفرنسية ومن اللغات الشرقية شيئاً من الفارسية
والتركية واليابانية،

وفي معاهد الأزهر الآن، معهد القاهرة، ومعهد الإسكندرية،
ومعهد أسيوط، ومعهد الزقازيق، ومعهد طنطا، ومعهد لقنا،
ومعهد شبين الكوم

ومكتبة الأزهر غنية من المخطوطات النادرة النفيسة و
الكتب الثمينة المفيدة. وقد فكرت الحكومة منذ عهد غير
بعيد بإنشاء "مدينة الأزهر" لأن الكليات بعضها بعيدة عن
بعض ومنتشرة، وذلك بشرق القاهرة في الميدان العظيم بين
العباسية والدراسة، ولولم تبدأ الحرب الجارية لتبدأت في إنشائها.
ونريد أن نقف ها هنا قليلاً لنزيل خطاً عاماً ما يقع فيه أكثر
الزائرين من العلماء والزعماء، وذلك أن جلالة ملك مصر المعظم
الذي هو الرئيس الأعلى للأزهر، قد ربقاء القسم العام على الأساليب
القديمة في مسجد الأزهر التاريخي، والانتساب إليه بدون قيد
خاص لابقاء صورة حقيقية من عصور الفاطميين كأثر تاريخي في الأزهر

ومصر. فاذا ذهبت الى القاهرة وسألت أحدا عن الجامعة الأزهرية
فهم لا يصديك الا الى المسجد لأن الجامعة معناه المسجد ،
معتقد أن الناس يقصدون المسجد لا الجامعة التي هي الدراسة
لأن هذا المسجد هو المعروف في العالم لقدمه وعظمته ، والزائر
لا يريد غيرة فاذا دخلته وجدت الأساتذة المعمرين و
المشائخ المسنين جالسين على عروش دينية وحواليهم طلبة
من الصغار والكبار حلقات وجماعات وفصولا (CLASSES)
على السجاجيد والبسط ، ولكل واحد منهم فريدة خاصة
من جلود الغنم - ويجوز للتاجر اذا فرغ من تجارته وللعامل
اذا انقضى من عمله أن يشترك في هذه الدروس لزيادة المعرفة
في الدين والعلم والتجربة . فتجد دائما في هذا المسجد
ألفي طالب ، فيصم أجهل الناس وفيهم أعلمهم ، وفيهم
كذلك الصغير في الثامنة من سنه والمسن في الثمانين . و
تستمر هذه الدراسة ليلا ونهارا ، وعند ما يشاهد ذلك
أحسبني فافل أو زائر جاهل ، يظن أن الجامعة الأزهرية التي
طبقت الآفاق شهرتها هي هذه ، ولا يتفكر كيف يمكن تعليم
٥٠ ألف طالب وتربيتهم في مثل هذا المسجد ، وكيف يستطيع
ألف وأربع مائة مدرس أن يقوموا جميعا بخدمة مئات المدرسين
في مثل هذا المكان الضيق ؟؟

وأغرب من الغرابة أن بعض الزائرين يدعون أنهم علماء
أو مؤرخون ثم يقولون مرعدين في مثل هذا الخطاء المُرْحَن المبكى

رئيس جلوس فكرة سيئة عن مصر والأزهر في مذكراتهم
ورحلوا فصار قبل أن يسألوا أهل الذكركرأصاحب التجربة من
حقيقة الأزهر.

ومن شروط الانتساب الى الأزهر، أن يكون الطالب حافظاً
للقرآن الكريم، ولكن هذا الشرط لازم للمصريين لا للأجانب
ولا بد من امتحان الغريباء وقت انتسابهم الى الأزهر ولو كانوا
من حاملي الشهادات العالية في بلادهم، وطرق التدريس فيه
تختلف اختلافاً تاماً عن طرقنا في الهند، فهناك هيئات للعلماء
الأجلاء تقوم بوضع مذكرات في أصول العلم والفن لتلاقيها
الطالب بكتاب معين بل يطالع كل كتاب يمكنه مطالعته.
أما المدرسون فيلقون محاضرات في فصولهم ويعتبرون الطلبة
بمذاكرة قسط من هذه المحاضرات أو شرح قسط منها، ثم يجلسون
بعد ذلك في الفصل في الأيام التالية.

والامتحانات هناك قسمان، شفوي وتجريبي، ولكن
امتحانات الطلبة الأجانب تختلف عن امتحانات المصريين؛
فلا امتحان الغريباء تشكل لجان متعددة من العلماء، وفي كل
لجنة خمسة أعضاء يتوسطهم رئيس اللجنة، ويجلس أمامهم
الطالب فيقولون له: أيها الشيخ الفاضل عليك أن تعقد أمناً
لأميرك، ثم تحل هذه المشكلة وتفسر هذا السؤال و...
ثم يعرضون عليه سؤالاً أو سؤالاً الى ساعات طويلة، ولا يرجى نجاحه
لأنه من ماهر امتحاناً خطيباً عالماً بالبحث والامتحان الشفوي

أشعب بالطبع من التحريرى .

ومنذ عهد بعيد كان خصص الأزهر ثلاث شهادات للأغراب ولكنه أخرج أخيراً واحدة منها وهى "شهادة الإجازة" فبقيت الشهادتان "الأهلية والعالمية" والأخيرة أعلاها شأننا وأسماءها رتبة وهى شهادة نهائية للأجانب الغرباء .

وحدد الأزهر فى قانونه الجديد أن تكون مدة هذه الشهادات اثنى عشر عاماً ، وقبل ذلك كانت نفس هذه المدة مع الحرية بترك بعضها والجلوس فى "العالمية" مباشرة .

ومن الشهادات المعروفة الخاصة بالمصريين "شهادة العالمية المصرية" وليست لها مدة محددة . والشهادة العالمية "ومدة دراستها أربع سنوات بعد نيل الشهادات الثانوية" . وشهادة التخصص "ومدة الحصول عليها من سنتين الى خمس سنوات حسب سهولة أو تقسام وصعوبتها ، وأسهلها وأقلها شأنًا "تخصص الوعظ والإرشاد" ومدتها سنتان ، وأصعبها وأخطر شأنًا "تخصص البلاغة والأدب" ومدة دراستها خمس سنوات .

وللأزهريين لباس خاص ، وهو عبادة عن عمامة بيضاء خفيفة فى وسطها طربوش أحمر ، وجلباب وقفطان طويلان الى الأرض وكانت قد احترمت الحكومة المصرية الاحتفال بالعيد الألفى للأزهر والقاهرة فى هذه السنة ولكنها أجلت ذلك الى أجل غير مسمى وربما تختلف به فى عام ١٩٤٢م كما عينت لجنة

خاصة من العظماء والعلماء منذ خمسة أعوام على أن تبني دورا
وتنشئ معاهد وتؤلف زجنية من الكتب القيمة بهذه المناسبة
وقدمت أنا كتابا ضخمنا إلى الحكومة المصرية منتهزا هذه الفرصة
وهو ديوان الأمير تميم نجل المعز لدين الله الفاطمي بأبي القاهر
ومنشئ الأزهر، بعد أن شرحتة وصرحتة على نسخ عديدة
وعلقت عليه تعليقات هامة، وكتبت له مقدمة مسهبة في
آداب الفاطميين وتاريخهم قديما وحديثا؛ فقررت الحكومة -
ولها ألف شعر - بطبع هذا الديوان في مطبعة دار الكتب المصرية
وهي أحسن المطابع العربية على ظهر الأرض اليوم. وقيل إنها ستنتفيق
في سبيله زهاء خمسمائة جنيه مصري وسينتهي طبعه قريبا.

جامعات مصر ومعاهد ها

الجامعة المصرية: أنشأت الحكومة المصرية جامعة عظيمة
عسوية بأمر المليك المرحوم فؤاد الأول وسميت أخيرا بجامعة
فؤاد الأول، وفيها كليات كثيرة، ومن أشهرها كليات الآداب
والحقوق، والزراعة، والطب، والتجارة، والصيدلة، والعلوم،
وأركان الحرب، والفنون وغيرها. ولهذه الكليات مجلات خاصة
لنشر معارفها ومبكرتها، وإدارتها العامة في الجزيرة غرب القاهرة
ومدير الجامعة عظيم من عظماء مصر وهو العلامة الفيلسوف
الأديب لطفى السيد باشا، ولعل كلية من كليات الجامعة
مدير خاص يقال له "عميد" (Principal)، كما يقال لمدير كلية من

كليات الأزهر شيخه". ولغة التدريس في الجامعة المصرية هي العربية الفصحى رسمياً؛ وتهتم بتدريس اللغات الأجنبية اهتماماً بالغاً، ففيها الإنجليزية والفرنسية والألمانية واليونانية والسريانية والعبرانية والفارسية والتركية والأردوية، وهي أكبر جامعة للأدب العربي في العالم كافة ولها فروع في مدينة الإسكندرية، وكثير من فحول الشعراء والأدباء والمؤرخين والفلاسفة في مصر من أساتذتها أو تلامذتها، ونخص منهم بالذكر الفيلسوف الشيخ مصطفى باشا عبد الرازق والدكتور طه حسين بك والدكتور منصور بك فهمي والأساتذة أحمد أمين وعبد الوهاب عزام وأمين الخولي وعبد الحميد العبادي وإبراهيم مصطفى ومحمد عوض محمد وغيرهم، وجميعهم من كلية الآداب.

والطلبة فيها لا يقلون عن أحد عشر ألفاً، وأكثر كلياتها في غرب القاهرة على شواطئ النيل، وأسماء شهادتها ليست كأسماء شهادتنا في الهند، ولوحات متفقة إلى حد كبير في مناهج التعليم وأساليب التربية، فمثلاً هم يستون "B A" الليسانس و "M.A" الماجستير و "P H.D" الدكتوراه و "Hons" الامتياز، وإذا زاد على ذلك أحد وبالغ في الإجابة يقولون "نال فلان شهادة الدكتوراه أو شهادة الماجستير مع رتبة الشرف"، وإذا كان أقل من ذلك يقولون "نال شهادة الدكتوراه أو الماجستير مع الامتياز" أو مع الرتبة الجيدة، وينقسم الذين يقومون بالتدريس في الجامعة المصرية إلى أربعة أقسام، نال قسم الأعلى يقال له الأستاذ (Professor) و

والقسم الثاني يقال له "مساعد الأستاذ" (*Asst. Prof.*) والقسم الثالث يقال له "المدرس" أو "المحاضر" (*Lecturer*) ويسمى القسم الأخير "معيداً" (*Reader*) وهو الذى نال شهادة الليسانس أو الماجستير ويتمن فى التدريس والتعليم وفى نفس الوقت يذكر ويستعد لامتحان .

وهذه الجامعة تحت إدارة وزارة المعارف المصرية ورئيسها الأعلى صاحب المعالي العدم الأديب الدكتور محمد حسين الهيكل باشا وزير المعارف - ولباس طبيته كلباس أوربى كما أنهم الاطباء المعمرى الذى يرتدونه فى الفارق الوحيد بين الأوربى والمصرى فى الظاهر ونفقات الطلبة فيها كنفقات طلبة جامعة بومباى أو أكثر بقليل ، ويمكن الانتساب الى بعض كلياتها مجاناً .

وفى القاهرة جامعة أخرى معروفة وهى "الجامعة الأمريكية" ولغة التدريس فيها اللغة الانجليزية لأنها تحت إدارة الأمريكين وعلى نفقاتهم الخاصة .

وتعترف جامعات أوربا وأمريكا كافة بشهادات الجامعات المذكورة الثلاث .

دارالعلوم العليا : وفى القاهرة كلية أخرى مستقلة فى برامج تدريسها ، تسمى "دارالعلوم العليا" أنشئت منذ سبعين سنة أو أكثر ، وهى هبة الوصل بين الجامعة المصرية والأزهرية ، لأن الأزهر تخصص للعلوم الدين العالية ، والجامعة المصرية للعلوم المعاصرة والآداب العربية ، وهذه الكلية تجمع بين الاثنين .

فتعنى بالدراسة الدينية والعصرية، وهى "داخلية" أحنى أنهما
تطعم تلامذتهما وتسكنهم أيام الدراسة مجاناً، ومدة الدراسة
بها وزمن نيل "دبلوها" سبع سنوات .

وهذه الكلية مفيدة ولا شك لمن يريد أن يتجرفى الأدب
والدين معاً .

معهد التربية للبنات : ان وزارة المعارف قد أنشأت منذ
عهد غير بعيد مدرسة عظيمة اسمها "معهد التربية للبنات"
"بجاردن سبتي" فى القاهرة، وهى تعلم بنات الطبقة الراقية
الشؤون المنزلية، أى أن المدرسة تعدّ الفتاة لتكون ربّة منزل
مدبرة حكيمة عند ما تكون سيّدة أسرة . ويدخل ضمن
صنهاج التعليم، الأخلاق والعادات وطرق الأحاديث والتعود على
كل ما هو حسن . وترك كل ما هو سيئ .

وهذا المعهد مفيد بلا ريب لكل مسلمة تريد تربية
اسلامية . ويقال لمديرة "الناظرة" كما يقال لمدير المدارس الثانوية
والابتدائية والاولية "الناظر" . (*Head master*)

كلية تحسين الخطوط : وهناك بالعباسية فى القاهرة
كلية مستقلة لتحسين الخطوط وتجميلها، وتهتم بتعليم خط
النسخ والتلث والرقعة والديوانى والعكوفى والفارسي وأوقاتها
تبدأ بعد ظهر كل يوم من الساعة الرابعة الى الساعة السابعة وهى بالجمان أيضا .
ومن أشهر سائذتها الآن السيد ابراهيم الخطاط والاستاذ
حسنى الخطاط وغيرهما، ويمكن أن يستفيد كل من أراد من أبناء

كليات القاهرة ومعاهدها الدينية والعصرية ؛
 من إرسال أخرى : وغير هذا هنالك مدارس ثانوية وابتدائية
 وأولية فمنها أميرية ومنها حرة . وتسمى شهادة الثانوية
 "بكالوريا" أي "ميترك كوليشن" ومدة الدراسة في الثانوية وفي
 كليات الجامعات في مصر كمدة الثانوية والكليات بالهند تقريباً .
 والدراسة في سوى الأزهر ودارالعلوم العليا مزدوجة ،
 وتشترك الطالبات والطلبة سواء في الفصول والمحاضرات بدون
 قيد الجنس والمذهب - ولكن الأزهر ودارالعلوم خاصان ببناء
 المسلمين لا غيرهم ؛

محاضرات وجرائد : تتوفر وتكثر في معبريها المحاضرات و
 المناظرات والمجادلات الأدبية والعلمية والمطارحات الشعرية
 بقاعات الكليات والجامعات والجمعيات والرابطات والبعاليات
 وتعلن عن مواعيدها في الجرائد اليومية والمجلات الأسبوعية .

ومن أشهر جرائد معبر اليومية "الأهرام" والمصري ، والوفد المصري
 في الصباح ، والبلاغ ، والمقطم ، والدستور في المساء ؛

ومن مجلاتها المنتشرة المحترمة "الثقافة" ، والرسالة ، والمصور
 والصباح أسبوعياً ، والمقتطف ، والهلل ، والشؤون الاجتماعية ، ومجمع
 الغزاد الأول للفرى شهرياً ، وللجمعيات الكبيرة مجلات خاصة لنشر مبادئها .
 رجال مصر اليوم ؛ ومن أعظم أدباء مصر مع أدباء الجامعة المصرية ،
 حضرات الأساتذة عباس محمود العقاد ، وإبراهيم عبد القادر المازني ،
 ومحمد حسن الزيات ، وعبد العزيز البشري ، ومحمد الهياوي ؛

وزكى مبارك، ومن أكبر شعرائها الأستاذة علي بجارم بك، والسيد حسن القاياتي، والعقادر، وعبدالله العفيف. ومن أمهر خطباءها الأستاذة محمد توفيق دياب، وطله حسين، ومهكرم عبيد باشا، و محمد لطفي جبعة، وأحمد حسين زعيم معرة الفتاة، والصاوي على شعلا، وحسين البنا المرشد العام لجمعية الإخوان المسلمين؛ ومن مشاهير مرتلي القرآن بمصر المشائخ محمد رفعت، و علي محمود، وعبد الفتاح الشعشاعي، ومحمد العفيف، وطله الفشني وغيرهم؛

ومن أرق ساستها الوطنيين على ماهر باشا، وعزيز علي المعوي باشا، وعبد الرحمن بك عزام، وصالح حرب باشا، ومصطفى النحاس باشا، وأحمد ماهر باشا، ومحمد صدق باشا؛ جمعيات و رابطات : ومن أشهر جماعاتها و رابطاتها الإسلامية ' جماعة الأخوة الإسلامية المؤلفة من جميع الأسم الإسلامية ورئيسها الدكتور الأديب عبد الوهاب عزام، وجمعية الشبان المسلمين و رئيسها صالح حرب باشا، وجمعية الإخوان المسلمين ورئيسها الشيخ حسن البنا، و حزب معرة الفتاة (الحزب الوطني الاسلامي) وزعيمها الأستاذ الشاب أحمد حسين، وجمعية الهداية الإسلامية وشيوخها الأستاذ خضر حسين المغربي، وجمعية السيدات المسلمات ومديرتها السيدة زينب الغزالي .

ومن أهم الجمعيات الاجتماعية جمعية منع السكر ورئيسها الدكتور محمد غلوش وجماعة انقاذ الطفولة المشرقة وزعيمها الدكتور علي ابراهيم باشا

عميد كلية الطب وشيخ أطباء مصر، ورابطة الاصلح الاجتماعي و
رئيسها الدكتور محمد حسين الهيكلي باشا وزي المعارف .
ومن أهم هيئاتها السياسية الشهيرة الوفد المصري والدستورين
والسعديين ، والمستقلين .

وما كان سروري يقدر عند ما كنت أرى في المجالس و
المحافل أن صفوة الأدباء والمثقفين كانوا يتعارفون مع بعضهم بمراكزهم
العلمية لا بأشخاصهم ، وكما كان فرسي عظيمًا عند ما كنت أشاهد صغيرًا
وكبيرهم ، غنيهم وفقيرهم يسجل تجاربه وأعماله وأشغاله اليومية
في مفكرته الخاصة السنوية .

ويقترأ كل مصري (تقريبًا) الجرائد والمجلات ، سواء أكان
أميرًا أو فقيرًا صغيرًا أو كبيرًا ، ورأيت غير مرة العنّاسين والمسّاحين
والغسّالين والعاملين وغيرهم من أشباههم كانوا يطالعون الجرائد
كلما وجدوا إلى ذلك سبيلًا عند الفراغ من أعمالهم وينقدون
ساستهم وزعماءهم بكل حرية وجراءة .

ولعل من أهم نجاحهم أدبيًا وماديًا لغتهم الوحيّة ، فعلم قبطيا
كان أو مسلمًا يهوديًا كان كان أو يونانيًا يتكلمون بالعربية ويكتبونها
ولا يتكلمون فيما بينهم بلغة أجنبية بتاتًا .

ولشدّة وطبّةتهم أسسوا منذ بضعة سنوات مجمعًا لغويًا لتتريب
أسماء المخترعات الحديثة ويسمى "مجمع فؤاد الأول اللغوي" ويشتهر
فيها مع علماء مصر الأجلاء علماء الشام والعراق ونخبة من كبار
المستشرقين من فرنسيين وإنجليز وهولنديين وألمان وطيّان وغيرهم

وهذا المجمع ينشر مجلة فيها نتيجة أبحاثهم وخلصتها .
 مجاملة مصرية : ومن عادة المصريين وكثير من العرب
 المثقفين المبالغة في المجاملة لأكرام الضيف ، وعندهم اصطلاحاً
 وحمل كثيرة لأرضاء ضيفهم ، فهم يعطرونها فترة بعد فترة لا يناسهم .
 ومن كلماتهم الخاصة : أهلاً وسهلاً ومرحباً ، وجابهاً أهلاً
 بكم جزاك الله خيراً . ويقولون بعد الجلوس شرفتم وأنستم وجابهاً
 شرف الله قدرك وأنسك . وفي الصباح إذا قابلكم أحد يقول :
 "صباح الخير ، أو صبحك الله بالخير ، أو نهارك سعيد" وفي المساء
 "مساء الخير ، أو مساءكم الله بالخير" وفي الجواب تعاد نفس الجملة
 أو كلمة دعائية أخرى ، وإذا فرغتم من تلبية الصلوة يقولون :
 "حرمًا ، أو تقبل الله صلواتك" وفي جوابها يقال : جميعاً إن شاء الله .
 وبعد الوضوء يقولون "زمن" ويجب المتوضي بكلمة دعائية ،
 وعند الوداع بعد التعزية يقال للزائر : "سعيكم مشكور" . وفي
 الأعياد يقولون : "كل عام وحضرتكم بخير" وجابهاً "وأنتم
 بالصرحة والسلامة" . ولوعبت عن صديقك أو قريبك مرة يقول
 عند ما تلاقيه ، لقد أوحشتم وجابهاً "لا أوحشكم الله وعند الوداع
 المعتاد يقولون : "مع السلامة" أو في أمان الله وجابهاً "سألت ، أو سلمك الله"
 وعند التعارف يقولون : "تشرفنا بكم" وجابهاً "شرف الله قدرك" . وعند
 ما يفرغ أحد من الشرب أو الأكل يقولون له : "هنيئاً يا سيدي" و
 جوابهاً "هناكم الله بالآمان" وإذا قدم اليك أحد الشاي أو القهوة أو ما يملأها
 من المشروبات تقول له بعد أن تفرغ من الشرب "دائماً إن شاء الله"

وجوابها كلمة دعائية: "وبعد الاستحمام وحلق الشعر وقصه يقولون:
 "نعيماً" وجوابها "أنعم الله عليك". وبعد شراء شئ أو تبديل لباس
 جديد يقولون "مبارك يا سيدي" وجوابها "بارك الله فيكم". ولوزرت
 أحدهم بمنزله يقول لك: "نودت البيت" وجوابها "تورك الله" وعند
 الملاقة العادية "كيف حالك" وجوابها "الحمد لله". وعند أداء الشكر
 "أشعرك" أو شعراً، أو متشعراً جداً "وجوابها" العفو، أو عفواً، أو
 لا شعرك على واجب، أو الشكر لله. وبعد الاستيقاظ من النوم يقول
 الحاضرون: "صمّ النوم" وجوابها "صمّ بدنك بارك الله فيك". وللنوم
 يقال "لا بأس عليك" وجوابه كلمة دعائية: "ويقول المعزون للشاغل
 لقد قدمت بين يديك شفيها يشفع لك يوم حسابك بين يدي ربك" وللأكي لباة ملأ من خلف
 ملك. وللأكي أخاه ابن في الباقي عزاء عن الماضي وللأكي زوجاً "الشباب
 غص والرجال كثير" وللغاقد بصره "حسبك ما فقدت من نور بصرك
 ما أبقى الله لك من نور بصيرتك" وللرحض المشرف "ان في لقاء
 ربك عوضاً عن لقاء الدنيا" ولمن حلت به نكبة الصمم لقد
 كفأك الله بما ابتلاك سماع أقوال العذب وحلقات السوء.
 وهلم جرا، بعد كل حركة جملة للمجمللة والانياس ولها جواب خاص.
 ألقاب الرجال: ومن ألقاب معصو الخاصة "صاحب الفضيلة"
 لرجال الدين وخريجي الأزهر؛ "أندي" للشرفاء عامة؛ و"صاحب العزة"
 لحامل رتبة بك؛ و"صاحب السعادة" لعامل رتبة باشا؛ و"صاحب العظمة"
 للسلطين والزماء؛ و"صاحب المعالي" للوزراء؛ و"صاحب المدولة" للرئيس
 الوزراء؛ و"صاحب المقام الرفيع" إذا كان رئيس الوزراء حاملاً للرتبة

"المقام الرفيع"؛ وصاحب لسمو للأمرء؛ وصاحب الفقامة؛ لرؤساء الجمهوريات؛ وصاحب القداسة لرؤساء الفرق الدينية؛ وصاحب الجلالة للمليك المعظم؛ وصاحب الجلالة الامبراطورى للملك الامبراطور؛ وغيرها.

الحياة الاجتماعية؛ أغلب المصريين يجلسون فى المقاهى النوادى بعد الفراغ من أعمالهم اليومية. وهناك يجتمع الأصدقاء والأقرباء، وتبدأ المناظرات والمناقشات، وتوجد فيها أدوات اللعب واللهو والرياضة الخفيفة والجلائد والمجلات المتنوعة. وأيام العطلة يذهبون الى الحدائق والمعارض والمسارح والمراقص للذهبة مع أزواجهم وأطفالهم ومن أجمل حدائق مصر فى القاهرة حديقة الحيوانات بالجيزة وحديقة الأندلس على النيل وحديقة الأزبكية فى وسط المدينة والدخول فيها بالتذكرة.

وأكل المصريين وشربهم ولباسهم يشبه تماماً ما عليه أهل أوروبا وتخال لك فى باريس لا فى مصر؛ ومنازل القاهرة تبلغ إلى خمسة عشر دوراً، وشوارعها واسعة نظيفة، ومن أروعها شارع الملك فاروق وشارع العباسية وشارع مصر الجديدة وشارع قصر النيل وشارع القصر العيني وشارع الجزيرة وشارع عماد الدين، وأكبر الشوارع بالإسكندرية وأجملها وأروعها شارع الرمل على البحر من قصر المنتزة إلى قصر الزيتون.

أما ألعابهم ورياضاتهم ففى أوربية محضه اللهم الا بعضها ففى عربية قديمة أو مصرية خاصة، ولهم شغف عظيم فى التجديف (Rowing) والسباحة والمصارعة وحمل الأثقال. وبطل العالم الأثير

في حمل الأثقال هو مصري .

ومعاملة مسلمي مصر مع الأقباط وغيرهم معاملة الاخوان
وعلى أحسن ما يرام ، وأكثر ما ييسر عند كل نزاع ديني قولهم ،
”نحن مصريون قبل كل شئ“ .

ملك مصر : ومليكم فاروق الأول ملك عظيم يشارك الشعب
في سرائه وضيائه ويحضر دائماً صلوة الجمعة مع وزرائه و
كبار دولته ويسبغ إلى دروس الوعظ من فضيلة شيخ الأزهر
أحياناً في قصر جلالتة وفي الجوامع الأخرى .

ويدور جلالتة في أنحاء شتى من المدينة والقرى ليلامتنكوا
للبحث عن حالة شعبه ، وكثيراً ما وجد وحده في الحقول متكهماً
مع الفلاحين والعمال والفقراء البؤساء .

ويسرف جلالتة من جيبه الخاص على كثير من البعثات الشرقية
والغربية التي تقام في المعاهد المصرية ، ويعجب البسطو الساجدين
للمساجد على حساب جلالتة الخاص ، ولا يعمل عمالاً للدِين
الصنيت ؛ وهو شاب حسن الطلعة جميل الصورة جيد الصرعة
يجيد العربية والتركية والانكليزية والفرنسية والاطالية و
هو محبوب من شعبه يفتخر به المسلمون في بقاء الأوطان ، أطال
الله بقاءه وخلد ملكه وأعلى شأنه ، وما أخرج المسلمين إلى
مذلك مثله .

منهاج خمسة أعوام للتبحر في الأدب العربي حديثاً

المدة الأسماء

١- نصف شهر " القراءة العصرية " جزءان - للأستاذ زيدان بدران .

٢- ثلاثة أشهر " أجزاء القراءة الرشيدة " و " الوسيط " المروجة في مصر .

٣- شهر ونصف شهر " قصص مصحة " للأستاذ كامل كيلاني وبعض روايات

جبري زيدان والروايات التمثيلية الهامة .

٤- خمسة أشهر " النحو الواضح " ستة أجزاء ، للأستاذ علي جارم بك .

٥- شهران ، " الدروس النحوية " لـ " حفني ناصف بك " ، والدروس العربية ؛

٦- شهر ، " شذو العرف " للأستاذ المراغي المدرس بدارالعلوم .

٧- ثلاثة أشهر " البلاغة الواضحة " للأستاذ علي جارم بك بزميله .

٨- ستة أشهر " السنة التوجيهية " للدكتور طه وزملات ، وأجزاء

" تاريخ الأدب العربي " للجنة التأليف الترجمة والانتخاب من أداب العرب .

٩- أربعة أشهر " مذكريات أدبية وعلمية " - للأستاذ زوراد العلوم .

١٠- أربعة أشهر " دواوين أحمد بك شوقي أمير الشعراء وشاعر الأمراء .

١١- ثلاثة أشهر ديوان حافظ بك إبراهيم ، شاعر الشعب .

١٢- ثلاثة أشهر منتخبات أشعار البارودي وإسماعيل صبري عبد المطلب

وخليل مطران والعقاد والأسماء المصرية وغيرهم .

ثلاثة أعوام :ـ

مطالعة الكتب الآتية لتكميل الأدب الحديث

المدّة الاسماء

(الف)

أهم مؤلفات السيد مصطفى المنفلوطي، والدكتور طه، و
ابراهيم عبد القادر المازني، وأحمد حسن الزيات، والدكتور
محمد حسين الهيكل باشا، وعباس محمود العقاد، ومصطفى
صادق الرافعي، وأحمد أمين، وابراهيم مصطفى، ومحمد
المصطفى، وعبد الله العنان، ومحمود تيمور بك، وزكي
مبارك، والأمير شكيب أرسلان، وعبد علي، وغيرهم
من المعاصرين.

(ب)

مطبوعات مهدة للجنة التأليف والترجمة، وكتب
أدبية لوزارة المعارف المصرية، ودار الكتب.
ولتكميل الأدب القديم:

(الف) أجزاء الأغاني، والأشعار، وكامل المبرد، ومصنفات
أبي العلاء المعري، وابن دريد، وابن قتيبة، وابن المقفع،
والجاحظ وغيرهم من الأدباء والعلماء واللغويين.

(ب) دواوين المتنبي، وأبي نواس، وأبي تمام، وابن الرومي، بشارة
وفرنزدق، وحسان بن ثابت، وجبريل، والبحتري، وأبي العتاهية،
وابن هاني، وغيرهم من شعراء المتقدمين؛

محمد حسن الأعظمي

تنقید بر آجیات مولانا محمد حسین آزاد

اُردو شریں دو کتابیں ایسی ہیں۔ کہ جب تک اُردو زبان قائم ہے انکو حیاتِ جاوید حاصل رہے گی۔ ان میں سے پہلی گذشتہ صدی کی ابتدا میں اُردو دوسری اس کے خاتمہ میں تالیف ہوتی ہے۔ پہلی کا نام ”بارغ و بہار“ ہے جو میر امن کی تصنیف ہے۔ دوسری کا نام ”آجیات“ ہے۔ جو شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد کی یادگار ہے۔ بارغ و بہار میں زبان اور محاورہ کا لطف ہے۔ آجیات ان خوبیوں کے علاوہ طرزِ ادا میں بالکل نیا۔ سلاست کے ساتھ رنگینی۔ بیان کی شہرینی۔ ترکیب و بندش کی خوشنمائی۔ زبان کے لطف اور نزاکتِ مضمون کی خصوصیات کے ممتاز ہے۔ مولانا آزاد صاحب طرز ہیں۔ ان کی طرزِ ان سے پہلے وجود میں آئی۔ اور نہ ان کے بعد کوئی اس کی تقلید کر سکا۔ فارسی میں ابوالفضل اور ظہوری کے مقلد پیدا ہو گئے۔ مگر آزاد کا ابھی تک کوئی مقلد پیدا نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مولانا آزاد اپنے انداز کے آپ ہی موجد تھے۔ اور آپ ہی خاتم تھے۔ ان کی سادہ زبان ہلکی رنگینی کے ساتھ ترکیب پاکر اس بلا کی دلکش اور دلربا بن گئی ہے۔ کہ اس کے فقرہ فقرہ پر سحر و طلسم کا دھوکا ہوتا ہے تو صیغی اور تشبیہی ترکیبوں سے جو حشو کے طور پر جملوں میں اضافہ کر دی جاتی ہیں۔ ادنیٰ سا فقرہ حسن و لطافت کی تصویر بن جاتا ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ کا ابتدائی فقرہ ہے :-

”آزاد ہندی نہاد کے بزرگ فارسی کو اپنی تیغ زبان کا جوہر جانتے تھے۔“

اس فقرہ کے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندی نہاد ترکیب صفتی ہے۔ زبان کو تیغ کے ساتھ تشبیہ دے کر تیغ کا لازمہ جوہر لایا گیا۔ ان زوائد کو نکال دینے سے اصل جملہ یہ رہ جاتا ہے۔ "آزاد کے بزرگ فارسی کو اپنی زبان جلتے تھے" اس حالت میں یہ جملہ بالکل رُوکھا پھیکا معلوم ہوتا ہے۔ مگر صرف چند زوائد کے لانے سے جنہیں نفسِ مضمون سے کوئی تعلق نہیں سارا جملہ چمک اٹھا ہے اسی جملہ سے ایک سطر بعد یہ فقرہ آتا ہے۔ "اس ملک کی زبان ترقی کے قدم آگے بڑھا رہی ہے" جس میں اصل جملہ یوں ہوگا۔ "اس ملک کی زبان ترقی کر رہی ہے" مگر "ترقی کے قدم آگے بڑھا رہی ہے" کے اضافہ کرنے سے جو حشو تقریباً ملک میں زبانِ زرد عام بن گیا ہے۔ اصل جملہ بے حد دلکش بن گیا ہے۔ اسی قسم کی ایک عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے۔ جس کی لطافتِ ادا اور حسنِ بیان تماماً اسی قسم کے حشوِ الفاظ اور فقرات کی مرہون بنتے ہیں۔

"کچھ ٹوٹا پھوٹا پتہ ملتا ہے تو زرنشت کے وقت سے ملتا ہے۔ جسے آج تخمیناً ۲۴ سو برس ہوئے۔ اس نورانی موجد نے شعلہ آتش کے پردہ میں توحید کے مسئلہ کو رواج دیا۔ مذہب مذکور نے سلطنت کے بازوؤں سے زور پکڑا اور ایران سے نکل کر دو سو برس کے قریب اطراف و جوانب کو دہاتار یا یہاں تک کہ یونان سے سکندر طوفان کی طرح اٹھا اور ایشیا کے امن و امان کو تہ و بالا کر دیا۔ جو مصیبت بدھ کے ہاتھ سے بید شاستر پر پڑی تھی وہاں وہی مصیبت زنداستا پر آئی۔ چنانچہ جس آگ نے زرنشت اور جاماسپ کے متبرک ہاتھوں سے آتشخانوں کو روشن کیا تھا۔ جس کے لگے گشتاسپ نے تاج اتار کر رکھا۔ جس کی درگاہ میں اسفندیار نے گرز اور تلوار چڑھائی۔ وہ یونان کے آبِ شمیر سے بجھائی گئی اور آتش خانے کا رکھ ہو کر اڑ گئے۔ افسوس یہ ہے کہ

زند و پازند کے ورق ورق برباد کئے گئے وہ ایران جسے ہندو
 برس سے ملک گیری کے نشان سلامی اتارتے تھے اور تہذیب و شایستگی
 اس کے دربار میں سر جھکتے تھے ۵۰۰ برس تک ظفر بابوں کے قبضہ میں
 رہا اور زندگی کتب مقدسہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر فنا کی گئیں۔ سنہ ۱۱۷۱ میں پھر
 تن بے جان میں سانس آیا۔ اور ساسانیوں کی تلواروں میں قدیمی انبیا نے
 چمک دکھائی۔ ان بادشاہوں نے ملک و ملت کی قدامت کے ساتھ بچھے ہوئے
 مذہب کو بھی روشن کیا۔ گرے ہوئے آتشیخانوں کو پھر اٹھایا اور جہاں جہاں سے
 پچھے پرانے اوراق پر نشان ہاتھ آئے ہم پہنچائے۔ انہی کی کوششوں کی
 کمائی تھی۔ جو پھر ساڑھے چار سو برس بعد علم اسلام کے آگے قربانی ہوئی؛ ص ۱۲
 آبجیات کے وسط ذخیرہ فراہم کرنے کے لئے بڑی تلاش و کاوش
 اور تحقیق و تفحص کرنی پڑی ہے۔ کتب تاریخ و تذکرہ شعرا اور دیگر تالیفات
 سے قطع نظر اطراف ہند میں انہیں فضلاء وقت و اصحاب فن اور باکمال
 ذوق سخن رکھنے والوں کی خدمت میں التجانامے لکھنے پڑے شعراء کے حالات
 کی بابت سوالات کئے۔ خوشامدیں کیں۔ یاد دہانیاں کرائیں۔ برسوں خون جگر
 کھایا ہے اور محنت کا پسینہ پکایا۔ تب کہیں آبجیات کی ہفتخوان ملے ہوئی ہے
 یہ تالیف کم از کم سات سال کی کمائی ہے۔ جن لوگوں نے امداد کا ہاتھ دراز کیا ہے
 ان میں سے یہ لوگ قابل ذکر ہیں۔ میر ہمدی حسن فراغ۔ جناب رنجی سید محمد۔
 میر علی حسن رشک۔ مولوی شریف حسین خان۔ آغا کلب عبد خاں۔ نواب
 مصطفیٰ خان شفیقہ۔ نواب ضیاء الدین خان اور نواب علاء الدین خان
 والی لوہارو۔ ان میں سے اکثر کا ذکر خود مولانا نے آبجیات میں کر دیا ہے۔
 یہاں میں دو خطوں کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔ جو مولانا کو ان کے

استفسارات کے جواب میں وصول ہوئے ہیں۔ ان میں پہلا خط تو نواب علی الدین خان مذکور الصدر کا ہے۔ جو مولانا کے سوالات کا جواب دے کر ان کو دو چار روز کے لئے لوہاروانے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ خط ۲۸ جون ۱۹۷۶ء کا لکھا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"محبذا! میں احباب کی خدمت گزاری کو عموماً حاضر ہوں۔ اور آپ کی اس مجبور پر سی کا شکر جب کسی وقت کوئی کام ہو تو آپ ارقام فرمائیں۔

اس کا سرانجام یہ کر لئے سرمایہ مسرت ہے۔ مگر اس معاملہ خاص میں باہر بے بضاعتی میں بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور یہ امر بے نفاذی ممکن نہیں۔ اگر آپ تصنیف کی تکمیل چاہتے ہیں۔ تو دو چار روز کے لئے

مع اس تالیف شریف کے یہاں تک رنجہ فرمائیں۔ یہ امر نہ دشوار اور نہ آپ کو اس میں شاید جائے انکار ہو۔ ریوڑی سے لوہاروانہ میرٹل کی سواریاں حاضر ہو سکتی ہیں اور لاہور سے ریوڑی تک ریل کی سہیل ہے۔

نواب مدوح اسی خط کی ابتدائی سطور میں منکسر انداز میں لکھتے ہیں :-

"اگرچہ میں سرمایہ علمی بہت کم رکھتا ہوں۔ الا ایسے امور کا نہایت شایق ہوں اور افسوس ہے کہ وقت لکھنے اس تذکرہ کے میں آپ سے دور تھا۔ ورنہ آپ کو تاریخی حالات شعر کی نسبت سوائے حالات مرزا اسد اللہ خاں غالب کے زیادہ تر امداد دی جاتی۔ کیونکہ میں نے اپنے والد سے بہت کچھ سنا ہے۔

میں ایک خاکستروں اس خرم سوختہ کا کہ جس کو آتشِ غدر نے جلادیا ہے۔

دوسرا فارسی پور زمینہ (زمانہ) کے رئیس مولوی محمد عظیم اللہ التخلص برغمی کا ایک خط ہے۔ جو شیخ عبداللہ امام بخش ناسخ کے حالات کا حامل ہے اور غالباً جون ۱۹۷۶ء کی آخری تاریخوں میں مرقوم ہوا ہوگا۔ برغمی فرماتے ہیں :-

”عنایت نامہ والا رقمزدہ ۲۰ جون ۱۸۸۶ء ورو دیافتہ محتازم ساخت
ہر چند مکتوب سویم سلسلہ وارا رسال خدمت ساختم۔ غالباً رسیدہ بلاخطہ
عالی گذشتہ باشد۔ وقعاً موقعاً ہر انچہ حالات استادوی شیخ عبدلہ نامش
ناسخ صاحب معلوم فقیر است و یاد می آید ہمہ رطب و یابس نگاشتہ بخدوت
فیضد جبت ابلاغ می نمایم۔ پس خذ ما صفا و ع ما کدر۔ ہرچہ در مراح مقدس
آید درج تذکرہ خواہند فرمود، و آنچہ مناسب اندراج نیست آنرا ترک
خواہند فرمود۔ ضرور نیست کہ جملہ دہل تذکرہ شود؛

”اجبیات ۱۸۸۰ء میں پہلی مرتبہ شایع ہو کر ملک کے خراج تحسین وصول کرتی
ہے۔ اس کی آمد سے ایک دھوم مچ گئی ہوگی۔ قدر دانوں نے اشتیاق کے
ہاتھوں سے لیا ہوگا اور شوق کی آنکھوں سے پڑھا ہوگا۔ اردو کیا فارسی میں بھی
اس انداز اور پایہ کی کوئی کتاب موجود نہیں تھی۔ جس میں اردو اور فارسی دونوں
کا مزاج موجود ہو۔ اس کی سادہ نثر۔ چھوٹے چھوٹے فقرے۔ ہلکی رنگ آمیزی۔
عبارت کا بانگس۔ بیان کی شوخی۔ لطیفوں اور چٹکوں کی بہتات۔ تاریخ نہیں
افسانہ کا ڈھنگ اور نثر میں نظم کا لطف۔ ایسی خصوصیات تھیں جن سے دنیا
اس کی گرویدہ ہو گئی۔ افسوس ہے کہ اس جوشیلی پذیرائی کا جو ملک نے
اس تالیف کو دی ہوگی ہمارے پاس کوئی تفصیلی بیان موجود نہیں۔ سرکاری
رپورٹ کا خشک اعلان ان الفاظ میں ہے :-

”۹۲۲۔ وقایع عمری۔ اس صیغہ کی کتابوں میں سے ہکتا بہت تصنیف
ابتدائی تھیں اور ۲ کتابیں دوبارہ چھپیں۔ تصنیف ابتدائی میں سب سے
مقدم کتاب موسوم بہ ”اجبیات جو مولوی محمد حسین پروفیسر عربی کالج (کذا) لاہور
کی تصنیف ہے۔ جس میں تمام مشہور اردو شاعروں کی وقایع عمری درج ہے؛

۳۹۹ رپورٹ مجموعی انتظام ممالک پنجاب وغیرہ بابت ۱۸۸۰ء - ۱۸۸۱ء مطبع
آفتاب پنجاب لاہور

شکر ہے۔ کہ سرکاری رپورٹ نے آبجیات کو مقدم کتاب تو مان لیا +
میرا خیال ہے کہ یہ جلیل القدر تصنیف ۱۸۸۰ء کے آخری مہینوں میں
اشاعت پاتی ہے۔ ۲۱ فروری ۱۸۸۱ء کو اندور سے ایک صاحب
دھرم ناراین نامی جو مولانا کے بے تکلف دوست معلوم ہوتے ہیں۔ آبجیات
نہ بھیجنے کی شکایت اس رقعہ میں لکھتے ہیں :-

”مولوی صاحب کرم سلامت - نیاز - آپ اپنے تئیں بھلے ہی آزاد
کہیں۔ مگر ہم آپ کا پیچھا کہاں چھوڑتے ہیں۔ منشی دین دیال صاحب
آبجیات سے زندگی جاوید حاصل کریں اور راقم اس نعمت سے محروم رہے
یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر شوق بڑھانے کے لئے یہ تغافل ہے
تو اس ستم شعاری سے باز آئیے اور دل مشتاق کو زیادہ درد انتظار
میں مبتلا نہ کیجئے۔ بندہ ہر دم آپ کی عرائس فکر کا جلوہ انتظار رہتا ہے
اور گو کہ صبرت میں دُور ہے مگر باطن میں دعاے خیر کے ساتھ ہر دم
قریب۔ زیادہ اور کیا تکلیف ہے۔“

دھرم ناراین از اندور

مورخہ ۲۱ مارچ فروری ۱۸۸۱ء

خط کی طرز تحریر کے بے تکلفانہ انداز سے مفہوم ہوتا ہے کہ دھرم ناراین مولانا کے
ہم جماعت ہونگے۔ جب وہ دہلی میں تعلیم پا رہے تھے۔ یہ دھرم ناراین غالباً
پنڈت دھرم ناراین ہیں جو مولانا امام بخش صہبائی شہید کے شاگرد رشید ہیں۔
اور میر منشی اجنبی مالوا ہیں۔ ۱۸۶۳ء میں وہ اپنے استاد صہبائی کی ایک تالیف

قول فیصل، جو سراج الدین علی خان آرزو کے رسالہ تنبیہ الغافلین کا جواب ہے۔ مطبع نظامی میں چھپواتے ہیں۔ پنڈت جی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صہبائی مع اپنے دونوں فرزندوں کے ۱۹۵۷ء میں فوت ہوئے ہیں۔ آفرین ہے پنڈت جی کی استاد پرستی پر کہ سرکاری پولیٹیکل خدمت پر سرفراز ہونے کے باوجود غدر سے پانچ سال بعد مرحوم کے فرزند ان معنوی کو زندہ جاوید بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں +

خط میں منشی دین دیال کی طرف اشارہ ہے۔ قیاس ہوتا ہے کہ منشی جی بھی مولانا کے ہم جماعت ہیں۔ اس وقت اجنٹی بھوپال کے میرنشی ہیں اور دھرم ناراین کی طرح صہبائی کے شاگرد۔ موصوف نے ۱۹۶۶ء میں مولانا صہبائی کا کتبیات تین ضخیم جلدوں میں مطبع نظامی سے چھپوایا ہے +

آجیات کی طبع دوم میں حضرت مصنف کے بعض اشاروں سے واضح ہوتا ہے کہ اس پر تنقید بھی ہوئی ہے۔ میرضاحک کے متعلق جن کا تذکرہ طبع اول میں درج نہیں ہوا تھا۔ برسیل معذرت فرماتے ہیں۔

”بیدر بے انصاف کہ اصول فن سے بے خبر ہیں کیا جانیں۔ انہیں اپنے مضامین اخباروں میں چکانے کے لئے روشنائی ہاتھ آئی“ ۱۵۸

مومن خاں کے حالات کی ابتدا میں تحریر ہوا ہے :-

”دنیا کے لوگوں نے اپنے اپنے حوصلہ کے بموجب جو چاہا سو کہا۔ آزاد نے سب کی عنایتوں کو شکریہ کا دامن پھیلا کر لے لیا۔“ ۴۳۴

ان تنقیدوں میں سے باوجود تلاش مجھے کسی کا سراغ نہیں ملا۔ البتہ ایک ورق قابل ذکر ہے۔ جو نواب ضیاء الدین خان بہادر کی تفصیلی تصحیح کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے۔ جس میں آجیات کی بعض غلطیاں بقیدہ صفحہ و سطر

غلط و صحیح درج نہیں۔ جو نسخہ نواب صاحب کے پیش نظر ہے۔ طبع اول ہے۔ وہ ہذا
صفحہ سطر غلط

۴۲ ۱۰ سعادت یار خان نگین زکیہ سے دوستی تھی شاگرد نہ تھے

بلکہ اکثر اپنی خوشی مرزا غالب کو
اپنی غریبیں دکھالیا کرتے تھے؛

ایضاً برعاشیہ اور عالم جان بھرہ کے قاسم جان اور عالم جان اور عارف جان
کے والدہ حاجہ عبدالرحمن، اس سطر کو کسی

خیال کی بنا پر قلمزد کر دیا ہے؛

ایضاً ایضاً سلطانین چغتائی بدلہ
ایضاً ایضاً انہیں کے خاندان میں عارف جان کے چار بیٹے تھے
بدلہ

ایضاً ایضاً تین بھائی تھے بدلہ
چوتھے محمد علی جان جو کہ جوانی میں لاوڈ
فوت ہوئے ہیں؛

”ماشہ سالار اس طرح لکھنا چاہیے“

”نواب قاسم جان اور عالم جان اور عارف جان بخار کے معزز اور نامی
خاندان سے تھے۔ اور اولاد خواجہ احمد یسوی سے۔ شاہ عالم بادشاہ کے آخر
مد میں تینوں بھائی دہلی میں امرے نامی میں داخل ہوئے۔ اول خطاب خانی
اور پھر قاسم جان کو خطاب شرف الدولہ سہراب جنگ و منصب ہفت ہزاری
اور پرگنات لہوسہ و نوح وغیرہ جاگیر میں عطا ہوئے۔ اور عارف جان کے
چار بیٹے تھے۔ نواب الی بخش خان۔ نواب احمد بخش خاں مرحوم۔ محمد علی خان

جوان لا ولد فوت ہوئے۔ نواب الہی بخش خاں معروف۔ اور نواب احمد بخش خاں
کے پوتے نواب علاء الدین خاں خلف اکبر نواب امین الدین خاں رئیس لوہارو۔

صفحہ ۴۷۶ ۸ غلط صحیح
ان کی بی بی کے بھتیجے بھانجے یعنی الہی بخش مرحوم کے نواسہ
پوتے

عارف جوان مر گئے ۱۲۶۹ء میں جس
سال مومن و تسکین بھی فوت ہوئے
مرزا سالک نے ان کی تاریخ لکھی ہے
ع ارم میں مومن و تسکین و عارف

اور عارف نے دو ننھے ننھے بچے چھوڑے ۱۲
باقر علی خاں اور حسین علی خاں ان کا نام
تھا۔ دونوں شعر لکھتے تھے۔ کامل اور
شادان تخلص تھے۔ ان کے تھوڑے
دن بعد دونوں جوان مر گئے +

۴۶۷ ۹ ۱۰ ہزار
۵ ہزار جس میں ۳ ہزار مرزا نوشہ کے
معمہ برادر و عمہ وغیرہ ۲ خواجہ حاجی
کے تھے +

اس موقع پر پہلا صفحہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب ہم ان تبدیلیوں اور تصریحوں کی تلاش
میں اسجیات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نسخہ طبع اول جس پر نواب ضیاء الدین
خان بہادر کی حاشیہ آرائی بنیاد پاتی ہے باوجود کمال تلاش و جستجو مجھے دستیاب
نہ ہو سکا۔ میرے زیر نظر طبع دوم ۱۸۸۳ء کا نسخہ ہے جو وکٹوریہ پریس سے باہتمام

سیدرجب علیشاہ شایع ہوا ۱ طبع اول۔ ۱۰۵۰۔ طبع ثانی۔ ۲۱۰۰ قیمت فی جلد ۴۴۶ محمول ۳ طبع اول میں میرضاحک اور مومن خاں کے حالات شامل نہ تھے۔ اس لئے اس کے صفحات کی تعداد کم تھی۔ اور طبع دوم میں بڑھائی ۴۴۶ سطر ہمارے ایڈیشن کے ۴۵۶ کے برابر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے سعادت یار خاں رنگین کے متعلق تصحیح قبول نہ کی مگر رنگین کا نام اصل عبارت کے خارج کر دیا۔

۴۵۶ سن ہمارے نسخے میں ۵۲۳ سطر آخر کے مطابق ہے۔ مولانا نے بختیہ کی جگہ بجانبے والے فقرے کی تصحیح قبول کر کے سارا فقرہ یوں بنا دیا۔
"ان کی بی بی کے بجانبے الی بخش خاں مرحوم کے نواسے زین العابدین تھے۔ وہ بھی شعر کہا کرتے تھے اور عارف تخلص کرتے تھے۔ عارف جوان مر گئے۔"

لیکن سن کا اضافہ جو عارف کے سال وفات ۱۲۶۸ھ اور مصرع تاریخ وفات سے متعلق ہے نہیں مانا۔ کیونکہ مع ارم میں مومن و تسکین و عارف۔ سے ۱۳۸۰ اعداد برآمد ہوتے ہیں نہ سال مطلوبہ ۱۲۶۸ھ۔ فہرست ہند و ستانی مخطوطات انڈیا آفس میں دیوان مومن نوشتہ ۱۲۵۴ھ ۲۱۳ موجود ہے۔ اس کے خاتمہ میں کسی نے یہی مصرع برائے وفات مومن خاں بدیں اختلاف درج کیا ہے "مع ارم میں مومن و تسکین و عازم۔" جس کے عدد ۱۱۴۷ بنتے ہیں اور یقیناً غلط ہے۔

میرے خیال میں عارف کے سال وفات ۱۳۶۸ھ کے واسطے ہمیں اس مصرع کو یوں پڑھنا چاہیئے مع ارم میں مومن و توحید و عارف۔ جس سے سال مطلوبہ درست برآمد ہوتا ہے۔ قصہ مختصر مولانا نے نواب صاحب کے

مصرع کو قبول نہ کرنے میں کافی احتیاط کا ثبوت دیا ہے۔ مگر سطر ۴۱ کے اضافہ کو جو عارف کے دونوں فرزند باقر علیخاں حسین علیخاں اور ان کے تخلص 'کمال' اور 'شاداں' سے متعلق ہے۔ تسلیم نہ کرنا بظاہر غیر موجب معلوم ہوتا ہے۔

۴۱ سطر ۱۹ اس موقع پر مرزا غالب کے خط سے جو اردو سے معنیٰ میں آتا ہے ایک اقتباس دیا گیا ہے۔ جس میں یہ فقرہ آتا ہے: "نوبرس کا تھا کہ چچا مرزا اس کی جاگیر کے عوض میں میرے اور میرے شرکاء حقیقی کے واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خاں ۱۰ ہزار سال مقرر ہوئے۔ انہوں نے نہ دیے مگر تین ہزار روپیہ سال۔ ان میں سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال فقط۔"

ہمارے نسخہ میں یہ عبارت ۵۱۶ سطر آخر سے شروع ہوتی ہے جس پر مولانا نے یہ حاشیہ دیا ہے:۔

"اصل حال یہ ہے کہ جب مرزا نے اپنا دعویٰ ملکیت میں پیش کیا تو سرکار نے اس کا فیصلہ سر جان مالک صاحب گورنر بمبئی کو سپرد کیا۔ کیونکہ جب جاگیروں کی سندیں لکھی گئی تھیں تو وہ لارڈ لیک صاحب کنڈرا انچیف ہندوستان کے سکریٹری تھے اور انہیں کے دستخط سے اسناد جاری ہوئے تھے۔ جب ان کے پاس یہ مقدمہ اور اس کے کاغذات پہنچے۔ تو انہوں نے کہا کہ مدعی غلط کہتا ہے۔ نواب احمد بخش خاں ہمارا قدیمی دوست تھا اور بڑا راست با امیر تھا۔ اس پر یہ اتہام ضد سے کیا گیا ہے۔ ہم نے پانچ ہزار روپے سالانہ لکھا تھا۔ جس میں سے تین ہزار مدعی اور اس کے متوسلین کے لئے تھے اور دو ہزار خواجہ حاجی اور اس کے وارثوں کے نام تھے۔ پھر مرزا صاحب نے ولایت میں مراجعہ کیا۔ وہاں بھی کچھ نہ ہوا۔"

اس حاشیے کے خاتمہ میں مولانا تحریر فرماتے ہیں ”بوجب تحقیق نواب ضیاء الدین خاں بہادر دام ظلم العالی کے تحریر ہوا“ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ورق زیر مطالعہ نواب ضیاء الدین خاں کی طرف سے ہے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ نواب ضیاء الدین خاں بہادر اپنے بزرگوں کے متعلق ص ۳۲ کے گذشتہ حاشیہ سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس لئے اسی کا فذ کی پشت پر ایک اور لمبا نوٹ دیتے ہیں جو حسب ذیل ہے :-

”نواب قاسم جان و عالم بیگ خاں و عارف جان کے والد کا نام خواجہ عبدالرحمن تھا۔ جو کہ منتوطن شہر بخارا اور اولاد خواجہ احمد سیوسی سے تھے۔ وہاں سے پنج میں آکر ساکن اور متاہل ہوئے۔ تینوں بیٹے ان کے وہیں پیدا ہوئے اور جب جوان ہوئے تو مع ایک جمعیت سوار و پیادہ قوم اوزبک وغیرہ سے جانب ہندوستان روانہ ہوئے۔ اول پنجاب میں پہنچے۔ جب کہ وہاں کا صوبہ معین الملک عرف میرمنو ولد قمر الدین خاں وزیر تھا۔ میرمنو کے ہاں عمدہ عہد ہار پر مع جمعیت نوکر ہو گئے اور معرکہاے سکماں میں کامیابی و ترقی حاصل کی۔ بعد مرنے صوبہ دار کے اور اختلال ملک پنجاب وہاں سے روانہ ہو کر بنا بر وصول لشکر سلطانی جانب بلاد شرقیہ گئے۔

اس وقت شاہ عالم بادشاہ بمقابلہ میرن صوبہ دار بنگالہ مصروف تھے۔ بعد ملازمت شاہی وہاں بھی کارہائے نمایاں کئے۔ جس کے جلد و میں اول خطاب ہائے خانی پائے اور پھر قاسم جان ب خطاب شرف الدولہ و سہراب جنگ و منصب ہفت ہزاری مشرف ہوئے۔ اور بعد ہلاک میرن ہمراہ بادشاہ بلاد شرقیہ سے پایہ تخت دہلی میں آکر بعد نواب نجف خاں تینوں بھائی سکونت پذیر شہر دہلی ہوئے ۔

نواب جیچن خان مرحوم نے بخدمت محتمدی و وکالت را اور اجہ
 بختا ورسنگد والی اور ہنگام فوجکشی لارڈ لیک بہادر لشکر سپہ سالار میں شامل ہو کر
 اکثر کارہای نمایاں اور خدمتگذاری گورنمنٹ انگریزی کی۔ لہذا ایک جاگیر
 سیر حاصل فیروز پور بھر کہ بجلدوسی حسن خدمات ہاے اور پیشگاہ بادشاہ دہلی
 سے خطاب فخر الدولہ دلاور الملک رستم جنگ بوساطت رسیدنٹ دہلی حاصل
 کیا۔ اور ان کے چار بیٹے تھے۔ سب سے بڑے نواب شمس الدین خاں اور
 ان کا بھائی ابراہیم علی خاں جو بطن منکوٹہ غیر کفو سے تھے اور آخر الامر بحسب
 تقدیر جان و مال برباد کر چکے۔ اور دو چھوٹے بیٹے نواب امین الدین احمد
 خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں جن کو نواب مرحوم علحدہ ایک جاگیر
 عنایت کر گئے تھے۔ جو ریاست لوہارو کہلاتی ہے۔ اس پر قابض ہے
 بعد فوت نواب امین الدین خاں ان کے بڑے بیٹے نواب علماء الدین خاں
 ان کے فایم مقام ہوئے۔ نواب ضیاء الدین خاں بعد تحصیل علوم ضروری
 جب شعر و سخن کا شوق ہوا تو نظم و نثر میں مرزا غالب کے شاگرد ہوئے۔
 نیز تخلص کرتے ہیں اور احیانا بتکلیف احباب کبھی اردو میں کوئی غزل
 لکھی تو رخشاں تخلص اس میں کیا ۔

مرزا زین العابدین خاں عارف پسر کلان نواب غلام حسین خاں مبرہ
 کہ اول شاہ نصیر کے شاگرد تھے اور بعد ازاں دونوں باپ بیٹے پنی عربی
 مرزا غالب کو دکھا لیا کرتے اور آخر الذکر تو صاحب دیوان ضخیم اور بہت
 خوش فکر گذرا ہے ۔

اس نوٹ کو مولانا آزاد نے اپنے الفاظ میں طبع دوم کے صفحات
 ۴۵۶ - ۴۵۷ و ۴۵۸ پر مرقوم کیا ہے اور کہیں کہیں کمی بیشی بھی کی ہے ۔

اسبجیات شعر و شعر پر ایک نہایت قیمتی خزانہ معلومات ہے۔ بعد کے
 مصنفین پر اس کا بے حد اثر ہے۔ صغیر بلگرامی کا جلوہ خضر اور منشی چروخی لال کی
 تاریخ زبان اردو تو اس تالیف کے ابتدائی خوش چینیوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔
 ان کے بعد درجنوں اور ہیں۔ مغربی مستشرقین جنہیں اردو زبان سے واسطہ
 رہتا ہے۔ اس کتاب کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ اس سے بغاوت ایک تازہ
 واقعہ ہے۔ اسبجیات میں حوالے دینے کا دستور الترام کے ساتھ عمل میں نہیں
 آیا۔ کہیں سند اتفاقہ دے دی اور اکثر جگہ نہیں دی۔ اگرچہ اس کے اکثر بیانات
 کی سرانگہ سازی کی جاسکتی ہے۔ ایک حصہ پھر بھی ایسا ہے۔ جس کے لئے مولنا
 کے پاس تحریری دستاویز موجود نہیں۔ اسی کی بنا پر مولنا زمانہ مابعد میں بدنام
 بھی ہوئے۔ یہ غالباً وہ روایات ہیں جو قیام لکھنؤ کے زمانہ میں انہیں حاصل ہوئیں
 جدید کتابوں کی اشاعت اور جدید معلومات کے ان اطلاعات کو غلط ثابت کر دیا
 یا ان کی صحت میں شبہ پیدا کر دیا۔ ہمارے عہد کے متشککین نے نہایت سختی
 سے حضرت مولنا پر نکتہ چینی کی ہے۔ کسی نے کہا کہ صرف قصے کہانیوں پر
 بنیاد ہے۔ اس سے بھی تیز نشتر یہ کہ 'قیاس کی بلند پروازی نے طوطے مینا بنا کر
 اڑائے ہیں'۔ مگر یہ بزرگ بھول گئے کہ آج سے ساٹھ سال قبل جب اسبجیات
 تالیف ہوئی ہے۔ ذرائع معلومات نہایت محدود تھے۔ اس عرصے میں سیلیوں
 کتابیں روشنی میں آئیں اور انجمن ترقی اردو نے چھاپ دیں جو آزاد کے زمانہ
 میں عفا کا حکم رکھتی تھیں اور ان تک حضرت مولنا کی رسائی نہیں ہوئی۔ باوجود
 اس کے جو متنوع اور یکجائی اطلاع اسبجیات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ دیگر تصانیف
 میں اس کا عشر عشر بھی نظر نہیں آتا۔ اور آج بھی اس کے بغیر چارہ نہیں۔ ہم
 دیکھتے ہیں کہ حکیم عبدالحی مصنف گل رعنا اور شیخ چاند ٹولف سودا جو مولنا کے

قابل نقاد ہیں۔ اگر ایک صفحہ پر آبجیات کی تنقید کر رہے ہیں تو دوسرے صفحہ پر اس سے حوالہ بھی دے رہے ہیں۔ آبجیات کے دوسرے نقاد ڈاکٹر مولانا عبدالحق اور مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی ہیں جو نکات الشعرا اور ذکر میر کے سلسلہ میں اس کے بیانات کی تغلیط کر رہے ہیں۔ ۱۸۲۸ء کے رسالہ نگار میں آبجیات کی تنقید میں دو مضمون نکلے۔ مگر یہ مضامین زیادہ تر گل رعنا اور شعر اہند کا پر تو ہیں۔ فوق صاحب راقم سے فرماتے تھے کہ لکھنؤ سے آبجیات پر ایک تنقید گذشتہ صدی میں ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوئی تھی۔ نکات الشعرا اور ذکر میر کے چھپنے پر میر صاحب کے سلسلے میں مولانا بہت بدنام ہوئے۔ مگر جب مجموعہ نثر شائع ہوا تو دنیا کو صاف معلوم ہو گیا۔ کہ مولانا کے بیانات بے بنیاد نہ تھے۔

راقم آبجیات کے تنقید نگاروں میں بادل ناخواستہ شامل ہوا ہے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ میں غلط صنف میں اپنے آپ کو کھڑا دیکھتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ حضرت مولانا کی تصنیفات سے مجھ کو بیحد دل بستگی رہی ہے۔ بلکہ مولانا کے ساتھ میری عقیدت اس سے بھی قدیم ہے۔ اور وہ اسی وقت سے شروع ہوتی ہے۔ جب بچپن میں مجھے ان کی پیاری تالیفات اردو کی پہلی۔ دوسری۔ تیسری اور چوتھی کے سامنے زانوے ادب تہ کرنا پڑا۔ آجکل کے بچے کس قدر بد نصیب ہیں جو ان غیر فانی کتابوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ بہر حال مولانا کے ساتھ میری عقیدت دائمی ہے اور مجھے بچہ افسوس ہے۔ کہ میں آج ان کے نکتہ چین کی حیثیت سے آپ لوگوں کے سامنے کھڑا ہوں۔ میں اپنی اس گستاخ روی اور گستاخ تنقید کی ان کی روح سے معافی مانگتا ہوں۔ اگرچہ مذمت گویا ہے عذر تقصیر ہے تقصیر سے بدتر تقصیر

آبجیات پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعرا کے تذکرہ میں حضرت مولانا نے رقابت اور مقابلے کے پہلو کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔ سودا کو میر کا۔ مصحفی کو انشا کا۔ ناسخ کو آتش کا۔ ذوق کو غالب کا۔ دبیر کو انیس کا مقابل ٹھہرایا ہے۔ اس نقطہ نظر سے داغ اور امیر میناٹی کی شمولیت بہت مناسب ہوتی ہے۔

دور اول و دوم و سوم کے شعرا میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے۔ آبرو۔ مضمون۔ ناجی۔ احسن۔ کیرنگ کو دور اول میں۔ شاہ حاتم۔ خان آرزو۔ اور فغان کو دور دوم میں۔ منظر۔ سودا۔ ضاحک۔ میر درد۔ میر سوز اور میر تقی میر کو دور سوم میں جگہ دی ہے۔ یہ ترتیب اعتراض سے خالی نہیں۔ خان آرزو کہ بقول مولانا 'اہل اردوان کے عیال میں' دور دوم میں رکھے جاتے ہیں۔ اور ان کے شاگرد آبرو اور فغان دور اول میں۔ حالانکہ خواہ بلحاظ عمر خواہ بلحاظ ادب استاد خان آرزو دونوں سے بڑے ہیں۔ اسی طرح مرزا منظر جاسخاں جو کیرنگ کے استاد ہیں۔ اور خود مولانا کو یہ استاد تسلیم ہے۔ اس کے باوجود شاگرد کو دور اول میں شامل کیا ہے اور استاد کو دور سوم میں رکھا ہے۔ اس سے احتمال ہوتا ہے کہ یہ دونوں نام ابتداءً آبجیات کی فہرست مشاہیر میں داخل نہیں تھے اور ان کا ادخال بعد از وقت ہوا ہے۔

سطور آئندہ میں یہ تجویز مناسب ہوگی کہ سب سے پہلے آبجیات کی اصل عبارت بذیل 'قولہ' درج کر دوں اور اس کے بعد جو کچھ مجھے اس کے متعلق اعتراض یا حاشیہ آرائی کرنی ہے ملاحظہ پیرے میں حوالہ قلم کر دوں۔ یہاں سے تنقید شروع ہوتی ہے۔

مٹ " مدت دراز تک ایہین بھائیوں کے کاروبار ہندوستانی بھائیوں

کے ساتھ ملے جلے رہے ہوں گے۔ یہی سبب ہے کہ ایران کی تاریخ قدیم میں مہ آباد اور اس کے زمانہ کی تقسیم برہما کے زمانہ سے اور اس کے رسوم و قواعد سے مطابقت دکھاتی ہے اور چاروں برہمنوں کا برابر پتہ لگتا ہے۔

ایران قدیم کی تاریخ میں مہ آباد اور اس کے سلسلہ کا کہیں ذکر نہیں آتا عربی اور فارسی مآخذ میں تاریخ ایران کا پہلا ورق پیشدادیوں کے تذکرہ سے کھلتا ہے لیکن سترھویں صدی عیسوی میں صاحب دبستان المذاہب اور اس کے متبعین کا دعویٰ ہے کہ پیشدادیوں سے قبل چار سلسلے اور گزے ہیں۔ جن میں سب سے مقدم مہ آبادی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مہ آباد ایران کا سب سے پہلا پیغمبر اور بادشاہ ہے۔ جس پر کتاب مقدس دساتیر نازل ہوئی۔ یہ کتاب پندرہ صحیفوں کا مجموعہ ہے اور ہر صحیفہ ایک مخصوص پیغمبر کی طرف منسوب ہے۔ مہ آباد کے بعد تیرہ پیغمبر اور آئے اور سب کے سب آباد کہلائے اور مذہب مہ آباد کے موید اور حامی رہے۔ ان کے بعد ان کی اولاد میں سے چودہ پیغمبر پشت بر پشت اور پیدا ہوئے۔ آخری پیغمبر کا نام آباد آزاد تھا۔ مہ آبادیوں کے بعد 'جیان' ہوئے [ان میں سرسلسلہ جی افرام آباد آزاد تھا۔ جو پہاڑوں میں یزداں پرستی میں مشغول تھا۔ خلق اللہ کی درخواست پر آبادی میں آکر ان کا بادشاہ اور پیغمبر بنا] اس طبقہ کا خاتم 'جیان جی اللہ' تھا [ان کا زمانہ ایک اسپاڑ سال کیوانی تھا] اب شائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جن میں پہلا شخص 'شای کلیون جی آباد' تھا۔ شائیوں کا زمانہ ایک شمار سال بیان کیا گیا ہے [اس طبقے کے آخری پیغمبر بادشاہ کا نام 'شای مہبول' تھا۔ ان سے پیچھے یاسانیوں کی باری آتی ہے۔ حویاسان کی طرف منسوب ہیں۔ یاسانی بھی مہ آباد کے پیرو تھے۔ اور دساتیر پر ایمان رکھتے تھے] ان کی مدت 'نوسلام'

سال اور 'یا سان آجام' ان کا آخری بادشاہ ہے، سلسلہ پنجم گل شائی ہیں۔ یہ وہی ہیں۔ جنہیں عام تاریخوں میں پیشدادی کہا جاتا ہے،
(اہل التواریخ ص ۶۲-۶۱ از رضاقلی خاں ہدایت - تبریز ۱۲۸۳ھ)

لیکن دساتیر نہ صرف ایک مجول تالیف ہے بلکہ اس کی زبان بھی مجول ہے اور بیانات خیالی ہیں۔ یہ کتاب یورپ میں تو انیسویں صدی عیسوی کی ابتدا ہی میں بے اصل تسلیم کر لی گئی تھی جب فرانس اور انگلستان میں اوستا کی اصلیت اور دساتیر کی مجبولیت کے متعلق زبردست بحث چھڑ گئی تھی۔ انگلستان میں سر ولیم جونز باغی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال عرصہ تک دساتیر کی صداقت پر ایمان رکھتے رہے۔ آخر ان کو شکست ہوئی۔ ہندوستان اور ایران میں دساتیر کا جادو دیر تک جاتا رہا۔ بلکہ اب بھی اس کے معتقدین شاید موجود ہوں۔ خان آرزو سے لے کر گذشتہ صدی کے اکثر فضلا جن میں صہبائی۔ مرزا غالب اور ان کے تلامذہ شامل ہیں۔ دساتیر کے ماننے والے ہیں۔ مولنا نجف علی خاں نے اس کی شرح بنام 'سفرنگ دساتیر' شائع کی ہے۔ 'دوری کشا' بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے رضاقلی خاں ہدایت صاحب انجمن آراعی ناصری بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہیں۔ مولنا محمد عمر سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اپنے ایک رسالے 'تخریبات' میں اس جعلی تالیف اور اس کے مبدیہ مرآبادی حمد کا تذکرہ پورے یقین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ الغرض دساتیر ایک سراب تھا۔ جس کے پیچھے ہم دیر تک دوڑتے رہے۔

۱۲۱ قولہ :- "جب ۱۱۹۳ھ میں شہاب الدین غوری نے رائے پھورا پر فتح پائی تو چند کوی را ایک نامی شاعر نے پرعتی راج راسا لکھا۔
اس رائے کے اظہار میں مولنا بابو شیو پرشاد کے ایک لیکچر کے زیر اثر

معلوم ہوتے ہیں جو ۱۸۶۸ء میں زیر عنوان 'کچھ بیان اپنی زبان کا' بنارس انسٹیٹیوٹ میں پڑھا جا کر ۱۸۶۹ء میں چھپا تھا۔ کبیر۔ جالیسی۔ تلسی داس سور داس وغیرہم کے سلسلہ میں بھی اس لیکچر کا اثر اجمیات پر معلوم ہوتا ہے لیکن موللنا کے بیانات بابو کے بیانات کے مقابلہ میں بڑی حد تک ترقی یافتہ مدلل اور مفصل ہیں۔ مثلاً بابو شیو پرشاد نے کبیر کا نمونہ کلام حسب ذیل دیا ہے :-

چھوڑ بد بخت تو قمر کی نظر کوں کھوج دل بیچ جہاں بستِ حقا
عجب دیدار ہے عجب محبوب ہے کرن کارن جہاں سنبہ سچا
کھڑے درد و دُند دوس دگاہیں خیر اور مہر موجود مرکا
ذکر کر فکر دور دفعے کر کے کبیر ایہہ سخن پکا
موللنا نے اس میں عربی فارسی الفاظ کی کثیر تعداد کے علاوہ جو کبیر کے عہد میں بعید معلوم ہوتی ہے۔ اس نمونہ کو جدید رنگ کا پا کر رد کر دیا اور ذیل کا دوبارہ درج کیا جو ہر قسم کے شبہ سے بری مانا جاسکتا ہے :-

کبیر سر پر سر اے ہے کیوں سوئے سکھ چین

کوچ نگار اسانس کا باج ت ہے دن رین
لیکن راسا کے متعلق موللنا کی رائے وہی ہے جو گذشتہ صدی میں اکثر علماء کی تھی۔ مغربی مصنفین نے اس کتاب کو غیر مستحقانہ عزت دی۔ ٹاؤنہ اس کے مواد پر اپنی تاریخ راجستان کی بنیا و ڈالی۔ گرووز۔ بیمر اور ہرنے لسانی نقطہ نظر سے اس کو نہایت اہم ماخذ سمجھتے رہے۔ گریسن اس کی شاعرانہ محاسن کا افسانہ خواں ہے۔ اس کی گونا گوں اہمیت کا اندازہ کر کے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے اس کی طباعت شروع کر دی اور ایک تہائی حصہ شایع

بھی کر دیا۔ ۱۸۸۶ء میں کویراج شیال داس جی نے راسا کی مجموعیت کے حق میں آواز بلند کی۔ اس کا جواب بحایت راسا موہن لال و شنولال پنڈیا نے دیا۔ ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر بیور نے کشمیر سے ایک نئی دریافت شدہ تالیف پر تختی راج وجے نامی کی بنا پر راسا کی اصلیت سے مرعہ انکار کر دیا۔ چنانچہ موصوف کے مشورہ پر سو سائٹی نے اس کی طباعت بند کر دی۔ ادھر سٹر سیام سندرو داس سکریٹری ناگری پر چارنی سجانے راسا کی حمایت میں ۱۸۹۶ء میں بظاہر ایک مدلل تبصرہ لکھا جس سے اس کے مغربی معتقدین میں حوصلہ کے آثار پیدا ہونے لگے۔ جس کی صداۓ بازگشت رائل ایشیائی سوسائٹی کے رسالہ میں (بابت ۱۹۰۶ء) اور ونسنٹ اسمتھ کی تاریخ ہندوستان میں نظر آتی ہے۔ ۱۹۲۸ء میں ر۔ ر۔ ا۔ س، شاخ بمبئی میں (جلد سوم) ر۔ ر۔ بلدر نائب کیوریٹر راجپوتانہ میوزیم اجمیر نے راسا کی تاریخوں کی عالمی انداز میں تخلیط ثابت کی۔ اسی سال ناگری پر چارنی پتر کا جلد نم میں پنڈت راجندر نے ایک اور مضمون راسا کی مخالفت میں سپرد قلم کیا۔ ۱۸۲۹ء میں اسی رسالہ میں ایک اور سیر حاصل مضمون رائے بہادر پنڈت گوری شنکر اچیا کے قلم سے نکلا۔ جس میں ہر پہلو سے راسا کی تغلیط و تردید کی گئی ہے۔ رقم نے مسلمان فی نقطہ نظر سے اس کی تنقید میں ایک سلسلہ مضامین لکھا ہے۔ جو اورینٹل کالج میگزین کے مختلف نمبروں میں ۱۹۲۵ء یعنی مئی ۱۹۲۵ء۔ اگست و نومبر ۱۹۲۵ء۔ اگست و نومبر ۱۹۲۶ء۔ فروری۔ مئی۔ اگست و نومبر ۱۹۲۷ء فروری و اگست ۱۹۲۸ء) شایع ہوا ہے۔

یہ داستان تالیف جو مغلوں کے عہد میں کسی بے اصول بھاٹ نے ذاتی جلب منفعت کے خیال سے راجپوتانہ کے کسی راج کو اپنے دامنِ ترویج میں

لانے کی امید میں لکھی تھی۔ مغرب کے بڑے بڑے علماء کو جن کے نام تاریخ و لسانیات میں ادب کے لئے جاتے ہیں کامل طور پر گمراہ کرنے میں کامیاب ہوئی۔ آج بھی اس کا طلسم ٹوٹا نہیں ہے اور مدرسوں کے تاریخی کورسوں میں ہندو قومی رزمیہ کی حیثیت سے اس کو نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ ونڈتہ اسمتہ کی تاریخ قدیم ہندوستان میں جو ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں ایک مقبول نصاب ہے۔ اس کی اصلیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔

قولہ :- رفتہ رفتہ شاہجہان کے زمانہ میں کہ اقبال تیموری کا آفتاب عین اونچ پر تھا۔ شہر اور شہر پناہ تعمیر ہو کر نئی دلی دارالخلافہ ہوئی۔ بادشاہ اور ارکان دولت زیادہ تر وہاں رہنے لگے۔ اہل سیف۔ اہل قلم۔ اہل حرفہ اور تجار وغیرہ ملک ملک اور شہر شہر کے آدمی ایک جگہ جمع ہوئے۔ ترکی میں اردو بازار لشکر کو کہتے ہیں اردوے شاہی اور دربار میں ملے جلے الفاظ زیادہ بولتے تھے۔ وہاں کی بولی کا نام اردو ہو گیا۔ اسے فقط شاہجہان کا اقبال کہنا چاہیے کہ یہ زبان خاص و عام میں اس کے اردو کی طرف منسوب مشہور ہو گئی۔

(۲۰ اجمیات)

یہاں مولانا آزاد اس کوشش میں ہیں کہ شاہجہان آباد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ جو ۱۵۸۱ء میں وقوع میں آتی ہے اردو کا سنگ بنیاد رکھیں مگر یہ زبان اس تاریخ سے بہت قدیم ہے۔ اس کا تلفظ۔ لہجہ اور محاورہ آٹھویں صدی ہجری کے اختتام سے پہلے ایک معیاری پایہ کو پہنچ چکا ہے۔ جس سے دہلوی اور غیر دہلوی کی شناخت ممکن ہو جاتی ہے۔ ناصر الدین محمد شاہ ۹۲۰ھ و ۹۵۰ھ اپنے باپ فیروز شاہ کے غلاموں سے جو زیادہ تر پورب اور بنگالہ کے رہنے والے تھے اور امور سلطنت میں دخل ہو کر بادشاہ گہن چکے تھے

تنگ اگر دہلی سے ان کے اخراج کا حکم نافذ کرتا ہے۔ اور شہر سے نکل جانے کے لئے تین دن کی مہلت دیتا ہے۔ یہ غلام شہر نہیں چھوڑتے اور اپنے آپ کو اکیلے ظاہر کر کے شہر ہی میں رہ جاتے ہیں۔ آخر محمد شاہ اصلی اور نقلی دہلوی کی شناخت کے لئے ان سے ایک لفظ ”کھراکھری“ کہلواتا ہے۔ اس امتحان سے یہ غلام دہلویوں سے باسانی شناخت کر لئے گئے اور اپنی سزا کو پہنچے۔ مورخ فرشتہ کے الفاظ ہیں :-

بیشتر سے از ایشان درین سر روز از شہر بدر رفتند و آنہا کہ ز رفتند بدست افتادہ بقتل رسیدند و بعضے از ترس جان میگفتند کہ ما اسیلیم۔ ناصر الدین محمد شاہ فرمود کہ ہر کہ از شما کھراکھری گوید اسیل است و چون بطوریکہ بادشاہ میخواست تلفظ نمی توانستند نمود و بزبان پورب و بنگالہ ادا میکردند کشتہ می شدند۔ چنانکہ بسیاری از مردم پورب کہ اسیل بودند و زبان ایشان خوب نمی گشت نیز بقتل رسیدہ“ (ص ۲۷۰ جلد اول تاریخ فرشتہ طبع پونہ)

یہی روایت تاریخ مبارک شاہی میں یوں مرقوم ہے :-

”بیشتر بندگان مخدول بعد سیوم روز در دست شاہزادہ آمدہ اند۔ ہر یکی میگفتند کہ ما اسیلیم۔ شاہزادہ فرمود۔ ہر کہ از شما ”کھراکھری“ کہے گا گوید اسیل است سبب آن بیشتر یہ ہندوستانیان ناچیز شدند و بندگان فیروز شاہی علف تیغ گشتند“ (ص ۱۵۰ تاریخ مبارک شاہی طبع ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۳۱ء م)

[یہاں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ زبان کا معیار قایم ہو چکا ہے۔ جس سے دہلوی اور پوربی یا بنگالی باسانی پہچانے جاسکتے ہیں۔ تیغ باجن متوفی ۹۱۲ھ باجوڑی گجراتی ہیں دہلی کی زبان سے واقف ہیں اور اسے اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مختصر نظم کا عنوان ان کی تصنیف میں یوں آتا ہے :-

”صفت دنیا بزبان دہلوی گفتہ“۔ جس کی ابتدا ہے۔

یہ فتنی کیا کسے یہ ملتی ہے جب ملتی ہے تب چھپتی ہے

ایک اور موقعہ پر اصحاب صفہ کے ذکر میں شیخ باجن فرماتے ہیں: ”مناقب حضرت الیثان بزبان دہلوی نبشتہ شدہ است“ یہی نہیں بلکہ حضرت امیر خسرو متوفی ۷۲۵ھ اور ابوالفضل ہندوستان کی زبانوں کے ذکر میں اسکو زبان دہلی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بہر حال شاہجہان کی نئی دہلی کی تعمیر کے ساتھ مولنا کا اس زبان کو وابستہ کرنا بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔

مولنا کا یہ بیان کہ اردو زبان شاہجہان کے اردو کی طرف منسوب ہے ثبوت کا محتاج ہے۔ کیونکہ شاہجہانی عہد میں اردو پر زبان کے معنے کا اطلاق نہیں ہو رہا۔ ہمارے بزرگوں کے اذہان میں یہ تخیل نہایت خوش آئند معلوم ہوتا ہے۔ کہ نئے شہر کی تعمیر کے ساتھ ساتھ نئی زبان کی ترویج بھی عمل میں آئی ہو حالانکہ زبان کی نسبت شہر کے ساتھ ہے نہ شاہجہان کے ساتھ۔ جب تک شہر کا نام دہلی تھا وہاں کی زبان زبان دہلی کہلاتی۔ جب اس کا نام شاہجہان آباد رکھا گیا۔ زبان کا نام بھی شہر کی نسبت سے قدرتا زبان شاہجہان آباد ہو گیا۔ اسی طرح اردو کو بازار لشکر کہنا محل تال ہے۔ اگرچہ مولنا سرسید اور میر اس کی تقلید میں ایسا فرما رہے ہیں۔ لیکن زبان کے تعلق میں اردو بمعنی لشکر زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ زبان کے معنوں میں اردو کا سب سے قدیم استعمال سراج الدین علی خان آرزو متوفی ۱۱۶۹ھ کے ہاں ملتا ہے۔ نوادر الالفاظ میں جو ان کی قدیم تالیفات سے ہے اس لفظ کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً ایک موقعہ پر لکھتے ہیں:-

”رجواڑہ بدین معنی اصطلاح شاہجہان آباد است بلکہ اہل اردو است کہ

ابن قسم امان اکثر در شکر را بھامی باشند۔
 دوسرے موقع پر گزک کے سلسلے میں کہتے ہیں :-
 ”لیکن گزک باصطلاح اہل اردو نوعی است از شیرینی کہ از کجند و شکر
 سازند۔“

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-
 ”مکتورہ در عرف اردو وغیرہ معنی حرف ناز و غرور است۔“
 ایک مثال یہ ہے :-
 ”لیکن ہر بھنا زبان اردو اہل شہر پانیت۔ شاید زبان قربات و موضع
 باشد و بدین معنی نگلنا شہرت دارد۔“

ان پاروں فقروں میں اصطلاح شاہجہان آباد، اصطلاح اہل اردو،
 عرف اردو، زبان اردو اہل شہر ہا سے مراد یہی زبان ہے۔ میر تقی میر زبان
 اردو معنی شاہجہان آباد دہلی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے
 ہیں :-

”پوشیدہ مانند کہ در فن ریختہ کہ شعر نیست بزبان اردو معنی شاہجہان
 آباد دہلی، کتابی تاحال تصنیف نشدہ کہ احوال شاعران این فن بصفو روزگار
 بماند۔“

نظم کی مثالیں مصحفی کے کلام سے :-
 البتہ مصحفی کو ہے ریختہ میں دعویٰ یعنی کہ ہے زبان دان اردو کی وہ زباں کا
 (دیگر)

خدا رکھے زباں جسے سنی ہے میر و مرزا کی کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو ہمارا ہے
 اور محشر شاگرد میر درد

گفتگو اردو زبان میں کوئی ہم سے سیکہ جائے

کیا ہوا دہلی میں محشر اپنی پیدائش نہیں

۱۵۱ قولہ ۱۔ سولہویں صدی عیسوی شیر شاہی عہد میں ملک محمد جالسی
ایک شاعر ہوا۔ اس نے پداوت کی داستان نظم کی :-

پداوت جس کا اصل نسخہ بخط مصنف بہاولپور کے سرکاری کتب خانہ
میں محفوظ ہے۔ ۹۴۶ھ و ۹۵۲ھ کے مابین کسی وقت تصنیف ہوتی
ہے۔ اور شیر شاہ کے نام پر منسوب ہے۔ چنانچہ

سیرساہ دہلی سلطانوں چارہوں کھنڈتی جس بھانوں

محمد جالسی کی یہ ادبی یادگار پوربہ زبان میں کوئی تنہا مثال نہیں ہے
بلکہ اس سے قبل بھی سلمان مصنفین اس تحریک میں حصہ لیتے رہے ہیں
جالسی سے بیس پچیس سال پہلے قطبن ایک عشقیہ افسانہ مرگاوٹی تالیف کرتا
ہے۔ جس میں چند رگری کے راج کنوار اور کچن نگر کی شہزادی کی داستان
عشق نظم ہوئی ہے۔ مرگاوٹی علامہ الدین حسین شاہ والی بنگالہ ۸۹۹ھ و
۹۲۵ھ کے عہد میں لکھی جاتی ہے۔ شاعر اسکے واسطے لکھتا ہے :-

ساہ حسین آہے بڑا راجا پھر سنگاسن ان کو سا جا

پنڈت اوبدھ و نت سیانا پڑے پوران ارتھ سب جانا
قطبن کے مرشد شیخ بڈھن ہیں جن کے حق میں وہ لکھتا ہے :-

شیخ بڈھن سا چا پیرو نام لیت سدھ ہووے سر پود

ان دونوں تالیفوں سے زیادہ قدیم اور نادر ایک اور عشقیہ نظم ہے

جو اسی علاقہ اور اسی زبان میں پندرھویں صدی عیسوی میں لکھی جاتی ہے۔ اس
کے متعلق میری معلومات نہایت ناقص ہے۔ حتیٰ کہ مصنف کا نام تک معلوم

نہیں۔ میں نے اس کتاب کے پچاسی ورق دیکھے جن میں ایک طرف پورے صفحہ پر دکنی طرز کی تصویر اور دوسری طرف بے مثل خط نسخ میں کھلے کھلے اشعار لکھے ہوئے۔ اور خط ثلث میں بزبان فارسی سرخیاں۔ سب سے زیادہ قابل افسوس یہ امر تھا کہ تصاویر کی خاطر سے تصویر دار اوراق نکال کر کتاب کو ہمیشہ کے لئے تلف کر دیا گیا۔ مختلف سرخیوں سے اس قدر اندازہ ہوتا ہے کہ پوری کتاب کافی ضخیم ہوگی اور اس میں چار سو پانسو کے قریب اوراق ہوں گے۔ کتاب اگرچہ اودھ کے علاقہ میں تالیف ہوتی ہے مگر ایسا سکتف نسخہ دکن کے سواے اور کہیں طیار نہیں ہو سکتا +

اس نامعلوم کتاب کا دیباچہ ملک الامرا ملک مبارک ابن ملک بیان مقطع شق دلمو کی مدح سے مزین ہے۔ ایک سرخی میں کسی امیر مسعود کا نام نظر آتا ہے یعنی ”آمدن امیر مسعود نزدیک بتخانہ واستقبال آمدن خلق کینیت باز نمودن“۔ یہ امیر مسعود کون ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ اکثر سرخیاں غلط فارسی میں لکھی ہیں جیسا کہ دکنی کا دستور ہے +

اس نظم میں لورک اور جاندا کی عشق بازی کا افسانہ مرقوم ہے۔ مگر قصہ کے پلاٹ کا اندازہ ان منتشر اوراق سے نہیں لگایا جاسکتا۔ بعض سرخیاں یہ ہیں :-

”ایضاً فی التوحید آفریدگار و صنعتہای عالم دنیاوی“۔ ”باز آمدن راو جہتیم از شکار و پر رسیدن حجام را“۔ ”آمدن گردون کشان رو کر نکا و پر رسیدن برائے جاندا“۔ ”ماشق شدن جاندا بمجرد دیدن لورک“۔ ”گفتن لورک از پیش راءے کر نکاء احوال خود را“۔ ”نام و نیشانی خیلخانہ لورک گفتن سرجن پیش لورک را“۔ ”شیرین زبانی نمودن را و روپ چند سولان را

وسلسلہ جنبا نیدن زوجاندا طلبیدن۔“۔ دست بریدن بارکواتیان وشور
کردن زکواتیان پیش کرنکا۔“۔ در روز رفتن مینان فروختن شیر و شنان
لورک طلب کردن و پرسیدن۔“۔ دشمن نمودن لورک درخت باکر را
بریدن خواست برائے سوختن جاندارا۔“۔ خیر کرد حجاب مر لورک
کسی زبان داده آدہ است باز بیرون آدہ۔“۔ دادن را و سواران و پیادگان
اولورک تاکو در رسانیدہ آیند۔“۔

ان سرخیوں میں کئی اور نام ملتے ہیں مثلاً سرجن۔ برسبت کھیلن۔
باون۔ برماور۔ دیوہان وغیرہ۔ کتاب میں ایک بارہ ماسہ بھی شامل ہے۔
ماہ ساون و اساطعد اور بیساکھ کی سرخیاں علیحدہ علیحدہ آتی ہیں۔ ماہ بیساکھ
کامیان اس شعر سے شروع ہوتا ہے :-

مانجہ اب آیو بیساکھو مدن بھونک نمانیں ساکھو

ص ۱۶ قولہ :- امیر خسرو جو کہ ۷۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی ایک
غزل نظم اردو کی تاریخ میں دیکھو جس کا پہلا مصرع ہے
ع ز حال مسکین مکن تغافل درائے نینال بناے بتیاں
اس سے تمہیں کچھ کچھ حال اس وقت کی زبان کا بھی معلوم ہوگا ۔

مجھے بسبب کثرت شہرت اس غزل کے نقل کرنے کی یہاں ضرورت
نہیں۔ بارہویں صدی ہجری میں یہ ریختہ بالعموم حضرت امیر خسرو کی طرف
منسوب ہے۔ سب سے قدیم سند پرتاب سنگھ ابن حکومت رائے کی ہے۔
جو اپنی بیاض منقولہ ۹۷۱ھ جلوس محمد شاہی = ۱۱۳۹ھ میں یہ غزل امیر کی
طرف منسوب کر رہا ہے۔ مگر شاہجہان کے عہد کی ایک اور بیاض کی رو سے
جس کو ۱۰۶۲ھ و ۱۰۶۶ھ میں جیل غار لمبا کرتا ہے اور جس میں بعض نامعلوم

ریختے بھی درج ہیں۔ یہ ریختہ کسی شخص جعفر کی ملک بتایا گیا ہے۔ ریختہ ہذا کا وزن جدید ہے نہ قدیم۔ اہل عروض کا بیان ہے کہ رودکی نے اس کے مربع وزن میں دو بیت لکھے ہیں ۷

گل بہاری بت تزاری نبینہ داری چرا نیاری

لیکن اس وزن کے مثنیٰ میں جس شخص نے پہلی مرتبہ قصیدہ لکھا۔ وہ خواجہ عصمت اللہ بخاری متوفی ۸۲۹ھ ہیں۔ اس قصیدہ کا مطلع ہے ۱۔

زہی دو چشمت بخون مردم کشادہ تیر و کشیدہ خنجر
رخ چو ماہیت صباح دولت خط سیاہ است شب منبر

اس سے ظاہر ہے کہ مفاعلاتن مثنیٰ ایک مستحدث وزن ہے جو امیر خسرو اور ان کے عہد سے قبل رائج نہیں۔ جب فارسی میں یہ وزن رائج نہیں تو ہندی میں اس کا موجود ہونا اور بھی ناقابل قبول ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس ریختہ کو امیر کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کی توجہ اس کے وزن کے مستحدث ہونے کی طرف منعطف نہیں ہوئی۔ میں تفصیلاً اس کے متعلق رسالہ اورینٹل کالج میگزین (بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء) میں بحث کر چکا ہوں ۲۔
ص ۷۷ قولہ :- ”عروض فارسی نے پہلا قدم ہندوستان میں رکھا“

گویا مولانا کی رائے میں مذکورہ بالا غزل کی بنا پر ہندی زبان میں فارسی عروضی اوزان کا استعمال امیر خسرو کے عہد سے شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عہد سے دو ڈھائی صدی بعد تک فارسی اوزان ہندی میں رائج نہیں ہوئے تھے۔ البتہ جاتی کے بعض ریختے ان اوزان میں ہیں مگر یہ شاہ علیجو گامدھنی متوفی ۹۷۳ھ کا دیوان ہے۔ جس میں شاید پہلی مرتبہ بھرہزج و بحر جزم راج لائی گئی ہیں۔

مثال ہرج :-

نیو لوبولی کچھ کاچو جولا گے پیار تم ساچو تنہ بھی اینو ہی ناچو

مثال رجز مرلج :-

یہ جیو تو رہتا نہیں ہو رمن دوکھ سہتا نہیں
کو جاے پیو کہتا نہیں رے بجائیو ہوں سوکھوں

ایک فارسی وزن جو قدیم زمانہ سے ہندی میں مقبول ہے مضارع
اخر ب مشن منقول فاعلاتن منقول فاعلاتن ہے۔ ہندی والے اس وزن
کو رنجیتہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بعض رنجیتہ کبیر کی طرف بھی منسوب
ہیں۔ ہندی اوزان کی کوتاہ دہنی کی بنا پر مسلمان ہندی کے میدان میں
فارسی عروضی اوزان کے اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ چنانچہ محمد قلی
قطب شاہ ۹۸۹ھ و ۱۰۲۰ھ نے سب سے اول اپنا کلیات فارسی
اوزان کے مطابق مرتب کیا *

محمود شیرانی

(باقی دارد)

ابن الفوطی مؤرخ العراق

عنوان بالا کے ساتھ ایک مختصر مضمون عربی کے پندرہ روزہ سالہ المستمع العربی میں جو برٹش براڈ کاسٹنگ کورپوریشن کی طرف سے لندن سے شائع ہوتا ہے چھاپا گیا ہے۔ مضمون مذکور میں استاد محمد رضا الشیبی (وزیر معارف عراق) کے ایک لیکچر پر تبصرہ ہے جو انہوں نے گذشتہ سال بغداد میں اہل علم کے ایک جلسے میں ابن الفوطی پر دیا اور بعد میں اسے ایک رسالے کی شکل میں شائع کیا۔ لیکچر میں انہوں نے ابن الفوطی کے حالات زندگی اور تصانیف کو بیان کیا ہے اور تبصرہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سب وہی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ جن کو میں اپنے مضمون بعنوان ”علامہ ابن الفوطی“ میں جو مئی ۱۹۳۵ء کے اورینٹل کالج میگزین میں شائع ہوا تھا لکھ چکا ہوں :

لیکچر مذکور میں ابن الفوطی کی سینکڑوں کتابوں کے تلف ہو جانے پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے اور پھر کہا ہے کہ ان میں سے اس وقت صرف ”الحوادث الجامعة“ باقی ہے۔ جو حال ہی میں بغداد میں چھاپی گئی ہے یا ایک اور کتاب ”تلخیص مجمع الآداب“ کی ایک جلد ہے جو مصنف کی خود نوشتہ ہے۔ اور دارالکتب الظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے :

افسوس ہے۔ کہ اردو کی مطبوعات اور رسالے نہ ہندوستان سے باہر پڑھے اور سمجھے جاتے ہیں اور نہ انہیں کوئی اہمیت دی جاتی ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں نہ صرف ابن الفوطی کے حالات زندگی اور تصانیف کے متعلق پوری تفصیلات دے دی تھیں۔ بلکہ بعض ایسی باتیں بھی لکھی تھیں جو لیکچرر مذکور کے علم میں نہیں ہیں۔ مثلاً ایک الطالع میں نے یہ دی تھی۔ کہ رخیص مجسم الادب کی ایک اور جلد بھی موجود ہے جو مصنف کی رو نوشت ہے۔ اور جو اس وقت محترمی پرنسپل محمد شفیع صاحب کے کتابخانے میں ہے۔ الحوادث الجامعہ پر میں نے ایک مضمون فروری ۱۹۳۶ء کے اورنٹیل کالج میگزین میں لکھا تھا۔ جس میں میں نے ثابت کیا تھا۔ کہ یہ اب نہ ابن الفوطی کی تصنیف ہے اور نہ وہ الحوادث الجامعہ ہے۔ سن بظاہر ان میں سے کوئی بات فاضل لیکچرر کے نوٹس میں نہیں آئی۔

ابن الفوطی تو خیر اتنی بڑی شہرت کے مالک نہیں ہیں۔ کہ ان پر لکھے گئے مضامین کو لوگ خاطر میں لائیں۔ افسوس یہ ہے۔ کہ اردو کے وہ نامین بھی جو ادبی نظریوں میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔ اہل علم کی اعترافی اور تغافل کی بدولت سپردِ نسیان ہو چکے ہیں۔ اب جبیں برس لے زبان اردو کے نامور محقق پروفیسر شبیرانی نے رسالہ اردو میں اس قسم کے امین لکھ کر نرالے اور نئے نظریے پیش کئے اور ان کو پایہ ثبوت تک پایا۔ مثلاً ایک مضمون میں انہوں نے حتی طور پر یہ ثابت کیا تھا کہ مشنوی من و زلیخا فردوسی کی تصنیف نہیں ہے اور نہ سلطان محمود کی ججواں کی بیگم۔ مضامین مذکور کو پڑھ کر ان کے نظریے کی صداقت میں کوئی شک

ن وقت وہ باتسالا اورنٹیل کالج میگزین میں چپ رہی ہے +

باقی نہیں رہ جاتا۔ لیکن ابھی تک یورپ اور ایران میں فردوسی کے سوانح نگار
 ان مضامین کی کامل لاعلمی میں وہی پرانا عقیدہ دہرائے چلے جا رہے ہیں۔ کہ
 شاہنامہ ختم کرنے کے بعد اس نے یوسف وزلیخا لکھی اور غزنی سے چلتے
 وقت سلطان کی ہجو کی۔ اس قسم کی پچاسوں مثالیں اور ہیں۔ اگر یہی
 مضامین انگریزی میں لکھے جاتے تو دنیا بھر میں ان کی اشاعت ہو جاتی ۛ

محمد اقبال

شرفاً ومجداً يا بني اقسا
 بالطاهر من الطاهر اغراس
 قطبا لدين مولنا الذي
 ملك الورى باللفظ اليناس
 مؤلى اذا الفقه يربا به
 امنت يداه سطوة الافلاس
 منها :-

جُبلت قلوب لعالمين محبةً فكأنما ارتضعوا هواه بكاس
 (٥١٦) مجد الدين ابو الفضل محمد بن تاج الدين ابي
 الغنائم محمد بن فخر الدين ابي علي يحيى بن هبة الله
 العلوي الحسني الفقيه

(٥١٧) مجد الدين ابو علي محمد بن ابي الفرج محمد
 بن يعقوب الجلاجل التبريزي الفقيه
 قرأت بخطه :-

هو الحر اخلاقاً وبرا وشيعة
 وعقلاً وخير القوم من اوقى العقلاء
 تراه طليقاً وجهه متهللاً
 كأن صقيلاً في عوارضه يجلي
 (٥١٨) مجد الدين محمد بن شرف الدولة - اسمه سأل
 ابن علي بن حسن بن علي بن مسافر المنصوري البغدادى
 المتأدب

لما رجع الحجاج صعبة والدته الامام المستعصم بالله سنة
 اثنتين واربعين وستمائة ،
 نظم مجد الدين بن مسافر :-

لقد عم افاق البلاد سوداً وصححت امان الورى ونذرت

له قال يا قوت : جلاجل جبل من جبال الدهناء ، واما توضيم النسبة المذكورة فهنا فلا نستطيعها ؛

في أبياتٍ؛

(٥١٩) مجد الدين أبو المعتمد محمد بن مسعود

بن الحسن الخوارزمي الجعفرى الأديب

كان من الأئمة المعدودين والافراد المشهورين

روى عنه شهاب الدين محمد بن أبي بكر بن أبي

الليث الداودى، روى لنا عنه شيخنا العلامة الكامل

برهان الدين محمد بن محمد النسفى؛

(٥٢٠) مجد الدين أبو عبد الله محمد بن مسعود

ابن عبد الله الزيارى القاضى

كان من القضاة العلماء، وكان حافظاً للنكت الأخبار

ونُتِفَتِ الأُشَارُ، من ذلك: قال عمر بن عبد العزيز

لرجلٍ اغضبهُ: واللهِ لولا أنكَ اغضبتنى لما قُتبتُ؛ وقال:

سبَّ رجلٌ رجلاً بحضرة الحسن فلما فرغ قام المسبوب و

هو يمسح العرق عن وجهه، ويقول: وَلَكِنْ صَبِرَ وَغَفَرَ إِنَّ

ذَلِكَ لَبْنُ عَزِيمِ الْأُمُورِ؛ فقال الحسن: عفاها والله وفهما

أذْصَبَّعَهَا الْجَاهِلُونَ؛

(٥٢١) مجد الدين أبو سعد محمد بن أبي المفاخر يُعرفُ

بغُرِّ الخالدى التبريزى الأمير الرئيس

لمداثر ولاية واسعة - مجاورة لولاية بستان وخراسان؛ له المتوفى سنة ٤٨٤ هـ؛ راجع

لترجمته تاريخ العراق (١: ٢٢٢)، ٣ سورة الشورى (٢٢)

الذية (٢٢)؛

كان اميراً زاهداً حريماً النفس شريفاً الهمة محباً
 للعلم والعلماء، انشأ مدرسةً جميلةً مجاورةً جامع
 تبريز، ولها الى الجامع ابواب مفتحة وقفا على اصحاب
 الامام الشافعي وسكنها جماعة من الفقهاء المصليين
 وحنت قدر أيتها وسكنتها اياماً، وانفذ الى كسوة و
 دراهم على يد مدرّسها اصيل الدين النجواني، ومجد الدين
 هوجب نصير الدين بن سعد الدين بن مجد الدين وسياق
 ذخيرة انشاء الله العزيز؛

(٥٢٢) مجد الدين ابو عبد الله محمد بن ابي الغر

منصور بن جميل الحبيبي صاحب المخزن

ذخيرة محب الذين محمد بن النجاشي في تأريخه، و
 قال: ولد بالنجبة من اعمال هيئت، وقدم بغداد وقرأ بها
 الادب حتى برع في النحو واللغة والحساب وكان مقبول
 الشكل، مدح الامام الناصر، ورتب كاتباً في ديوان التركات
 ثم ولي صدرية المخزن سنة خمس وستين، و
 كان كاتباً بليغاً مليح الخط غزير الفضل، كتبت شعراً
 في كتاب نظم الدرر الناصعة ووفى في منتصف شعبان
 سنة ست عشرة وستين؛

(٥٢٣) مجد الدين ابو مهدي محمد بن مهدي بن عيسى

الباذبيني المحدث

كان شيخاً متواضعاً كثير العباداة والمعروف، واسند عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اطلبوا الخير - اوقال : العرف - عند حسن الوجه ؛ قال الزهري : ان النبي صلى الله عليه وسلم ما غنى الصبابة ورغن غنى التهنيل عند قضاء الحاجة ، واشدد :-

وَجْهَكَ الْوَجْهَ لِيُيَسَّالُ بِهِ السُّزُنُ مِنَ الْحَسَنِ الْجَمَالِ اسْتَهْلًا
واشدد :-

دل على معرفته وجهه بورك هذا هادياً من دليل
٥٢٣) مجد الدين ابو عبد الله محمد بن ميكائيل
ابن احمد بن راشد بن الحسن الموصلي الفقيه الفرضي
كان من ادباء الزمان وعلمائه وفقهاء العصر و
فضلائه ، تأدب على الشيخ شمس الدين ابن الخبار
النحوي وقرأ الاصول على كمال الدين موسى بن يونس ،
 واجاز لنا من الموصلي على يد رفيقنا شمس الدين ابي علاء
الفرضي البخاري ، واشدد له تقى الدين علي بن ابي العلام
بن ابي غالب البلدي في كتاب اخبار الادباء

وبلدته سرع بها حاكم يطول العناء لتقصيره
اذا اخطأ الشروع في حكمه تذركه بمعاذيره

له هو احمد بن الحسين المتوفى سنة ٦٢٠هـ ، وترجمته في بغية الوعاة ص ١٣١ ،
له في كشف الظنون (٦٠:١) ذكر اخبار الادباء لابن السامعي فحسب ؛

يزيد ثراءً على نفسه كما زيد الاسم بتصغيره
وتوفي في شوال سنة ثمانين وستمائة، ودُفن في
قبر ابن الحنّان ظاهر باب العمادى، ومولداً في المحرم
سنة الاثنين وستمائة،

(٥٢٥) **محمد الدين** ابو عبد الله محمد بن ناصى بن
[٢٤٤] **محمد العثماني** الكاساني السيّد بلا في الفقيه
ذكره صاحبنا شمس الدين ابو العلاء الغرضي البخاري
وقال، كان رجلاً فاضلاً عالماً، سمعت بقراءته
على الشيخ العلامة فخر الدين ابى عبد الله محمد
ابن محمد بن الياس المايسرغى في شهر ربيع الآخر سنة
سبعين وستمائة بالمدرسة المقتدائية بمحلة
كلا باذن من مدينة بخارا؛

(٥٢٦) **محمد الدين** ابو عبد الله محمد بن هبة الله
بن عبد الله بن ترجم الحسيني النقيب
من بيت السيادة والنقابة والفضل والعبادة، قرأت بخطه؛

له كذا ذكره السيوطي ايضاً في ترجمة مختصرة له في البغية (ص ١٠٩)
يريد مدفنه؛ عا سان مدينة كبيرة في اول بلاد تركستان؛
معجم البلدان (٢٢٤: ٢٢٥) لم تقف على ما يؤرخ له النسبة بعد. وهو محمد بن
محمد بن الياس المايسرغى منسوب الى مايسرغ قرية كبيرة على طريق بخارا، وهو تلميذ
الكروري، ذكره عبد القادر القرشي في الجواهر المضيئة (١١٥: ٢) ومولنا عبد الحى
في الفوائد البهية (ص ١٨٦)؛

قال : دخل السريّ الموصلي مجلس رجل جليل من بني
العبّاس ، وقد امريضوب خادماً له فأنشده ١ -
اِذَا عَصَيْتَ فَلَا تَعْجَلْ بِسَيِّئِهِ
وَكُنْ صَفْوَحًا فَإِنَّ الصِّفْهَ مُنْقَبَةٌ اِذْكَى مِنْ الْوَرْدِ غَبَّ الْقَطْرِ لَأْسُ
فَانَّمَا الْحَمْدُ مَثْوًى التَّوَابِ غَدًا لِكَاظِمِ الْغَيْظِ وَالْعَافِي عَنِ النَّاسِ
فَعَفَا عَنْهُ ؛

(٥٢٤) مجد الدين ابو الفضائل محمد بن هبة الله
ابن محمد بن طلحة الواسطي المعدل

كان من العدول الثقات العارفين بمقادير الناس ،
وكان يحفظ الكتاب الذي كتبه المنصور الى عمه
عبد الله بن علي ، ومنه : اما بعد فاني نظرت في امرك
وما ركبت من نفسك ورحمك وخاصتك وعامتك وكذا ؛
فلما جد لك مثل مدافعة قطيعتك بالصلة ومباعدتك
بالمقاربة وكثرة ذنوبك بقلّة التثريب ووجدت ذلك
ادب الله وامره فانه قال : اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا
الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَانَهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ٢

(٥٢٨) مجد الدين ابو الحسن محمد بن يحيى بن
الحسين بن عبد الكريم العجلي الكرجي - نزيل قزوين - الفقيه
الاديب

هو سريّ بن احمد الزمّاء الموصلي المتوفى سنة ثمان مئتين وثلاثمائة ، انظر ترجمته في الوفيات

٢٠١ - ٢٠٢ ، وذيل بروكلسن (١٣٣٠) والمصادر التي ذكرها ؛ ١ - سورة قحط السجدة (٣١) الآية (٣٤) س ؛

شهير فاضل عالم كامل ، قدم بغداد أيام صاحب الدين
احمد بن عبد الرزاق الخالدي سنة ثمان وتسعين و
ستمائة ، ودخل الى خزائن كتب المدرسة المستنصرية ،
وكتب الى الجائزة بجميع مسموعات ومرويات ،
ورأيت له في مدائح صاحب السعيد سعد الدين محمد
ابن علي الساوتي هذه القصيدة : -

ياسعد انك اهل الفضل الكرم افضت نعمك في الدنيا على الامم
العدل نور و نور الخلق ظلمتهم قبيل نورك كان الناس في الظلم
لا تحرقن امرء احب اليه عرضت عليك ، قم بامور الناس واغتنم
ان اتبليت بشيئ انت تكرهه فشق برب قدير بارئ النسم
وقفي في شعبان سنة اربع وسبع مائة ، ومولدة في شعبان
سنة ثلاث عشرة وست مائة ،

(٥٢٩) مجد الدين ابو الفضل محمد بن يحيى
بن صدقة البغدادى الكاتب .

كان من اكابر اصحاب وافاضلهم ، اشتغل في صبا
بالعلوم الادبية على شيخنا رضى الدين محمد بن الحسن
الصغاني ، وله رسائل واشعار ، وهو من بيت الوزارة
والتقدم والرياسة ، راوى لنا عنه شيخنا مجد الدين
الفضل بن يحيى الطيبي الكاتب ، والشهد في له : -

له المتوفى سنة ٦٩٩ هـ ؛ ترجمته في دستور الوزراء لخواند امير ص ٣٠٥ - ٣١٢ ، له المقتول

سنة ٤١١ هـ ؛ الظريخ العراقي (١ : ٢٧٣) ، له تقدم ذكره في الترجمة ٣٨١ ايضاً ؛

[أني لأقنع باليسير تعقفاً معني وازهد في الكثير ترفعاً]
وكانت وفاته سنة إحدى وسبعين وستمائة
ومولده سنة تسع وستمائة ؛

(٥٣٠) **مجد الشرف** أبو عبد الله محمد بن يحيى
ابن عبد الله العلوي الكوفي النقيب
من السادات النقباء قرأت بخطه :-

ورب إشارة عدت كلاماً وصوت لا يعد من الكلام
(٥٣١) **مجد الدين** أبو الفتح محمد بن تاج الدين
أبي منصور يحيى بن المظفر بن مجد الدين عم النقيب
العلوي الشترمي الكاتب

ذكره شيخنا جمال الدين ابن المصنف في المشجر ، و
قال : حفظ القرآن الكريم في صباه وتأدب وتمييز
وتصرف في الاعتدال الديوانية ، ثم تاب عن أعمال الديوان
وعكف على الزهادة والصلح وقراءة القرآن ، وكان
يلوح عليه سيماء الشرف وقاعدة السلف ، وهو عذب
المفاكهة حلوا المذاكرة ، وعند كرم وفضل ومروءة ؛
(٥٣٢) **مجد الدين** أبو العز محمد بن زين الدين
يوسف بن محمد بن عبد الحميد المائكي القزويني القاضي
من البيت المعروف بالقضاء والحكم والعرفه والعلم ،
قرأت بخطه : قال النبي صلى الله عليه وسلم : إِنْ قُتِلَ

له بياض بالأصل ونقلناه مما تقدم له فتقدم ذكره مجد الدين عمري الترجمة ١١١ ؛

فراصة المؤمن فانه ينظر بنور الله، ثم قرأ :
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمُتَوَسِّمِينَ، وفي رواية: احذروا
 دعوة المؤمن وفراسته فانه ينظر بنور الله ويتوفيق
 الله !

(٥٣٣) **مجد الدين ابو طاهر محمود بن احمد بن**
عبد المحسن الطبرستاني الفقيه

كان من الفقهاء العلماء، والادباء الفضلاء المعروفين
 بالمعارف الدينية والتفسير، وحفظ الاخبار والاشار
 والتذكير؛ انشد في مجلس له :-

اذا كان دوني من بليت مجهله
 ابليت لنفسى ان اقابل بالجهل
 وان كان مثلي في محلي من الغي
 اخذت مجلسي كي اجل عن المشل
 وان كنت ادنى منه في الفضل العجى
 عرفت له حق التقدم والفضل

(٥٣٤) **مجد الدين ابو بكر محمود بن اسماعيل**
بن حامد بن كاكه الكاكي الاردبيلي القاضي

(٥٣٥) **مجد الدين ابو الثناء محمود بن اسماعيل بن**
محمود البيضاوي الفقيه

كان فقيهاً عابداً عارفاً بعلم التفسير، قال في قوله تعالى

”وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ“ إِنَّ الْمَخْلُوقَ يَرْزُقُ وَإِذَا سَخَطَ قَطَعَ رِزْقَهُ، وَالْخَالِقُ تَعَالَى يَرْزُقُ وَيَسَخَطُ فَلَا يَقْطَعُ الرِّزْقَ، وَيَقُولُ عِزٌّ مِنْ قَائِلٍ: وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

(٥٣٦) **مجل الدين ابو منصور محمود بن ابى بكر**
[٩٥٤] ابن ابى القاسم التستري الخطيب

من خطبة له، والحمد لله الذى بَوَّأَ أمير المؤمنين مَبَوَّأَ أَنْبِيَائِهِ الطَّاهِرِينَ مِنَ الْخِلَافَةِ الَّتِي قَادَتْ إِلَى طَاعَتِهِ قِيَادَ كُلِّ مَضْمَرٍ عَنَادَ وَمُسْتَرِ خِلَافَتِهِ وَأَحْلَاهُ مِنْ شَرَفِ الْإِمَامَةِ الْمَكْرَمَةِ مَحَلًّا تَخْرُ الْعِزَّةُ الْجِبَالُ سَجْدًا، وَتَدِينُ لَهُ الْأَنَامُ طَاعَةً وَتَعْبَادًا، وَحَازَلَهُ مِنْ مِيرَاتِ النَّبُوَّةِ فَخْرًا جَدْبَةً إِلَيْهِ جَوَازِبُ شَرَفِهِ وَنَزَاعُهُ وَانْرَمَّةُ ارْتِيَا حُلِهِ وَاطْلَاعُهُ، حَتَّى ادْرَكَ مِنْ ذَلِكَ مَنَاهُ وَالْمَقَى لِلْإِسْتِقْرَارِ الَّذِى لَا يَرِيحُ عَصَاهُ؛

(٥٣٧) **مجل الدين ابو سعد محمود بن ابى الفتوح**
ابن زرقان التبريزي

(٥٣٨) **مجل الدين ابو الفضل محمود بن محمد بن**
احمد - يُعْرَفُ بِكَلاَغٍ - النخجواني المحتسب

كَانَ عَالِمًا بِالْفَقْهِ شَدِيدًا لَوَاطَةِ عَلَى الْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ
إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوا لَهُمْ أَوَدَّرُوهُمْ

يُخَسِرُونَ؛ ويستعمل فيهم القيام التام ولا تأخذ فيهم
لومة التام؛

(٥٣٩) **مَجْدُ الدِّينِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ**
السمرقنديّ الفقيه

سمع كتاب فضائل القرآن لأبي عبيد القاسم بن
سلام البغداديّ على شيخنا العدل رشيد الدين محمد
ابن أبي القاسم المقرئ في ذي القعدة سنة تسع وتسعين
وستمائة؛

(٥٤٠) **مَجْدُ الدِّينِ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَيْدِ**
بن الموفق البُلاقيّ الخوارزميّ الفقيه

سمع الأحاديث الثمانية من مجموعات الشيخ الفاضل
رضي الدين أبي المعالي عبد المنعم بن عبد الله بن محمد
ابن الفضل الفراءيّ الصامديّ على الشيخ الحافظ رشيد الدين
أبي الفضائل محمد بن أبي بكر أحمد بن إبراهيم الخالديّ
الشبديّ سنة أربعين وستمائة على روايته عن نجم
[الدين] الكبراء الخيوقيّ عن رضي الدين الفراءيّ؛

(٥٤١) **مَجْدُ الدِّينِ أَبُو سَلَمَةَ مُرْشِدُ بْنُ سَدِيدِ الْمَلِكِ**
عليّ بن مُنْقِذِ الْكِتَابِ الشَّيْزُرِيِّ الْأَمِيرِ الشَّاعِرِ

زُحْرَةُ الرَّشِيدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْأَسْرَاقِيِّ فِي كِتَابِ جَنَانِ الْجَنَانِ

لكننا في الأصل والمشهور في كنيته هو أبو أسامة وقد تقدم ذكر ولد محمد الدين أسامة توفي

محمد بن أسامة مرشد سنة ٥٨٣ هـ، انظر الوفيات ترجمة ولده أسامة؛

ورياض الازدهان بعد والده، وقال: مرجل الدولة سيفها
هو فرع ذلك الغصن الناضر وجدل ذلك البحر الزاخر، و
ممن قال في مثله الشاعر:-

جسرو الرئاسة والحظوظ فأصبوا

جهموجدوداً في العلى وحدودا

وانشد له من شعره:-

حكم الزمان فجار في لجامه ورحلى فاصلى محبتي بسهامه

وغدا يهدد بالجمام ما دأى أن الفراق امر من اتسامه

يلقى المفارق كل يوم مئةً ولليت لا يدلى بطم حكامه

(٥٢٢) مجلد الدين ابو الخير مسعود بن الحسين بن

على بن بندار اليزدي الفقيه القاضى

ذكره القاضى تاج الدين يحيى بن القاسم التكريتى فى

تأريخه، وقال: كان شيخاً لطيفاً فيه وعابة، وكان

يدرس بالمدسة الغياثية، وبعث رسولاً من الديوان فى

ايام المستنجد فتوفى المستنجد فلزم مكانه بالموصل وتوفى بها

سنة احدى وسبعين وخمسائة؛

(٥٢٣) مجلد الدين ابو العلاء مسعود بن سعيد بن عبد الواحد

الاصفهانى المحدث

روى عن عمر رضى الله عنه انه قال: لم يعط عبد بعد كفر

بالله شيئاً شراً من امرورة حديدة اللسان سيئة الخلق،

ولم يعط عبد بعد الايمان بالله شيئاً خيراً من امرورة ودود

وَلَوْ؛ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْهُمْ
غُثًّا لَا يُجْزَى مِنْهُ وَمِنْهُمْ غِلًّا لَا يُفْدَى مِنْهُ؛

(٥٢٢) **مجد الدين** أبو الفتح مسعود بن محمد بن
عبد السلام الأهنكري القائل

كَانَ مِنْ أَكْبَرِ الْأَشْخَةِ بِبَغْدَادَ، وَحَجَّ سَنَةَ ثَلَاثِينَ وَ
سِتِّمِائَةٍ، وَتَوَقَّى بِطَرِيقِ الْحَجِّ وَدُفِنَ بِبَغْدَادَ، وَرِثَاةُ
الْإِمَامِ نَاصِرِ الدِّينِ أَحْمَدَ بْنِ رُكْنِ الدِّينِ مَسْعُودِ الْمَعْرُوفِ
بِإِمَامٍ زَادَهُ الْبَغْدَادِيُّ
[يقوله :-]

أَفْتَى جَلَدِي مِنَ الزَّائِجِ الْوَحْدِ مَدْفُونٌ فِي بَوَاحِي بَغْدَادِ
يَبْكِي لِمَا بَالَيْتُهُ أَشْرَعَ دَمًا وَالِدِينَ يَنْوَحُ مِنْ فِرَاقِ الْمَجْدِ
(٥٢٥) **مجد الدين** أبو المجد معالي بن عبد الله بن
أحمد الحروي الفقيه

كَانَ فَقِيهًا فَاضِلًا، انْشَدَ :-

إِنْ يَكُنْ عَاقِلٌ عَنْ أَتْجَازِ مَا أَسْلَفَتْ خُطْبُ
فَتَأُولُ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِمَّا تُسْتَحِبُّ
بِنِيسَالِ الْبَرِّ الْوَقْدِ مِنْفَقٌ مِمَّا يَحِبُّ

(٥٢٦) **مجد الدين** أبو الطليق معتوق بن أبي بكر بن
عدلان المظفري الصوفي

قَدِيمُ بَغْدَادَ وَسَمِعَ تَارِيخَ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ الدُّبَيْثِيِّ
عَلَى مَصْنُفِهِ الْعَدْلَ جَمَالَ الدِّينِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ

هو جى الدين ابى القاسم ومحمد بن محمد بن ابراهيم بن
سراقة الشاطبى سنة خمس وعشرين وستمائة ؛
(٥٢٤) **مجدل الدين** ابو الفاضل المعتمد بن جلال الدين
محمد بن المعتمد بن حيدرة - يعرف بابن الطاهر -
الحسينى العبيدى الكاتب

كتب الى بعض اصحابه :-

تذكرت من أيامه الغر ما يحب دموعى سطر الخط من صوب قطرها
وقد كان جدك فى مشاشى فاطمرا ما عن من طيب ذكرها
(٥٢٨) **مجدل** الوزير الامين ابو الفتح منصور بن الامين احمد
ابن الامين احمد بن دارست بن ابى الفتح الشيرازى الوزير
ذوكره ابو الحسن بن الهمداني فى تاريخه ، وقال : وزار
للإمام القائم بأمر الله فى النصف من شهر ربيع الآخر سنة
ثلاث وخمسين واربعمائة ، وخلص عليه ، وركب بغلة
بمركب مغمويس ، ووضع بين يديه دواة فملاها بالفضة
محسنة بالذهب ، قال : ولما جلس فى منصب الوزارة
دخل اليه ابو الحسن الجباز فاستنشد ، فاستنشد ابياتا
اولها :-

امن الملك بالامين ابى الفتح وصدت عن صفوة الاقضاء
وذكره نظام الدين محمد بن الحسين ، فقال : لم يكن

له المتوفى ٩٩٢ هـ بالقاهرة انظر ترجمته فى الوراق بالوفيات (٢٠٨١) هـ انظر ترجمته فى تاريخ الكامل

(٩٥١٩) حوادث سنة ٢٥٣ - ٢٥٥ هـ وروى الوزير احمد بن باهبل وذكر اسم منصور بن دارست

اهلاً للوزارة ، وكبره السلطان طغربك ووزير عميد الملك
مكان استنجد امه فصوت في ذي الحجة سنة اربع
وخمسين واربعمائة ، وتوفي بالاهواز في شعبان سنة
سبع وستين واربعمائة ؛

(٥٣٩) **مجد الدين ابو عبد الله منصور بن يوسف بن**
عبد الله الاردبيلي الفقيه

كان فقيهاً حافظاً ، حدث ، قال : قال عبد الملك بن
مروان لحمر بن عبد العزيز بن مروان : كيف نفقتك يا
ابا حفيص ؟ فقال : يا امير المؤمنين ! الحسنه بين السيتين ؛
قال : وكيف ؟ قال : نقول الله تعالى : **وَالَّذِينَ إِذَا أَفْقَقُوا**
لَمْ يُسِرُّوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ؛

(٥٥٠) **مجد الدين ابو محمد موسى بن قاضي خفيان**
عبد العزيز بن محمد العمري الخفيا في الكاتب [٩٩٦]

كان كاتباً سديلاً عارفاً بالحساب وضبط الممالك ،
وله معرفة تامة بتدبير الاعمال ومعرفة العمال ، قدم
عليها مراغة سنة خمس وستين وستمائة ، وقد تقدم
ذكر ابيه بهاء الدين ، وكان مجد الدين قد اشتغل
وتأدب ؛

(٥٥١) **مجد الدين ابو سعد ناجية بن سعد بن**
ناجية العرفي الصوفي

ذكره الحافظ ابوطاهر السلفي، وقال في كتاب معجم السفراء
رأيتُهُ بالسحنة وهي مدينة صغيرة من المناظر في طريق
دمشق، سَمِعَ ابَا الْقَاسِمِ الدَّمَشَقِيَّ، انْشَدَ -

يَا لَكَرامِ نَدَاءٍ مِنْ أَخِي ثَقَلِيْ طَوِيهِ نَحْوُكَ أَشْوَاقٍ وَتَنْشِيْهِ
مَا اخْتَارَ بَعْدَكَ لَكِنْ لِلزَّمَانِ يَوْمًا عَلَى خِلَافِ الَّذِي تَهْوَاهُ تَجَبُّرُهُ

(٥٥٢) **مجد الدين ابو المعالي نصير بن عبد الله بن احمد**

الحربى الاديب

سمع معنا الاحاديث الثلاثيات على شيخنا صاحب
معي الدين يوسف بن الجوزي بالمدرسة البشيرية في
رحب سنة ثلاث وخمسين وستمائة بقراءة صاحب
معي الدين على الامام المستعصم بالله امير المؤمنين؛

(٥٥٣) **مجد الشرف ابو الفتح نصير الله بن هبة الله بن**

عبد الله بن صالح الهاشمي

سمع صحيح البخاري من ابي الوقت عبد الاول بن عيسى
بقراءة العدل ابي الفضل احمد بن صالح بن شافع الجبلي
سنة اثنتين وخمسين وخسمائة؛

(٥٥٤) **مجد الدين ابو عبد الله نوفل بن محمد بن دهقان**

البصري الطبيب الاديب

له يريدا الحافظ ابوالقاسم علي بن الحسن بن هبة الله ابن عساكر المتوفى سنة ٥٤٥ هـ؛

٥٤٣ هـ (٥٥٥) المتوفى سنة ٥٤٥ هـ، الشذرات

(٢١٥ : ٢١٤)

له شعر في الملك عبد العزيز بن جعفر النيسابوري ، و
 كان طبيباً حاذقاً له معرفة بالمزاج والعلاج ، قراوت
 بخطه في رسالة كتبها لبعض تلاميذه : قال جالينوس :
 ما دخل الرُّمَّانُ جوفاً قط فاسداً الا اصلحة ، وما دخل
 القبر جوفاً قط صالحاً الا افسده ، وقال بقراط : اجسد كله
 يعالج جملة على خمسة اضراب ، ما في الرأس بالغرغرة
 وما في المعدة باليقئ ، وما في اسفل المعدة بالسعال البطن
 وما بين الجدين بالعرق ، وما في داخل العروق باخراج
 الدم ؛

(٥٥٥) **مجد الدين** ابو الوليد هاشم بن شعبان بن محمود
 الحصيني الفقيه الصوفي

ذكره الحافظ ابو طاهر السلفي في كتابه . وقال ،
 اجتمعت به بالحسين علي فصرخا يور ، روى لنا عن
 ابي السهل خلف بن ناسب الحصيني عن ابي بعرين
 القعقاع ، وكان من اهل الولاية والكرامة ، وقبره
 يزاد بالحسين ؛

له كان قد تولى شمسكية واسط والبصرة وتوفي سنة ٦٤٢ م ببغداد
 انظر ترجمته في تاريخ العراق (١ : ٢٤٨) والحوادث الجامعة ،
 له ذكره صاحب المعجم في الكلام على المحصين نقلاً من الحافظ ابي طاهر ؛ وقال انه ذوري
 وهو خطيب بلدته ؛ له في معجم البلدان : ثابت ؛

(٥٥٦) **مجد الدين** ابوالمظفر هبة الله بن كمال الدين
 ابى طالب احمد بن ابى القاسم جعفر بن ابى الحسين
 ابن مدرك الازدى الحلّى الكاتب
 قد تقدّم ذكر والده وهو من البيت الجليل والاصل لها
 الاصيل ؛

(٥٥٧) **مجد الدين** ابو القاسم هبة الله بن ابى على
 الحسن بن ابى سعد المظفر بن الحسن بن احمد بن
 يزيد الصمدانى الفقيه

ذكره المحافظ محمد بن سعيد بن الديبى فى تاريخه
 وقال : يعرف بالسبط ، والسبط هو جدّه المظفر كان سبطاً
 لابي بصر احمد بن على بن لؤلؤ الفقيه الشافعى ، سمع
 ببغداد من ابى القاسم بن الحسين وطبقته ، وتوفى فى المحرم
 سنة ثمان وتسعين وخمسائة ، ومولده سنة
 عشر وخمسائة ؛

(٥٥٨) **مجد الدين** ابو الغنائم هبة الله بن خميس
 ابن على بن النقيس العلوى الواسطى النقيب بواسط
 ذكره شيخنا تاج الدين فى تاريخه ، وقال : رتبته
 النقيب الطاهر علم الدين اسماعيل بن المختار ، وكتب له
 عهدى من الشاء عز الدين ابى الفضل بن الوزير مؤيد الدين

له فى الشذرات . ابى سعيد ، له المعروف بابن لؤلؤ توفى سنة ٥٣٨هـ ؛ انظر ترجمته فى دائرة

المعارف للبستانى مادة ابن لؤلؤ ؛ له ذكره ابن العماد ايضا فى الشذرات ؛

ابن العلقمي في ذي القعدة سنة اثنتين وخمسين و
ستمائة؛

(٥٥٩) **مجد الدين** ابو القاسم هبة الله بن ابي محمد
عبدالله بن ابي العباس احمد بن المنصور العباسي
البغدادى نقيب النقباء وخطيب الخطباء
[هو] هبة الله بن عبد الله بن احمد بن هبة الله بن
عبد القادر بن الحسين بن عبد الله بن عبد الله بن
عمر بن عبد العزيز بن محمد بن ابراهيم بن المنصور بن ^{حضر}
عبد الله بن محمد بن علي بن عبد الله بن العباس، كان
وافر العلم والادب حسن الايراد للخطب، فصيح
اللهجة قائم الحجّة، وكان اوحدا زمانه علما ونسكا
وقراءة، ويسلك طريق الفقهاء، ولما صوّت حسن في ايراد
الخطب والبرحاء في اثناء ما يورده، وقدّم المستنصر بالله
النقابة على الهاشميين، وليسّر الحري بالطرز المنهية
وقدّ سيفاً محلياً بالذهب، وأعطى فرساً بالهذهبية،
وانعم عليه بالف دينار، و [اعطى] من المال يك
الترك ثلثة اعدا للخدمة، وذلك في العشر من المحرم
سنة ثلثين وستمائة، شافه بذلك نصير الدين
ابن الناقدا، وكانت [وفاته] ليلة الاثنين ثالث عشر
جمادى الاخرة سنة خمس وثلاثين وستمائة، ودفن الى جانب
دكة الامام احمد بن حنبل؛

(٥١٠) **مجد الدين** ابو الفضل هبة الله بن علي بن محمد
يعرف بابن الصاحب - البغدادى حاجب الحجاب ستاذ

الدار

ذكره ابن النجار في تاريخه، وقال: تولى بعد والده
حاجباً بباب النوبى في جمادى الآخرة سنة اربع وستين
 وخمس مائة في الايام المستنجدية، ثم ولاه المستفي
 بامر الله استاذية الدار سنة احدى وسبعين و
 خمس مائة، ولما قدم بالامر الناصر لدين الله صار يولى
 ويعزل، ولعزل في علوشانه الى ان قُتل في التاسع من
 شهر ربيع الآخر سنة ثلاث وثمانين وخمس مائة والحق
 في دجلته؛

(٥١١) **مجد الدين** ابو المعالى هبة الله بن محمد بن
 علي بن المطلب البغدادى كرماني الاصل الوزير
 ذكره محب الدين محمد بن النجار، وقال: تولى ديوان
 الزمام في ايام الامام النقتدى بامر الله، ثم في ايام ولده
 الامام المستظهر بالله، ثم قلده المستظهر الوزارة في سنة
 خمس مائة فاقام وزيراً سنتين واربعاً عشر اياماً ثم عزل
 وسمع الحديث من القاضي ابي الحسين محمد بن علي
 ابن المهدي وطبقته، وكان يحفظ السير والتواريخ و

له انظر ذكرته في تاريخ الكامل (١١: ٢٥٥)؛ انظر ترجمته في الفخرى

(٣٠٣ - ٣٠٤) وتاريخ الكامل (١٠: ١٨٣، ١٨٤، ١٨٥، ٢٠٢)؛

يعرف احوال البلاد ، وكان كثير الصدقة دائماً المعروف
قال ابو غالب شجاع بن فارس الذهلي : مات الوزير ابو المعالي
يوم الاحد ثاني شوال سنة ثلاث وخمسمائة ، ومولده
سنة اربعين واربعمائة ؛

(٥٦٢) **مجد الدين** ابو القاسم هبة الله بن محمد
ابن محمد الحسيني العبيدي نائب النقابة
قال : كان يحب التفسير بالمعاني ومنه قولم : ان الشجرة
الطيبة هي النخلة وان الجبيثة هي الكوث ، ورأس العقل
بعدا ليمان ، بالله تعالى مد اداة الناس ، قال ابو بكر المهدلي :
كتبت الى ابي ليلى بهذا البيت : -

ولكنائي خير من تدان علي الذي للضوم خير من ثياب المعاتب
فكتب الي : اذ قم بالتي هي احسن الآية : فحجني والله ؛
(٥٦٣) **مجد الدين** ابو سعد هبة الله بن محمد يعرف
بابن مكر الشيرازي الوزيري شيراز

رأيت في حضرة مولانا نصير الدين ابي جعفر محمد بن
محمد بن الحسن الطوسي ، وهو شيخ مليح الشيبة طويها
حسن الشكل لطيف الاخلاق حذم في ديوان اتابك سعد
صاحب شيراز ، وله ديوان حسن في جميع الفنون كتبت عنه
بالرصد سنة سبعين وستمائة ، وسألته هل نظر شعر بالتي
فقال : لا ؛ والسند في المفاكهة :-

له كان حافظاً للاخبار توفي سنة ٥٨٠ هـ ، انظر ترجمته في تاريخ الكامل (١٠: ٢١٠) والشذرات (٢: ١٦) ؛

من بعد ردّهم أن تعجروا ما بعد صفقة بيعتين تخيّر
 وزعمتم أن الليالي غيّرت هذا الهوى لا كان من يتغيّر
 أن شئتم أن تصغوني في الهوى أو تعطوا جلالاً لوصال تغدروا
 وادّوا الهدى وكما عهدت إلى العشا والمقتلين إلى الكرى ثم اهجروا
 (٥٦٢) مجد الملك أبو المكارم هبة الله بن صفى الملك
 محمد بن هبة الله اليزدى مشرف الممالك

كان قد قديم بغداد في أيام صدر الدين القاضى القزويني،
 فلما قُتل صدر الدين أقام ببغداد العجم، وفي سنة ثمانين
 وستمائة تحلّم في الصباح علاء الدين، ورفع عليه
 أموال كثيرة قد احتج بها من العراق، وسأعده على
 ذلك جماعة، وفوض إليه السلطان أبا قابن هو لاكو اشراف
 الممالك بأشرفها، وناقش الصباح في الحساب واستولى
 على خزائنه وجرت له أقاصيص ذكرتها في التاريخ
 وخبر أبا قابن بغداد إلى همدان وتوجه في خدمته فمات
 السلطان بهمدان في العشرين من ذي الحجة سنة
 ثمانين وستمائة، وولى الأمر السلطان تكوتار المعروف
 بالسلطان أحمد سنة إحدى وثمانين وانعكس حال
 مجد الدين وظفر به الصباح علاء الدين وأخوه الصباح
 شمس الدين وحُوسِبَ وقُتِلَ شرف الدين هارون يوم
 الأحد سابع عشر جمادى الأولى سنة إحدى وثمانين

له النظر ترجمته في تاريخ العراق (٣٠٥:١)؛

ببوشهر، وانفذ رأسه الى بغداد، فُعلِقَ على باب النوبي
بعد أن طافوا به، واخذوا بسببه الدراهم والثياب من
العمال والنواب؛

(٥٦٥) **مجد الدين** ابو جعفر هبة الله بن يحيى بن
الحسن بن عبد الباقي المعروف بابن البوقى الواسطى الفقيه [٩٧٦
٩٨٥]

المحدث

ذكره الحافظ زين الدين ابو الحسن بن القطيعى فى تاريخه
وقال: كان فقيهاً صحيح السماع، روى ببغداد
عن ابي نعيم محمد بن ابراهيم بن محمد بن خالد
الجمارى سنة سبع وخمسين وخمسمائة، سمع
منه القاضى معين الدين ابو الحسن بن ابي الحسن
القرشى الدمشقى وكانت وفاته فى ثالث عشورى الحجة
سنة احدى وسبعين وخمسمائة؛

(٥٦٦) **مجد الدين** ابو على يحيى بن الربيع بن
سليمان بن حراز العدوى الواسطى المدرّس بالنظامية
ذكره الحافظ محب الدين محمد بن النجار وقال؛
قرأ القرآن المجيد، واقام بالنظامية والمدرّس بها يومئذ
ضياء الدين ابو النجيب الشهرورى، وسافر الى خراسان
فى صعبة يحيى بن فضلان، وقرأ على محمد بن يحيى
طريقته فى الخلافة ولما عاد الى بغداد شهد [عند] قاضى
القضاة محمد بن جعفر العباسى، وولى تدريس النظامية

في المحرم سنة ثلاث وتسعين وخمسمائة، وتوفي
في ذي القعدة سنة ست وستمائة، ودفن بالوردية؛
(٥٦٤) **مجد الدين ابو كرتا يحيى بن زكريا**
ابن يحيى الحرّوبى الكاتب

كان من الكتاب المجيدين، وله تذكرة جامعة
لبحاسن الاخبار ونفث الآثار ورقائق الاشعار ستمائة
بالمونسة، قرأت منها؛ قيل لابن سيرين: اننا نال منك
فاجعلت في حيل؛ فقال: ما كنت لأجل لكم ما حرم
الله عليكم؛ قال: وكان اذا اراد ان يمدح احداً قال:
هو كما شاء الله، واذا اراد ان يمتدح قال: هو كما علم الله؛

(٥٦٨) **مجد الدين ابو المجد يحيى بن ابى الوفا سعيد**
ابن القاضى ابى نصر محمد بن ابى غالب سعيد التكريتى
القاضى

ذكره القاضى تاج الدين ابو زكريا يحيى بن القاسم
بن المصطفى التكريتى في كتاب الاختصاص في التاريخ
الخاص في باب من قرأ عليا، وروى عنه من الثمّة،
وانشد عنه؛ قال: كتب بعض الفضلاء بيتين على
تحت اهداها الى معشوقة لها:-

هى والله بين حل وعقد فاليك الخيار امّا واما
شملا بذا ان يرمى غزالك وينفسى ذاك الغزال المرمى

(٥٦٩) **مجد الدين ابو على يحيى بن عبد الوهاب بن**

صالح بن المعزّم الهذلي الفقيه العالم
 كان من اعيان الفقهاء واماثلهم وحفاظ العلماء و
 افاضلهم ، سمع الحديث من جماعة من الاعيان
 وحدث بأسناده عن انس رضي الله عنه قال ، قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ، رأس العقل بعد الايمان
 بالله التردد الى الناس ، واهل التردد لهم درجة في الجنة
 ونصف العلم حسن المسألة ، والاقتصاد في المعيشة
 نصف العيش ، وركعتان من رجل وريح افضل من
 الف دعة من مغلط ؛

(٥٤٠) مجد الدين ابو الفضل يحيى بن عسكر الانباري
 ثم البغدادى ناظر الحملة

ذكره شيخنا تاج الدين علي بن انجب في تاريخه ، و
 قال ، كان شيخاً متراً فأيّعت الرياسة وهو من بيت
 ذي ولاية وشروعة واسعة خدم اولاً خواجه للملك ربه للملك
 الخواجه جمال الدين قشتم ثم تولى مدينة الانبار
 ضمناً ثم رتب عارض لجيش بادريل ، ثم استعفى من ذلك
 ولما تولى المستعصم بالله رتب ناظراً في الحملة السيفية ، و
 كان معتقداً في علم النجوم ويقول بالعوام والاختيار
 وتوفي في ذي الحجة سنة واربعين وستمائة ومولده سنة
 سبعين وخمسائة ؛

(٥٤١) مجد الدين يحيى بن شمس الدين محمد

ابن شرف الدين مهدي بن ناصر الحسيني الزيدي
الجيل

قدم والده شمس الدين بعد ادحا جاك سنة سبع وثمانين
وستمائة، وامل على نسبه؛

(٥٤) مجد الدين ابو الفرح يحيى بن محمود بن سعد
الثقفي الاصفهاني الفقيه

كان شيخا فاضلا، سمع جميع صحيح الامام ابي
عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري من ٢٠٠ هـ.؛ سمعه
عليه جماعة من الافاضل الامثال: بهاء الدين العزوي
بن رافع بن تميم يعرف بابن شداد، والسديد ابو عبد الله
محمد بن الحصوي الصابوني النصيبي، وجمال الدين
محمود بن برختيار بن عزيز الاربلي في جماعة كثيرة؛ و
ذلك في جمادى الآخرة سنة اثنتين وثمانين وخمسائة؛

(٥٥) مجد الدين ابو يزيد بن محمد بن مسعود بن

ابي يزيد بن عيسى بن محمد بن عيسى بن محمد بن

ابي موسى بن ادم بن عيسى بن سريشان البسطامي

روى كتاب الاربعين للشيخ كهمف الدين اسمعيل

بن الحسن القصري الواعظ؛

توفي سنة ٥٨٣ هـ؛ انظر ترجمته في الشذرات (٣: ٢٨٢) ٤ مياض بالاصل؛

١٤ توفي سنة ٦٣٢ هـ؛ انظر ترجمته في الوفيات وطبقات الشافعية (٥: ٥١٠)

انظر تلمذ الاعلام في ترجمة كهمف الدين اسماعيل في كتاب الكاف؛

(٥٤٢) **مجد الدين** ابو يعقوب يوسف بن رزق الله

ابن عبد الله الواسطي النحوي

ذكره شيخنا تاج الدين في تاريخه وفي كتاب
المدائح المستعصية ، وقال : هو شاب فيه فضل وعند

ادب وهو احد الفقهاء المستنصرية ، ومن شعره :-

اما وقوافي في مدحك تسطر

لأنت من الشمس المنيرة ابهر

وانك اعلى الناس قدرا وهمة

وحلمك اوفى الخلق حلما واكثر

وله من قصيدة اذ لجا --

سلا لذي ارفع القوم : علو وخلفوا القلب مصفودا به الوجع

يا ليتني حين سادوا كنت رائدكم احى زمام المطايا اينما نزلوا

(٥٤٥) **مجد الدين** ابو الفضائل يوسف بن محمد بن عبد الله

الشافعي الدمشقي شيخ دار السنة بد مشق

[هو] شيخ دار السنة النورية بد مشق ، سمع صحيح البخاري

على ابن الزبيدي عن ابي الوقت بسنده ، وسمع على ابن اللق

مسند عبد بن حميد والدارقطني وسمع على ابن الخشوعي

وغيرهم من شيوخ دمشق ، وكتب لنا الاجازة عنه من دمشق

احمد بن محمد بن النجيب الشافعي في منتصف صفر

سنة ثلاث وثمانين وستمائة ،

(٥٤٦) **مجد الدين** ابو الفضل يوسف بن عماد الدين عبد الله

ابن مجدل الدين صدقة - يعرف بابن الناقد - البغدادى
الصدر العالم

من بيت الوزارة والرياسة والفطنة والكياسة ، وله
الاخلاق الحسنة والاداب المستحسنة تسمع على شيخنا
العدل الثقة رشيد الدين محمد بن ابى القاسم وغيره و
اشتغل وكتب وحصل ، وله همة جليلة وقريحة مطوعة ،
وقد حاز شرف الجدين وصار (من) المدحدين المجدين
تشرفت بخدمة له واقتبست من فوائده ؛

(٥٤٤) مجدل الدين ابو الفرج يوسف بن محمد بن
عثمان الحافظى المباركى الكاتب

انشد فى وصف رام بالنبل :-

تعلم رمى النبل من سحر طرفه فصاحب يوم الحرب قوساً واسهما
وصير قلبى فى الهوى غرضاله واجراى على سهميه من كبدى دما
اصاب بهم اللخط والكفت مقتلى وجرحنى هجرانه بعد ما رعى
اذا الشفة الحمراء عرض لرديه ترصع فى لياقوت دُرّاً منظماً

(٥٤٨) مجدل الدين ابو المظفر يوسف بن ابى العلم محمد

ابن هبة الله يعرف بابن البوقى الواسطى الوزير بخوزستان
من بيت الرياسة والعلم والادب ، قال فى كتاب ولاية خوزستان
: لما عزل طهير الدين ابو على الحسن بن عبد الله عن بلاد
خوزستان عين على الصاحب مجدل الدين يوسف للاستقبال
جمادى الآخرة سنة احدى وعشرين وستمائة اقام ناظراً

في مصالحتها وعمارتها وتدبير الجند بها، وحسنت سيرته
في ولايته وشكرت وزارته مدة إقامته، وكانت مدة
نظره في الأمر عشر سنين وشهر واحد وعشرون يوماً،
منها في أيام الملك مظفر الدين وجه السبع أربع سنين و
خمس أشهر، وفي أيام مظفر الدين بهنام مدة خمس
سنين وثمانية أشهر واعد بعدة ظهير الدين الحسن
ابن عبدالله، وحدث عن والده أبي العلاء محمد عن
مهدب الدولة محمد كفاة أبي الحسن علي بن هبة الله
ابن عبد السلام عن أبي منصور محمد بن أحمد بن
الحسن بن عبد العزيز بن مهرا ن العكبري عن الشريف
المرتضى علم الهدى أبي القاسم علي بن أحمد بن الحسين
الموسوي جميع تصانيفه وتوابعه؛

(٥٤٩) **محمد الدين أبو المظفر يوسف بن ناصر الكرجي**

الناصح

كتب الكثير توفيقاً للناس من الكتب المطولة من
التفاسير والحديث والفقه والأدب وغير ذلك، وروى
عن عمرو بن عثمان بن سعيد بن عمر بن جندب بن عمير
الاستبيلي الذي ناقض عبدالله بن المقفع في رسالته المعروفة
باليتمية، وانشد له :-

له كان منيراً للناس وذكره ابن الأثير في الكامل (١٥٠: ١٢) حوادث سنة ٥٩٢٢

له تعرفت على العامة بالأدب الكبير؛

إذا هجَّجَ النِّوَامُ بَتَّ مَسْرَهُدًا
وَكُنْتُ عَلَى خَدَيَّ وَدَمْعِي عَلَى نَحْدِي
يُوْهَمُنِيكَ الشَّرْقُ فِي سَاحَةِ الْمَنَى
فَإَنْتَ تَجَاهِي فِي الْمَنَاجَاةِ وَالذِّكْرِ
(٥٨٠) **مجد الدين** أبو الفضل يوسف بن نصر الجبليّ
الرحيم

كان من العلماء الرحماء الخاملين الذعر، سعن
مراغة، وهو الذي اشتغل عليه مولنا وفخر الدين الرازي
بمراغة سنة سبعين وخمسائة؛

(٥٨١) **مجد الدين** أبو محمد يوسف بن يحيى بن أبي
البركات الجبليّ الفقيه

[نقلت من كلامه :-] قال صالح المتري: دخلت دار الوزير
أبي أيوب الموريا في بعد زوال امره، فاستفتحت أبيات
[بأبيات] استدخرتها من كتاب الله عز وجل في الاعتبار
بغراب المساكن، منها قوله تعالى: "فَتِلْكَ مَسَاجِدُهُمْ كُفُّوا عَنْهَا
مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا جُنُودَ الْوَارِثِينَ" وقوله تعالى
: "فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا" قال: فخرج
إلى عبد اسود، فقال لي: يا بابشي، هذه سدخطة المخلوق
فكيف بسدخطة الخالق؟

له هو سليمان بن أيوب الغوري وزير المنصور، انظر أخباره في تاريخ الطبري

بحسب الفهرس؛ سورة القصص (٢٨) الآية (٥٨) سورة النمل (٢٤) الآية (٥٢)؛

(٥٨٢) **مجد الدين ابوطالب يونس بن احمد بن**

عبد الله الصروي الشاعر

انشده صاحب تاريخ هراة :-

أَحْسَنَ قِرَى شَهْرِ الصِّيَامِ مَوْمِلًا
مَرْضَاتَهُ وَاسْعَدَ بِهِ فَحَانِ قَبِ
قَبْلَ إِلَهِ الصَّوْمِ عِنْدَكَ بِفَضْلِهِ
فَعَلَى السَّعَادَةِ بَعْدَ صَوْمِكَ عَيْبٍ
وَتَلَقَّى الْفَا مِثْلَهُ مُتَقَلِّبًا
فِي سُودٍ غَضَّ النَّبَاتَ مَجْدًا

(٥٨٣) **مجد الدين ابو عيسى يونس بن محمد بن**

عبد المؤمن الفارقي الاديب

قرأت بخطه لابن منير الطرابلسي :-

مَصِيلٌ دِينُهُ فَنَحْنُ عَلَى تَحْصِيلِ دِينَارٍ
وَسَجَادَتُهُ انْجَسَتْ مِنْ مَصِيدَةِ الْفَارِ

(٥٨٤) **مجد الدين ابو عبد الله يونس بن نصر بن محمد**

الساعرجي المدرس الصوفي

ذكره شيخنا من هاج الدين ابو محمد النسفي في كتابه

الذي ألفه في سيرة الشيخ سيف الدين الباخرزي ، و

قال : كان مجد الدين الساعرجي شيخاً مسلطاً يتردد

له هو احمد بن منير المتوفى سنة ٥٢٨ هـ ، به نسبة الى سافوج قرية من قرى اسفند

على خمسة فراسخ من سمرقند ؛ الجواهر المضيئة (٢ : ٣١٢) ؛

الى خدمة الشيخ وزيارته ، فقال له الشيخ ذات يوم : اذا نَعِمْتَ لِمَا لَا تَرْكَبُ دَابَّةً ؟ فقال : ليس لي عادة برحوب الدواب ، ولكن والقي في وسطى ، واخرج هميأنا فيه جملة من الذهب الاحمر ، فقال له الشيخ : لعلك لا تأمن اهل البيت عليه ؟ فقال : بلى والله ! لكنه اذا كان معي اشتد به ازرى وقوى بشره طهرى و قدرت على المشى ، فتعجب الشيخ من علامه ، وعلم صحته مع علوة سنه ، وتوفى محب الدين الساعرجى - وساعرج قصبة سمرقند - في شهر ربيع الاول سنة خمس وخمسين وستمائة ؛

(٥٨٥) المجلد ابو الفتوح نحتكين بن عبد الله المعروف
خفاجة التركى المنجى الامير [M. 986]
[N. 192]

ابو الفتوح نحتكين بن عبد الله المنجى يعرف خفاجة التركى ذكره ابو الحسين بن الصابى فى تاريخه كان شجاعاً مذكوراً وكان على حياية برازالدور وطريق خراسان وقتل فى رابع صفر سنة اربع واربعين واربعمائة ؛

(٥٨٦) المجلد ابو شجاع صغرتكين بن عبد الله التركى لا وحدى الاصفهسا لى ذكره ابن الكلابى فى تاريخه وقال كان من اصحاب الشجاعة وله الهمة العالية توفى فى ذى الحجة اربع وعشرين واربع مائة ؛

مدالبيت قافيتہ مجرڈجلد صفحہ	مدالبيت قافيتہ مجرڈجلد صفحہ
(اوویمیلہ)	٢: ٢٣٠
صَنَجَبُ مُسَبِّحُ كَامِلٌ ٢٤٣ =	٨: ١٦٢
١٠: ٢	١٠: ١٥٠
٩: ٢٦٩	دَعَائِهِ اُخْفِصَ كَامِلٌ ٣٣
(١٢: ١٠)	نُصَوِّعُهُ مَضْجَعٌ ٢٢١
اُودَى ثَقْلِمٌ ٢ ١٠٢	فَشْرَبْنَ يُقَرَّعُ ١ ٢٩٠ =
فَبَدَا يَرْجِعُ ٢ ١٤٢ =	فَعَرَمَنَ اَلْمَعْرَعُ ١ ٣٠٩
٢٤٦	مَاءٌ يَشْبِبُ ١ ٣٦٢ =
٩: ٢٤٤	فَلَهُ يُخْلَعُ ٢ ٢٣١
٢٣١	وَإِذَا تَنَفَّعُ ٢ ٢٥٣ =
١٢: ٣٣٤	٤: ١٦٢
دَعَبْتُ مُسْتَبِصٌ ٢ ٢٥٥	٩: ٤٨
يَعْتَرْنَ اَلْأَذْرُعُ ٢ ٢٠١ =	١٠: ٤٢
١٨٢: ٢	٩: ٣٢٣
٢٠: ٢٤	فَوَرَدَنَ يَتَتَلَّمُ ١ ٢١٠ =
٢٢٢ =	٢: ٣٦
٥٢: ٩	٩: ٣٨٥
١١: ٢٨٥	١٢: ١٥٣
٢٢٣ =	١٤: ٥٤٢
٨: ٢٢٢	فَدَنَا مُقَرَّرُ ١ ٢٢٢

الى خدمة الشيخ وزيارته ، فقال له الشيخ ذات يوم : اذا نُعمت لِمَ لا تتركب دابةً ؟ فقال : ليس لي عادة برحوب الدواب ، ولكن والقي في وسطى ، واخرج هميأنا فيه جملة من الذهب الاحمر ، فقال له الشيخ : لعلك لا تأمن اهل البيت عليه ؟ فقال : بلى والله ! لكنه اذا كان معي اشتدّ به اذرى وقوى بشدّ طهرى و قدرت على المشى ، فتعجب الشيخ من علمه ، وعلم صحته مع علوة سنّه ، وتوفى مجبالدين الساعرجى - وساخرج قصبة سمرقند - في شهر ربيع الاول سنة خمس وخمسين وستمائة ؛

٥٨٥) الرجل ابو الفتوح نحتكين بن عبد الله المعروف
[M. 986]
[M. 992] خفاجة التركى المنجى الامير

ابو الفتوح نحتكين بن عبد الله المنجى يعرف خفاجة التركى ذكره ابو الحسين بن الصابى فى تاريخه كان شجاعاً مذكوراً وكان على حياية برازالدورن وطريق خراسان وقتل فى رابع صفر سنة اربع واربعين واربعمائة ؛

٥٨٦) المجلّ ابو شجاع صغرتكين بن عبد الله التركى لا وحدى الاصفهسا لى ذكره ابن الكلبي فى تاريخه وقال كان من اصحاب لشجاعة وله الهمة العالية توفى فى ذى الحجة اربع وعشرين واربع مائة ؛

مدالبيت قافيتہ مجرہ جلد صفحہ	مدالبيت قافيتہ مجرہ جلد صفحہ
(ادویمہ) ۲: ۲۳۰	صَنَجَبُ مُسَبِّحُ كَامِلٌ ۱ ۲۴۳ (=)
۱۶۲: ۸	۱۰: ۲
(۱۵۰: ۱۰)	۴۶۹: ۹
وَعَانَتْهُ أَخْفَضُ كَامِلٌ ۱ ۴۳	(۱۲۰: ۱۰)
فَصَرَعَتْهُ مَضْجَعُ ۱ ۲۲۱	أَوْدَى ثَقْلِيمُ ۲ ۱۰۴
فَشَرَّيْنِ يُقَرَّعُ ۱ ۲۹۰ (=)	فَبَدَا يُرْجَعُ ۲ ۱۴۲ (=)
فَعَرَمَنَ الْأَعْرَعُ ۱ ۳۰۹ (۴۲: ۱۴)	۴۷۶ (ادویمہ)
مَا لَئِشْبَعُ ۱ ۳۶۴ (=)	۴۷۶: ۹
(۳۳۴: ۱۰)	فَلَهُ يُخْلَعُ ۲ ۲۳۱
وَكَاثَمَتِ يَصْدَاعُ ۱ ۳۹۱ (=)	وَإِذَا تَنْفَعُ ۲ ۲۵۳ (=)
۱۶۲: ۷	(۳۳۴: ۱۴)
۷۸: ۹	وَعَبْرَتُ مُسْتَبِيمُ ۲ ۲۵۵
۶۲: ۱۰	يَعْتَرُونَ الْأَذْرُعُ ۲ ۴۰۱ (=)
(۳۲۳: ۱۹)	۱۸۴: ۴
فَوَرَدَنَ يَتَتَلَعُ ۱ ۴۱۰ (=)	(۶۷۶: ۲۰)
۳۶: ۲	نَبَا الْخُشَعُ ۲ ۴۴۲ (=)
۳۸۵: ۹	۵۲: ۴
۱۵۳: ۱۲	(۲۸۵: ۱۱)
(۵۷۴: ۱۴)	يُعَايِشُونَ الْأَشْجَعُ ۲ ۴۴۳ (=)
۴۲۲ ۱ ۴۲۲	۲۲۴: ۸

صد الب - قافيتہ عدد مجلد صفحہ	صد البيت قافيتہ عدد مجلد صفحہ
فَجَعَلْتُمْ مَرْضِعُ كَامِل ٣ ١١	بَلَّغَ يَجْمَعُ كَامِل ٣ ٢٥
قَتَلِ مُنْقَعُ ٣ ٣٦ =	فَأَبْدَلْتُمْ مَتَجَعِّجُ ٣ ١٢٤ =
(اد فَاثِي) ٢٣٨:١٠	٢٠:٩
٢٥٥:١٣	٣١٦:١٨
١٦٨:٢٠	أَجْعَلْتُ تَرْقَعُ ٣ ٨٦
بَنَوِشِطِ لَمَعُ ٣ ٦٠	فَرَوِ الْأَضْلَمُ ٣ ٢٢٣ =
قَوْمُ تَمَزَعُ ٣ ٩٨ =	١٦٨:٦
٢١٢:١٠	فَأَقْبَضَ مَصِيغُ ٣ ٣٠٢ =
تَحَرَّرَ الْبَصِيغُ ٣ ١٣٠ =	١٠:٥
٢٨٨	١٢٢:١٩
٢٠٩:٦	وَلَطَعْتُ الْأَصْلَمُ ٥ ١٦٣
٢٢٢:٢٠	يَكْرُدُ التَّبَعُ ٥ ٢٤٥ =
فَلَيْسَ تَشْمَعُ ٣ ١٥١ =	١٠٩:٩
٥٣:١٠	٣٤٩
فَالْصَاعُ أَجْدَعُ ٣ ١٦٥ =	٣٤٠:١٣
٢٩١:٩	وَضَعِ هِبْلُكُمُ ٥ ٣١٩ =
٢٢٢:٣	٢٢٦:١٠
٢٩٢:١٠	٣٦٩
وَيَعُودُ زَعَزَعُ ٣ ٢٨٢ =	٢٠ ٦ ٢٠
٨٢:١١	فَصَبَرْتُ تَطْلُمُ ٦ ١٠٤

مد البيت قافيتته بحرفه مجله صفحه	صد البيت قافيتته بحرفه مجله صفحه
فَرَقَى الْمَرْعَى كَامِلٌ ٧ (١٤١=)	٢٢٢:٩
٣٥٤	وَكُنَّا أَضْلَمُ كَامِلٌ ٤ ٢٩٣
٢٢٩:١٠	فَنَعَزْنُهُ جَرَّشُ ٨ ٢١٠=
١٤١=	٣٩٤:٩
(٢٩٣:١٠)	أَوْقَدْتُ الْقَجَرُ ٨ ١٨٤
٢٦٣ ٧	يَعْدُ يَضْلَمُ ٨ ٢٢٠=
٢٩١=	٢٥٢
٣٢٢:١١	٢٤٥:٩
٣٦٩:١٣	١١٣:١٠
٢٩٥ ٧	وَلَقَدْ تَدَفَعُ ٨ ٢٤٦
٩٩ ٤	بَغْرِضِ الْمُسْتَقَمُ ٩ ٥٩
١٦٤ ٤	وَقَاوَرَا ثَبَحُ ٩ ٨٤
١٤٨ ٤	أَمِ الْمَضْجَعُ ٩ ٨٤
٢٠١=	قَدْ كُنْتُ الْاَقْرَعُ ٩ ٢٤٩
٣٩:١٤	وَلِكُلِّ تَبْدَعُ ٩ ٣٥٢
٣٨	هَزَيْتُ بَوَزُ ٩ ٣٥٤
٢٥٨ ٤	تَابَى يَتَبَصَّمُ ٩ ٣٥٨=
٢٨٩ ٤	مَاتَانِي (وَيَتَبَصَّمُ) ٣٦٢
٣٦٦=	٢٥:١٥

مد البيت قافيت به جلد صفحه	مد البيت قافيت به جلد صفحه
حَبْرًا الْبَلَقَمُ كَامِلٌ ٩ ٣٦٨	فَرَقَى مُتَصَيِّمٌ كَامِلٌ ١٠ ٤٥
وَكَاثَمًا دُجَجٌ ٩ ٣٤٢ =	وَإِذَا مُضَرَّعٌ ١٠ ٩٠
٢١١: ٢١٩	وَتَجَلَّدَى أَنْضَعُفٌ ١٠ ٩٣
٢٢٣: ١٠	رَبُّسٌ ضَفْدَعُوا ١٠ ٩٤
٢٤٩ ٩ =	وَإِذَا يَتَقَصِّصُ ١٠ ١٢٨
٤٤: ١٠	مَنْعَ يَتَلَقَّ ١٠ ١٩٤
٢٤: ٢٠	أَكَلَ الْأَمْرَعُ ١٠ ٢١١ =
٢٠٣ ٩	عَبْدِيهِ فَجَلَنَعُ ٩ ٣٢٣: ١٣
٢١٦ ٩ =	فَتَنَارًا مُخَدَّعٌ ٩ ٣٥٤
٢٣٥: ١٣	حَبْرَتُ الْمَيْكَمِ ١٠ ٢٩١
٢٣١ ٩	ذَكَرَ يَتَنَبَّعُ ١٠ ٢٢٣
٢٦٨ ٩	قَالَتْ يَنْفَعُ ١٠ ٢٣٦ =
٢٦٩ ٩	رَاعِمَ مَرْدِجٍ ٩ ٣٠٠: ١٢
٢٣ ١٠	هَلْ الْأَسْلَمُ ١٠ ٢٥٦
٢٢ ١٠	سَبَاقُ مِسْلَمٍ ١٠ ٢٥٨
٢٥ ١٠	وَلَقَدْ شَرُجِعُ ١٠ ٢٦٥ =
٥٣ ١٠	مُتَجَلِّمِينَ أَشْنَمُ ١٠ ١٠: ١٣
٥٣ ١٠	وَلَقَدْ أَشْنَمُ ١٠ ٢٤٤ =
٥٣ ١٠	يَعْكُفِي تَشْنَعُوا ١٠ ٨٣: ١١
٤١ ١٠	وَعَطَارِدُ الْمِصْقَمِ ١٠ ٢٥١

صد البيت قافيتة بجزء مجله صفحة	صد البيت قافيتة بجزء مجله صفحة
بَيْنَا سَلَفُكُمْ كَامِلٌ ١٤ ٢١٢	شَعَتَ يَفْزَعُ كَامِلٌ ١١ ٨٠
وَضِيفَتْ تَشْبِيهُ ١٦ ١٢٦	وَأَسْأَلُ يُمْنُكُمْ ١١ ١٢١
أَمِنْ تَتَوَجَّعُ ١٦ ١٢٣ =	وَعَلَيْتُ الْأَسْرَعُ ١١ ١٢٣
(٣٢٣ من ٣٢٢)	حَرِقَ مَوْلَى ١١ ٣٢٨
وَهِنْ أَرْبَعُ ١٦ ٣٢٥	أَمَدَحْتَ تَظْلَمُ ١١ ٣١٩
وَجَلَاهَا يَنْفَعُ ١٨ ١٤٨	عَجِبْتُ يَرَوْهُ ١١ ٣٤٦
أَفْبَعْدَ أَتَوَجَّعُ ١٩ ٨٢	مِثْلُ يُمْنُكُمْ ١١ ٣٢٣
كَمَدَلَّةِ الْأَرْفَعُ ١٩ ١٦٣	فَنَدَا تَوَزَّعُ ١٢ ٢٢
مَتَفَلَّقَ يُرْضَعُ ١٩ ٢٠٤ =	حَتَّى تُقَرَّعُ ١٢ ٢٦
(١٩٣: ٢٠)	رَاقٍ فَيَفْزَعُ ١٢ ١٨٠
هَلَا تَسْنَمُ ١٩ ٢٤٠	الْعَارِكِينَ أَوْسَعُ ١٢ ٣٥٢
فَحَبَا أَنْبَرُ ٢٠ ٤٦	فَارْحَمَ وَقَمُ ١٣ ١٥١ =
سَبَقُوا مَضْرَعُ ٢٠ ٢٢٩	(١٨٢: ١٩)
وَتَرَمَلَتْ مَضْرَعُهُ ١٥ ٣٤١	تَعْدُو قَمُ ١٣ ٢٩٣ =
صَافِي جَائِعُ ٤ ٣٩٢	(٢٨: ١٩)
صَكَّاهُ هَلَوَاءُ ١٠ ٢٥٢	وَالذَّهْرُ أَرْبَعُ ١٢ ٤٤
وَكَاثِنَا سَمَاعُهَا ٢ ٢١٢	وَمَذَانِبُ تُرْفَعُ ١٢ ٣٤٨
سَائِلُ سَمَاعُهُ ١٠ ٥٣	أَتَا الْقَبْدُ ١٥ ١١٥
وَدَعَا زَمِيحُ ١٠ ٦	وَتَظَلُّ يُمْنُكُمْ ١٢ ٨
أَذْهَرَتْ مَضْرُوعُ ١٠ ٩٨	ظَعَنَ أَتَوَقَّعُ ١٢ ٢١٠

مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة	مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة
حَدَّثَتِ الرَّصْبَعِ كَامِل ١٠ ٢٣١ =	مَتَدَبَّعٌ مَنَسُومٌ كَامِل ١٠ ٢٣١ =
(١٣:١٣)	حَتَّى رُكُوعٌ ١٠ ٢٦٦
وَعَلَيْتُ يَصْقَحُ ١٠ ٢٤٥ =	يَلْوِي وَشَيْعٌ ١٠ ٢٤٥
٢٥٩:٢٠	قَدْ مَرَّقُوهُ ٢٠ ٣
إِنَّكَ الْمُصْنَعُ ١٠ ٨٠ =	هَلَا يَمْنَحُ ٢ ٣١٨ =
تَامَتْ مُقْطَعٌ ١٠ ١٥٢	(٢٢٣:١٣)
وَلَقَضَيْنِ بِهِ جُرْعٌ ١٠ ٢٢٤ =	وَنَقَى نَدَايَ ٥ ١٩٨ =
وَلَحَفَتْهُ بِسَرْعٍ ١٠ ٢٢٢	(١٦٦:١٦)
لَعَبَ الْخِرْدُوعُ ١٢ ١٥	فَكَانَ الْمَخْرَعُ ٥ ٣٦٦
أَقْرَبَيْنِ صُلُقَةٍ ١٦ ٣١٢	يَغْرِيفُ الْمُسْتَنْقِعُ ٦ ١٠
قَدُومٌ سَافِحٌ ١٠ ٢٢ =	فَاجْزِي ٦ ٢٨٢ =
فَعَلَ بِالْإِسْرَاعِ ٢ ٨٥	(١٢٢:٨)
فَرَضِيْتُ بِبُبَاعٍ ٩ ٣٤٣ =	ظَلَمَ الْمُقْلَعُ ٨ ٢٤٦ =
وَكَانَ شَوَاعِي ١٠ ٥٨ =	(٢٦٩:١٥)
١٠٢:١٤	وَمَنَاحُ الْمُضْجَعِ ٩ ٣٥٩ =
(١٦٢:١٩)	٢٣٨
مَرَحَتْ صَاعٌ ١٠ ٨٣ =	(٢٢٤:١٤)
٨٣:٢٠	(١٦٤:١٨)
وَالْخَيْلُ مِفْلَاةٌ ١٠ ١١٥	سَنَمٌ مَخْدَعٌ ٩ ٢١٨
خَيْلَانِ نَاعِي ١٠ ٢٢٣ =	مَا زِلْتُ كَالْخَيْلِ ٩ ٢٢٢

مد البيت قافيته حبر مجلد صفحة	مد البيت قافيته حبر مجلد صفحة
٢٨٨:٢٠ (يمشون يَفْخَعُ رَجَزُ ٩ ٢٢٨)	٢٤١ ١٠ اَحَلَّتْ بِالْأُذْرَاعِ كَامِلُ
٩ ٢٢٤ (=) أَرْجَى إَصْبَعُ	٢٨٣ ١٠ يَأْتِي وَغَوَاعُ
١١٨:١٠ (وَهُوَ يَهْجَعُ ١٠ ١٢)	٢٢٤ ٣ أَمْسَى مُرَحَّنًا
١٠ ٦١ وَأَكَلَ قَضَنُ	٢٨٦ ٥ إِنْ مَوْلَعَا
١٠ ٨٥ وَمَاتَنِي تَطْمَعُ	٢٨٦ ٥ الْخَيْرُ مَوْلَعَا
١٠ ١٤٦ وَلَا يَلْمَعُ	٥٩ ١٠ مِنْ مُشَيِّعَا
١٠ ١٩٤ صَلَنَقَ يَلْقَعُ	٢٣١ ١٦ وَلَقَدْ أَرْبَعَا
١٠ ٢١٢ كَخَضِنِ تَسْفَعُ	٢٠٤ ٢٠ قَامَ فَاسْتَمَعَا
١٠ ٢٢٩ وَفِي مُسْتَعُ	٢٥ ١٢ كَمِ افْطَاعَا
١٠ ٢٦٢ فِي مَبِيدُ	٣١٢ ٤ أَشْرُ دَعَاهَا
١١ ٣١١ إِذَا مَقَنُ	٣٤٥ ٩ أَكَلَتْ الْمَجَاعَةُ
١١ ٣٨١ ثُمَّ مَدَّ عَدَا	٨٨ ١٠ كُلُّ ضَرَجِيْعَا
١٣ ٢٩ يَأْقُرُ أَقْرَعُ	٨١ ١٤ رِبَّ وَالْفَرَجِيْعَةُ
١٣ ٥٣ وَلَا مَقَنُ	٢٣٣ ١٤ كَبِهَتْ نَزْعُ
١٤ ٢٥٤ مَا يَعْجِلُ الْجُرْشُ	٢٢٢ ١٨ بَرَكَ الرُّصْبُ
١٤ ١٩ كَخَضِنِ سَرَعْرَعُ	٣٢٨ (=) ١٤ حَنَّتْ مَقْرُوعُ
١٩ ٢٢ وَلِلْكَبِيرِ أَرْبَعُ	٢٤٥:٢٠ (يَقْرُدُهَا هَجَبَتُ رَجَزُ ٢ ١٣٤)
١٩ ٥٢ أَرْجَى أَجْمَعُ	٥٢ ٨ يَلِي مِدْنَعُ
١٩ ٤٦ يَالَيْتَ تَنْفَعُ	

بيت قافيته بحر مجله صنفه	مد البيت قافيته بحر مجله صنفه
سُرْ يَظْلَعُهُ رَجَزٌ ٣ ٢٦٢	أَوْ رَدَّهَا قَصْدٌ رَجَزٌ ١٠ ٢٠
مَنْ مَنَاقِبُ ٣ ٢٣٨	إِذَا التَّصَرُّعُ ١٠ ١٢٣ =
نَ هَامِعٌ ٨ ١٤٥	(٢٥٠)
عَانَ تَابِعٌ ١٠ ٢٩	طَيْرٌ أَسْرَعِي ١٠ ١٤٤ ص
مَهَا نَزَائِعٌ ١٠ ٢٨٢	لَا الْمَصْنَعُ ١٠ ٢٥٦
سَا اخْتِضَاعٌ ١٠ ١٦٤	يَا ابْنَةَ وَاسْمِعِي ١٥ ٣١٩
و المَنَاءُ ١٠ ٢٠٩	أَفْنَاهُ أَطْلَعِي ١٤ ٢١٣
تَعَم المَنَاءُ ١٠ ٢٠٩	إِذَا بِأَرْبَعٍ ١٤ ٣٠٣
مَحْنُ رَفِيعٌ ٩ ٢٣٢	يَدْفَعُ مِدْفَعٌ ٢٠ ٢٦
الْيَزْبُوعُ ١٠ ١٦٦	مِثْلِي فَغَفَى ٢٠ ١٥٠
عَانَ يُقْطَحُ ١ ٢٦٢ =	يَا مَنْ هَامِعٌ ٥ ١٦٩
نَ التَّعْنِيعُ ٢ ٢١ =	بَاتَ الْمَجَامِيعُ ٩ ٢٠٥
٣٨٩: ٩	بَاتَتْ جَارِعٌ ١٤ ٥٢
(٣٩٠)	دَاوِ انْقِطَاعِهِ ٥ ٣١٩
مَنْخَرُ الْمَوْقِعِ ٤ ٥ =	وَعَلْبَةُ الزَّاعِي ٩ ٢٦١
(١٣٦: ١٠)	يَا رَبِّ وَقَاعٌ ١٣ ٢٠٢
بَدَنُ أَرْبَحٍ ٩ ١٢٩	بِسُّنِّ الصُّلُوعِ ٩ ٢٩٢
نَ تَضْيِيعٌ ٩ ١٨٤	لَا بِالصَّقِيعِ ١٠ ١٤
ذَا الْوَجَّحِ ٩ ٢٠٠	أَنْتَ سَنِيحٌ ١٠ ٣٣

مد البيت قافيته مجزئله صفحه - مد البيت قافيته مجزئله صفحه

لا مَلُوعٌ جِزْءٌ ١٥٨ ١٠ قَالَتْ سَوَّعَهَا جِزْءٌ ١٠ ٢٠

يَالْمَقَّةَ الْمَفْجُوعَ ١٠ ٢٤٨ نَفُتَ مَعَا ١٠ ٣٢

نَحْنُ الْارْبَعَا ١ ٣٢٠ مَنِ اصْبَعَا ١٠ ٦٠

وَأَنْ دَعْدَاعَا ٨ ٢٢٨ = أَقْبَلَنَ ضَلْفَعَا ١٠ ٩٨

كَأَنَّ تَدْرَعَا ١٠ ١٥٦

إِنِّي قُلُوعَا ١٠ ١٦٢ (٣٢٢:٩)

رَأَتْ الْاَلُوعَا ٩ ٣٥٢ يَالْيَتَنِي اُحْتَعَا ١٠ ١٨٠

وَمَنْ زَوْبَعَا ٩ ٣٥٦ = وَالشَّدُّ مِيلَعَا ١٠ ٢١٩

(او زوبعا) ٢٦٨ قال يَنْشَعَا ١٠ ٢٣١ =

(٢٣٢ ص٢)

(١٠:٣٠)

هَيْمَاتَ تَبْرُكَا ٩ ٣٥٦ كَرَّ اَنْصَعَا ١٠ ٢٣٣

رَاعُوا تَبْلَتَعَا ٩ ٣٦٨ كَانَ مُبْرَقَا ١٠ ٢٣٢

رَأَتْ اَخْضَعَا ٩ ٢٢١ خَلَفَتِهَا الصُّبْعَا ١٠ ٢٢٢

قَدْ مَحْزَعَا ٩ ٢٢٣ بَادَرَ فَاَسْتَوْسَعَا ١٠ ٢٥٥

وَمَعَتِ الْمُرْضِعَا ٩ ٢٢٥ يَنْهَى فَهَوَّعَا ١٠ ٢٥٤

نَطَعُنْ اُدْهَعَا ٩ ٢٨٣ فَانْصَاعَ الْاَصْيَعَا ١٠ ٢٤٢

رَأَتْ مُقْنَعَا ٩ ٢٨٥ = اَبَيَّتُ الْاَوْدَعَا ١٠ ٢٩٢

اُدْعَى تَضْلَعَا ١٠ ٣٥٠ (١٢:١٠)

وَدَقَرَتِ الْيَرَمَعَا ٩ ٢٩٢ فَلَا مُقْنَعَا ١٣ ٥٣

وَأَنْ تَزْبَعَا ١٠ ٢ هَاجَتْ يَرْبَعَا ١٢ ٢٠٨

مدالبيت قافيتة هجزة مجلد صفحة

حتى قابعا جز ٩ ١٩٧

رائعة الوقائعا ٩ ٢٩٧

كاننا الصوايقا ١٠ ٧٩

وقئت قعا ١٠ ١٧٠

فاقبلت الاكعا ١٠ ١٩٨ =

(٢٢٢٥

يدعن رافعا ١٠ ٢٠٢

والقيظ المعامعا ١٠ ٢٢٢

كاننا واقعا ١٠ ٢٨٥

حتى رايعا ١٣ ٣٢٣

يامن تصاما ٩ ٢٢٤

لامال نعا ١ ٢٢٥ =

(٢٣٥:١٠

لا نعا ٩ ٢٠٥

حتى سراع ١٠ ١٢

ابجعي مضاعة ١٣ ١٥٨

كل والنقعة ٦ ٢١٤ =

(٢٣٥:١٠

كل ربعة ٤ ٣٦٢

لوكان نفع ١ ٧٢

مدالبيت قافيتة هجزة مجلد صفحة

ارسلت مترعا جز ١٧ ١١٩

والقبيل كععا ١٤ ١٥٥

ارن معا ٢٠ ١٥٤

ان فدعا ٢٠ ١٥٤

تطعك قطع ٢٠ ١٥٤

دعا فاسمعا ٢٠ ٣١٣

اين الجلفعة ٩ ٣٢٢ =

(٢٠٣

(٢٥٤

لقيت اربعة ٩ ٣٢٩

اربعة بالبلقعة ٩ ٢٢٤

نحن صغصعة ٩ ٢٢٤

ورقم لعربعة ٩ ٣٣٨

كانه مرتعة ١٠ ٥٣

اين مطبعة ١٠ ١٠٣

توق الضعة ١٠ ١٦٨

في مقنعة ١٠ ١٤٥

ملا ملنعة ١٠ ٢٠١

لما المزارعا ٤ ٣٩

خلوا والمزارعا ٤ ٢٣٣

مد البيت قافيتة جود جلد صفحه	مد البيت قافيتة جود جلد صفحه
خَوَزَهَا ضَبْعُ جَزْ ١ ٣٤٨	خَوَزَهَا ضَبْعُ جَزْ ١ ٣٤٨
خَوَزَهَا مُنْقَفِعٌ ٢ ١١٣ =	خَوَزَهَا مُنْقَفِعٌ ٢ ١١٣ =
(٢٣٩)	(٨٩:١٠)
دَاوَيْتُهُ الْمُضْطَجِعُ ٥ ١٩٨	دَاوَيْتُهُ الْمُضْطَجِعُ ٥ ١٩٨
يَا لَيْتَ اضْطَجِعُ ٦ ٤٤	يَا لَيْتَ اضْطَجِعُ ٦ ٤٤
إِنَّا الطَّبْعُ ٦ ١٦٩	إِنَّا الطَّبْعُ ٦ ١٦٩
يَا رَبِّ صَدْعٌ ٤ ١٦٤	يَا رَبِّ صَدْعٌ ٤ ١٦٤
يَتَّبِعُهَا الدَّرْعُ ٨ ٥٤	يَتَّبِعُهَا الدَّرْعُ ٨ ٥٤
مَنْ بَضْعٌ ٨ ٣٢٠	مَنْ بَضْعٌ ٨ ٣٢٠
يَا رَبِّ اجْتَمِعْ ٩ ١٢٣ =	يَا رَبِّ اجْتَمِعْ ٩ ١٢٣ =
(٦٣:١٠)	(٦٣:١٠)
إِذَا تَقَعُ ٩ ٣٩٢	إِذَا تَقَعُ ٩ ٣٩٢
وَسَعَتْ يَدُ ٩ ٢٠٢ =	وَسَعَتْ يَدُ ٩ ٢٠٢ =
(٢٣١:١٠)	(٢٣١:١٠)
خَذْنَاهَا الرُّضْعُ ٩ ٢٨٤	خَذْنَاهَا الرُّضْعُ ٩ ٢٨٤
تَرَى مُنْسَلِمٌ ١٠ ٢٢	تَرَى مُنْسَلِمٌ ١٠ ٢٢
قَبِيحَتِ صُقْعٌ ١٠ ٤٠	قَبِيحَتِ صُقْعٌ ١٠ ٤٠
لَنَا فَالطَّجِعُ ١٠ ٨٤	لَنَا فَالطَّجِعُ ١٠ ٨٤
بِحُلِّ الْقَبْلِ ١٠ ٩٤	بِحُلِّ الْقَبْلِ ١٠ ٩٤
إِنَّا جُرْعٌ ١٠ ١٠٣ =	إِنَّا جُرْعٌ ١٠ ١٠٣ =
مد البيت قافيتة جود جلد صفحه	مد البيت قافيتة جود جلد صفحه
سَلُوا أَنْفَعُ جَزْ ١٠ ١٢٣ =	سَلُوا أَنْفَعُ جَزْ ١٠ ١٢٣ =
(٢٣٩)	(٢٣٩)
فَحَيَّتْ قَشْرٌ ١٠ ١٢٥	فَحَيَّتْ قَشْرٌ ١٠ ١٢٥
خَوَزَهَا قَشْرٌ ١٠ ١٦٢	خَوَزَهَا قَشْرٌ ١٠ ١٦٢
قَدْ كَنَعٌ ١٠ ١٦٩	قَدْ كَنَعٌ ١٠ ١٦٩
يُؤَلِّصُ ضَرْعٌ ١٠ ١٨٨	يُؤَلِّصُ ضَرْعٌ ١٠ ١٨٨
يَا لَيْتَنِي جَدْعٌ ١٠ ٢٤٩ =	يَا لَيْتَنِي جَدْعٌ ١٠ ٢٤٩ =
(٣٩٠:١٢)	(٣٩٠:١٢)
تَقُولُ مَكْتَنِعٌ ١٠ ٢٨١	تَقُولُ مَكْتَنِعٌ ١٠ ٢٨١
يَا لَيْتَ الضُّبْعُ ١٠ ٢٨٩	يَا لَيْتَ الضُّبْعُ ١٠ ٢٨٩
كَأَنَّ هُمٌ ١١ ١٤٢	كَأَنَّ هُمٌ ١١ ١٤٢
إِذَا جَدْعٌ ١١ ٣٣٨	إِذَا جَدْعٌ ١١ ٣٣٨
بِحُلِّ الضَّرْعِ ١٢ ١٨٤	بِحُلِّ الضَّرْعِ ١٢ ١٨٤
نَحَيْتُ وَالطَّبْعُ ١٣ ٢٥٣	نَحَيْتُ وَالطَّبْعُ ١٣ ٢٥٣
إِذَا طَلْعٌ ١٣ ٣٤٢	إِذَا طَلْعٌ ١٣ ٣٤٢
نَفَعْلَاهَا هَتَرٌ ١٤ ٣٠	نَفَعْلَاهَا هَتَرٌ ١٤ ٣٠
أَحَاسِمًا فَنَعٌ ١٥ ٢٢٣	أَحَاسِمًا فَنَعٌ ١٥ ٢٢٣
لَتَشْبَعَنَّ شَبْعٌ ١٦ ١٥٦	لَتَشْبَعَنَّ شَبْعٌ ١٦ ١٥٦
قَدْ بِالرُّجْعِ ١٦ ٢٥١	قَدْ بِالرُّجْعِ ١٦ ٢٥١

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه	صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه
١٦٨ ٩ ذُو عُبَابٍ بِالْقَلَمِ رَجَزٌ ٩	٢٠ ١٩ لَمَّا شَبِعَ رَجَزٌ ١٩
١٩٠ ٩ كَيْفَ صَلَّمَ ٩	٢١ ١٩ يَتَّبِعُهَا خَضَعُ ١٩
٢١٤ ٩ أَيْبُضَ خَدَّيْهِ رَمَلٌ ٩	٣٢٢ ١٩ وَانْتَثَرَتْ الْقُطْعُ ١٩
٢٤٠ ٩ وَحَبِيبٌ رَتَعَ ٩	١١٤ ٢٠ دَاوِيَةَ السَّلَامِ ٢٠
٢٥ ١٠ وَخَفَانِي يُسَعُ ١٠	٢٣٩ ٢٠ الْأَنْكَدَانِ مَجْبُوعٌ ٢٠
٤٢ ١٠ فِي كَالصَّقَعِ ١٠	١٩٩ ١ جَذْمُنَاوَالْكَرْعُ ١
٩٢ ١٠ جَعَلَ وَالضَّلَمَ ١٠	٢٤٤ ١٠ طَلَمَ الْوُدَاعِ ١٠
١٢٨ ١٠ وَفُرْدُ فَنَعُ ١٠	٢٤١ ٥ فِي يَنَعَا ٥
١٩١ ١٠ وَتَخَطَّيْتُ الْعَكِيمَ ١٠	٢٤٩ ٤ وَلَمَّا جَبَعَا ٤
٢٠٦ ١٠ يَسِبُ مَتَمُ ١٠	(٤٤٢)
٢٩٢ ١٠ فَتَرَاهُنَّ يَكُمُ ١٠	٢٦٣ ١٠ لَيْتَ وَدَعَهُ ١٠
٢٣٣ ١٠ صَقَلَتْهُ نَصَمُ ١٠	٢٦٢ ١٠ سَلَّ وَدَعَهُ ١٠
٢٦١ ١٠ أَرَقَ مُنْتَرَجُ ١٠	٢٩٠ ١٠ أَحْصَنُوا الْوَكْعَةَ ١٠
(٢٦٦)	٣٤٤: ١٥
٢٦٢ ١٠ فَسَعَى وَدَعُ ١٠	(٢٦٦: ١٩)
٩٢ ١١ وَلِسَانًا قَطَعُ ١١	٣٢٢ ٣ تَمُّ ارْتَفَعُ ٣
٣٣ ١٢ كَالْتَوَامِيَةِ الْفُطُجِ ١٢	(١٨٥: ١٩)
١٥٠ ١٩ وَيَرَانِي يُنْتَزِعُ ١٩	٣٨٠ ٨ فَرَكِبْنَاهَا شَجَعُ ٨
٢٢٠ ٩ سَمَ الدَّعَا ٩	٣٨ ١٠
٣٤١ ١٠ جُعِفَ بِالشُّرْعِ سَوِيحُ ١٠	(١٣٤: ١٣)

مدالبيت قافيتہ مجلد صفحہ	مدالبيت قافيتہ مجلد صفحہ
واحدۃ اذبح سورۃ ۱۳ ۲۸۰	اسعی ساعی سورۃ ۱۹ ۱۰۹
خَنَزَنَ اسْمِعَ ۱۶ ۳۰۰	خُنْذَ مَاتِعَا ۱۰ ۲۰۴
الثوب الصانع ۳ ۲۰۶	كَانَ زَعَزَاعٌ ۸ ۲۸۰
ارْحَبُ صَانِعٍ ۱۸ ۳۱۶	يُطْرِقُ الشُّجَاعُ ۱۰ ۲۲۳
اَحْفِزْهَا قَطْعِي ۱ ۲۴۲ =	تَوَالِ الزَّبَاعُ ۱۴ ۲۹۴
(او اَحْزَمَا) (او قَطْعَا) (۲۵۳: ۱۲)	مَنْ بِيكَ سَاعٌ ۱۸ ۹۸
قَدْ قَصَّجَاعٌ ۸ ۲۷۸ =	صَلَّى مَطَاعٌ ۱۹ ۱۹۹
(۲۴۶: ۱۰)	لَمَّا يَصَاعٌ ۲۰ ۶
مَنْ بِجَعُجَاعٍ ۹ ۴۰۰	مَاضَرَ رِبْعُوا مَسْرًا ۹ ۲۷۷
حَتَّى جُمَاعٍ ۹ ۴۰۷	بَنَى رُدْعٌ ۹ ۴۷۹
حَلَفْتُ اَوْطَاعٍ ۱۰ ۱۱۰	كَانَ شَفَعُوا ۱۰ ۵۰
صَدَقِ قَرَّاعٍ ۱۰ ۱۳۷ =	وَكَانَ وَدَعُوا ۱۰ ۲۶۳ =
(۶۴: ۱۲)	(۶۲۶: ۴)
الْعَيْسُ وَالصَّاعِ ۱۰ ۲۵۸ =	عَلَى شَجَعٍ ۱۶ ۲۲۸
(او الْعِزْمُ) (۳۶۴: ۱۲)	وَقَدْ اَصَابِعُ ۱۱ ۸۰
قَالَتْ اَسْمَاعِي ۱۰ ۳۰۱	وَذَاتُ جَدِّعَا ۱ ۲۲۵ =
شَمَّ جُمَاعٍ ۱۵ ۳۲۳	۶۳۹۲۰۹
لَيْسَ كَالرَّاعِي ۱۹ ۴۱ =	(۸۶: ۱۶)
(۵۱: ۲۰)	اَلْاَلَمَعِي سَمِعَا ۱ ۳۱۴ =

مد البيت قافيتة مجزأة بجلد صفحة	مد البيت قافيتة مجزأة بجلد صفحة
٣٨١ ٣ ٣٨١	(٢٠٣:١٠)
ولا رفعة ٨ ٧٤ =	وشية فرعاً منوفاً ٢ ٢٨٠ =
٢٩٣:٩	١٢٠:١٠
(٣٣٩:١٤)	(٢٤٣:١٥)
أذود الخدعة ٩ ٣١٩	إمّا معاً ٣ ٢٤٩
يحلّ سعة ٢ ١٣٩	في البدعاً ٣ ٣٣١
أجد الداعم غفيد ٢ ٢٨١ =	توم صنعاً ٨ ١٨٦ =
(٢٢٠:٩)	٢٤٥ (او تزو)
كل اجتماع ٤ ٣٨٢	(١٦٦:١٢)
فحرت ببديع ٩ ٣٥٢	إمّا ضلعا ٨ ١٨٦
عليشها الوساخا ٢ ٢٨١ =	الحافظ ربعا ٩ ١٣٢ =
٢٤٣:١٠	(٣٥١:٢٠) (او الحافظ)
(١٣٢:١٤)	وهبت ملتفعا ١٠ ١٨٩ =
مولعات انخلافا ٤ ٨٨ =	١٩٦ (او وعزّت)
(٢٢٩:٩) (او الخلافا)	(٣٨٩:١٣)
سوف الرباعا ٩ ٢٦٢	أقصر فرعا ١٠ ٢٦١
لا أحب اطلعا ١٠ ٤٩ =	إلا تلعا ١٠ ٢٩٢
(٢٢٤:١٤)	أرسل فالصدعا ١٣ ١٣٢
ربّ جبيعا ١٠ ٢١٠	ثم نرعا ١٣ ٣٥٨

مد البيت قافيتة مجزئة بجلد صفحه	مد البيت قافيتة مجزئة بجلد صفحه
نُعَدُّ بِالْمُسَمَّعِ مَتَقَانًا ٣١	حَبِيدُ الْمَصْلَعِ مَتَقَانًا ٣٠
وَفِي مُرْتَعِي « ١٠ ٢٩٦ »	اِذَا مَا الْاِخْدَعُ « ٤ ٨٠
فَمَا مَجْمَعُ « ١٢ ١٩١	وَقَدْ اَمْنَحُ « ١ ٦٥
وَتَنْشَى الْاَجْدَعُ « ٢٠ ١٩٨	كَانَتْ بِالْاَجْدَعِ « ٢ ٢٤١
جَوَادُ بَدْقَاعِهِ « ٩ ٢٢٢	اَتَجْعَلُ الْاَقْدَعُ « ٢ ٢٤١ =
فَلَا اِلْمَعَّةُ « ٩ ٣٢٩	(او وعينيه) ٢٤٤:٣
كَفَّاكَ بَدْعُهُ « ١٠ ٢٢	٢١٨:٤
زَبَانِيَّةُ الْمَعْمَعَةِ « ١٤ ٥٥	مُنْجِدَةٌ تُصْجَعُ « ٢ ٣٦١
	وَمَا الْمَجْمَعُ « ٤ ٢٠٠

غ

وَعَضَّ الْمُنْعَثِجُ حَزْ ١٠ ٣٥	فَلَا صَائِغٌ لَوِي ٩ ٤٢
اِذَا الْمَنَايَا يَصْدُغُ « ١٠ ٣٠٩ =	اِذَا بَاغٌ وَفَر ١٨ ١١٣
(٣٢٣ ص)	وَنُطْعِمُ الْفَرِيغُ « ١٢ ١٥٦
اِلَيْكَ الْاَسْبِغُ « ١٠ ٣١٦	كَمَا فِرَاقًا « ٢ ١٠٠
لَوْ كُنْتُ تُشْعِشِغُ « ١٠ ٣١٩	دُونِكَ الْمَرْفُخُ حَزْ ١٠ ٣٢٣ =
يُعْطِينَ الْاَسْبِغُ « ١٠ ٣٢٦	(او الدَّقِ) ٣٣٢:٥
وَاحْذَرُ الْمُرْغُ « ١٠ ٣٣٢	قَالَتْ اَبْغِيَةُ « ١٨ ١٦٥
اَوْهَى يُدْبِغُ « ١٠ ٣٣٢ =	وَالْبِلْغُ الْاَمْلَغُ « ١٠ ٢٩٩

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة
دَلُوكَ سَابِعُهُ حِزْوَ ١٠ ٣١٥ =	(١١٧٢١٢)
(١٣٢٢	مَا مِنْكَ الْمُنْعِيهِ حِزْوَ ١٠ ٣٣٥
اِذَا اَنْشَلَخَ ٩ ١٣٥	قَوْلَا الصَّيْنِ ١٠ ٣٣٤
فَبِحَتِّ صُدْعُ ١٠ ٣١٤ =	عَرَفْتُ النَّشْغِ ١٠ ٣٣٩
١٣٢٢	لَيْسَ الْمَوْشِغِ ١٠ ٣٢٣
(١٣٢٣	وَالْبَلَاغُ يَبْطِغُ ١١ ٣٨٣
اِنِّي مَرَعُ ١٠ ٣٣٣	تَزَجَّ بِالْبَلَاغِ ١٠ ٣٠١ =
	(١٣١٩

ف

مَنْ اَخَوْفُ لَيْلِ ٣ ١٤٨	وَضَارِيَةٌ مَرَحْشَفُ طَوِيلِ ١ ١١٠
لَدُنَّ الْمُحَلَّفُ ٣ ٣٢٤ =	تَرَى وَقَفُوا ١ ١٨٥
(٢٦٩: ١٤	وَأِنِّي الْمُتَخَوِّفُ ١ ٣٨٣
اِذَا مَشَرَوْفُ ٣ ٥٠٣	وَبَيْتٌ يَرَعُفُ ٢ ٣١٩
فَصَبَّ الْمَوْفُ ٣ ٣٠٨ =	وَعَفْ مَجْلَفُ ٢ ٣٢٦ =
(٢٣١: ١٤	٣٦١: ١٠
كَانَ مُصْعَفُ ٥ ١١٠ =	(٣٤٥
(٢١٨: ١٢	وَكُنْتُ مَصْرُوفُ ٣ ٨٢
اِذَا تَقَطَّفُ ٥ ١٣٥ =	عَسَجَنُ الرُّوَادِفُ ٣ ١٣٨

صد البيت قافيته بحرف جله صفحة صد البيت قافيته بحرف جله صفحة

١٨٩: ٩ (عَرَضُ يَصْتَفُ طویل ٩ ٣٢ =)

١٩٢: ١٤

فَانْلِكَ الْمُتَغَطَّرُ طویل ٥ ١٨٢ =

(١٩: ١٩)

(او المتغترن) ١١: ١٩٨

١٤٤ (يُطْفَنُ أَجَوْتُ ٩ ٢٠١)

عَزَفْتُ تَعْرِفُ ٥ ٢٢٤ = اذا الْمُسَدَّفُ ٩ ٢٤٨

٢٠٨: ٨ دَنِعْمَ يَعْصِفُ ٩ ١٠ ٩٣

١٣٩: ١١ (يَتَلَكَّ يَتَعَطَّفُ ٩ ١٠ ١٣٢)

مَدَّخُلُ الْمُعَرَّفُ ٥ ٣١٩ دَجَاءُ زُفَّتُ ٩ ١٠ ١٣٩

كَانَ الْمُحَوَّفُ ٩ ٦٦ = وَقَوْمٌ أَتَلَفُوا ٩ ١٠ ٣٦١

٣٦١: ١٠ تَنَاقُضُ تَجْدَفُ ٩ ١٠ ٣٦٦

٣٦٨ (مُجِبُّ أَجْدَفُ ٩ ١٠ ٣٦٦)

حَلَّى يَتَقَوَّفُ ٩ ١٥٢ = لَجْدَتْهُمْ تَجْدَفُ ٩ ١٠ ٣٦٨ =

(١١: ٢٠٤)

(١١: ٢٠٢)

ذَا زُيْفُ ٩ ١٩٣ = اذا اَغْبَرُ حَرَجَفُ ٩ ١٠ ٣٩٠

٢٥٤: ١٢ (رَكَمَا أَقْطَفُ ٩ ١٠ ٣٠٣)

سَادَقَهُ مُسَدَّفُ ٨ ٢٠٨ فَمَا يَتَحَنَّفُ ٩ ١٠ ٣٠٣

١: الْمُسَجَّفُ ٨ ٣٥٢ = فَاَنْتُمْ خِيَضَتْ ٩ ١٠ ٣٢٢ =

٣٤٢: ١٥

٩: ٨١

(٣٦٩: ٩)

٩

٣٣: ١١ (أَقْبِيئُوا خُلُوفُ ٩ ١٠ ٣٣٣)

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة

فَذَاكَ مُرْدُوتٌ طَوِيلٌ ۥ ۱۷

اِذَا مُزَجِّفٌ ۥ ۳۰

وَيُضَوِّبُ مُزَاقِفٌ ۥ ۳۸

فَلَنَّا يَزْهِفُ ۥ ۴۱

تَسْرَى زَيْفٌ ۥ ۴۲

وَكُلُّ السُّدَّاتِ ۥ ۴۸

مَوَازِجُ الْمُشْفِشِ ۥ ۸۱

رَأَاهَا الْمُصَنِّفُ ۥ ۱۰۱ =

(١٠٢: ١٩)

بِهَاتِ تَتَصَفُّ ۥ ۱۰۱

وَجَدْتَ الْمُتَضَيِّفُ ۥ ۱۱۲

وَمِنَ الْمُتَضَيِّفُ ۥ ۱۱۲

عَلَى طَرَفُونا ۥ ۱۳۲

وَلَيْعَمَ يَعْرِفُ ۥ ۱۵۱

وَمِنْ مُنْعَصِفُ ۥ ۱۵۴

تَرَفَّقَتْ أَعْنَفُ ۥ ۱۶۳

دَوَاءُ غَرِيفُ ۥ ۱۷۳

فَقَلَّ يَتَخَفُّ ۥ ۱۷۹

وَلَا فَرَّقَتْ ۥ ۱۹۰

له النظر ايضا (١٢: ٢٥٤) -

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة

سِلَاحُكَ تَقْطُفُ طَوِيلٌ ۥ ۱۹۴

وَقِلْتَ تَقْطُفُ ۥ ۱۹۴

قَلَنْتَ تَخْضَفُوا ۥ ۱۹۹

وَيُنْجِرُ الْمَكْتِفُ ۥ ۲۰۵

اِذَا مَا يُعَوِّفُ ۥ ۲۲۲

وَارِثٌ يَنْصِفُ ۥ ۲۲۴

فَبَيْنَا نَنْصَفُ ۥ ۲۴۶ =

(او بينا) ۳۶: ۱۷

۲۱۳: ۱۶

(٣١٢: ٢٠)

وَلَا تُصَيِّفُ ۥ ۲۵۹

طَبَاقًا تُخَكِّفُ ۥ ۸۳

مِنَ الرِّبِطِ تَخْطِفُ ۥ ۱۰۳

سُلَافَةُ الْمُشَوِّفُ ۥ ۲۸۶

فَمَا يَعْنَفُ ۥ ۱۸۳ =

(١٤٣: ١٨)

الِيكَ الْمُتَعَصِّفُ ۥ ۲۱۴

كَأَنَّ مُزَوِّفُ ۥ ۲۱۵

أَتَتْنَا تَقْصِفُ ۥ ۲۰۸

وَمِنْ قَالَعَرُفُ ۥ ۳۲۲

صد البيت قافيته مجزؤه صفة	صد البيت قافيته مجزؤه صفة
١٢: ٢١٩	فَمَا تَصْعَقُ طَوِيلٌ ١٤ ١٤٨
٦٩	قَرِيْبَاهُمُ الْمُتَّقَتُ ١٤ ٣٣٨ =
١٨٦: ١٩	طِيْرِي الزَّعَانِفُ ٦ ١٨٦ =
٣٥: ١١	وَيَهْمَاءُ مُحَلَّفُ ١٤ ٣٥٤
٣٦١	أَلَا تَعْرِفُ ١٨ ١٢٦
١٨٢: ١٥	فَمَا يَتَحَنَّنُ ١٨ ٢٤٣
٢٢٤	وَقَاتِلٌ مُتَكَنَّفُ ١٩ ٢٠٢
٢١٥	وَعَاشِيَةٌ يَتَسَيَّفُ ١٩ ٢٨٨
١٢١	خَفِيٌّ سُدْتُ ١٩ ٢٩٣
١٣٣	فَرَانِكَ الْمُحَلَّفُ ١٩ ٣٣٢
٣٥٢: ٤	فَالْتَقُوا تَقْدَرْتُ ٢٠ ١٦١
١٦: ٩	مَدَى شَاسِفُ ١ ٣٣٢
٣٢١	حَذَبْتُ قَائِفُ ٢ ٢٠٥ =
٢٠٥: ١١	٢٥٩: ١٢
١٤٣	فَمَا نَاطِفُ ٣ ٢٢٢
٢٤	تَضَعْنَ رَوَاعِفُ ٢ ٥
١٣١	فَلَا تَقِي سَقَائِفُ ٥ ٣٤٤ =
٢٤١: ٩	١٣٠: ٨
٣٦٢: ١٢	٥٦: ١١
٣٩٠: ١٠	رَأَوْضُ التَّوَاصِفُ ٥ ٣٨١ =

صد البيت قافيته بحيرة مجلد صفحة

(١٣٤)

إذا مساعف طويل ٥٣

ولاقت الخوالف ٥٩

ونحن مساليف ٦٢

نجاة شارب ٤٥

يقلب شارب ٤٥

لها الصلائف ١١ = ٩٨

(٣٦٢: ١٣)

وخب الأصايف ١١

وقالوا عارف ١١ = ١٢٢

(٢٨٥: ١٦) (او فقلت)

وقفت العوارف ١١ = ١٣٣

وجدى العواطف ١١ = ١٥٥

كواليوم فاضف ١١ = ١٤٥

وافى الغطارف ١١ = ١٤٦

بحبي المتقارفات ١١ = ١٨٥

عذبت قائف ١١ = ٢٠١

فصالوا حائف ١١ = ٢٢٢

تمت أليف ١١ = ٢٩٣

(٣٣٦: ١٩)

فإن نعارف طويل ١٠ = ٣٩٠

رأت والإخرايف ١٠ = ٣٩١

ألا المخاسيف ١٠ = ٢١٥

أخو خاسيف ١٠ = ٢١٦

إذا خاشيف ١٠ = ٢١٧

وأذني راجف ١١ = ٢١٢

(٢٨٢: ١٢)

جلا راعف ١١ = ٢٣

وما في صايف ١١ = ٢٨

يقلب الزحائف ١١ = ٢٣١

(١٨: ١٤)

تذخر الزخارف ١١ = ٣٣

فما الزعارف ١١ = ٣٥

كصعدة الزعارف ١١ = ٣٦

كسما زعارف ١١ = ٣٤

وما زائف ١١ = ٢٢٢

(١٨: ١٢)

(٢٢: ٢٠)

البيت قافيتہ مجزؤ مجلد صفحہ	مدالیت قافیتہ مجزؤ مجلد صفحہ
١ واحِفٌ طویل ١١ ٣١٠	كَانَ واحِفٌ طویل ١٩ ٣٣٤
ملاۃ الجواہِرُ ١٢ ٣	اَكَلَ طَائِفُ ٢٠ ١٢٦
اِهْقُ رَادِفُ ١٢ ٢٦٦	فَاِنْ خَائِفُ ٢٠ ١٦٦
نَزَتْ شَائِفُ ١٣ ٢٢٢	يَقْلِبُ الْمَنَاشِفُ ٢٠ ٢٠٥
مَثَدُ (كذا) شَائِفُ ١٣ ٢١٩	وَحَطَّتْ الطَّوَائِفُ ٢٠ ٢٥٥ =
١ حَالِفُ ١٣ ٢٣٨	٢٩٩: ٢٠
بَعَى صَارِفُ ١٥ ٢١	٢٠٠: ١
بَيْتُ الْمُخَاوِفُ ١٥ ١٤٣	فَلَمَّا مَشَارِفُهُ ١ ٨٩
بَالُ مَوَالِفُ ١٥ ٣١٠	اُتَانَا رِقَافُ ٨ ٥٩
لَلْ وَاقِفُ ١٥ ٣٩٩	فَأُطْمِئِنَّتْ كِتَافُ ٨ ٥٩
مُرُتِ الْعَوَاصِفُ ١٥ ٣٩٩	اِنَّ لَضَعِيفُ ١ ٢٥٤ =
لَلْ الطَّرَائِفُ ١٥ ٢٢٨	٢٢٥: ١١
لَبِّ شَاسِفُ ١٦ ٣	لِيَصْنُوْ حَفِيفُ ٢ ٢٦٢ =
تَوَلَّ وَاقِفُ ١٦ ١٣١	٢٦١: ٢
لَاَنَّ جَوَائِفُ ١٦ ١٣٥	٢٦٠: ٦
مُهِدِكَ دَالِفُ ١٦ ٢٥٦	٢٤٣: ١٣
كَأَنَّ حَالِفُ ١٨ ٩٣	بِقَوْلٍ كُفُوْتُ ١١ ٢١٢
نَمْرُكُ آلِفُ ١٦ ٢٠٩	لَعَبْرَى مَشُوْتُ ١٢ ٢٦٤
فَيَصْرُ الْمُتَقَارِفُ ١٨ ٢٢٢	وَأَعْطَاكَ عَيُوفُ ١٣ ٤٦

مدالبيت قافيتته بحرفه مجله صفحه ٤	مدالبيت قافيتته بحرفه مجله صفحه ٤
أَمْرٌ وَكَيْفُ طَوِيلٍ ١٥ ١٣٢	غَدَتِ مُصَلِّفٌ طَوِيلٌ ١١ ٩٩
فَهْنٌ صَرِيفٌ ١٥ ٢٢٢	عَلَيْكُمْ الْمُتَّقِينَ ١١ ١٠٢
هَنْيئًا رَفِيفٌ ١٩ ٢١٨	كَانَ مُطْنِفٌ ١١ ١٢٨
وَلَا السَّعْفُ ٤ ١٢٨	عَلَانَتًا يَتَقَرَّبُ ١١ ١٨٦
كَانَ الْغُلْفُ ٤ ٢٦٣ =	وَهْنٌ تُقْطَفُ ١١ ١٩٢
(١٩٩: ٢٠)	إِذَا بِالْجَانِفِ ١١ ٢٦٥ =
جَوَابُ الصَّرْفِ ٩ ٢٦٦ =	(١٩: ٥٤٤)
(٢٠٦: ١٠)	تَحَعَّتْ بِالْيَصْفِ ١١ ٢٦٦
فَأَبْنَا جَرَفٍ ١٠ ٣٤٠	عِظَامُ التَّوَارِفِ ١١ ٢٤٢
فَلَا الشَّعْفُ ١١ ٨٠	ظَلِيلُ الْمُتَّقِينَ ١١ ١١٣
مَصَادُ بِالْأَلْفِ ١٢ ١٣٢	إِذَا الْمُتَّقِينَ ١٩ ٥٥
وَكُنْتُ وَشَعْفُ ١٢ ١٠٠ =	كَانَ الْخَلَائِفُ ١ ٣٩٠
(٢٤٢: ١١)	مِنْ الرُّعْبِ الْخَوَائِفِ ١ ٢٣٣
فَكَلَّمْنَا هَذَا تَحْنِفُ ٤ ٦٨	إِذَا الْعَوَارِفِ ٢ ٢٢٢
فَتَدْخُلُ الْمَعْرِفُ ١٠ ١٤٣ =	كَانَ وَاقِعٌ ٣ ٢١٤
(١٢٥: ١١)	لَمَّا الْقَدَائِفِ ٦ ٢٠٦
إِذَا الْمُخْضَلَفُ ١١ ٢٢٢	إِذَا السَّوَالِفِ ٨ ٥
لِلْمُسَةِ الْمُرْدِفِ ١١ ١٢	يَكُنُّ الزُّخَارِفِ ٩ ١٣٣
إِذَا تَصَدَّفُ ١١ ٩٠	وَدَادِ كَالْكَرَاسِفِ ٩ ١٨٩

مد البيت قافيته مجزء مجلد صفحة	صد البيت قافيته مجزء مجلد صفحة
وَأَغْصَفَ الْعَوَازِفَ طویل ۱۴ ۳۲۶	وَيُطْرِقُ مُصَادِفَ طویل ۱۰ ۲۸۶
أَلَّا رُبَّ الصَّاحِقِ ۱۵ ۱۰۲	وَلَوْ جَادِفٍ ۱۰ ۳۶۶
شَفِيتُ الشَّرَاسِفَ ۱۶ ۹۶	إِذَا خَانَ جَادِفٍ ۱۰ ۳۶۸
تَبَصَّرَ الْمُخَارِفَ ۱۶ ۱۳۲	أَلَمْ الْجَوَائِفَ ۱۰ ۳۸۰
مَحَلَّةُ خَوَالِفَ ۱۸ ۴۶	إِذَا بِالْحَصَائِفَ ۱۰ ۳۹۲
يَشْعَثُ الْقَوَارِفَ ۱۹ ۶۲	جُبَالِيَّةُ الْحَنَاجِفَ ۱۰ ۴۰۵
صَبَا الزَّفَارِفَ ۱۹ ۳۱۳	تَعَرَّضْنَ الْخَوَاطِفَ ۱۰ ۴۲۶
مَسْتَمِنَ الرَّوَاعِفَ ۲۰ ۱۳۸	إِذَا الْمَطَارِفَ ۱۰ ۴۴۹
وَأَعْجَبَمَا قِصَافٍ ۳ ۱۲۶	وَصَنَتِ السَّقَائِفَ ۱۱ ۵۶
لَقَدْ شَوَارِفَ ۱۱ ۷۶	وَتَبَسَّمَ السَّوَائِفَ ۱۱ ۶۶
يُحَيِّرُنِي مُقْلَاتِي ۲۰ ۱۱۹	إِذَا بِالصَّفَائِفَ ۱۱ ۹۸
أَيَا طَرِيفٍ ۵ ۳۱۱	نَحْوُ الرِّصَالِفَ ۱۱ ۱۰۰
فَقَدْ نَاكَ بِالْوُفِ ۱۵ ۱۰۲	وَأَشْقَرُ وَالْعَطَائِفَ ۱۱ ۱۵۵
ذَا دَخَلَتْهَا حُرْفَا ۱۶ ۱۹۰	وَيُصَيِّحُ عَوَائِفَ ۱۱ ۱۶۷
وَأَنْتَ مِرْخَفَا ۱۱ ۳۲	وَمُعَبَّرَةٌ بِالصَّفَائِفَ ۱۱ ۱۸۱ =
فَإِنْ تَغَطَّرَفَا ۱۱ ۱۷۶	(۳۱۱:۱۱)
عَشَّيْتُ أَطَافَا ۲۰ ۷۲	وَأُخْوَى وَارِفَ ۱۱ ۲۷۱ =
فَأُتْسِتُ مُسِيفَا ۱۱ ۶۸	۲۰۶:۱۷
طَرَفُ ۱۱ ۱۵۷ =	(۱۷۴:۱۸)
(۱۰۳:۱۳)	فَلَمْ وَاقِفَ ۱۲ ۹

مدالبيت قافيتہ مجر مجلد صفحه	مدالبيت قافيتہ مجر مجلد صفحه
سَارُوا فَالْوَكْفُ بَسِيطٌ ۱ ۴۵۹	سَائِلُ ارْزُدْهُوَ بَسِيطٌ ۱۱ ۴۱
فَأَضَعَتْ وَالْحَذَفُ ۲ ۱۸۵	تَرْقَاعُ مُزْدَهَفٌ ۱۱ ۴۱
كَأَنَّمَا صُغِفُ ۲ ۳۰۵	بَلْ مُزْدَهَفٌ ۱۱ ۴۱
إِلَى طَرَفُ ۳ ۴۳۸	حَتَّى السَّعَفُ ۱۱ ۵۳
قَالُوا أَنْكَشَفُوا ۴ ۱۲۹	وَقَدْ شَسِفٌ ۱۱ ۷۷
إِنَّ أَنْصَرَفُوا ۴ ۱۶۴	بَنِي خَزَفُ ۱۱ ۹۱
كَأَنَّا جَدَفُوا ۴ ۳۸۶ =	سُودِ الطُّنْفُ ۱۱ ۱۲۸
(۳۶۷:۱۰)	تَشَكُّوا ظَلَفُ ۱۱ ۱۳۵
أَعْطُوا سَرَفُ ۴ ۴۴۹ =	سَمِعُ عَنْهُ ۱۱ ۱۶۳
۱۰:۴۰۵	يَا حَبِذَا الْغُرْفُ ۱۱ ۱۷۱
(۴۴۹:۱۱)	تَهْوَى يُتَّقَفُ ۱۱ ۱۸۲
لَا السَّدَفُ ۴ ۴۷۱	كَمْ يُلْتَحَفُ ۱۱ ۲۲۶
مَا اللَّطَفُ ۵ ۲۷۲	أُبْقَتْ دُظْفُ ۱۱ ۲۷۲
كَأَنَّا جَدَفُوا ۶ ۱۴۹	يُزَمِّلُونَ كَلَفُ ۱۳ ۳۳۰ =
لَمَّا الْغُرْفُ ۶ ۳۰۱	(۲۲۶:۱۶)
فَأَجْرَمَتْ شَرَفُ ۶ ۴۶۳	مَثَلُ وَاللَّجَفُ ۱۴ ۲۳۶
فَأَصْبَحُوا فَيَنْصَرُونَ ۷ ۳۱۸	كَأَنَّمَا ظَلَفُ ۱۴ ۳۰۷
هُوَ الْخَيْفَةُ جَنَفُ ۱۰ ۶۲	صَبَّحَنَ تَجَفُ ۱۴ ۳۳۳
وَقَسِرَبُوهَ وَالْأَنَفُ ۱۰ ۳۵۶	كَالْأَسُودِ النَّظْفُ ۱۵ ۲۶۴
لَسْنَا الْحَجَفُ ۱۰ ۳۸۳	كَأَنَّتْ وَقَفُوا ۱۵ ۳۹۹

صد البيت فانيت به مجلد صفحة	صد البيت فانيت به مجلد صفحة
حتى مُزَاجِيْفٌ بسيط ١١ ٣٠	وَالْفَارِسِيَّةُ سَلِفٌ بسيط ١٦ ١٣٢
كَأَنَّ مُزَاجِيْفٌ ١١ ١٦٤ =	يَا مَنْ الصَّدَفُ ١٩ ١٦٣
(١٩٣: ١٩)	أَنْتَ حَى يُقْتَرَفُ ٢٠ ١٨٢
لِصَا الصَّيَارِيفِ ١٣ ٣١١ =	طَلَسَ دُلْفُ ٢٠ ١٩١
(١٣٢: ٢٠)	وَكَانَ وَالْأَلْفُ ١٠ ٣٥١ =
مَأْدَى عُلْفُونُ ١٣ ٢٠٦	(أو ما كان) (١٣٨: ٢٠)
الْأَحْلِينَ أَتَا فِيهَا ٢٠ ١٣٣	فَأَضَعْتَ وَالْحَذَفُ ١٠ ٣٨٣
كَأَنَّ خَوَافِيهَا ١ ٣١٨ =	أُمْسَى بِالْغُرَفِ ١١ ١٤١ =
١٦١: ١٥	(١٨٠: ١٥)
(٢٢٠: ١٥)	حَابِي اللَّقْفِ ١١ ٢٣٣ =
أَوْ أَعْوَجِي فِيهَا ١٠ ١٨٩	(٢٩٠: ١٦)
كَأَنَّهُ فِيهَا ١٣ ٢٢٤	تَنْغِي الصَّيَارِيفِ ٣ ٣٣٦ =
الْحَنَزُ أَضْيَا فِي ١٣ ٢٩٤	٩٢: ١١
وَعَارِزِبِ الْحَا فِي ١٣ ٢٣٨	٨٩: ١٥
بِأَحْرَنِهِ الْحَا فِي ٢٠ ١١٤	(٢١٢: ٢٠)
وَقَرُّوا شَنْفًا ١ ١٤١ =	فَعَدَّ الْغَطَارِيفِ ٢ ٣١٢
(أو شَنْفًا) ١١: ٤٥٨ =	يَا لَهْفَ تَلْهِيفِي ٥ ٩٢ =
٣٠: ١٢	٢٣٦: ١١
(٢٢٢: ١٥)	١٥٤: ١٥
عَشِيَّتُ طَافَا ١ ٢٤٩ =	قَدْ مَلُحَّوْفُ ٦ ٨٨

صدالبيت قافيتته مجز مجلد صفحة	صدالبيت قافيتته مجز مجلد صفحة
٣٠٩ رَمُّ اخْتَرَفًا بسيط ١٣	(او، طافا) ٥٤٠٩
٢٦٠ عَوْدًا الْقَذْفًا ١٢	(١٣١:١١)
٣٢ لَيْتَ انْعَشَفًا ١٥	وَالْكَبْشُ وَاغْتَرَفًا بسيط ٣ ٢١٣
١٢٠ وَحَدَّثَ نَشَفًا ١٤	تَوَّ نَصَفًا ٣ ٢٥٢
١٢٢ شَمَّ شَسَفًا ١٤	وَلَيْكَةِ السَّدَفَا ٦ ١١٨ =
٢٩٨ بَلَغِبَ حُنْفًا ١٤	(٣٩٤:٤)
٢٤٩ يُعَرِّى سَلَفًا ١٩	يَعُودُ كَلِفًا ٩ ٣٨٩
٣٦٩ عَادَ رَدَفًا ٢٠	يَحْتَادُ خَشَفًا ٩ ٢٢٢
١٤٤ حَتَّى الضَّفِّ ١١	يَضْحَى نُدَفًا ٩ ٢٢٢
٣٥٣ زَعَمْتُ الْآفُ وَآخِرُ ١٠	كَأَنَّ حَصَفًا ١٠ ٣٤٠
٣١١ فَمَا تَضْيِيفُ ١	حَتْمَانُهَا وَالزَّلَفَا ١١ ٣٠
٢٠٥ وَذُبْيَانِيَّةُ الْقُرُوفُ ٢	إِذَا شَسَفًا ١١ ٤٤
(١٨٩:١١)	وَلَنْ شَنِفًا ١١ ٨٥
٨ تَوَاعَدْنَا خَلِيفُ ٥	عَوْدًا الْقَذْفًا ١١ ١٨٥
(٢٣٥:١٠)	ظَلَّ النَّصَفَا ١١ ٢٢٤
٢١٥ نَعَمُّ تَعِيفُ ٦	إِنِّي اتَّصَفَا ١١ ٢٤٢ =
٢١٩ وَذُبْيَانِيَّةُ وَالْقُطُوفُ ٤	(٣٢٣:١١)
٣٢٤ إِذَا الْإِلُوفُ ٩	وَمَارِدَ تَرَفَا ١١ ٣١٣
٣٩٣ حَدِيثُكَ تَصِيفُ ١٠	تَنْجِرُ سَعَفًا ١٢ ١١٠

صد البيت قافيته بمجره مجله صفحه	صد البيت قافيته بمجره مجله صفحه
يَدُ الْكُفُوفِ وَد ٢٠ ٣٠٣	نَسَوْتَ الْعَلِيْفُ وَد ١٠ ٢٠١
صَبَحْنَاهُمْ وَافِي ٣ ٣٣٣	تَعَلَّمْ حَنِيفُ ١٠ ٢٠٣
تَوَكَّنَا مَنَافِي ٣ ٢٢٩	أَتَيْتُكُمْ خَشُوفُ ١٠ ٢١٩
أَوَالِدُكُمْ النِّعَافُ ٣ ٢٤٣ (=)	تَوَمَّلْ تَقِيْفُ ١٠ ٢٢٢
(٢٩٩: ١٩)	فَبَيْنَا دُفُوفُ ١١ ٣
فَلَمَّا صَافِي ٢ ٨٩ (=)	وَلَقَرَى الشَّفِيْفُ ١١ ٨٣
(٢٢٠: ٥)	يَدُ الْكُفُوفِ ١١ ٢١٢
تَجَذَّبُهَا الْحَوَافِي ١٠ ٢٠٤	حَرِيْمًا الْكَنِيْفُ ١١ ٢٢٠
لَقَدْ الضَّعَافُ ١١ ١٠٢ (=)	فَلَمْ اللَّقِيْفُ ١١ ٢٣٣
(٢٨٨: ٢٠)	فَأُلْفَى نَسِيْفُ ١١ ٢٢١ (=)
فِرْدَا الطَّرَافِ ١١ ١١٤	(٢٥١: ١٥)
وَارَتْ عِجَافُ ١١ ١٣٨	مِنْ دَرِيْفُ ١١ ٢٤١
لَقَدْ الضَّعَافُ ١٥ ٢١٢	أَحْدَثُ وَقُوفُ ١١ ٢٤٥
تَقُولُ الْعِطَافُ ١٤ ٣٣٩	أَتَيْتُكُمْ خَشُوفُ ١١ ٣٦١
وَارَتْ الْأَشَافِي ١٨ ١٢٣	فَأَخْلَفْنَا نَطُوفُ ١٣ ١٥٨
فِيْمُ حَافٍ ١٩ ١٤٩	إِذَا الْوَجِيْفُ ١٣ ٢٠٢
كَأَنَّ مُوَافِي ٢٠ ٢٨١	فَلَمْ اللَّقِيْفُ ١٩ ١٥
فَجَاؤَا الْأُتُوفِ ١٠ ٢٢٨	أَيَسَّحُطُ الْكِنِيْفُ ١٤ ٢٢١
وَمَاذَا حَنِيفُ ١٠ ٢٠٢	صَرِيْفُ الشُّفُوفُ ١٩ ١٠١
وَحِيْفُ الْعُدُوفِ ١١ ١٣٩	فَقَالَ تَعِيْفُ ٢٠ ٢٥٨

صد البيت قافيته مجز مجلد صفحة	صد البيت قافيته مجز مجلد صفحة
واذا خذروا كامل ١١ ٤٠	للبس الشفوف ٢٩٥ ١٤
وكان معجوف ١١ ١٣٨	وكنث قفاها ٢٠ ٣
فوددت كتيبت ١١ ٢٠٥	ابوت ترفا ١٨ ٤
حرف خطيبت ١٢ ٣٣١	قفينا السيوفا ١ ٢٢٤
وتعرون عريف ١٢ ١٢٨	نظيم رؤوفا ١١ ١١
حتى كالمخض ٢ ٢٢٢ =	قد السديفا ١١ ٢٨
٢٢٢:٤	تخال مدوفا ١٨ ١٣٤
(٢١٩:١٠)	وعلى دلف كامل ٢٠٢ =
فأجزته مخرف ٣ ٢٠٢ =	(٥:١١)
(٣٢٨:١٠)	إلا متخصف ٩ ٢٤٤
ولقد المجيف ٣ ٢٤٤ =	قد قلت تعرف ١٠ ٣٦٠
(٣٤٤:١٠)	قال تزعج ١١ ٣٠
إلا متخصف ٢ ٣١٢ =	وتقول يشنف ١١ ٨٥
٢٣٢:٩	يخطي لودف ١١ ٢٤١
١٤٢:١١	أشليتها ترسف ١٩ ١٤٥
(٣٠٤:١٢)	عمر وعجاف ٢ ٣٥٢ =
واذا للمضعف ٩ ٢٩٤ =	(٩٢:١٢)
٥٣:٤	وسريته محصاف ١٠ ٣٩٢
(١٥٩:١٨)	أف شعوف ٥ ٣٩٥ =
لما خريف ٤ ٩٠	(١٣٢:١١)

تأبیت قافیتہ مجملہ صفحہ	صد البيت قافيتہ مجملہ صفحہ
نَبَوًا الْمَوْجِعَ كَامِل ٤ = ٢٠٠	كَأَنَّكَ مَنَافٍ كَامِل ٣ = ٢٠٠
٢٠٢	الرَّاسُ ثَوْنٌ لِلْأَصْبَافِ ٨ = ١٩٩
(٣٥٣: ١٠)	قَدْ حَكَرْتُ وَالْخِذْرَافِ ١٠ = ٢٠٩
مَنْ الْأَنْفِ ٤ = ٢٢٢	وَيَكْلَلُونَ الرِّجَافِ ١١ = ٢٢
(٣٥٥: ١٠)	الْفَيْضُ كَرَوَافِ ١١ = ١٤٩
مَنْ مَعْرُوفٍ ٤ = ٢٦١	مَنْ الْإِثْرَافِ ١٤ = ١٢١
١٩٣: ٨	مِنْ شَاعِرِ الْقَافِ ١٤ = ٢٥٨
١٢٦: ١١	يُرْوَى مَخْلُوفٍ ١٠ = ٢٢٥
(١٩١: ١٤)	يَسِرُّ عُلُوفٍ ١١ = ١٦٣
تَدُ الصَّيْفِ ٨ = ٣	(٢٣٣: ١٤)
(١٠٣: ١١)	رَافٍ الْمَعْرُوفِ ١٥ = ٢٨٤
تَدُ بِالْمَشْرِوفِ ٨ = ٢٦٢	بَآتٍ عَفَا ٣ = ٩٤
٣٨٩	وَكَانَ فَاهَا ١٢ = ٣٣١
٢١٢	وَكَانَ الْمُنَاقِفِ ١٠ = ٣٦٣
٢٣٩	فَارْسَلَتْ مَشْعُوفَهُ ٥ = ٢٢٠
٢١٨	(١٨٠: ١١)
تَدُ لِلْمُدْنَفِ ١٢ = ١٨٠	فَمَا فُوفَهُ ٩ = ٢٥٢
٣٥٢	تُخِيلُ ذَرْفُهَا ١١ = ٥٤
٢٨	عَنْجَرْدُ أَعْرَفٍ ٢ = ٣٠٢
٨	(١٢٦: ٩)

صد البيت قافيته بحذو مجله - صفحة	صد البيت قافيته بحذو مجله - صفحة
أَبْلُ تُعْرِفُ مِنْ ١٠ ٣٤٢ =	لَا يَأْكُلُ الْقَلْبُ رِجْلًا ١١ ٢٩٩ ع
(٣٩٢: ١٠)	إِذَا الْخَوْفُ ١١ ٢٣٥
فِيهَا مُسَلِّتٌ ١١ ٦٢	إِذَا الْمَلْهُوفُ ١١ ٢٢٩
وَمِنْ أَهْدَفُوا ١١ ٢٦٠	كَأَنَّا الْمَخْرُوفُ ١٨ ١١٨
إِبْدُ مَوْقِفٌ ١١ ٢٤٨	وَمَلْجِدٌ كَفَى ٣ ٢٩٥
عَنْجَرْدُ أَحْلِفُ ١٦ ١٠٢	إِنْ لَمْ يَدْفِ ١٠ ٢٨٩ ع
وَمَوْقِلٌ رَجِيفٌ ١ ٣٤٠	جَارِيَةٌ كَالنَّوْفِ ١٠ ٢٠٦
لَمْ تَعْجِيفُ ٣ ٢٠٦ =	كَأَنَّ قَفَّ ١١ ٦٩
(١٣٤: ١١)	مَا زِلْتُ الضَّفَّ ١١ ١١٠
(٢٢٥: ١١)	جَارِيَةٌ عَوْفِي ١١ ١٦٥
أُودَى هَيْفٌ ٥ ٢٠٢	إِنْ الْأَلْفُ ١١ ٢٣٢
كَأَنَّهُمُ الْعَطُوفُ ٤ ٢٠٨	يَا رَيْحًا الْأَلْفُ ١١ ٢٣٢
لَكِنَّ الصَّارِفُ ٨ ٣٣٨ =	وَجَفَرُ جَفَّ ١١ ٢٥٩
(٢٩٢: ١١)	كَأَنَّ وَالْخَلْفُ ١٨ ٢٥١
يَقُولُ حَفِيفٌ ١١ ٣٩٤	لَا يَكْفِيهَا ٣ ٢٢٠
لَمْ يَفْزُهَا نَصِيفٌ ١٠ ٢١٠	هَذَا فِيهِ ١٨ ١٦٩
أَنْتَ الْخَشِيفُ ١٠ ٢١٨	طَلَّةُ الْعَلْفُ ١١ ٣٢
وَرَاكِبُ خُلُوفُ ١١ ١٥	وَهُنَّ بِالْتَقَافِ ١١ ٢١٨ ص
جَوَابُ الْقَلِيفُ ١١ ٢٨	إِذَا الْخَوَافِ ٩ ٣٢٢
أَحَانَ شَطُوفُ ١١ ٤٤	إِذَا هَائِفُ ١٨ ١٩١

مد البيت قافيته مجز مجلد صفحة	مد البيت قافيته مجز مجلد صفحة
جَزَّاشِعُ الْأَوَافِ جِزَا ٢٣٦	جَزَّاشِعُ الْأَوَافِ جِزَا ٢٣٦
أَرْمَ قَذَّافٍ ١٠ (٢٢١) =	أَرْمَ قَذَّافٍ ١٠ (٢٢١) =
قَدِيجَمُ الْجَانِي ١٦ ٣٢٦	قَدِيجَمُ الْجَانِي ١٦ ٣٢٦
نَاَزِحَةُ الْمُسْتَأَفِ ٢٠ ١٣٦	نَاَزِحَةُ الْمُسْتَأَفِ ٢٠ ١٣٦
أَفْرَغُ الْآفِ ٢٠ ٢٦١	أَفْرَغُ الْآفِ ٢٠ ٢٦١
يَحْمِلُنَ الْخِفَافِ ٢٠ ٢٦٣	يَحْمِلُنَ الْخِفَافِ ٢٠ ٢٦٣
يَا أَيُّهَا الْمَكُونُ ١ ٢٦٨ =	يَا أَيُّهَا الْمَكُونُ ١ ٢٦٨ =
لَمَّا الدِّفَافِ ١١ ٣ =	لَمَّا الدِّفَافِ ١١ ٣ =
أَكْرَمُ الْوُفِ ١ ٣٢٠	أَكْرَمُ الْوُفِ ١ ٣٢٠
لَا الْجُوفِ ٣ ٣٥٣ =	لَا الْجُوفِ ٣ ٣٥٣ =
تَنْحَلَّ عِجَافٍ ١١ ١٣٩	تَنْحَلَّ عِجَافٍ ١١ ١٣٩
دُحِّبَ الْخَوَافِي ١١ ١٦٨	دُحِّبَ الْخَوَافِي ١١ ١٦٨
مِنْ حَبُوفٍ ١٠ ٢١٢	مِنْ حَبُوفٍ ١٠ ٢١٢
حَلْبَانِيَّةٌ صُوفٍ ١١ ١٠٢٠٩٤	حَلْبَانِيَّةٌ صُوفٍ ١١ ١٠٢٠٩٤
يَدْعُنَ الْمُنْقُوفِ ١١ ١٨٢	يَدْعُنَ الْمُنْقُوفِ ١١ ١٨٢
فَصِلَ بِالْخُوفِ ١١ ٢١٢	فَصِلَ بِالْخُوفِ ١١ ٢١٢
تَصَفُّ النَّجُوفِ ١١ ٢٣٤	تَصَفُّ النَّجُوفِ ١١ ٢٣٤
قَدِ حَفِيفٍ ١١ ٢٦٠	قَدِ حَفِيفٍ ١١ ٢٦٠
نَاهَبْتُمُ الرِّيفِ ١٣ ١٩٠	نَاهَبْتُمُ الرِّيفِ ١٣ ١٩٠
كَانَ الشُّفُوفِ ١٨ ١٤٢	كَانَ الشُّفُوفِ ١٨ ١٤٢
قَدْ عَلِمْتُ مَنَافٍ ١٠ ٣٦٥	قَدْ عَلِمْتُ مَنَافٍ ١٠ ٣٦٥
يَحْمِلُ الْخِفَافِ ١٠ ٣٢٩ =	يَحْمِلُ الْخِفَافِ ١٠ ٣٢٩ =
يَا أَيُّهَا الْمَكُونُ ١٠ ٣٢٦ =	يَا أَيُّهَا الْمَكُونُ ١٠ ٣٢٦ =
لَمَّا الدِّفَافِ ١١ ٣ =	لَمَّا الدِّفَافِ ١١ ٣ =
قَدْ اصْطَلَفَ ١١ ٣٩٢ =	قَدْ اصْطَلَفَ ١١ ٣٩٢ =
تَنْحَلَّ عِجَافٍ ١١ ١٣٩	تَنْحَلَّ عِجَافٍ ١١ ١٣٩
دُحِّبَ الْخَوَافِي ١١ ١٦٨	دُحِّبَ الْخَوَافِي ١١ ١٦٨
وَهُوَ الْقَذَّافِ ١١ ١٨٢	وَهُوَ الْقَذَّافِ ١١ ١٨٢
هَيَّجَمَا مُجْتَافٍ ١١ ٢٠٦	هَيَّجَمَا مُجْتَافٍ ١١ ٢٠٦
فَلَيْتَ حَفَافٍ ١١ ٢١٤	فَلَيْتَ حَفَافٍ ١١ ٢١٤
أَفْرَغُ نِيَابٍ ١١ ٢٥٤	أَفْرَغُ نِيَابٍ ١١ ٢٥٤
كُلُّ الْأَعْرَافِ ١١ ٢٥٨	كُلُّ الْأَعْرَافِ ١١ ٢٥٨
يَأْوِي نِيَابٍ ١١ ٢٥٨	يَأْوِي نِيَابٍ ١١ ٢٥٨
وَالرَّحْلُ أَرْدِهَافٍ ١١ ٢٥٨	وَالرَّحْلُ أَرْدِهَافٍ ١١ ٢٥٨
تَبَطَّرُ شَرَّافٍ ١١ ٢٦٢	تَبَطَّرُ شَرَّافٍ ١١ ٢٦٢

مد البيت قافيته بمجره مجله منجحه	مد البيت قافيته بمجره مجله منجحه
ذاري اُحْصِنَا رِز ١٠ ٣٩٣	لَمَّا وَالْعَفَا رِز ٩ ٥٣ =
هَدِيَّة حَفَفَا ١٠ ٣٩٥	(٤٦٠: ١١)
نَاجٍ وَجَعَا ١٠ ٣٩٨ =	لَمَّا مُشْرِحًا ٩ ٦٢
(او، جَعَا) (١٢٣: ١٩)	سَأَلْتُ تَخَفَا ١٠ ٣١
وَأَقَطَمُ أُسْدَا ١٠ ٣١٦	سَأَلْتُ حُفَا ١٠ ٣٢٩
جَوْنِ الْخُشْفَا ١٠ ٣١٨	بِهِ النُّفَا ٦ ٣٦ =
حَتَّى تَحْشَفَا ١٠ ٣٢٠	(٢٢: ١٣)
يَرْفَعُنْ أُسْدَا ١٠ ٣٢٣ =	نَشَانُ الْأَرْفَا ١٦ ٣٢٨
(٢٥٠: ١٦)	بَأَذْفَعَتْ وَاسْتَقْفَا ١٦ ٩٣
فَأَقْضِرَ الطُّرْفَا ١٠ ٣٢٦	رُبَّ كَالْقَفَا ١٠ ٣٤٢
وَالشُّدْرُ تَرْحَلَفَا ١١ ٤	طُرْبِي كَفَا ١١ ٢٣٣ =
فَشَرَّ نُرْفَا ١١ ١٩	(٢٦٢: ١١)
وَالشُّمْنُ أَرْحَفَا ١١ ٢٩	كُلُّ هَرَشَفَا ١١ ٢٦٢
وَالشُّسُّ تَرْحَلَفَا ١١ ٣١	قِيَحْتُ قَفَا ١ ٣٠٢
نَاجٍ إِحْقُوقَفَا ١١ ٣٨ =	وَشَجَرَ فَجَفَا ٢ ٢٤٩
(٢٦٨: ١١)	عَلَا أَجُوفَا ٩ ٢٨٣
أَدْنَعَهَا أُسْدَا ١١ ٣٦٦ ع	أَعْدَدْتُ مِجْرَفَا ١٠ ٣٦٨
يَرْفَعُنْ رُجَفَا ١١ ٣٦	وَارِثُ اخْرُودَفَا ١٠ ٣٨٨ =
يَجِيدُ تَسْرُوعَفَا ١١ ٥١	(٢٦٣: ١٩)
وَمَرِيَاوُ تَشْدَرَفَا ١١ ٤٣	تَخَالُ تَحَرَفَا ١٠ ٣٨٨

صد البيت قافيته بحرفه مجله صفحه	صد البيت قافيته بحرفه مجله صفحه
وَلَا تُفْلِكَ دَجَن ١١ ١٣٢	وَمَرِيَّا تَشْرِفًا رَجَز ١٩ ١٦٦
الْحَمْدُ غُطْرَفًا ١١ ١٤٦	رَبِّ الْعُرْفَا ٢٠ ١٢
يَعَادُ تَغْيِفًا ١١ ١٤٩	حَتَّى الصَّفَا ٢٠ ٢٢٠
وَصَادَ النُّعْفَا ١١ ١٨١	مُشَاخَسًا خَائِفًا ٤ ٢١٦
سَلْمَبَيْنِ لِحَفَا ١١ ٢٢٢	فَارْمُ خِفَافًا ٦ ١٠٩
وَقَدْ مُنْزَوًا ١١ ٢٣٨	أُولَئِكَ الْأُدَا ١٠ ٣٢٥
كَأَنَّ قُطْفًا ١١ ٢٣٨	رَبِّ عِجَافًا ١٠ ٣٥١
جَعَلْنَا لِحَفَا ١١ ٢٥٢	عَقْبَانَ الْأُسْدَا ١١ ١٢٦
تَضْحَكُ أَهْيَفًا ١١ ٢٦٠	نَغْرَسُ اسْدَا ١١ ١٢٤
جَوْرِبُ الْمُوَحَّفَا ١١ ٢٦٩	وَتُحْدِرَاتِ الْحَفَافَا ١١ ١٤٢
تَسْمَعُ الْمُوَحَّفَا ١١ ٢٦٩	نَحْنُ الْأُسْلَا ١١ ٢٢٤
لَمَّا تَزَحْلَفَا ١١ ٢٧٣	مَا بَالُ وَالْإِيْجَافَا ١١ ٢٥٥
وَقَدْ مِلْحَفَا ١٣ ٣٩٣	نَحْنُ لَصَافَا ٢٠ ٢١٥
إِذَا خُطْرَفَا ١٣ ٣٩٩	بِالْغَيْرِ شَرِافَا ٢٠ ٣٣٠
خَالَطَ وَفَا ١٤ ٣٢٣	يَا لَيْتَ الْأَوْفَا ٦ ٤٤
قَدْ عَنَّتْ أَعْجَفَا ١٤ ٢٦٣	يَا لَيْتَ السَّيُوفَا ٦ ١٠٢
وَعَالِمِ الْخَفَا ١٨ ٢٥٤	لَعَنَ طَرِيفَا ٩ ٣٢٩
	أَتَحْمِلُونَ الْمُنْدُوفَا ٩ ٢٢٢
	يَنْزِي وَالْجَفِيفَا ١٠ ٣٤٢
	قَدْ نَزَحَتْ خَسِيفَا ١٠ ٢١٥
	أَمْسَى جَوْفَا ١١ ١٨٠
	أَمْسَى مَجَوْفَا ١١ ١٩٢

مد البيت قافيته مجردة بحلة صفة	مد البيت قافيته مجردة بحلة صفة
بَاتَتْ عُكُوفًا رَجَزًا ١٨ ١٠٩	بَاتَتْ عُكُوفًا رَجَزًا ١٨ ١٠٩
أَقْبَلْتُ كَالْخَرَفِ ٢ ١٩٢ =	أَقْبَلْتُ كَالْخَرَفِ ٢ ١٩٢ =
شَدَّ النَّطْفُ ١١ ١٩٥ =	شَدَّ النَّطْفُ ١١ ١٩٥ =
(٢٢٨:١١)	(٢٢٩:١٠)
كَأَمَ الْكَرْمِ ٥ ٢٠	كَأَمَ الْكَرْمِ ٥ ٢٠
أَقْبَلْتُ الْفُ ٩ ١٥٨	أَقْبَلْتُ الْفُ ٩ ١٥٨
وَأَسْمَعُوا النَّطْفُ ١١ ٢٥٦ =	وَأَسْمَعُوا النَّطْفُ ١١ ٢٥٦ =
لَسْنَا تَحِفُ ١١ ٢٦٩	لَسْنَا تَحِفُ ١١ ٢٦٩
لَمْ يَنْقُ إِسْكَافُ ١١ ٥٨	لَمْ يَنْقُ إِسْكَافُ ١١ ٥٨
لَوْ الضَّافُ ١١ ٢٢٢	لَوْ الضَّافُ ١١ ٢٢٢
أَنْتَ جَانِي رَمْلٍ ٤ ٢٦٤	أَنْتَ جَانِي رَمْلٍ ٤ ٢٦٤
وَبَنُوا الصَّحَافَا ٩ ٣٠٨	وَبَنُوا الصَّحَافَا ٩ ٣٠٨
وَلَقَدْ الْمُسْتَضَافَا ١١ ١١٣	وَلَقَدْ الْمُسْتَضَافَا ١١ ١١٣
رُبَّ الزَّعْفِ ١١ ٣٥	رُبَّ الزَّعْفِ ١١ ٣٥
وَقُرْمَانُ ١٩ ١٣٤	وَقُرْمَانُ ١٩ ١٣٤
إِذَا مُغْضِفُ سَرِيحٍ ٣ ١٠٣	إِذَا مُغْضِفُ سَرِيحٍ ٣ ١٠٣
(١٤٥:١١)	(١٤٥:١١)
مُعَرِّدِي وَالْغَرِيفُ ١٠ ٥٢	مُعَرِّدِي وَالْغَرِيفُ ١٠ ٥٢
إِذَا مُعْصِفُ ١١ ١٥٣	إِذَا مُعْصِفُ ١١ ١٥٣
(١٤٣:١١)	(١٤٣:١١)
حَتَّى كَالزَّلْفِ ١١ ٣٩	حَتَّى كَالزَّلْفِ ١١ ٣٩
يَا أَيُّهَا الشَّنْفُ ١١ ٤٩	يَا أَيُّهَا الشَّنْفُ ١١ ٤٩
يَوْمَ تَعْتَرِفُ ١١ ٩٠	يَوْمَ تَعْتَرِفُ ١١ ٩٠
أَوْ رَدَّهَا الْعَدَفُ ١١ ١٢٠	أَوْ رَدَّهَا الْعَدَفُ ١١ ١٢٠
حَتَّى الْغُسْفِ ١١ ١٤٣	حَتَّى الْغُسْفِ ١١ ١٤٣

صد البيت قافيته مجرء مجلد صفحه	صد البيت قافيته مجرء مجلد صفحه
رَبِّ الْعُرْفِ مَنْسُورٌ ١١ ١٢٢	تَغْتَرِّقُ نَزْفٌ مَنْسُورٌ ١١ ٨٢ =
وَأَسْتَيْقَنَتْ مُتَّحِفَةً ١٠ ٣٥٩	٢٣٩: ١١
الْحَافِظُ وَكَفْ خَفِيفٌ ١١ ٢٨٠	(١٥٨: ١٢)
وَهِيَ إِشْرَافٌ ٢ ١٠	كَانَ جَلْفٌ ٢ ٢٨ =
أَصْبَحَ خُلُوفٌ ٦ ٣٠٥ =	(٣٤٦: ١٠)
(٢٣٥: ١٠)	نَحْنُ مُخْتَلِفٌ ٢ ٣٩١
وَلَنَا الشَّيُوفُ ٨ ٢١٩	تَمْشِي الْجُفُوفُ ٥ ٢٢١
وَأَبَارِقٌ خَفِيفٌ ١٠ ٢٢٦ =	يَا مَالِ السَّرَفُ ٦ ٣٥١
(٢٩٩: ١١) (أو بأباريق)	تَنَامُ تَنْعَرُفٌ ٦ ٢٢٣ =
حُلُوفٌ عُلُوفٌ ١١ ١٦٣	(١٤٠: ١١)
وَبَنِي كَالشَّيُوفِ ١ ٢٩١	لَنَا دُلْفٌ ١١ ٦
وَلَقَدْ مَصْدُوفٌ ٩ ٢٦٥	يَبِضُّ السَّدَفُ ١١ ٢٤
قَاعِدًا مُجْدُوفٌ ١٠ ٣٦٤ =	رَأَى سَعَفٌ ١١ ٥٢
(أو مُجْدُوفٌ) ١٠ ٣٦٨	لَوْ السَّلَفُ ١١ ٥٩
مُحْدُوفٌ ١٠ ٣٨٥	لَا شَرُوفٌ ١١ ٤١
(٢٣٨: ١١)	بَيْنَ قَضَفٌ ١١ ١٩٢
بَيْنَمَا التَّقِيعُ ١١ ٢٠٢ =	حَوْرَاءُ قَصِفٌ ١١ ٢١٩
(٢١٣: ١٦)	نَحْنُ السَّدَفِ ١١ ٢٤
جَالِسٌ مَدْدُوفٌ ١١ ٢٣٨	نَحْنُ السَّلَفِ ١١ ٥١ =
وَصَدَمٌ مَدْدُوفٌ ١١ ٢٣٨	(٦٦٢: ٢٠)

مَدَّ الْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِجِدَّةٍ مَجْدُ صَفْحَةٍ	مَدَّ الْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِجِدَّةٍ مَجْدُ صَفْحَةٍ
وَمَا الشَّيْفُ مَتَقَارِبُ ٢٨٢ ٣ =	وَحَثُّنَ الْعَطِيفِ خَفِيفُ ١٢ ٣٣٠
(٢٢٣:٥)	وَمَا مَصْرُوفُ مَتَقَارِبُ ٢٠٣
كَانَ رِيفًا ٣ ٢٢٨ =	فَلَمَّا أُسْدِفُ ٦ ٢٤١ =
فَلَا خِفًا ٣ ٢٩٨ =	(٢٤:١١)
(٢٢٨:١٠)	مُجَلِّعَةً تَلَصِّفُ ١١ ٢٢٤
خَضُخَتْ عَطُوفًا ٥ ٢٥٥ =	وَلَدَاتِ نَيْفُ ١١ ٢٥٤
٣:٩	عَلَيْهِ لُتْسَعُطُفُ ١٣ ٢٥٥
٤	لَيْسًا أَوْغَفًا ١١ ٢٢٩
(١٥٨:١١)	عَوَانِذُ اِكْتِنَافًا ٥ ٣٣
٣٤٢:١٣	وَمَا اَلْصَافَا ٨ ١١٠ =
(١١٣:٤٤)	(٢٤٢:١١)
اَجَشَّ كَثِيفًا ٨ ١٦١ =	كَانَ دِيَا فَا ١١ ٤ =
(٢٠٩:١١)	(٢٤٥:١٣)
أَرَقَّتْ خَفِيفًا ٩ ٤١ =	أَفَاخَ كَتَا فَا ١١ ٢٠٣ =
فَأَقْبَلَ جَزِيفًا ٩ ٣٤٣ =	(١٤٥:١٨)
(٣٤١:١٠)	أَحَارِ كَفَا فَا ١١ ٢١٤
فَذَاكَ نَيْفًا ١٠ ١٩	مَرَّتُهُ اِنْجَافًا ١١ ٢٣٤
وَتَبَسَّمَ الْجُفُوفَا ١٠ ٢٩٣ =	قِيَامَا اِنْتِسَافًا ١١ ٢٣١
(٣٤٢:١٠)	تَقَدَّمَتْنِ اِسْتَهَافًا ١١ ٢٦٤
أَسَالَ جُوفًا ١٠ ٣٤٩	وَأُجِبْنُ أَضَافًا ١٦ ٢٣٥

مَدَّ الْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِجِدَّةٍ مَجْدِدَةٍ صَفْحَةٌ	مَدَّ الْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِجِدَّةٍ مَجْدِدَةٍ صَفْحَةٌ
فَلَمَّا خَلِيفًا مَقْصُودًا ١٠٥ ٢٢٢ ٢٢٢	فَلَمَّا خَلِيفًا مَقْصُودًا ١٠٥ ٢٢٢ ٢٢٢
وَمَا دَسَنِي مُسْتَضِيفًا مَقَارِبًا ١١٢	وَمَا دَسَنِي مُسْتَضِيفًا مَقَارِبًا ١١٢
لَسَمًا وَلَيْفًا ١١ ٢٨٢	لَسَمًا وَلَيْفًا ١١ ٢٨٢
فَإِنَّ عَنِيفًا ١٤ ٢٢١ =	فَإِنَّ عَنِيفًا ١٤ ٢٢١ =
(١٥٤:١٩)	(١٥٤:١٩)
أَلَا يَضِيفُ ١٩ ٥	أَلَا يَضِيفُ ١٩ ٥
وَجَدْتُ الزُّوْفَا ١١ ٢١	وَجَدْتُ الزُّوْفَا ١١ ٢١
دَعَا يَسُوفًا ١١ ٤٤	دَعَا يَسُوفًا ١١ ٤٤
قَدَّافُنِي الْوُطَيْفَا ٢٠ ٣٠٤	قَدَّافُنِي الْوُطَيْفَا ٢٠ ٣٠٤



أَفِي تَطَلَّقُ طَوِيلًا ٢٢٥	أَفِي تَطَلَّقُ طَوِيلًا ٢٢٥
أَحْبَبُ أَرْقُ ١ ٢٨١	أَحْبَبُ أَرْقُ ١ ٢٨١
بَنَاهُ مَوْثِقُ طَوِيلًا ٣ ٣٠	بَنَاهُ مَوْثِقُ طَوِيلًا ٣ ٣٠
أَلَمْ سَمَلَقُ ١ ٢٩١ =	أَلَمْ سَمَلَقُ ١ ٢٩١ =
إِذَا اللَّيْلُ تَخَفَقُ ٣ ٤٤	إِذَا اللَّيْلُ تَخَفَقُ ٣ ٤٤
جَبَالِيَّةٌ سَهْوَقُ ٣ ١١١ =	جَبَالِيَّةٌ سَهْوَقُ ٣ ١١١ =
(٣٠:١٢)	(٣٠:١٢)
وَقَدْ يَرِزُقُ ١ ٢٨٢	وَقَدْ يَرِزُقُ ١ ٢٨٢
إِذَا الْأَوْدَعُ أَحَقُّ ١ ٢٦٢	إِذَا الْأَوْدَعُ أَحَقُّ ١ ٢٦٢
لَسَنُ مَطْرَقُ ٢ ١٩	لَسَنُ مَطْرَقُ ٢ ١٩
وَرَبِّ مُعَلَّقُ ٢ ١٣٤	وَرَبِّ مُعَلَّقُ ٢ ١٣٤
تَأْمُرُ يَسْتَقُ ٢ ٣٤٦ =	تَأْمُرُ يَسْتَقُ ٢ ٣٤٦ =
فَنَجَّجَهَا يُشْرِقُ ٣ ١٩٨	فَنَجَّجَهَا يُشْرِقُ ٣ ١٩٨
فَمَنْ يُسَبِّقُ ٣ ٢٥٣	فَمَنْ يُسَبِّقُ ٣ ٢٥٣
(٢٥٥:١٢)	(٢٥٥:١٢)
(٣٨٤:١٠)	(٣٨٤:١٠)
(٢٠٦:٢)	(٢٠٦:٢)
(٣١:١٢)	(٣١:١٢)

مد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة	مد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة
فَأَصْبَحَ مَحْرُوقٌ طويل ٩ ١٨٣	لَعَمْرِي تُحَرِّقُ طويل ٣ ٢٢٢
وَلَا يَأْفِقُ ٩ ٢٥٨ (=)	لَهَا مُحَقَّقٌ ٢ ٣٩
(٢٨٦: ١١)	وَأُخِذَتْ مَدْحَقٌ ٢ ١٣٢ (=)
فَصَلَ مَدْحَقٌ ٩ ٢٤٢	(٣١٩: ٢)
أُرِقْتُ يَا رِقٌ ٩ ٢١٨	فَحَلَّتْ سَمَلَقٌ ٢ ١٦٨
رَحِيحَةُ مُطَرِّقٌ ٩ ٢٤٣	نِضْوَةٌ تَبْرُقُ ٥ ١٢٨
ورادعة مَفْتَقٌ ٩ ٢٤٩	لَدُنْ مُمَرِّقٌ ٥ ٢٥٣
طِرَاقٌ يَتَرَقُّ ٩ ٢٩٩ (=)	مَذْكُورَةٌ سَهْوَقٌ ٥ ٣٩٦
(٢٨٩: ١٢)	فَجَاءَتْ مُشْبِرُقٌ ٦ ١٥ (=)
بِأَشْجَعِ أَفْرَقٌ ١٠ ٣٨	(٣٤: ١٢)
هُوَ الصَّارِ نُفْرَقٌ ١٠ ٣٤٩	(٢٩٤: ١٩)
يَدِ يَلْحَقُ ١١ ٢٠	وَنَحْنُ مُنْقَنَقٌ ٦ ١٨٠
وَزَافَتْ التَّلَاقُ ١١ ٢٣	فَإِذَاكَ يَتَأَبَّقُ ٤ ٢٣٤ (=)
وَيُجَبِّي وَالْحُورُوقُ ١١ ٩٢ (=)	(٢٨٣: ١١)
(٣٦٦)	إِلَى أُخْلَقُ ٨ ٣٠٢
وَتُصْبِحُ أَوْلَقُ ١١ ١٢٩ (=)	قِلَاصٌ تَفَرَّقُ ٨ ٣٥٠
(٢٨٨)	رَضِيحِي تَتَفَرَّقُ ٩ ٥٦
وَرَدَتْ مُحَلَّقٌ ١١ ١٥١	(١٤٢: ١٥)
هِيَ نُفْرَقُ ١١ ١٦٢	(٢٥٨: ١٤)

سَدَّ ابْيَيتَ قَافِيَتَهُ بِجُودِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ سَدَّ ابْيَيتَ قَافِيَتَهُ بِجُودِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ

يَدَاكَ تُنْفِقُ طَوِيلُ ١١ ٢١١ وَهَدَّ مُطَرِّقُ طَوِيلُ ١٢ ٨٦

أَبَاهِدُ أَوْلَقُ ١١ ٢٨٨ وَتَبَسِّمُ تُطْلَقُ ١٢ ٩٤

وَلَوْ يَبْرُقُ ١١ ٢٩٢ نِصَارُ أَعْلَقُ ١٢ ١٢٢

وَنَازِلَةٌ تَحْرُقُ ١١ ٣١٩ وَقَدْ فَتَعَلَّتْ ١٢ ١٢٦ =

يُجَابِي يَتَفَرَّقُ ١١ ٣٢١ (٣١٤: ١٢

فَمَا مَحَزَقُ ١١ ٣٣١ وَلَا بُدَّ فَيُتَّقُ ١٢ ١٤٣ =

فَذَاكَ مَحْزَرَقُ ١١ ٣٣٢ (٣٢٥

وَلَمَّا سَمَلَقُ ١١ ٣٣٥ رَأَيْتُ فَيُتَّقُ ١٢ ١٤٣

وَرَدَّتْ مُحَلَّقُ ١١ ٣٢٩ فَاِنْ أَمَزَقُ ١٢ ٢١٩

تَشَبُّ وَالْمُحَلَّقُ ١١ ٣٥٠ فَمَنْ يُمَزَّقُ ١٢ ٢١٩

تَرَوْهُ تَفْصَقُ ١١ ٣٥٠ = دِيَا فَيَهْ يَتَطَّقُ ١٢ ٢٢٢

أَبْيَتُ يُنْفِقُ ١٢ ٢٣٦ ١٨٩: ١٢

إِذَا هَبَّتْ ١٢ ٢٣٦ ١٨: ١٨

لَهُ دَيْسَقُ ١١ ٣٨٥ فَأَصْبَحَتْ يَتَرَقُّ ١٢ ٢٣٥

فَمَا يَتَدَفَّقُ ١١ ٣٨٨ وَتُصْبِحُ أَوْلَقُ ١٢ ٢٦٢

وَقَدْ مَدْرَوَقُ ١١ ٣٢٥ يُخَيِّلُ نَقِيقُ ١٢ ٣٢٢

سَقَى يَلْبِقُ ١٢ ٣٢٥ ٣٢٦

لَعَنَكَ تَخْنُقُ ١٢ ٣٨٤ (٣٢٥

لَقَدْ أَزْرَقُ ١٢ ٣ غَلَّتْ كَسْرَتِي ١٢ ١٢

أَحَابِرُ تُسْرِقُ ١٢ ٢٣ فَاِنْ أَعْرَقُ ١٢ ٣٣٩

صد البيت قافيتہ مجرہ مجلد صفحہ صد البيت قافيتہ مجرہ مجلد صفحہ

سَوَاءٌ يَبْرُقُ طویل ۱۵ ۲۲۲	اِذَاكَ النَّارُ طویل ۳ ۶۰
وَلَعَنُ مُطْلَقٌ ۱۶ ۱۳۰ =	يُرْسِخُ طَوَائِقُ ۳ ۲۶۵
دَعَاهُنَّ الْبَارِقُ ۵ ۲۱	۶۰۱۱۶ =
وَحَسْرَى زَنْبِقُ ۱۶ ۴۰۶	اِذَا الْعَقَائِقُ ۵ ۳۴
طَوِيلٌ يَرَهُ قُ ۱۸ ۱۳۳	كَانَ مَذَاعِقُ ۵ ۱۳۹
تُرِيكَ يَسْطَقُ ۱۶ ۲۳	وَالْفَيْتَكُمُ الْبَوَارِقُ ۸ ۳۱۷
نَظَرْتُ أَوْرَقُ ۱۸ ۱۶۴	وَكَانَ التَّوَائِقُ ۱۱ ۲۵۲
تَخَاسَى مُطَرِقُ ۱۸ ۲۵۰	عَفَا تَبَارِقُ ۱۱ ۳۰۰
اِذَا مَا أَصْعَقُ ۱۸ ۳۱۷	هُمُ بَطَارِقُ ۱۱ ۳۰۳
نَظَرْتُ أَسْرَقُ ۱۹ ۶۲ =	يُضْمُ الْبَنَائِقُ ۱۱ ۳۰۹ =

(۴۲۸: ۱۳)

لَعَنُكَ كَلَاوِثُ ۱۱ ۳۰۹
تَنَظَّرُ الْبَنَائِقُ ۱۱ ۳۱۱
يُرَى حَاذِقُ ۱۱ ۳۲۳ =

(۷۷۳: ۱۷)

وَمَا مُوَافِقُ ۱۱ ۳۷۴
يُعَادِرُنَ الرَّفَائِقُ ۱۱ ۴۱۸
وَلَمَّ السَّوَارِقُ ۱۲ ۲۲
فَقَدْتُ الشَّقَائِقُ ۱۲ ۴۹

(۶۶۱: ۲۰)

فَجَاءَتْ يَتَرَقِرُقُ ۱۹ ۱۹۵
اِلَى أَخْلَقُ ۱۹ ۲۰۵
وَقَالُوا مَفْتَقُ ۲۰ ۴۶
لَنَا أَبْلَقُ ۲۰ ۱۲۸
وَيَاعِزُّ فَيَخْلُقُ ۲۰ ۲۰۳
اِذَا تَسْبِقُ ۲۰ ۲۹۲
بِلَدَا الْبَنَائِقُ ۱ ۳۶۷
لَعَنُكَ سَائِقُ ۲ ۳۷

له نظر ايضا (۶۲: ۱۹) له نظر ايضا (۳۰۹: ۱۱) له نظر ايضا (۴۲۸: ۱۳)

صد البيت قافيته مجرءه مجلد صفحه صد البيت قافيته مجرءه مجلد صفحه

٣١٠:١١	نماء مصارق طويل ١٢ ٤٣
(٢٢٩:١٤)	وانت الصفائق " ١٢ ٤٣
٢٣٨	أقيدى عائق " ١٢ ١٠٦
٢٣٨	إذا العقائق " ١٢ ١٢٤
٣٨	إذا تواقف " ١٢ ٢٠٤
١٦٣	تقول لايق " ١٢ ٢١٠=
٣٣٨=	لما فائق " ٦ ٣٩٦
٣٤٥	(٢٢١:١٤)
(١٤٣:١٢)	وماذا واقف " ١٢ ٢٩٥
٣٢٢	سرى فالأصائق " ١٣ ٤
٣٨٥	بعد المتساقف " ١٢ ٢٣٩
٢٢١	أبى السواقف " ١٨ ٤
٢٠٨	أرى المشارف " ١٩ ٨٢
٢٤٩	أصد لايق " ٢٠ ١٣٠
٦٢	أجدت طرائف " ١ ٢٣٢
٣١٠	فما خارف " ١ ٣٣٤
٣٤٨	بغيرنى خالف " ٣ ٢٠٩
٢٢	أصبحن خرائف " ٣ ٢١
٢٩	على بنايف " ٢ ٢٠٩
٩١	سودت بنايف " ٢ ٢٠٩=
	ياعجباً خالف " ١٢ ٩١

صد البيت قافيته بحرف مجده صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجده صفحة
٢٢١: ١٢	أَجَارَتْ نَارُ قُهُ طَوِيلُ ١٢ ٩٥ ص
(١١٥: ١٨)	لَسَنٌ عَارِقُهُ ١٢ ١٢١
أَبَى تَرَوْقُ طَوِيلُ ٣ ٣٠٩	وَكُنْ نَارِ عَقُهُ ١٢ ١٤٩
رَأَتْ تَرَوْقُ ٣ ٢٦١ =	إِذَا مَا نَارِ قُهُ ١٢ ٢٣٩
٢٣٣: ١٥	يُجَرِّمُ كِتَابُ قُهُ ١٢ ٢٢٩
١٨٠: ١٢	إِذَا أَبَارِقُهُ ١٢ ٣٤٣
(١٢٥: ١٣)	وَأُمْسَتْ فَالِقُهُ ١٢ ٢٤٨
كَانَ وَثِيقُ ٢ ٨٨	لَعَرَى مَا حِقُهُ ١٢ ١٢٦
فَلَا صَدِيقُ ٥ ٢٥٢	تَرَى شَبَارِقُهُ ١٢ ٢٢٨
٢٣١: ١٢	وَمَا بَنَائِقُهُ ١٩ ٦١
٣٢٩: ١٢	يُجَرِّدُ بَنَائِقُهُ ١٩ ٨٩
(١٤١: ١٦)	فَأَقْسَتْ شَقَائِقُهُ ١٩ ٢٠٥
بَيْتُ فَنِيْقُ ٥ ٣٢٦	وَصَبَحَ خَائِقُهُ ٢٠ ١٠٩
طَوَى لَزَوْقُ ٥ ٣٦٢	بَأْيَةِ طَارِقُهُ ٢٠ ١٩٨ =
عَدَسَ طَلِيقُ ٤ ٣٢٤ =	(١٩٨ ص)
٣٢٨: ١٢	وَمَنْ مَصْرَقُ ١٠ ١٢٦
(٤٤: ٨)	فَلَا تَذَوْقُ ١١ ١١٩ =
لَجَارَتْ صَدِيقُ ٨ ١٥٨	(٢٢٢: ١٣)
فَعْيَاثُ رَقِيقُ ٨ ٢٣٣	أَقَامَ طَرِيقُ ١ ٣١٠
خَذَا طَرِيقُ ٨ ٢٥٦	إِذَا زَهُوقُ ٢ ٢٠٠ =

صد البيت قافيته بحرفه مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحرفه مجلد صفحة
سَقَى صَدُوقٌ طَوِيلٌ ١٥ ١١٦٤ =	بَاتَرَانَا طَرِيقٌ طَوِيلٌ ٨ ٢٦٢
(٢٦٠: ١٦)	وَمَحْصٌ خَفُوقٌ ٨ ٣٥٨
حَسَى شَفِيقٌ ١٥ ٢٨٩	وَكَلَّ نَعِيقٌ ٨ ٣٤٩
جَهْلٌ زَهْوَقٌ ١٥ ٣٣٢	رَدَدَن سَحِيقٌ ٩ ٢٤٢
عَلَى فَعَتِيقٌ ١٤ ٣٢٤	أَيَّا لَصَدِيقٌ ٩ ٢٩٦
وَلَمْ فَلِيقٌ ١٤ ٢٣٥	قَطَعْتُ نَفِيقٌ ١١ ٢٩٨
يَقِيحُ يَدُوقٌ ١٩ ١٥٥	يَمْتَوِي خَرِيقٌ ١١ ٣٦٠
مَهَاها لَزُوقٌ ١٩ ١٦٣	وَقُلْتُ زَهْوَقٌ ١١ ٢٢٢
وَعَبْرَاءُ طَرِيقٌ ١٩ ٣٣٢	وَمِنْ زَنِيقٌ ١٢ ١٢
رَمَثْنِي سَوِيقٌ ٢٠ ٣٨	تُطِيفُ سَعْوَقٌ ١٢ ٢٠
وَهَانَ يَتُوقٌ ٢٠ ٢٢٩	فَعَيْنَاكَ رَقِيقٌ ١٢ ٣٢
إِذَا شَهِيقٌ ٢٠ ٢٤٠	أَنَا شَنِيقٌ ١٢ ٥٩
وَقَالُوا سَوْقُهَا ٣ ٣٩٠	نَصَبْنِ صَدِيقٌ ١٢ ٦٣
جَزَى مَوْقِهَا ٢ ٢٠٤ =	أَتَجَمُّ فَرِيقٌ ١٢ ١٤٥
(١٨٩: ٨)	وَأَشَعْتُ فَلِيقٌ ١٢ ١٨٤
لَهُ حَقُوقُهَا ٨ ٢١٩	وَأُظْمَى نَعْوَقٌ ١٢ ٢٣٥
هَبَطْنَا عَفْوَقُهَا ٨ ٢٦٦	عَطَاءٌ وَشِيقٌ ١٢ ٢٥٠
تَرَكْتُ شَهْبَقُهَا ٩ ٤٩	سَقَى وَمِيقٌ ١٢ ٢٦٥
إِذَا عَرُوقُهَا ١٠ ١٢٨ =	فَبَاتَ دَقِيقٌ ١٣ ١٣٠ =
(٢١٤: ١٥)	(أَوْ دَفِيقٌ) ١٢ ٨٨

صد البيت قافيته بحمد مجلد صفحة صد البيت قافيته بحمد مجلد صفحة

ألا نيقها طول ١٠ ٣٦١ يطعن المشقق طول ٣ ٩٠

وما صفوقها ١٢ ٤٠ فاما مفرق ٣ ٣٢٢

وبدلت علوقها ١٢ ١٢٠ ونحن منتني ٣ ١٢ =

مسلسلة ريقها ١٣ ١٨٩

بضروب بالنهق ١٢ ٥٩ = رفعن المنيق ٣ ٣٦٢

٤٠:١٦ فاعشيت لهوق ٥ ١٦٨ =

٢٠:١٢

٣١١:٩

كأني نيق ١ ٨١

وقد المظرق ١ ٢٩٣ =

٣٣٠:٨ أمزت موثق ٤ ٢٢٦ =

٢٢٢:١١

٩٣:٩٢ اذا ما مصدق ٨ ٣٨٠ =

وفي فأصدق ١ ٣٦١ =

٣٨٢:٤

٦٣:١٢ قطعت شتقي ٨ ٣٨٢

٩٩٠:١٦ ونحن ترهق ٩ ١٢٢

١٨٥ ٢ بأجل مقلق ٩ ١٢٣

٣٢٢ ٢ تصاد شتقي ٩ ٢٢٩

٣٠٣ ٣ أتيت مفرقي ٩ ٣٠٣

٢٣١:١٥ ونصب خيفق ٩ ٣٠٤ =

صد البيت قَافِيَتُهُ بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ | صد البيت قَافِيَتُهُ بِحَرْفِ مَجْلَدِ صَفْحَةٍ

(١٦٢:١٤)	(١٤٤:١٨) (أَوْ حَقِيقٌ)
١١٦ ١٢ أَحَارَتْنَا تَعْرِقٌ طَوِيلٌ	سَأَمْنَعُهَا تَشَقِّقٌ طَوِيلٌ ١١ ٣٣٢
١٥٣ ١٢ فِدَى عَوْقٍ	وَرَحْنًا تَرْتَقِي ١١ ٢٢٣
١٦٣ ١٢ وَدَارِيَّةُ الْمُغْفِقِ	وَبَيْتٌ مُؤَوَّقٌ ١١ ٢٩٢
= ٢٢٤ ١٢ وَحَدَّثَ مُنْبِقٍ	لَوْ كَانَ مُؤَوَّقٌ ١١ ٢٩٣
(١٩٠:١٣)	رَأَيْتُ الْجَلُوبِقِ ١١ ٣١٩
٢٢٩ ١٢ وَحَادَ بِمُؤَبِقٍ	أَبَى مُحَدِّقٍ ١١ ٣٢٢
٢٥١ ١٢ دَخَلْتُ مُؤَدِّقِي	وَحَيْلٌ مُحْنِقٍ ١١ ٣٥٤
٢٦٥ ١٢ تَرَاقِبُ أَوْلَقِ	وَأَبْيَضٌ مَخْرِقٌ ١١ ٣٦٢
٢١ ١٢ فَإِنْ أُمَزَّقِ	مِنْ مُسَبِّقٍ ١٣ ١٦
٢٠٢ ١٣ كَانَ مُحَلِّقٍ	هُوَ مُسَوِّدِقٍ ١٢ ٢٣
٢٦٤ ١٣ شَنِئْتُ الْمُخَرِّقِ	وَسَيَّرِي سَيِّلِقِ ١٢ ٢٩
٢٤٠ ١٢ عَلَا مُوَهَّقِ	كَأَنَّ أَسُوقِ ١٢ ٣٥
١٨٢ ١٥ عَيْنُكَ الْمُنَرِّقِ	أَبْعَدَ بِأَسُوقِ ١٢ ٣٥
٣٠٨ ١٥ وَحَيْلٌ مُحْنِقِ	فَأَتَّبَعْتُهُمْ شَبْرِقِ ١٢ ٣٨
٣٥ ١٨ كَانَ الْمُنَرِّقِ	وَمَا مَطْرِقِ ١٢ ٨٨
= ٢٠١ ١٦ مُنِيرُ الْمُفْلِقِ	قِرَانًا مُطْلِقِ ١٢ ٩٤
(٢٢٣:٢٠)	تَبَيَّتُ الْمَطْلِقِ ١٢ ١٠١
٢٢٥ ١٦ وَلَوْلَا تَمَرِّقِ	أُحْفَ مَعَرِّقِ ١٢ ١١٥
٤١ ١٤ فَجَاءَ مَلْصِقِ	فَإِنْ أَعْرِقِ ١٢ ١١٩ =

صد البيت قافيت به جرحه صفحة	صد البيت قافيت به جرحه صفحة
تَيَمَّنْتُ بِأَعْقِ طَوِيلٍ ١١ ٣١٣ =	بِضَرْبِ الْمُخَرَّقِ طَوِيلٍ ١٦ ٤٤
(٢٣٤:١٦	أَبَى مُودِقٍ ١٩ ٨
عَلَى الْبَنَائِقِ ١١ ٣١٠ =	حَنِينٌ مُعْرِقٍ ١٩ ٥٣
(٣٢٠:١٢	وَأَنْتَ مُجَوِّقٍ ١ ١٣٢
هَمُّ التَّرَائِقِ ١١ ٣١٢	بَنَى دَوَابَّ الدَّوَالِقِ ١ ٣٥٦
أَكَلَا الْعَوَاتِقِ ١١ ٢٤٠	أَحَبُّ الْخَلَائِقِ ١ ١٣٩ =
عَوَيْتِ الْخَوَافِقِ ١١ ٣٤٠	(أَوِ الْخَلَائِقِ) (٣٥٣:١١
إِذَا الدَّقَائِقُ ١١ ٣٩١	هَبَّجَانُ الْبَنَائِقِ ٣ ١٥٦ =
وَحَامِلَةٌ تُصَارِفُ ١٢ ٤١	(١٠٦:١٢
قَبْنِي الصَّوَارِقِ ١٢ ٤٣ =	(٣٢٢:١٦
(٣٩٦:١٣	وَإِذَا الْبَوَاسِقُ ٣ ٣٨٠ =
أَخِ الصَّوَارِقِ ١٢ ٤٣	دَعْنِي طَارِقٍ ٥ ٣١٥
أَقِيمُوا طَائِقٍ ١٢ ٩٤	أَقُولُ النَّوَاهِقِ ٥ ٣٨٨ =
يَرْتَشِحُ طَوَائِقُ ١٢ ٩٩	(١٥١:٩
نُشِيدُ بِالْمَعَادِقِ ١٢ ١٢١	إِذَا الْعَوَاتِقِ ٥ ٣١٣
وَقَائِلَةٌ لِعَلَّائِقِ ١٢ ١٣٤	صَبَحْنَا الْوَدَائِقِ ٣ ٣٤
حَدَّثْتُ بِالْعَلَائِقِ ١٢ ١٣٨	صَدِيقُ الْمَفَارِقِ ٨ ٦٠
وَأَنَا بِالْمَعَارِقِ ١٢ ١٢٢	سَوَاجِ الْمَنَاطِقِ ٨ ٣٣٩
أَلَا الْغُرَائِقِ ١٢ ١٦٠ =	وَأَجْمَالُ الْوَزَارِقِ ٩ ٢٩٠

صد البيت قافيته بحجة مجلد صفحة | صد البيت قافيته بحجة مجلد صفحة

وَتَدْيَانِ الثِّيَارِ قِطْعٌ طَوِيلٌ ١٢ ٢٣
يُسْرِبُهُ أَوْرَقًا طَوِيلٌ ٣ ١١٩ =

جَمْعُ الْمِيَاثِقِ ١٢ ٢٥

وَضَرَدِ السُّرَادِقِ ١٣ ٢٢

تَنْظَرُ بِالْحِمَالِقِ ١٢ ٩

لَهَيْتُكَ صَادِقٌ ١٦ ٢٤٨

خَلَدَوِيَّةٌ لِلْعَادِقِ ١٨ ٢٦٦

وَارَتْ نَاعِقِ ١٩ ٣٢٦

حَمَتْهَا النَّسَارِقِ ٢٠ ٢٤١

بِمَنْزِلَةِ رَقِيقِ ٦ ١٥ =

سَقَى سُرْقًا ١٢ ٢٣ =

بِاطْلَامَ خُرُوقِ ٤ ١١٥

مَضَوْا لَخْلُوقِ ١١ ٣٤٦

لَهُ مَوْصِقِ ١٢ ٢٢٤

حَمَتْهُ رَمُوقِ ١٥ ٢٤٣

وَلَا رَفِيقِي ١٦ ١٨١

إِذَا فُلْفًا ٢ ٣٢٠ =

شَفَاهَا سَقَاهَا ١٥ ٣٠٤

وَقَدْ السَّوَابِغَا ١١ ١٢٠

خَلِيلِي بَرْقًا ١٣ ٣٨٢

تَتَّبِعُ تَرْزُقًا ١ ٥٦

وَعَوْنِ النَّقَائِقَا ١٢ ٣١٤

صد البيت قافيته مجزأ مجلد صفحة	صد البيت قافيته مجزأ مجلد صفحة
وطالما طرّقوا بسيط ٨ ٣٦٨	أَيَا جَارَاتِي وَأَمَقَهُ طَوِيل ٥ ٢٢٥
لَنَا رَقَقُ ٩ ١١٨ =	لَهَا فَأَقَقَهُ ٥ ٣٩٢
(١٩٢: ١٢)	قَلْتُ رَفِيقًا ١١ ٣٦٨
شُدَّتِ الْفَيْقُ ٩ ١٢٥ =	فَتَفَتَّحَهُ حَلَنْبَلُ ١١ ٣١٩
(١٩٢: ١٢)	وَحَنَّتْ زُرْبُقُ ١٢ ١٢
وَشَنِّ مَحْدَرِقُ ١٠ ٣١٨	فَتَفَتَّحَهُ بَلَقُ ١٣ ٤٢
أَمَّا الْوَرَقُ ١١ ٨٤	كَأَنَّ صَدِيقُ ١٢ ٦٢
ضَافِي تَنَقُّ ١١ ٣١٢	غُلْبٌ تَسْتَبِقُ سَيْطُ ١ ١٣٨ =
وَلَى الْحَنَقُ ١١ ٣٥٦	(٢٢٩: ٣)
لَنَا وَالْخَرَقُ ١١ ٣٦٢	يَعْدُو السَّرَقُ ١ ٣٣٥
يَا أَيُّهَا الْخُلُقُ ١١ ٣٤٥	جُمُ السَّرَقُ ١ ٣٦٦
لَهَا الرُّهَقُ ١١ ٣٢٠	لَمْ يَبْقُ الْخُلُقُ ١ ٣٤٤
صُلْبُ رَهَقُ ١١ ٣٢٣	كَأَنَّ مَلَقُ ٢ ٢١٠
قَدِ الزُّوْقُ ١٢ ١٥	كَانَ خِرَقُ ٣ ٣٨
وَقَدْ شَنَقُ ١٢ ٥٥	لَهَا رَقَقُ ٣ ٣٣٢ =
مُوطًا عَوَقُ ١٢ ١٥٣	(٢١٣: ١١)
فَبَعْضُكُمْ لَشَقُ ١٢ ٢٠٢	وَاسْتَدْنُوْا نَظْلَفُوْا ٥ ٣٩٢
يَزْدَادُ يَمَحِقُ ١٢ ٢١٥	مِنْ يَنْدَفِقُ ٤ ١٣
طَالَ وَالْوَرَقُ ١٢ ٢٥٤	لَيْثُ الْحَدَقُ ٨ ١٦٦

اگست ۱۹۴۱ء

ضمیمہ

اور نیل کا بیج میگزین

(منجانب پرنسپل)

عرب اینڈ پرنسپل سوسائٹی

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

نوٹ۔ ضمیمہ صرف عرب اینڈ پرنسپل سوسائٹی کے ممبروں اور خریداران ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے

فہرست مضامین

ضمیمہ بابت ماہ اگست ۱۹۴۱ء

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	ہمای وہیلون خواجہ جوی	پروفیسر تاج محمد خان ایم اے	۱
	کرمافی	گورنٹ کل لچ۔ رتھک	
۲	السنیادات	مولوی عبد القدوس	۶۵
	تنتمۃ الحواشی	مولوی فاضل	

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام ممتہ ایشور داس پرنٹریچا
اور بابو صدیق احمد خان نے یونیورسٹی پریس لاہور میں شائع کیا

ہمای و ہمایون

خواجہ وی کرمانی

شاعر شہیر ایران

مصنف ۷۳۲ ہجری

بہ تصحیح

تاج محمد خان ایم اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج رشتہ

مئی ۱۹۴۱ء

دیباچہ

ہمای و ہمایون خمسہ خواجہ کی پہلی مثنوی ہے۔ اسی نام کی ایک مثنوی کی زبان میں فضل شاعر المتوفی ۹۰۷ھ نے بھی لکھی ہے۔ یہ مثنوی شہزادہ ہمای شہنشاہ شام کے اکوڑے فرزند اور چین کے حکمران کی چشم و چراغ شہزادی ہمایون کے عاشقہ کی داستان ہے۔ ہمای و ہمایون کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ خواجہ نے نہایت احتیاط سے نظامی کے طرز سخن اور مضمون مثنوی میں جملہ جزئیات تک مکمل پیروی کی ہے۔ شاید انہیں اس بات کا احساس بھی تھا۔ چنانچہ اپنی دوسری مثنوی گل و نور میں فرماتے ہیں ۷

نگوید نظم در شیرین کلامی چو خواجہ بیچ شاگرد نظامی
اس مثنوی کا وزن سکندر نامہ کا ہے۔ لیکن موضوع عاشقانہ ہے۔ خواجہ کی کافی کے ہاں مثنویوں کا وزن خمسہ نظامی کی طرح ہے۔ لیکن ہر مثنوی کا موضوع نظامی کی مثنویوں کا پابند نہیں۔ صرف روضہ الآلوار اور گل و نور کا وزن مضمون مخزن الاسرار اور خسرو شیرین کا سا ہے۔ گوہر نامہ کا وزن خسرو شیرین کا ہے۔ لیکن موضوع وہی نہیں۔ ایسے ہی کمال نامہ کا وزن ہفت پیکر کا ہے۔ لیکن موضوع عارفانہ صوفیانہ ہے ۸

ہمای و ہمایون کا سنہ تصنیف ۹۲۲ھ ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔
من این نامہ نامہ از بہر نام چو کردم بغالب ہمایون تمام
کنم بذل بر ہر کہ دارد ہوسس کہ تانج این نامہ بذل است و بس
آغاز مثنوی میں حمد و نصت کے بعد سلطان ابوسعید بہادر خان چنگیزی اور اس کے

وزیر خواجہ غیاث الدین محمد کی مدح میں ہیں۔ ابوسعید جنگیریوں کا آخری مقتدر فرمانروا ہے۔ اس کی وفات نے تخت کے کئی دعویدار پیدا کر دیئے۔ ملک میں بد امنی کا دور رونق پڑا۔ جس نے امیر تیمور کے لئے موافق صورتِ حالات پیدا کر کے جنگیزی امراء کی رہی سہی قوت کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دیا۔ امیر تیمور کا سالِ پیدائش ۷۳۶ ہجری ہے اور اسی سال سلطان ابوسعید فوت ہوتا ہے۔ خواجہ غیاث الدین محمد اپنے والد خواجہ رشید الدین فضل اللہ کی طرح علم پروری کے لئے مشہور ہیں۔ ابوسعید کے زمانے میں علم و فضل کا جو چرچا تھا انہی کی بدولت تھا۔ وہ خود ایک اعلیٰ درجہ کا صحیح مذاق سخن رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ صد ہا شاعر اور ادیب کچھے چلے آتے تھے۔ اور اپنے ادبی شاہکار پیش کرتے تھے۔ حمد اللہ مستوفی نے اپنی تاریخِ گزیدہ انہی کے نام پر لکھی ہے۔ سلمان ساوجی ان کے مدارج رہے۔ ان کا ایک قصیدہ جس میں مختلف صنائعِ بدائع کا التزام کیا گیا تھا۔ خاص طور پر ان کے لئے لکھا گیا تھا۔ قوامی کنہوی کے مشہور قصیدہ کی طرح یہ بھی اپنی طرزِ کارِ لائقِ قصیدہ ہے۔ ایسا ہی ایک قصیدہ مخزنِ البورجِ مجمعِ الصنائع شمس مخزی نے بھی لکھا۔ یہ بھی اسی وزیر کے مدارج تھے۔ قاضی عضد الدین ابی نے جو متکلمینِ بزرگ سے ہیں بتن موافقت، فوائدِ غیاثیہ، شرحِ مختصر ابنِ ماجہ ان کے نامِ معنون کیں۔ اوسدی مرزا ای نے جامِ جم پیش کیا۔ محمد بن علی شاہکارہ اسی مصنفِ مجمعِ الانساب بھی ان کے مدارج میں سے تھے۔ عمادِ فقہ نے مثنویِ صحبت نامہ کو ان کے نام نامی سے منسوب کیا ہے۔

حماسی و حمایوں بھی غالباً اسی علم دوست اور فاضل وزیر کے لئے لکھی گئی تھی گو آغازِ داستان سے پہلے بتایا گیا ہے کہ ایک امیر ابوالفتح مجد الدین محمود نے شاعر کو ان کام پر آمادہ کیا ہے۔ تاریخ میں فی الحال ان کا ذکر نہیں ملا۔ محمد بن علی شاہکارہ لکھی

کی کتاب مجمع الانساب اسی زمانہ کی نادر تاریخ ہے۔ شاید اس کتاب میں کچھ حالات
 لے جاتے۔ لیکن یونیورسٹی لائبریری میں نہ اس کا کوئی قلمی نسخہ ہے اور نہ ہی کوئی عکس ہے
 ان مدارج کے بعد ایک ساقی نامہ ہے اور جس طرح میخانہ کے فاضل ایڈیٹر
 نے دیباچہ میں تصریح کی ہے۔ بظاہر خواجہ جوی کرانی ہی نے پہلا باقاعدہ ساقی نامہ
 لکھا جو اس کتاب میں ہے۔ اس ساقی نامہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ
 ناعر نے اس کو نوٹو شعر کے دس بندوں میں لکھا ہے۔ بعد میں داستان کا آغاز
 اس کا مضمون محض افسانوی حیثیت رکھتا ہے۔ خود فرماتے ہیں :-

مرا زین چہ کین قصہ بودار بود بشعر روان سحر باید نمود
 مہدا شعارے سے پتہ چلتا ہے کہ اس منظومہ کا ماخذ کوئی پرانا ایرانی فسانہ ہوگا۔ جو خواجہ کو
 یا گیا کہ "فسونِ مغان بر سلمان بخوان"۔

اس میں کلام نہیں کہ اس شنوی میں وہ لطافت اور شیرینی جو خواجہ سے
 بق کی جاسکتی ہے۔ اور جو ان کی بعد کی شنوئی میں نمایاں ہے۔ نسبتاً کم ہے۔
 ناید تصوف کا رنگ ابھی ان پر نہیں چڑھا تھا۔ تبھی وہ گھلاوٹ جو اس کا خاصہ ہے
 فقور ہے۔ جہاں شہزادہ ہماچی کے ملک خاور کے تخت و تاج کو چھوڑ کر چین چلے
 جانے کی داستان ختم کی ہے۔ وہ "توانِ مردِ بسختی کہ من اینجا ز اوم کے مصداق کران
 لی شکایت کرتے اور بغداد جانے کے شائق نظر آتے ہیں :-

برو ترک این محنت آباد گیر	لب و جلیہ و راہ بغداد گیر
چہ ایوب در بند کرمان مباحش	چو یعقوب در بیت اعران مباحش
زہر گوشہ و راہِ دردِ طلب	زہر چشمہ آبِ خوردی طلب
ولی صبر کن تا خلاصت دہند	جفاکش کہ تشریفِ خاصیت دہند
بکرمان ز غم گردلت جان دہد	مبہوری خلاصت ز کرمان دہد

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شنیوی کا یہ حصہ کم از کم کرمان میں لکھا گیا ہوگا۔ آخر میں شاعر نے اپنی خستہ حالی کا باب کھولا ہے۔ اس کے مدوح فوت ہو چکے ہیں۔ بغداد میں اس کا کوئی قدر شناس نہیں رہا۔ یہ شنیوی جو بڑی محنت اور آرزوؤں سے لکھی گئی تھی ویسے ہی گھر رکھی ہے کسی کے پیشکش نہیں کی۔ ان حالات میں وہ کرمان واپس آتا ہے۔ اور خواجہ تاج الدین عراقی کی بدولت جو کرمان کے امیر ہیں۔ قاضی شمس الدین صائیں حاکم سیرجان سے شناسائی حاصل کرتا ہے۔ ہمای و ہمایون اُن کے پیشکش کی جاتی ہے۔ قاضی مذکور اور اُن کے فرزند رکن الدین عمید الملک انعام و اکرام سے ہمت افزائی کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

چو آن گوہر افشانِ عجب نواز ہر حق تہ تربیت کرد باز
یکایک تعجب نما آمدند بچین زخم سرا آمدند

چنانچہ ۷۰

زچاہم رسانند زان پس بجاد کشیدندم از گاہ ماہی بباد
سرم بگذرانند زار بلبند کشودند پای امیدم ز بند
فزون زاکمہ بود التماسم زور بدین خستہ بستہ داوند بہر
تاج الدین عراقی امیر مبارز الدین محمد مظفر کے وزیر بھی رہے ہیں۔ امیر نے جب ۷۴۱ھ میں کرمان کا محاصرہ کیا ہے۔ تو خواجہ تاج الدین عراقی ہی نے سب سے پہلے شہر سے باہر نکل کر اہلار اطاعت و وفاداری کیا۔ عماد نقیہ نے محبت نامہ صاحب دلائل مصنف ۷۳۲ھ ہجری (نام خود مادہ تاریخ ہے) انہی کے نام معنون کیا۔ اور خواجہ نے اپنی شنیوی گل و نور و زہی ان کے لیے لکھی ۷

قاضی شمس الدین صائیں چو پانیوں کی طرف سے سیرجان کے حاکم تھے۔ پہلے امیر پیر حسین چو پانی اور پھر ملک اشرف کے ہوا خواہوں میں رہے۔ ۷۴۲ھ کے بعد

جب ملک اشرف نے شیراز کو فتح کرنا چاہا۔ تو امیر مبارز الدین سے مدد مانگی۔ امیر نے جواب میں لکھا کہ اگر ارادہ دوستانہ تعلقات رکھنے کا ہے۔ تو قاضی شمس الدین صائن کو میرے ہاں بھیجئے۔ امیر ہرچین چوپانی اور امیر مبارز الدین کی باہمی شکریہ بخشی کا ہوا یہی قاضی صاحب تھے۔ چنانچہ ان کو بھیجا گیا۔ امیر مبارز الدین ہربانی سے پیش آئے لیکن قلعہ میر جان چند ہزار دینار سالانہ کے عوض ان سے لے لیا۔ کچھ عرصہ بعد قاضی شمس الدین صائن نے ارادہ ظاہر کیا کہ اُسے شیراز جانے کی اجازت دی جائے تاکہ بادشاہ شیراز شیخ ابواسمٰعی اور امیر مبارز الدین میں جو دیرینہ رنجش چلی آتی ہے دور کی جائے۔ اور ابرقوہ اور شبانکارہ کو قلم و مبارزی کے ساتھ مٹھ کیا جائے۔ چنانچہ وہ شیراز بھیجے گئے۔ وہاں جا کر قاضی صاحب سب کچھ بھول بیٹھے۔ شیخ ابواسمٰعی نے ان کو سید عیث الدین علی یزدی کے ساتھ اپنا وزیر بنالیا۔ اور امیر مبارز الدین کی مخالفت ملامتہ ہونے لگی۔ خواجہ تاج الدین عراقی نے قاضی صاحب کو شیراز بھجوانے کی کوشش کی تھی۔ امیر مبارز الدین نے غضبناک ہو کر تاج الدین عراقی کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

بر تاج عراقی ز سر لطف بہ بخش تا خمر و تاج بخش خواند ترا

اس دفعہ تو جان بچ گئی۔ لیکن پھر کسی جرم میں متہم ہو کر شہید ہوئے۔ قاضی شمس الدین امدان وزارت سنبھالتے ہی کرمان کی فتح کے خواب دیکھنے لگے۔ لشکر فراہم کیا اور قابض کے لئے آئے۔ فوج نے شکست کھائی اور خود بھاگ نکلے۔ امیر مبارز الدین کے ریموں نے تعاقب کیا۔ گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے۔ یہ واقعہ ۷۶۶ھ کا ہے۔ غور ایک شعر جو اس واقعہ کی تاریخ سے متعلق ہے اور بقول زیو حافظ ابرو کی زبدۃ التواریخ میں ہے۔ مجھے باوجود تلاش کے نہیں ملا۔

مثنوی ہمای و ہمایون سلطان ابو سعید کی وفات سے چار برس پہلے یعنی

۳۳۰ء میں مکمل ہوتی ہے۔ سلطان کی وفات کے پانچ ماہ بعد فاضل وزیر کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ کیا موانع تھے۔ جن کے ہوتے ہوئے شاعر اتنا عرصہ انعام کے محروم رہا اور آخر اُسے مایوس ہو کر کرمان واپس آنا پڑا۔ افسوس ہے کہ متن کتاب نے ہماری رہنمائی نہیں کی۔ اس کے علاوہ وہ سبب قصہ بہ نظم آوردن میں لکھتے ہیں ۱۔

برفت از دلم ہوش و از دیدہ خواب ز چشم بیارید چون زالہ آب
کہ اکنون کہ دورِ سپہری گشت سہ ذہ سال از عمر من در گذشت

گویا شنوی لکھتے وقت وہ تیس برس کے تھے۔ جب ان کی پیدائش ۶۸۹ء میں ہوئی۔ تو لا محالہ آغاز شنوی ۷۱۹ء میں ہوا۔ لیکن انجام شنوی کی تاریخ خود انہوں نے ۳۲۲ھ ہجری ضبط کی ہے۔ اب یہ ماننا کہ ۱۳ سال صرف ہی شنوی لکھا کے خلاف عقل ہے۔ البتہ ہو سکتا ہے۔ کہ لکھتے لکھتے اسے ترک کر دیا ہو۔ اور پھر مدت گزرنے پر اسے مکمل کیا ہو۔ یہ پہلو بھی فی الحال تشنہ تحقیق ہے۔

ہمای و ہمایون کا جو متن اس ایڈیشن میں پیش کیا جاتا ہے۔ چار نسخوں پر مبنی ہے اور جنہیں ۱۔ ب۔ ر۔ ج۔ اور ل۔ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسے مراد ہمای و ہمایون کا رد و گراف ہے جو برٹش میوزیم کے ایک پُرانے قلمی نسخہ کا عکس ہے۔ اس کا نمبر ۱۸۱۱۳۔ ۴۴۴۴ ہے۔ اور خواجہ کی تین شنویوں یعنی ہمای و ہمایون، روضۃ الانوار اور کمالنامہ کا مجموعہ ہے۔ اس نسخہ کا سنہ تحریر ۷۹۸ھ ہجری ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ نسخہ ہمای و ہمایون کا دنیا میں شاید قدیم ترین ہے۔ اور شاعر کی وفات کے قریب کے زمانہ کا لکھا ہوا ہے۔ اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ میں نے اختلافات کی صورت میں عموماً اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے کاتب میر علی بن الیاس التبریزی الباورچی ہیں۔ جنہیں عام طور پر موجد تعلیق مانا جاتا ہے۔ یہ نسخہ بغداد میں ایک رئیس ابوالفتح بہرام کی لائبریری کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ تحریر صاف

نسبتیں ہیں۔ لیکن باریک ہے۔ اس روڈو گراف کے اوراق پر متن کے صفحات آگے پیچھے بے ترتیبی سے ہیں۔ اس سے بڑی وقت رہی۔ ایک ماہ کے مکمل مطالعہ اور ورق گردانی کے بعد کہیں جا کے یہ عقدہ حل ہوا۔ اب اس پر مندرجہ صفحات صحیح کر دیئے گئے ہیں۔ متن میں صفحات کی ترتیب یوں ہونی چاہیے

۱۰ : ۲۴ ب — ۱۳۲ : ۲ ب — ۱۲۲ : ۱۱ ب —

۱۴۳ : ۱۲۲ ب — ۱۴۱ : ۱۲۳ ب — ۱۴۹ : ۱۰ ب —

صفحہ پر تقریباً پچاس شعر درج ہیں۔ عنوان عام طور پر مٹ چکے ہیں۔ اس نسخہ میں وہ سہمہ شامل نہیں۔ جو باقی نسخوں میں ہے۔ اور جس میں شاعر نے اپنی پریشان حالی اور تاج الدین عراقی کی بدولت قاضی شمس الدین صائغ کے ہاں رسائی کا ذکر کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قول بار مثنوی کو یہاں ہی ختم کیا گیا تھا اور تتمہ حسب ضرورت بعد میں اضافہ کیا گیا۔ اس نسخہ میں مختلف تصاویر بھی ہیں۔ جو متن کو اور زیادہ دیدہ زیب بنا رہی ہیں۔ یہ نسخہ ساڑھے چھ سو سال سے زائد عمر ہونے کے علاوہ ایک بڑے ماہر فن کی یادگار ہے۔ میں نے متن کے ساتھ اس روڈو گراف کا نمبر صفحہ بھی درج کر دیا ہے +

ب۔ یہ نسخہ ہمای و ہمایون کا بمبئی ایڈیشن ہے۔ جو ۱۳۲۰ء میں طبع

ہوا۔ تقطیع چھوٹی درسی کتابوں کی ہے۔ صفحات کی تعداد ۲۹۵ ہے۔ عناوین بے احتیاطی سے لکھے گئے ہیں۔ اکثر جگہ محض 'داستان' و 'حکایت' پر اکتفا کیا ہے بہتیرے اشعار اصلاح طلب ہیں۔ متن نسخہ آ کے مقابلہ میں عموماً بودا اور کمزور ہے جہاں نفوذ چین کی طرف سے شہزادہ ہمای کو خط کا جواب لکھا ہے۔ معتد بہ حصہ متن میں نہیں ہے۔ جس سے کلام کے سیاق و سباق میں زبردست بے ربطی پیدا ہو گئی ہے لفظوں اکثر جگہ ادھر ادھر کر کے تحریف کر دی ہے۔ کاتب کی لغزشیں اس پر سزاویں ہیں۔ میں نے

اس بات کی کوشش کی ہے کہ قارئین کو اس نسخہ کی افلاطون اور کمزوریوں سے روشناس کیا جائے
یہ نسخہ تقریباً کیا ہے۔ یونیورسٹی لائبریری میں نہیں ہے۔ جس سے مراد قلمی نسخہ ہمایوی و ہمایون ہے جو
زیر غور ۱۲۳۲ھ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ سنہ تحریر درج نہیں۔ تقریباً سو سال کا پڑنا
نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ تحریر شکستہ اور نستعلیق کا مرکب ہے۔ اکثر جگہ بڑی شکل سے لکھا ہے۔ ۱۴۹۰ھ
میں۔ اس میں وزیر غیاث الدین محمد کی مدح مفقود ہے۔ پھر بھی خاصہ مفید نسخہ ہے ۛ

۱۔ سے مراد ہمایوی و ہمایون کا لوہار و ایڈیشن ہے جو جناب فخر الدولہ مرزا علاء الدین
خان بہادر رئیس لوہاروی تصحیح سے ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوا تصنیفات کی تعداد ۲۹۳ ہے۔ یہ نسخہ
تب سے زیادہ کارآمد ہے کہ اس میں کاتب کی طرف سے افلاطون ہیں۔ لیکن اس وقت ہاتھ آیا
جب تمام کتاب کی تصحیح ہو چکی تھی حقیقت میں نسخہ تب اسی کے متن پر ہی مبنی ہے۔ چنانچہ متعدد
مقامات پر متن کا مقام کیا۔ بالکل تفاوت نہ تھا۔ جو حصہ متن نسخہ تب سے ساقط ہے یہاں بھی مفقود
ہے۔ یہ نسخہ تقریباً تیار کیا ہے۔ اور اورنٹل کالج کے فضل پرنسپل مولوی محمد شفیع صاحب ایم اے کی کتاب کی ہدایت سے
الحمد للہ کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کی دو شواہد کائنات اور گویا نامہ قبل ازین بالا قسط طبع ہو چکی
ہیں۔ اب ہمایوی و ہمایون ہدیہ قارئین ہے۔ اس سلسلہ میں جناب پرنسپل صاحب یونیورسٹی اورنٹل
کالج لاہور سختی صد تحسین ہیں۔ کہ ان کی ذات گرامی سے ہمیشہ میری ہمت افزائی ہوتی رہی ہے
اور اگر وہ توجہ نہ کرتے تو شاید مدت دراز تک خواجہ کرائی کی تصنیفات گوشہ گنہامی میں پڑی
رہتیں۔ انتہائی احسان فراموشی ہوگی۔ اگر استاذی ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے
پتی۔ اتھ۔ ڈی (صدر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی) کی عنایات کا اعتراف نہ کروں۔ صاحب
موصوف نے ہر الجھن میں میری امداد فرمائی ہے اور ہمیشہ اپنی فاضلانہ ہدایات سے ممنون
کے کد کھا ہے ۛ

تاج محمد خان ایم اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج رتھک

مئی ۱۹۴۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بنام خداوند بالا و پست ۱۲
 فروزنده شمس خاوری
 معنبر کن باد عنبر نسیم
 نه پیکر نگارنده پیکران
 جهاندار بخشنده کامگار
 نگارنده نقش هر نقش بند
 خط آورده لولوبه لالایش
 خرداوه از وحدتش کاینات
 برآورده تیغ صبح از نیام
 مشاغل فروزنده اختران
 مبر و جود وی از هر چه هست
 نه اورا عدیل و نه اورا علّیّه
 زهی هفت بختی سر در هوا
 از و قالب مرده جان یافته
 ز باران فرستاده آب نبات
 ز شوقش عنادل ترغم سرا
 که از بستیش هست شد هر چه هست
 فرازنده طاق نیلوفر
 قطام آور کار در تسم
 نه اختر برآورنده اختران
 خداوند بی چون پروردگار
 برآورنده کار هر مستمند
 خردمست و بر توانایش
 روان از دم لطفش آب حیات
 کشاینده چین زابروی شام
 گزآورنده نقش مه پیکران
 نزه صفاتش ز بالا و پست
 معنیث الوری خالق لم یزل
 عماری کش قدرت کبریا
 تن خاکی آب روان یافته
 گل تیره را دلاوه آب حیات
 ز لطفش ریاحین تبسم نشای

له تب، چه، آن، برآورنده، له تو معطر، له تب، آن، خرد دلاوه برودم تش کائنات !
 که تب، آن، غل، له تو، مست بختی، چه، هفت بختی مراد آن صلت
 سیاه یا هفت آسمان هست، له چه، نغمه برای

برآرنده حاجت برودار	فروزنده شعله نور و نار
مترج قصب بند بر بندنی	منقش تجرید بر تقدیر وی
گدای درش بر شهان پادشا	بدرگاه او پادشاهان گدا
از وعده روز غرا شده	وز وعده شب منظر آ شده
فلک حلقه بر در کبریاش	جهان قطره از محیط عاقلش
خود را ریاست دهد در دماغ	نهد در گلت تیره از دل چراغ
ز آبی بیتی آتشین رو کند	ز خاری گلی یاسمین بو کند
یکی را دهد بر جهانی سری	یکی را کند از جهانی بری
بخور ساغر لعل کافی دهد	بمهر قطره آسمانی دهد
کند شقه سبز والا ی راغ	بصنعت نهالی گلرین باغ
تن خاک را آب از و شد روان	وز گوشت گردنده چرخ آسمان
جهان غرق در یای احسان او	غیر کسی کو فرمان اوست
بهستی او مست شد هر چه هست	فلک سرکش آمد زمین زیر دست
نه بهتیش قائم بهستی ماست	که بر بهتیش بهستی ماگواست

در مناجات باری تعالی عز و اسم

خدا یا توئی خالق جز و وکل که از گل دهی خار و ز خار گل

له تج: قصب مترج، مترج بامنه نفیس و منقش، مترج گل معنی بافته گده، قصب یعنی فی دوزخی لذت تن و
 بالفظ بستن مستقیم است، حافظه هر اسرو چس را بنحاک بداند زمانه قصب بزرگین قبلی و بخت
 له یعنی کبار، له تج: از گل تیره مدخل، له تب، ال، حتی، له مترب بگرت، له تب، ال، نهالی و گلرین باغ،
 له تب، تج، ال، نهی و کمرون فرمان اوست، له تو، انه، له تو، و غار از گل؛

روان من از مسر پر نور دار	ولم راز دوران دل دور دار
چو آورده ام روجاک اندرت	چرا ابرو نمی ندارم برت
من باد میسای خاکی نهاد	کنی خاکم افتاده بر راه باد
چه درویش مسکین چه صد اهل	نهند چار باشش بصدراهل
نماند جهان جاودانی بکس	تویی آنکه جاویدمانی و بس
ندانم چه عام درین بارگاه	که دارم متناسی انعام شاه
کدامین غبارم برین رهگذر	که برین کنند باؤ لطفت گزدر
چه نامم که نام و نشانت برم	چه مرغم که در بوستانت پریم
بسوی توره جویم از نور و نار	بکوشی توره پرسم از مور و نار
ترا بینم از هر چه بنیم نخت	که چشم خرد خیره در صنیعت
گراز خاک ره برنگیری سرم	روم مصطفی را شفیع آدم

نعت نبی صلی الله علیه وسلم

سلام من العالم المحامی	علی روضه المصطفی الهامی
بزاران درود از جهان آفرین	سوی روضه سید المرسلین
شفیع اعم خاتم انبیا	سپهر رسالت شهبه اصفیاء
کلید در گنج رب حلیل	امام هدی دُر درج خلیل
حبیبی که مقصود کونین اوست	کمان ابروی قاب قوسین اوست
شهبه آسمان قدر سیاره حبش	مهر هاشمی آفتاب قریش

شعبه: ابروی، معنای: زیاده، کد آئین، معنای: آفتاب، هرگز پرسم، معنای: شفیع، اصطفی؛

گمش شَرزه ماری بدی یار غار گمش عنکبوتی شدی پرده دار
 پدید آمده دُرمی از چار درج زده چار بالش برین هفت برج
 تبیره زن کاروان قدم ترتم سرای جهان قدم
 بمعنی سپه دار درگاه شاه بصورت نگاشته قرص ماه
 رسولی که سخیل درگاه بود دلش محرم بی مع الله بود
 زده پنج نویت درین شش رواق گذشته زده منظر (و) چار طاق
 چو از برج یثرب علم برکشید باقصای اقصا شمیم گزید
 چو دامن برین دیر خاکی فشانند جنبیت برین هفت میدان داند
 کله گوشه بر اوج افلاک زد فلک پیش او بوسه بر خاک زد
 ز سلطان سیاره بر بود تاج وزین هفت نفیور بستد خراج
 ز شمش فلک دست محرق شکست ز قمرش اسد دست برجه بست
 دفت از جنگ نامید بر بط نواز بقانون شرعش گرفتند باز
 نمرشته تغذیل خلوت گمش عطار دشته خوشه چین رهش
 بسرنگیش بسته جوزا کمر بچاوشش مهر برآورده سر
 علم بر نهیم طایرم از فراخته زنده غرغره حیره بر ساخته
 بر طلعت شرف داده بر جبین را ز رفعت سبق گفته اورسین را
 شده سبز پوشان زده خانقاه بر ساکنان درش طفل راه

۱۲۵

۱. تَبَّ : شده ، ۲. اشاره به حدیث شریف لی مَعَ اللَّهِ وَتُتَّ لَا یَصْحَبُنِی مَلَکٌ
 ۳. قَرِیبٌ وَلَا بَشَرٌ ، ۴. تَوَدُّهُ مِنْ شَرِّهِ چار طاق ، ۵. تَبَّ : براند ،
 ۶. مَشَّی کَذَانِی تَبَّ ، ۷. لَ : مرش ، ۸. تَبَّ : دست بر جبین بست ،
 ۹. تَبَّ : بجا و میش ۱۰. چاوش بر وزن طافس بمعنی نقیب لشکر ؛

دو پیکر شد، فتنه بر پیکرش زل بهندوی با سبان درش
 و شاقان مر طلعت نه حرم جنیبت کش آن شبه محترم
 شده گاو گردنش قربان راه نکرده سوی گاو گردون نگاه
 برین چرخ نشنیده کوب سپهر حمل گشته بر بانش و کرده مهر
 برون رفته از شهر بند و اس شه انجم از سایه اش روشناس
 بر آتش بر سر برافراخته بلاج آخه از کمکشان خانه
 کله گوشه برگشته نمزده برین سقف نه پایه خرگه زده
 چو میسی فلک را پراوازه کرد بحر چشمه خور و ضو تازو کرد
 بخلو که قطب شد در نماز لالک بدو برده دست نیاز
 فلک تاز مینش نشود بانصیب بجبهه در آورده کف انصیب
 بدو بیت معور معور گشت وزو سقف مرفوع بر نور گشت
 در اوصاف او خیره ادراک عقل میسر نکرد و شنایش به نقل

ز جان آفرین صد هزار آفرین

بر اولاد و اصحاب ادرا جمعین



طه ج: قبه، قبه، رقبه، طه ج: چرخ، طه ج: بهایش از روی مهر، گرده - قرص ناز
 طه ج: ل: شده، طه ج: بهر، طه ج: بهاس، بلاج: گیاهی است که از لاله
 بوریا بافتند، طه ج: خوشه، طه ج: بدین، طه ج: بهر،
 طه ج: تلخیص، طه ج: بهر، طه ج: در آینه، طه ج: زهرش به کده، کف انصیب: سکه سرخ رنگ که بهایان شاه
 باشد چون به نصف التماس بود هر دوی که خواهند سحاب گردد، طه ج: بهشت، طه ج: بهایش، طه ج: بهر

وصفت مقربان الوصیت

نوشا سرفرازان کو تا مدت	بزرگان خرد و بلند پای است
مقیمان شتیار و مردان راه	گدایان عامی و خاصان شاه
سلاطین نشان خلوت نشین	اقایم گیسوان عزت گزین
کواکب شمسان برج اهل	جوهر فروشان درج عمل
مبوحی کثان شراب است	امیران مأمور و هشیار است
همه نامداران گم کرده نام	همه کامکاران نادیده کام
همه بختیاران بی بخت و خفت	همه تاجداران بی تاج و تخت
نخورده می و سرگران شراب	درون کرده معمور و بیرون خراب
همه غایب و چون هملان در نظر	همه ساکن و چون زمان در گذر
نهاده قدم بر سر جان و جسم	کشیده خط نفی بر حرف اسم
نه ایوان بیک دم بر انداخته	دو عالم بیکت داود را بخته
جگر تشنه و غرق آب آلوده	زبان بسته و در خطاب آلوده
نواشی نه و گنج در آستانین	سراشی نه و ملک زیر نگین
چو سوسن زبان آوراناموش	چو بیهوش نفس لیک بشپینه پوش
منزله ز حشمت ولی محترم	مبتراز حرمت ولی محترم
فرو خوانده حرف ازل تا ابد	قلم رانده بر حرف جان و خرد

له آیه: ستیاح، له متب: خلوت گزین، له تو: درج ازل، آیه: اهل، له ج: بی سزا،

له آیه: این شعر محذوف است، له آیه: خطی نفی، له آیه: برافراخته، له تب: یکدلانه

له آیه: اولا،

چو قطب فلک شسته دست از نایک
 علم برده بر منتظر ثابتهات
 همه دور نزدیک و نزدیک دور
 همه شاه خود را گدا ساخته
 خراب از شراب است آمده
 فلک شان شرع سربارگاه
 خروست از جرعه جام شان
 هنم طارم از شاخ شان خوشه
 بهمان دگر بر قصر شان غرقه
 گدایان فارس ز سلطان و شاه
 منازل شناسان راه عدم
 چو یوسف بر زندان ولیکن عزیز
 همان کرده در پرده رخسار خویش
 حجاب خودی برگرفته ز راه
 نظر بسته و یار شان در نظر
 سر افکنده چون شمع در زندگی
 مقامی نه لیکن بصورت مقیم
 زده ناوک و در میان شست فی
 بشام آمده چاشت از یغور
 بچمین رفته از شام در نیم روز

۲۵ باب

شب : ثبات ، شب : شده ، شب : سرخ ، شرع : یعنی با بیان و غیره ، بموجب نشود
 لی : یعنی راه ، شب : تو ، دور ، شب : سیران ، شب : تو ، ترنم نوازان /
 شب : بکار ، شب : بار ، شب : ت ، تا ،

خدا یا جو، ستم برین در غلام درودم بایشان رسان والسلام

درخواست از حضرت باری تعالی

الهی چو امیدوارم . تو	برآور امید کیه دارم . تو
رهی پیشم آور که در هر قدم	ز غم دمبدم در رضای تو دم
دیر آموز شکرم چو بخشیم غم	مبوریم ده چون فرستیم رخ
ز شرم گنه آبرویم مبسر	چو خاکم ز تقصیر برین درگذر
تو آن ده که باشد رضایت زان	که فعل بد ما ندارد کران
بلندم کن از زانکه کردیم پست	ز پایم میکن چو برودی ز دست
فراغت ده از ملک عالم	بغم شاد گردان دل پر غم
چو از صحبت جان بگیر دلم	بشود روان دست از آب و غم
تنم سرگرد و ز باد حیات	شود زهر در کام آب نبات
بجز یک به باشد دلم را نیاز	کنم دست از ان کوه و پادراز
بود ابر در چشم و در سینه رعد	روان مهر بریده از نخ و سعد
درا اندم که افتد نفس بایکی	مران بر زبان من الا یکی
چو فراش این دیر تاری مناک	برو بد غبار من از فرش خاک

له ج : آید ، له ج : زند ، له نظای فریاد بگرم رسان اول آنگه من خشم صوری ده آنگا و نج و کند ،
 له ج : آید ، له ج : آید ، له ج : تنم سز گردان ز کب حیات کن زهر در کام آب حیات ،
 له ج : سعدی فریاد که ما امدان و ملایک نفس زنگ و غفین بغیر اوس (بوستان)
 له ج : تاری معفت تاریک ، له ج : دیر خاکی ،

بر آید کی مصر از کوی مرگ	در اندازدم همچو از شاخ برگ
ز کوه فنا حمله آمد پلنگ	بدراندم همچو آهو بچنگ
سوار اجل بر کشاید کمین	بیک حمله ام دور باید ز زین
رسانند مدم بایوان خاک	تخم خالی افتاده از جان پاک
بود جامه خوا بگام کفن	ز آب روان دست شسته بدن
فر و بند از سپیکرم بدول	شود بستم نطف کیمخت گل
دمد لاله از شور و خاک من	گیار وید از گوشه خاک من
کشت بدور در چشم من آشیان	شود مار بر قصر تن پاسبان
لکد کوب گوران شود گور من	کنند آهوان بر سرم تاختن
بود غشت از قالبسم ساخته	معلم بر سر قالب انداخته
بماند گل قالبسم ز رخشت	کند باغبان بر سرم باغ و کشت
دران هول منکر تو ام دست گیر	که نمود برون از تو ام دستگیر
بفریاد من رس که فریاد رس	ترا دارم اندر دو گیتی و بس
از رحمت مرا بر کف ام مدار	که دریای فضلست ندارد کنار
اگر حتی پرستم و گرمی پرست	ز من محو کن هر خطاشی که هست
چو لطف و گرم چشم دارم ز تو	کرم کن که بس شرمسارم ز تو
اگر آبرویم بریزی چه پاک	چو خاکم چه آید ز کیمشت خاک
توقع همین دارم ای کردگار	که در رستخیزم کنی رستگار

ط ب ، شوشه ناک ، شوشه خاک ؛ ط ب ، اند ، ط ب ، من ، ط ب ، چه کند

ط ب ، برقهلم ، ط ب ، پرست یعنی زن پرست (ماشیل) ، ط ب ، آبرو گنجی ،

ط ب ، تو ، تو

مدح سلطان ابوسعید بهادر خان چنگیزی

مرا باد توح کسان کار نیست که هر کس مران را سزاوار نیست
 مگر باد شاه زمین و زمان سکندر جناب سلیمان مکان
 علام دول خسرو دین پناه شبه آسمان تخت انجم سپاه
 منم مطلع ایلیان ابوسعید حاشا رسن باز جل الوریه
 فروزنده رایش خبیر از غیب گر انایه ذاتش مبداء عیب
 جهانگیر چون خور بر زین حاشا جهانجوی چون جم برخشنده جام
 عطار دوزاد را کب او خوشه چین فتاده خور از سهم او بر زمین
 جهان گشته مامور فرمان او فلک گاورا کرده فرمان او
 میان از پی خدمت بسته تنگ چه حبیب ال هند و چه هراج رنگ
 ز خورشید در قبضه اش خجراست ز سیرغ بر تعلقش شهر است
 زمین و زمان داعی بخت اوست سپهر روان پایه تخت اوست
 جهان شمی را چو او شاه نیست سپهر بی را چو او ماه نیست
 کفش بر سر آرد ز دریا چو سیخ که برهان قاطع نماید به تیغ
 بشیر علم صید شیران کند بنختر شکار دلیران کند
 سمندش که از مفت میدان دهد فلک را اثر مفت میدان دهد
 بکفت رخنه در قصر قصر زند بدل طعنه بر کعبه اخضر زند

۱۳۶

۱. آج: مگر مدح آن خسرو دین پناه، شبه آسمان قدر انجم سپاه، شبه از نسخه آج ساقط شده

۲. آج: خیام، شبه نسخه آج ندارد، شبه تعلق یعنی تیر (حاشیه اول)

۳. کفش بر سر آرد و دریا چو سیخ، آج: بر سر آرد، شبه آج: نیاید، شبه آج: فرو، آج: قد،

ز تنه‌به تنه‌برآرد و دش	بهامون چو دریا درآید بجوش
به حشمت ستاند ز جیو پُر باج	بشوکت رباید ز غفور ناج
حبش را کشد داغ بر نیم‌رور	ز ندیم شب خیمه در نیم‌روز
برو چین ز ابروی خاقان چین	به پیکان اگر بر کشاید کین
به بغا برد شاه چین را بشام	بکش ته در کشد ماه و شب بام
کند خشک دریای چین را ز گرد	بمغرب سپاهش چو ساز و بسرد
سپاهش در آید چو دریا بوج	خندش بر آید چو عفتا باوج
بآبر سخا آب دریا برد	بباز علم خون عفتا خورد
به قچاق دربند ماندند ام	اگر عزم ز ریش کند شاه شام
زمانه سرش را ز تن بر کشد	هر آن کوز زمان او سر کشد
فروریزد از چنگ خرنجنگ جنگ	چو شیرنگ را بر کشد تنگ تنگ
نوازش دم از هفت دریا زند	جلالش علم بر زیا زند
که همواره تو کش بود خون مرد	خندش عقابیت روز نبرد
دل پر دلازان شین کند	هر آنکه که آهنگ دشمن کند
تو گوئی کلیم ست ثعبان بجنگ	چو باشد کندش بکفت روز جنگ
شود بر تن زنده پیلان گه	و گر زانکه گردد سراسر زره
فروزان بوژ ماه و ناهید و مهر	الاتا با یوان گردان سپهر
سپهر برینش پرشتار باد	همیشه جهان را هساندار باد

له ج: جریا ، له ف: قیصر و این نام شهر بوده که کاغذ عمده موجب شهرت است ، جیو ریخ
جیپال راسی هند ، له و: بکین در کشد ، له در م: ولی این شعر با شعر لاحق نیست ، له ج: هندو
له ج: چرخ ، له ج: شود ، له ج: نمکد ،

فلک چاکر و دولت و نجات یار . بهر اختر می سال عمرش هزار

در ملح وزیر غیاث الدین محمد

بهشت است یار و ضربه بادشاه	سپهر است یاقبته بارگاه
خلیل است یا خضر خلعت شعار	صبح است یا مهدی روزگار
سرمی اسرای غنایت الملل	ظہیر البرایا غیاث الدول
وزیر ملک ذات ملک پناه	امیر فلک قدر کوکب سپاه
محمد بفعل و بحرف و باسم	مظهر بذات و بجان و بحسم
گل از روضه خلق او یک نسیم	مه از مجلس انس او یک ندیم
جنابش مختار حال رجال ؟	ضمیرش هست ریا کمال
زحل پاسبانی بر ایوان او	قمر مشعلی در شبستان او
بود بهمنش شبنمه در پناه	بود قارنش مفردی از سپاه
تجش کمترین چاکری در نظر	همش کمترین گوهری در کمر
سقر آتش انتقامش تفی	بردشت او بحر عثمان کنی
مهر قبت بر قبت مه زده	سر پرده بر هفت خرگه زده
بدرگاه ملک پناه وزیر	غلامی بود بد زنا مش منیر

تَبَّ لَی : فلک چاکر و دولت و نجات یار ، تَبَّ لَی : عمرت ، تَبَّ لَی : بهشتی ،
 این شعر در تَبَّ مخدود است ، تَبَّ لَی : غدا ، تَبَّ لَی : خیالش محیط بر حال او ،
 محیط بر حال جلال ، تَبَّ مَبَّ - محل وزیدن باد ، تَبَّ : هست ، تَبَّ لَی : آهمنش ،
 نه هیچ این مدح ندارد ، تَبَّ لَی : بهر دست او ؛

فلک تا بچو دوش تو لا نکرد
 ندادندش این طلس لاجورد
 فلک پیش حش نباشد گراف
 اگر خط کشد بر سر حرف قاف
 چو ماهی گلکش زند دم زیم
 دبد عقل کل شرح نون و القلم
 چو دریای طبعش بر آرد خروش
 دل بحر در بر در آید جوشش
 بدو انش بین صد قلزن چو تیر
 چو بهرام بین بردش صد امیر
 چو در دست او دید ابراز هوا
 دلش سست گشت آب شد از حیا
 جهان تا ز کتم عدم شد پدید
 بدنیان جهان داور کس ندید
 ای باد جهان پرور مشکبو
 بران حضرت ار راه یابی بگو
 که ای شاه گردون فیروزه قام
 ترا کمترین بسند شمس نام
 دست همد صبح صادق شده
 قلم در گفت حجتی ناطق شده
 فلک فلک نیمه جا به تو
 قمر مکی از ماه خرگاه تو
 ز تیر فلک برده کلکت سبق
 قمر مکی از ماه خرگاه تو
 ربخ فرخت قبله مقبلان
 محیط از هوای گفت در عرق
 در ریای جود تو همچون نخی
 زجم دست برده به انگشتی
 غبار دست کمال روشن دلان
 تو می مهدی و کن فکان همد تو
 در انگشت حکمت فلک خاتمی
 بدمع تو گاه سخن گستری
 چو آصف مطیع تو دیو و پری
 تو خورشیدی و چرخ در سایه آفتاب
 نماندست و جلال در عهد تو
 بود مشه سنانی و مهر انوری
 بود عقل کل قاصر از پایه ات

ب ۲۶

له در سنه تو این شعر بعد از بدو انش بین صد قلزن لا نوشته اند، له سورة القلم

۴۸ ط ن والقلم وما یسطرون ، له ب ، دل دوست ، که هر چند زبان که برتر

نمیداشد ، له ب ، ۵۰

بصورت تو گنجی و عالم طلسم
 توئی آصف و ملک نجم زان تو
 محمد تو و محدلت شرع تست
 چو در گردش آورد محدلت شراب
 دل و دست را آرد تو بحرست کان
 تفرع کفندت ذکور و اناث
 کسی کو بود دشمنت کافر است
 هر آنکوبت ابد از اسلام سر
 دلی همچو بحر است در بر ترا
 چو در کان ز جود تو یا بد کمر
 بعدت شه روم و خفخور چین
 چو در محدلت سر بر افراختی
 شود به این لحظه برگ برگ حیر
 بدور تو امر و زبر بر هر طرف
 قضا ملک هستی بآل تو داد
 بالاد و نعمای یزدان پاک
 بآب ربخ خنجر غازیان
 که بی تو زمانه زمانی مباد
 بمعنی توئی جان و کونین جسم
 سیآوش فروزد غلامان تو
 به شرع محمد بود دین درست
 بجز چشم خوابان ندیدم خراب
 همان در را وجود تو جسم است جان
 که ما را بفریاد رس یا غیاث
 که بغض تو چون بغض بغیر است
 بکین محمد به بندد کمر
 که ما را است از دژ و گوهر ترا
 کند خاک بر سر ز دست تو زر
 نهادند داخ حبش بر جبین
 همان را چو خلد برین ساختی
 کند خواب خوش مورد چشم شیر
 نماندست رهن بجز جنگ و دین
 مالک ز آل تو خالی مباد
 بخاک نهاد آن میدان خاک
 بخاک ره سرور تازیان
 ز دور زمانت زیانی مباد

طه تو ، یعنی ، که فردم نام پسر سادش از دختر پیران ویده . که تو ؛ بستان
 که بتی ، شراب ، که بتی ، ملا ، هندی گیده گردن دست بخور کن باشد دل دست ندان باشد
 که بتی ، نه آن ،

مبنیاد روز تو روی زوال مباد آخر دولتی را دبال
جهان غرق بحر زوال تو باد سرگردان پایمال تو باد
امیران همه گشته مامور تو ملک عابد بیت معمور تو
زمین تا بهفتم فلک چاکرت زان تا به نه پشت خاک رت

ساقی نامه

بده ساقی آن عین آب حیات که دوران گیتی ندارد ثبات
بیا تا خرد را قلم در کشیم ز مستی بعالم علم بر کشیم
رجاهم، مادم دمی دشمنیم بی آب بر آتش غم زنیسم
دمی خوش بر آریم با همدمی غمی باز گوئیم با محرمی
یک امروز بایک دگر می خوریم چو فرصت نباشد دگر کی خوریم
ازین و آنکه دیر تارشی مغاک برفتند و بردند حسرت بجاک
که آنها که بزم طرب ساختند بزم طرب هم نپروا ختمند
برین تخت پیروزه پیروز کیست درین طاق شش روزه بهروز کیست
در یغ جوفانی که بر باد شد خنک آن که از عالم آزاد شد
بده ساقی آن جام جمشید را شب تیره رخسند خورشید را

شبه ت: روز، شبه ت: اسیران، شبه ت: قاپه، شبه ت: ج: هستی،

شبه ت: برزیم - این شعر از نسخه پنج افغانه است، شبه م - باهمدی، مراد از تم

میخانه باشد که عبدالنبی دران ساقی ناما فراهم کرده، شبه خاکی، شبه ت: ازین،

شبه و: بهای شد رفت دارد،

سبک باش و رطل گراغم بده
 که این چرخ زن چرخه آبنوس
 کسی کوز نمی کوس بر پشت بیل
 تبا شیر صبح از تنهائی نور
 که اسی خوش نوامرغ شیرین نفس
 برایوان این سبز منظر نشین
 تو ششدر درین خانه ششدری
 برو طلی کن این هفت طومار را
 بده ساقی آن آب آتش فشان
 که در آتش است این دل روشنم
 شنیدم که در عهد بوزر مهر
 نوشتند بر جام نوشیروان
 زن بشنو این پسند آموزگار
 اگر پوز زالی ازین پیر زال
 چو این منزل درد و جای غم است
 بدین شادمانیسم کز درد و غم
 جزاومرکز هفت پرکار نیست
 بده ساقی آن لعل یا قوت رنگ
 اگر فاش نتوان نهانم بده
 بسی یاد دارد چو بهرام و طوس
 زو ندش بناگاه کوس رحیل
 بگوش آیدم هر دم از لفظ حور
 بجنابان پر وبال و لشکر قفس
 بنز لکه جان نشین گزین
 ازو نگذری تا ازو نگذری
 قلم درکش این هفت پرکار را
 از ان پیش کزانیانی نشان
 همانا که آبی بر آتش زغم
 ز فیروز روزی منوچهر دژ مهر
 که بغزاید از جام نوشین روان
 مکن تنگ بر گردش روزگار
 بدستان بانی شوی پامال
 درین دایره شاد گامی کم است
 نداریم غم گر نداریم کم
 کزین هفت پرکار پرکار نیست
 که برد از رخ لعل و یا قوت رنگ

۲۷

له م اش تیر و خشنده جانم بده . له م : رهام ، ب : زگو و زوطوس : له ب : در ،

له ب : بهرام (آب) : له ب : بلقیای فرد ، له ب : بهرام ، له م : تو و ششدر خانه شش دردی : له ب :

تو درش در خانه شش در ، در تو هم فدا و ششدر ، له ب : کرد ، له ب : منوچهر دژ مهر ، له ب : دیگر
 له ب : مانی ، له م : شادمانی : له ب : تو ب : بهرام ، نداریم ،

مبنیاد روز تو روی زوال مباد آخر دولت را و بال
 جهان غرق بحیر زوال تو باد سرگردان پایمال تو باد
 امیران همه گشته مامور تو ملک عابد بیت معمور تو
 زمین تا بهنتم فلک چاکرت زمان تا به زلزلت خاک رت

ساقی نامه

بده ساقی آن عین آب حیات که دوران گیتی ندارد ثبات
 بیا تا خرد را قلم در کشیم ز نشتی به عالم علم بر کشیم
 در جامه و ماد مدامی دشمنیم بمی آب بر آتش غم زنیسم
 دمی خوش بر آیم با همدمی غمی باز گوئیم با محرمی
 یک امروز بایک دگر می خوریم چو فرصت نباشد دگر کی خوریم
 ازین و آنکه دیر تاری می خاک برفتند و بردند حسرت بجاک
 که آنها که بزم طرب ساختند بزم طرب هم نپروا خستند
 برین تخت پیروزه پیروز کیست درین طاق شمش روز بهروز
 درین جوانی که برباد شد خنک آن که از عالم آزاد شد
 بده ساقی آن جام جمشید را شب تیره خشنده خورشید را

شعرب : روز ، شعرب : ایران ، شعرب : قاید ، شعرب : هستی ،

شعرب : برزخیم - این شعر از نسخه صحیفه است ، شعرب : م - باهمدی ، مراد از آن

میخاند باشد که عبدالنبی در آن ساقی ناسا فرام کرده ، شعرب : خاکی ، شعرب : ازین ،

شعرب : و ، بجای شد رفت دارد ،

بکده باش و رطل گرام بده
 که این چرخ زن چرخه آبنوس
 کسی کو ز تو می کوس برشت بیل
 تبا شیر صبح از تنقاسی نور
 که ای خوش نوامرغ شیرین نفس
 برایوان این سبز منظر نشین
 تو ششدر درین خانه شدی شش
 برو طی کن این بهفت طومار را
 بده ساقی آن آب آتش نشان
 که در آتش است این دل روشنم
 شنیدم که در عهد بوزر مهر
 نوشتند بر جام نوشیروان
 ز من بشنو این پسند آموزگار
 اگر پور زالی ازین پیر زال
 چو این منزل درد و جای غم است
 بدین شادمانیسم کز درد و غم
 جزا و مرکز بهفت پرکار نیست
 بده ساقی آن لعل یا قوت رنگ
 اگر فاش نتوان نهانم بده
 بسی یاد دارد چو بهرام و طوس
 ز دندش بناگاه کوس رحیل
 بگوش آیدم هر دم از لفظ حور
 بجنابان پر و بال و بشکن قفس
 بمنزله جان نشین گزین
 از و نگذری تا از و نگذری
 قلم در کش این بهفت پرکار را
 از ان پیش کزانیابی نشان
 همانا که آبی بر آتش زخم
 ز فیروز روزی منوچهر دوا مهر
 که بغزاید از جام نوشین روان
 مکن تنگی بر گردش روزگار
 بدستان بانی شوی پائمال
 درین دایره شادگامی کم است
 نداریم غم گر بداریم کم
 کزین بهفت پرکار پرکار نیست
 که برد از رخ لعل و یا قوت رنگ

۲۶

له م، شب تیره خشنده جانم بده . له م، بهرام، ب، زنگ و زو طوس له ب: زرا،

له ب: بهرام (آ-ج) له ب: بهتای فرد، له ب: بهنوم، له م: تو در ششده خانه شش دری له ب،

تو در شش در خانه شش می، در تو هم غم داشتند، له ب: کرد، له پرکار سوخته، له م: منوچهر هر له ب، در
 له ب، عافی، له م، شادمانی، له ب: تو ب، جرم، نداریم،

روان در ده آن عین آب روان	نه آب روان کا قتاب روان
که آهنا که با نا نشستند شاد	بفتند و از ما نگرند یاد
کدام است هام جم و جم کجاست	سلیمان کجاست و غاتم کجاست
که می داند از فیلسوفان می	که جمشید کی بود و کاوش کی
چو سوی عدم گام برداشتند	درین بقعه جز نام نگذاشتند
منه دل برین گلشن و کشتابی	که چون بگذری بازمانی بجای
در و بستن دل ز دیوانگی ست	بدو آشنائی ز بیگانگی ست
درین دارشدر نیابی بکام	مجال مجال و مقام مقام
بده ساقی آن آب آتش خواهن	کران آب یا بم ز آتش خلاص
برین سقف نه پای شش رواق	توان زد بیک جام می چار طاق
بده پیر شده می به پیران ده	بمیر از جهان همچو پیران ده
قدح در ده اکنون که دُر در دهم	سرت کی دهم از چه با سر دهم
درین ده گروهی سیاهش و شد	که پیران ده را در آتش کشند
تو گر ماقلی خمیر و دیوانه شو	مریز آب خود خاک میخانه شو
دم از دل زنی دُر دی در دوش	دل گرم داری دم سرد کش
پنی کار داران بیکار زن	در دُر و نوشتان مختار زن
مشو خاک این دیر خاکی نه ساد	که ناگه دبد، همچو خاکست بباو
بده ساقی آن خسروانی قدح	که دل را میغزاید از وی فرح

له تب ، با هم ، له تم ، کاوش کی ، له تب ، چه بندی دل اند سپنج سرا ، له تب ، نه

له تب ، دیر ، له تب ، لفظ آب ندارد ، له تب ، پر ، له تب ، با هم ، له تب ، تا دهم ،

له تب ، از هم ، له تب ، دم از دل زبیدی در دوش ، له تب ، پنی کار داران پنی کاوند ،

مراد از قدح باد و سرمدی است وزان باد و مقصود با بخودی است
 که بر بام نه قبت بی ستون توان شد گراز خود توان شد برون
 ز خود در گند تاری در خدا که گردن سائی رسی در بقا
 چو بردی ازین تنگ پیوله رخت چه بر روی خاک و چه بر روی تخت
 جوانی چو برق یمانی گذشت چو باد صبا زندگانی گذشت
 برو ترک این دار شش در گو بیادست ازین مار نه سر بشوی
 سر و زدن ره روان بر نشان وراز (رهروانی) روان بر نشان
 چو عیسی درین کمت در جهان برآ از روان تا بر آئی روان
 بدو ساقی آن جوهر روح را دوائی دل ریش و مجروح را
 که دوران چو جام از کف جم ربو که داند که محشید بد یا نبود
 چو بنیاد عمر است نا استوار بنقد این نفس را بنیت شمار
 چو بیزن این است ویزن کجاست مگر همین این است و همین کجاست
 که فیروز بر تخت فیروز شد و یا خرم از تخت فیروز شد
 که مانند فیروز فیروز تخت نیکنند چه خوش ز فیروزه تخت
 کسی را که دست دهد دستگیر که فردا همان باشد دستگیر
 شد داد گستر فریدون ببرد بین ای برادر که با خود چه برد
 تو نیز آنچه کاری همان بدروی چنان کادی باز بیرون شوی

له تم ، تو ، له آ : چو بزند ، له تب : پشت ، له ته : کار ، له تب : یار ،
 له ته : ازین ، له تب : چو عیسی درین آسمان آشیان ، له تم : بیانی روان ، له تب : بود و نبود ،
 له تم : چو بیزن ، چو بر همین ، ته : چو بیزن نه این است ... چو همین نه این است ...
 له تب : نیکنند ، له ته : سیاک ، له تو : روی ،

بده ساقی آن آب افشوده را بجای زنده گردان دل مرده را
 که دانا که دارای آفاق بود بدارندگی در جهان طاق بود
 چو زین دارششدر برون برود بنودش بجز دارتابوت تخت
 بدین حقه سبز چیدن مناز که هم مهره زردست و هم مهره باز
 ربانی بیاید کس از شست خاک که بر خاک نشیند از دست خاک
 هرات پاره شتی که بر نظر نیست سر کعبادی و اسکندر نیست
 هرات شاخ سر که در گشتی است نموداری از قدیمین تنی است
 هرات گل که در گستانی بود سمن عارضی دستانی بود
 بجز خون شاهان دین طشت نیست بجز خاک خوابان درین دشت نیست
 بده ساقی آن تلخ شیرین گوار که شیرین بود باده از دست یار
 بیاتانشینیم و ساغر کشیم دم از دل برآریم و دم در کشیم
 بده باده تا خون دل کم خوریم که خاکیم و از خاک ره کمتریم
 شنیدم ز شوریده می پرست بخانه کوزه می بدست
 که هر کس که در دور گردون بود زند بر فلک خیمه گردون بود
 که دون است گردون دورا از و شاد تر هر که نادان تراست
 که باید ازین فرص زین بریان برین سفره بیرون زد و نان نان
 بشو چون خمر دست از آب حیات چو عیسی ترا کن از کاینات
 کسی در خور تخت فیروز گشت که مستغنی از تخت فیروز گشت

ب

له تم چه ، نداده ، له ب ، دست ، آهشت خاک ، له چه ، بشنید ، له عمر خیام گوید
 خاکی که بزی پای هر حیوانیت زلف منی و ماضی ملانیت نهشت که برگزیده ایست نهشت و دریک دهر ملانیت
 له چه ، سیمین بری ، له تم ، خاصه ، له ب ، که ،

بدہ ساقی آن گو ہر کان جان	می آتشین آب حیوان جان
کہ چون بگذرد عمر و چون بگذری	ازین بازمانی و حسرت پوری
اگر ہوشمندی بروست شو	قدح گیر و در نیستی ہست شو
کہ ہر دم کہ مطرب برآرد و خوش	نماورد و ہدسوی جانم سر و ش
کہ این طغرل آب نوسی قفس	نیفتد بدین دانہ درد دام کس
رو خاک رو ہان میخانہ روب	در دُر د نشانِ فرزانہ کوب
مگر آب آتش خواصت دہند	بستی ز بستی خلاصت دہند
بجای برون آوردت ز خویش	بنوشی رہائی دہندت ز نیش
کہ خواجو کہ در عالم جان رسید	چو از خود برون شد بجان رسید



رفتن خواجو بزم دوستان و غزل سراییدن

شب بستی بودم براغبار دور	بجیب تفکر فرو بردہ سر
زده بر نہم کہ چرخ کملی علم	عطارد ز بیم شمشکۃ قلم
در آوردہ دریاسی معنی بجوش	بر آوردہ از اہل معنی فروش
بہ تیر نظر چرخ را موشگاف	بہ تیغ زبان بردریدہ مصاف
خرامندہ در گلشن شوق مست	ز باغ اہل شاخ ریحان بدست
بدانش فلک را روبرودہ کلاہ	بمعنی ملک را شکستہ سپاہ

۵ تب : کہ چون بگذرد عمر خود بگذری ، ۵ تب : بری ، ۵ تب : می فروشان متاد

آ : می فروشان فرزانه ، ۵ تب : قصر ، ۵ تب : سم ، ۵ تب : در آوردہ سر ،

چو طبعم با ز اندر آورد ساز
 گم می شتری طلیسان می نگند
 ز مجلس فروزان روشن گهر
 که ای ببل بوستان سخن
 چه در کج کاشانه بنشسته
 زهر نیک و بد چند رانی سخن
 زمانی سر از رای یاران متاب
 که ساز طرب بی تو بر ساز نیست
 نوید و صالم چو آمد گوشتش
 چو مهر بر فلک سر برافراختم
 سوی مجلس میگساران شدم
 تچه دیدیم بهشتی پُر از حور عین
 حریفان قدح بر کف و نیم مست
 شراب عقیقین ز جام بلور
 معنی چو مرغان دستان مری
 ندیمان بزرگان اصلی گهر
 پری چهره ساتی بت باده نوش
 بخش گشت ناهمید بر بطناز
 گم می تیر کلک از بنان می نگند
 در آمدگی همچو شمع ز در
 فروزان ز لفظ تو جان سخن
 در خانه بردوستان بسته
 ز راه مطلق قدم رنجسته کن
 بخلو تکه میگساران شتاب
 نو ساز مجلس خوش آواز نیست
 بر آوردم از کج خلوت فروش
 چو عنقا بقاف آشیان ساختم
 بمنز لگه شاد و خواران شدم
 شبستان مستان چو خلد برین
 بزلف عروسان دثار آورده دست
 فروزان چو از چرخ گردنده بهور
 نو ساز مستان بر بستان مری
 فروزنده طبعان صاحب نظر
 بر رخ دل فروز و لب می فروش

۱. به : در آمد ز در همچو شمع بزر ، ۲. در نسخه های این دو مصرع های یک دیگر گرفته ، ۳. به : آ : چو دیدیم

۴. به : آ : شهنشاه مردان ، ۵. به : بر آورده ، ۶. به : هر نام آفتاب باشد ، فردوسی گفته -

۷. به : ز مکتب می زرد و جام بلور سپهری شد ایوان پُر از ماه و بهور

۸. به : رخ دل فروز و لب می فروش ،

بسا غم در افکند همل نذاب	بگردش در آورده جام شراب
بمن داد یک جرعه می که نوش	بر داز دلم صبر و آرام و هوش
بمن گفت مطرب که ای می هست	برون رفت کارت بجای ز دست
بباغ سخن مرغ داستان نواز	بر آواز چنگم نوا می بساز
همه قول داری ولی کو عمل	ترانه میاور فرو خوان غزل
کنون قول عشاق را گوش کن	پس آنکه می لاله گون نوش کن
چو در پرده چنگ زد چنگ را	ز عشاق گرفت آهنگ را
خوش الحان طبع نوا ساز من	بدستان در آمد با و از من
مه مطرب آن پرده آواز کرد	بر آهنگ ادا این غزل ساز کرد

غزل

برین در ترا اگر سر بندگیست	برو بندگی کن که غم نخندگیست
چو شمع اربسوزی شود روشنفت	که روشندی هم ز سوزندگیست
بیابد مراد آنکه جوینده ایست	که جویندگی عین یابندگیست
سراغندگی کن که زلف نگار	سرافزایش در سراغندگیست
هم او خط آزادی آورد بدست	کسی را که سر بر خطا بندگیست
فرو بستن دیده از غیر دوست	بژ اهل دل عین بیندگیست
خروس سحر در خرورش است لیک	خموشی و راسی فروشنده گیت

ل ت ت : به جانی ، ل ت ت : جوانان ، ل ت ت : دایره ،

ک ت ج : که هم خط آزادی آید بدست ، ل ت ج : از ،

می روشن اندر شب تیره گون چو در تیرگی چشمه زندگیت
 ز عشق ارنسوزم بازم چو شمع که سوزنده را چاره سازد نگیت
 ز لب خون که می بار دانه هم من دلم را خرابی ز بار نگیت
 چو خواجو گراهِل دلی جان بیاز که مردن بردستان زندگیت

✦

در آمدن امیر ابوالفتح مجدالدین محمود و اشاره کردن بنظم کتاب

چو زلف شب تیره شد مشک بیز درآمد در پیک دولت که خیز
 که صاحب قران عجم برد راست گر انایه صدری که دین پرور است
 ابوالفتح کفایت بشر مجد دین سر بر سر فز از ان روی زمین
 عطا بخش در یاد دل کان نوال بها بخوی محمود مسعود فال
 ملاذم صدر گیتی پناه جهان کرم شمع ایوان شاه
 سپهر هنر مهر برج جلال هوش زیر دست و فلک پایمال
 قضا قدرت و آفتاب احتشام عطار د ضمیر و سپهر انتقام
 ملک بر نهم چرخ جایش دهد فلک بوسه بر خاکپایش دهد
 جهان روشن از ماه و خرمگاه اوست فلک گردی از خاک درگاه اوست
 محیط از دلش نکتته برده پی ز خجالت چو ابراز کفش کرده خوی

له تب: بسندم، له تب: چشمه، له تب: نیاز، له تب: مسعود محمود فال،

له تب: ایوان شاه، له تب: نمیک پرده، له تب: جوی،

اگر زانکه دریا گهر پرور است مراد را چو دریا دلی در پر است
 کنون چون در آید هم از گرد راه گرت حاجتی باشد از وی نخواه
 بهای سپهری چو بکشد اقبال بر آید مه آسمان جلال
 جها بخوی با طلعت و لکشای در آید چو شمع بخلوت سرای
 ثنا گفتم اورا و پوزش نمود بچاکر نوازی زبان بر کشود
 که ای مهر برج سخن پروری حدیث ترا مستری مشتری
 بهانی پُر از صیفت گفتار تست خرد و اله لفظ در بار تست
 بگویم حدیثی چو رانی تو راست کلمه در گنج معنی تراست
 شکر گرچه از مصر می آورند بمصر از حدیث شکر می برند
 بشیرینی آب از شکر برده که شیرینی از حد بدر برده
 چرا ساز طبع تو بر ساز نیست گرازی نواژی نوا ساز نیست
 در گنج معنی کنون باز کن بنام کی نام سه آغاز کن
 علم بر نسیم بام افلاک زن گریبان پر فلک پاک زن
 برافروز قندیل دیر کهن در آموز رهبان جان سخن
 چو موسی خرد را فسر و زنده دار چو عیسی روان را بدم زنده دار
 بلفظ خوش از دلبران دل ببر بسحر سخن آب بابل ببر
 نسون مغان بر سلمان بخوان چو زردشتیان زنده رهبان بخوان
 مکن بیش ازین یاد فردوس و حور ز داود تحقیق بشنوز بور

۲۸ ب

له چه : ثنا گفت ، له چه : ماه ، له چه : شکر ،
 له چه : ترا ساز ، له چه : قصه ، له چه : گریبان خود کو فلک پاک زن !
 له چه : مغان ،

ز شمع خرد بزم جان بفرسوز	بتاب روان شمع گردون بسوز
نواي دل از چنگ نامید خواه	می روشن از جام بمشید خواه
بسحر سخن دست موسی برآر	ز بحر امل دور معنی برآر
چو عیسی بدین دیر علوی شتاب	شرابی خور از چشمه آفتاب
بتیغ زبان قلمب گردون بد	بشعر روان آب جیحون بسر
درین دودگر قدر اشعار نیست	مگر تا گوی خریدار نیست
ز تو حلقه عشوق بر دزدون	ز مار خنده در قصر قیصر زدن
ز تو مدحت منقرعی ساختن	ز ما گنج محمود پرداختن
بگفت این و دست کرم برکشود	به تشریف خاسم نوازش نمود
مرا بر سماک از سمک برکشید	ز پستی باوج فلک درکشید
کنون گر بگمید دابل دامنم	نمیرد چراغ دل روشنم
برانم که خدمت بجان آورم	سر چرخ رازیر پای آورم

سبب قصه نظم آورون

چو بمشید شرقی بیفکند جام	شیر زنگ سر برزد از راه شام
درنگ ریزک دار بخور شد شتاب	رخ روز راز لغت شب شد نقاب
شبه چین بشام آمد از نیمروز	بمغرب فرود رفت گیتی فروز
بیفکند خورشید زرین کلاه	بپوشید گیشی قباي سیاه

شبه: شمع گیتی، شبه: خورشید، شبه: این شعر ندارد نسخ و دیده شد، شبه: آسمان، شری.

شبه: سر دزدان، شبه: خورشید تاب، شبه: چه، بمشید عالم.

شده تیره عالم چو دریای قار
 بزدان مغرب اسیر آفتاب
 شنیدم کمی گفت ناگه کسی
 که بی مابسی بر سر از دکلاه
 نمساند کسی زیر چرخ کهن
 برفت از دلم هوش از دید تاب
 که اکنون که دور سپهری که گشت
 نگر دم پسندیده کاری که آن
 اگر با تمیزم و راهی خرد
 در اندیشه بودم که خوابم برد
 یکی باغ دیدم چو خورم بهشت
 چنان در چمن لعلتی سبز پوش
 بدستش کی صفحہ از سیم ناب
 همه دانش و پسند و تدبیر رای
 مرا گفت کین لحظه کاری بکن
 بسا پادشاهان که هر جای گنج
 نه ایشان از آن گنج بروند بهر

درو چشم من گشته اختر شمار
 چو بیزن بزدان افراسیاب
 کمن بیکه برد و برگیتی بسی
 فرو زنده غورشید و تابنده ماه
 زار باب دانش بمساند سخن
 ز چشمم بیارید چون زالد آب
 سته دو سال از عمر من در گشت
 ز من یادگاری بود در جهان
 چو عمر نمساند که نامم برد
 چراغ دل از آه سردم برد
 ز طلیعت هواش چو اردی بهشت
 تو گفتی مبینو خرامد سروش
 نوشته سخنها بمشک و گلاب
 ز کردار فرخ همایون های
 برود در جهان یادگاری بکن
 نهادند و رفتند باد و درونخ
 نه بی رنج بردند ابنای دهر

۱۰ تب : در چشم ، ۱۱ هفت اشارت بعد در نسخه بطوری پس و پیش نوشته شده ،
 ۱۲ تب : که مطلب بکلی از بین می رود ، ۱۳ تب : نه طیب هوایش که اردی بهشت ،
 ۱۴ تب : چه مشک و گلاب ، ۱۵ تب : که بی رنج یا بند انبای دهر ،
 ۱۶ تب : پی رنج مانند از جای دهر ،

تو این داستان را کی گنج ساز
 دیار سخن جسد تاراج کن
 که داغم کزین نامه نامی شوی
 هم اندر زمان رخت بر بست خواب
 چو از خوابِ دوشینه باز آمدم
 اگر دستِ مرگم بگیرد عنان
 به پیوندم این قصه دلکشی
 چو کاخی که بنیاده ماند عجب
 یکی بارغِ پرمیوه اندر بهشت
 گلش دالش و میوه تدبیر و رای
 چو بحری پُر از گوهر گونه گون
 گل از بوستانِ ارمغانی برند
 هر آنکس که این گفته تلقین کند
 که گر من مناسم بدین روزگار
 پُر از گوهر پستد و ولوی راز
 سر نامه را نامش تاج کن
 بنزدیک شاهان گرامی شوی
 سفیده بر انگنده از رخ نقاب
 بجان غرقِ دریای راز آمدم
 بهرم دهد و در گردون امان
 بغالِ همایون ز حالِ های
 شب و روز بار و ز پشته شب
 زمینش ز کافور و از مشک خشت
 چو بلبل همه بلوغِ دستانِ سرای
 که خواص اندیشه آرد بر دهن
 وزین بحسبِ دُر معانی برند
 دماغ خرد و عنبر آگین کند
 بماند ز من در جهان یادگار

۱۲۹

آغاز داستان

برآورنده دُر دریای راز
 که شاهنشاهی بود در ملک شام
 سر درج گوهر چنین کرد باز
 منوشتنگ قرقاس بودیش نام

ملاحظه که گوهر گنج، مذهب، کنون، مذهب، همه باز، مذهب، چه، مذهب، از همیشه،

که تو منوشتنگ قرقاس بودیش نام
 چه منوشتنگ قرقاس بودیش نام
 در دست مذهب کجای منوشتنگ همه جان و ملک دیده می شود،

نژاد وی از نسل شاهان کی
 بفرزند بودیش دایم بوس
 کز و در جهان یادگاری بود
 ازین چار مادر و زان نه پدر
 باشین کجمنسرو و کیتباد
 بطالع مه برتج نیک اختر
 ز دریای شاهنشاهی گوهری
 ز خور و شرف عالم آرای تر
 تو گفتی پری در جهان آمده است
 ملک نام کردش همایون همای
 همه بر زو از خورمی تاج را
 در آورد دایه بمهر زرش
 چو از شیر پر خسته شد شد او
 چنان دستان شد بمه پیکری
 چو سالش بچراوشت و اتفاق
 گره کرد بر لاله مشک سیاه
 بر دآب مهر چشیده آفتاب
 فلک پنج نوبت بزد بر درش
 ملک چون بآموزگارش سپرد
 مرا و را منخر همه روم وری
 زیزوان همین حاجتش بود پس
 پسر نامور شهر یاری بود
 یکی طفلش آمد قضا را پسر
 بهر منوچهر و فرزند قباد
 بطاعت و بر درج نه منطری
 ز گردون فرماندهی اختری
 ز گل در چمن شادی افزای تر
 و یا مشتری ز آسمان آمده است
 بر لعبت دیده اش کرده جای
 بسی سیم و زرداد محتاج را
 ز شیر و شکر ساغتنش پرورش
 برآمد مر از مطلع مهر او
 که آمد ز مهرش قمر مشتری
 بخوبی بزد بر فلک چار طاق
 ز شب چنبر انگشت بر قرص ماه
 شد آب حیات از لب لعلش آب
 بر افراخت از مفت کشورش
 ز دانشوران گوئی دانش ببرد

نه تبه بگر، نه تبه بر، نه تبه چرخ، نه تبه منطری، نه تبه اندیش، نه تبه

که می شد مهرش قمر مشتری، نه تبه چرخ، نه تبه دولت،

چنان گشت در اندکی روزگار که حاجت نبودش با نورگار
 ز تقلیدس و نحو و طب و نجوم چنان شد که شد داستان در علوم
 ز قسسی که کردی معانی بیان بر منطقی آب گشتی روان
 چو کردی فروزان بشطرنج رخ شهر چرخ را مات کردی برخ
 چو بگذشت بر سال عمرش دو چار نیازت زد چرخ با او دو چار
 بسره پنجه دست از زبان بسرد بزر بخشی آب کریمان برود
 درین شش رواقی سرای سنج چو بگذشتش از زندگانی سنج
 چنان شد که گر بر کشودی کین شه چرخ را در ربودی زین
 بمیدان چو در تاختی زنده پیل فلک باز مادی از دهفت میل
 بدان بزر و بالا و نیرو و بال ز هم شیرگان کس نبودش همال
 قضا را شبی بار رخ همچو ماه در آمد بقصر منوشتنگ شاه
 بلب خاک را زنگ عناب داد زمین را آب حیات آب داد
 ثنا گفت و آنکه زبان بر کشود سر در رج گوهر نشان بر کشود
 که گیتی بکام شهنشاه باد سپهرش شن گوی درگاه باد
 مرا بیش پروائی بستان مانند دل بارغ و میل گلستان مانند
 ز ایوان دلم تنگ شد زین سپس توقع ز خدمت همین است و پس
 که فرمان دهد نامور شهریار که بیرون خرازم بجزم شمار
 جهاندار گفت ای دل افروزمین بروی تو روشن بود روزمین

شه ق ب ، بر ، شه ق ب ، نیازست نو ، شه ق ب ، رواق ، شه ق ب
 چو بگذشت از زندگانی سنج ، شه ق ب : ز هم شیرگانش نبودش همال ، شه ق ب ، در ،
 شه ق ب ، شب و روزمین ،

ص ١٥١ س ١٣ - مجد الدين محمد بن الشيخ ظهير الدين الخ

انشده التزيري في بحث الاطراد شعرين كتبهما في الاجازة لبعض تلاميذه

وهما :-

اجازما قد سألوا بشرط اهل السند

محمد بن احمد بن عمر بن احمد

٧ : نهاية الادب ج ٢ ص ١٣٨ :

ص ١٥٥ س ١ - محلقة دون السماء الخ للابيات الثلاثة من قطعة ذكرها

الصبري في تاريخه (ج ٢ ص ١١٣) بتسمائها فراجعه ؛

ص ١٥٥ س ٥ - الشروط انظر تفصيل كتابة الشروط وما يجب فيها في

نهاية الادب (ج ١ ص ١) بابها

ص ١٥٥ س ٦ - محمد بن العميد ترجمته مبسطة في النجم الزاهر

ج ٢ ص ٢٣٢ و الوفيات ج ٢ ص ٢٧ بابها و بيتية الدهر ج ٣

ص ١٣٤ - ١٢٢ و دائرة المعارف الاسلامية ج ٢ ص ٣٦٠ ، انظر ايضا مقالة

المستشرق امدروز *A. H. Ammerson* في مجلة ديبر اسلام

ج ٣ ص ٣٢٣ - ٣٥١ (*Deh Islam*, v. 3, p. 323-351) وفي هذه

المصادر ذكر ابو عبد الله الحسين بن محمد وصفوة القول فيه

انه كان كان كاتباً شهيراً حتى ان بعضهم ليسون بينه وبين ابنه

ابي الفضل ، اما ابو الفتح ابن العميد فقد ولد سنة ٥٣٣ هـ وبنح حتى دزر

لمريد الدولة بويه ، وجرت له امور افضت الى نعيته به ، وكانت ذناته

سنة ٣١٦ هـ ، انظر ترجمته في الوفيات و دائرة المعارف الاسلامية

في المواضع التي شرحها و ايضا بيتية الدهر ج ٣ ص ١٢٢ - ١٢١ و دائرة المعارف

للبيستاني ج ١ ص ٦١ وموجم الأدباء ج ١٢ ص ١٩١ - ٢٢٠.

ص ١٥٤ - س ٦ - الرشيد بن بدر النابلسي - هو الرشيد أبو محمد

عبد الرحمن بن بدر بن الحسن بن مغزج النابلسي الشاعر، له قصائد في

السلطان ملهم الدين، وكانت وفاته سنة ٥٦٩هـ، وانظر ترجمته

. في فوات الوفيات لابن شاکر ج ١ ص ٢٥٥.

ص ١٥٤ - س ١١ - كمال الدين جیش - لم يصل اليها من أخبار

شيئي إلا ما يذكره سرحلن في ذيل تاريخ الآداب العربية

(ج ١ ص ٨٩٣) أنه كان من علماء القرن السابع للهجرة ودعاه ملاذاً

من تصانيفه التي توجد الآن وهي (١) نظم السلوك قاموس للأدوية

المفردة، وتوجد نسخة منه في المتحف البريطاني (٢) تقويم الأدوية

توجد نسخة في مكتب عدديته، واحدة منها في مكتبة رامفورثانظر

فهرست هذه المكتبة ص ٦٩٣، (٣) تقديم العلاج وبدرقة المنهاج

(٤) رموز المنهاج وكنوز العلاج (٥) لباب الأسباب

(٦) رسالة في شرح بعض المسائل للأسباب والعلامات المنتجة

(من القانون) (٧) تحصيل الصحة بالأسباب الستة (٨) اختصار

فصول بقراط (٩) كمال التدبير (١٠) قانون الأدب؛

ص ١٦٥ س ٨ - وفهرسته أشياء من هذا الفن - قال

صاحب الحوادث الجامعة في حوادث سنة ٦٨٨هـ: وفيها قتل العمال

حسن بن يحيى القراش البغدادي بد مشق قتله رجل من أهلها ثم

قعد عنداً فلما عرفت الوالي بذلك احضروه فاعترف بأنه قتله وقال: عرفت

انعم تسألوني عنه واني قتلته غيري على النبي صلى الله عليه وسلم - لانه

اساء ذكره وتعرض بالصعابة وقال اشياء ويستحق عليها القتل ، و قد بذلت نفسي لله تعالى فطلبوا منه من يشهد انه سمي عنه ذلك فاحضروا جماعة من اهل دمشق شهدوا بصحة ما قاله فدخل سبيله ، و هذا الصبي كان يعتقد مذهب الفلاسفة ويتظاهر به ، وكان ابوه يدعى انه اخو علماء الدين عطا ملك صاحب الديوان

ص ١٢٩ - س ١٢ - ابي محمد سبط ابي منصور هو ابو محمد

(وابو علي) عبدالله بن علي بن احمد بن عبدالله البغدادي الحنبلي شيخ الاقراء ببغداد في عصور ولد سنة ٢٦٢ هـ وقرأ القراءات على جده وغيره

من افاضل العلماء ، وصنف كتاباً منها كتاب المبهج وكتاب

الروضة وكتاب الايجاز في القراءات السبع وكتاب التبصرة

والمؤيدة في السبعة والموضحة في الحشرة والقصيدة

المنجدة في القراءات العشر والكفاية في القراءات الست

وله شعر ، توفي سنة ٥٨١ هـ ببغداد وصلى عليه الشيخ عبدالله القادر

الجبلي ، ودفن عند جده ابي منصور على دكة الامام احمد ، قال ابن

الجزوي : ما رأيت جمعاً اكثر من جمع جنازته ، كشف الظنون

ج ١ ص ٤٦ و ١٤٣ و ٢٢٢ و ج ٢ ص ٢٣٣ و ٣٢٢ و ٣٤٣ ، و ذيل تاريخ

الاداب العربية لبروجي ج ١ ص ٤٢٣ ، و كتابه البصير ، اُضيف

اليها خاتمة النهاية في طبقات القراء التي ذكرناها في ذيل المتن ؛

ص ١٤٠ - س ٣ - برهان الدين مسعود بك ، نظراحواله واحوال

ابيه محدود في تاريخ العراق ج ١ و تاريخ حماكشك بسبب

فهارسهما و ص ١٢١ من تاريخ العراق قد فلت ناشئة ابن يذ عرفا ؛

ص ١٤١ - ١٣١ - كمال الدين أبو الفتوح حمزة - انظر

احوال كمال الدين حمزة في تاريخ الكامل ج ١٠ ص ٢٣٩ و ج ١١ ص ١١٠
 ١٩ و ٢٠ و ٣١ و ٣٢ و ١٢٠ ومقاد ما ذكره انه قولى المغزن قبل ما ذكره بسة
 عشر سنة حيث ذكر في حوادث سنة ٥١٢ هـ انه قولى المغزن بعد وفاة
 خالصة الدولة ابي البركات احمد بن عبد الوهاب السبتي صاحب
 المخرن ببغداد واخذ اسيراً مع الخليفة في حرب السلطان مسعود
 سنة ٥٢٩ هـ وبني مدرسة العمالية سنة ٥٣٢ هـ و حج سنة ٥٣٦ هـ و
 لما عاد استغنى من الخدمة و قولى سنة ٥٥٦ هـ ؟

ص ١٤٢ - ١٣١ - اخطأ صاحب الحوادث الجامعة في نسبة قصة الفرق الى

ابيه ركن الدين و تبعه في ذلك مصنف تاريخ العراق والديلم
 على الخطأ قول شمس الدين الحوفي في الموثقة التي رثى بها الغريق -
 وقد نقل صاحب الحوادث الجامعة بعضها :

يا ماء ما انصفت ال محمدي وعلى كمال الدين كنت المجتري

في الطغ لم تسعد اباه فظنك واليوم تد غرقته في اب حبر

قامر عليه واخرجه مغطاً ومحمداً وكذا انفس المجرم

ص ١٣١ - شمس الدين أبو المناقب اسمه محمداً كما نقلناه

او محمود كما ذكره الحبيبي في القواف (ج ٢ ص ٢٩٢) ويقول
 صاحب الحوادث الجامعة تارة ان اسم ابيه عبد الله وتارة انه حبيب الله و
 هذا الشبه بالصحة قد نقلنا عن تاريخ العراق انه محمداً بن احمد بن
 عبد الله ولم نجد من يرافقه ؟

١٤٣ س ٩ - ابن شهر آشوب وهو رشيد الدين ابو جعفر محمد

بن علي بن شهر آشوب المازندراني المتوفى سنة ٥٨٨ هـ ، انظر ترجمته في

بغية الوعاة ص ٤٤ ، وذيل بروكس ج ١ ص ١٠١ .

١٤٣ س ١٩ - كمال الدين ابو محمد داود بن عبيد الله

لعل الإشارة بقرله ؛ من اولاد المحدثين ؛ الى انه من اولاد الحافظ

معتر بن عبد الواحد الاصفهاني الذي ذكره صاحب تاريخ الكامل في

حوادث سنة ٥٩٢ هـ (ج ١١ ص ١٥٤) وقال انه توفي بالبادية ذاهبا الى الحج ؛

١٤١ س ١٤ - محمد بن هبة الله هو ابو جعفر محمد بن هبة الله بن

المحترم بن عبد الله الصوفي ولد في ليلة السابع والعشرين من رمضان

سنة ٥٣٨ هـ وسمع من ابي الوقت وروى في المحرم سنة ٦٠٦ هـ وسمع منه

القاضي شمس الدين ابن خلدكان في سنة وفاته ، انظر الشذرات

ج ٥ ص ٩٦ والوفيات ج ١ ص ٢٨٥ (ترجمة عبد الاول السجزي) ؛

١٨ س ١ - كمال الدين سليمان هو جد كمال الدين داود

ابن عبيد الله المقدم وذكره المصنف في ترجمة والده موفق الدين

نسبة والحقه بعبد الرحمن بن سمرق بن حبيب القوشى ؛

١٨ س ١٠ - محمد بن سعد كذا ذكره المصنف وقال

في ترجمة موفق الدين داود انه محمد بن ابي سعيد ، وفي موضع

آخر من الكتاب انه محمد بن ابي سعد ، والله اعلم ، اتى ذلك اصح ؛

١٨ س ٥ - مجد الدين ابوطاهر ابراهيم ذكره المصنف

في كتاب اليم وقال انه ابراهيم بن محمد بن عبد الله ، وفي هذا

بعض اختلاف لما ذكره ههنا ، والله اعلم ، وكانت وفاته سنة ٦٠٦ هـ ،

انظر مجمع الآداب (ورق ٢٤، باب ٢٨ الف) ؛

ص ١٨٣ - لمّا تكلم الناس لهذه الوقعة ذكر في العوادث الجامعة

(ص ٢٥٠، بالبداهة) وملخصها أنّ الأمير سيف الدين علي بن قيران أدي عند الوزير ابنه رأي الخليفة شمس الدين المذكور على حالة منكر مع رجال ونساء، فاهتدرا فقبل الديوان هذرة وسم يقبله الناس، فتقّصصوا عن رجل من الخطباء يريّج على الخليفة المذكور، واستقام الامر على عبدالله بن العباس هذا ؛

ص ١٨٤ - صدر الدين بن النيار موشغ الشيخ علي بن محمد

النيار كان يلقب أولاً شمس الدين وكان مؤدباً لاداء خليفة المستنصر بالله وحله عليه مرتين فلما قوّى الخلافة المستعصم والآلة مشيخة الشيوخ وعند ذلك صار لقبه صدر الدين، وتوفي مقتولاً مذبوحاً كما تدبّر انشأة في وقعة التتار سنة ٦٥٦ هـ، انظر

العوادث الجامعة صفحات ٣٢ و ٤١ و ٤٢ و ٨٤ و ١٦٣ و ١٤٠ و ٢١٠ و ٢٨٣ و ٢٨٦ و ٣٧٨ ؛

ص ١٨٥ - رشيد الدين محمد بن أبي القاسم

هو أبو عبدالله محمد بن عبدالله بن عبد بن أبي القاسم البغدادي الحنبلي المقرئ المحدث الصوفي الكاتب، ولد في ذي القعدة سنة ٦٢٣ هـ وتوفي ببغداد سنة ٥٤٤ هـ، انظر ترجمته في الدور الكامنة ج ٢ ص ١٥٠ وتاريخ العراق ج ١ ص ٢١٠ والشذرات ج ١ ص ١٥ ؛

ص ١٨٥ - أبو بكر محمد بن مسعود بن بهلولي

توفي في رمضان سنة ٦٣٥ هـ انظر ترجمته في الشذرات ج ٥ ص ١٤٢ ؛

ص ١٨٦ - السغناقي لم نجد باسم السغناقي موضعاً وبعثته من اعلام

الرجال كسافي تاريخ العراق ج ١ ص ١١١، فيشته ان ارادته بالنسبة
الى السفنات النسبة الى واحد من الاجلاد؛

عن ١٨٩ س ١ - عبدالله بن محمد بن نصر هو ابن قوام عبد الله
بن محمد بن نصر بن قوام بن وهب الرصافي شمر الدمشقي، مات
فجأة في ذي القعدة سنة ٣٩٥ هـ، انظر ترجمته في الشذرات ج ٥
ص ٣٣٠ بما بعد ما و ذيل تذكرة الحفاظ لابن المعاسن الدمشقي
ص ٩٢؛

عن ١٨٩ س ٢ - جمال الدين يا قوت المستعصي كان كاتباً
شهيراً واديباً عالماً وكان قد اشترى الخليفة المستعصم صغيراً وربى
بلداً الخلافة واعتنى بتعليمه الخطا صفي الدين عبد المؤمن دخل عند
علاء الدين عطاء ملك صاحب الديوان - و توفي سنة ٣٩٨ هـ و ترجمته
مبسوطة في تاريخ العراق ج ١ ص ٣٨٢ والشذرات ج ٥ ص ٣٣٣
والحوادث الجامعة ص ٥٠٠؛

عن ١٩٢ س ١ - ابراهيم بن محمد بن نبهان كان شهيراً
لدراية الجمع بين الصحيحين للحميدى توفي سنة ٥٢٣ هـ عن اربع
و ثمانين سنة، س: العامل ج ١ ص ٦٢؛

عن ١٩٣ س ١٢ - المبارك بن المبارك المعروف بالوجيه الدهان، كان
اديباً مشهوراً توفي سنة ٥١٢ هـ، س: لترجمته تاريخ العامل ج ١ ص ١٣٣
وبغية الوعاة ص ٣٨٥ والشذرات ج ٥ ص ٥٣ ودائرة المعارف
للبيستاق ج ١ ص ٣٨١ بما بعد ما والوفيات ج ١ ص ٥٢٢؛

عن ١٩٣ س ١٠ - عبد الرحمن بن صالح هو ابو محمد وابو الفتح الزعفراني

الثعلبي النحوي، توفي في حبس صاحب ماردين كما ذكره المصنف
وترجمته في بنية الرعاية ص ٢٥٨ والشذرات ج ٥ ص ١٧٥ وفيه
شعر له غير ما ذكره المصنف ؛

ص ١٩٢ س ١٢ - عمر بن الخضر بن المثنى بن الدزمش ، انظر
تاريخ الأدب العربية لبروكلين ج ١ ص ٣٣٣ وذيله ج ١ ص ٥٦٩
وفهرست مكتبة برلين ج ٩ ص ٣٣٢ ؛

ص ١٩٥ س ٣ - عبد الرحمن بن عبد السلام كان اقضى لقضاة
ثم رتب قاضى القضاة سنة ٦٣٣ هـ وولي تدريس الطائفة الحنفية
بالمدرسة المستنصرية سنة ٦٣٥ هـ ، له ذكر في العوائد الجامعة
في مواضع متفرقة (انظر الصفحات ٨٢ و ٩٢ و ١٠٢ و ١٥٤ و ١٦١ و ١٦٤ و
٢١٤ و ٢١٨ و ٢٨٢ و ٢٨٣) وفي السلوك (ص ٢٨٢) تصديق لما ذكره
المصنف انه توفي سنة ٦٣٩ هـ ؛

ص ١٩٤ س ١١ - كمال الدين ابو البركات عبد الرحمن
يعرف بابن الانباري وترجمته مبسطة في الوفيات ج ١ ص ٣٥٠ و
الشذرات ج ٢ ص ٣٥٨ وطبقات الشافعية ج ٢ ص ٢٢٨ وتاريخ الكامل
ج ١١ ص ٢١٥ ودائرة المعارف الاسلامية ج ١ ص ٣٢٩ والمصادر التي ذكرها
في تاريخ الادب العربية لبروكلين ج ١ ص ١١٩ وذيله ج ١ ص ٢٩٢
بما بعدها ، ذكر عدد من تصانيفه ؛

ص ١٩٨ س ١ - ابن ابى الدنيا ولد سنة ٦٠٨ هـ وتوفي في ١٢ جمادى الثانية
سنة ٦٨١ هـ ، انظر فوات الوفيات ج ١ ص ٣٣١ ودائرة المعارف
الاسلامية ج ٢ ص ٣٥٥ ؛

ص ١٩٩ س ٢ - نجم الدين البادراني ، انظر ترجمته في

الحوادث الجامعة ص ٣٢٢ ايضاً ؛

ص ٢٠١ س - عبد الرحمن بن يحيى له ترجمة مبسطة

في الحوادث الجامعة ص ٣٢١ بما بعدها حوادث سنة ٥٦٨٢ هـ و
ذكر انفاذه في الرسالة الى دمشق وجسه من غير ذكر وفاته و
مفاد ما ذكره ان اباها كان مملوكاً رومياً للمستعصم ، وجعل
هو من فرائض السدة - ثم اسرى في الواقعة وتزهد بعدها فعرف
بالشيخ وتعلم الحسيباً من عز الدين ايبك وزير العمادية
بالموصل وسار معه الى السلطان ابا قاتل فظهر له عجائب ظنها
كوامات فزاد اعتقاده فيها ، ثم اتصل بالسلطان احمد و
حسن له الاسلام فاسلم السلطان ووعدة بان تقال الملك اليه ،
ولما ارسله الى سلطان الشام عرف حاله واطلم على بطنه فامر بجسه
من غير ان يجتمع به ، وذكر ايضاً ابن العماد في الشذرات حوادث
سنة ٦٨٣ هـ وذكر وفاته ؛

ص ٢٠٣ س ١ - كمال الدين عبد الرحيم بن محمد بن

عبد الرحيم بن ياسين ، له ترجمة مختصرة في طبقات الشافعية

للسبكي ج ٥ ص ٢٠٠ ووقع ذكره استطراداً في الحوادث الجامعة

ص ٨٥ بما بعدها ؛

ص ٢٠٣ س ١٣ - كمال الدين عبد الرزاق له ذكر في هفت

اقليم ص ٢٥٦ بما بعدها ومجموع المطبوعات العربية عمود ١٥٨١ -

١٥٣٢ وذكر كتابه المطبوعين اصطلاحاً الصوفية ورسالة في لقضاء والقدر ؛

ص ٢٠٣ س ١١ - عبد السيد بن الحسن بن محاسن الموصوفى

(نسبة الى موصوفية على فرسخين من بغداد) لم اجد احدا ذكره
وقد ذكر صاحب تاريخ العراق دجلين ينسبان الى موصو احد هما
بهاء الدين حسن بن محاسن المتوفى سنة ٦٤٤هـ والثاني طهير الدين
محمد بن الحسن بن عبد الرحمن بن عبد السيد بن محاسن الشترقى
سنة ٤٠٢هـ (انظر ج ١ ص ٢٩٧ و ٢٠٥ من تاريخ العراق) ولا يبعد
ان يكون صاحبنا نسبنا لهما ؛

ص ٢٠٦ س ٩ - ابو بكر محمد بن عبد الله الخ توفى سنة

٥٣٠هـ ذكره ابن الاثير فى الكامل ج ١١ ص ٢١ وذكر انه انشد عند
موته

ها قد مدت يدي اليك فودها بالعرفا بشماتة الاعداء

ص ٢٠٦ س ١٣ - عبد الغفور بن عبد الغفار جريا على قول المصنف؛

ذكره الشيخ ابو احمد العسكرى فى كتاب الحكم والامثال
يعون زمان حياته قبل وفاة العسكرى ولم نجد احدا بهذا الاسم
يعون قبل المائة الخامسة الا ما ذكره الخطيب فى تاريخ بغداد
(ج ١١ ص ١٣٠) ولعنه - كما قال الخطيب - عبد الغفور بن سعيد
او عبد الغفور بن عبد العزيز ابو الصباح الراستى ، والله اعلم ؛

ص ٢٠٦ س ١٨ - ابو احمد العسكرى انظر ايضا ترجمته فى

الشذرات ج ٣ ص ١٠٢ و دائمة المعارف للبستانى ج ١ ص ١١٠ ،
وكشف الظنون ذكر كتيبه وهى كتاب فى البديع وكتاب
التصنيف وكتاب الحكم والامثال وراحة الارواح و

الزواجر وكتاب المنطق والمؤتلف والمختلف ؛

ص ٢٠٨ س ٢ - محمد بن علي بن ياسر هو محمد بن علي بن

عبدالله بن ياسر الانصاري الاندلسي سكن في الأغر بجلب وتوفي

سنة ٥٦٢ هـ انظر الشذرات ج ٢ ص ٢١٠ وله ذكر في معجم

البلدان ج ٢ ص ١٠١٣ .

ص ٢٠٩ س ٢ - ابن العاقلي هو الشيخ جمال الدين عبدالله بن محمد

ابن علي ابن العاقلي الواسطي الشافعي درس بالمدرسة المستنصرية

مدة طويلة نحو أربعين سنة وبأشرف نظر الاوقات وافنى من سنة ٩٥٠

الى سنة وفاته وهي سنة ٤٢٨ هـ وداره الآن جامع يعرف بجامع العاقلية

انظر تاريخ العراق ج ١ ص ٥٠٥ والمصادر التي ذكرها والحوادث بجامعة

ص ٢٨٥ و ٢٢٣ و ٢٢٨ ؛

ص ٢٠٩ س ٤ - شمس الدين عبد الكافي عدة صاحب

هفت اقليم من اعيان تبرز المتصفين بالفضائل العلمية والعملية

(انظر ص ٣٥٢ من كتابه) ؛

ص ٢١١ س ١٢ - شيخ الاسلام نظام الدين اسمه محمود وتوفي

قضاء الجانب الغربي سنة ٦٤٣ هـ وخطيباً بجامع السلطان سنة ٦٤٢ هـ ،

ولم نجد من ذكر وفاته اما ولد لأحد الدين محمد فقد تناقض فيه

اقوال صاحب الحوادث الجامعة حيث ذكر في حوادث سنة ٦٤٤ هـ

انه توفي قضاء الجانب الغربي فتوفي بعد شهرين وذكر فيه شعراً ثم قال

في حوادث سنة ٦٨٢ هـ انه عزل عن تدريس البشيرية ورتب مدرّساً بمدرسة

الصعلب وهذا التناقض يجب في تاريخ العراق حيث مؤل مؤلفه

على الحوادث الجامعة انظرت تاريخ العراق ج ١ ص ٢٨١ و ٢٩٢ و

٣٢٥ والحوادث الجامعة ص ٣٨٢ و ٢٠٦ و ٢٢٨ ؛

ص ٢١٣ س ٤ - كمال الدين ابو الفضل عبيد الله بن

عضد الدين لم نقت على ترجمته الا ما نقلناه في التعليقات من

ابن الاثير وبيت رئيس الرؤساء بيت معروف بالوزارة منهم

علي بن الحسن بن مسلمة ورئيس الرؤساء قتله الباسا سيري سنة

٢٣٩ هـ و ابو الفتح المظفرين رئيس الرؤساء و زرسنة ٢٤٦ هـ و

عضد الدين ابو الفرج ابن رئيس الرؤساء وزير المستغني (٥٦٩ - ٥٤٣ هـ)

وله ترجمة في قاموس الاعلام للزحلي ج ٣ ص ٩٣٠ ؛

ص ٢١٢ س ١ - كمال الاسلام ابو الرضا عبيد الله له اجدية

ترجمته والاشبه انه من اولاد عضد الدين عبد اللطيف النعجدتي الذي

ذكر في تعليق هذه الصفحة (٢١٢) من الكتاب ؛

ص ٢١٨ س ٥ - كمال الدين السديري ، انظر ترجمته

في تاريخ الكامل حوادث سنة ٥١٦ هـ والوفيات ج ١ ص ٢٦

(ترجمة الحسين بن علي الطغرائي) وتاريخ دولة آل سلجوق

رؤية النصرة لقوام الدين البنداري ص ١٠٠ ابابعدا والانساب

للسمعاني ص ٣١١ الف ؛

ص ٢٢٠ س ٢ - كمال الدين علي بن احمد

ذكره صاحب الحوادث الجامعة في حوادث سنة ٦٤٨ هـ (ص ٢١١)

واختصر مقال المصنف ونرا عليه انه كان قد ولي

فصل الملك ؛

ص ٢٢٢ س ٣ - رتن الهندي - انظر ترجمته في الاصابة

لابن حجر العسقلاني ج ١ ص ١٠٨٤ بما بعدها و ذيل تاريخ الاداب

العربية لبروكلسن ج ١ ص ١٠٨٤ ومجلة المجمع التاريخي

بفتح جاب (*Journal of the Panjab Historicals*)

العدد الثاني من المجلد الثاني والمصادر التي ذكرها. وبناءً

على ما ذكره لا يزال قبره قرب بتند ايزورة المسلمون

والمصادقة ؛

ص ٢٢٣ س ١١ - كمال الدين علي بن شجاع -

يعرف بالكمال الفريير، وترجمته مبسطة في الشذرات

ج ٥ ص ٣٠٤ بما بعدها، وطبقات القراء ج ١ ص ٥٢٢ بما بعده

ونكت الهيمان للمصالح المصنوع ص ٢١٢ بما بعدها ؛

ص ٢٢٥ س ١١ - عيسى بن محمد بن علي البراديه عيسى

ابن محمد بن عيسى اللغوي المتوفى سنة ٢٩٢ هـ وترجمته في

التهمذيب لابن حجر ؛

ص ٢٢٥ س ١١ - ابراهيم الحرثي - كان زاهداً حافظاً

راجع لترجمته الى الفوات للكتبي ج ١ ص ٣٠٤ بما بعدها

وتذكرة الحفاظ ج ٢ ص ١٢٤ بما بعدها وتاريخ العامل

حوادث سنة ٧٨٥ هـ ؛

ص ٢٢٦ س ١١ - جلال الدين بن عكبر هو الشيخ

عبد المجتبار بن عكبر الواعظ مدرس العنابلة بالمستنصرية،

توفي سنة ٦٨١ هـ، انظر ترجمته في تأريخ العراق ج ١ ص ٣١٢

والحوادث الجامعة ص ٢٢٦؛

ص ٢٢٩ س - كمال الدين علي بن محمد المعروف

بأبن الاعشى والاعشى لقب لوالده الشيخ فطير الدين محمد

بن المباركة، انظر ترجمته في قوات الوفيات ج ٢ ص ٨١ بما

بعد ما والشذرات ج ٥ ص ٢٢١ وقاموس الاعلام ص ١١٢

بما بعدها؛

ص ٢٢٩ س - ابن اللقي انظر ترجمته في الشذرات ج ٥

ص ١٤١ و دائرة المعارف للبستاني ج ١ ص ٣٨٥؛

ص ٢٢٩ س - كمال الدين علي بن محمد يعرف

بالكمال ابن دقماق وترجم له ابن العباد في الشذرات ج ٥

ص ٣٣٦ وما بعدها والسيوطي في نقبة الوعاة ص ٣٥٣؛

ص ٢٣٠ س - كمال الدين علي بن محمد المعروف

بأبن النبيه راجع لترجمته الى الفوات للعتبي ج ٢ ص ١٤١

بما بعدها وحسن المحاضرة ج ١ ص ٢٤١ وروضات الجنات

ص ٢٨٨ و الشذرات ج ٥ ص ٨٥ و ذيل تاريخ الادب العربي

لبروكلين ج ١ ص ٢٦٢؛

ص ٢٣٢ س - كمال الدين عمر بن احمد المعروف

بأبن العديم انظر ترجمته ايضا في قوات الوفيات ج ٢ ص ١٠١

بما بعدها و الفوائد الهية ص ١٢٤ بما بعدها و الشذرات

ج ٥ ص ٣٠٣ و مرآة الجنان ج ٢ ص ٨٨ بما بعدها و تاريخ

ابي الفداء حوادث سنة ٧٦٠ م ومقالة بروكلين في دائرة المعارف الاسلامية

ج ٢ ص ٤٠٣ بما بعد ها وحسن المعاصرة ج ١ ص ١٩٨ بما بعد ها
 راجع لفهرست مصنفاته الى كشف الظنون ج ١ ص ١٦٢-٢٠٠
 ٢٢٣ ٢٢٢ ٢٢١ ٢٢٠ ٢١٩ ٢١٨ ٢١٧ ٢١٦ ٢١٥ ٢١٤ ٢١٣ ٢١٢ ٢١١ ٢١٠ ٢٠٩ ٢٠٨ ٢٠٧ ٢٠٦ ٢٠٥ ٢٠٤ ٢٠٣ ٢٠٢ ٢٠١ ٢٠٠ ١٩٩ ١٩٨ ١٩٧ ١٩٦ ١٩٥ ١٩٤ ١٩٣ ١٩٢ ١٩١ ١٩٠ ١٨٩ ١٨٨ ١٨٧ ١٨٦ ١٨٥ ١٨٤ ١٨٣ ١٨٢ ١٨١ ١٨٠ ١٧٩ ١٧٨ ١٧٧ ١٧٦ ١٧٥ ١٧٤ ١٧٣ ١٧٢ ١٧١ ١٧٠ ١٦٩ ١٦٨ ١٦٧ ١٦٦ ١٦٥ ١٦٤ ١٦٣ ١٦٢ ١٦١ ١٦٠ ١٥٩ ١٥٨ ١٥٧ ١٥٦ ١٥٥ ١٥٤ ١٥٣ ١٥٢ ١٥١ ١٥٠ ١٤٩ ١٤٨ ١٤٧ ١٤٦ ١٤٥ ١٤٤ ١٤٣ ١٤٢ ١٤١ ١٤٠ ١٣٩ ١٣٨ ١٣٧ ١٣٦ ١٣٥ ١٣٤ ١٣٣ ١٣٢ ١٣١ ١٣٠ ١٢٩ ١٢٨ ١٢٧ ١٢٦ ١٢٥ ١٢٤ ١٢٣ ١٢٢ ١٢١ ١٢٠ ١١٩ ١١٨ ١١٧ ١١٦ ١١٥ ١١٤ ١١٣ ١١٢ ١١١ ١١٠ ١٠٩ ١٠٨ ١٠٧ ١٠٦ ١٠٥ ١٠٤ ١٠٣ ١٠٢ ١٠١ ١٠٠ ٩٩ ٩٨ ٩٧ ٩٦ ٩٥ ٩٤ ٩٣ ٩٢ ٩١ ٩٠ ٨٩ ٨٨ ٨٧ ٨٦ ٨٥ ٨٤ ٨٣ ٨٢ ٨١ ٨٠ ٧٩ ٧٨ ٧٧ ٧٦ ٧٥ ٧٤ ٧٣ ٧٢ ٧١ ٧٠ ٦٩ ٦٨ ٦٧ ٦٦ ٦٥ ٦٤ ٦٣ ٦٢ ٦١ ٦٠ ٥٩ ٥٨ ٥٧ ٥٦ ٥٥ ٥٤ ٥٣ ٥٢ ٥١ ٥٠ ٤٩ ٤٨ ٤٧ ٤٦ ٤٥ ٤٤ ٤٣ ٤٢ ٤١ ٤٠ ٣٩ ٣٨ ٣٧ ٣٦ ٣٥ ٣٤ ٣٣ ٣٢ ٣١ ٣٠ ٢٩ ٢٨ ٢٧ ٢٦ ٢٥ ٢٤ ٢٣ ٢٢ ٢١ ٢٠ ١٩ ١٨ ١٧ ١٦ ١٥ ١٤ ١٣ ١٢ ١١ ١٠ ٩ ٨ ٧ ٦ ٥ ٤ ٣ ٢ ١ ٠
 العربية العمود ١٠١ وتاريخ اداب اللغة العربية لبروكلمان
 ج ١ ص ٣٣٢ وذيله ج ١ ص ٥٩٨ ؛

ص ٢٣٨ س ١٢ - كمال الدولة غريب بن محمد بن مقن
 له اظفر لسنة وفاته ، وله اخبار ذكرها ابن الاثير في
 مواضع من الكامل (ج ٩ ص ١١٨٠ ؛

ص ٢٣٨ س ١٤ - كمال الدين ابو الفضائل - قال ابن
 خلكان . (هو) ابو الفضائل علي بن ابي المظفر يوسف بن
 احمد بن محمد بن عبيد الله بن محمد بن عبيد الله بن
 الحسين بن احمد بن جعفر الامدي الاصل الواسطي المولد
 والدار ؛ ثم ذكر احواله ومن جملتها انه كان شافعيًا
 قرا على ابي طائب المبارك بن المبارك ويعيش بن صدقة الفراء
 واعادله درسه بالمدرسة الثقتية بباب الازم من بغداد
 وتولى قضاء واسط في سنة ٦٠٢ هـ وذكر الاشعار التي انشدها
 المصنف في قطعة طويلة وقال ، انها سائرة ؛

ص ٢٣٩ س ٢ - كمال الملك ابو الفتح فضل الله
 الدهستاني له اقلت له على ترجمة وطني انه كمال الملك
 الدهستاني الذي ذكره ابن الاثير في ج ٩ ص ٦٢ ٦٣ ٦٤ ٦٥ ٦٦ ٦٧ ٦٨ ٦٩ ٧٠ ٧١ ٧٢ ٧٣ ٧٤ ٧٥ ٧٦ ٧٧ ٧٨ ٧٩ ٨٠ ٨١ ٨٢ ٨٣ ٨٤ ٨٥ ٨٦ ٨٧ ٨٨ ٨٩ ٩٠ ٩١ ٩٢ ٩٣ ٩٤ ٩٥ ٩٦ ٩٧ ٩٨ ٩٩ ١٠٠ ١٠١ ١٠٢ ١٠٣ ١٠٤ ١٠٥ ١٠٦ ١٠٧ ١٠٨ ١٠٩ ١١٠ ١١١ ١١٢ ١١٣ ١١٤ ١١٥ ١١٦ ١١٧ ١١٨ ١١٩ ١٢٠ ١٢١ ١٢٢ ١٢٣ ١٢٤ ١٢٥ ١٢٦ ١٢٧ ١٢٨ ١٢٩ ١٣٠ ١٣١ ١٣٢ ١٣٣ ١٣٤ ١٣٥ ١٣٦ ١٣٧ ١٣٨ ١٣٩ ١٤٠ ١٤١ ١٤٢ ١٤٣ ١٤٤ ١٤٥ ١٤٦ ١٤٧ ١٤٨ ١٤٩ ١٥٠ ١٥١ ١٥٢ ١٥٣ ١٥٤ ١٥٥ ١٥٦ ١٥٧ ١٥٨ ١٥٩ ١٦٠ ١٦١ ١٦٢ ١٦٣ ١٦٤ ١٦٥ ١٦٦ ١٦٧ ١٦٨ ١٦٩ ١٧٠ ١٧١ ١٧٢ ١٧٣ ١٧٤ ١٧٥ ١٧٦ ١٧٧ ١٧٨ ١٧٩ ١٨٠ ١٨١ ١٨٢ ١٨٣ ١٨٤ ١٨٥ ١٨٦ ١٨٧ ١٨٨ ١٨٩ ١٩٠ ١٩١ ١٩٢ ١٩٣ ١٩٤ ١٩٥ ١٩٦ ١٩٧ ١٩٨ ١٩٩ ٢٠٠ ٢٠١ ٢٠٢ ٢٠٣ ٢٠٤ ٢٠٥ ٢٠٦ ٢٠٧ ٢٠٨ ٢٠٩ ٢١٠ ٢١١ ٢١٢ ٢١٣ ٢١٤ ٢١٥ ٢١٦ ٢١٧ ٢١٨ ٢١٩ ٢٢٠ ٢٢١ ٢٢٢ ٢٢٣ ٢٢٤ ٢٢٥ ٢٢٦ ٢٢٧ ٢٢٨ ٢٢٩ ٢٣٠ ٢٣١ ٢٣٢ ٢٣٣ ٢٣٤ ٢٣٥ ٢٣٦ ٢٣٧ ٢٣٨ ٢٣٩ ٢٤٠ ٢٤١ ٢٤٢ ٢٤٣ ٢٤٤ ٢٤٥ ٢٤٦ ٢٤٧ ٢٤٨ ٢٤٩ ٢٥٠ ٢٥١ ٢٥٢ ٢٥٣ ٢٥٤ ٢٥٥ ٢٥٦ ٢٥٧ ٢٥٨ ٢٥٩ ٢٦٠ ٢٦١ ٢٦٢ ٢٦٣ ٢٦٤ ٢٦٥ ٢٦٦ ٢٦٧ ٢٦٨ ٢٦٩ ٢٧٠ ٢٧١ ٢٧٢ ٢٧٣ ٢٧٤ ٢٧٥ ٢٧٦ ٢٧٧ ٢٧٨ ٢٧٩ ٢٨٠ ٢٨١ ٢٨٢ ٢٨٣ ٢٨٤ ٢٨٥ ٢٨٦ ٢٨٧ ٢٨٨ ٢٨٩ ٢٩٠ ٢٩١ ٢٩٢ ٢٩٣ ٢٩٤ ٢٩٥ ٢٩٦ ٢٩٧ ٢٩٨ ٢٩٩ ٣٠٠ ٣٠١ ٣٠٢ ٣٠٣ ٣٠٤ ٣٠٥ ٣٠٦ ٣٠٧ ٣٠٨ ٣٠٩ ٣١٠ ٣١١ ٣١٢ ٣١٣ ٣١٤ ٣١٥ ٣١٦ ٣١٧ ٣١٨ ٣١٩ ٣٢٠ ٣٢١ ٣٢٢ ٣٢٣ ٣٢٤ ٣٢٥ ٣٢٦ ٣٢٧ ٣٢٨ ٣٢٩ ٣٣٠ ٣٣١ ٣٣٢ ٣٣٣ ٣٣٤ ٣٣٥ ٣٣٦ ٣٣٧ ٣٣٨ ٣٣٩ ٣٤٠ ٣٤١ ٣٤٢ ٣٤٣ ٣٤٤ ٣٤٥ ٣٤٦ ٣٤٧ ٣٤٨ ٣٤٩ ٣٥٠ ٣٥١ ٣٥٢ ٣٥٣ ٣٥٤ ٣٥٥ ٣٥٦ ٣٥٧ ٣٥٨ ٣٥٩ ٣٦٠ ٣٦١ ٣٦٢ ٣٦٣ ٣٦٤ ٣٦٥ ٣٦٦ ٣٦٧ ٣٦٨ ٣٦٩ ٣٧٠ ٣٧١ ٣٧٢ ٣٧٣ ٣٧٤ ٣٧٥ ٣٧٦ ٣٧٧ ٣٧٨ ٣٧٩ ٣٨٠ ٣٨١ ٣٨٢ ٣٨٣ ٣٨٤ ٣٨٥ ٣٨٦ ٣٨٧ ٣٨٨ ٣٨٩ ٣٩٠ ٣٩١ ٣٩٢ ٣٩٣ ٣٩٤ ٣٩٥ ٣٩٦ ٣٩٧ ٣٩٨ ٣٩٩ ٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢ ٤٠٣ ٤٠٤ ٤٠٥ ٤٠٦ ٤٠٧ ٤٠٨ ٤٠٩ ٤١٠ ٤١١ ٤١٢ ٤١٣ ٤١٤ ٤١٥ ٤١٦ ٤١٧ ٤١٨ ٤١٩ ٤٢٠ ٤٢١ ٤٢٢ ٤٢٣ ٤٢٤ ٤٢٥ ٤٢٦ ٤٢٧ ٤٢٨ ٤٢٩ ٤٣٠ ٤٣١ ٤٣٢ ٤٣٣ ٤٣٤ ٤٣٥ ٤٣٦ ٤٣٧ ٤٣٨ ٤٣٩ ٤٤٠ ٤٤١ ٤٤٢ ٤٤٣ ٤٤٤ ٤٤٥ ٤٤٦ ٤٤٧ ٤٤٨ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ ٤٥٤ ٤٥٥ ٤٥٦ ٤٥٧ ٤٥٨ ٤٥٩ ٤٦٠ ٤٦١ ٤٦٢ ٤٦٣ ٤٦٤ ٤٦٥ ٤٦٦ ٤٦٧ ٤٦٨ ٤٦٩ ٤٧٠ ٤٧١ ٤٧٢ ٤٧٣ ٤٧٤ ٤٧٥ ٤٧٦ ٤٧٧ ٤٧٨ ٤٧٩ ٤٨٠ ٤٨١ ٤٨٢ ٤٨٣ ٤٨٤ ٤٨٥ ٤٨٦ ٤٨٧ ٤٨٨ ٤٨٩ ٤٩٠ ٤٩١ ٤٩٢ ٤٩٣ ٤٩٤ ٤٩٥ ٤٩٦ ٤٩٧ ٤٩٨ ٤٩٩ ٥٠٠ ٥٠١ ٥٠٢ ٥٠٣ ٥٠٤ ٥٠٥ ٥٠٦ ٥٠٧ ٥٠٨ ٥٠٩ ٥١٠ ٥١١ ٥١٢ ٥١٣ ٥١٤ ٥١٥ ٥١٦ ٥١٧ ٥١٨ ٥١٩ ٥٢٠ ٥٢١ ٥٢٢ ٥٢٣ ٥٢٤ ٥٢٥ ٥٢٦ ٥٢٧ ٥٢٨ ٥٢٩ ٥٣٠ ٥٣١ ٥٣٢ ٥٣٣ ٥٣٤ ٥٣٥ ٥٣٦ ٥٣٧ ٥٣٨ ٥٣٩ ٥٤٠ ٥٤١ ٥٤٢ ٥٤٣ ٥٤٤ ٥٤٥ ٥٤٦ ٥٤٧ ٥٤٨ ٥٤٩ ٥٥٠ ٥٥١ ٥٥٢ ٥٥٣ ٥٥٤ ٥٥٥ ٥٥٦ ٥٥٧ ٥٥٨ ٥٥٩ ٥٦٠ ٥٦١ ٥٦٢ ٥٦٣ ٥٦٤ ٥٦٥ ٥٦٦ ٥٦٧ ٥٦٨ ٥٦٩ ٥٧٠ ٥٧١ ٥٧٢ ٥٧٣ ٥٧٤ ٥٧٥ ٥٧٦ ٥٧٧ ٥٧٨ ٥٧٩ ٥٨٠ ٥٨١ ٥٨٢ ٥٨٣ ٥٨٤ ٥٨٥ ٥٨٦ ٥٨٧ ٥٨٨ ٥٨٩ ٥٩٠ ٥٩١ ٥٩٢ ٥٩٣ ٥٩٤ ٥٩٥ ٥٩٦ ٥٩٧ ٥٩٨ ٥٩٩ ٦٠٠ ٦٠١ ٦٠٢ ٦٠٣ ٦٠٤ ٦٠٥ ٦٠٦ ٦٠٧ ٦٠٨ ٦٠٩ ٦١٠ ٦١١ ٦١٢ ٦١٣ ٦١٤ ٦١٥ ٦١٦ ٦١٧ ٦١٨ ٦١٩ ٦٢٠ ٦٢١ ٦٢٢ ٦٢٣ ٦٢٤ ٦٢٥ ٦٢٦ ٦٢٧ ٦٢٨ ٦٢٩ ٦٣٠ ٦٣١ ٦٣٢ ٦٣٣ ٦٣٤ ٦٣٥ ٦٣٦ ٦٣٧ ٦٣٨ ٦٣٩ ٦٤٠ ٦٤١ ٦٤٢ ٦٤٣ ٦٤٤ ٦٤٥ ٦٤٦ ٦٤٧ ٦٤٨ ٦٤٩ ٦٥٠ ٦٥١ ٦٥٢ ٦٥٣ ٦٥٤ ٦٥٥ ٦٥٦ ٦٥٧ ٦٥٨ ٦٥٩ ٦٦٠ ٦٦١ ٦٦٢ ٦٦٣ ٦٦٤ ٦٦٥ ٦٦٦ ٦٦٧ ٦٦٨ ٦٦٩ ٦٧٠ ٦٧١ ٦٧٢ ٦٧٣ ٦٧٤ ٦٧٥ ٦٧٦ ٦٧٧ ٦٧٨ ٦٧٩ ٦٨٠ ٦٨١ ٦٨٢ ٦٨٣ ٦٨٤ ٦٨٥ ٦٨٦ ٦٨٧ ٦٨٨ ٦٨٩ ٦٩٠ ٦٩١ ٦٩٢ ٦٩٣ ٦٩٤ ٦٩٥ ٦٩٦ ٦٩٧ ٦٩٨ ٦٩٩ ٧٠٠ ٧٠١ ٧٠٢ ٧٠٣ ٧٠٤ ٧٠٥ ٧٠٦ ٧٠٧ ٧٠٨ ٧٠٩ ٧١٠ ٧١١ ٧١٢ ٧١٣ ٧١٤ ٧١٥ ٧١٦ ٧١٧ ٧١٨ ٧١٩ ٧٢٠ ٧٢١ ٧٢٢ ٧٢٣ ٧٢٤ ٧٢٥ ٧٢٦ ٧٢٧ ٧٢٨ ٧٢٩ ٧٣٠ ٧٣١ ٧٣٢ ٧٣٣ ٧٣٤ ٧٣٥ ٧٣٦ ٧٣٧ ٧٣٨ ٧٣٩ ٧٤٠ ٧٤١ ٧٤٢ ٧٤٣ ٧٤٤ ٧٤٥ ٧٤٦ ٧٤٧ ٧٤٨ ٧٤٩ ٧٥٠ ٧٥١ ٧٥٢ ٧٥٣ ٧٥٤ ٧٥٥ ٧٥٦ ٧٥٧ ٧٥٨ ٧٥٩ ٧٦٠ ٧٦١ ٧٦٢ ٧٦٣ ٧٦٤ ٧٦٥ ٧٦٦ ٧٦٧ ٧٦٨ ٧٦٩ ٧٧٠ ٧٧١ ٧٧٢ ٧٧٣ ٧٧٤ ٧٧٥ ٧٧٦ ٧٧٧ ٧٧٨ ٧٧٩ ٧٨٠ ٧٨١ ٧٨٢ ٧٨٣ ٧٨٤ ٧٨٥ ٧٨٦ ٧٨٧ ٧٨٨ ٧٨٩ ٧٩٠ ٧٩١ ٧٩٢ ٧٩٣ ٧٩٤ ٧٩٥ ٧٩٦ ٧٩٧ ٧٩٨ ٧٩٩ ٨٠٠ ٨٠١ ٨٠٢ ٨٠٣ ٨٠٤ ٨٠٥ ٨٠٦ ٨٠٧ ٨٠٨ ٨٠٩ ٨١٠ ٨١١ ٨١٢ ٨١٣ ٨١٤ ٨١٥ ٨١٦ ٨١٧ ٨١٨ ٨١٩ ٨٢٠ ٨٢١ ٨٢٢ ٨٢٣ ٨٢٤ ٨٢٥ ٨٢٦ ٨٢٧ ٨٢٨ ٨٢٩ ٨٣٠ ٨٣١ ٨٣٢ ٨٣٣ ٨٣٤ ٨٣٥ ٨٣٦ ٨٣٧ ٨٣٨ ٨٣٩ ٨٤٠ ٨٤١ ٨٤٢ ٨٤٣ ٨٤٤ ٨٤٥ ٨٤٦ ٨٤٧ ٨٤٨ ٨٤٩ ٨٥٠ ٨٥١ ٨٥٢ ٨٥٣ ٨٥٤ ٨٥٥ ٨٥٦ ٨٥٧ ٨٥٨ ٨٥٩ ٨٦٠ ٨٦١ ٨٦٢ ٨٦٣ ٨٦٤ ٨٦٥ ٨٦٦ ٨٦٧ ٨٦٨ ٨٦٩ ٨٧٠ ٨٧١ ٨٧٢ ٨٧٣ ٨٧٤ ٨٧٥ ٨٧٦ ٨٧٧ ٨٧٨ ٨٧٩ ٨٨٠ ٨٨١ ٨٨٢ ٨٨٣ ٨٨٤ ٨٨٥ ٨٨٦ ٨٨٧ ٨٨٨ ٨٨٩ ٨٩٠ ٨٩١ ٨٩٢ ٨٩٣ ٨٩٤ ٨٩٥ ٨٩٦ ٨٩٧ ٨٩٨ ٨٩٩ ٩٠٠ ٩٠١ ٩٠٢ ٩٠٣ ٩٠٤ ٩٠٥ ٩٠٦ ٩٠٧ ٩٠٨ ٩٠٩ ٩١٠ ٩١١ ٩١٢ ٩١٣ ٩١٤ ٩١٥ ٩١٦ ٩١٧ ٩١٨ ٩١٩ ٩٢٠ ٩٢١ ٩٢٢ ٩٢٣ ٩٢٤ ٩٢٥ ٩٢٦ ٩٢٧ ٩٢٨ ٩٢٩ ٩٣٠ ٩٣١ ٩٣٢ ٩٣٣ ٩٣٤ ٩٣٥ ٩٣٦ ٩٣٧ ٩٣٨ ٩٣٩ ٩٤٠ ٩٤١ ٩٤٢ ٩٤٣ ٩٤٤ ٩٤٥ ٩٤٦ ٩٤٧ ٩٤٨ ٩٤٩ ٩٥٠ ٩٥١ ٩٥٢ ٩٥٣ ٩٥٤ ٩٥٥ ٩٥٦ ٩٥٧ ٩٥٨ ٩٥٩ ٩٦٠ ٩٦١ ٩٦٢ ٩٦٣ ٩٦٤ ٩٦٥ ٩٦٦ ٩٦٧ ٩٦٨ ٩٦٩ ٩٧٠ ٩٧١ ٩٧٢ ٩٧٣ ٩٧٤ ٩٧٥ ٩٧٦ ٩٧٧ ٩٧٨ ٩٧٩ ٩٨٠ ٩٨١ ٩٨٢ ٩٨٣ ٩٨٤ ٩٨٥ ٩٨٦ ٩٨٧ ٩٨٨ ٩٨٩ ٩٩٠ ٩٩١ ٩٩٢ ٩٩٣ ٩٩٤ ٩٩٥ ٩٩٦ ٩٩٧ ٩٩٨ ٩٩٩ ١٠٠٠ ١٠٠١ ١٠٠٢ ١٠٠٣ ١٠٠٤ ١٠٠٥ ١٠٠٦ ١٠٠٧ ١٠٠٨ ١٠٠٩ ١٠١٠ ١٠١١ ١٠١٢ ١٠١٣ ١٠١٤ ١٠١٥ ١٠١٦ ١٠١٧ ١٠١٨ ١٠١٩ ١٠٢٠ ١٠٢١ ١٠٢٢ ١٠٢٣ ١٠٢٤ ١٠٢٥ ١٠٢٦ ١٠٢٧ ١٠٢٨ ١٠٢٩ ١٠٣٠ ١٠٣١ ١٠٣٢ ١٠٣٣ ١٠٣٤ ١٠٣٥ ١٠٣٦ ١٠٣٧ ١٠٣٨ ١٠٣٩ ١٠٤٠ ١٠٤١ ١٠٤٢ ١٠٤٣ ١٠٤٤ ١٠٤٥ ١٠٤٦ ١٠٤٧ ١٠٤٨ ١٠٤٩ ١٠٥٠ ١٠٥١ ١٠٥٢ ١٠٥٣ ١٠٥٤ ١٠٥٥ ١٠٥٦ ١٠٥٧ ١٠٥٨ ١٠٥٩ ١٠٦٠ ١٠٦١ ١٠٦٢ ١٠٦٣ ١٠٦٤ ١٠٦٥ ١٠٦٦ ١٠٦٧ ١٠٦٨ ١٠٦٩ ١٠٧٠ ١٠٧١ ١٠٧٢ ١٠٧٣ ١٠٧٤ ١٠٧٥ ١٠٧٦ ١٠٧٧ ١٠٧٨ ١٠٧٩ ١٠٨٠ ١٠٨١ ١٠٨٢ ١٠٨٣ ١٠٨٤ ١٠٨٥ ١٠٨٦ ١٠٨٧ ١٠٨٨ ١٠٨٩ ١٠٩٠ ١٠٩١ ١٠٩٢ ١٠٩٣ ١٠٩٤ ١٠٩٥ ١٠٩٦ ١٠٩٧ ١٠٩٨ ١٠٩٩ ١١٠٠ ١١٠١ ١١٠٢ ١١٠٣ ١١٠٤ ١١٠٥ ١١٠٦ ١١٠٧ ١١٠٨ ١١٠٩ ١١١٠ ١١١١ ١١١٢ ١١١٣ ١١١٤ ١١١٥ ١١١٦ ١١١٧ ١١١٨ ١١١٩ ١١٢٠ ١١٢١ ١١٢٢ ١١٢٣ ١١٢٤ ١١٢٥ ١١٢٦ ١١٢٧ ١١٢٨ ١١٢٩ ١١٣٠ ١١٣١ ١١٣٢ ١١٣٣ ١١٣٤ ١١٣٥ ١١٣٦ ١١٣٧ ١١٣٨ ١١٣٩ ١١٤٠ ١١٤١ ١١٤٢ ١١٤٣ ١١٤٤ ١١٤٥ ١١٤٦ ١١٤٧ ١١٤٨ ١١٤٩ ١١٥٠ ١١٥١ ١١٥٢ ١١٥٣ ١١٥٤ ١١٥٥ ١١٥٦ ١١٥٧ ١١٥٨ ١١٥٩ ١١٦٠ ١١٦١ ١١٦٢ ١١٦٣ ١١٦٤ ١١٦٥ ١١٦٦ ١١٦٧ ١١٦٨ ١١٦٩ ١١٧٠ ١١٧١ ١١٧٢ ١١٧٣ ١١٧٤ ١١٧٥ ١١٧٦ ١١٧٧ ١١٧٨ ١١٧٩ ١١٨٠ ١١٨١ ١١٨٢ ١١٨٣ ١١٨٤ ١١٨٥ ١١٨٦ ١١٨٧ ١١٨٨ ١١٨٩ ١١٩٠ ١١٩١ ١١٩٢ ١١٩٣ ١١٩٤ ١١٩٥ ١١٩٦ ١١٩٧ ١١٩٨ ١١٩٩ ١٢٠٠ ١٢٠١ ١٢٠٢ ١٢٠٣ ١٢٠٤ ١٢٠٥ ١٢٠٦ ١٢٠٧ ١٢٠٨ ١٢٠٩ ١٢١٠ ١٢١١ ١٢١٢ ١٢١٣ ١٢١٤ ١٢١٥ ١٢١٦ ١٢١٧ ١٢١٨ ١٢١٩ ١٢٢٠ ١٢٢١ ١٢٢٢ ١٢٢٣ ١٢٢٤ ١٢٢٥ ١٢٢٦ ١٢٢٧ ١٢٢٨ ١٢٢٩ ١٢٣٠ ١٢٣١ ١٢٣٢ ١٢٣٣ ١٢٣٤ ١٢٣٥ ١٢٣٦ ١٢٣٧ ١٢٣٨ ١٢٣٩ ١٢٤٠ ١٢٤١ ١٢٤٢ ١٢٤٣ ١٢٤٤ ١٢٤٥ ١٢٤٦ ١٢٤٧ ١٢٤٨ ١٢٤٩ ١٢٥٠ ١٢٥١ ١٢٥٢ ١٢٥٣ ١٢٥٤ ١٢٥٥ ١٢٥٦ ١٢٥٧ ١٢٥٨ ١٢٥٩ ١٢٦٠ ١٢٦١ ١٢٦٢ ١٢٦٣ ١٢٦٤ ١٢٦٥ ١٢٦٦ ١٢٦٧ ١٢٦٨ ١٢٦٩ ١٢٧٠ ١٢٧١ ١٢٧٢ ١٢٧٣ ١٢٧٤ ١٢٧٥ ١٢٧٦ ١٢٧٧ ١٢٧٨ ١٢٧٩ ١٢٨٠ ١٢٨١ ١٢٨٢ ١٢٨٣ ١٢٨٤ ١٢٨٥ ١٢٨٦ ١٢٨٧ ١٢٨٨ ١٢٨٩ ١٢٩٠ ١٢٩١ ١٢٩٢ ١٢٩٣ ١٢٩٤ ١٢٩٥ ١٢٩٦ ١٢٩٧ ١٢٩٨ ١٢٩٩ ١٣٠٠ ١٣٠١ ١٣٠٢ ١٣٠٣ ١٣٠٤ ١٣٠٥ ١٣٠٦ ١٣٠٧ ١٣٠٨ ١٣٠٩ ١٣١٠ ١٣١١ ١٣١٢ ١٣١٣ ١٣١٤ ١٣١٥ ١٣١٦ ١٣١٧ ١٣١٨ ١٣١٩ ١٣٢٠ ١٣٢١ ١٣٢٢ ١٣٢٣ ١٣٢٤ ١٣٢٥ ١٣٢٦ ١٣٢٧ ١٣٢٨ ١٣٢٩ ١٣٣٠ ١٣٣١ ١٣٣٢ ١٣٣٣ ١٣٣٤ ١٣٣٥ ١٣٣٦ ١٣٣٧ ١٣٣٨ ١٣٣٩ ١٣٤٠ ١٣٤١ ١٣٤٢ ١٣٤٣ ١٣٤٤ ١٣٤٥ ١٣٤٦ ١٣٤٧ ١٣٤٨ ١٣٤٩ ١٣٥٠ ١٣٥١ ١٣٥٢ ١٣٥٣ ١٣٥٤ ١٣٥٥ ١٣٥٦ ١٣٥٧ ١٣٥٨ ١٣٥٩ ١٣٦٠ ١٣٦١ ١٣٦٢ ١٣٦٣ ١٣٦٤ ١٣٦٥ ١٣٦٦ ١٣٦٧ ١٣٦٨ ١٣٦٩ ١٣٧٠ ١٣٧١ ١٣٧٢ ١٣٧٣ ١٣٧٤ ١٣٧٥ ١٣٧٦ ١٣٧٧ ١٣٧٨ ١٣٧٩ ١٣٨٠ ١٣٨١ ١٣٨٢ ١٣٨٣ ١٣٨٤ ١٣٨٥ ١٣٨٦ ١٣٨٧ ١٣٨٨ ١٣٨٩ ١٣٩٠ ١٣٩١ ١٣٩٢ ١٣٩٣ ١٣٩٤ ١٣٩٥ ١٣٩٦ ١٣٩٧ ١٣٩٨ ١٣٩٩ ١٤٠٠ ١٤٠١ ١٤٠٢ ١٤٠٣ ١٤٠٤ ١٤٠٥ ١٤٠٦ ١٤٠٧ ١٤٠٨ ١٤٠٩ ١٤١٠ ١٤١١ ١٤١٢ ١٤١٣ ١٤١٤ ١٤١٥ ١٤١٦ ١٤١٧ ١٤١٨ ١٤١٩ ١٤٢٠ ١٤٢١ ١٤٢٢ ١٤٢٣ ١٤٢٤ ١٤٢٥ ١٤٢٦ ١٤٢٧ ١٤٢٨ ١٤٢٩ ١٤٣٠ ١٤٣١ ١٤٣٢ ١

ص ٢٣٩ س ٩ - كمال الملك أبو الرضا فضل الله

انظر ترجمته في تاريخ دولة آل سلجوق (ص ٥١ بما بعدها)
وراحة الصدور من ١٣٦ وتاريخ الكامل ج ٩ ص ٥٢؛

ص ٢٢١ س - كمال الدين المبارك بن أبي بكر

المعروف بأبن الشعار ترجمته مبسوطه في الشذرات حواشي
سنة ٢٥٥ هـ وانظر فهرست مصنفاته في كشف الظنون؛

ص ٢٢٥ س ١ - رضي الدين الصغاني هو حسن بن محمد

ابن الحسن بن حميد الحلبي الصغاني أو الصغاني نسبة
إلى صاغان (تعريب چاغان) قرية بمر و توفي سنة ٦٥٠ هـ،
وصنف كتباً أشهرها العباب في اللغة، وكان شيخ
وقته ومقدم أهل زمانه في علم اللغة وفن الأدب وله
معرفة بعلم الحديث والتفسير والفقه على مذهب الإمام
أبي حنيفة، انظر ترجمته في بغية الوعاة والفوائد البهية
ص ٦٣ بما بعدها والحوادث الجامعة ص ٢٦٢ بما بعدها في ترجمة
عزالدين بن العلقمي؛

ص ٢٥٢ س ١ - علي بن أبي علي بن أبي جعفر الزوزني

هو أبو الحسن علي بن أبي علي بن جعفر (؟) كذا في تمة اليتيمة
ذكر الثعالبي شعره الذي أشد المصنف ١ ص ٢٥٢ تمة
اليتيمة ج ١ ص ٣٢؛

ص ٢٥٥ س - كمال الدين محمد بن طلحة

انظر ترجمته في السلوك لمعرفة دول الملوك ج ١ ص ٣١٦؛

والشذرات ج ٥ ص ٢٥٩ وطبقات الشافعية ج ٥ ص ٢٦ و
 مرآة الجنان ج ٢ ص ١٢٨ وقاموس الاعلام ج ٣ ص ٩٠٨
 وفي ما ذكره المصنف من زيارته وغيرها بعض خفاء
 يعرف من مراجعة الشذرات و مرآة الجنان و
 تصانيفه كثيرة والمطبوع منها العقد الفريد للملك السعيد
 ومطالب السؤل في مناقب الـرسول، ر: معجم المطبوعات
 العمود ١٢٤ وتاريخ اداب اللغة العربية لبروكلين ج ١ ص ٢٦٣
 وذيله ج ١ ص ١٨٣ وما ذكره المصنف بقوله: قيل انه
 محمد بن محمد بن طلحة؛ لم نجد هذ غير الا ان
 المقرئ ذكره في السلوك باسم محمد بن احمد بن
 هبة الله بن طلحة؛

ص ٢٥٤ س - جمال الدين بن يحيى الصومسي

كذا في الاصل والصحيح انه جمال الدين يحيى الصومسي
 بأسقاط لفظ بن وهو ابو زكريا يحيى بن يوسف بن يحيى
 الصومسي الشاعر المأدح الحنبلي الفقيه البغدادي، كان
 شعرة في مديح الرسول مشهوراً ودوياته معروفة وله
 نظم العجاف للشيخ موفق الدين بن قدامة ونظم مختصر
 الخرق وتوفي ٦١٥٢ هـ؛ ر: تاريخ العراق ج ١ ص ٢٢٢؛

ص ٢٥٥ س - كمال الدين ابو الفضل محمد بن

عبد الله - العرف بالكمال شهر زوري له ترجمة في
 الوفيات ج ١ ص ٥٩ بما بعد ما والاعلام ج ٢ ص ٩٣ والشذرات

ج ٣٣ ص ٢٣٣ وطبقات الشافعية ج ٣ ص ٤٢، بما بعد ها وحساب
الروضتين ج ١ ص ١٥٥ ودايرة المعارف للبستاني ج ١٠ مادة
شهر ذر (و خريجة القصر (ر: فهرست دوزي ص ٢٥٢)
وتاريخ الكامل ج ١١ ص ٢٠ و ٢٠٠؛

ص س - محمد بن علي الخازن راجع لتحقيق ما
قاله المصنف وتفسيره الى تاريخ ابن خلدون ج ٥ ص
٢٣٠، ٢٣١ وتاريخ الكامل ج ١١ ص ٢٩ وتاريخ دولة آل سلجوق
رؤية النصوة ص ١٢٩ بما بعد ها واخبار الدولة السلجوقية
ص ١٢٢ وراحة الصدور ص ٢٢٥ بما بعد ها وكان عزل
عماد الدين الدركزي لعدم معرفته بامور الدولة قال
البنداري: ولم يكن عندا تدبير يقتضي الوزاري فخره....
وصوف ايا البركات بحيل، وعماد الدين هذا سيب
لقوام الدين الدركزي وزير سنجر؛ ويعرف بأبي البركات
بن سلمة ايضا - اما ابن الاثير فقد كناه كمال الدين (ر: ج ١١ ص ٢١ من تاريخه) وهكذا كناه ابن خلدون ايضا؛

ص س - قراسنقر هو صاحب اذر بيجان من امراء
السلطان مسعود ملك بمدينة اردبيل سنة ٥٣٢ هـ، كما
ذكره ابن خلدون في تاريخه (ج ٥ ص ٦٢)؛

ص س - بوزابه - هو صاحب فارس عانت له وقعات
مع السلطان مسعود وقتله السلطان بجرم سنة ٥٣٢ هـ
كما ذكره المصنف، انظر تاريخ ابن خلدون (ج ٥ ص ٦٨)؛

ص س - سنة اربع وثلاثين - كذا ذكره المصنف

ولم يوافق على ذلك غيره واقفقت كلمتهم على ان قتله
كان سنة ٥٣٣ على حرة من السلطان مسعود، وذكر
ابن الاثير في الحامل (ج ١١ ص ٢٩ بما بعدها) ان ابتداء
وزارته كان سنة ٥٣٢ بعد القبض على الوزير الدركزني
وهو يخالف ما ذكره المصنف انه كان سنة ٥٣٢ هـ والحق
مع المصنف فان ابن الاثير قد ذكر ان وزارته بقيت سبعة
اشهر واذا كان قتله في شوال كما ذكره المصنف والبنادري
فلايكون ابتداء وزارته الا في احدى الربيعين من سنة
قتله وهي سنة ٥٣٣ هـ.

ص س - كمال الدين يعرف

بالكمال الفراءى وترجمته مذكرة في الشذرات ج ٢
ص ٩٩ والوفيات ج ١ ص ٦١ وطبقات الشافعية ج ٣ ص ٩٢
بما بعدها وموجم البلدان ج ٣ ص ٨٦١ ولد سنة ٥٢١ هـ
وتوفي سنة ٥٣٠ هـ.

ص س - كمال الدين محمد بن المبارك

ذكره صاحب تاريخ العراق (ج ١ ص ٢٦٠) ناقلًا عن
الحوادث الجامعة (ص ١٩٤) واخطأ في تسمية ابيه باسعيد
والصحيح هو ابو سعد كما ذكره صاحب الحوادث الجامعة
(ص ٣٥٦) وترجم هناك لابيه المتوفى بمكة
٥٦٢ هـ.

ص س - غياث الدين ابو المظفر هو عبد الحريم

بن طائوس المتوفى سنة ٦٩٣ هـ ترجمة في تاريخ العراق

ج ١ ص ٣٩١ و الحوادث الجامعة ص ٢٨٠؛

ص س - كمال الدين ابو عبد الله انظر ترجمته

ايضا في الجواهر المضيئة ج ٢ ص ١١٩؛

ص س - كمال الدين محمد بن محمد بن

علي الزينبي - قال ابن ماسكون في نسخة

المحبة ص ١٢٢ (١) ، اما الزينبي منسوب الى زينب فهو

علي بن هارون و ابو منصور محمد بن محمد بن علي بن ابي تمام

الحسن بن محمد بن عبد الوهاب بن سليمان بن محمد بن سليمان

ابن عبد الله بن محمد بن ابراهيم بن محمد بن علي بن عبد الله

ابن العباس بن عبد المطلب الزينبي كان يلقب كمال الدين

روى عن عيسى بن علي الوزير واخوه ابو نصر محمد بن محمد

ابن علي روى عن المخلص واخوه ابو الفوارس طراد بن محمد

ابن علي الزينبي نقيب النقباء بالحفوة روى عن هلال الحفاس

وغیره لقبه الحامل (وقد تقدم ذكره) ؛ وفي الواقي بالوفيات

للصلح الصغدي ترجمة لا فيهم الرابع ابي تمام محمد بن

محمد والخامس ابي طالب الحسين بن محمد رانظر ج ١

ص ١٢٩ من الواقي بالوفيات (

ص س - كمال الدين ابو الوفاء قد تقدم ذكر

رجال من بيت ابن مندة ولا ابي الوفاء ابن مندة هذا ترجمة في

في دائرة المعارف للبستاني. انظر مقدمة ابن مندرة (سادساً)
في المجلد الأول منها ؛

ص س - عماد الدين زكريا القزويني هو اشتهر
من يذكر في ترجمته شيئ وحكايت وفاته سنة
٦٨٢ هـ - انظر ترجمته بتاريخ العراق ج ١ ص ٣١٥ وتاريخ
الاداب العربية لبروكلسن ج ١ ص ٢٨٠ وذيله ج ١ ص ٨٨٢
المصادر التي ذكره ؛

ص س - كمال الدين ابو المعالي موسى بن يونس
ابن منعة - ذكره بحديثه في المعالي اهرات في فهرست
مكتبة برلين وترجمته مبسطة في الوفيات ج ٢ ص ١٤٢ با
بعدها وطبقات الشافعية ج ٥ ص ١٥٨ ببالجاه و ذيل تاريخ
الاداب العربية لبروكلسن ج ١ ص ٨٥٩ والمصادر التي ذكرها
وايضاً الحوادث الجامعة ص ١٢٩ والشذرات ج ٥ ص ٢٠٢ وذكر
بروكلسن من كتبه (١) رسالة في البرهان على المقدمة
التي اهلها ارشيدش في كتابه في تسبيح الدائرة و
كيفية اتخاذه ذلك ، و (٢) شعور الاعمال الهندسية

ص س - عمى بن عبد التور بن ماخوخ اللذي منهاج
انظر ترجمته في الوفيات ج ٢ ص ١٤٥ وبغية الوعاة ص ٢٢٢
وما جوم كما في النسخ المصرية من الوفيات تصحيف ماخوخ ،
قال ديسلان (De slane) في ترجمة الوفيات نقلًا عن ابن
خلدون ان ماخوخ اسم قبيلة شميرية بالمغرب ، واما

الصنهاجى فهو اسم قبيلة من ولد صنماجة الحميرى
ر: الوفيات ج ١ ص ١٠٨ (ترجمة بأدين بن المنصور)

ص س - كمال الدين ميثم ، توفى سنة ٦٤٩ هـ ،

انظر ترجمته فى روضات الجنات ج ٢ ص ٢٢ ، بما بعدها

وتاريخ آداب العربية لبروكلس ج ١ ص ٢٠٦ وذيله

ج ١ ص ٤١٣ ، وتصانيفه كثيرة عدها الخوانسارى فى روضات

الجنات وتوجد منها رسالة القواعد فى علوم الكلام

بالمتحف البريطانى كما ذكره بروكلس ؛

ص س - كمال الملك هبة الله ذكره ابن الاثير

فى العامل ج ٤ ص ٢١٥ ، ٢١٨ ، ٢٢٦ ، ٢٣٩ ، ومفاد مذكورة

انه كان وزيراً مع اخيه ابى سعد لجلال الدولة بن

بهاء الدولة ايام وفاته (سنة ٤٣٥ هـ) واخرجهم ابو كاليبج

ابن سلطان الدولة بن بهاء الدولة من بغداد سنة ٤٣٦ هـ

وكان ابو كاليبج قد قتل المدعة بعد وفاته عمه

جلال الدولة ، ثم ان ابا كاليبج استوزر كمال الملك

سنة ٤٣٩ هـ بعد القبض على وزيره ذى السعادات ومحمد بن

جعفر بن ابى الفرج ، وفقد كمال الملك فى الواقعة السقى

كانت بين الملك الرحيم بن ابى كاليبج واخيه ابى

منصور وهما اسبب بالاهواز سنة ٤٣٣ هـ فلم يعرف له خبر ؛

ص س - القاضى ابن شبرمة هو عبد الله بن

شبرمة بن الطفيل قاضى الحوفة (سنة ٩٢ - ١٢٢ هـ) انظر

دائرة المعارف للبستاني ج ١١ مادة عبد الله بن شبرمه ؟

س س - **كهف الأمة رستم** - تولى معبد الدولة

رستم الملك بعد وفاته سنة ٥٣٨٤ هـ وكان عمره اذ ذاك

اقل من عهدي عشوة سنة على اختلاف في تعيينه ، و

ما زالت تدور به الاحوال حتى اخذ لايمين الدولة

محمود بن سبغت عيّن اسيراً مع ولد ١٢ ابي دلف سنة

٥٣٨٠ هـ ، اما ما ذكره المصنف من اخباره فلم نقف بعد

على اثره ، وقد ذكرنا في وقائع هذه السنة (سنة ٥٣٨٨ هـ)

استيلاء قابوس بن وشم عير على جرجان وطبرستان من

مسالمة ، وكان تدبير المصلحة في هذه السنة بيد

امه نظراً الى صغر سنه ، انظر احوال رستم في دائرة

المعارف الاسلامية ج ٣ ص ٩٥ و تاريخ الكامل ج ٩ ص ٥٢ و

١٥٢ و مواضع بينهما و تاريخ ابن خلدون ج ٢ ص ٢٦٩ ، ٢٧٠ ،

٢٧٤ و تاريخ دول الاسلام ج ١ ص ٣٩٢ بما بعدها و تاريخ

ابي الفداء ج ٢ ص ٣٣١ و مواضع بينهما و ايضا راجع

المصادر التي ذكرها صاحب دائرة المعارف الاسلامية ؛

س س - **كهف الاسلام محمود** - اشتهرت

اخبار محمود في كنفينا الاشارة اليها ، ومع ذلك فانا لم نجد

في اخباره الاشارة الى ما ذكره المصنف وسنة ٥٣١٤ هـ في

السنة التي عا فيها محمود من غزو الهند بعد فقه معبد

الهندكة (سومنا) انظر اخبار محمود في دائرة المعارف الاسلامية

ج ٣ ص ١٣٣-١٣٥ وتاريخ العميني للعتبي وتاريخ العامل و
 (في القديع في مواضع من حوادث سني ملحه (٣٨٤ - ٣٢١ هـ)
 وتاريخ دول الاسلام ج ٢ ص ٢-١٠ وتاريخ ابن خلدون ج ٢ ص ٢٢٣-
 ٣٤٨ وهما مصادر اخرى كثيرة ذكر بعضاً منها صاحب مقالة دائرة
 المعارف الاسلامية؛

ص س - الكيس، ابو حبيب زيد بن عوف لعه زريد
 ابن الحارث بن حارثة بن ربيعة بن زيد مناة بن عوف بن سعد الغفري
 الذي ذكره ياقوت في معجم الادباء (ج ١ ص ٣٥٥) وذكروا في سده اختراجه
 ص س - الكيس محمد بن جعفر التوكل لم نجد في اخبار
 المتبجل ذكر الكيس محمد، وهناك ابنان آخران للتوكل كل منهما قد سمي
 بمحمد وهما المنتصر والمعتز ولا نشك في ان الذي يذكرونه المصنف غيرها، هذا
 وكانت سفرة العتوكل الى دمشق سنة ٢٢٢ هـ على ان يتخذها دار ملكته فلم يوافقها
 ورجع منها بعد مقام سبعة وسبعين يوماً، ر: تاريخ الطبري ج ٣ ص ١٢٣
 وتاريخ دول الاسلام ج ١ ص ١١٤؛

ص س - الكيس محمد بن عبد الرحمن بن يزيد النخعي
 انظر احواله قصص نبي التمهذيب لابن حجر الايثم (ج ٩ ص ٣٨٨) بالبعدا
 والضعف نسبة الى نخع وهي قبيلة من العرب سكنت العوفه كما في
 الانساب ص ٥٩٤ بالبعدا؛

ص س - الكيس لم يبق من قولب انظر احوال لم يبق من قولب في الاغانى ج ١٥٣
 ص ١٥٤-١٦٢، كتاب الشعر لابن قتيبة ص ١٤٣-١٤٤، اسد الغابة ج ٥ ص ٣٩
 بالبعدا، الاصابة ج ٣ ص ١١٨٠-١١٨٢، تاريخ الادب العربية لرجب يمين ج ١ ص ١٢٢؛

اورنٹیل کالج میگزین (حصہ اول)

اس مہینے اور تاریخی رسالہ کا سالانہ چندہ ۴۴ روپے ہے۔ اس سال کا ضمیمہ پنجاب یونیورسٹی عربک اینڈ پشین سوسائٹی کی طرف سے شایع ہوتا ہے اس کا سالانہ چندہ مارچ ۱۹۲۵ء سے شایع ہو رہا ہے سابقہ نمبر تھوڑی سی تعداد میں باقی ہیں (بجز اگست ۱۹۲۴ء کے دو رسالوں کے کہ وہ ختم ہو چکے ہیں) قیمت فی نمبر ۱۰ روپے۔
ذیل کے مقالات اور کتابیں جو اس رسالہ میں شایع ہوئیں الگ بھی مل سکتی ہیں :-

- (۱) ضمیمہ اورنٹیل کالج میگزین جلد اول نمبر اسلسہ نمبر ۱
- (۲) غزلیات حضرت امام العالم وغوث الاعظم امیر سید محمد الملقب بہ نور بخش قیمت ۴ روپے
- (۳) سفر نامہ چین ۱۳۱۹ء تا ۱۳۲۲ء یعنی مضمون و محصل روزنامہ خواجہ غیاث الدین (نقاش) المصنف بایسنغر میرزا بن شاہرخ میرزا بن امیر تیمور گدگان کہ ملحقہ
- ابو درز بدۃ التواریخ درج نمودہ قیمت ۸ روپے

(۴) فہرست لسان العرب حصہ دوم و فہرست قوانی از مولوی عبد القیوم

(ذریعہ)

ایم۔ اے۔

(۵) مطلع سعدین از کمال الدین سمرقندی۔ مرتبہ پروفیسر محمد شفیع ایم اے پرنسپل اورنٹیل

کالج لاہور۔ ۱۲۴ صفحے چھپ چکے ہیں۔ باقی کتاب ذریعہ ہے۔

(۶) تخلص مجمع الآداب فی معجم الاقبا۔ لابن الفوطی جلد ۵۔ کتاب لکات۔ قیمت ۸ روپے

درخواستیں پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور کے نام آنی چاہئیں

ایڈیشن کا لیمبکین

حصہ اول



ایڈیٹر
محمد شفیع
(پروفیسر خجابتیویری)

اورنٹل کالج میگزین

عرض واجب

اغراض و مقاصد | اس رسالے کے اجراء سے غرض یہ ہے کہ احیاء و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاحد امکان تقویت دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے۔ جو

سنسکرت، عربی، فارسی اور دیسی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔
کس قسم کے مضامین کا شائع کرنا مقصود ہے | کوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے

مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہوں غیر زبانوں کے مفید مضامین کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور کم ضخامت کے بعض مفید رسالے بھی باقسط شائع کئے جائیں گے۔

رسالے کے دو حصے | یہ رسالہ دو حصوں میں شائع ہوتا ہے حصہ اول عربی، فارسی، پنجابی، دہکروت فارسی، حصہ دوم سنسکرت، ہندی، پنجابی، دہکروت گورکھی، ہر ایک حصہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے۔

وقت اشاعت و قیمت اشتراک | یہ رسالہ بالفضل سال میں چار بار یعنی نومبر، فروری، مئی، اگست میں شائع ہوگا۔ سالانہ چند حصہ اردو کے لئے ۴ اورنٹل کالج کے طلبہ سے چندہ داخلہ کے

وقت وصول ہوگا کسی سماہی کے سال کے نہ پہنچنے کی شکایت رسالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ ایسی شکایت پر فوراً رد ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی مدت فروری، مئی، ستمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیئے۔

خط و کتابت و ترسیل زر | خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اور ترسیل زر صاحب پریس اورنٹل کالج کے نام ہونی چاہیئے مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں۔

محل فروخت | یہ رسالہ اورنٹل کالج کے دفتر سے خریدایا جاسکتا ہے۔
محرر | احسان اردو کی ادارت کے فرائض پریس جوشیج ایم، لے اورنٹل کالج سے متعلق ہیں۔

بیتہ | محمد اقبال ایم، لے پی ایچ ڈی کی امانت سرعہ ہوتا ہے۔

۱۔ چکر گپتا ایم، لے پی ایچ ڈی کی امانت سرعہ ہوتا ہے۔

فہرست مضامین

جلد ۱۰ - عدد ۱ بابیت ماہ نومبر ۱۹۴۱ء مسلسل ۶۷

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	تنقید برائجیات مولانا محمد حسین آزاد	پروفیسر حافظ محمد محمود شیرانی	۳
۲	ذخیرہ سکندر ذوالقلمین	مولوی حافظ سید عبدالرشید صاحب ندوی - اورنگ آبادی	۴۹
۳	تبصرہ و تنقید	_____	۶۱
۴	فارسی شاعری میں گل و گلزار کی حقیقت	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ صاحب ایم، اے - ڈی لٹ،	۶۵
۵	انتہاس از بدائع و قرائع مصنفہ اندرام مخلص	مولوی محمد شفیع صاحب پرنسپل اورینٹل کالج لاہور	۸۹
۶	تلخیص مجمع الآداب فی معجم اللغات لابن القوطی (کتاب اللام والیم)	حافظ مولوی عبدالقدوس مولوی فاضل	۲۸۱
۷	فہرس القوانی (جولسان العرب میں دلچہیں)	مولوی عبد القیوم صاحب ایم، اے پروفیسر زمیندارہ کالج گجرات	۴۰۹

نوٹ: ضمیمہ صرف عربک اینڈ ڈریشن سوسائٹی کے نمبر ۱ اور ضریدارانِ ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے

گیلانی الیکٹرک پرنسپل راولپنڈی میں باہتمام ہمتہ ایشر داس پرنسٹن طبع ہوا اور
بابر صدیق اعظمی نے اورینٹل کالج لاہور شائع کیا

تنقید بر احیاء مولانا محمد حسین آزاد

(سلسلہ کے لئے دیکھو یہی رسالہ باب ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء)

۲۱۔ قولہ: ”اسی زبان کو ریختہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ مختلف زبانوں نے اسے ریختہ کیا ہے۔ جیسے دیوار کو اینٹ مٹی چونا سفیدی وغیرہ پختہ کرتے ہیں یا یہ کہ ریختہ کے معنے ہیں گری پڑی۔ پریشان چیز۔ چونکہ اس میں الفاظ پریشان جمع ہیں۔ اسلئے اسے ریختہ کہتے تھے؟“

میں ریختہ کے سلسلہ میں پنجاب میں اردو میں کافی بحث کر چکا ہوں یہاں اسی قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ریختہ کی وجہ تسمیہ جو مولانا نے دی ہے ہمارے دل کو نہیں لگتی۔ اس کی ایک تشریح یہ بھی تو ہو سکتی ہے۔ کہ ریختن اور معنوں سے قطع نظر موزوں کرنے اور ڈھالنے کے معنی بھی دیتا ہے۔ اسی بنا پر ریختہ امیر خسرو کی اصطلاح میں ایسا سرود ہے۔ جس میں ہندی اور فارسی اشعار یا مصرعے یا فقرے جو مضمون۔ نال اور راگ کے اعتبار سے متحد ہوں پائے جائیں۔ جیسے قول اور مطلع ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ اصطلاح ایسے کلام موزوں کے لئے خاص ہو گئی۔ جس میں فارسی اور ہندی الفاظ یا فقروں کو ترکیب دیا گیا ہو۔ جیسے تعلق نامہ کا یہ شعر چوبکشا دند تیز بخطارا۔ بزاری گفت ہے ہے تیر مارا“ (۱۲۸ تعلق نامہ خسرو)

اور مولانا جمالی کا یہ شعر ہے
بر دست اکیم رقیبت گویدم در خانہ نیست
این چنین کم بخت بابا بات کھوئی میکند

سقا کے یہ دو شعر بھی ریختہ ہیں :-
 باز ہندو بچہ قصہ دلم دھرتی ہے کوچہ تمہیں جانوا زین خستہ کہ کی کرتی ہے
 چین برابر وزدہ برستہ کتارہ بیا چل چل ایدل منگر تو چکنی اور تتی ہے
 وکی۔ سر آج اور میر و سودا بعضی شعر و غزل ہندی استعمال کرتے ہیں
 متأخرین زبان اردو پر اس کا اطلاق کرنے لگے۔ کیونکہ ان ایام میں اردو
 زبان کا سرمایہ تمام تر نظم تھا۔ جب نشر و جود میں آئی وہ بھی اسی کے ذیل
 میں شامل کر لی گئی۔ اسی طرح ریختہ قدرتا اردو زبان کا نام ہو گیا +
 ص ۲۲ قولہ :- ”میز ناسلوم“۔ اور حاشیہ میں اضافہ کیا ہے :- ”میز
 دری زبان میں ترجمہ ٹیبل کا ہے۔ مگر اردو کو یہ لفظ فارسی مروجہ سے نہیں
 ملا۔ صاحب لوگوں سے پہنچا ہے“

میں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ فارسی میں ایک لفظ میزبان
 ہے۔ جس میں ’بان‘ لاحقہ ہے اور میز وہی چیز ہے۔ جسے انگریزی میں
 ٹیبل کہتے ہیں۔ پہلوی میں میج اور ژندی میں میز ٹیبل کے لئے آتا ہے
 قیاس چاہتا ہے کہ جب فرنگی آئے اور چیمز اور ٹیبل اپنے ساتھ لائے
 تو ان کے لئے لفظوں کی تلاش ہوئی۔ چیمز کے واسطے لفظ کرسی پہلے
 ہی موجود تھا۔ ٹیبل کے لئے میز مقرر ہوا۔ ورنہ ہندوستان میں نہ میز کا
 رواج تھا نہ کرسی کا۔ بہر حال ان ناموں کے لئے ہم فرنگیوں کے ممنون
 نہیں ہیں۔

مرزا محمد حسن قنیل ایک عرضداشت میں جو مرزا اسکندر شکوہ کی طرف سے
 اکبر شاہ ثانی کی خدمت میں ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں بھیجی گئی ہے
 لکھتے ہیں :-

”بالجملہ بعد اختلاط اسباب عاضری برنج چیدہ شدہ۔ ہمین کہ از چای وغیرہ فارغ شدند در مکان دیگر رفتہ رسم خلعت بعل آمد“ (۳۴۲ ثمرات البدائع ص ۳۴۲)

۲۲۔ قولہ ۱۔ ”نیلام پرتگالی ہے۔“

نیلام جسے نیلام بھی بول دیا جاتا ہے۔ پرتگالی کے ذریعہ عربی زبان سے آ رہا ہے۔ پرتگالی میں ’لیلاو‘ *Leila-o* جس کی اور شکلیں *Lailan*, *Leylon*, *Leylor* ہیں۔ جو اپنی عربی اصل ’املان‘ اور ’الاعلان‘ سے جا ملتی ہیں۔ انگریزی کی ایک تصنیف یوکر و نولو جیکو نوشتہ ۱۵۲۷ء میں اسے *Leylam* کی شکل میں لکھا ہے۔ ہندوستان میں پرتگالی اور دیگر یورپین اقوام کا شروع ہی سے دستور رہا ہے کہ متوفی کا مال و اسباب بذریعہ نیلام فروخت کر دیا جاتا تھا۔ ۱۵۱۵ء کی ایس ایک یادداشت محفوظ ہے۔ (ہولسن جو بسن ص ۶۲۱) ’پلیٹ‘ نے *Leylam* کو پرتگالی بتایا ہے۔

۲۲۔ قولہ ۱۔ ”کمر اٹالی ہے۔“

پلیٹ نے *Camara* پرتگالی بتایا ہے۔ مگر فارسی میں ایک لفظ ’کمر‘ بمعنی طاق و ایوان ملتا ہے جو محراب دار اور خمیدہ ہو۔ زردشت کی کتاب ’زدرہ خودر؟‘ در باب افلاک میں ایک فقرہ آتا ہے: ”چرخ ہفتہ یعنی ہفت است و بالائے آن کمرائے است کہ ستارہ استادہ درو یعنی ایوانی است کہ جای قرار ستارگان بے روش است یعنی ثوابت۔“ ازرقی کا شعر ذیل ملاحظہ ہو۔

گہی از گردش کیوان بدربار زند کلہ گہی از گوشہ گردون کیوان بر برد کمر

۲۳۔ قولہ :- ”محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۴۵ھ میں فضلی تخلص ایک بزرگ نے دو مجلس لکھی“ اور ص ۷۲ پر فرمایا ہے :- ”نثر اردو کی تصنیف ۱۱۴۵ھ سے پہلے نظر نہیں آتی“

مولانا کے اس بیان کا مأخذ غالباً تذکرہ کریم الدین ہے۔ جس میں فضلی کی کربل کشتا کی تاریخ تصنیف غالباً کسی غلط فہمی کی بنا پر ایک قطعہ تاریخ کی رو سے ۱۱۴۵ھ درج ہوئی ہے۔ وہ قطعہ یہ ہے :-

یہ جو نسخہ ہوا ہے اب تصنیف بہر کسب ثواب فیض و بشر
چاہا تاریخ اسکی بولے سروش ”شہیدیوں کی نجات کا منظر“
مصرع آخر مادہ تاریخ معلوم ہوتا ہے جس سے ۲۹۶ء اعداد برآمد ہوتے ہیں
۱۱۴۵ھ لفظ منظر کے اعداد ہیں۔ بظاہر حال پورا مصرع مادہ تاریخ ہے نہ صرف
”منظر“ منظر کو لے لینا اور مصرع کے باقی الفاظ کو ترک کر دینا بالکل بے فائدہ
اور مستبعدہ فعل ہے۔ فضلی نے نظر ثانی کی تاریخ ذیل کے فارسی شعر میں
دی ہے :-

ہر کس از من کند بہ نیکی یاد بھمان ناشم ہم بہ نیکی باد
کریم الدین نے مصرع ثانی کے نیچے ۱۱۶۱ھ تحریر کئے ہیں۔ حالانکہ تمام شعر
مادہ تاریخ ہے۔ جس سے ۱۱۶۱ھ برآمد ہوتے ہیں۔ ہمیں بجائے ۱۱۴۵ھ
کے نظر ثانی کی تاریخ ۱۱۶۱ھ پر زیادہ اعتبار کرنا چاہیئے

دکنی میں نثر کی متعدد تصنیفات ہیں۔ جو دسویں۔ گیارھویں اور بارہویں
صدیوں میں مرقوم ہوئیں۔ مگر شمالی ہند میں فضلی کی تالیف سے قبل کی کوئی
چیز معلوم نہیں۔ البتہ اس کے بعد تفسیر مرادی کا نمبر آتا ہے۔ جس کے مصنف
مولانا مراد اللہ مراد آبادی ہیں۔ یہ تفسیر ۱۱۸۴ھ کے آخر اور ۱۱۸۵ھ کے آغاز میں

ختم ہوتی ہے۔ اور کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ نور مزین کا نمبر تیسرا ہے۔ جس کے لئے حضرت مولانا کا ارشاد ہے :-

۲۶۔ قولہ :- میر محمد عطا حسین خاں تحسین نے چار درویش کا قصہ اردو زبان میں لکھ کر نور مزین نام رکھا۔ شجاع الدولہ کے عہد میں تصنیف شروع ہوئی۔ ۱۱۶۹ھ نواب آصف الدولہ کے عہد میں ختم ہوئی :-

حضرت مولانا نے جو تاریخ اختتام کتاب دی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اس کا قصہ یوں ہے۔ کہ جب تحسین فیض آباد اگر نواب شجاع الدولہ کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ انہوں نے اپنے مجوزہ ترجمہ چار درویش کا کچھ حصہ تیار کر کے نواب کو سنایا۔ شجاع الدولہ کو پسند آیا اور اس کے ختم کرنے کی فرمائش کی۔ تحسین اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ جب ترجمہ مکمل ہو کر نواب کی خدمت میں پیش کئے جانے کے واسطے تیار ہوا۔ اتفاقاً شجاع الدولہ اسی سال یعنی ۱۱۸۸ھ میں رگڑاے عالم جاودانی ہو گئے۔ اس سانحہ کی وجہ سے مصنف کو کچھ عرصہ خاموش رہنا پڑا۔ پھر دیباچہ کتاب میں ایک قصیدہ نواب آصف الدولہ کی تعریف میں اضافہ کر کے کتاب ہذا ان کی خدمت میں گزرائی۔ ظاہر ہے کہ یہ امر نواب آصف الدولہ کی نوابی کے ابتدائی سالوں میں قیام ۱۱۸۸ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔ ۱۲۱۳ھ میں جو آصف الدولہ کی وفات سے بھی بعد کا سال ہے۔ نواب آصف الدولہ ۱۲۱۳ھ میں وفات پاتے ہیں :-

نور مزین کا ایک مخطوطہ جو مسیکے مجموعہ کتب میں شامل ہے۔ اس پر دو خطے ہیں۔ خاتمہ الف میں تاریخ کتابت یازدہم شہر شعبان المعظم ۱۲۰۶ھ چار شنبہ اور سال ہجری ۱۲۰۹ھ فصلی درج ہے۔ خاتمہ ب میں روز یکشنبہ

غرمہ ماہ رجب المرجب ۱۲۱۳ھ ہجری مرقوم ہے۔ اور کسی انگریز جیمز مارٹن کے واسطے نقل ہوا ہے۔ اور مصنف کا نام حسین عطا خان مذکور ہے۔ اور اس نام کی یہی قدیم شکل ہے۔ میرا مطلب ہے کہ حسین عطا پر مقدم ہے +
 ص ۲۵۔ قولہ ۱۔ "زبان اردو کی عام فہمی دیکھ کر مذہب نے بھی اپنی برکت کا ہاتھ اس کے سر پر رکھا یعنی ۱۸۶۶ء میں مولوی شاہ عبدالقادر نے قرآن شریف کا ترجمہ اردو میں کیا۔ بعد اس کے مولوی اسماعیل صاحب نے بعض رسالے اہل اسلام کی فہمائش کے لئے اردو میں لکھے +

شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے ترجمہ کی تاریخ اس کے دیباچہ میں ۱۲۵۰ھ دی ہے۔ جو ۱۸۶۹ء کے مطابق ہے۔ اس ترجمہ کا نام 'موضع القرآن' ہے۔ جو تاریخی مادہ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ۱۲۳۶ برآمد ہوتے ہیں۔ لیکن یہ عدد شاہ صاحب کی بیان کردہ تاریخ کے مطابق ہیں نہ مولانا کے ذکر کردہ سال سے ملتے ہیں۔ کافی غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مترجم نے یہ نام 'موضع القرآن' رکھا ہوگا۔ جس سے ۱۲۰۵ء نکلتے ہیں نہ موضع القرآن جس میں الف لام اضافہ کرنے سے ہم ایک عالمگیر غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں دیکھا جاتا ہے کہ عام طور پر موضع القرآن لکھا گیا ہے حتیٰ کہ دہلی کے شاہی کتب خانہ سے شاہ صاحب کا جو ترجمہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس پر بھی صاف 'موضع القرآن' درج ہے (ملاحظہ ہو فہرست ہند وستانی مخطوطات از بلیم ہارٹ ص ۲ و ۵) +

ص ۲۷۔ قولہ ۱۔ امیر خسرو نے کہ جن کی طبیعت اختراع میں اسطے درجہ

لے ایسا نیکو پڑیا کہ اسلام میں موضع قرآن ہی دیا ہے (ایڈیٹر) علامہ شاہان علیہ کے کتب خانہ کا خاصہ

لاؤ کیا تک نے حضرت امین اللہ علیہ نقل کر دیا تھا۔ جواب انڈیا آفس میں موجود ہے +

صنعت و ایجاد کا رکھتی تھی۔ ملک سخن میں برج بھاشا کی ترکیب سے ایک طلسم خانہ انشا پرداز سی کا کھولا۔ خالق باری جس کا اختصار آج تک بچوں کا وظیفہ ہے۔ کئی بڑی بڑی جلدوں میں تھی۔ اس میں فارسی بھروں نے اول اول اثر کیا۔

اور صفحہ ۷۷ پر چھوٹے قصہ میں لکھا ہے: ”بھٹیاری کے لڑکے کے لئے خالق باری لکھ دی“

مولانا کا یہ ارشاد کہ خالق باری کئی بڑی بڑی جلدوں میں تھی۔ اور ایک بھٹیاری کے لونڈے کے لئے لکھی گئی تھی۔ محض تخیل کی پرواز ہے اس بیان کے لئے کوئی تاریخی یا روایتی سند ہمارے پاس موجود نہیں ملا وہ بریں فارسی اوزان میں اس کے اشعار کا پایا جانا اس کے جدید التالیف ہونے کی طرف دلالت کرتا ہے :

خالق باری کے متعلق میں اور موقعوں پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ یہاں صرف اسی قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ خالق باری کتب نصاب اطفال سے تعلق رکھتی ہے۔ شرع کی رو سے دوسو سوا دو سو درہم کا مالک صاحب نصاب کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ کتابیں بالعموم دوسو سوا دو سو اشعار پر شامل ہوتی ہیں۔ اس لئے کتب نصاب کے نام سے یاد کی جاتی ہیں۔ ابو نصر فراہی نے ۱۰۳۷ھ ہجری میں نصاب الصبیان تالیف کی تھی۔ اسکی مقبولیت و تکرار بیسیوں کتابیں اس کی تقلید میں لکھی گئیں۔ اور مالک سے قطع نظر ہندوستان میں جو نصاب طیار ہوئے۔ ان میں سب سے قدیم خود حضرت امیر خسرو کا بدیع النصاب ہے۔ جس کی ابتدا ہے:-

مصر شہر و شہراہ و ما آب و غوف ہم سم تیر و اجنہ چہ بال باشد بال جان

یہ نصاب برابر درس میں شامل رہا ہے۔ نصیبِ اخوان ایک اور نصاب ہے جو مہر کردہ شاعر مشہور مداح فیروز شاہ تغلق ۵۲ھ و ۵۹ھ کی تصنیف ہے قلیۃ الغنیان از شیخ صدر الدین بن بدر الدین بھی ایک قدیم نصاب ہے۔ نصابِ مثلث یا نصابِ الاخوان مولنا بدیع کی ملک ہے۔ اسی لئے اسے نصابِ بدیع بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ شعر ذیل ۷

این چنین شعری بدیع را بدیع نظم کرد تا بود در روزگار زوی ہی نام و نشان چونکہ یہ نصاب امیر خسرو کے نصابِ مذکورہ بالا کے ساتھ برابر درس میں داخل رہا ہے اور پڑھا گیا ہے۔ اس لئے متاخرین میں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا کہ نصابِ بدیع بھی حضرت امیر خسرو کی تالیف ہے۔ مگر صحیح یہی ہے کہ مولنا بدیع کی ملک ہے۔ ان نصابوں کی تعلیمی زبان فارسی ہے اور مقصد عربی الفاظ کا سکھانا ہے ۸

خالق باری کو حضرت امیر کی طرف منسوب کرنے میں ہمیں کئی امور مانع آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی تعلیمی زبان یا زبانِ تشریحی اس عہد کے دستور کے مطابق فارسی نہیں جیسا کہ دیگر نصابوں میں دیکھی جاتی ہے۔ اب امیر خسرو کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کہ خلاف روشِ زمانہ ایک نصاب ہندی زبان میں طیار کرتے اور اگر طیار کرتے تو اس زمانہ کے اساتذہ اور پبلک کیوں تسلیم کرتی۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ہندی نصابوں کا بھی رواج تھا یا شروع ہو گیا تھا تو ہمیں ایسے ہندی نصاب اور بھی ملتے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خالق باری کے بعد سب سے قدیم نصاب جو ہمیں ملتا ہے۔ وہ اللہ خدائی ہے۔ جو شاہجہان کے زمانہ میں ۱۰۶۱ھ یا ۱۰۶۲ھ میں تالیف ہوتا ہے اور آٹھویں۔ نویں اور دسویں صدی کا کوئی ایسا نصاب نظر

نہیں آتا۔ اسلئے قریب قیاس یہی ہے۔ کہ خالق باری گیارھویں صدی کی ابتدا یا دسویں صدی کے آخر میں کسی وقت لکھی گئی ہو۔ اس کی تقلید میں اردو کے دو اور اگر پنجابی نصابوں کو بھی شامل کر لیا جائے تین چار اور نصاب ہمیں گیارھویں صدی میں ملتے ہیں۔ بارھویں صدی میں متعدد اور تیرھویں صدی میں تو بے شمار نظر آتے ہیں۔

خالق باری کا نصاب بغیر کسی فرہنگ کی امداد کے طیار نہیں ہو سکتا سرسری مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کی تالیف میں کسی ایسی فرہنگ سے امداد لی گئی ہے۔ جو اکبر کے عہد سے قبل ہندوستان میں طیار ہوئی ہے یوں تو ایک درجن سے زیادہ کتب لغات ہیں جو مغلوں کی آمد سے پہلے آٹھویں اور نویں صدیوں میں مرقوم ہوئی ہیں۔ مگر ان سب میں خالق باری کا قریبی تعلق موید الفضلا سے معلوم ہوتا ہے جو ۹۲۵ھ کی تصنیف ہے مؤید کا پر تو خالق باری میں کئی موقعوں پر دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً مؤید کی پیشرو فرہنگوں میں فلفل کا لفظ موجود ہے۔ لیکن ان فرہنگوں میں اسکی تقسیم باعتبار شکل یعنی گولائی و لمبائی نہیں کی گئی۔ مؤید میں اس لفظ کی تشریح یوں دی ہے :-

”کیے پیل گرد کہ آئرا ہندی مرچ گویند۔ دوم پیل دراز و آئرا ہندی پیل گویند۔“

خالق باری میں تقریباً یہی الفاظ دوہرا دیے گئے ہیں۔ چنانچہ ہندی پیل بود فلفل دراز مرچ فلفل گردرا گویند باز اسی طرح موید الفضلا میں فارسی لفظ ’نیا‘ کے معنی ’ماموں‘ بھی دیے ہیں۔ جو عہد مغلیہ کی لغات میں نظر نہیں آتے۔ خالق باری میں

بھی یہی معنی دیے ہیں۔ چنانچہ ج۔ نیا خال ہندوی ماموں جان ،
خالق باری کے مصرع ذیل میں تدر و کوکبک کا مراد بتایا گیا ہے۔

ع۔ فارسی سمرغ عنقا ہے تدر و کوکبک ہنس
حالانکہ دونوں پرندے مختلف ہیں۔ مگر مؤید الفضلا میں دونوں کو ایک مانا
کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"تدر و لغتین کبک و آن پرندہ ایست آتش خوار و خوش رفتار
کہ بکو بہا بود"

اب ظاہر ہے کہ خالق باری دونوں پرندوں کو ایک ماننے میں مؤید الفضلا
کی تقلید کر رہی ہے۔ ادھر امیر خسرو کے نزدیک تدر و اور ہے اور کبک
اور ہے۔ جیسا کہ ان کی تصنیف قران السعدین سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہندو۔

آنکہ پریدی ز پر خود تدر و ماند چو پر گم شد گان زیر سرو
لالہ چو از کوہ برفت از شکوہ کبک ببرد دل از بیخ کوہ

(مثنوی طبع میر حسن رضوی)

قران السعدین میں دونوں شعرا سی ترتیب سے بلا فصل آ رہے ہیں جس سے
اس قیاس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت امیر کے نزدیک کبک اور
تدر و دو مختلف پرندے ہیں *

ان مثالوں سے جہاں ایک طرف یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ خالق باری
کا مأخذ مؤید الفضلا ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر خسرو سے اس کا
کوئی تعلق نہیں *

اس بیان کے لئے کہ خالق باری کئی بڑی بڑی جلدوں میں تھی ہیں
کوئی تائیدی ماخذ معلوم نہیں۔ مروجہ خالق باریوں میں ایک سو اکانوے اشعار

ماتے ہیں۔ اس کی زبان میں بہت کچھ ترمیم کر دی گئی ہے۔ اور قدیم الفاظ اور تراکیب کو بڑی حد تک صاف کر دیا گیا ہے۔ قلمی نسخوں میں سب سے اہم نسخہ ۱۰۸۳ء کتب خانہ انڈیا آفس ہے۔ جس کا نام مطبوع الصبیان اور اثناون فصول میں منقسم ہے۔ فی فصل چار شعر جس سے کل اشعار کی تعداد دو سو بتیس بنتی ہے۔ خالق باری کے قلمی نسخوں میں اشعار کی یہ تعداد مختلف ہے۔ ۱۱۳۵ء کے نوشتہ ایک نسخہ میں ایک سو ستر شعر ہیں۔ ایک اور قدیم نسخہ میں ایک سو اکانوے ہیں۔ خالق باری کا سب سے پہلا حوالہ سراج الدین علی خاں آرزو متوفی ۱۱۶۹ء کی تالیف نوادر الالفاظ یا غریب اللغات میں آتا ہے۔ یہ صرف بارہویں صدی ہجری کی روایت ہے۔ جو خالق باری کو حضرت امیر خسرو کی طرف منسوب کرتی ہے۔ ورنہ اس سے پیشتر کی صدیوں میں کوئی اس کا ذکر تک نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معاملہ میں غلط فہمی سے کام لے رہے ہیں۔ ہمیں ایک خسرو کے بجائے دو خسروں کے نظریہ کو ماننا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ جدید گنگنام خسرو کے اس کا نامہ کو لے کر پبلک نے نہایت مشہور امیر خسرو متوفی ۱۲۷۵ء کی طرف منتقل کر دیا ہے۔
 ۱۱۷۵ء۔ قولہ :- محلہ کے سرے پر ایک بڑھیا ساقن کی دکان تھی۔ چٹو
 اس کا نام تھا۔ شہر کے بیہودہ لوگ وہاں بھنگ چرس پیا کرتے تھے۔
 جب یہ (امیر خسرو) دربار سے پھر کر آتے یا تفریجا گھر سے نکلتے تو وہ بھی سلام کرتی۔ کبھی کبھی حقہ بھر کر سامنے لے کھڑی ہوتی۔ یہ بھی اس کی دل شکنی کا خیال کر کے دو گھونٹ لے لیا کرتے ؟

بعض لوگ امیر خسرو کو بھنگڑوں اور چرسیوں کی صف میں کھڑا دیکھ کر معترض ہوں گے۔ مگر قصہ کا ناقابل قبول وہ حصہ ہے جس میں چٹو ساقن

حقہ بھر کر امیر کی خدمت میں لاتی ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسے قدیم زمانہ میں جیسا کہ امیر خسرو کا ہے حقہ موجود تھا۔ بلکہ حقہ کا وجود تنباکو کا تالیع ہے۔ حضرت مولانا ^{۲۳} پر معترف ہیں۔ کہ ”تقا کو امریکہ کا لفظ ہے۔ یورپ کے راستے ہو کر اکبر کے عہد میں یہاں پہنچا“

تنباکو پر لگالیوں کی وساطت سے ہندوستان میں آتی ہے۔ جزائر ہند اور دکن میں پہلے پہنچتی ہے۔ لیکن شمالی ہندوستان میں اواخر عہد اکبری تک نہیں پہنچتی۔ ابوالفضل کا ملازم اسد بیگ جو سترہ سال تک اسکی خدمت میں رہا اپنی وقایع میں لکھتا ہے کہ ۱۰۱۳ھ کے قریب اکبر بادشاہ اس کو دکن بھیجتا ہے۔ قیام بیجاپور کے زمانہ میں اس نے تنباکو دیکھی جو ہندوستان میں بالکل نامعلوم تھی۔ اسد بیگ کا بیان ہے کہ میں نے تنباکو کی ایک مقدار خرید لی۔ ایک جڑاؤ حقہ تیار کروایا۔ آچین کی ساخت کا نہایت اعلیٰ پنچہ حاصل کیا۔ جو تین ہاتھ لمبا تھا۔ اس پر مینا کاری ہو رہی تھی اور جو اہرات جڑاؤ تھے۔ عقیق مینی کی ایک خوبصورت منال خریدی۔ سونے کی چلم تیار کرائی۔ چاندی کی نے لی۔ جس پر مغل چڑھی تھی۔ میں ان چیزوں کو سیلتہ سے لگا کر اکبر بادشاہ کی خدمت میں مع دیگر تحائف کے لے گیا۔ جب بادشاہ کی نگاہ حقہ پر پڑی۔ حیران ہوا۔ غور سے تنباکو کو دیکھنے لگا۔ جو ایک ایک چلم کی مقدار میں علحدہ جمائی رکھی تھی۔ اس نے دریافت کیا۔ خان اعظم نے عرض کی۔ اس کا نام تنباکو ہے۔ جو مکے اور مدینے میں رائج ہے اور اعلیٰ حضرت کے واسطے بطور دوا لائی گئی ہے۔ اس پر بادشاہ نے مجھے حقہ بھرنے کا حکم دیا۔ جب حقہ میں نے تیار کر لیا۔ لاکر سامنے رکھا۔ اعلیٰ حضرت نے چٹا شروع کیا۔ ادھر شاہی حکیم نے اگر منع کرنا شروع کیا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے نہ مانا اور فرمایا مجھے

اسدیگ کی خاطر سے پینا چاہیے۔ یہ کہہ کر منال منہ میں لی اور دو تین کش نکالے۔ اس کے بعد خان اعظم کی طرف حقہ کر دیا۔ اس نے بھی دو تین گھونٹ لیے ۛ

اسدیگ کا بیان ہے کہ میں تمباکو اور حقے کافی مقدار میں لایا تھا میں نے تھوڑی تھوڑی تمباکو اور ایک ایک حقہ مختلف امرا کی خدمت میں بھیج دیا۔ انہیں ایسا شوق لگا کہ ہر امیر نے تمباکو بیانی شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اس کی تجارت ہونے لگی۔ اور تمباکو کا عام رواج ہو گیا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اس کی کبھی مادت نہیں ڈالی ۛ

اسی زمانہ کے قریب نظیری نیشاپوری جو احمد آباد گجرات میں مقیم ہے۔ اور تمباکو کا شیدائی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی تعریف میں ایک غزل لکھتا ہے جس کے چند شعر یہاں درج ہوتے ہیں ۛ

نے سنبل تنباکو کی نہ آتش رخسار ۛ دل بوی خامی میدہد بیدار آتش کار ۛ
مردم گیا از چین مخر تنباکو آچین بخر ۛ ہم مایہ بیما یہ ہم چارہ بیچارہ ۛ
خواہم دہد و جدا نقد رجاء و تنباکم ۛ کا فتم بلاق ابروئے چون نرگس خمارہ ۛ
اندر کمند دود اوکز سنبل و لوبہ است ۛ اچون کلیم افتادہ ام اندر دم سمارہ ۛ

ص ۹۹۔ قولہ ۛ دکن میں ایک سعدی گزرے ہیں۔ ان کا فقط اتنا حال معلوم ہے۔ کہ اپنے تئیں ہندوستان کا سعدی شیرازی سمجھتے تھے۔ اور تعجب ہے کہ مرزا رفیع سودا نے اپنے تذکرہ میں ان کے اشعار مندرجہ ذیل کو شیخ سعدی شیرازی ہی کے نام پر لکھا ہے۔

اس عبارت سے بظاہر یہی مفہوم ہو گا کہ سودا کا تذکرہ مولانا کی نظر سے گزرا ہے۔ مگر حقیقت نفس الامر یہ ہے کہ نہیں گزرا۔ اور میں تو شک ہے۔

کہ اس کا وجود بھی ہے یا نہیں۔ خود مولانا اس کو ”نایاب“ کہہ رہے ہیں۔
(مذہبِ آجیات)۔ لیکن مولانا کا بیان قاسم کے اس بیان کے اعتبار پر
مبنی ہے :

”منظنہ بیستری از سخن پیرا خصوص سرآمد شعرائی فصاحت آما مرزا محمد رفیع
سودا نظر بر اتحاد و تخلص آنکہ این سعدی ہوں سعدی شیرازی قدس سرکہ وارڈ
دیار دکن شدہ و شعر رخیۃ از طبع و قاد آن قدوہ متغزلان رخیۃ۔ چنانچہ در
تذکرہ مخدو اشعار این سعدی دکنی را عفی اسد عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفرلہ
نسبت نمودہ (مجموعہ نغز ص ۲۹۸) ،

ولی

مولانا آزاد ان کا نام شمس ولی اسد لکھتے ہیں (مذہبِ آجیات)۔ ان کے
مقلد حکیم عبدالحی صاحب نے شمس الدین لقب اور ولی اسد نام دیا ہے معلوم
نہیں ان بزرگوں نے شمس اور شمس الدین کس بنا پر لکھا ہے۔ مخزنِ نکات
تذکرہ گلزارِ ابراہیم و تذکرہ گلشنِ ہند و تذکرہ شعراے اردو میں شاہ ولی اللہ
درج ہے مگر گردِ دربی۔ شفیق۔ مصحفی اور قدرت اللہ قاسم نے محمد ولی لکھا
ہے۔ ان سب کے قدیم سند ہمارے پاس ثناء اسد فانی کی ہے جو شہ
جلوس محمد شاہ میں ولی کے دیوان کی ایک نقل طیار کرتا ہے اور شاعر کا نام سید
ولی محمد تحریر کرتا ہے۔ ثناء اسد فانی اپنا خاتمہ بدین الفاظ لکھتا ہے :-

”دیوان اشعار ولی سیدی ولی محمد مرحوم بتاریخ چہار دہم شہر محرم الحرام
سہ از جلوس مینت مانوس محمد شاہ بادشاہ غازی خلد اسد تعالیٰ ملکہ و سلطانہ
روز چہار شنبہ وقت چاشت در بلدہ خیر البلاد احمد آباد حمیت عن الفساد۔

بخط فقیر حقیر اضعف العباد کلب محبوب سبحانی نمود بنی بود ثنا و اسد فانی سمت
انجام و صورت اتمام پذیرفت۔“

فانی کے بیان پر اشتباہ کرنے کی ہمیں کوئی وجہ معلوم نہیں۔ وہ
ولی سے یقیناً واقف معلوم ہوتا ہے۔ اسے سید بھی لکھ رہا ہے اور مرحوم
بھی۔ جو لوگ ہمارے شاعر کو شاہ ولی اسد لکھتے ہیں وہ شاید ایک اور شاعر
شاہ ولی اسد اشتیاق کے ساتھ القباس کر رہے ہیں +

منہ ۹۔ قولہ ۱۔ ولی احمد آباد گجرات کے رہنے والے تھے۔“ اور حاشیہ
میں اضافہ کیا ہے۔ ”دیکھو تذکرہ حکیم قدرۃ اسد خان قاسم۔ مگر تعجب ہے کہ
میر تقی نے اپنے تذکرہ میں اورنگ آبادی لکھا ہے۔“
سند میں تذکرہ حکیم قدرۃ اسد خان قاسم یعنی مجموعہ نغز کا حوالہ دیا ہے
لیکن اس موقع پر مولنا کو سہو ہوا ہے۔ کیونکہ مجموعہ نغز میں ولی کو کوئی لکھا
گیا ہے۔ چنانچہ ۱۔

”وی عزیز می بود از سکنہ دیار دکن و مریدان شاہ سعد اللہ گلشن“

(معجم ۲۹۶ مجموعہ نغز)

۹۳۔ قولہ ۱۔ ”ان کا ابتدا سے عہد شاید عالمگیر کا آخر زمانہ ہوگا اور وہ

مع اپنے دیوان کے سہ محمد شاہی میں دلی میں پہنچے۔“

سہ جلوس محمد شاہی ۱۱۳۳ھ ہجری کے مطابق ہے۔ ولی کا اس سال
دہلی آنا کجا وہ تو اس سے پندرہ سال قبل یعنی ۱۱۱۹ھ میں انتقال کر چکے ہیں
ولی کا قطعہ وفات از مولوی حسن مفتی بقول مولنا عبدالحی ایک قلمی نسخہ دیوان
ولی نشان ۴۲۷۹ کتب خانہ جامع مسجد مہدیٰ نوشہ ۱۱۵۲ھ میں جو راقم کی نظر
سے بھی گذر چکا ہے۔ حسب ذیل مرقوم ہے۔ ۱۔

مطلع دیوان عشق سیدارباب دل والی ملک سخن صاحب عرفان دلی
سال وفاتش خرواز سرلہام گفت بادیناہ ولی ساقی کوثر علی
مصرع آخر سے ۱۱۹۰ برآمد ہوئے ہیں :

۳۳۰ بلکہ ۳۳۱ جلوس محمد شاہی شاہ حاتم کی سند پر مصحفی نے دہلی میں
ولی کے دیوان کی آمد کی تاریخ دی ہے۔ چنانچہ تذکرہ ہندی ۱۔

” روزی پیش فقیر نقل میکر دکہ درسن دویم فردوس آرا نگاہ دیوان
ولی درشا بہمان آبا دآمدہ و اشعارش بر زبان خورد و بزرگ
جاری گشتہ “ (منہ تذکرہ ہندی از مصحفی)

مجھے ایسا لگتا ہوتا ہے کہ مصحفی کا جو نسخہ حضرت مولانا کے پاس تھا۔
اس میں کاتب کے ’دیوان‘ کا لفظ کتابت میں رو گیا۔ جس سے جملہ کا مطلب
یہ ہو گیا۔ کہ خود ولی دلی آئے تھے :

۱۱۹۰۔ قولہ :۔ کبھی کبھی خواجہ حافظ کی طرح بادشاہ وقت کے نام سے
اپنے شعر کو شان و شکوہ دیتے تھے۔ چنانچہ ولی کی تصنیفات میں سے ایک
غزل میں کہتے ہیں ۱۔

دل ولی کا لے لیا دلی نے پھین جا کہ کوئی محمد شاہ سوں
گل رعنا میں حکیم عبدالحی بھی مولانا کے ہم آواز ہیں۔ لیکن شعر ہزانہ ولی
کی ملک ہے اور نہ دیوان ولی میں موجود ہے۔ یہی شعر کسی قدر اختلاف کے
ساتھ شفیق اورنگ آبادی نے چنستان شعراء میں شرف الدین کے نمونہ کلام
میں درج کیا ہے۔ چنانچہ :۔

اس گدا کا دل لیا دلی نہیں کوئی کہے جا کہ محمد شاہ سوں
(۲۵۴ چنستان شعرا)

ولی کے متعلق مولانا آزاد کا بیان ذیل جو میر تقی میر کے نکات الشعراء پر مبنی کہا جاتا ہے۔ جناب مرتب نکات الشعراء نے بے اہل مانا ہے۔
 ”ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے اس کے حق میں (میر صاحب) فرماتے ہیں۔ ”ولی شاعری است از شیطان مشہورتر۔“ میر خان کترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے۔ انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول ہمت کچھ کہا۔ آخر میں اگر کہتے ہیں ع۔

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں
 نکات الشعراء چھپ گیا ہے۔ شیطان والا فقرہ بے شک اس میں موجود نہیں۔ لیکن مولانا آزاد کا بیان حکیم قدرت اللہ خاں قاسم کے بیانات ذیل سے ماخوذ ہے :-

”در تذکرہ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ۔ در حق شاعر شان علی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وی شاعر لیست از شیطان مشہورتر و منزای این کردار ناہنجار از کترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے جو ہائے متعددہ او کردہ۔“ (ص ۲۳ مجموعہ نغز)
 ”حقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخن ابلیس نشی و شیطننت۔“ میر خان کترین کہ خدا شن بایرند بسیار موقوع و بجا گفتہ کہ ع ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹)
 نکات الشعراء مولانا کی نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن یہاں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ قاسم کی سند پر لکھا ہے +
 ایک امر قابل گذارش یہ ہے۔ کہ کترین کا نام مولانا نے میر خان مخبر کیا ہے مگر مولانا کے اہل ماخذ مجموعہ نغز میں میر خان مسطور ہے +

مک۱۔ قولہ :- ”خدمتگار خاں بادشاہی خواجہ سرا تھا اور سرکار شاہی میں بڑا صاحب اختیار تھا۔ اکثر بادشاہی نوکر اس کی سخت گیری اور بد مزاجی سے دق رہتے تھے۔ انہیں بھی [شاہ آبرو کو] اس سے کام پڑتا تھا۔ کبھی آسانی سے مطلب نکل آتا تھا۔ کبھی دشواری سے۔ چنانچہ ایک موقع پر یہ شعر کہا :-

یارو خدمتگار خاں خوجونکے بیچ ہے تو مستثنیٰ و لیکن منقطع“
 شعر بذاتن غالب ہے۔ مجموعہ نغز سے لیا گیا ہے۔ جہاں بغیر کسی رائے زنی کے درج ہوا ہے۔ مولانا نے اس کی جوشان نزول دی ہے۔ وہ کسی تاریخی اطلاع پر مبنی نہیں ہے بلکہ قیاسی ہے۔ خدمتگار خاں تاج بیچ میں حافظ خدمتگار خاں مشہور ہے۔ وہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا خواجہ سرا ہے۔ محمد شاہی دور میں بھی متعدد خدمات مثلاً صرف خاص و داروغگی رسالہ معتبری پر سرفراز تھا اور سالہ جلوس محمد شاہی میں وفات پاتا ہے۔
 (تاریخ مظفری)

مک۱۔ بذیل محمد شاہ کرناجی۔ قولہ :- نادری چڑھائی اور محمد شاہی لشکر کی تباہی میں خود شامل تھے۔ اس وقت دربار دہلی کا رنگ۔ شرفا کی خواری پاجیوں کی گرم بازاری اور اس پر ہندوستانیوں کی آرام طلبی اور ناز پروری کو ایک طولانی محسوس میں دکھایا ہے۔ افسوس۔ کہ اس وقت دو ہندو اس کے ہاتھ آئے ؟

یہاں مولانا کا ماخذ یقیناً مجموعہ نغز ہے۔ جس کی عبارت اور مطلب کسی قدر مختلف ہے۔ وہ ہوندا :-

”و دو ہندو محسوس کہ در احوال یورش طما سب قلی ناو در برہندوستان

جنت نشان و پاشان شدن لشکر پادشاہی بنا بر کینہ تو دی
سراں نفاق پیشہ و سپاہ آرام طلب تزمین اندیشہ گفتہ و این
احقر بر آن دست یافتہ رقم زدہ کلک و قانع سلک می شود
(مجموعہ نغز جلد دوم ص ۲۵۷)

مولانا اس کو ایک طولانی محسن بیان کرتے ہیں۔ جس سے گمان
ہوتا ہے۔ کہ یہ محسن ان کی نظر سے گذرا ہے۔ اور اس طولانی محسن کا مضمون
در بارہ بی کارنگ۔ شرفا کی خواری۔ پاجیوں کی گرم بازاری اور ہندلیوں کی
آرام طلبی اور ناز پروردگی وغیرہ ہے۔ لیکن مجموعہ نغز سے تو معلوم ہوتا ہے کہ
اس محسن میں نادر کے حملے اور شاہی امرا کی باہمی عداوت اور سپاہیوں کی
آرام طلبی کا تذکرہ آتا ہے :

ص ۱۰۱۔ ہذیل محمد احسن احسن۔ قولہ ۱۔ " احسن تخلص محمد احسن نام۔
لیکن مجموعہ نغز میں (ص ۵۲ جلد اول) محمد احسن اسد۔ گرو تری ص ۱۸ ،
مخزن نکات ص ۲۲ ، چمنستان شعراء ص ۳۳ اور تذکرہ گلزار ابراہیم ص ۳۳
میں احسن اسد۔ نکات الشعراء ص ۲۸ اور تذکرہ شعراء اردو ص ۲۵ میں
میاں احسن اسد ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ شاعر کا نام احسن اسد ہے۔
ان کے ایک شعر سے بھی جو مولانا نے ص ۱۰۸ پر نقل کیا ہے۔ یہی ثابت ہوتا
ہے۔ چنانچہ ۱۔

یہی مضمون خط ہے احسن اسد کہ حسن خوب رویاں عارضی ہے

اشرف علی خان فغان

ص ۱۲۶۔ قولہ ۲۔ مصحفی نے اپنے تذکرہ میں قزلباش خان امید کا شاگرد

لکھا ہے۔ مگر ان کی اردو ابھی سن چکے ہو۔ شاید فارسی میں اصلاح لی ہو۔
گلزارِ ابراہیمی میں لکھا ہے۔ کہ ندیم کے شاگرد تھے اور خود بھی بجا کہتے ہیں:-

ہر چند اب ندیم کا شاگرد ہے فغاں دودن کے بعد دیکھو استاد ہو گیا

دشت جنوں میں کیوں بھروں میں ہندو اب تو فغاں ندیم مرارہنسا ہوا

صاحب گل رعنا کہتے ہیں:- ”آبجیات میں تذکرہ مصحفی کے حوالہ

سے لکھا ہے۔ کہ قزلباش خان امید کے شاگرد تھے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ

آزاد نے مصحفی کا تذکرہ نہیں دیکھا۔ ... میر تقی میر نے بھی ان کو قزلباش

خان امید کا شاگرد لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے ان سے اصلاح لیتے ہوں۔

پھر ندیم کے شاگرد ہوئے ہوں۔ یا فارسی میں ان کے شاگرد ہوں اور اردو

میں ندیم کے۔ جو کچھ بھی ہو۔ مصحفی نے ان کو ندیم ہی کا شاگرد بتایا ہے اسلئے

آزاد کا حوالہ غلط ہے۔“ (ص ۱۱۸-۱۱۹ گل رعنا)

مصحفی نے اردو میں بے شک ندیم کا شاگرد لکھا ہے۔ نسبت شاگردی

بہ ندیم میر سائند تذکرہ ہندی کے الفاظ ہیں (ص ۱۶)۔ اور میر صاحب فارسی

میں قزلباش خاں کا شاگرد مانتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:-

”فکر غزل فارسی ہم میکند شاگرد قزلباش خان مرحوم است“

(ص ۸ نکات الشعراء)

آزاد کا حوالہ اگرچہ غلط ہے۔ لیکن صاحب گل رعنا کا یہ کہنا کہ آزاد نے

مصحفی کا تذکرہ نہیں دیکھا۔ درست نہیں معلوم ہوتا۔ تذکرہ مولانا نے ضرور

دیکھا ہے۔ لیکن فغاں کے حالات لکھتے وقت ان کے پیش نظر نہیں تھا۔

اسلئے جو کچھ لکھا ہے۔ حافظہ کے اعتبار پر لکھا ہے۔ اسی وجہ سے ندیم کی جگہ

قزلباش خاں کا نام لکھ گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گلزارِ ابراہیم کا حوالہ بابت شاگردی ندیم

درست ہے۔ اسی طرح فغان کا اپنے چچا برج کے پاس مرشد آباد جانے کا قصہ بھی اسی تذکرہ سے ماخوذ ہے۔ علیٰ ہذا ان کا سال وفات بھی۔
فغان کے لکھنؤ جانے کے متعلق آزاد لکھتے ہیں:-

مد ۱۲۶:- نواب شجاع الدولہ مرحوم حاکم اودھ ان کے ساتھ بہت تعلیم سے پیش آئے اور اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نازک مزاج بہت تھے۔ اور زمانہ بھی ایسا تھا کہ ایسے مزاجوں کی نزاکتیں پیش جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن اختلاط میں ان کا کپڑا نواب کے ہاتھ سے جل گیا یہ رنجیدہ ہو کر عظیم آباد چلے گئے۔

اس عبارت کا خلاصہ میرے خیال میں مصحفی کی عبارت ذیل سے ماخوذ ہے۔
”و معرفت میر محمد نعیم خان کہ ہم مکتب ایشان بود بہ ملازمت نواب شجاع الدولہ بہادر رسیدہ یکے از مقرران گردید۔ در ہمان نزول یکی از روزی نواب وزیر دستش را در عالم اختلاط بفلس سوختند آب در دیدہ گردانید و بیچ نجف و آخر بر میس حرکت آزرده شد بہ طرف عظیم آباد رفت۔“ (مد تذکرہ ہندی از مصحفی)

ان بیانات میں جو فرق ہے ظاہر ہے۔ مثلاً میر محمد نعیم خاں کا نام آزاد بھول سکتے ہیں۔ لیکن شجاع الدولہ کا پیسے کے ساتھ فغان کے ہاتھ داغ دینے کے واقعہ کو بھول کر نواب کے ہاتھ سے کپڑا جلنے کے ساتھ تاویل کرنا ناقابل قبول ٹھہرتا ہے۔ بہر حال مصحفی کے سوا فغان کے لکھنؤ جانے کا قصہ کوئی اردو تذکرہ نگار نقل بھی نہیں کرتا۔ اسلئے ہمیں ماننا پڑے گا کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ تذکرہ مصحفی تک مولانا کی رسائی تھی۔ بلکہ بیان ذیل بھی اسی تذکرہ پر مبنی ہے۔
مد ۱۲۷:- وہاں جا کر اس سے زیادہ عزت پائی اور راجہ شتاب رامی کی

ہار میں اختیار و اقتدار حاصل کیا۔ راجہ صاحب بھی علاوہ خاندانی بزرگی کے
کے کمال ذاتی اور شیریں کلامی اور علم مجلسی کے سبب سے نہایت عزیز رکھتے
تھے۔ چنانچہ وہیں رہے اور باقی عمر خوشحالی میں بسر کر کے دنیا سے انتقال کیا،
مصحفی کی روایت ہے :-

”و در سر کار راجہ شتاب راے بہ ندامت پیشگی پیش آندہ اقتدار کھی
بہم رسانیدہ بود۔ چند سال است کہ ہمان جازندگانی راجہ آبدہ“

[ص ۱۶ تذکرہ ہندی]

اس بیان سے تو واضح ہوتا ہے کہ فغاں باقی عمر راجہ شتاب راے کے
رہے اور چند سال بعد وہیں عظیم آباد میں وفات پائی۔ مگر مولانا کا بیان
یہ جو قاسم سے ماخوذ ہے اس بیان کا نقیض مانا جاسکتا ہے :-
ص ۱۲۰ ہ ان کی لیاقت اور حسن تدبیر کو اس بات سے قیاس کر سکتے ہیں
حکام فرنگ سے اس عالم میں اس طرح رسائی پیدا کی کہ باقی عمر فارغ البالی اور
خالی میں گزاری :-

قاسم کی روایت ہے :-

”بنابر افرات و تغریطے کہ در ہنگامہ افغانہ ابدالی بحضرت دہلی رودا
ہدیار شرقیہ شتافہ رحل اقامت انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت
بسران فرنگ در ساخت و در ہمان نواح رشتہ زندگانی دے
در گست و بکار رحمت حق در پیوست۔“ (مذبح دوم۔ مجموعہ لغز)
شفیق کا بیان ذیل بھی نظر میں رہے :-

”در زمان احمد شاہ از شاہمان آباد برآمدہ بصوبہ آودہ آمد و بانواب
شجاع الدولہ نیشاپوری ناظم صوبہ آودہ صحبت کوک گردید۔ پس

از چند می در ادائل عشرہ سابعہ بعدائتہ والفت رخت جانب عظیم آباد
کشید۔ اعیان و ارکان آن مقام مقدم اور اگر ارمی داشتند و باطل
در مزاج شتاب راسے ناظم صوبہ عظیم آباد دخل تمام دارد و در سنہ
احدی و ثمانین و ایتہ والفت بر سلطت راجہ مذکور خطاب ظریف الملک
از پیشگاه شاہ عالم مالی گوہر کہ درین ایام در بلعدہ اللہ آباد نزول اجلال
دار و بنام خود گرفت و جاگیر اس ملخصا حاصل نموده روزگار بغیر غبال
میگذراند۔
(گل رعنا)

گویا مالک شرقیہ پہنچ کر اگر یزوں سے رسائی پیدا کر لی ۛ
فخاں اپنے زمانہ کے بڑے ظریف اور خوش طبع مانے گئے ہیں۔
وہ ہر محفل کے زیور اور ہر مجلس کے سنگار تھے۔ اپنے فقروں اور چٹکلوں سے
جلسوں کی رونق دو بالا کر دیتے۔ ان کے بعض لطیفے مولانا نے نقل کئے
ہیں۔ جن کا ماخذ مجھے معلوم نہیں۔ ان میں ایک دل آزار لطیفہ بھی ہے۔
فرماتے ہیں:-

”افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے لطائف بڑھتے بڑھتے ان سے اور راجہ
سے بھی شکر رنجی ہو گئی۔ اس کی بنیاد یہ ہوئی کہ احمد شاہ درانی نے جو سلطنت
پر حملے کئے۔ ایک دن اس کی دست درازی اور بے اعتدالیوں کا ذکر
ہو رہا تھا۔ خدا جانے طنز سے یا سادہ مزاجی سے راجہ صاحب نے کہا۔ کہ
نواب صاحب! ملکہ زمانہ کی کو احمد شاہ کیونکر لے گیا۔ انہیں یہ بات ناگوار
ہوئی۔ افسردہ ہو کر بولے۔ کہ ہمارا جاج جس طرح سیتاجی کو راون لے گیا تھا
اسی طرح وہ لے گیا۔“

مجلد ان افسانوں کے جو منلیہ سلاطین کی ولت و رسوائی اور کہنی ہانکے

ساختہ بادشاہان اودھ کی خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے لکھنؤ والوں نے تراشے ہیں۔ ملکہ زمانی کا یہ قصہ بھی ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ مولانا نے اس قصہ میں کونسا لطیفہ دیکھا جو یہاں درج کیا۔ ملکہ زمانی فرخ سیر شہید کی دختر تھیں۔ اور ۱۱۳۳ھ میں محمد شاہ بادشاہ سے بیاہی گئیں۔ عالمگیر ثانی ۱۱۶۷ھ و ۱۱۷۳ھ کے دور میں جب احمد شاہ ابدالی ۱۱۷۷ھ میں ہندوستان آکر ۱۱۸۱ھ میں واپس افغانستان جاتا ہے۔ جانے سے پہلے وہ اپنی اور اپنے فرزند تیمور کی شادیاں خاندان تیموریہ میں کرتا ہے۔ چنانچہ صاحب زمانی دختر محمد شاہ سے جو صاحب محل کے بطن سے تھیں خود عقد کرتا ہے اور عزیز الدین عالمگیر کی دختر سے تیمور کا۔ ملکہ زمانی اور صاحب محل جو آپس میں خالہ زاد بہنیں تھیں عالمگیر بالخصوص اسکے وزیر عماد الملک فیروز جنگ سے سخت ناخوش تھیں۔ اس لئے انہوں نے احمد شاہ سے رشتہ کر کے دہلی کے قیام پر قندھار کو ترجیح دی اور دونوں شہزادیاں بیٹی اور داماد کے ساتھ افغانستان چلی گئیں۔ صاحب سیر المتأخرین لکھتے ہیں :-

”معنی نمائد کہ بعد حبس احمد شاہ خلف محمد شاہ و جلوس عالمگیر ثانی بر سر سلطنت و اقتدار یافتن عماد الملک خبیث طینت روزگار خدارا بالملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ و صاحبہ محل زوجہ ثانیہ او کہ خالہ زاد ملکہ زمانی و محمد شاہ را از بطن ہمین صاحبہ محل دختری بہم رسیدہ محبوب ترین خلق پیش او بود نہایت ناسازگار افتادہ اوقات بکدورت می گذرانیدند و صدہ غارت مرہٹہ و نمک حرامی عماد الملک دیدہ بودند خود در ہندوستان و تحت فرمان عماد الملک و عالمگیر نمی خواستند۔ چون معاودت شاہ ابدالی بپہنا متحقق

گر دید پیغام رفاقت خود و داعیہ ازواج دختر محمد شاہ بابا بدلی
فرستادند۔ احمد شاہ درانی این کار را سرمایہ افتخار و بقای بلند نامی
خود در روزگار دانستہ قبول نمود و ہما نجا اقامت بنمودہ
دختر مذکور را بعد از دواج خود کشید و کار سازی سفر ملکہ زانی
و صاحبہ محل مع احمال و ائقال آہنا نمودہ ہمراہ خود گرفت
و عازم لاہور گشت۔ (۵۵ سیر التاخرین جلد دوم طبع ۱۳۲۸ھ)

مرزا مظہر جان جان

ان کے ذکر میں مولنا فرماتے ہیں کہ حالات اور سال تاریخ وغیرہ
معمولات مظہری سے لئے گئے ہیں۔ مگر راست یہ ہے کہ جس قدر توجہ مولنا
کو ان پر مبذول کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔ مرزا مظہر کے متعلق یہ مذر نہیں کیا
جاسکتا کہ 'پھول ہاتھ نہ آئے جولای ہوتا' بلکہ برعکس کثرت مواد کی شکایت
ہو سکتی ہے نہ قلت مواد کی۔ مگر حضرت مولنا نے تمام تذکروں اور تاریخوں کو
پس پشت ڈال کر چند بے سرو پا اور بے سند باتوں کو لے کر اور نمک مرچ
لگا کر اس حیات کی نقل محفل بنا دیا ہے :

مولنا اپنے افتتاحی فقرے میں لکھتے ہیں :- "اگرچہ نظم کے جوش و خروش
اور کثرت کلام کے لحاظ سے میر و سودا کے ساتھ ان کا نام لیتے ہوئے تامل
ہوتا ہے۔" (۱۳۹)

گویا مولنا اس حیات کے دربار نشینوں میں ان کو روشناس کرتے ہوئے
معذرت خواہ ہیں۔ حالانکہ میرزا مظہر اردو شاعری کے ابتدائی معماروں میں سے
ہیں۔ ابھی میر و مرزا کا اردو کے میدان میں پتہ بھی نہیں تھا کہ مرزا صاحب نے

ریختہ کو ایہام گوئی کی لغویت سے پاک کر کے فارسی کی امام شاہراہ پر ڈال دیا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا اس موقع پر جادو مستقیم سے ہٹ کر ایسے میدانوں میں نکل گئے ہیں۔ جن کا ادب سے کوئی تعلق نہیں۔ اول سے آخر تک ان کا قلم بیچارے مرزا کی ہجو ملیح میں مصروف ہے۔ ان کی حسن پسندی اور میرزا منشی پر چھینٹے اڑائے ہیں۔ لطیفوں کی آڑ میں ان کو ٹند خوا اور بد مزاج ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یہاں حکیم عبدالحی صاحب مرحوم کی قابل قدر تالیف گل رعنا سے ایک اقتباس نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ ہوندا :-

"افسوس ہے۔ کہ شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد نے حسب معمول ان کے حالات بیان کرنے میں چکیاں لیں۔ کہیں واقعہ کی صورت اسی بنائی ہے۔ جس میں بجائے مدح کے ذمہ کا پہلو نکلتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "ان کے باب میں بہت سے لطائف ایسے مشہور ہیں کہ اگر آج کسی میں پائے جائیں تو زمانہ کے لوگ اچھا نہ سمجھیں کچھ تو اس اعتقاد سے جو خطائے بزرگاں گرفتِ خطاست اور کچھ میں روسیاء بزرگوں کی ہر بات کو چشم عقیدت کا سرمہ سمجھتا ہوں الخ ص ۱۳۸،

تاہاں کا حال جیسا چمکا کر لکھا ہے اور سرگوشیوں کا فسانہ جس طرح بیان کیا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ طلب ہے۔ ص ۱۳۹۔ شعر مندرجہ ص ۱۴۰ کو پڑھیے۔ پھر مرزا صاحب جیسے ہندب کو اور آزاد کی معذرت کو دیکھئے کہ تہذیب آئینہ دکھاتی ہے مگر کیا کیجئے۔ ایشیا کی شاعری کہتی ہے کہ یہ میری صفائی زبان اور طراری کا نمک ہے۔ (ص ۱۴۱) مرزا رفیع سودا کی ہجو پر حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ ایک دھوبن گھر میں ڈالی تھی (ص ۱۴۳)۔ گل رعنا ص ۱۴۵-۱۴۶۔

میرزا مظہر بارہویں صدی ہجری کے ان مشاہیر میں سے ہیں۔ جو آفتاب سے زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ ان کی شہرت ان کی زندگی ہی میں ہندوستان کی اطراف میں دور و نزدیک پہنچ چکی تھی۔ ان کا پایہ میر و مرزا سے جن کے ساتھ مولانا آزاد ان کا نام لینا پسند نہیں کرتے بہت بلند ہے۔ شاعری ان کے کمالات کا ایک ادنیٰ جوہر ہے۔ تمام تذکرے ان کے حالات اور اوصاف سے پُر ہیں۔ ہر مصنف احترام کے ساتھ ان کا نام لیتا ہے خود مہراج لالہ علی خان آرزو کہ بقول آزاد اہل اردوان کے عیال کھلاتے رہیں گے۔ اپنے تذکرہ منتخب النفاس میں مرزا کے متعلق لکھتے ہیں :-

”در دقت فہم و ذکاے طبع یکتاے لیل و نہار بلکہ تمثیل روزگار است۔
 جدت طبیعت و جودت قریحت ہر تہہ دارد کہ مصداق این مصرع
 است۔ ع کہ سخن نگفتہ باشی بسخن رسیده باشد ...
 ریختہ کہ شعر آمیختہ ہندوی و فارسی است بطریقہ خاصہ میگفت
 حال اختلاف زنی خود دانستہ ترک مطلق گفتہ بعضی از تلامیذ خود را
 تربیت بسیار کردہ حتی کہ بعضی میگویند خود گفتہ دادہ و اسدا علم۔
 ہر چند شعر دون مرتبہ اوست۔“

سرواژاد میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی رائے بھی سننے کے قابل ہے۔ وہ انہیں بادشاہ مسند فقر و فنا اور مقیم آستان توکل و استغنا کہتے ہیں اور مثنوی معنوی کا ایک شعر نقل کر کے جس سے مرزا کا نام و تخلص اور ان کے والد کا نام برآمد ہوتا ہے۔ مولانا روم کی کرامت کا استدلال کرتے ہیں۔ وہ شعر یہ ہے :-

جان اول مظہر در گاہ شد جانجان خود مظہر اللہ شد

میرزا منظر کے والد کا نام مرزا جان تھا جو دربار شاہی میں امیر تھے اور آصفیہ میں ترک منصب کر کے گروہ صوفیہ میں شامل ہو گئے۔ جانجاں خود مرزا کا نام ہے اور منظر تخلص ہے اور باعتبار ترک دنیا و طلب الہی منظر اللہ ہیں۔ کیا مولانا غلام علی آزاد اپنے ہم تخلص مولانا محمد حسین آزاد کو یہاں انتباہ نہیں کر رہے ؟

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مرزا فقر و فضیلت اور شعر کے جامع ہیں۔ اور اپنے نام کے اقتضا کے بموجب روح الروح معنی پروری۔ عروس سخن کو ان کے ذہن کی مشاطگی نے طرز جدید بخشی اور پیکر خیال کو ان کی فکر کی پاکبختی سے حسن بے اندازہ حاصل ہوا ۔

ادھر میر تقی میر نکات الشعراء میں ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور ان کی خدمت میں پہنچ کر اپنی سعادت اندوزی کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی خوش تقریری کے بے انتہا مدارج ہیں اور فارسی میں انہیں سلیم و کلیم کا ہم پلہ مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

" منظر تخلص مروست مقدس مطہر درویش عالم صاحب کمال شہرہ
عالم بے نظیر بحر زکرم بندہ بخدمت اور فتہ سعادت اندو
گشتہ است۔ اکثر اوقات در یاد الہی صرف میکند۔ خوش تقریر
بمرتبہ ایست کہ در تحریر نئی گنجد۔ دیوان مختصر شعر فارسی او بنظر فقیر
مولف آئندہ است از سلیم و کلیم پایہ کی ندارد۔ اگرچہ شعر ریختہ
گفتن دون مرتبہ او است لیکن گاہی متوجہ این فن بیجاصل
می شود۔ (نکات الشعراء صف ۱)

مصحفی کا بیان ہے :-

"ہنوز از میر و مرزا وغیرہ کسی در عرصہ نیامدہ بودہ در دروایا گوین

اول کسی کہ شعر ریختہ بہ تنبیح فارسی گفتہ است، (ص ۲۰۳ تذکرہ ہندی)
 اس حساب سے مرزا منظر جانباں اردو کے ابتدائی محسنوں اور سرپرستوں
 سے ہیں۔ اور اردو شاعری کے مورخ کے لئے ان کے حالات میں ادبی
 نقطہ نظر سے دلچسپی لینا فرض اولین۔ مصحفی اپنے بیان کے آخر میں لکھتے ہیں
 ”فی الحقیقت نقاش اول زبان ریختہ باین وتیرہ باعتقاد فقیر
 مرزا است۔ بعدہ متبعش بہ دیگران رسیدہ۔“

ہمیں کتنا پڑتا ہے کہ جو شخص زبان ریختہ کا نقاش اول مانا جائے اور
 میر و مرزا جیسے بزرگوار جس کے مقلد کلاٹیں۔ مولنا آزاد کے ہاتھ سے بہتر
 سلوک کا مستحق تھا۔

شفیق اور نگ آبادی مرزا کا معاصر صغر ہے۔ اگرچہ دکن سے تعلق رکھتا
 ہے۔ مگر دورانِ بابصر سے ہے وہ رقمطراز ہے :-

”مرزا جانباں منظر سلمہ اسد تعالیٰ۔ بادہ نوش خجائے معانی و جودہ شش
 ساغر سخندانے است۔۔۔۔۔ حق جل جلالہ دیر گاہ سلامت دارد
 ہمارے تو صیفش نہ مرغی است کہ بچنگ شاہین تقریر آید و صحرای
 تعریفش نہ خطہ ایست کہ خنگ تیز گام تحریر پیماید۔ کمال فضل از
 کلام یقین کہ یکی از تلامذہ چون شہنشاہ جہان معانی است پیدامی شود
 والا ربہ اقتدارش از حدیث درد مند کہ جاگی خوار مائدہ آن ماہ
 آسمان سخندانے است ہویدامی گردد۔“

احمد علی سندیلوی اپنے مشہور تذکرہ مخزن العزائب میں تفصیلی حالات
 دیتے ہیں۔ ان کا ذیل کا بیان قابلِ غور ہے :-

”از بسکہ کاؤن سینہ بے کینہ اش پُر از آتش عشق بود۔ بیشتر

اشعار مانتھا پورو اور داز قلمش می رعیت۔ چون غرض انہما
 درد دل بود خواہش نام بر آوردگی درین فن نداشت [بیشتر
 سرمایہ سخنش بر باد رفت] در زبان ہندی کہ مراد
 از اردو ست خیالی فصیح و بلیغ بود بانی زبان اردو در ریختہ او
 بودہ است والا بیشتر شعر گفتن یاران تقلید ولی دکنی بود۔
 گویا مرزا کا بڑا احسان یہ ہے۔ کہ دکنی زبان و محاورات کے ہٹا کر دہلی کے
 محاورہ میں شعر گوئی کی بنیاد ڈالی۔ احمد علی کا قول ہے۔ کہ مرزا فصاحت
 و بلاغت۔ نشست و برخاست کے طور و طریق۔ غیرتمندی کے وصف
 اور ہندوستان زائی پر فخر و افتخار کے واسطے اعلیٰ سوسائٹی میں نمونہ بنے
 ہوئے تھے اور ہیں۔

”چہ در فصاحت و بلاغت و چہ در سلیقہ نشست و برخاست
 و چہ در غیرت و ہندوستان زائی ضرب المثل عالی قدران بودہ
 و ہست۔“

ان مختلف بیانات کے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ میرزا منظر اپنے محاصرین
 میں نہایت معزز و محترم تھے۔ میر صاحب با این ہمہ بد دماغی ان کی خدمت
 میں حاضر ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ خاں انشا جو ہمارے مولانا کے اس قدر
 مقبول و محبوب کردار ہیں بڑے اشتیاق کے ساتھ تیاری کر کے ان کی خدمت
 میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس ملاقات کو انہوں نے ڈرامائی احساسات کے ساتھ
 جزئیات کی تفصیل کی حد تک دریا سے لطافت میں بیان کیا ہے۔ جس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے شرف ملاقات انشا کی زندگی کا ایک نہایت
 مسرت بخش واقعہ ہے۔ معافی ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کے متعلق

عقد ثریا میں لکھتے ہیں۔ کہ پادشاہ سے لے کر ادب نے غریب تک کوئی ایسا نہیں تھا جو ان کی آستانہ بوسی کو اپنا فخر نہ سمجھتا ہو۔ امرا اور خواتین انکی قدیم بوسی کے آرزو مند رہتے مگر یہ ملاقات سے انکار کر دیتے۔ غریبوں کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ ان کا فیض عام تھا۔ مسلمان اور ہندو دونوں معتقد تھے۔ اپنے کسی مرید کو کلمات طیبات میں (۵۴ واں خط) لکھتے ہیں۔ کہ دوندی خاں مجھ سے ملاقات کا خواستگار ہوا۔ میں نے انکار کر دیا۔ حافظ رحمت خاں میرے پاس آئے مگر صحبت سازگار نہیں ہوئی، ”دوندی خاں کہ ارادہ ملاقات فقیرداشت۔ منع کر دم کہ نیاید۔ و حافظ رحمت خاں کہ پیش فقیر حاضر شدہ بود۔ صحبت او با فقیر نادرست افتاد۔“ ۶۱ ویں خط میں جو خان خاناں خلعت نواب قمر الدین خاں وزیر کے نام ہے۔ خٹکی کی حالت میں بگڑ کر لکھتے ہیں :-

”امرای اینہما را باید کہ با سلاطین آہنمان یعنی فقرا با ادب باشند خصوصاً در اوقات استمداد و استعانت کہ دل فقیر ان ملتفت گردد۔ در چنین اوقات بے پروائی کردن و تحریط با بعدہ بی ادبان گذشتن ضرر دارد۔ اگر حسن ظن در میانست ادب واجبست و اگر نیست رجوع و انابت چہ ضرور است باندیشہ ہمین امور اختلاط و رسم مراسلات ترک نمودہ ایم و دعا گفتمہ ایم، ۵

ز خلق گندہ دماغی چگونہ بردارم باین دلیغ کہ از بوی گل ز کام کند
ان کی نازک مزاجی اور زود جسی کا ایک قصہ مخزن الخرائب میں منقول ہے۔ کہ میرزا کے اشتیاق میں ایک روز دوپہر کے وقت عزیز الدین مالگیر ثانی

بادشاہ دہلی تشریف لے آئے۔ میرزا قیلولہ میں تھے۔ انہیں اٹھایا گیا۔ بہت بد دماغ ہوئے۔ بادشاہ غصہ میں اٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے۔ کہ اب میں آپ کا کبھی منہ نہیں دیکھوں گا۔

نواب عماد الملک مرزا صاحب کی ملاقات کے مشتاق ہیں مگر مرزا صاحب (جیسا کہ ۶۶ ویں مکتوب میں مذکور ہے) اپنی شرائط پر ملنا چاہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ وطن کو لوٹتے وقت سترائیں ٹھہریں گے۔ وہاں نواب اگر ملیں۔ بشرطیکہ انہیں جاٹ کے قلعوں میں جانا نہ پڑے۔ نیز یہ کہ نواب صرف دریا تک استقبال کریں +

اکثر روہیلہ مرزا صاحب کے مرید تھے۔ اور مرزا صاحب اس علاقہ میں یعنی امر وہہ سنہل۔ مراد آباد۔ شاہجہان پور وغیرہ تشریف لے گئے ہیں۔ چوتھریں مکتوب میں فرماتے ہیں :-

”ہجوم روہیلہا براسی اخذ طریقہ بجدیست کہ تمام روز از توجہ فرست نیست۔ طاقت طاق شدہ است۔ اما سعادت خود میداند و زیادہ ازین عبادتی نہ از دور و دراز این مردم باستماع خبر ورود فقیر اصرار مستمعی آیند۔ از ادیت عرفی کم آگاہند از سنہل و امر وہہ تا شاہجہان پور در جمیع منازل دستہ دستہ و جماعہ جماعہ مردم از قوم روہیلہ اکثر و از مردم ہندی کمتر اخذ طریقہ علیہ نمودند و منور و متاثر گردیدند و جماعہ از انہما ہمراہ آمدہ اند بقصد رفاقت بدہلی برائے کسب مقامات میروند۔“

ان کے مریدوں کی تعداد ہزاروں سے گزر چکی ہے اور بعض ان میں نہایت مشہور ہیں۔ مثلاً (۱) قاضی شاد اللہ پانی پتی جنہوں نے مرزا صاحب کے

نام پر عربی میں ایک ضخیم تفسیر بنام تفسیر منظری تالیف کی ہے۔ جو آج کل میرٹھ میں چھپ رہی ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا جا رہا ہے۔ مرزا صاحب قاضی صاحب کو علم الہدیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی 'بیہقی ثانی' کے خطابات یاد کرتے تھے۔ (۲) مولوی غلام یحییٰ جنہوں نے معقول کی بعض کتابوں پر مفید حواشی لکھے ہیں۔ ان کا ایک رسالہ وحدت وجود و وحدت شہود پر ہے۔ جس پر مرزا صاحب نے بھی چند سطر میں بطور پیش کلام تحریر کی ہیں۔ (۳) مولوی نعیم اللہ بٹلوی جنہوں نے مرزا صاحب کے حالات و معمولات میں ایک تالیف بنام معمولات منظری اپنی یادگار چھوڑی ہے (۴) شاہ غلام علی الملقب بہ شاہ عبداللہ جنہوں نے معمولات منظری کا ایک اختصار مع دیگر رسائل کے جن میں مرزا صاحب کے مکتوبات بھی شامل ہیں لیا کر کیا ہے +

مرزا صاحب کے مریدوں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ اسلئے اس کو حذف کیا جاتا ہے۔ اس حمد کے مشاہیر علماء و فضلاء کے ساتھ مراسلات مکتوبات کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ مرزا صاحب کو مکتوبوں میں "قیمم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ" لکھتے تھے۔ غلام علی آزاد سر و آزاد میں قطار میں "فقیر راہ میرزا ملاقات صوری صورت نہ لبستہ۔ اما قاضیانہ اخلاص کامل است و ہمیشہ بہ آد و رفت مراسلات حظ ہم کلامی حاصل۔"

(ص ۲۳۱ سر و آزاد)

جس شخص کے مشہور لوگ مرید ہوں۔ بڑے بڑے مصنف اس کے اوصاف و کمال کے معترف ہوں اور شاہ ولی اللہ اور غلام علی آزاد جیسے فاضل اس کے احترام میں کوشاں ہوں یقین ہے کہ وہ شخص ہر لحاظ سے منتخب و برگزینا ہوگا۔ خود مرزا کا ایک شعر اس موقع پر درج ہونے کے قابل ہے :-

بتان اگرچہ ندانند قد نظر ما خدا گواہ کہ دیوانہ سخت مغنم است
 مرزا کی تمام دلچسپیاں جیسا کہ قدرتا ہونا چاہیئے اپنے مریدوں اور ان
 کے سود و بہبود کے واسطے وقف ہیں۔ اگرچہ امر اور ارباب حکومت سے
 تعلق رکھنا ناپسند کرتے ہیں۔ پھر بھی اس عالم بے تعلقی میں جس قدر ممکن ہوتا
 ہے۔ مریدوں اور دیگر متوسلین کی کار برآری میں مصروف رہتے ہیں۔
 نجیب الدولہ اور اس کے فرزند ضابطہ خاں کے متعلق ان کو کافی دلچسپی معلوم
 ہوتی ہے۔ ان کے بعد عماد الملک سے ہے۔ وہ اس کی حرکات سے نلغوش
 ہیں اور توبہ و انابت کا مشورہ دیتے ہیں :

تینسویں خط میں لالہ برج لال کی ملازمت کے واسطے بسلسلہ متصدد محکمی
 کسی امیر کے ہاں اس کے رفیق یا ملازم سے جو مرزا کا مرید بھی ہے سفارش کرتے
 ہیں۔ چوالیدہواں مکتوب نطفہ علی خاں خلیفہ نواب اعتماد الدولہ ارشاد خاں
 بہادر کی سفارش میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حافظ رحمت خاں نے ملازمت مینے
 کا اس سے وعدہ کر رکھا ہے۔ ۵۳ ویں خط میں کسی مرید کو نواب قاسم علی خاں
 سے میر سلمان کی سفارش کے واسطے جو حج کا ارادہ کر رہے ہیں لکھ رہے ہیں :
 اس عہد کے سیاسی اور دیگر گزرنے والے واقعات کے متعلق
 بھی اشارے مرزا صاحب کے خطوں میں موجود ہیں۔ اکتیسویں خط میں سکھوں
 کی لوٹ مار کا جو تھانیسریں انہوں نے کی ہے ذکر کرتے ہیں اور افسوس کرتے
 ہیں۔ کہ مولوی قلندر بخش مع زن و فرزند لٹ لٹا کر آئے ہوئے ہیں۔ اور
 میں بوجہ بے استطاعتی ان کی قرار واقعی امداد نہیں کر سکا۔ سترویں خط میں
 مرقوم ہے : ”ایجاز آوازہ صلح نواب و جاٹ با نجیب خان گوشتا پرست و آچہ
 از رازدان معتبر طریقین معلوم شد جاٹ بار و ہیلہ بنا بر مصلحت خود بتوسط راہ

بہادر سنگھ ودیر سنگھ آشتی می کنند (ص ۶۲ کلمات طبیات ص ۸۹۳) یہ خط غالباً ۱۱۷۷ھ کا نوشتہ ہے۔ جب پنجب الدولہ اور جاٹ میں صلح ہوئی۔ اکثر وہ خط میں شاہ ابدالی کے پشاور پہنچنے کی خبر دی گئی ہے۔ کہ اس نے اپنے بیٹے تیمور کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ملک خراسان کے انتظام کے واسطے روانہ کیا ہے اور خود پنجاب اور ملتان کے انتظام کے لئے آتا ہے۔ پچاسویں خط میں سہرند پر سکھوں کے مظالم اور اس کی تباہی و ویرانی کا ذکر حضرت میر اسد اللہ کے واسطے امداد کی درخواست کے سلسلہ میں آتا ہے۔ چھیالیسویں مکتوب میں افواج جنوبی یعنی مرہٹوں کے غلبہ اور روہیلوں کے فرار اور قصبات و دیہات کی عام تباہی کی طرف تلمیح کرتا ہے جو واقعہ غالباً ۱۱۷۳ھ میں پیش آیا۔ اٹھائیسویں خط میں جو مولوی ثناء اللہ شنبلی کے نام ہے۔ پھر مرہٹوں کی طرف اشارہ ہوا ہے ۔

میرزا صاحب کے سال ولادت کے متعلق اختلاف آتا ہے جو خود مرزا صاحب کے اپنے بیانات کی وجہ سے جو مختلف اوقات میں آپ نے دیے ہیں پیدا ہو گیا ہے مقامات منظری میں آپ کی ولادت کا سال ۱۱۷۷ھ یا ۱۱۷۸ھ مذکور ہے اور " تولد صاحب شرع " اور " طلوع شمس الملتہ والدین " سے یہ سال برآمد ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں " طلوع " کی جگہ " طلح " ہوگا۔ دونوں ماہوں سے ۱۱۷۸ھ نکلتا ہے ۔

مولانا غلام علی آزاد کو جو خط لکھا ہے۔ اس میں مذکور ہے :- در عشر ذوالی ماتہ ثانیہ بعد العت ولادتش اتفاق افتاد (ص ۲۳۲ سر و آزاد)۔ اس بیان کی رو سے ۱۱۷۸ھ سے قبل ولادت ہونا چاہیے۔ لیکن ان کے خطوط میں جو کلمات طبیات میں چھپے ہیں۔ خط نمبر اول میں یہ عبارت ملتی ہے :- " در ہزار و صد و سیزدہ

ولادت فقیر و در عمر شانزدہ سالگی گزشتی بر روضت۔ اور والد کے انتقال کے متعلق فرماتے ہیں:۔ در سال ہزار و صد و سی ہجری انتقال ازین عالم فرمود۔ اس سے ظاہر ہے کہ خود ۱۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور والد نے ۱۱۱۵ھ میں انتقال کیا۔ جب آپ کی عمر سولہ سال تھی۔ دیوان کے دیباچہ میں حوالہ قلم کرتے ہیں:۔ امروز کہ ہزار و صد و ہفتاد و ہجری است و عمر بشخصت رسید از میت سال پانچ عزت آرمیدہ است۔ اس کی رو سے انہیں ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہونا چاہیئے۔ الغرض آپ کی ولادت کا سال ۱۱۰۹ھ و ۱۱۱۳ھ کے درمیان ہے۔

فارسی کی تکمیل آپ نے اپنے والد مرزا جان سے کی۔ کلام اللہ۔ تجوید اور قرأت قاری عبد الرسول سے۔ معقول و منقول دیگر علماء سے۔ علم حدیث و علوم متعلقہ حاجی محمد افضل سے تحصیل کئے۔ اٹھارہویں سال میں حضرت نور محمد بداؤنی کے مرید ہوئے اور چار سال متواتر حاضر باش رہے۔ ان کی وفات کے چھ سال بعد حاجی محمد افضل صاحب سے رجوع کی۔ پھر حافظ سعد اسد صاحب سے بارہ سال تک استفادہ کرتے رہے۔ پھر سات سال تک شیخ محمد عابد سے سلسلہ ارادت قائم رکھا۔ یہ تقریباً انتیس تیس سال ہوتے ہیں جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیباچہ دیوان میں فرمایا ہے:۔ مدت سی سال بردر مدرسہ و خانقاہ جاروب کشید۔

آپ کے کلام کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے مسودات کے جمع کرنے کی کبھی پروا نہیں کی۔ دیباچہ دیوان میں لکھتے ہیں:۔ در ہنگام جوانی بہ تحریک شور عشق کہ نمک خیرش بود ناہما سے موزوں میکرد۔ باین تقریب نام خود را بشاعری برآورد و از والامتی سر جمع اجزائے مسودات و مواد کلیات نداشت۔

بیشتر سرما یہ شخص بر باد رفت ۔

میں اب مرزا صاحب کے قصہ شہادت کو لیتا ہوں۔ جس کے متعلق مولانا آزاد فرماتے ہیں :-

” اس قتل کا سبب ولی کے خاص و عام میں مشہور تھا۔ کہ بموجب رسم کے ساتویں کو علم اٹھے تھے۔ یہ سربراہ اپنے بالا خانہ پر خاص خاص مریدوں کو لئے بیٹھے تھے۔ جیسا کہ امام جہلا کی عادت ہے شاید طرفین سے کچھ کچھ طعن و تعریض ہوئے ہوں۔ وہ کسی جاہل کو ناگوار ہوئے۔ ان میں کوئی سنگدل فولاد خاں نام سخت جاہل تھا۔ اس نے یہ حرکت کی۔ لیکن حکیم قدرت اللہ خان قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی طرح میں کہا کرتے تھے۔ اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی ۔

نکرہ منظر ملاحظہ فرمائی و رفت بجاک نجات خود بتولائے پورا گنہگار
جدو حرم ایک اردو کا شعر ان کے نام سے پڑھا کرتے تھے ۔

ہوں تو سنی پر علی کا صدق دل سے یوں ظلم خواہ ایرانی کہو تم خواہ تورانی مجھے
(مثنوی انجیلات)

اور حاشیہ میں اضافہ ہوا ہے :- ”عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا۔ (مثنوی انجیلات)

لیکن حکیم صاحب کا مطلب جو مولانا سمجھے ہیں۔ اس کے بالکل برعکس ہے حکیم صاحب کی اصل عبارت یہ ہے :-

” انا بجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بوی ارزانی داشتہ بود۔ ظالمی ناحق شناس و دایام متبرکہ ماسور تعصب مذہب پی حقیقت کارنا بردہ کہ وی

غریقِ حبِ جنابِ ولایتِ آب و حریقِ عشقِ حضرتِ امامتِ انتسابِ مرقضوی بود
 سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ۔ چنانچہ بعضے اشعارِ آبدارشِ خاصہ این بیت
 انکر و نظرِ ماطاعتی و رفتِ بجاک نجاتِ خودِ تولایِ بوزرابِ گذشت
 برنی گناہِ بیش گواہی دہد۔ بے گناہِ شہیدِ ساختہ بجنودِ سراپا سرورِ شہدایِ کرلای
 معلیٰ علیہم السلام و الرضوان رسانید۔ (مجلد ۱۹ راج دوم مجموعہ لغز)

کہ کسی ظالم نے عشرہِ محرم کے ایام میں برہمنائی تعصبِ مذہب اس حقیقت
 کے معلوم کئے بغیر کہ وہ حضرتِ امامتِ انتسابِ علی کرم اللہ وجہہ کی محبت میں
 غرق ہیں۔ جیسا کہ ان کے بعض اشعارِ خصوصاً شعرِ بالا سے جو ان کی بے گناہی کی
 شہادت دیتا ہے یگانہ قتل کر کے شہدائے کرلای معلیٰ کی خدمت میں پہنچا دیا۔
 مولانا کا یہ عقیدہ کہ سنی نے مارا بالکل بے اہل ہے کیونکہ سنی اور شیعہ مصنفین
 اس رائے میں بالکل متفق ہیں۔ کہ قاتل کو فی شیعہ تھا۔ علی ابراہیم جو شیعہ مصنف
 ہیں۔ لکھتے ہیں :-

”گویند بہ سببِ تعصبِ مذہب منعِ تحریرِ سید الشہداء علیہ السلام می نمود
 بدین ہمت از دستِ بکی از ساکنانِ دہلی در سنہ یک ہزار و یک صد
 و نو دو ہمار ہجری کہ عرشِ قریب صد سال بود مقتول شد“

(ص ۲۱۶ تذکرہ گلزارِ ابراہیم)

علی لطف ایک اور شیعہ مصنف گلشنِ ہند میں بدین تفصیل رقمطراز ہیں :-
 ”کہتے ہیں کہ ہفتم روزِ عاشور کو لبِ بام پر اپنے گھر میں سر راہ بیٹھے تھے اور
 کوئی سردارِ روسیوں کا بھی آیا تھا واسطے ان کی ملاقات کے، کہ ناگاہ گذر شدوں کا
 ان کے زیرِ بام سے ہوا۔ اس دروہیلے نے کھڑے ہو کر سینہ زنی بھی کی اور مواقع
 سلام سے ہوا۔ اور میرزا سے مذکور جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے بلکہ

متبتم ہو کر فرمانے لگے کہ ”بارہ سو برس جس مقدمہ کو ہو چکے ہوں ہر سال اسے زیادہ (تازہ ؟) کرنا کیا بدعت ہے۔ اور لکڑیوں کو سلام تسلیم کرنا نہایت عقل کی خفت ہے۔“ یہ گفتگو بجنسہ وہ لوگ جو کہ علم اور شدتوں کے ساتھ تھے۔ انہوں نے سنی اور تعصب کی۔ مرزا سی ندکور کے امام باڑوں میں اور عفلوں میں دو تین شب گفتگو رہی۔ آخر شب شہادت کو کہ عبارت شب چار دہم (کذا) عاشورہ سے ہے کوئی شخص ان کے دروازہ پر آیا اور ان کو باہر بلوایا۔ جب باہر آئے تو بے گفتگو ایک چوٹ طہنچے کی نذر کی اور کام ان کا پورا کر کے نلوہ راہ اپنے گھر کی لی۔ سن بھی ان کا قریب سو برس کے تھا۔ ایسا زخم کاری کھایا۔ لیکن استقلال طبیعت سے پھر اپنے تئیں کوٹھے کے اوپر پہنچایا۔ ۱۱۹۷ھ گیارہ سو چورانوے ہجری تھے۔ کہ اس روشن ساز مسائل صدیقی نے اور اس مصقلہ پر داز احکام فاروقی نے اس آئینہ زنگار آلود دنیا سے منہ پھیر لیا اور سفر خلفائے راشدین کی طریقت پر کیا۔ (۱۱۹۷ھ لکھنؤ اہل اہل ایمم مع تذکرہ گلشن ہند مرتبہ ڈاکٹر زور۔ کجین ترقی اردو ۱۳۵۲ھ) شیخ غلام احمد انی مصحفی کی روایت ہے :-

”در عہد شاہ عالم بادشاہ کہ بسبب بودن امیر الامرا ذوالفقار الدولہ بہادر در وہلی علوی اہل تشیع بیشتر بود۔ این بزرگ مقتدا ای متعصبان اہل سنت و جماعت گفتہ می شد۔ شخصے از متعصبان اہل تشیع شب ہفتم محرم الحرام یک ہزار و یکصد و نود و پنج اور انگوٹہ طپانچہ مجروح ساخت و صبح عجب ہنگامہ ازین ماجرای حیرت افرا در تمام شہر برپا شد۔ بیچ کس نبود کہ دندان تا سفل بلب زسانید۔“ (۱۱۹۷ھ عقد خریا از مصحفی)

معمولات مظہری میں مولانا نعیم اللہ کا بیان ہے :-
”تفصیلش آنکہ ہفتم محرم الحرام سنہ یکہزار و یکصد و نود و پنج ہجری از دست

... شیعہ زخم گولی طینچہ برسینہ مبارک رسیدہ و از درد آن ضرب شدید
بتیاب شدہ غشی کردہ بجاک و خون غلطید [ند] و بزبان حال اشعار دیوان خود را
ترجم نمودند

بنا کردند خوش رسمی بجاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را
مقامات منظری میں مسطور ہے :-

کہ بدھ کی رات ساتویں محرم ۱۱۹۵ھ کو ایک پہر رات گئے کئی آدمی آپ
کے گھر کے دروازہ پر آئے اور دستک دی۔ خادم نے اطلاع دی کہ بعض
لوگ زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا آنید واسپر تین شخص
اندر داخل ہوئے ایک ان میں ولایت زامغل تھا۔ حضرت خواجگاہ سے نکل کر
سامنے تشریف لائے۔ مغل نے پوچھا مرزا جانناں آپ ہیں؟ آپ نے
اثبات میں جواب دیا۔ اس پر اس بدبخت نے طینچہ کا فیر کیا۔ گولی بائیں طرف
دل کے قریب لگی۔ آپ صدمہ سے گر گئے۔ لوگوں کو اطلاع ہوئی۔ جراح حاضر
ہوا۔ صبح نجف خاں نے فرنگی ڈاکٹر اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ جن شقیوں نے
اس جرم کا ارتکاب کیا ان کا پتہ نہیں چلتا۔ جب پتہ لگے گا۔ ان کو سزا دی جائیگی
آپ نے کہلا بھیجا کہ اگر اللہ الہی شفا سے تعلق رکھتا ہے میرا زخم اچھا ہو جائے گا۔
جراح کی حاجت نہیں۔ قاتل کا پتہ مل جائے تو سن رکھئے میں نے اسکو معاف
کر دیا۔ آپ بھی معاف کر دینا۔ آپ تین روز زندہ رہے۔ ضعف ہر روز بڑھتا گیا
سینچر کی شام کو وقت نماز مغرب جس کی صبح کو دس محرم مئی دو تین مرتبہ زور زور
سے سانس لیا اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔ آپ کی
تاریخ وفات اس حدیث سے نکلتی ہے۔ "عاش حمید مات شہیداً"

حضرت میرزا کا واقعہ شہادت ایک سیاسی معاملہ معلوم ہوتا ہے نجف خاں کو

شاہ عالم بادشاہ الہ آباد سے اپنے ساتھ لے کر ۱۱۸۵ھ میں دہلی آئے ہیں۔
 نجف خاں کی آمد سے شیعیت کو فروغ ہو گیا۔ اور رعیت بھی ان سے خوش
 نہیں تھی۔ میرزا صاحب اپنے ۳۴ ویں خط میں لکھتے ہیں: "حال مردم
 این شهر از روزیکہ نجف خاں آمدہ است از شاہ تالدا تباہ است و ذکر خلاص
 مجد الدولہ بر زبان خاص و عام است۔ خدای تعالیٰ زود بظہور آرد۔" (ص ۴۶)
 کلمات طلیبات، نجف خاں نے روہیلوں کی طاقت کو پامال کیا اور بڑے
 کومڑیوں کی مدد سے شکست دی۔ روہیلے بے شمار تعداد میں مرزا صاحب کے
 مرید تھے۔ نجف خاں شیعہ تھے اور میرزا صاحب جیسا کہ مصحفی نے مرقوم
 کیا ہے اہل سنت کے پیشوا مانے جاتے تھے۔ میرزا کے مریدوں کا بیان
 ہے۔ کہ نجف خاں کے استعمار پر یہ جرم عمل میں آیا۔ مقامات منظری کی
 عبارت ہے:-

"نجف خان کہ برقعای او مرکب این امر شدہ بودند و وی دراجرای
 حد تغافل کرد و متغریب مروت و اتباع او با ہم مجادلات نمودہ رخت چیا
 بر بستند۔ نشانی ازان ظالمان نیست (مقامات منظری ص ۶۲)
 معمولات منظری میں یہ شعر ملتے ہیں:-

نجف خان نہ اند و نجف خانیس نہ افراسیاب و نہ ہمدانیس
 نہ لشکر ہمساند نہ مرزا شفیع شود حاکم نو بفضل ربیع
 یہ بیانات مرزا صاحب کے مریدوں کے جذبات کے آئینہ دار ہیں *

مرزا رفیع سودا

سال پیدائش حضرت مولانا نے ۱۱۳۸ھ لکھا ہے۔ لیکن شیخ چاند قائم کی

سند پر یہ استدلال لاتے ہیں کہ مرزا رفیع شاہ عالم بہادر شاہ ۱۱۱۹ھ و ۱۱۲۲ھ کے دور میں شاہی فوج کے ساتھ وکن گئے ہیں۔ اس بیان کی رو سے اس زمانہ میں ان کی عمر فوجی خدمت کے لئے کم از کم اٹھارہ سال ہوگی۔ اس لحاظ سے ان کی ولادت ۱۱۰۶ھ سے قبل ہونی چاہیئے (۳۵ سودا) مگر میں مولانا کے بیان کو ترجیح دوں گا۔ کیونکہ میرے خیال میں سودا کی شاعری ۱۱۱۵ھ کے قریب شروع ہوتی ہے۔ اگر ان کا سال ولادت ۱۱۰۶ھ مانا جائے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ مرزا نے تقریباً پینتالیس چالیس سال کی عمر میں شاعری شروع کی اور یہ امر سودا جیسے شاعر طبعیت انسان سے نہایت بعید ہے۔ کہ شباب گزار کر عالم کسوت میں قدم رکھنے کے بعد شعر کو پیشہ کی حیثیت سے اختیار کیا ہے

قائم کے جس بیان پر شیخ چاند نے اعتماد کیا ہے حسب ذیل ہے :-
 "میرزا ابوطالب المتخلص بہ طالب مردی یودہنقاد سالہ از متوطنان
 قصبہ بلندہ کہ در نواح اورنگ آباد است در لشکر بہادر شاہ سابقہ
 آشنائی باعموی بزرگوار حضرت مرزا رفیع سودا بہم رساند، ہمراہ لشکر
 ظفر اثر بر فاقہ ایشان برای کار جاگیر خود بدار الخلفہ شاہجہان آبلو
 رسیدہ تادتی کہ اقامت نمود ہم خانہ ایشان بود۔ بعضی ازین احوال
 و اشعار کہ سابق مرقوم شدہ زبانی مرزا ابوطالب مسطور بمبرزا صاحب
 رسیدہ بود و از ایشان علی بسیل ذکر و تذکرہ فقیر معلوم گردیدہ"

(ص ۱ مخزن نکات)

اس عبارت سے تو وہ مطلب اخذ نہیں ہوتا۔ جو شیخ چاند سمجھے ہیں۔ بلکہ قائم کا مطلب تو یہ ہے کہ مرزا ابوطالب طالب تخلص نے جو ستر سال کے ہوئے

اور قصبہ بلندہ واقع نواح اورنگ آباد کے رہنے والے تھے حضرت مرزا رفیع سودا کے عم بزرگوار کے ساتھ دوستی کا تعلق پیدا کر لیا اور انہی کی رفاقت میں لشکر ظفر پیکر کے ہمراہ اپنی جاگیر کے معاملات کے سلسلہ میں دار الخلافہ شاہجہان آباد آئے وغیرہ وغیرہ ہاں۔ تو یہ مرزا رفیع نہیں ہیں جو بہادر شاہ کے لشکر کے ساتھ دکن سے دلی آئے۔ بلکہ ان کے چچا۔ لہذا اس شہادت کی بنا پر مرزا رفیع کی ولادت ۱۱۰۶ھ یا اس کے قریب نہیں مانی جاسکتی۔ پھر میر حسن اپنے تذکرہ میں جو ۱۱۸۸ھ کے قریب لکھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سن شریفش بہ ہفتاد رسیدہ باشد۔ اس قیاس سے انہیں ۱۱۱۸ھ یا ۱۱۲۰ھ میں پیدا ہونا چاہیئے۔

۱۱۵۰ھ۔ قولہ:۔ ”جب مرزا رفیع لڑکے تھے اس وقت میر جعفر زلی کا بڑا ہوا تھا۔ اگلے وقتوں کے لوگ رنگین جریبیں جن پر نقاشی کا کام ہوتا تھا۔ اکثر ہاتھ میں رکھا کرتے تھے۔ ایک دن شام کے قریب میر موصوف ایک سبز رنگ جریب نیکتے ٹھلنے کو باہر نکلے۔ مرزا بغل میں کتابوں کا جزدان لئے سامنے سے آتے تھے۔ اس زمانہ میں ادب کی بڑی پابندی تھی۔ بزرگوں کو سلام کرنا اور ان کی زبان سے دعا لینے کو بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ مرزا نے جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے خوش ہو کر دعا دی۔ چونکہ بچپن میں ہی مرزا کی موزونی طبع کا چرچا تھا۔ میر صاحب کچھ باتیں کرنے لگے۔ مرزا ساتھ ہو لئے۔ انہوں نے نوخیز طبیعت کے بڑھانے کے لئے کہا کہ مرزا بھلا ایک مصرع پر مصرع تولگاؤ و لاہ در باغ داغ چون ارد، مرزا نے سوچ کر کما حقہ عمر کو تاست غم فزون دارد، میر صاحب نے فرمایا واہ مرزا دن بھر کے بھوکے تھے۔“ کھا گئے۔ مرزا نے پھر کما حقہ از غم عشق سینہ خون دارد، لے رنگین اور منٹش جڑوں کا دراج میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے۔ دلی میں نادر شاہ کی آمد کے بعد ہوا ہے۔

میر صاحب نے فرمایا۔ واہ بھئی۔ دل خون ہوتا ہے۔ جگر خون ہوتا ہے۔ بھلا سینہ کیا خون ہوگا؟ سینہ پر خون ہوتا ہے۔ مرزا نے پھر زوراً فکر کیا اور کہا۔ ع
چہ کند سوزش درون دارد، میر صاحب نے کہا ہاں مصرع تو ٹھیک ہے لیکن
ذرا طبیعت پر زور دے کر کہو۔ مرزا ذوق ہو گئے تھے۔ جھٹ کمدیا ع
یک عصا سبز زیر۔۔۔ دارد، میر جعفر مرحوم ہنس پڑے۔ اور صریح اُٹھا کر
کہا۔ کیوں یہ ہم سے بھی اِدیکھ کوں گا تیرے باپ سے۔ بازی بریش بابا ہم بازی
مرزا اڑ کے تو تھے ہی بھاگ گئے۔

حضرت مولانا کی سحر بیانی نے اس قصہ کو بالکل حقیقت کا رنگ دے دیا
ہم اس کی دلاویزی اور دلکشی پر لوٹ ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ قصہ اپنی قدیم شکل
میں بالکل مختلف تھا۔ میر حسن دہلوی جو مولانا سے ایک صدی پیشتر گذرے ہیں
اسی قصہ کو خود جعفر زلی کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ :-

”نقل است کہ روزی پیش مرزا بیدل رفت۔ مرزا دُکھ مصرعی
مصرف بودند ملتفت نشدند، پرسید کہ صاحب و قبلہ کدام
مصرف فرمودہ اند۔ گفت بی و آن این مصرع بود ع

لالہ بر سینہ داغ چون دارد

میر مسطور گفت درین تامل چیست۔ ع

چو بکی سبز زیر۔۔۔ دارد

میرزا ازین معنی بہم بر آید زود چیزی دادہ رخصت نمود۔“

اس قدیم شہادت کے موجود ہوتے ہوئے سودا کے ساتھ اس قصہ کا
انتساب بے اہل ٹھہرتا ہے ۔

۱۵۱، قولہ :- جب کلام کا شہرہ عالمگیر ہوا تو شاہ عالم بادشاہ اپنا کلام

اصلاح کے لئے دینے لگے اور فرمائشیں کرنے لگے۔ ایک دن کسی غزل کے لئے تقاضا کیا۔ انہوں نے عذر بیان کیا۔ حضور نے فرمایا۔ بھٹی مرزا کے غزلیں روز کہہ لیتے ہو؟ مرزا نے کہا۔ پیروم شد! جب طبیعت لگ جاتی ہے دو چار شعر کہہ لیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ بھٹی ہم تو پانچاخانہ میں بیٹھے بیٹھے چار غزلیں کہہ لیتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ حضور ویسی بو بھی آتی ہے۔ یہ کہہ کر چلے آئے۔ بادشاہ نے پھر کئی دفعہ بلا بھیجا اور کہا۔ کہ ہماری غزلیں بناؤ ہم تمہیں ملک الشعر اکر دیں گے۔ یہ نہ گئے اور کہا کہ حضور کی ملک الشعرائی سے کیا ہوتا ہے۔ کرے گا تو میرا کلام ملک الشعر اکرے گا؟

شاہ عالم جن کا شاہزادگی کا نام علی گوہر ہے۔ ۱۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۶۲ھ میں عماد الملک غازی الدین کے خوف سے جو ان کے باپ عالمگیر ثانی کا وزیر تھا اور ان کی گرفتاری کے درپے تھا۔ دہلی سے نکل کر بنگالہ کی طرف چل دیئے۔ ۱۱۶۳ھ میں جب بہار میں مقیم تھے۔ عالمگیر ثانی کے قتل کی اطلاع ان کو پہنچی اور ہم رحمدادی الثانی سنہ مذکور کو بہار ہی میں تخت نشین ہو گئے۔ بکسر کی جنگ کے بعد ۱۱۶۸ھ میں بادشاہ انگریزوں کی معیت میں الہ آباد روانہ ہوئے۔ جہاں پہنچ کر کمپنی کو سند دیوانی بنگالہ عطا کرتے ہیں اور ان کے زیر اقتدار ۱۱۸۵ھ تک رہتے ہیں۔ بادشاہ شہر میں رہتے تھے اور ان کا انگریز محافظ جنرل اسمتھ جو نہایت بد مزاج معلوم ہوتا ہے قلعہ میں رہتا تھا۔ بذات کو بادشاہی نوبت کی آواز کی برداشت نہیں تھی۔ لہذا حکماً اس نے نوبت بند کروادی۔ بد نصیب شاہ عالم کو کیسی زالی اور رنگارنگی رعیت ملتی ہے۔ ایک اس کی غزلوں میں پانچاخانہ کی بوسو نکھتا ہے۔ دوسرا اس کی نوبت کو بند کروادیتا ہے قصہ مختصر بادشاہ اسی سال یعنی ۱۱۸۵ھ میں دہلی پہنچ جاتے ہیں اور پورے تیرہ چودہ سال

باہر رہتے ہیں۔ ادھر مرزا سودا ۱۱۷۱ھ میں نواب عماد الملک غازی الدین خان کے ساتھ فرخ آباد پہنچتے ہیں۔ دیوان فرخ آباد مہربان خاں رند جس کو شعر و شاعری کا بڑا ذوق تھا۔ اور متعدد شعراء اس کی سرکار میں ملازم تھے۔ سودا کو نواب سے مانگ لیتا ہے۔ اس وقت سے تقریباً ۱۱۸۳ھ تک مرزا فرخ آباد میں رہتے ہیں اس کے بعد فیض آباد پہنچ کر شجاع الدولہ کی سرکار سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ اور ۱۱۸۸ھ میں جب آصف الدولہ لکھنؤ آ جاتے ہیں یہ بھی لکھنؤ میں قیام پذیر ہو کر ۱۱۹۵ھ میں اسی شہر میں انتقال کرتے ہیں۔ اسلئے اگر ہم یہ کہیں کہ ۱۱۷۱ھ سے تا دم وفات سودا کی شاہ عالم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ یہ تمام گفتگو جو شاہ عالم بادشاہ اور سودا کے مابین غزل نگاری کے متعلق کرائی گئی ہے بالکل بے اہل اور بے معنی ٹھہرتی ہے۔ جس میں ذرہ بھر صداقت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس موقع پر مولانا لکھنؤ کی روایت کے تابع بن گئے ہیں۔ جس کا مقصد مغلوں کو بدنام کرنا ہے۔

رہی ملک الشعرائی۔ مغلوں میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد سے یہ عہدہ متروک ہو چکا تھا۔ لیکن میر تقی میر نے ملک الشعرائی کا تاج سودا ہی کے سر پر رکھا ہے۔ کہتے ہیں:-

”پیش فکر مالیش طبع عالی شرمندہ۔ شاعر رنجیتہ چنانچہ ملک الشعرائی اور شاید“

فی الحقیقت اس منصب کے سودا اور صرف سودا ہی سہی تھے۔

حافظ محمود شیرانی

(بانی دارد)

ذخیرہ سکندر ذوالقرنین

ذخیرہ سکندر زبان عربی میں فلسفہ طبعی کے صنف خاص علم الکیمیا کی عزیز الوجود اور نادر کتاب ہے۔ جو عظیم آباد کے ایک ذی علم اور قدیم خاندان کے خانگی کتب خانہ میں چند صدیوں سے وراثہ آ رہی ہے۔ غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔ مختصر احوال عنوانات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ صاحب علم و فن کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

کتاب کی صورت حال | کتاب کا نصف اول بیشتر کرم خوردہ ہے۔ بنابرین مقدمہ الکتاب اور مابعد مقدمہ کے ابواب و

فصول کا مطالعہ وقت طلب ہے۔ سباق و سیاق کلام سے مضامین پر اطلاع ہم پہنچائی جاسکتی ہے۔ صفحہ اول پر جابجائیں مختصر تحریرات اور خورد و کلاں چھ نہیں ثبت ہیں۔ تحریرات مندرجہ تو مندرس ہونے کے سبب عموماً پڑھی نہیں جاتی ہیں۔ مگر ہر کلاں جس کا محیط دلتراہ اشرفی کے برابر ہوگا۔ اس کی تحریر یہ ہے۔

”وقت ہادی شرع خواجہ نصر اللہ۔ علاوہ ازیں کچھ اور لفظ و سنہ بھی ہیں۔ مگر کچھ اس طرح مٹے ہوئے ہیں کہ پڑھنا مشکل ہے۔ مہربانے خورد جو انگشتری کی ہر سے کسی طرح بڑی نہیں ہیں۔ ان چند میں شے صرف ایک

لے مولیٰ سید فدا حسن مرحوم ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ پٹنہ کے کتاب خانہ میں یہ اور اس جیسے بیسیوں خطوطات قدیم جیسے صواح جوہری، تفسیر کشف، رسالہ غلام گئی بہاری، علم جہان نادفہ وغیرہ ہیں۔ کتاب خانہ مذکورہ وقت ہر روز صبح سید شاہ عبدالحید قادری ریش کا سامان پٹنہ کے قبضہ میں ہے۔

ہر کا سنہ صاف پڑھا جاتا ہے۔ ۱۰۸۱ھ منقوش ہے۔ اور اس ہرکلاں کے مقابل بخط شفیعیہ تحریر ثبت ہے۔ "این کتاب را جناب غفران مآب عارف باللہ حضرت مولانا خواجہ نصر اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالصاً لوجه اللہ تعالیٰ وقف نمودہ ہر کہ بخرد یا فروشد افتادہ شود۔" اختتام کتاب پر حسب ذیل عبارت بخط نسخ مکتوب ہے :-

"تم الكتاب بعون الملك الوهاب وقد نقل هذا الكتاب من كتاب ينقل من خط الحكيم رحمه الله مبادراً فان لم يكن بعض الفاظه محو من النسخ ان يمتسخ كما هو بعينه والله اعلم وربما يقع في اثنائه تكرار اللفظ لا طائل تحته فلا بأس به لانه حار على ترجمان كلام اليوناني وبعد فانه عليم بذات الصدور . . . من شاهر لا هور الله اعلم بالصواب۔"

ختم عبارت مندرجہ بالا پر چھوٹی بڑی دو تھریں اور ہیں۔ چھوٹی پڑھی نہیں جاتی۔ مگر بڑی تھریں "وقف ہادی شرع خواجہ نصر اللہ سنہ یکم زار . . ." ثبت ہے۔ ابتداء کتاب سرورق گگوشہ میں تحریر ہے کہ "در اکبر آباد اشتراء نمودہ شد ۱۲۵۵ھ قدسی۔ مشتری و بائع کا نام و نشان نہیں ہے۔"

۱۔ منقولہ جملہ کتاب مذکور کے استناد و اعتبار کو اس صورت سے ظاہر کر رہا ہے کہ کتاب مذکور اس کتاب سے نقل کی گئی ہے جو الحکیم رحمہ اللہ کے مخطوط سے منقول و مکتوب مبنی رسالہ ہی منظر ہے کہ اصل کتاب میں بعض الفاظ محو اور کر رہے تھے۔ مگر افسوس کہ راقم الحکیم کی شخصیت و حیثیت سے بے خبر ہے ورنہ الحکیم کو روشناس ناظرین کرتا۔ امید ہے کہ باخبر اصحاب اس پر تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

۲۔ منقولہ سطر سے منشا یہ ہے کہ اس جگہ عبارت کتاب کرم خود بخود تھی۔

کتاب کے چند فاضل اوراق متعلق ہیں۔ جن پر مختلف النوع پرنانی نسخے بخط شکستہ لکھے ہیں۔ صفحات کتاب ۱۹۸ اور ہر صفحہ پر ۱۷ سطریں بغیر جدول کے ثبت ہیں۔ عبارت کتاب بخط نسخ عمدہ زبان عربی میں ہے۔ کاغذ زنگاری عمدہ چکنا ہے۔ فنون و فصول اور انواع کے عنوانات شہر فی۔ تقطیع کتاب خورد *

مباحث کتاب | کل کتاب ایک مقدمہ اور دس فنون پر مشتمل ہے۔ اور نیز ہر فن میں مختلف عنوانات کے ماتحت مختلف بحثیں ہیں۔ دس فن سے چار میں تو علم الکیمیا سے اور باقی چھ میں ذخیرہ کے مناسبت متعلق بحثیں آگئی ہیں۔ جو شاید شعبہ بازی سے تعبیر کی جاسکتی ہیں۔
الفن الاول فی ذکر اصول و مقدمات ما يحتاج الی عالمہا۔

فن اول میں چند نادریں مباحث کے ساتھ پانچ فصلیں اور ہر فصل میں فلکی علوم۔ منازل قمر۔ تقسیم برج اور نیز گردش نجوم اور ان کے اثرات سے بسیط بحثیں ہیں *

الفن الثانی۔ فی ذکر التریاق و تدبیر الاکسیرات۔ تریاق اور تدبیر اکسیرات کے مباحث کے ساتھ چند فصل میں بشرح ذیل کیمیا سازی کے مفید مباحث ہیں۔ جس میں معدنی فلزاتی اشیاء کے عرق کشید کرنے کی معقول تدبیریں بیان کی گئی ہیں *

الفصل الاول۔ فی استخراج الماء الجالیة السمی صابون
یوخذ صدق الصفاد و البریہ و استخراج الماء الثانی السمی قورال
یوخذ من الدندف المعذوف و استخراج الماء الثالث السمی عریس
یوخذ من المیلح و استخراج الماء الرابع السمی الحدید اس

وهو الغاية القصوى يؤخذ من برادة النحاس وبرادة الحديد
وبرادة الرصاص الاسود-

زال بعد ان مختلف عروق کے خواص ان لفظوں میں ”وذكر خواص هذا الماء“
بیان کئے ہیں۔ جن کا ذکر اوپر مذکور ہے۔

الفصل الثانی فی استخراج الجوهر المستودع قوة السریخ
شوح منافعه۔ - کیمیا سازی کے مباحث دراصل اسی فصل ثانی میں بسط و
شرح سے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ کس تدبیر و عمل سے مس و فضہ کو طلا کی صورت
میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ باب تطهیر النحاس، باب
تبیض النحاس باب تلین النحاس المطهر، باب نقل النحاس
من هیأته الی هیئۃ الذهب و شحله، باب تطهیر الزرینخ
صفت تطهیر التوتیا میں سیر حاصل بحثیں ہیں :

فصل اعلم ان التوتیا المطهر هو اکسیر الفضة العظم القلب هیئۃ
النحاس الی الذهب۔ اس فصل میں ہر تال اور توتیا صاف کرنے کی تدبیر
و عمل بیان کر کے بتلایا گیا ہے۔ کہ عمل کیمیا میں سب سے بڑی ضرورت توتیا مطہر
و مدبر کی ہے۔ اور یہی چیز کیمیا سازی میں سب سے بڑی معین ہے :

باب تطهیر الفضة باب اکسیر الفضة اللتی ینقلہ الی لون
الذهب و یمتاج هذا اکسیر الی اربعة قواعد، القاعدة الاولى و
هی الامس یؤخذ من برادة الذهب القاعدة الثانية یؤخذ من
برادة النحاس الاحمر الجید القاعدة الثالثة یؤخذ من الکبریت الاصفر
القاعدة الرابعة یؤخذ من برادة الفضة ؛

الفن الثالث المذكور من ذخيرة ملك ذوالقرنین فی النباتا السیہ

اس فن میں نہاتات تہیہ سے بحث ہے۔ جن کو لغت یونانی میں مختلف ناموں کے مختلف صفات کے سبب موسوم کیا گیا ہے۔ چنانچہ تحریر ہے۔

صفة السم المدعو بالطالیوس صفة السم المدعو بيش بيش
صفة السم الذي يدعى ليجيوس صفة السم المدعو حقو القاس
صفة السم الذي صفة التركيب صفة السم
المعروف بالقيتا تار صفة السم المعروف بالاراس صفة السم
المعروف صفة السم الذي يدعى سيدت الاناس
صفة السم الذي يدعى سياطوس صفة السم القاتل صفة
السم المسمى انا دوس۔

زاں بعد ایک وصیت الوصیۃ کے عنوان سے ہے۔ جس میں غوام
وصفات مذکورہ سے مزید بحثیں اور تدریس ہیں +
الفن الرابع۔ اس فن میں ان مذکورہ سمیات کے تریاقات سے پوری
بحثیں ہیں۔ چنانچہ مذکورہ ہے۔

صفة الترياق المعروف باليا فوس۔ صفة الترياق هرمس كير
صفة الترياق هرمس الذي سعالاً صفة الترياق
الذي

الفن الخامس۔ اس فن میں طلسمات عجیبہ اور حرزات نافعہ اور نقوش نادرہ
سے بحثیں ہیں۔ جو اکثر لاعلاج امراض میں مفید بتائے جاتے ہیں۔ اور نیز ہر
مرض کے لئے طلسم و حرز اور نقش علیحدہ علیحدہ بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ان
نقوشوں میں مذکور ہے۔

طلسم يشفى من جميع امراض الحلق، طلسم عرق النساء

والنقش على الصحيفة بهذه الصورة، طلسم لعصر البول
والنقش عليها هذا المثال صفت الحرة المسكنة للغضب والنقش
هذا المثال طلسم لوجع الكلى والنقش هذا المثال الحرة المسماة
سلارويس وتاويل الحرة المباركة۔ والنقش هذا صفت
الحرة الطلسمية المسكنة هربان العین صفت الحرة النافعة
من وجع الضوس والنقش هذين۔

الفن السادس۔ اس فن میں ان انگشتریوں اور نقش انگشتری کے فوائد
مادہ سے بحث ہے۔ جو سید سیارہ کے خاص خاص دور عمل میں تیار کی گئی ہوں
اور ہر انگشتری کو خاص تارہ سے منسوب کر کے اس کے خواص بیان کئے ہیں
چنانچہ مرقوم ہے۔

صفة المذکور فی ذکر الخواتیم الکواکب السبعة، خاتم الزهر
منافعه يعظم عند ملوك زمانه والنقش هذا۔ صفة
خاتم عطار دوان علق على المصروع زال عنه المصروع وان علق
على الصبيان الذي يعرض لهم الغرز في النوم والبكاء زال عنهم
جميع ذلك ويبرئ ايضا من الماء الخوليا من لبسه والنقش هذا۔
خاتم الزهر اشاهان زمانه کی نظروں میں عظمت و مرتبت کے لئے اور خاتم
عطار دمرض مرگی اور بچوں کے رونے چلانے اور زہر مالخولیا کے لئے
مفید بیان کیا ہے ۛ

الفن السابع۔ فن ہذا بھی مختلف طلسمات اور نقوش سے بحث ہیں
جو امراض مختلفہ اور موزی جانوروں کے ایند میں مفید بتائے جاتے ہیں۔ اور
نیز مردوں اور عورتوں کے تالیف قلوب اور جذب دل کے طلسم و تعویذات

دکھلائے گئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح پر لکھا جاتا ہے :-

الطلسم يقطع الدم والنزف والرعاف والدم المنبعث
من الجراحات والنقش هذا صفت خاتم يشفى لدغة العقرب
ونقش هذا وطلسم الحيات ونقش هذا صفة الطلسم الذي
يدفع الجراد عن الاقليم ونقش هذا صفة الطلسم الذي
عمله هرمس للرياح الشديدة وتسكينها نقش هذا واعداد
هذا الخاتم الذي يطرد عن لابسہ الحصى الثلثة والربع
ونقش هذا صفة الرابع يشفى ذلك صاحب الحصى ابراً
بأذن الله تعالى الخاتم الذي يطرد عن لابسہ حصى البلغمية
التي تنوب كل يوم ونقش هذا صفة الخاتم الذي يطرد عن
لابسہ الحصى الصفراء وية الغب ونقش هذا واعداد، طلسم
لعطف قلوب النساء والمرد وغيرهم۔ ونقش هذا؛

الفن الثامن۔ اس فن میں تسخیر مردمان اور تالیف قلوب اور نیز
بادشاہوں کے تسکین غضب اور تالیف کرنے کی تدبیر کیے بحث ہے ۔

المذکور فی علم اتحاد القلوب وتالیف الانفس ونقش هذا
باب تسکین غضب الملوك وتسخیرهم لقضاء الحوائج منهم
ونقش هذا باب قبض النفوس النافرة بینہما ،

الفن التاسع۔ شدت بخار کی تدبیر سے بحث کی گئی ہے۔

صفت البطم بکلیا نوس ولغیره صفت البطم الذي يدعى
کیطیطیا تا ولغیره :-

الفن العاشر۔ لوگوں کے درمیان دشمنی والفت ڈالنے کی تدبیر سے

بحث ہے۔ مزید بران کالے کتے اور کالی بلیوں کے خواص سے کچھ بحثیں ہیں۔

بَابُ التَّبَاعُضِ وَالتَّجَانُبِ مِنَ دِمَاغِ الْإِنْسَانِ بِأَبْلِ الْعِيْبَةِ

يُؤْخَذُ مِنَ دِمَاغِ الْإِنْسَانِ بِأَبْلِ الْمُحِبَّةِ وَالْمَرَاوَةِ يُؤْخَذُ مِنَ

الْكَبْرِيتِ الْأَصْفَرِ صَفَتْ تَرِيَاقُ هَذَا السَّمِّ بِأَبِ الْعَدَاوَةِ

دَمِ الْخَنْزِيرِ يُؤْخَذُ مِنْهُ بِأَبِ الْعَدَاوَةِ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ يُؤْخَذُ

مِنْ دِمَاغِهِ، خَوَاصُّ السُّنُورِ الْأَسْوَدِ؛

خامس و سادس و سابع و ثامن الباب و فن میں ہر طلسم و غام کے لئے

اعداد یونانی اور نیز انسانی و حیوانی درند و پرند، چرند اور حشرات الارض کے

اشکال و نقوش رنگین ہیں جو تقریباً ہر طلسم کے مقابل ثبت و منقوش ہیں،

کتاب کی تاریخی حیثیت | فتح عموریہ کے بعد خلیفہ معتمد باللہ ابوالسحاق محمد بن ہارون الرشید (المتوفی ۲۲۷ھ) کے حضور

میں خبر پہنچائی گئی۔ کہ مقام مذکور میں ایک دیر ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے

کہ سکندر الیونانی کے شاگرد ڈیڈیوٹوس شاہ یونان نے تاسیس و تخصیص کی تھی۔

اور نیز بصورت فرمان دیر مذکور کی خدمت و حفاظت کے لئے ایک جماعت

قائم کر کے رومۃ الکبریٰ میں کچھ جائدادیں وقف کر دی تھیں۔ اور اس امر کا

پورا بندوبست کر دیا تھا کہ بیت الآثار (دیر مذکور) کی طرف کوئی دست تصرف

نہ بڑھا سکے اور نہ فتح باب کر سکے۔ بدین خیال کہ بیت الآثار میں انبیاء علیہم السلام

کے آیات نادرہ اور آثار باقیہ محفوظ ہیں۔ مقررہ جماعت کمال حزم و احتیاط

سے کام لیتی رہی۔ واقعات سن کر خلیفہ ممدوح نے خدام دیر سے فتح باب

اور قفل کشائی کی اجازت طلب کی۔ خدام نے صورت حال سے شاہ روم کو خبر

کی اور تا آنے فرمان والا نشان کومت اختیار کیا۔ تھوڑی مدت کے بعد

خلیفہ نے مکر یاد دہانی کی۔ اس بار مجاورین بیت نے جو عسا کر سلطانی کی تسلیط اور قیام سے تنگ آچکے تھے۔ خلیفہ سے درخواست کی کہ دین و مہذب اور آیات و آثار کی حفاظت و احترام کا عہد واثق ہو تو بہت مطلوب حوالہ کر دیا جائے عہد و میثاق کے بعد خلیفہ نے تحقیق و تفتیش کے لئے عبدالملک بن یحییٰ جب علی بن احمد البغتم اور محمد بن خالد المہندس کو روانہ عموریہ کیا اور بیت کے کنز مخفی کئے تختس اور اشیاء برآمدہ کی حفاظت و صیانت کی تاکید فرمید کر دی تھی، حسب ہدایت قفل کشائی کی گئی اور بیت الآثار میں داخلہ ہوا۔ مگر کوئی ایسی چیز اس میں نہیں پائی گئی۔ شاہان روم و یونان کے قفلہائے گراں اس پر آویزاں نہ ہوتے تو خیال کیا جاسکتا تھا کہ محافظ دستہ نے مخزونہ دیکر کسی اور جگہ منتقل کر دیا ہوگا۔ بہر حال محمد بن خالد المہندس اس امر پر غور کرتا ہوا کہ الطیخوس دانشمند حکیم نے اس مقدس دیر کو لا حاصل او بے فائدہ قابم نہ کیا ہوگا۔ علم مساحت کے اصول و قواعد کے مطابق جانچ پڑتال شروع کر دی۔ چنانچہ اس کو بہت جلد یہ پتہ چل گیا کہ عمارت کا اسفل اعلیٰ حصہ سے زیادہ عریض ہے۔ بنیاد میں جو اہتمام خاص ملحوظ ہے وہ اور حصوں میں نہیں پایا جاتا ہے۔ عرض دیوار ۱۲۰ ہاتھ ہے۔ نظریہ ان مہندس موصوف نے قیاس کیا کہ اگر کنز مخفی کہیں ہو سکتا ہے۔ تو اسی عریض حصہ میں ہو سکتا ہے۔ مہندس مذکور فقائے کار کے ہمراہ اسی خیال کو لئے ہوئے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوتا ہے اور امر واقع سے اطلاع دے کر انہدام دیوار کا مشورہ دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر انہدام دیوار کے بعد بھی کچھ دستیاب نہ ہو سکا۔ تو انہدام لا حاصل اور بدنامی فرید براں باور نیسند شاہان اسلام کا یہ داب اور طور رہا ہے کہ کسی قوم کے مقدس آثار کو باہمی

کشاکش کے بغیر ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ خصوصاً ایسا مقدس بیت جو آثار الانبیاء سے مشہور ہو چکا ہے۔ بدین خیال خلیفہ انہدام دیوار کا حکم نہیں دے سکا اور لوگوں کو اقدام سے باز رکھا۔

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد خلیفہ برادر مرحوم مامون الرشید رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ گویا کہہ رہا ہے۔ معصم بیت الآثار کے انہدام دیا اور بنیاد کنی میں مصلحت ہے۔ سکندر ذوالقرنین کا ذخیرہ اور اسطوطیس اور ہرس الاکبر کا گرانمایہ علم اسی میں مدفون ہے۔ اور نیز میں تجھے خدائے کریم کے فضل و کرم اور اس فتح و غنیمت پر صد مبارکباد دیتا ہوں۔

معصم باشندہ خواب کے بیدار ہوتا ہے۔ معاً محمد بن خالد المہندس کو طلب کرتا ہے اور پُر زور حکم دیتا ہے کہ بیت الآثار کی دیوار اکھیر دی جائے چنانچہ مہندس مذکور چار سو کارکنوں کے ہمراہ بروقت عذریہ روانہ ہوتا ہے اور اسی روز عصر تک دیوار اکھیر دی جاتی ہے۔ اندرون دیوار کچھ نہ پا کر کاکین ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ اور مراجعت کا قصد کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ کا فرمان پہنچتا ہے کہ دیوار کی بنیاد کھود دی جائے۔ چنانچہ بنیاد کنی کا کام پوری استعداد سے شروع ہوتا ہے۔ صد شکر کہ خواب کی تعبیر اس صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ کہ بنیاد کی تہ سے ایک آہن پوش مہی صندوق برآمد ہوتا ہے جس پر آہنی قفل لگا ہوتا ہے۔ صندوق برآمدہ پیش گاہ خلافت میں پہنچایا جاتا ہے۔ قفل توڑا اور صندوق کھولا جاتا ہے۔ جس سے طلائے احمر کا ایک منقش صندوق برآمد ہوتا ہے اور کلید طلائی زنجیر طلائی کے واسطے سے اس پر آویزاں ہوتی ہے اور نیز صندوق طلائی پر تخت یونانی میں ایک کتبہ کندہ پایا جاتا ہے۔ صندوق کھولا جاتا ہے جس سے اوراق طلائی بصورت کتاب برآمد ہوتے ہیں۔ پشت کتاب پر

ہذا ذخیرۃ لاسکندر ذی القرنین مکتوب ہوتا ہے۔ اس کتاب طلائی کے اوراق صفحات سب طلا و احمر کے ہوتے ہیں۔ درق کتاب کی ضخامت و دبازت نصف انگشت بتائی جاتی ہے۔ طول کتاب ایک گز اور عرض تین گز تک کہا جاتا ہے۔ اوراق کے ایک صفحہ بسیط پر نصف ضخامت میں عبارت کندہ ہوئی ہے اور دوسرا صفحہ سادہ۔ کتابت کی گہرائی ایک جو تک بتائی جاتی ہے۔ یہ ۳۶۰ اوراق کا مجموعہ تھا اور ہر ورق پر بارہ سطریں مسطور تھیں۔ اور نیز کہا جاتا ہے کہ مضمون کتاب کے دو حصے تھے۔ ایک یونانی دوسرا رومی زبان میں۔ خلیفہ نے ناقلیین اور مترجمین زمانہ کو طلب کرنے کا حکم دیا + پشت کتاب پر کچھ اور عبارتیں بھی کندہ تھیں جن کا خلاصہ یہ تھا۔

یہ وہ ملکیت عزیز ہے جس کے قابض و ضامن مالکان ارض اور شاہان ملک رہے ہیں۔ اب وہ وقت سعید آپہنچا ہے کہ پردہ خفاء سے نکل کر منصفہ ظہور پر آجائے اور یہ ذخیرہ برگزیدہ نوع انسان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ اسلئے برگزیدہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اس کی غفلت و شرافت کو اس طرح ضائع کیا جائے۔ کہ عوام جملاء کے ہاتھوں کا کھلونا بنے۔ بدیں خیال اس کو محفوظ و مستحکم خزانہ میں امانت رکھ دیا جاتا ہے۔ کہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے اور اس کتاب عزیز کی تدفین کے وقت افلاک کی وہ شکل مسعود ہے کہ کتاب عزیز کا حصول اور استخراج بسہولت ناممکن ہوگا۔ کتاب ہذا کنز مخفی سے نکل کر اس قدر شناس بادشاہ کے ہاتھوں میں پہنچے گی۔ جو حکمت دوست ہوگا اور ستر الہ سمجھ کر دستِ افیاء سے محفوظ رکھنے میں کمال احتیاط ملحوظ رکھے گا۔ آخر الکلام میری جانب سے اس خوش نصیب بادشاہ کو صدوا اور مبارکباد +

اندرون کتاب لوح پر جو یونانی عبارت کندہ تھی مترجم یونانی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ۔ انطیوخوس شاہ یونان تمیز رشید ملک الملوک اسکندر ذوالقرنین الیونانی عرض رسان ہے کہ ملک الملوک کے بندہ کو ہدایت اور تاکیدا کید فرمادی تھی کہ ذخیرہ ہذا کو اس صورت سے محفوظ رکھا جائے کہ افیارس کے دسترس سے بالاتر ہو۔ بے شبہ اس میں وہ ابواب حکمت ہیں کہ ملک الملوک کے ناپسند فرمایا تھا کہ اہل زمانہ اس پر اطلاع پاسکیں حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں حکمت سے بڑھ کر کوئی جو قیمتی اور شے نفیس نہیں اسلئے حسب ہدایت الالبجسمہ اس کو صندوق ہذا میں ودیعت رکھتا ہے *

جس باہمت شخص کو یہ شئی عزیز ہاتھ لگے۔ ان ہدایتوں سے باخبر رہے۔ اس کتاب پر حکمت کے مضامین و وجوہوں میں منقسم تھے۔ حصہ اول یونانی اور حصہ ثانی رومی زبان میں تھا۔ مترجم یونانی کو یونانی۔ مترجم رومی کو رومی زبان کا حصہ سپرد کیا گیا۔ ہر دونے سلیس عربی زبان میں ترجمہ کئے۔ زان بعد حزم و احتیاط کے ساتھ دونوں کا مقابلہ کیا گیا۔ جب ہر دو مترجمین نے معافی و مطالب پر متفقہ طور پر اظہار اطمینان کیا تو ناقلین و مترجمین کو شاہانہ انعام و اکرام سے سرفراز کیا گیا۔ اور اسی سلسلہ میں محمد ابن خالد المہندس کے اعزاز میں اضافہ ہوا اور مواہب سلطانی سے خاص طور پر سرفراز کیا گیا۔ اور نیز خلیفہ نے مہندس مذکور ہی کو مقدمۃ الکتاب کے تحریر کرنے پر مامور فرما کر مزید سرفرازی بخشی *

حافظ سیّد عبدالرؤف ندوی

تبصرہ و تنقید

سلسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد

(۱) خطابیات :- یہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کا شمارہ (۱) ہے۔ سلسلہ خطابیات کی ایک کتاب پہلے شائع ہو چکی ہے۔ یہ پیش نظر رسالہ رحیم الدین صاحب کمال ظہیر آبادی کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں نواب بہادر یار جنگ دیباچہ ہے۔ اس کے بعد تقریر کا ارتقا، اثر پذیری، مقرر کی قائدانہ خصوصیات مباحثہ، مختلف تقریروں کے نمونے دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد اردو کے بہترین مقررین مثلاً سر سید نواب محسن الملک، ڈاکٹر نذیر احمد، مولوی عزیز مرزا، مولانا محمد علی، مولانا ابوالکلام، سید عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ کی مقررانہ خبریں پر اظہار رائے کیا ہے۔ یہ مختصر رسالہ ابتدائی معلومات کے لحاظ سے اچھا ہے لیکن اس بارے میں مفصل اور ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ قیمت ۸/-

(۲) بلقان :- یہ بھی ادارہ ادبیات کا شمارہ (۲) ہے۔ اس میں جناب حفیظ صدیقی صاحب نے بلقان کی سیاسی اہمیت اور اس کے دوسرے پہلوؤں پر نہایت مختصر انداز میں بحث کی ہے۔ یہ رسالہ بھی بے حد مختصر اور تشنہ ہے۔ بیشک یہ عام معلومات کی کتابوں کا سلسلہ ہے لیکن اس نوعیت کی کتابیں مفصل بھی ہو سکتی ہیں بائیں ہمہ ابتدائی واقفیت کے لئے خوب ہے۔ قیمت ۳/-

(۳) ادبی تاثرات :- مرتبہ مرزا قدرت اللہ بیگ ایم۔ اے۔ اس کتابچہ میں ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کے چند مختصر مقدمے اور تبصرے ہیں۔ جوانوں نے مختلف موضوعوں پر سپرد قلم کئے۔ اس مجموعہ کو دیکھ کر پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ حیدرآباد میں

بہت سے کام ایسے ہو رہے ہیں۔ جن کی اشاعت کی آسانیاں ہی ان کی اشاعت کے لئے وجہ جواز پیدا کرتی ہیں۔ ورنہ اس سے بہتر طریق پر ادب کی خدمت کی جاسکتی ہے۔ یہ مقدمے اور تبصرے اپنی جگہ بحد اہم ہیں لیکن یہ ہیں اتنے مختصر کہ ان کے ریچٹ کتابوں پر کوئی خاص روشنی نہیں پڑتی۔ یا پھر ایسی کتابوں کے تبصرے میں جو غیر اہم ہیں۔ باوجود اسکے یہ بات مغتنم ہے کہ حیدر آباد میں کچھ کام تو ہو رہا ہے اور اردو کتابوں کی فہرست میں کچھ اضافے تو ہو رہے ہیں جن لوگوں کو یہ جاننے کا شوق ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں کون کون سی کتابیں شائع ہوئی ہیں اور ان پر ڈاکٹر نور صاحب نے کیا تبصرے لکھے ہیں۔ ان کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ قیمت ۴۰

ہندوستانی ادب۔ یہ رسالہ حیدر آباد سے شائع ہوتا ہے۔ ایڈیٹر غلام محمد خاں ایم اے (دہلی) ہیں۔ پہلے سامنے جولائی ۱۹۴۱ء (شہر یور ۱۳۵۵ ف) کا پرچہ ہے اس میں بعض لائق ذکر مضمون یہ ہیں۔ فارسی زبان کا اثر دکن میں، اردو کے ظریف شاعر، رہبر قوم کمال، ابو الحسن تانا شاہ کی تحت نشینی وغیرہ، مضامین کا معیار اچھا خاصہ ہے امید ہے کہ اردو ادب کا تذکرہ ثابت ہوگا چند سال پہلے،

انوار۔ علی اختر صاحب حیدر آبادی کی غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ۔ حجم ۱۶۸ صفحات۔ کتابت لطافت عمدہ قیمت ۴۰۔ ملنے کا پتہ۔ سب سے کتاب گھر۔ رفعت منزل خیریت آباد۔ حیدر آباد دکن،

علی اختر صاحب اردو کی دنیائے ادب میں ایک اچھے ناظم کی حیثیت سے شہرت میں اور ان کا کلام ہمایوں (لاہور)، نگار (لکھنؤ) اور اردو کے کئی دیگر موقر جریدوں میں شائع ہو کر ملک کے اہل ذوق لوگوں سے غراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ لیکن بہت کم آدمیوں کو معلوم ہے کہ علی اختر غزلیں بھی لکھتے رہے ہیں انکان ادبیات اردو دکن (قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی کوشش سے حضرت اختر کی سالانہ ۱۹۱۳ء سے لیکر ۱۹۲۰ء تک کی کئی ہوئی غزلیں انوار کی صورت میں دینا کے سامنے پیش ہوئیں۔ یہ غزلیں اختر صاحب نے بقول اپنے ”کبھی کبھی زندگی کی سنجیدگی سے اکتا کر یا پھر شاعروں میں تفریق کیلئے کئی غزلیں اور یہ غزلیں یا دو گار ہیں اس زمانے کی جبکہ وہ زندگی کی غمیوں سے نا آشنا تھے۔ لہذا اختر صاحب کے خاص انداز بیان کی دلکشی کے باوجود ان میں ہر سوز تغزل کی کچھ کمی ہے۔ تاہم ان کی گفنت اور دلکش غزلوں کا ادبی رتبہ بہت بلند ہے۔ کیونکہ

سلامت زبان۔ اسلوب بیان کی مہارت اور غزلوں میں خیالات کا تسلسل اُن انشراح کا خاصہ ہے جو اس مجموعے میں شامل کئے گئے ہیں۔ (ڈاکٹر محمد باقر)

میر محمد یونس۔ یہ کتاب سلسلہ مطبوعات دار الفکر شمارہ ۳۲، جیسا کہ اسکے نام پر ہے، سلطنت قطب شاہ کے پیشوا اور سلطان محمد قلی قطب شاہ کے وزیر اعظم میر محمد یونس استر آبادی کی زندگی کے حالات میں جو ڈاکٹر محمد باقر صاحب قادی زور نے ترتیب دیا ہے، اور اس لحاظ سے اس کتاب میں مستحق شکر ہیں کہ انہوں نے قطب شاہ کی زندگی کے ایک بالکل وزیر اور عالم دارود و انوار کے روشناس کیا۔ دنیا کے اسلام کی سیرتوں میں لائق ہیں کہ یہاں پر ایک سلسلہ میں شائع ہوں کہ مسلمانوں کی شاندار تاریخ کا یہ باب بھی مفصل شرح طور پر دنیا کے سب سے اعلیٰ شیخ ابو الفضل علامہ خواجہ محمد گدائی نے نظام الملک طوسی صاحب السیاح بن قبا، خواجہ احمد بن حسن مہندی اور اس طرح کے مفسروں کا بروز رانی سیرتوں کی فارسی کتابوں کے اوراق میں درون ہیں اور فارسیت اور عربیت کے ذوق کے عالم اخطا کی وجہ سے اردو دان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ موجودہ کتاب اس ضرورت کو پورا کرنے کی طرف قدم اول کا درجہ رکھتی ہے۔

کتاب میں ۹ حصے ایک بیچارہ اور چند ضمیمے ہیں۔ حصہ اول میں ابتدائی حالات، حصہ دوم میں پیشوائی محمد قلی قطب شاہ، حصہ سوم میں دینا اور جاگیرات، حصہ چہارم میں پیشوائی محمد قطب شاہ، حصہ پنجم میں خانگی زندگی، حصہ ششم میں تصنیف، تالیف، حصہ ہفتم میں تصنیف، حصہ ہشتم میں پس منظر، حصہ نہم میں دائرہ میر یونس۔ حصہ دہم میں ضمیمے ہیں۔ شروع میں مندرجہ بالا نو نقشوں کی فہرست ہے۔ اور آخر میں اشارات (ایڈنکس) ہے۔ کتاب میں عمارتوں کے نقشے اور بعض فرامین و تجربات کے عکس بھی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں میر صاحب کی زندگی کی تمام جزئیات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ یوں تو ساری کتاب پُر معلومات ہے۔ لیکن پیشوائی کے عہد سے کی تفصیل (صفحہ ۳۳ و بعد)، شہر حیدر آباد کی تعمیر (صفحہ ۳۶)، سلطان محمد قطب شاہ اور صفویوں کے تعلقات (صفحہ ۱ و بعد)، ایبائیت کی تبلیغ (صفحہ ۱۳) میر صاحب کے رسالہ مقداریہ کی تفصیل (صفحہ ۱۸۸)، میر صاحب کے شاگردوں کے حالات مثلاً علامہ ابن خاتون کی فضیلت وغیرہ (صفحہ ۱۱۸) بہت دلچسپ اور مفید جگہ ہیں۔

راقم کو بہر حال ڈاکٹر صاحب کی تفصیل پسندی سے ایک شکایت بھی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے

میر صاحب کے تصرفات اور تسخیرِ اجتن کے واقعات (ص ۲۲۶ تا ۲۳۶) کو بے ضرورت تفصیل دی ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ گھڑا آصفی کے شک و تردید کے باوجود ڈاکٹر صاحب ان قصوں کو بیان کرتے جا رہے ہیں سوانح نگاری میں انتخاب مواد کا اصول نہایت ضروری اور بنیادی ہے اس میں بے ضرورت اطناب اور توسیع مضمون کتاب کی اہمیت کو کم کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب میں اردو کے بعض لفظ نظر سے گزرے ہیں جو چاہے لٹے نہ لٹے ہیں۔ مثلاً ص ۱۲ س ۲ ”ہر ممکنہ ذریعے سے حاصل کر کے.....“ صرف ممکن ذریعے کافی تھا۔ اسی صفحہ ۱۳ میں ایک لفظ ”بین قومی اتحاد“ آتا ہے غالباً اس مراد بین الاقوامی ہے، ص ۱۵ س ۵ آخر کا میر صاحب خود ان مخالفتوں کے باعث ایران کے دل بڑھا ہو گئے، اعتراض ”دل بڑھا“ پر ہے شاید اس سے مطلب ”دل بڑھتا“ ہے۔ یہی لفظ ص ۱۱ س ۱ پر یوں ہرایا گیا ہے۔ ”ان کو بالکل بڑھا ستہ خاطر کر دیا۔“ یہاں بھی مراد ”دل بڑھتا“ ہے۔ ص ۲۵ س ۱ پر ”دوہ دا“ لکھا ہے۔ شاید کتب کی غلطی ہے۔ ”دھوئے اور ہونا چاہیے“ مثلاً ”دن“ پر ایک عبارت آتی ہے کہ..... پہلا علم..... بنایا۔ اور گوگنڈہ کے شاہی عاشق خانہ میں استاد کیا۔ ایتنا کیا شاید بہتر ہوتا۔ اسی صفحہ پر ایک آیت ہے ”بشر المؤمنین“ اور ”بشر المؤمنین نصر من اللہ وفتح قریب.....“ صحیح آیت ”بشر المؤمنین“ ہے۔ مثلاً ”پس کی جمع“ ”اسما“ ”و جی“۔ مثلاً ”پڑ مشائخین“ اور ”پڑ ماخذ“ کی جمع ”ماخذت“ دی ہے۔ یہ نئے الفاظ دیکھ کر تعجب اور افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے صحیح فارسیت اور عربیت کے اختلاط کا پتہ چلتا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس قسم کے الفاظ کی تصحیح ضرور کر لی جائیگی۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا جا چکا ہے اس کتاب نے ویرانے دکن کی زندگیوں کے سلسلے میں ایک گمشدہ ورق کی کمی پوری کی ہے۔ اس کتاب میں بہت تفصیل ایسی ہے جو بہت پسندیدہ ہیں۔ اردو میں اس قسم کی کتابوں کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ ذخیرہ اردو کو اپنی کوششوں کا مال گئے ہیں مصروفیت میں۔ طبابت نہایت عمدہ ہے اور نگاہِ نفس استعمال ہوا۔ پوری پوری توقع ہے کہ ملک اس سلسلے کی حوصلہ افزائی کئے ہوئے اس کا ثبوت موجودہ کتاب کی قدروانی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۳۱۶ سلسلہ مطبوعات اُردو شمارہ ۲۲ مقام اشت حیدرآباد۔ نئے پتہ سب کتاب گھر نجات کلبو حیدرآباد دکن قیمت ۲ روپے چھ آنے (ع)

فارسی شاعری میں گل و گلزار کی حقیقت

یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا
یاں جادہ بھی فیتلہ ہے لالے کے داغ کا (غالب)

(۱) —————

فارسی شاعری میں (اور اس کے نتیجے میں اردو شاعری میں بھی) گل و پھل کو جو اہمیت حاصل ہے۔ اس کی تعبیر و توجیہ میں مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ فارسی شاعری محض شمع و پروانہ گل و بلبل اور سرود و قمری کی داستانِ معاشقہ تک منحصر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ابتداء سے لے کر اس وقت تک گل و گلزار کے مضامین اس کثرت کے ساتھ ہماری شاعری پر چھائے ہوئے ہیں کہ بادی النظر میں مندرجہ بالا اعتراض کچھ غلط بھی معلوم نہیں ہوتا۔ غزل سے لے کر قصیدہ اور مثنوی بلکہ مثنوی طبعی مضامین تک سلطان گل کی فرمانروائی نظر آتی ہے۔ اور قلمروِ باغ کی وسعتیں کچھ اس طرح پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کہ مذہب، تصوف، سیاست، ریاضی اور ہندو مت تک اس کا اثر محسوس ہوتا ہے۔

زلف بت بن ہزاروسی صد شگن است در ہر کھنکہ ہزاروسی صد وطن است
در ہر وطن ہزاروسی صد چمن است در ہر چمن ہزاروسی صد چمن است
اس چوبیتی میں حساب کا ایک سوال ہے اور مقصود حاصل ضرب در ریاضت کرنا ہے
لہٰذا اس مضمون میں گل و گلزار کی بحث ہے۔ آئندہ فرصت میں بلبل کا تذکرہ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ،

لیکن اس داغ سوزی کے عالم میں بھی شاعر نے اپنے وطن یعنی - چین کو فراموش نہیں کیا ۔

ایرانی ادب کا اہم سوال | زندگی کے واقعات اور مظاہر ماحول سے وابستہ ہوتے ہیں۔ خواہ ان کا طریقہ اظہار تصریحی اور تلویحی ہو یا ایمانی و اجمالی، ماحول کی ترجمانی ہر صورت میں ضروری ہے۔ اس نظریہ کی روشنی میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایرانی فطرت نے اپنے اظہار اور مافی الضمیر کی ترجمانی کے لئے آفرگل و ببل کو کیوں ذریعہ بنایا؟ وہ کون سے اسباب تھے۔ کہ اسلامی سوسائٹی نے یک قلم عرب کے نمکستازوں کی گھنی چھاؤں بہولوں کے کانٹوں، "عرا رنجہ" کی خوشبوئوں اور ناقہ ہامی صبارفتار کی تعریفوں کو چھوڑ کر بوستان و چمن، لالہ و گل اور زگس و سوسن کی وصف نگاری شروع کر دی، دنیا میں واقعات اسباب کے تابع ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس عظیم الشان واقعہ کے بھی کچھ مادی اسباب ہوں گے۔ جن کی جستجو ذہن انسانی کی رنگارنگیوں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے از بس ضروری ہے ۔

مضامین گل کی کثرت | آج کے مقالہ میں، عاجزانہ طور پر، یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ گل و ببل کا تذکرہ (باوجود ملال انگیز کثرت و تکرار کے) محض بے کار چیز نہیں۔ بلکہ ایرانی زندگی کے بعض اہم پہلوؤں کی ترجمانی کرتا ہے۔ شاعری 'میرے نزدیک، زندگی سے منقطع نہیں ہو سکتی۔ ایرانی شاعری بھی مدد درجہ ایمانی ہونے کے باوجود زندگی سے وابستہ ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے ہمیں مجموعی ایرانی سپرٹ اور تصور کا تجزیہ کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ ایرانی ذوق جمال اور احساس حسن نے اپنے اظہار و تعبیر کے لئے گل، کو کیوں مخصوص کر لیا۔ اس کا اندازہ لگانے کیلئے

ہمیں ادب کے نکل کر سارے ایرانی فنون لطیفہ (مصوری، تعمیر وغیرہ) پر بھی ناقدانہ نظر ڈالنی ہوگی،

بہار میضاہین کے متعلق اہم مسائل

ایک بہت بڑا سوال جس کا جواب دینا ضروری ہے یہ ہے کہ ایرانی شاعری میں سبزہ و گل کی تعریف تو مصیف واقعی ملک کی طبعی حالت اور آب و ہوا کے

مطابقت رکھتی ہے جیسا کہ مولانا شبلی نے خیال ظاہر کیا ہے یا شاعروں نے بہت حد تک اپنی تخیل سے اپنے جن کلام کے پھولوں کو آب و رنگ بخشا ہے؟ اسی طرح یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہماری بہاریہ یا منظر یہ شاعری کا کتنا حصہ قدرتی حسن کسار اور مناظر سے تعلق رکھتا ہے اور کتنا ان باغات اور چمنستانوں سے جو شہروں اور قصبوں میں انسانی ہاتھوں سے بنائے اور سجائے گئے؟

انگریزی شاعری میں پھول

انگریزی زبان میں مختلف شعراء کے گل اشجار 'میں' کے متعلق کتابیں ملتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ فارسی

شعرا کے ضمن میں یہ مطالعہ شاید ابھی تک نہیں ہوا۔ شکسپیئر کے پھول "ورڈز ورڈز کے پھول" ادب میں جنگی پھول کی طرح کے موضوعوں پر عمدہ مقالے اور کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ فارسی شاعری میں جن پھولوں کا ذکر آتا ہے ان کا حیاتیاتی اور نباتاتی مطالعہ ایران کے قدیم علم نباتات میں بہت سے اضافہ کا باعث ہوگا۔ مولانا آزاد نے (سخندان پارس میں) ادب کے تمدن اور معاشرت کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے جو اصول وضع کئے ہیں۔ وہ بذات خود بہت مفید اور دلچسپ ہیں

۷۔ Rendell کی کتاب Wild flowers in literature

اور Walter de la mare کا مضمون Flowers in Poetry

۸۔ سخندان پارس۔ چٹا اور ساتواں لیکچر،

لیکن موضوع کی وسعت کے اعتبار سے ناکافی ہیں۔ پھول کا نباتاتی مطالعہ اس سے بہتر طریق پر ہونا چاہیے۔ انگریزی شاعری میں پھول کی لطافت اور دلکشی کا بہت سے دلاویز پیرایوں میں ذکر آیا ہے۔ مشہور شاعر Keats چمنستان کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے مناظر کو قدرتی درجہ حیات قرار دیتا ہے۔

— *An eternal book*

*Whence I may copy many a lovely saying
About the leaves and flowers—.*

جارج ہربٹ گلاب کے متعلق یوں فرماتے ہیں:۔

A rose, besides his beauty, is a cure.

کارن جی عروس گل کی یوں مدح سرائی کرتے ہیں:۔

Flowers are lovely and love is flower-like.

انگریزی شاعروں نے جس جس رنگ میں حسن گل کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس کے لئے ناظرین کرام ان شعراء کے (Symbolism) **ایرانی مثالیت** دواوین کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ایرانیوں کا ذکر کریں گے۔ جن کے ہاں پھول تمام تخیل کا مواد فراہم کرتا ہے۔ دنیا میں ہر قوم حسن و جمال کے احساس کے مجموعی اظہار کے لئے ایک Symbol (مثال) مقرر کر لیتی ہے۔ ایرانیوں کے ہاں یہ منظر گل ہے مثالیت (Symbolism) کا منشا یہ ہے۔ کہ کسی شے خاص کو ذہن میں

Stuart, Gardens & Rendell - Wild flowers in Literature. p. 51

Whitehead. Symbolism. Its meaning and use of the allegories. p. 2.

Effort, p. 44 میں Symbolism کا ترجمہ مثالیت کیا ہے لیکن اگر کوئی صاحب مجھے بہتر اصطلاح بتائیگے تو ممنون ہو گا۔

اس صورت سے منتقل کیا جائے۔ کہ وہ خود آنکھوں کے سامنے نہ ہو لیکن کسی اور چیز کے ساتھ اس کے تشابہ و تجانس کے ذریعے وہ نقش مطلوب ذہن میں پیدا ہو جائے۔ اس غرض کے لئے مختلف اقوام نے مختلف اشیاء سے کام لیا ہے۔ مثلاً مور ابدیت کا منظر ہے۔ حنقا حشر و نشر کی نمایندگی کرتا ہے۔ اور افعی بطیس کا قائم مقام ہے۔ ہندوستانیوں کے ہاں کنول، پیپیا۔ مور۔ چکور اور انگریزوں کے ہاں راج ہنس (Swan) چندول (Mushroom) اور کنول (Mushroom) وغیرہ کو وہی اہمیت حاصل ہے۔ جو ایرانی شاعری میں گل و بلبل، شمع و پروانہ، سرو اور قمری کو حاصل ہے +

غرض ایرانی ذہن اور احساس جمال نے گل کو حسن کا منظر اتم قرار دیا ہے اور اسی مناسبت سے باغ اور گلزار کو جو گلہائے رنگارنگ کا منبت اور گھر ہے ایرانی تصور میں حسن کا "منظر اتم" خیال کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی شاعر "باغ" کو ساری زندگی کا ایک مصغر (Miniature) قرار دیتا ہے۔ جو بقیۂ حسن ہونے کی وجہ سے عشق کے تمام سوز و گداز اور شوق کی تمام ہنگامہ آفرینیوں کا مرکز ہے۔ جہاں خواہاں گل پر سینہ چاک بلبل جان نثار کرتے ہیں۔ جہاں آفرینش کا سامارا از زبان خاموشی سے حل ہوتا ہے۔ جہاں حیات انسانی کی جہستان مرفوقہ کی کہانی سے بیان ہوتی ہے +

اسی سبب سے ایرانی شاعر باغ کی تعریف میں اپنی پوری
باغ یا نمونہ کائنات | قوت بیان صرف کرتا ہے۔ کبھی اس کو عروس قرار

دیتا ہے۔ مثلاً نظیر فارابی -

عروس باغ گر جلوہ نمی کند امروز کہ بادغالیہ سی است و ابرو لؤلؤ بار
 منوچہری جب باغ میں جاتا ہے تو اس کے رنگارنگ پھولوں کو دیکھ کر اس درجہ

متاثر ہوتا ہے۔ کہ باغ کو کسی بزاز کی دکان سے تشبیہ دیتا ہے۔ جہاں مختلف المالوان کپڑے اپنی رنگینی سے آنکھوں کو خیر و کر دیتے ہیں ع

بوستان آراستہ چون نگہ تاجر شود

شاعر جب درختوں کی ٹہنیوں کو جھکا ہوا دیکھتا ہے۔ تو اُس کو صحن مسجد یاد آ جاتا ہے جہاں نمازی صف بستہ رکوع کی حالت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ پس بوستان کو مسجد سے تشبیہ دیتا ہے۔ جس میں فاخترہ مؤذن کے فرائض انجام دیتی ہے۔ منوچہری

بوستان چون مسجد و شاخ درختان در رکوع فاخترہ چون مؤذن و آواز اوبانگ نماز

ایرانی شاعری میں باغ کو بہشت سے اس کثرت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ کہ یہ قیاس کرنا شاید کچھ غلط نہ ہوگا۔ کہ ایرانی باغ کا تصور بہت حد تک قرآن مجید کے تصور بہشت کے مطابق ہے۔ جس سے باغ کی تعمیر اور اس کی ہیئت کے متعلق بہت کچھ کسب فیض کیا گیا ہے۔ کبھی کبھی ہمارے شاعر باغ کو آسمان سے اور آسمان کو باغ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس میں گھولوں کو ستاروں اور ستاروں کو پھولوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اگر ان تشبیہات و کنایات کا اندازہ لگانا ہو۔ جو باغ وغیرہ کے سلسلے میں پیدا ہوئی ہیں۔ تو اس کے لئے بوستان، چمن، گلستان، گلزار وغیرہ کے الفاظ کا ادب میں مطالعہ کرنا چاہیئے +

یہ بات ظاہر ہے۔ کہ باغ شاہد گل کا مقام مسکن ہے۔ وہ جس تعریف کا مستحق ہے۔ اس سے کہیں زیادہ خود شاہد گل تعریف و توصیف کی حقدار ہے

Stuart, Gardens of the Mughals P. 5 and 6. p. 86 لیکن یہ تصور گلستان

کتاب میں ہی ہے۔ مثلاً انجیل میں، ۷ بوستان گل ناکنا یہ ہے آسمان سے ،

پھول کی اس سے زیادہ کیا خوش قسمتی ہوگی۔ کہ خود معشوق کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ علم بیان میں مشبہہ وجہ شبہ میں مشبہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے اس لحاظ سے معشوق میں جو حسن و لطافت ہے۔ اس سے کہیں زیادہ پھول میں مانی گئی ہے۔ تاہم ایرانی شاعر گل اور محبوب کے توازن اور تقابل میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر جھکتا ہے اور دونوں میں کوئی تفاوت نہیں سمجھتا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گل کو دیکھتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ کہ وہ محبوب کی کسی ایک صفت کا حامل ہے۔ ع

اے گل تو خورشیدم تو بونے کسے داری

یا بقول نظیری ۱۔ بوسے یار من ازین سست و فامی آید

گلم از دست بگیرد کہ از کار شدم

یا بقول غالب ۲۔ مارض گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد

جوشش فضل بہاری اشتیاق انگیز ہے

لیکن بیشتر ایسا ہوتا ہے۔ کہ شاعر خود گل ہی کو محبوب سمجھتا ہے اور اس کی فراوانی حسن سے اس درجہ سرشار ہو جاتا ہے۔ کہ تشبیہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ مثلاً غالب ۳۔

وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب

چکنا غنچہ دل کا صدائے خندہ دل ہے

یا بقول حافظ ۴۔

غرور حسن اجازت مگر ندائے گل کہ پرستے مکنی عندلیب شیدا را

یارب آن نوگل خداں کہ سپردی بمنش دراماں دار خدا یا ز صود چمنش

گل کی تشبیہات و صفات
 گل کی اہمیت کا اندازہ ان ہزاروں لشیبیوں سے ہو سکتا ہے
 یا استعارات و کنایات سے جو گل سے متعلق فارسی ادب اور
 شاعری میں ملتی ہیں۔ ان میں سے بعض لطیف تشبیہات

یہاں درج کی جاتی ہیں۔ مثلاً ساغر گل۔ سبوتے گل۔ پیمانہ گل۔ گوش گل۔ جام گل۔
 قدح گل۔ پیکان گل، خنجر گل۔ صفحہ گل، مصحف گل، سبد گل

گل کی تشبیہات ہر قسم کی ہیں۔ مثلاً باعتبار رنگ، باعتبار شکل، باعتبار خوشبو،
 باعتبار لطافت و نزاکت یا باعتبار خواص وغیرہ۔ ان میں ایرانی شاعر نے جو خوشنما
 رنگ بھرے ہیں۔ اُن سے اُن کے ذوقِ جمال کی تقسین کے بغیر چار نہیں۔

گل کے دوسرے معانی
 گل کے تصور کا ایرانی دماغ پر اس درجہ تسلط ہے۔ کہ اس سے
 بے شمار محاورات اور معانی ظہور میں آئے ہیں۔ مثلاً گل بمعنی
 فائدہ و نتیجہ۔ عربی ۔

گلہ نیام نہا گل وعدہ است ورنہ بہین خوش است عربی کہ تو نامہ میفرستی
 نیز گل بمعنی داغ۔ وحشی ع

صد گل تانہ شگفت است ز گلزار رخس

نیز گل مجازاً بمعنی تمنا۔ عربی ۔

زہر گلے کہ ہوئے دلم نقاب کشاد فلک لگش حسرت نوشت و رفت بباد
 نیز گل بمعنی خیال مجازاً۔ عربی ۔

ہر گلے کز باغ طعم بشگفت بر سر غلمان و رضوان می زخم

اسی طرح گل بمعنی بدولت و بہتر و خوب بھی آتا ہے۔ گل در آغوش ریختن ۔
 گل در جیب ریختن ۔ گل در کنار کردن ۔ گل راست کردن، گل زدن، گل شگفتن
 گل فرستادن یکے، گل آفشان کردن وغیرہ وغیرہ محاورات بھی استیلائے گل کا پتہ

دیتے ہیں۔ فیضی نے تلّ دمن میں تلّ کے عشق کی جو روداد بیان کی ہے۔ اس میں سر امرتشیہات گل سے کام لیا ہے (ص ۶۹) اس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

بادِ سحرِی بشارِ خِلس زینِ گوہِ بنفشہ ریختِ بر گل
ایران کے بہرے سے تیوہاروں کا پھولوں سے تعلق ہے۔ مثلاً گل کو بی کی رسم، گل افشاں اور عیدِ نوروز جو آمد بہار کا اعلان کرتی ہے۔

شاعری کے علاوہ ایرانی فنون لطیفہ بھی اس اثر سے خالی نہیں نظر آتے۔ چونکہ اسلام میں تصویر کشی کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ اس لئے ایرانی ذوقِ جمال نے اپنے

فنونِ لطیفہ میں
پھول بوٹے

اظہار کے لئے نباتات اور گل و سبزہ سے مواد حاصل کیا ہے۔ جب مسلمانوں میں کتاب کی آرائش کا ذوق ترقی پذیر ہوا۔ تو شروع شروع میں تقلید سی اشکال کی ڈرائنگ سے نقش و نگار کا رواج ہوا۔ لیکن رفتہ رفتہ ایران اور ترکستان میں آرائش کتاب ایک معین صنعت بن گئی۔ جس میں پھول اور بوٹوں کے ذریعے نقش و نگار کے فن کو انتہائی فروغ حاصل ہوا۔ اسی طرح جلد سازی، قالین بانی اور تعمیرات میں نقاشوں نے گل و سبزہ اور نباتات کی تصویر کشی سے ذوقِ مصوری کو تسکین دی۔

ایرانیوں کا یہ شغف پھول کے متعلق اُس وقت ہی نہ تھا۔ جبکہ شیخ سعدی نے اپنی زندہ جاوید گستاخان اور بوستان کو گل و گلزار سے منسوب کیا تھا۔ بلکہ سائیکس کے بقول آج بھی ہر ایرانی پھول کا ویسا ہی دلدادہ ہے

دارay - ۵

Stuart, Gardens . p. 9

Sykes - ۳

Islamic Book - binding - p. 12, 20

. Persia and its people, p. p. 222, 223.

اور صحن باغ اور طرف چین کا اسی طرح شیفتہ و شیدا ہے۔ جس طرح زندگی کے لئے صاف ہوا، خوشگوار پانی اور لطیف طعام کی ضرورت لاہدی ہے۔ اسی طرح ہر ایرانی کے نزدیک گلزار اور باغ بھی لوازم حیات میں سے ہیں۔ گل و گلزار کی اہمیت کے اسباب بیان کرنے سے پہلے

فارسی شاعری کے پھول

ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم سرسری طور پر ان پھولوں کا ذکر کریں۔ جن کا ذکر فارسی شاعری میں بکثرت آتا ہے۔ ان پھولوں کی نباتاتی بحث کے متعلق راقم الحروف کو اعتراف ہے۔ کہ کافی تحقیق نہیں ہو سکی۔ اسی وجہ سے یہ حصہ بہت حد تک تشذسا معلوم ہو گا۔ لیکن علم نباتات کی مشکلات اور فن باغبانی کی علمی (سائنٹیفک) حیثیت بذات خود میرے لئے کافی عذر خواہ ہیں۔ اس حد تک مجھے تسلی ہے۔ کہ فارسی ادب اور شاعری ایران کے مختلف پھولوں اور پودوں، ان کے خواص و کیفیات، ان کی انواع و اقسام، ان کے رنگ اور شکلوں، غرض ان کے مجملہ حالات و کوائف کو سمجھنے میں بے حد مدد و معاون ہو سکتی ہے۔ اکابر شعرا کے ہاں ان پھولوں کو حقیقی اور واقعی اہمیت حاصل تھی۔ متأخرین اور مقلدین نے محض رسماً اور تقلیداً لالہ و گل، خیری و سوری سے اپنے چین کلام کو زیبائش دی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض اوقات ان شاعروں کے کلام میں بہار کے پھولوں کا ذکر خزاں میں اور باغ کے پھولوں کو کُسا را اور صحرا میں بیان کیا گیا ہے۔ شاعری میں تقلید۔ اور ایسی اندھی تقلید فارسی شاعری کے لئے باعث رسوائی ثابت ہو رہی ہے +

Browne — A year amongst the Persians — P. 87 and Sykes — Persia & People P. 219.

علامہ آئین اکبری اور چہستان نعلس میں پھولوں کی بحث دیکھو

اب میں بعض ایسے پھولوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کے ذکر سے ہمارے کسی شاعر کا دیوان بھی خالی نہ ہوگا۔ ان کے نباتاتی پہلو سے بحث کرنے کا یا راجحہ میں نہیں۔ اس لئے اس فرض کو کسی ایسے بزرگ کے سپرد کرتا ہوں۔ جن کو اس موضوع خاص میں کافی دسترس حاصل ہو۔

سب سے پہلے گل کوٹ لیجئے۔ یہ فارسی میں اس پھول کا نام ہے۔ جسے ہندوستان میں گلاب کہا جاتا ہے اور عربی میں ورد بولتے ہیں۔ گل ترخ بھی اسی پھول کا نام ہے۔ اسی کی تعریف میں سلمان ساوجی کہتے ہیں نہاد گنبد گل بین کہ از مرد و نعل نہادہ اند و درو می کنند زکاری صبا شراب صفا ریخت در پیالہ گل بیک پیالہ گل گشت روئے گناری لغات معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو گل صد برگ بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات تشنہ تحقیق ہے۔ فرہنگ اندراج میں اس موقع پر ایک شعر لکھا ہے ۷ چون گل صد برگ صائب در میان گزار زیر شمشیر حوادث بالب پر خندہ ایم لیکن اس سے مطلب صاف نہیں ہوتا۔ لالہ صد برگ کو بھی اس کے مراد قرار دیا گیا ہے۔ جس کے متعلق لکھا ہے کہ در ہندوستان گلے باشند زرد و بعضے زعفرانی، و برگہاے بسیار دارد، بہر حال یہ واضح ہے۔ کہ گل، فارسی میں گلاب کو کہتے ہیں۔ جس پر پیل ماشق ہوتی ہے اور جب بہار میں گلاب باغوں کو اور چمنوں کو زینت بخشتا ہے تو پیل مدہوش ہو جاتی ہے۔ اسی

۷ پرنس محمد شفیع صاحب ایم اے (کینٹ) سے معلوم ہوا۔ کہ ایک جرمن محقق شلمر (Schlimmer)

نے ایران کے پھولوں پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایرانی ناموں کے مراد لیٹن نام دیئے ہیں۔ ۷
۷ نیز گل خندان۔ محبوبہ گل خندان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حافظ ۷

یارب آن تو گل خندان کہ سپردی بنش در امان دار خدایا ز صودہ بخشش

موقعہ کے لئے مولانا آزاد نے لکھا تھا۔ کہ ”گلاب کی ٹہنی پر تو یہ عالم ہوتا ہے کہ ببل بولتی ہے، بولتی ہے، بولتی ہے! مد سے زیادہ مست ہوتی ہے۔ تو پھول پر منہ رکھ دیتی ہے اور آنکھیں بند کر کے زمزمہ کر کے رہ جاتی ہے“ (سخندان پارس ص ۱۸۱)۔ ”زہرۃ القلوب میں گلاب کے اس عاشق صادق پر رکھ کے متعلق لکھا ہے :

”ببل۔ ہزار داستان راعرب عندلیب و ہزار و مولاں سند و راج
خوانند۔ مرغ کو چک است چند کنجشکے و آوازش در غایت خوشی
و آزا بانواع نوا ہست بدین سبب اورا ’ہزار گویند، عاشق
گل بود و دران موسم نوا ہا بیش می کند و از فرط حرارت وجود و
غلبہ عشق لخطہ بخطہ در آب رود۔“ (زہرۃ القلوب صفین بن ایڈیشن ۱۹۲۷ء)
سائیکس کا بیان ہے کہ ببل کو جب قفس میں اسیر کر لیا جاتا ہے۔ تو اس کے
نغمے بہت پر کیف ہوتے ہیں۔ اور گرمیوں میں اس پنجرے میں گلاب کا
تازہ پھول عموماً لٹکا دیتے ہیں۔ تاکہ ببل اپنے محبوب بوستانی کو دیکھ کر سودا نہ
ہو جائے اور مست ہو ہو کر نظیری کے یہ شعر زبان حال سے گائے ۔
گر زیر گلبے قفسم را نمی نہی جاے بیکہ نالہ گوش چین رسد
ہر جا گئے است بہر نظیری طرحیے است کے ببلان مست غم آشیان خوردند
اسی طرح گل سرخ کا معنی بھی وزد لکھا ہے۔ گل آتشی کے معنی میں لکھا ہے۔
”ہاں گل سرخ و آن را گل سوری گویند“ وحدت قمی کا ایک شعر ہے ۔
درین بہار چو پروانہ و چو ببل سوخت گل چراغ و گل آتشی ہزاران را
شاید گل آتشی گلاب سے الگ کوئی اور پھول ہو۔ جو صورت میں

گلاب کی مانند ہوتا ہو۔ لیکن ویسا شوخ نہیں۔ یہ سدا گلاب کی طرح نیم رنگ اور ہمیشہ بہار ہوتا ہے۔

وفا و شرم محو از بنے کہ رخ افروخت کہ لالہ بطر و گل آتشی گلاب ندارد
گل سفید۔ گل سرخ یا گلاب کی ایک قسم جس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اور خوشبودار۔ ہندوستان میں اس کو سیوتی کہتے ہیں،

گل دوروے ایک پھول ہوتا ہے۔ جس کا ایک رخ زرد اور ایک رخ ہوتا ہے۔ اسی دورنگی کی وجہ سے اس کو گل قنبہ یا وردا الفجار بھی کہتے ہیں۔
فرخی وغیرہ میں دوروے گل کے نام سے جس پھول کا ذکر آتا ہے۔ وہ بھی شاید یہی ہے۔ فرخی لکھتا ہے۔

ہنگام گل است اے بدورخ چوں گل خود روے
ہم رنگ رخ خویش بساغ اندر گل جوے

از مجلس ما مردم دوروے برون کن
پیش آر مٹے سرخ فرو کن گل دوروے

باغ است بدین زینت آراستہ از گل
کیسو گل دوروے دگر سو گل خود روے

اس پھول کا دوسرا نام 'لالہ دورو' بھی ہے۔ اگرچہ قیاس چاہتا ہے۔ کہ یہ گلاب کے مختلف اور لالہ کی جنس سے تعلق رکھتا ہوگا۔ لیکن لغت نگار یہی کہتے ہیں۔ یکیم

صبا مخالف و گل بہوفا، ولالہ دوروے

درین چین بچہ اتمید اشیاں بنم

گلاب کے بعد سب سے زیادہ جس پھول کی مدح سرائی ہمارے شاعروں

کی ہے۔ وہ لالہ ہے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں۔ لالہ لعل یا لالہ نعمان کی تہ سیاہ ہوتی ہے۔ باقی سُرخ۔ لیکن سُرخ کے علاوہ لالہ کبود اور لالہ سبز بھی ہوتے ہیں۔ بابر نے کم و بیش ۳۲ اقسام کا سراغ لگایا ہے۔ لیکن سات اقسام بہت مشہور ہیں۔ لالہ کوہی، لالہ صحرائی، لالہ شقایق، لالہ دوروی، لالہ دلسوز اور لالہ دلسوختہ، لالہ نعمان (= لالہ خطائی) یہ وہ انواع ہیں جن کا فرہنگ اندراج میں ذکر ہے۔ شاید لالہ دلسوز اور لالہ دلسوختہ کا نام فارسی شعرا کے کسی شعر پر مبنی ہو۔ جس میں دلسوز اور دلسوختہ محض صفات کے لئے ہوں۔ اس کے برعکس بابر کی تحقیق کافی جستجو کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ ان میں سے لالہ گل بڑی کاغص ذکر کیا ہے۔ ہو شاید بابر کا نامزد کردہ ہے۔ یہ درحقیقت ”نئے است از لالہ کہ ازاں بوئے گل سرخ می آید، من آزا لالہ گل بوی خطاب دادیم و ہمین شهرت یافت“ ہماری ادبیات میں ان پھولوں کا اکثر ذکر آتا ہے۔ مثلاً

لالہ بربر ۷ آن بت عیار فتد آن بت فرخار
 آں بدور خسار چوں دو لالہ بربر (رودکی)

لالہ صحرا ۷ ز گل پیرس کہ مرغ چمن چہ می گوید
 کہ من برآندہ ام، بچو لالہ در صحرا (سلیم)

لالہ نعمان ۷ یکے بغایت سرخی فروختہ ز قدح
 چنناں کجا ز سمن برگ لالہ نعمان (میر تقی)

لالہ نعمان کے جنس لالہ سے ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ بہر حال لالہ نعمان کافی مشہور و معروف چیز ہے۔ اسی طرح لالہ چین اور لالہ خطائی کے بارے میں بھی خلکوک ہیں۔ دیگر اقسام یہ ہیں۔ لالہ سرنگوں، لالہ صد برگ، لالہ عباسی، لالہ سرخ، لالہ زرد، لالہ سپید، لالہ رومی، لالہ صحرائی، لالہ مقافہ، لالہ قمری،

لالہ آل، لالہ کوہی، لالہ آوند، لالہ دختری وغیرہ، لیکن سچ یہ ہے کہ لفظ لالہ بمعنی گل ہر قسم کے پھول کے ساتھ بھی لگا دیا جاتا ہے اور اس بارے میں بھی مزید جستجو اور تحقیق اور نباتاتی مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ اتنا واضح ہے کہ لالہ کا رنگ سرخ اور اس کی تہ سیاہ ہوتی ہے۔ جس کی طرف شاعر بار بار اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً محسن تاثیرؒ

گلشن کے بے تو دیدہ خونین زلالہ داشت
از ہر گلے ز وصف تو چندین رسالہ داشت
محمد تقی سلیمؒ کہ دم سلیم آخر قطع نظر ز خوبان
چوں لالہ داغ کردم این چشم خفشاں
ایضاًؒ چو لالہ چشم سیاہ از خمار داری سرخ
پیالہ تا سحر دوش در کعبہ زدم
شعر اجام کو لالہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ آصفیؒ

چو بادہ نیست ز گلزار و لالہ زار چہ حظ
ز جام لالہ کہ خالی ست از خمار چہ حظ

لالہ سیراب، لالہ خونین پیالہ، لالہ خونین کفن، لالہ سیاہ رو، لالہ صحرائین، لالہ سیاہ چشم اس کی صفات ہیں اور چراغ لالہ، مشعل لالہ، تنور لالہ، جام لالہ، قدح لالہ، کلاہ لالہ، گوش لالہ، ہاون لالہ، سنان لالہ، شہستان لالہ، اس کی تشبیہات میں سے ہیں۔ اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے کہ انہی صفات اور تشبیہات سے عموماً مختلف پھولوں کے رنگ، شکل، خوشبو اور دوسری باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً لالہ عباسی کے متعلق محسن تاثیرؒ لکھتا ہے۔

برو اندوہ ز دل تہمت زرداری ہم داغ بر دل نبو لالہ عباسی را

جس سے استفادہ ہوتا ہے۔ کہ لالہ عباسی کی تہ دو نمری انواع لالہ کی طرح سیاہ نہیں ہوتی۔

سوسن بہت مشہور پھول ہے۔ جس کی چار قسمیں ہیں۔ سفید، جو سوسن آزاد کہلاتی ہے۔ کبود یا سوسن ازرق، زرد یا سوسن خطائی، آسمان گونی جس کا رنگ زرد اور کبود اور سفید ہوتا ہے۔ شاعری نے اس پھول کی منافقت اور دہ بانی کا بھی بہت ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ اس لئے کہ اس کی دس پتیاں ہوتی ہیں۔ برگ سوسن کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور سوسن زبان بمعنی فصیح و شیوا بیان آتا ہے۔ شمشیر، خنجر، دشمنہ اس کی تشبیہات سے ہے جس سے اس کی ہتی کی شکل اور وضع کا بخوبی پتہ چلتا ہے،

اس کے علاوہ بعض وہ پھول جن کا بکثرت ذکر آتا ہے۔ یہ ہیں گل شب افروز، گل شب بو، گل عباسی، نسرتین، ارغوان، گل گیتی، گل پیادہ، گل ہتاب، گلنار، گل نافرمان، بنفشہ، گل ہاشم، گل بوستان افروز، نیلوفر، زرخس، سوری، خیری، اقحواں، سپرغم وغیرہ وغیرہ پھولوں کے علاوہ سرو، سبزہ، سبزہ بیگانہ، صنوبر، شمشاد، سنبل، شبنم، متعلقات میں سے ہیں۔

یہی وہ ضروری پھول بوٹے ہیں۔ جن سے فارسی شاعروں کے یافوں کو زیب و زینت حاصل ہے۔ ان میں سے کون کون سے جن سے متعلق ہیں اور کون کون سے کسار سے۔ مستقبل کا موضوع ہے۔ جس کے لئے مجھ سے زیادہ سائنٹفک معلومات رکھنے والا اور مجھ سے زیادہ فارسی ادب کا ماہر درکار ہے ادب کا مطالعہ کرتے وقت قدم قدم پر ان پھولوں کی صحیح نوعیت کے متعلق جو محض اور شواربا پیش آتی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ اس موضوع پر زیادہ احسان نظر سے غور کیا جائے۔

عمرم بصغیر قفس و دام گذشتہ است من زمزمہ در خور گلزار ندانم

(۲۱)

**پھول کی اہمیت کے
اسباب کیا ہیں؟**

سبزہ گل کے متعلق ایرانی ذوق کی یہ کیفیت معلوم کرنے کے بعد قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھول کو اس درجہ اہمیت دینے کے لئے کیا ایرانیوں کے

پاس کوئی وجہ جواز بھی ہے؟ کیا یہ واقعی ایران کی آب و ہوا اور طبعی حالات کا اثر ہے کہ ہم فارسی ادب میں رنگینی اور گلکاری کی یہ فراوانی پاتے ہیں؟ کیا فنی الواقعہ ایران کے موسم، ایران کی بہاریں، ایران کا حسن کسار، ایران کے چنستان کے حُسن قدرتی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اس ملک کے بچے بچے کے دل اور دماغ سے یہ بہار آفرین تختلات سبزہ خود رو کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ مولانا شبلی کی رائے : مولانا شبلی نے شعرِ اجم میں یہ اصول قائم کیا ہے کہ ”ملک کی آب و ہوا، سرسبزی و شادابی کا اثر خیالات پر پڑتا ہے اور اس ذریعے سے

انشاء پر دازی اور شاعری تک پہنچتا ہے۔ عرب جاہلیت کا کلام دیکھو تو پہاڑ، صحرا، جمل، بیابان، دشوار گزار راستے، مٹے ہوئے کھنڈر، بولوں کے جھنڈ، پہاڑی، جھاڑیاں یہ چیزیں ان کی شاعری کا سرمایہ ہیں۔ لیکن یہی عرب جب بغداد میں پہنچے۔ تو ان کا کلام چنستان اور سنبلستان بن گیا۔ ایران ایک قدرتی چمن زار ہے۔ ملک پھولوں سے بھرا پڑا ہے۔ قدم قدم پر آب و ہوا، سبزہ نارا اور آبشاریں ہیں۔ بہار آئی اور تمام سرزمین تختہ زمردین بن گئی۔ بادِ سحر کے جھونکے، خوشبوؤں کی لپٹ، سبزہ کی لہک، بلبلوں کی چٹک، طاؤس کی جھنکار، آبشاروں کا شور وہ سماں ہے جو ایران کے سوا اور کہیں نظر نہیں آ سکتا۔

اسی طرح مولانا آزاد نے سغندان پارس میں ادب اور شاعری کی مدد سے قومی تمدن اور ملکی آب و ہوا اور طبعی حالات کا نقشہ کھینچ کر اس سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ ایران ایک سرسبز و شاداب ملک ہے۔ جس میں قدرتی مناظر کی بے حد فراوانی ہے۔ جس سے متاثر ہو کر شاعر اور ادیب لالہ و گل کی زبان سے باتیں کرتے اور سرو و شمشاد کے استعاروں میں حایل دل کھولتے ہیں۔

پرانے مصنفین | اس ضمن میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں۔ کہ فارسی کے پرانے مصنفین اپنے ملک کی حالت کی جو تصویر کھینچتے ہیں کے بیانات | اس سے ایران کی سرسبزی اور دلکشی کا پتہ چلتا ہے لیکن جدید مغربی سیاح ملک کو خشک اور غیر سرسبز ظاہر کرتے ہیں۔ پرانے مصنفین میں حمدائے مستوفی نے زہرۃ القلوب میں جن جن شہروں کے حالات بیان کئے ہیں۔ ہر ایک کے ضمن میں وہاں کی نہروں۔ جو بیابانوں، باغوں اور مرغزاروں کا ذکر بھی کیا ہے۔ جنوبی ایران کے علاوہ خراسان اور ترکستان کے باغات اور نارنگستانوں کا سال دیکھ کر ذہن میں فارسی شاعری کے تصورات اور بھی گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔ شیراز کے مناظر کی تعریف میں حافظ، سعدی، قافانی نے جو اسی مرزوم کی پیداوار ہیں (فصاحت کے دریا بہا دیئے ہیں۔ ابے کنا باد کے متعلق حافظ فرماتے ہیں)۔

زرکنا باد ماسد لوحش اسد کہ عمر خضریٰ بخش ز لاش

فرق است ز آب خضر کہ طمأ جانے دوست تا آب ماکہ مغبمش اسد اکبر است
مکاشفۃ مصلیٰ کا ذکر یوں ہوتا ہے:-

۱۔ ساتواں کچھرس ۱۸۸۰ء یہ غزل شیراز کی تعریف میں ہے، خوش شیراز و صبح بے مثالش الم ۱۰۱

بدھ ساتی مٹی باقی کہ درجبت خواہی یافت کنار آب رکنا باد و گلشت مصلیٰ را
 قاتانی نے ایک شاندار قصیدہ وصف شیراز میں لکھا ہے۔ جس کا آغاز یوں ہے۔
 تبارک اسد از فارس آن غبستہ دید کہ می بینند چوں آں دیار یک دیار
 نسیم او ہمہ دلکش تر از نسیم بہشت ہواے او ہمہ خرم تر از ہواے بہار
 ز لالہ ہر دمن اوست کو ہے از یاقوت ز سبزہ ہر چمن اوست کو ہے از زنگار

پروفیسر براؤن نے *A year amongst the Persians* میں اور فرصت شیرازی نے آثارِ حج میں شیراز کے سبزہ زاروں، باغوں اور
 نہروں اور چشمہ ساروں کی دلچسپ تفصیل دی ہے۔ مافروخی نے محاسنِ اصفہان
 میں بہت سے اشعار اس شہر کی تعریف و توصیف میں اکابرِ شعرا کے لکھے ہوئے
 درج کئے ہیں۔ رستمی کے مندرجہ ذیل اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

لقد کانت لنا فی ساحتہا قدیمًا لا تعفت ساحتہا
 حلائق دوغھا جنات عدن تدری الدقاد فیہا مائتہا
 ینال لدر منترًا حاصلہا ویغزی المسک متشواکثرہا
 سقی ارض المدینۃ ماء ودر زکی لعرف لا یسقی سواہا
 اصفہان کی بہار، اس کی سیرگاہوں کے دلکش نظارے۔ جسے کی شراب آباد
 فضا میں، زندہ رود کی مستانہ لہریں، وہاں کے خیابان و منازعات کی رنگینیاں
 ہر صاحبِ بول سے خراجِ تحسین حاصل کرتی رہی ہیں۔ حکیم خاقانی اصفہان کی
 مدح میں لکھتے ہیں۔

نکت حور است یا ہواے صفا ہان جہت حور است یا القاس صفا ہان
 حافظ زندہ رود کی یاد میں یوں موقیٰ بکھیرتے ہیں،

لے مافروخی۔ محاسنِ اصفہان ص ۹۵۔ خیابانِ اصفہان کے لئے دیکھو حسین ندرصادی کی کتاب اصفہان ص ۱۵۴،

مگر چہ صدر رود است از چشم روان زندہ رود و باغ کاران یاد باد
 قلم ایران کا مشہور شہر ہے۔ جو نظامی گنجوی کا مولد و منشا ہے۔ اس کا
 دوسرا نام کہود دشت ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ حسن بن محمد بن حسن قمی نے تاریخ قلم
 میں بدین الفاظ بیان کی ہے :-

”و بحالی و جوانب آن انواع گیاه رستہ و علف زار گشتہ چنانکہ
 چراگاہ و قباب بود و روزگار از کثرت نبات و گیاه کہ بدین موضع بود
 سبز شدہ تا غایت کہ این موضع را کہود دشت نام کردہ اند“
 یزد بھی کسی زمانے میں بہت پُر آب و پُر درخت شہر تھا۔ اگرچہ اب
 قلم آب اور خشک سال ہو گیا ہے۔ تفت یزد سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔
 اس کی وجہ تسمیہ ہی اس کی دکشی اور رنگینی کا ثبوت ہے۔ آیتی نے تاریخ یزد
 میں لکھا ہے :-

”تفت بہ فارسی سبذ یا ملحق میوہ را گویند۔۔۔۔۔ این قصبہ ہم مانند
 طبعی است پُر از میوہ“

تفت کے تین محلوں کے نام یہ ہیں۔ بابا خندان، راحت آباد،
 باغ خندان۔ یہاں باغات کی اتنی کثرت تھی۔ کہ ہر ہر گھر میں چین زار نظر آتے تھے
 ”باغما و خانہ ہا در خلال یکدگر واقع شدہ و چنانکہ اگر کسی بیکے
 از کوہ ہما دو طرف تفت فرار شود خانہ ہا را در وسط باغما مانند
 خالماے کوچک می بیند کہ بر روی قطعہ نمزد بزرگے قرار گرفتہ باشد“
 تاریخ یزد میں قاین اور ابرقوہ کی کیفیت بھی اسی طرح بیان ہوئی ہے اور

۱۔ تاریخ قلم (ترجمہ فارسی) ص ۲۱۲ ، ۲۔ آیتی۔ تاریخ یزد ص ۲۱۲ ، ۳۔ ایضاً ص ۵۵ ،

۴۔ ایضاً ص ۵۵ ، ۵۶ ،

شعرا نے یزد کے قصیدے توصیف یزد میں درج ہیں۔

خراسان اور ترکستان فارسی ادب اور سیاسی قوت کے بہت بڑے مرکز تھے۔ ان میں بخارا، ہرات، سمرقند، غزنی، کابل، قندھار سب کے سب سبزہ و گل کے لحاظ سے نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ زرتشتی نے بخارا کے متعلق لکھا ہے کہ ”آب بسیاری آمد و گل می آورد و بدین ولایت آب و درختان بسیار بودے“۔ بخارا کے مصنفات میں نور، طوا و یس (رج طاؤس) اور مولیان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رودکی نے مولیان کا نام اپنی شاعری سے ایسا چمکایا ہے۔ کہ فارسی شاعری کا کوئی دلدادہ اس کے اڑ سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ہرات کے مناظر کی تعریف و توصیف ہر وی کی روضات الجنات میں پڑھ کر اس شہر کی رونق اور سرسبزی کا کچھ خاکہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے لیکن طوالت کے خوف سے اس کی تفصیلات سے احتراز کیا جاتا ہے، سمرقند کے متعلق بابر اپنی توذک میں لکھتا ہے،

”در راج مسکون برابر سمرقند لطیف شہر کتر است“۔

تیموریوں کے زمانے میں یہاں باغات وغیرہ اس افراط سے بنائے گئے تھے۔ کہ آج بھی اُن کی یادگاریں باقی ہیں۔ ”در زمان سلطان احمد میرزا ہم از خود و ہزرگ امر باغ و باغیچہ بسیار سے انداختند“، کش کی سرسبزی کا بہار کے موسم میں یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں نے اس کا دوسرا نام ”شہر سبز“ رکھا ہوا تھا۔

لے زشتی۔ تاریخ بخارا ص ۵، ۷ مولیاں کے ذکر کے لئے زشتی ص ۳۳، ۳۴، ۳۵ پر پہل محمد شفیع صاحب نے اس سلسلے میں ملیسین کی ایک کتاب کی طرف رہنمائی کی ہے، Herat, the

نصف کے متعلق بابر لکھتا ہے: ”ہمارا خوب می شود“۔ کابل بابر کی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ اس لئے بابر کے حسن ذوق کے اس شہر میں بہت سے نمونے ملتے ہیں۔ یہاں کے باغات (چار باغ) سلوارٹ کے بقول مجموعہ حسن و حدیقہ جمال تھے۔ لیکن افغانستان کے کُساہ کی دلاویزی بھی بابر کے لئے بہت کچھ کشش کا باعث رہی ہے۔ غور بند میں بابر کی نگاہوں نے لالہ دورو اور لالہ کی دوسری اقسام کو دیکھ کر صنعت ایزدی کی بہت تحسین کی ہے۔ اور پغمان کے باغات اور ارغوان زاروں کی خوبصورتی نے اسے بہت متاثر کیا ہے +

غرض ایران کے اکثر شہر و دیار کی سرسبزی اور ان میں گل و گلزار اور آبِ رواں کی فراوانی کا ذکر قدیم فارسی کتابوں میں موجود ہے اور جدید ایرانی مصنفین نے یورپین شاعروں کے قلم میں بعض پہاڑوں کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے۔ آوند، دماوند، اور البرز ایران کے بڑے پہاڑ ہیں۔ جن کی ہیبت اور دلکشی جدید شاعروں کا موضوع بنی رہی ہے +

یہ عجیب بات ہے کہ ایران کے جدید تیار ملک ایران کی آب و ہوا اس کی مؤید نہیں

یہ عجیب بات ہے کہ ایران کے جدید تیار ملک کی قدرتی دلاویزیوں کے بارے میں اتنے رطب اللسان نہیں۔ یورپ اور امریکہ کے تیاروں کے سفر نامے مولانا آزاد اور مولانا شبلی کے بیانات کی تصدیق نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک ایران کا بیشتر حصہ ریگ نارا ہے۔ جو آبِ رواں سے خالی اور تختہ ہائے گل اور فرشِ سبز سے معرا ہے۔ جس میں نہ آبشاریں ہیں نہ جویاں، نہ سبزہ کی لمک ہے، نہ ببلوں کی چمک۔ یہ ایک وسیع ریگستان ہے۔ جس میں معمولی سبزہ تک بھی نہیں ہوتا۔ تاہم زارچہ رسد۔

مثلاً سائیکس اپنی کتاب "*Persia and Its People*" میں لکھتا ہے:

"ایران کے پھول یقیناً ان لوگوں کے لئے سریشہ مایوسی نہیں گئے جو تود کی نظم لالہ رُوح سے متاثر ہو کر وہاں کے باغوں کے متعلق بہت بلند خیال قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو نہی کہ سیاح ایران کی سطح مرتفع اعظم پر قدم دھر تا ہے۔ مسلسل کئی روز تک سفر کرنے کے باوجود شاذ و نادر ہی کسی پھول کا منہ دیکھتا ہوگا۔ بالائیکہ موسم بہار میں ایرانی پھولوں کے بوٹے بے شک کہیں کہیں نظر آجاتے ہیں۔ بہار کے پھول مازندران اور کیسپین کے نواحی علاقے میں بکثرت ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نظارہ بھی صرف گنتی کی جگہوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔"

یہ صحیح ہے کہ ایرانی دیہات کے مناظر شہروں کے مقابلے میں زیادہ دلکش ہیں۔ لیکن وہاں بھی گھاس وغیرہ کی کمی ہے۔ بڑے دریا بالکل موجود نہیں اور آب و ہوا بلندی اور عرض البلد کے مطابق ہر جگہ مختلف ہے۔ گرمیاں نہایت گرم اور ناخوشگوار اور سردیاں سرد اور بے حد مطلوب ہوتی ہیں۔

عموماً ۲۱ مارچ سے ۲۱ جون تک بہار کا موسم ہوتا ہے۔ جو بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ اس میں سبز و گل کی فراوانی ہوتی ہے۔ لیکن سوائے چیدہ چیدہ جگہوں کے باقی ملک میں کوئی خاص دلکشی نہیں پیدا ہوتی۔ فلکر، سید اقبال ملیشا، بلزپا، (Mills Paugh)۔ فان روزن (Von Rosen) و دیگر جدید مصنفین و سیاحین کے بیانات اس بارے میں متفق ہیں۔ کہ ایران کے قدیم مناظر کا جو اندازہ فارسی لٹریچر سے ہوتا ہے۔ ملک کی طبعی حالت اس سے مطابقت نہیں رکھتی۔

۱. Sykes - *Persia and Its People*. P. 257, 258 لے ایضاً۔ ص ۲۱۵

Poignant of Persia. ۵. *Infahli Shah - Eastward to Persia* p. 164

تضاد کی وجہ | ان حالات میں یہ بات قابلِ حل ہے۔ کہ ایرانی مصنفین اور مغربی سیاحوں کے بیان میں یہ تضاد کیوں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک طرف مغربی مصنفین کو گل زمین ایران میں پڑمردگی اور خشک سالی کے سوا کچھ نہ نظر آئے۔ اور دوسری طرف ایرانی مؤرخ اس کی سرسبزی شادابی کے قصیدے گائیں ؟

درحقیقت اس تضاد اور اختلاف بیان کے چند در چند وجوہ ہیں : اول یہ کہ مغربی مصنفین کا نقطہ نظر مناظر قدرت کے متعلق اہل مشرق سے بہت مختلف ہے دوم یہ کہ ایران کی دلاوری اور حسنِ عام طور پر بہار کے موسم تک محدود ہے جیسا کہ ہندوستان میں موسمِ برفِ گال کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مغربی سیاح جب بہار کے علاوہ کسی اور موسم میں ایران میں داخل ہوتے ہیں۔ تو انہیں سوائے ریگِ اراوہ معمولی ندیوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جس سے وہ نقیش اپنے دل میں بے کرت جاتے ہیں۔ کہ ایران میں قدرتی حسن کی کمی ہے۔ تیسری وجہ اور غالباً سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ایرانی ادب میں گل و گلزار کی رعنائیوں کی داستانیں پڑھنے کے بعد ملک کی طبعی حالت سے جب موازنہ و مقابلہ کیا جاتا ہے۔ تو یقیناً ادب کے پیدا کئے ہوئے ایران کے مقابلہ میں خود ملک ایران جیسا کہ وہ ہے۔ حقیر معلوم ہوتا ہے ؟

سید محمد عبد اللہ

(باقی دارد)

اقتباس از بدائع وقائع

مصنفہ اندرام مخلص

۱۔ اندرام مخلص کا حال اور پٹیل کلن میگزین بابت فروری ۱۹۲۹ء ص ۴۶ پر سید محمد عبد اللہ نے لکھا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں پشین پبلشرز پھر حصہ دوم جلد ۳ ص ۳۳ پر پروفیسر شوہی نے بھی اس کا حال دیا ہے، وہاں دیکھنا چاہیے۔ اس وقت اس مصنف کی تصنیف بدائع وقائع سے ایک اقتباس درج کرنا مقصود ہے۔ جو تاریخ پنجاب سے تعلق رکھتا ہے،

بدائع وقائع کے بعض اجزاء کا انگریزی ترجمہ شایع ہو چکا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۵) مگر کمال کتاب کی مصنف کے پیش نظر نہ تھی۔ اسلئے کتاب کا پورا حال اب تک سامنے نہیں آیا۔ چند سال ہوئے لاہور کے کشمیری پبلیشروں کے ایک علمی گمراہ نے اس کتاب کا کمال نسخہ میں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے لئے خرید لیا اس نسخہ کی تفصیل کیفیت یہاں درج کی جاتی ہے۔ بدائع وقائع کے بعض اجزاء باولین، رامپور اور علیگڑھ میں ہیں۔ علیگڑھ والا نسخہ قائم سلور نے دیکھا ہے۔ اس کا نمبر ۱۱۲ ہے، ورق ۷۱، سلور ۱۵ (افسوس ہے کہ صفحات کی پیمائش میرے پاس محفوظ نہیں ہے)، اس نسخہ میں بدائع وقائع کی صرف تین فصلیں ہیں۔ یعنی

(۱) واقعہ ایست نادر الملک پنجاب یونیورسٹی کے نسخے کے ص ۱۱۹ تا ۱۲۰ کا بولہ، مٹوری کے ان فصل پر ذکر کو مٹھریا گیا

(۲) نسخہ سوانح احوال (= نسخہ پنجاب یونیورسٹی ۲۲۹ ب تا ۲۳۳ ب) ،

(۳) احوال میزودہ روزہ سفر گڑھ کتیسر (= نسخہ پنجاب یونیورسٹی ۱۸۰ ب تا ۱۹۲ ب) ،

۱۔ ایڈیٹ اور ڈیڑی نے کتاب کا نام تذکرہ اندرام مخلص لکھا ہے مگر خود مصنف نے کتاب کا نام بدائع وقائع رکھا تھا، ایڈیٹ نے جو نسخہ استعمال کیا وہ ذاب ضیاء الدین خان رئیس دہلوی کی ملکیت تھا، ۱۔ ان فصلوں کی ترتیب پنجاب یونیورسٹی کے نسخے کے مطابق نہیں ہے،

طیکٹہ کے نسخہ کے آخر میں لکھا ہے :

دست (نکلا) چارم ذی قعدہ ۱۱۶۰ھ دو گھنٹی وزیند شدہ بہ جوبی قدیم شہر ہمایوں

بہ خط فقیر اندرام صورت تحریر پذیرفت ،

اس عبارت سے بعض لوگوں کو گمان ہوا ہے کہ یہ نسخہ خط مصنف کے لیکن اس نسخہ میں بعض فاضل

فطیایاں موجود ہیں کہ انکے ہوتے ہوئے یہ باور نہیں آسکتا کہ مخلص جیسا ذی علم مصنف ان فطیایوں کا

رتکاب کرے۔ پروفیسر محمود خان شیرانی کے کہنا بخانے میں ایک نسخہ ربا عیات مخلص کا ہے۔ جو خط

مصنف ہے۔ اس کا خط طیکٹہ کے نسخے سے مختلف ہے اور اتنا بختہ ہے کہ اس پر گمان خط

مصنف ہونیکا بیشک ہو سکتا ہے۔ اس نسخہ کے آخری صفحہ کا مخلص اس رسالہ میں حوالے کئے گئے

کیا جا رہا ہے، پنجاب یونیورسٹی کے نسخہ میں (ورق ۱۹۲ ب پر) اوپر کی عبارت کی بجائے لکھا ہے

”نقل از نسخہ لالہ اندرام مخلص“ مگر اسی نسخہ کے حق ۲۲ پر لکھا ہے ”ابن ابی زری چند... در ایام آمد آکندستان

خط فقیر اندرام مخلص باتلم رسید۔ میں ظاہر ہے کہ کاتب نے بعض عبارتیں اصل نسخہ سے بعینہ نقل کر دی

میں اور بعض جگہ یہ لکھ دیا ہے کہ مصنف کے نسخہ سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح طیکٹہ والے نسخہ میں

”بہ خط فقیر اندرام“ غالباً مصنف کی اپنی تحریر نہیں بلکہ کسی کاتب کی ہے۔

نسخہ ۱۱۶۰ھ پنجاب یونیورسٹی کے نسخہ میں ۲۸۶ ورق ہیں۔ تقطیع ۱۱ لکھ ۸، ۱۱ لکھ ۱، فی صفحہ ۱۵

ہیں۔ کتاب کی پہلی فصل ۱۱۶۰ھ کے واقعات سے شروع ہوتی ہے اور خاتمہ کی تاریخ ۱۱۶۰ھ جہادی

۱۱۶۰ھ ہے (مصنف ۱۱۶۰ھ میں فوت ہوا)، کتاب میں عجایب واقعات کی تاریخیں دی گئی ہیں۔ ایک جگہ

(ص ۱۱۶ پر) ساعت تحریر ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ اور دوسری جگہ (ص ۱۲۳ پر) ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ

دی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی مختلف فصلیں مختلف سنوں میں لکھی گئیں یعنی جب واقعات

مندرجہ کتاب وقوع پذیر ہو رہے تھے یا عنقریب ہو چکے تھے،

مصنف نے مقرر سے دیباچہ میں حمد کے بعد لکھا ہے کہ میں ایام ہمایوں

میں ایک دن گوشہ تنہائی میں بیٹھا تھا کہ مجھ کو خیال آیا کہ انا خدا

فہرست محتویا بدائع و قائل

تحويل آفتاب به شرح محمد بن محمد بن ابراهيم نور دشت
برك حوسر نوره در خسته بودار خاله حواله
خط الله تعالى غلب الف والفساد در حواله نوك
سوزبار در مصلحت به حواله قدیم در ايام
که سوز اول خوش گل بود بر دردی غو جهان
عزیز را جان کا مکار استوزده بطور را دکا
درای قفس که سلم از قفس است بر با که از قفس
بمذرام مخلص است هر سیم خط غیر مست

فعلی نے علم تاریخ کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کے سوانح تو لکھے مگر اپنے احوال کو قلمبند نہ کیا۔
 اگر فقیر بعض حالات خود را بقلم آدم خالی از لطفی نخواہد بود بلکہ بغیر شرح خاطر و عاظر باب و جد و حال کہ سرخوشان نشأ
 کمال اند خواهد افزود۔ اسلئے یہ چند اوراق لکھ کر ان کا نام بدلنے و قائل رکھا،
 مضامین کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ورق ۱۲؛ خوشنوائی عند سب قلم از رنگین بیانی برگ گل و منقار و دچہستان و نگارش بعضی سوانح بر سبیل
 یادگار (محمد شاہ کے زمانے میں قلم از رنگین بیانی برگ گل و منقار و دچہستان و نگارش بعضی سوانح بر سبیل
 کے پہلے عشرے میں مصنف کا ذکر کھلتا) نئی نیل میں تعریف شریف (ورق ۱۲) اور تلامذہ محرمانی چون علی
 داگستہ غسانی دادہ، تقریب تسوید کیفیت سیر عالم آبی کہ راقم صرف و اتفاق افتادہ (ورق ۱۶)
 کے عنوان ہیں۔

ورق ۸ ب، توجہ ہمایون رقم خامہ مشکبار تحریر شرح جشن طوسی نور چشم کامکار دلالہ فتح سنگہ کی شادی کا حال
 جو بہت حرم حرام ہے ۱۱۳۵ھ میں رچائی گئی، اس تقریب کی کیفیت کے ضمن میں مصنف نے
 وقائع حضور معلیٰ اور سوانح دربار بھی بیان کئے ہیں (۱۸ تا ۲۱ ب اور ۲۲ ب تا ۲۶ ب)، پہلے
 عنوان میں مرثیوں کے خلاف ہم کا ذکر بھی ہے۔

ورق ۳۱۔ سوانح فوج نصر مروج و ابعاب و وزیر الممالک ملا المہام سپہ سالار و حوالہ گوشتالی بواقعی بگوشت اعین متون
 باونی سعی ہمدردان لشکر ظفر اثر، (اس کے متعلق دیکھو انشاء اللہ رستم طبع دہلی ۱۲۶۲ھ ص ۳۰)
 ورق ۳۵ ب، متوجہ گردیدن نواب صاحب وزیر الممالک بہادر ملا المہام براہ کمن پر بار بارادہ تحصیل سعادت
 ملازمت حضرت خلیفہ دین و دولت بحضور پُژدہ،

ورق ۴۸ ب، حکایت شریہ مالی، ...، ۱۱۳۵ھ - ۱۱۵۰ھ جلوس کا ایک ساخنہ عشق و محبت جو شاہ جہان بک
 میں واقع ہوا،

ورق ۴۹ ب، بعض اخبار دربار دہلی،

ورق ۵۰۔ چند فقرہ متضمن قصہ حضرت علیؑ،

✓ ورق ۴۹۔ رخصت شدن نواب صاحب وزیر الممالک اتماد الدولہ حسین بہادر نصرت جنگ و نواب امیر الممالک بہادر منصور جنگ در سبب ہند ہم از جلوس والا برای تنبیہ غنیم لٹیم و کھنی کہ عبارتست از مرثیہ
 ورق ۵۱۔ ... تحریر سوانح تشریف فرما گردیدن حضرت گیلان خدیو بدولت ساری نواب صاحب جمہ الممالک بہادر و امیر الممالک بہادر منصور جنگ، (اس کی ضمنی سرخی ہے: تعریف نیریہ یوان غلام کن برای جلیل قدس کما کی پذیرتہ ۱۵۰۳ء)
 ورق ۵۵۔ ... ترقیم احوال سیر دار العشق بند را بن ،

ورق ۵۶۔ ... احوال قلندر مگر گوشہ ام صاحب نگہ (در ۱۱۳۹ء ۱۱۳۹ء جلوس) (یہ مصنف کا پوتا ہے)

✓ ورق ۶۸۔ ... تعریف بزم مولیٰ ، ...

✓ ورق ۷۴۔ ... تحریر باجری سیری کہ راقم حروف مخلص اتفاق افتاد در ۱۱۵۲ء ۱۱۵۲ء جلوس) (یہ مصنف سراج مخلص علی خان آرزو، لالہ سیوک ام، میرزا محمد قلی، محمد جان دیوانہ اور اپنے لڑکوں کے ہمراہ درگاہ خواجہ قطب الحق والدین کی زیارت کو جاتا ہے، ہارغ مخلص کا ذکر بھی کرتا ہے)، اس عنوان کے ضمن میں (۷۶ء پر) ایک اور عنوان ہے یعنی: احوال بیاری کہ راقم حروف در ایام گذشتہ کشیدہ و در ضمن این ماجر بر سبیل نقل بتحریر رسیدہ ،

✓ ورق ۸۰۔ از میثیگاہ خلافت دستوری یافتن نواب صاحب وزیر الممالک بہادر نصرت جنگ بنا بر تنبیہ سرجل ۱۰۳۲۔ ... آشقیای دھنی باجی را و در سترہ نور دہم جلوس والا و بحسن تدبیر و جوہر شمشیر این برگزیدہ دولت بسزا رسیدن کن فشد ... و چون درین یساق راقم سلور بر کابلی بود نگارش بعض احوال خود بدستباری قلم بدائع رقم انشا نمود ،

✓ ورق ۸۱۔ ... عطف عنان نواب صاحب وزیر الممالک بہادر سپہ سالار بارادہ تنبیہ غنیم لٹیم از کنار دریا بہمت سرخانی ہوڈل بطریق الیغار (۸۵ء ب)

✓ انتشار اشقیای دھنی در سواد دار الخلافت شاہجہان آباد ... و کیا پارہ گوشمالی یافتن بحسن سعی بندہ ای بادشاہی و دیگر حالات (۹۰ء ب)

کتاب درگاہ یافتن شمشیر و اوران فوج نواب صاحب نصرت جنگ بہادر سپہ سالار بخون و ہای

دفعه دوم تشریف بردن محمدشاه بادشاه غازی بارودی شاه جم باه و با تعلق داخل جهان آید
 گردیدن و اقسام امور غریبه بروی کار آمدن با اوقات الد (۱۳۱)

احوال میر شرف الدین علی پیام (۱۳۲) رجوع قلم بدائع انشا باصل ماجرا (۱۳۳)
 سرگذشت راقم سطور (۱۳۴)

دفعه سیدم تشریف بردن محمدشاه بادشاه غازی بتقریب ضیافت در [بمقام بودین] ؟
 شاه عالی جناب و شاد و خورم مراجعت فرمودن بدولت خانه و کوچ از شاه جهان آید
 سمت پنجاب (۱۳۸) سعی ملک بدائع نگار بتحریر وقائع دربار (۱۳۹)

نقل عهدنامه ایست که حسب الاستدعای امنای شاهی کارپردازان سلطنت
 محمدشاهی بتحریرش پرداخته و چون آراستگی یافت حواله کارگزاران صاحب ملک
 ایران ساختند (۱۴۶) نقل رقم شاه جم باه (۱۵۱) نقل رقم شاه ذی باه (۱۵۲)
 گذشتن الوی ظفر طراز شاهی از آب آگ بر سبیل استعجال و انتظام یافتن تمام قلمرو
 سنده بحسن تدبیر شاه ذی اقبال (۱۵۲) ، نقل رقم اشرف شاهی (۱۵۳)
 نقل فرمان فلک شان محمدشاهی (ایضا) ،

زول رایت ظفر آیت شاهی بالکه زمینداری خدایارخان لکن مصدر حرکت نمود و آخر
 رسیدنش بلامرست هایلین و شست گردیدن نامرستش بزالال مغو (۱۵۵)
 مرتبه ثانی رسیدن نواب اعز الدوله بهادر بهر جنگ در اردوی ظفر قرین و بعد تحصیل سکه
 لامرست مشمول مرآع گردیدن از جانب فرمانروای ایران زمین (۱۵۶) تمه احوال
 خدایارخان عباسی (۱۵۷) ،

حرکت الوی همان پیمای شاهی از آنکه زمینداری خدایارخان جانب قندهار با خود نمود
 و دستوری یافتن نواب اعز الدوله بهادر بجانب هرات (۱۵۸) ،

امور گردیدن محمد صالح بیگ بیات پانصد باشی و کریم بیگ انصار پانصد باشی از جانب

حضرت که در این اسفل کی چند سطر که بعد از تمه بهر تاجه ۳۰ اصل ، نجات ،

شاہی تقریب پیدا کر کے گم شدگان لشکر نظر افرو در ضمن این از قزوین نقل رسیدن مقدمات
دیگر (۱۵۸۰ ل) نقل رقم ہمایون (۱۵۸۰ اب) ،

از پیشگاہ فضل و کرم خلافت و ہمانہائی مرحمت شدن اضافہ ہزاری ذات و خطاب
سیف الدولہ بہادر ولیہ جنگ بنواب اعز الدولہ بہادر از روی تفضل و ہمایونی (۱۶۰۰ اب)
نقل فرمان کرمت عنوان فلک شان محمد شاہی متضمن عطاسی اضافہ ہزاری ذات
بنام اعز الدولہ بہادر آن منظور نظر خلیفہ الہی (۱۶۱۰ اب)

ارسال گردیدن زری بر سبیل نقد معصوب پانصد ہاشیان بجناب شاہی (و) از حضور
مامور گردیدن میر نجم الدین بہادر رحمت رسانیدن خزانہ تابلاہور (۱۶۲۰ اب) ،
نقل یر بیخ قضا تبلیغ محمد شاہی کہ در مقدمہ پانصد ہاشیان بنام سیف الدولہ بہادر
ولیہ جنگ حدود ریافتہ (۱۶۳۰ ل) ،

نقل عرضداشت نواب سیف الدولہ بہادر ولیہ جنگ آن منظور نظر خلیفہ الہی بجناب
اقدس اعلیٰ محمد شاہی (۱۶۳۰ اب) ،

تحریک یاد آور ہمای آن رونق افزای چنستان شفقت پروازی فرستادن شاہ
جم جاہ ڈالی میوہ برای محمد شاہ پادشاہ غازی (۱۶۴۰ اب)

نقل منشور کرامت گنجد محمد شاہی بنام سیف الدولہ بہادر ولیہ جنگ متضمن عطاسی
الوش (۱۶۵۰ اب) تتمہ احوال پانصد ہاشیان (ایضاً) ،

رسیدن میر نجم الدین خان بہادر بلاہور و بعد چندی بخد مت نواب صاحب سیف الدولہ
بہادر معاودت کردن بحضور (۱۶۶۰ ل) ،

بقدرت کاملہ آفرینندہ راحت و رنج قسط افواج شاہی بر بخارا و اورنگ آباد (۱۶۷۰ اب)

و یہاں سے چندہ اوراق غلبہ ہیں جس میں کفری سطر طیکٹہ کے نسخہ میں ورق ۴۷ کی سطر

نکھر ہے۔ وہاں یہ بیان درج ۴۶ پر ختم ہوتا ہے جس نسخہ میں اس بیان کے بعد عنوان ذیل ہے:

”نسخہ سوانح احوال“ (ص ۲۹ تا ۶۰)، یہ بیان ہمارے نسخہ میں آگے آئے گا۔ دیکھو

۲۲۹ تا ۲۳۳) ۱

۱۸۰۔ [سیر چھتری] اس عنوان سے صفت فصیح لکھی ہے اس کے ابتدائی اوراق اس نسخہ میں موجود نہیں

۱۸۰۔ احوال سیزدہ روز سفر مکتبہ (اس فصل کے آخر میں ہے: نقل از نسخہ آندامام مخلص)

۱۹۳۔ [احوال سفرین گلدہ] یہ عنوان اس فصل کے آخر میں مذکور ہے، شروع میں نہیں

وہاں مصنف نے لکھا ہے کہ آج ۱۲ رمضان المبارک ۱۱۵۵ھ کیہ چند اجراء متضمن احوال

سفرین گلدہ چار گھری رات گلدہ نے پر سرما کی آمد آمد کے دفل میں بخط فقیر اندام مخلص

ختم ہوئے، ۹ رمضان المبارک کو دوسرے سے ایک دن بعد ”نور چشم کا مکار رازی فتح سنگ

کے ہاں لڑکا ہڑا وغیرہ وغیرہ،

۲۲۹ ب، [نسخہ سوانح احوال] یعنی تاریخ پنجاب کے واقعات از جمادی الثانی ۱۱۵۵ھ

تا جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ،

خاتمہ میں مصنف نے لکھا ہے کہ گرمیوں کی رات ایک پہر گزری تھی اور گرمی ہوا اور

افراط باد و کم سے دم خفا ہوتا تھا کہ ابر کیا اور زور کی بارش ہوئی، شندھی ہوا چلنے لگی۔ اس

وقت پر کتاب تمام ہوئی۔ ”مدتی است کہ دماغ تصنیف و تالیف ندارم لیکن از آنجا کہ دریں

چند ماہ از بوقلمونیہای چرخ طرفہ انقلابا بر روی کار رسیدہ برای عبرت و آگاہی بعض

غافلان پست فطرت کہ در اندک تغیر احوال از جا میر و نداین در قی چند کہ محتویست بشیر

اکن بقلم آوردم“

۱۔ اس کا گہری ترجمہ ولیم اردن نے *The Indian Magazine and Review* بابت

۱۱۵۵ھ میں دیا ہے۔ (دیکھو سنوری ص ۱۶۱)، ۲۔ محضرہ بن گلدہ کا حال آنہوں نے اپنی

کتاب *The Army of the Indian Moghuls* میں ص ۲۹۱ بعد پر دیا ہے۔ جو نوشلہ

کے حالات پر مبنی ہے،

ضبطی اموال امراء متوفی

ذیل کا اقتباس جو بدائع وقائع سے لیا گیا ہے۔ وہ موطوع بالا پر روشنی ڈالتا ہے۔
 معلوم ہوتا ہے کہ عہد مغول میں امراء کی موت کے بعد ان کے اموال بحق بادشاہ ضبط ہوتے
 تھے۔ اس کا مجمل ذکر تاریخوں میں مابجا ملتا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

عہد اکبری میں مخدوم الملک سنہ ۹۹۰ھ میں فوت ہوئے تو قاضی علیؒ بہمت تحقیق
 اموال نامزد ہو کر فتح پور سے لاہور پہنچے۔ بہت سے خزانوں و دفائن نکلے۔ ان میں
 "چند صندوق خشت ملا" بھی تھے۔ "جو گورخانہ مخدوم الملک سے برآمد ہوئے۔ یہ سونے
 کی اینٹیں مع کتاب خانہ کے" داخل خزانہ عامرہ ہوئیں (منتخب التواریخ بدائنی، طبع
 کلکتہ سنہ ۱۶۵۰ء ج ۲ : ۳۱۱، دربار اکبری طبع لاہور سنہ ۹۸۰ھ ص ۳۱۸)، ان کتابوں میں
 سے شرح ہدایہ (دفتر ثانی) راقم سطور نے دیکھی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں لکھا ہے،
 بابت اموال مخدوم الملک بتاریخ ۱۷ جمادی الاولیٰ سنہ ۹۹۰ھ واقع شدہ لکھا، اس کے نیچے
 ایک دوسرا نوٹ ہے۔ جو بعد میں لکھا گیا۔ اس کی عبارت یہ ہے : بتاریخ ۲۲ ماہ شہر پور الہی
 سنہ از وجہ تخیل شیخ فیضی تخیل مقصود شد۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخدوم الملک
 کی ضبط شدہ کتابیں دکل یا بعض شیخ فیضی کی تخیل میں رہیں، اور شیخ کے فوت ہونے کے
 بعد کسی اور شاہی تخیلدار کے حوالے ہوئیں۔ شیخ فیضی ۱۰ صفر سنہ ۱۰۰۰ھ (سنہ جلوسی) میں
 فوت ہوا۔ خود شیخ فیضی کے اموال بھی ضبط ہوئے، آثار الامراء ج ۲ ص ۵۸۹ پر ہے : گویند
 از متروکہ شیخ چہار ہزار دوسہ صد کتاب صحیح نفیس بسرکار پادشاہی ضبط شد

طہ بدائنی (۶۱۲ھ) نے سنہ ۱۰۰۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ حکیم ہمام اور کمالا سے صدر
 علی الترتیب ۶ اور ۷ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ "والہما ہی این ہر دو در ساعت دو جہرا
 نے جہاں نے ترجمہ انہیں (۲۱۱۱ھ) میں اسی کو دہرایا ہے۔ دربار اکبری ص ۳۶۸ کے بیان کا انداز بھی غالباً یہی ہے

ذکر ۱۰۰۰ھ در جہاں سے بدائنی مگر کتاب میں لکھا ہے چار ہزار دوسہ صد کتاب صحیح نفیس ہوتی ہے

اب اصل قبباس نسخہ کلیۃً بچا ہے درج کیا جاتا ہے، جس کا مقابلہ نسخہ علی گڑھ سے کیا گیا، مرتفع

۱۔ نیز دیکھو اگنس کاسٹر لاء (Early Travels in India) ترجمہ قاسم رضا، صفحہ ۱۱۱ اور اکبر الہ آبادی (از سنہ ۱۸۵۲ء) ص ۳۶۳،

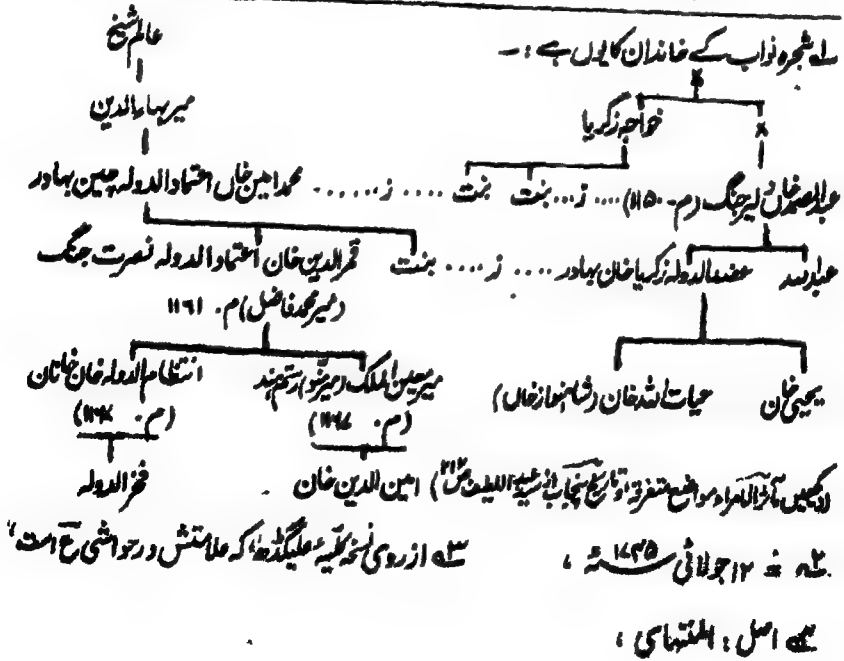
۱۱۔ کیونکہ ۱۱۔ سطر ۸ و ۱۲، ۱۳۔ ص ۱۱ سطر آخر، اس سے پہلی سطر میں مصنف کے الفاظ "در ضمن

ایگو نہ قیمت کر دن غرضی ہر آئینہ نہ منظر وارند " سے بھی گمان گذرتا ہے کہ "غرض" شاید یہ تھی کہ قیمت وصول شدہ

گیا مشرقی کے ورثا کو کسی صورت میں مجرا دیتا ہے ،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ رَبِّ يَسْمُو وَتَوَكَّلْ بِالْخَيْرِ

چون آبادی و معموری الکہ پنجاب و آرام و آسودگی سکندران مظہرین در ایام
نظامت نواب سیف الدولہ زکریا خان بہادر دلیہ جنگ مغفور مرحوم بیائیکال سید
مستعد زوال بود از نیزنگ سازی قضا و قدر در سال یکہزار (دیکصد) و پنجاہ
و ہشتم و دہشتم بیت و ہشتم جلوسی خلیفہ دین و دولت محمد شاہ بادشاہ
غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ (دوازدہم جمادی الثانی سہ شنبہ یک پہر و سہ
گہری روز بلند شدہ آفتاب عمر سید الدولہ بہادر مہرور در مغرب فنا
فرقت یعنی ببل روح پرفتوحش از نفس جسم عنصری بہ پرواز آمدہ شیخ
سدرۃ المنتہی آشیان بست، قیامتی سراسر پنجاب بتخصیص در شہر
لاہور گذشت کہ تاسہ شب در ہیچ خانہ چراغی روشن نگشت، ہر گاہ جنازہ آن
مغفور از حویلی برآمد سوای نوع مغل کہ ہنگی گریبانہا تا دامان چاک زدہ



۱۲۳ خاک برفرق ریزان و بتابش بودند هزاران هزار مردم (۱۲۳۰) شہر لباس سیاہ پوشیدہ
در کمال شور و شغب نالہ و امصیبتاہ و و احسرتادہ [ا] رب ہماہر جنازہ راہ
می پیہودند، و از ہر جانب بارش گل بر جنازہ بآن افراط گردید کہ دست آخر
گلی بمشت زری ہم نمیرسید، اگرچہ مانند گل شیرازہ اوراق عمرش زودانہ ہم
گسیخت لیکن تادرقید حیات بود بنا بر جود و سخا و خلق خوشی کہ داشت رنگ
تسخیر دل بہانی ریخت، در واقع ۵

چون صبح زندگانی روشن دلان می است اما دمی کہ باعث احیای عالمی است
جنازہ را بیکان حضرت ایشان کہ بنا گذارشتہ سماع بہمت استغفور است
و در سواد شہر واقع بردہ پہلوی مزار فایزالانوار سیف الدولہ عبدالصمدان بہادر
مرحوم والد بزرگوارش بسان گنج بخاک سپردند و جمعی کثیر بہمت خدمت مرقد
مظہر سوای آن مردمی کہ بمقتضای حق نمک و وفارخت فقر و فنا پوشیدہ
مجاور گردیدہ بودند مقرر نمودند،

راقم حروف دو تاریخ متغصن این ساری غم افزا کہ کی موزون است
و دو نیم در نشر یافتہ چنانچہ قوم میشود ۵

حضرت خان بہادر قباب	آنکہ او داد و عدالت میداد
آنکہ او ساختہ از بس ہمت	اکثر آئین سخاوت ایجاو
ناگمان کرد ز عالم رحلت	بہان شور و قیامت افتاد
شد ملت از دل خلق پنجاب	نالہ و شیون و داد و بیاد
رونی الکہ لاہور افسوس	رفت چون باو خزانہ بیاد
سال (۱۲۳۰) این ماتم جائگاہ قلم	زور قلم خان بہادر فریاد

(حب)

لہ اہل انہایشان، تہاش، بعضی قیاسی است، یعنی نوبت آخر، شعر، دیگری، شعر میں ایک شعر ہے
الکتاب

اینچنین بود مقدر اکنون ^{مجلسین خلد مقام او باد}
 تاریخ دوم که در نشر یافته شده این است ، ماده تاریخ ای زکریا خان ^{کوچه کرد}
 عربیت اعزاز الدوله بهادر و حیات اسد خان
 بهادر جانب پنجاب از حضور پرنور و متوقف
 شدن حیات اسد خان بهادر در دوا به رسیدن
 اعزاز الدوله بهادر بلاهور

از اتفاقات اعزاز الدوله یحیی خان بهادر و حیات اسد خان بهادر هر جنگ
 که از دولت نادریه خطاب شاهنواز خان مخاطب و اولین گل اول حدیقه
 آرزو و دویمی غنچه دوم مجلس امید آن عالیجاه مرحوم است در حضور پرنور
 و میر موسی خان و میر منعم خان بهم که هستان چون مامور بودند ، میر موسی خان
 ۱۰ روز سیوم از رحلت بشهر رسیده بمراسم تعزیت پرداخت و آن هر دو گل گشن
 اقبال که با طلاع مرض آن مغفور در عین موسم برشکال هژدهم جمادی الثانی
 سه صدر از حضور فیض گنجور دستوری حاصل کرده جریده و یلغرا حرام دریافت
 سعادت ملازمت پدر عالیقدر بسته بودند در انشای راه خبر رحلت شنیده
 هر جنگ بهادر در دوا به تعلقه فوجداری خود متوقف گردیدند و اعزاز الدوله بهادر
 بعد کشیدن اقسام شاید سفر ببلده لاهور رسیدند ،

له درج حدود ، یعنی یحیی خان زکریا خان بهادر و حیات اسد خان بهادر باقیاتا له درج حدود ، لغت

احوال کشتی

هنگام عبور از آب بیاه بر کشتی که اعز الدوله بهادر سوار بودند طرفه
 حادثه گذشت: چه از آنجا که بنا بر اضطراب خاطر [۱۳۱] سر رشته احتیاط
 بکلی از دست رفته بود در کمال شتاب زدگی و سراسیمگی بی اسباب و لوازم مهارت
 سپاهیان و [ترکانه] قطع [راه] میشد هرگاه پنجم رجب سنه مرقوم براه غیر متعارف
 بر دریای بیاه که در نهایت طغیان بود رسیدند کشتی ناکاره بایکدو
 طایع بیچاره بدست افتاد، با وجود ممانعت خیر خواهان با بعضی مصاحب
 بر آن سوار شدند و بمقتضای آنکه [ع]

هر چه بادا باد کشتی در آب انداختیم

اراده عبور از دریا نمودند، هرگاه کشتی در وسط دریا رسید از نا تجربه کاری
 مله‌مان و آشوب باد و باران که آب را بتلاطم داشت اجزایش متزلزل گردید
 اعز الدوله بهادر که پیش ازین رخت از بدن برکنده و لنگی در کمر پیچیده
 نشسته حقه میکشیدند احوال کشتی را دیگرگون یافته خود را بر آب زدند
 و چون از طفلی مشق شناسانیده اند شروع بدست و پا زدن در آب
 کردند از آنجا که او تعالی شان در همه حال معین و یاور اهل اقبال است
 در آن حالت پیری نورانی جبهه دو کدو بایشان داده گفت که اینها را زیر سینه
 گذاشته شناسانید، حق تعالی بسلامت بساحل خواهد رسانیده ایشان
 هر دو کدو از دستش گرفته موجب اشارت پُریشانیش بعمل آوردند
 و در اندک سعی بفضل بیکران او تعالی شان بخیریت بساحل رسیدند

له انددی ع

به فضل دلجوئی چیره پیچیده بدست مبارک مرحمت شد و نیز دو دست خلعت
 تعزیه باد و منشور لامع النور مشعر تفضلات بادشاهانه حواله گرزداران شد
 که با عزالدوله بهادر و هزبر جنگ برسانند، بیست و ششم جمادی ثانی
 سنه مذکور از پیشگاه خلافت و جهانبانی محی الدین علیخان بهادر دیوان بیوت
 برای ضبط اموال سیف الدوله بهادر مرحوم بلاهور دستور می یافت،
 اگر چه فدویت و بندگی سیف الدوله مبرور مقتضی انیمعنی بود که لاهور
 و ملتان از انتقال آن مغفور با عزالدوله بهادر و حیات اسدخان بهادر محرم
 می گردید لیکن از آنجا که ع

رموز مصلحت ملک خسروان دانند

بخط اقدس گذشت که صوبجات را به بندهای دگر محرمت باید فرموده و انوال
 وزیر المملک بهادر نظر باینمعی که چون از بدتی ممتد صوبه لاهور سیف الدوله
 عبدالصمد خان بهادر مرحوم و سیف الدوله زکریا خان بهادر مغفور تعلق داشته
 ازین محترمانه پنج و بخارا و ملتان مغلیه گردیده و اینها عمارات و باغات و مقابر
 در آنجا دارند و در صورت مقرر شدن بدگیری ویرانی و خرابی آنهاست
 لهذا درین باب استادگی تمام کرده جهت تقرر صوبجات بنام اعز الدوله
 بهادر و هزبر جنگ بهادر بعضی اشرف رسانیدند، و اکتفا بر نیمعنی نکرده
 مبالغه را که منافی عالم بندگیست از حد گذرانیدند لیکن (۲۳۲ ب) بنا بر بعض
 جهات که قابل تحریر نیست اصلا مزاج اشرف برین پله نیامد، از بواجمیهایی
 تقدیر است که راجه ایسر سنگه پسر راجه دهر اراج بعد فوت پدر خود

له ج: تفضل، ٥ ج: ایسر سنگه، برای المحدثه سنگه

پسر و میراج جیسنگه راجه به اثر الامراء ۲: ۸۳،

بعطای زمینداری آنیسر و نظامت اکبر آباد و جاگیر آتی کہ پدرش داشت
سر بلند شود و اعز الدولہ بہادر و ہزیر جنگ بہادر باوصف سر رشته بندگی
در گاہ آسمان جاہ و نسبت ہمیشہ زادہ گی نواب صاحب جُمدۃ الملک باللہام
یک قلم از انارث محروم باشد باری جامی دم زدن نیست رباعی

ہرگز دیدم و دم نمی باید زد از حد بیرون قدم نمی باید زد
دنیا ہمہ مراتب جمال از نیست می باید دید و دم نمی باید زد

بیایم بر سر حرف مطلب ہر گز نواب صاحب وزیر الممالک بہادر درین امر
مبالغہ را بسر حد نہایت رسانیدند تجویز دیگران موقوف ماندہ مرضی اقدس
بر تمنی آمد کہ ہر دو صوبہ مسطورہ بہ نواب صاحب وزیر الممالک بہادر مرحمت
فرمایند، ناچار نظر بر انیکہ تارگ و ریشہ تصرف مغلیہ از آن سر زمین ۱۰
پر گندہ نشود و باہیجانہ کہ مقرر شد حقیقتاً برای اعز الدولہ بہادر و ہزیر جنگ
بہادر است قبول نمودند و از پیشگاہ خلافت ہم شہباز المعظم سنہ مذکور
روز سہ شنبہ خلعت خاصہ و چیرہ پچیدہ بدست خاص باطرہ واسط
وفیل باطلابابت تقریر نظامت لاہور و ملتان بایشان مرحمت شد
و بر سالہ بخششی سیوم عمدۃ الملک بہادر آداب بجا آوردند، و ہمساز روز
باوصف شدت بارش پیش خیمہ [۱۲۳۳] را جانب لاہور بر آورده مقرر
کردند کہ عنقریب با نسیمت متوجہ شوند تا یکچند در آن ضلع بودہ و از نظم و نسق
آنها خاطر جمع نمودہ باز مراجعت بحضور نمایند، سہ تاریخ متضمن این معنی

۱۔ اصل، انیسر، ۲۔ اصل، کہ گمانی، تصحیح از روی ح، ۳۔ جمدۃ بمعنی بزرگ و بلند،

۴۔ ح، نواب صاحب ناچار (بجای ناچار)، ۵۔ اصل، تا پنجاب، تصحیح از روی ح، ۶۔ شرح و تفسیر،

شرح، (ظاہر ظاہری)، ۷۔ بخشی سوم کے فرائض کے متعلق دیکھو آؤن کی کتاب دی آئی آئی کن دی انڈین نازمن، ۸۔

راقم حروف یافتہ مرقوم قلم بدایع رقم می شود لمصنفه
 [۱۱] اعتماد الدولہ نواب وزیر آن محیط فضل و دریای کرم
 از جناب اقدس گیتی خدیو سایہ حق منظر فیض اتم
 یافت از راه تفضل در تریل صوبہ لاہور و ملتان نیسز ہم
 زینہرت تشریف خاصی شد عطا از پی آن صاحب سیف و قلم
 خامہ ام سال مبارک فال آن خلعت پنجاب کرد مشب رقم
 [۱۲] وزیر الممالک مدار المہام کہ اقبال او باد دایم فزون
 بحکم شہنشاہ گیتی خدیو کہ یک بندہ اوست گردون
 کہ لاہور و ملتان بجاگیر یافت بصدیمت ہم چندین شگون
 پی سال فرخندہ فالش سحر نمودم سوال از دل ذوق فزون
 بفرمود ناگاہ ہاتف بگو کہ لاہور و ملتان مبارک کنون
 [۱۳] و در تریخین یافتہ شد :

بندہ نواز لاہور و ملتان مبارک !

ایجاز سخن ، نیابت نظامت لاہور ، میر مونس خان و دیوانی بہ لکپست رای
 مقرر شد و نیابت نظامت ملتان ، خواجہ اسحق خان بدستور سابق بحال ماند
 با آنکہ حرکت نواب صاحب سمت پنجاب مقرر و پیش خیمہ ہم برآمدہ بود
 لیکن تقدیر کہ بر تدبیر غالب است ورق ارادہ را برگرداندہ
 اگر تحمل حال چہانیاں نہ نقصا چہر مجاری احوال برخلاف رستا
 ملی قضاست بہر نیک خاکش خلق بدان دلیل کہ تدبیر ہای جملہ خطا

لے اصل مع ، خان بہادر اعتماد الدولہ (بجای اعتماد الدولہ) ، لے اصل میں اس سے پہلے

لکھنوی میں ہے ، گمانہ زینش بخود چرخ ہیر ، گرد و سر اسعر نہیں دیا ، گہ شاعر اسی ہے ،

از نیرنگ‌های این قصر مینا فام پای لغزیدن*

نواب صاحب وزیر الممالک بهادر از سرزمینه

پشت بام

بیت و ششم شعبان سنه مذکور نواب صاحب وزیر الممالک بهادر بقاعده قدیم سرشام از حویتی اجمیری دروازه سوار شده در حویتی نو که آن نیز قریب بدروازه مذکور و محاذی حویتی مسطور است تشریف فرمودند و چون ذوق مغربی تماشای تعمیر تازه دارند بروشنی مشعل سیر عمارت می نمودند، از آنجا که بامیر عمارت متوجه بحرف بودند پا از سرزمینه اول پشت بام لغزید و چون ایستج جانم توانست قائم شد آسیبی سخت و صدمه قوی در سر بند سرین چپ رسید، در آن حالت غش اشاره بفصد کردند چنانچه همان وقت بعمل آمد،^{۱۰} آخر شدت وجع و الم باعث حرارت شد، فردایش معتبر الملوك طویخان و علی نقی خان و محتاج خان و غیره حکمای پادشاهی حسب الحکم والا حاضر شدند باقسام تدبیر و معالجه پرداختند تا بعد مدتی طاقت حرکت پیدا کردند لیکن هنوز اثری از آن باقیست زیرا که هنگام راه رفتن محتاج بهصدا اند، امید که از فضل الهی آن نیز رفع شود و شفا و کلی حاصل گردد

ولامعاش چنان کن که گویخوابی فرشته است بدو دست دعا بگذارد

شعاع لغزیدن پای، شعاع بنتم، شعاع مل، میر نصیح از روی شعاع، شعاع جان، شعاع مل، الملوك، شعاع، سلطان، شعاع مل، فرشته، نصیح از روی شعاع،

در واقع که اثر دعاها می سحری و نیم شبی خلق الله بود که حق تعالی لایزال اینگونه
 بلا می ناگهانی حفظ (۱۲۳۲) ذات حمیده صفاتش نمود، تاریخ که متفحص
 این معنی یافته شد به قلم می آید لمصنفه

مُحَمَّدُ الْمَلِكُ وَزِيرُ عَظَمُ که خدایش بسلامت داداد!
 شب که گلگشت عمارت میکرد بادل خورم و از غم آزاد
 گل بد انسان که فتد از گلبن از سر بام بناگاه افتاد
 سال این ساخته دل حست ازین گفتش حق همه جا حافظ داد!

باری بنابر علت سیف الدوله بهادر مغفور و عدم تقریر نیابت نظامت
 بنام اعز الدوله بهادر و هم ناخوشی هر دو والا گهر با هم دیگر و تاخیر کوچ نوابصا
 و همچنین بسبب بعضی مهمات دیگر سرتاسر پنجاب و از آشوب و فساد شد
 و هر طرف فتنه پیرایان غارت پیشه و هنگامه آرایان کوتاه اندیشه که از
 روزگار دراز در گنج خمول و گمنامی غزیده بودند سر از رخنه فساد بر آورده
 در خرابی و ویرانی آن مملکت بمقدور تصور نمودند، شهر با بغارت رفت
 و قصبه ها تاراج کردند تا خاندانها با مال حوادث گشت و بدولتها آفت
 رسید، غرض که زمانه از مردم آنجا که بنابر عدالت و کرم نواب ناظم مرحوم
 در کمال آرام و آسودگی زندگانی میکردند طرفه انتقامی کشید، چنانچه تاراج
 تحریر که پنجم رجب و سنه بیست و نهم جلوسی است و یکسال و یکماه و بیست
 و سه روز از رحلت نواب ناظم مغفور گذشته هنوز آن مملکت محل فتنه
 و فساد است

جهاندار و ارد جهان را خراب بهانه است کاوس و افراسیاب

له یعنی بمی خان، له ع: بتاراج، له ع: غارت، که یعنی موجب تاراج شد

بعد یک چند از رسیدن اعترالدوله بهادر بلاهور نیز بر جنگ (۲۳۳) بهادر از (۲۳۴) دو آبه جانب لاهور حرکت آمده در مکان حضرت ایشان اقامت گرفتند، و با عترالدوله بهادر در باب تقسیم ملک و مال پیغام کردند، آخر کار حرف بطول کشید و عاید بنا خوشی با شده، در افواج طرفین گونه زد و خودی واقع گردید، من بعد پای مصالحه در میان آمد و با همدگر بسواری کشتی در میان دریای راوی ملاقاتی نیز دست بهم داد و یکپاره نقد و جنس از جمله ترکه بطریق علی الحساب بشرط کوچیدن سمت دو آبه از پنجاب حواله متصدیان سرکار نیز بر جنگ بهادر شد و ایشان بدو آبه کوچیدند،

رسیدن محی الدین علی خان بهادر با اموال ز لاهور
بمخسوز و حواله گردیدن اموال بمسود و اوراق به علاقه

وکالت نواب سیف الدوله بهادر مخسوز

محی الدین علی خان بهادر دیوان بیوتات که برای ضبط اموال از حضور مامور شده بودند یک روپیه نقد و یک پاره جواهر و طلائی آلات و نقره آلات و پنج زنجیر نیک و یکصد و پهل و شش اسپ و دو صد و سی و یک شتر و بیست استر و تو شکخانه و فراشخانه و غیره کار خانات که تفصیل آن طول میخورد بضمط در آورده هژدهم ربیع الاول سنه مذکور روانه حضور شده، و هفدهم ربیع الثانی بشا جهان آباد رسیده بر سالت عمده الملک بهادر شرف اندوز سلاطین ملازمت اقدس گشت و بعطای خلعت و شش پارچه و کلم و نقاره ملازشت یافت

۱۲۳۱ و در باب اموال بسعد الدین خان بهادر (۱۷۳۵) خانسان حکم شد که
 تحویل تحویلداران کارخانجات سرکار والا نماید، چنانچه بر طبق حکم قضائیم
 بطور رسید، یعنی زر نقد داخل خزانه عامه و جنس سپرد کارخانه داران
 گردید، بعد سه روز ازین بسایت بعضی اعتراف بیست و سیوم شهر
 و سده مسطور اول روز که بندگان حضرت قدقدت در دیوان خاص
 تشریف آوردند بسعد الدین خان بهادر خانسان ارشاد قدسی شد که
 چون اموالی که محی الدین علی خان بهادر آورده قابل سرکار والا نیست
 سوای زر نقد، طلا آلات، نقره آلات، و جواهری که پسند شده، دیگر هیچ
 هست حواله وکیل نمایند، و همین امروز رسید بمهرش، اگر فته از نظر انور
 بگذرانند، و رواقع که چه لازم کرده که مشتی اسب و فیل و شتر دانه خور
 زیاده در سرکار والا باشد، آنچه حیثیت پسند طبع اقدس اشرف داشت
 و آن عبارت است از زر نقد، و طلا آلات، و نقره آلات، و جواهر
 خود بمقتضای تفضلات پادشاهانه در و بله اول داخل خزانه شد،

باری خانسانان در کمری آیده نشست و بکارخانه داران تاکید
 بلیغ کرد که تو شکخانه و فراشخانه و فیل خانه و اصطبل و آهوانه و قوشخانه و غیر
 کارخانجات اموال را از تحویل کارخانه داران بادشاهی طلبیده همین وقت
 بخانه وکیل که عبارتست از اقامه سطور برسانند و رسید هر کارخانه بمهرش بیاورند
 و خود تا دوپهر شب از کمری برنخواست (۱۲۳۵ ب) تا آنکه کارخانجات مرقوم را
 بخانه فقیر فرستاد، از رنگ آمیزیهای نقشبندان قضا و قدر است که محی الدین خان

له دال بهش، خان بهادر، اصل، ازین صحبت بساعت بصری مع، از سلطنت بعضی، معه دردی مع،

مع اصل بهشت، مع، چیست، تصحیح قیاسی ہے،

[دیوان] بیوتات [که] بنا بر ضبط اموال از جناب خلافت ماور گردید و اموال
 بمشور آورده بود و عطای اضافه و نقاره سرافراز شود و در حق بیچاره وکیل
 که بعد رحلت سیف الدوله بهادر مرحوم باحوال خود گرفتار و معطل و بیگزار است
 حکم شود که اموال را بخانه اش رسانند و دو اب پانصد روپیه روزی خرج*
 را بگردش بربندند و دم نقد خود جامی باید که گنجایش این همه کار خانات
 داشته باشد، باری قریب بشام آمدن اموال محشر* تمثال شد،
 بسم اسد اول فیلخانه که از آنجمله یک فیل سیه مست خوشخواره و بر
 پشتش فیلبان شور رشتی سواره بود و دوده دوازده کس با چرخ و بهاله
 همراه داشت بر دروازه حویلی رسید و راه آمد و شد مردم بکلی مسدود
 گردید و سر حلقه فیلبانان بادشاهی که چیره کهر کی دار بر سر پیچیده خود را آدم
 تراشیده بود آنگاه نشست و مستدعی رسید گشت، گفتم که منشی را بطلبید
 که رسید نوشته بدید، منشی از خانه خود پیش فقیر می آمد، فیل مست
 اندکی اشارت خرطوم طرف مخدوم کرد، آن بیچاره برهن تا توان که شست
 استخوانی بیش نیست: بای پر میسر کیسی [که] گفت و بر زمین فلطید
 و در آخر تبه حس و حرکتش مفقود شد که گوئی بدیو لوک رسید باری (۱۲۳۶) (۲۳۶)
 کسان فقیر بسر و قتش رسیده از آن مملکه بر آوردند، و لرزان و ترسانش
 برای دیگر پیش فقیر رسانیدند، رسید انیال نوشته حواله آن عزیز چیره
 کهر کی بند کرده رخصت نموده شد، و بمجد اعظم که اهتمام دواسپ خانه
 فقیر بعهده اوست گفتم ای یار عزیز! هر چند بلای نازل شده است

له اهل: روزی غم، نصیح از روی ج، له اهل: آمدن اموال محشر* تمثال، ج: آمدن اموال محشر* تمثال

له خورشید یعنی شورشید، له اهل: آمدن، ج: آمدن، له اهل: آمدن، له اهل: آمدن، له اهل: آمدن

لیکن استقلال از دست نباید داد و کمر سعی بمیان بخت برند، بالفعل
احاطه زمینی که بهشت اصطبل است قیل واسپ و شتر را و دیگر هر چه
بیاید در آن جاده، اوتعالی شانه آسان خواهد کرد،

پهر شب گذشته اصطبل و شترخانه و استرخانه رسید و از شور و شتر سائین
آب بنی لجامی خورده و از شیه اسپان از گرسنگی نیم مرده طرفه زلزله در محله
بر پا کردند، مردم در وازه های حوثی و اهل صرفه دکانهای راسته بازار بند
کرده دم در میکشیدند و کلمه فسیقل یا الهی کل صعب بر زبان مثل بید
بر خود می لرزیدند، بلکه دوسه دکان شیرینی فروشان بسبب شیطنت و شتلق
مردم با دوشاهی بتاراج هم رفت، شب تا روز آمد آمد کارخانجات محشر آثار
و هجوم مردم سرکار و الاوتگی جامع صحتی و طرفه عالتی بوده است، شب
همه شب و فردایش تا آنکه آفتاب غروب نمود این هنگامه بلند بود، طرفی
انیال واسپ و شتر استاده و سمتی یوز و شیرجه با دپار هر [پارچه] و آهو داد
هنگامه آرائی داده، جائی قفس طوطی و بلبل و ککلا و مرغ کوهی جمیده، و گوشه
باز و جره و شاهین صید (۲۳۶) عقاب بے طمعگی گردیده، غرضکه خانه از
هجوم مردم و کثرت از هر نوع جانور حکم احاطه شکار قمره پیدا کرده بود، و صحن
خانه بعینه صحنه تصویر قیل جادوی نمود،

مردم خود را چون مضطرب و سرایسمه یافتیم، گفتم چه واقع شده است
که حواس را بر باد داده اید، جای شکایت نیست بلکه مقام شکر است
زیرا که حرف دیروز است که چون تقریب سیر چهری مدار در میان بود فکر
کر ای نه ده شتر داشتم امروز به فضل الهی دو صدوسی و یک شتر یکی از دیگر

له اصل: امتیاد، تصحیح از روی ح، م، و تبر و میلاد و دند (مرآة اصطلاح)، و ته اهل شترجه، و ح شل حن،
نه دد ح.

ملاحظه کرده باید گرفت و رسید باید داد، گفتم ای خانه خرابان! شاید از گرفتن
رسید زنده با تسلی نشده آید که حال رسید جنازه را میخواستید بروید و ببرید، من
چه دانم که دندان و رخت که آورده اید از همان فیل است یا از فیل دیگر
از آن قبیل،

کیفیت دیوان مرزا صایب علیه الرحمة

شاید که یک ماه پیش ازین هنگامه از شخصی خبر یافتیم که رای نونده را
همیشکار خالصه دیوان مرزا صایب علیه الرحمة دارد که قریب یک لک بیت
است، چون از مدتی تلاش این قسم دیوان داشتیم از پیش رای مذکور طلبیده
شیرازه اجزایش و اگر دم و مسطر چهار مصرعی موافق صفحه اصل ترتیب داده
بنا بر برداشتن نقل به نثر کاتب حواله نمودم، در عرصه سه ماه و پنجر روز
هشتاد و دو و جز که شخصت و نه هزار یکصد و پنجاه و هشت [۲۳۸] بیت ارد
۱۰
با تمام رسید، و مبلغ یکصد و هفده روپیه و پنج آنه صرف کاغذ و کتابت
و جدول و جلدش کردند، حاصل این گفتگو روزی که هنگامه اموال بمیان آمد
فردایش کاتبی از جمله کاتبانش جزوی تمام کرده پیش فقیر آورد و بر سر ورق
جزو که نظر کردم این بیت مرقوم بود: بیت

در خطر گاهی که سر باید گرفتن باد و دست

میکنند این مآلان اسباب را گردآوری

غریب رقتی حاصل شد، در سال یک هزار و یکصد و پنجاه و یک
هجری که شاه آسمان جاه نادر شاه فرمانروای قلمرو ایران هندوستان تسلط شد

لے اصل، در وقت، راج، و فوت،

برای العین دیده شد که هر که مال و منال بیشتر داشت اورا آفت بیشتر رسید
اسباب جهان که اکثرش ناچار است در صورت افراط سرخراریست
بر قصر و سهاست بنای آرام تشویش دل بقدر دنیا داریست

✓ پیام بر مطلب

چهار هزار روپیه معرفت راجه قابل رام متصدی سرکار نواب صاحب
وزیر الممالک بهادر از برکت جهان ساهو بحساب دور و پیه سود سرمد موجب
تمسک قرض گرفته و مبلغ مرقوم را برای اخراجات کارخانجات تحویل سیام
صراف نمودم، حال آنکه ملک التجار هندوستانم چنانچه از آنچند در جهان خلق شده گو
بالقوه نباشد بالفعل خود مالک آنم، روزها خانه ام را هر که میدید کاروان مرا
می پنداشت و شبها هر که تماشا میکردش خیمه شب بازی انگاشت، چون
۱۰ ماور بودم بغروختن گله گله اسپان رفته از کار [۲۳۸] و قطار قطار
شتران بی مهار، و رسانیدن وجه قیمتش بخزانة سرکار دوسه تاخیمه بشکوهی
در میدان چارباغ زدم و حسب الارشاد خداوندان دولت در باب
فروخت اسپ و شتر و استراجازات دادم، مقومان میقیم سر کوچه غرض آمده
نشستند و مال یک روپیه را بچهار آن قیمت کردند کیست که متعرض احوال
آنها شود زیرا که مقومان سرکار اند و در ضمن اینگونه قیمت کردن غرضی هر آینه
مذ نظر دارند، باری اسپ و شتر و استر و غیره بچهار ده هزار و یکصد و پنجاه و ش

له اصل : بسیار ، سه اصل : دلیل ، سه اصل : برکبان ،

رع : برکتبها ، سه رع : سود سرمد دور و پیه ، سه اصل : طرف ،

له کذا ، سه اصل : در ضمن ، سه اصل : غرضی هر آینه ، رع : عرضی هم ،

رو بهی و دوازده آنه فروخت گردید، و آنچه بعد اخراجات و ادای قرض
 سا هو باقیمانده جایی که مامور شد رسانید، چنانچه مفصل در جمیع خرج مرقوم
 قریب هفتاد و هشتاد چکله توشخانه و تورخانه و فراشخانه و غیره
 کارخانجات از عدم دادن رسید هنوز با تمام مردم بیوتاتی بود، چه آنها
 رسید بقید میخواستند و حال آنکه بدون عرض گرفتن جنس اینمیتوانست
 صورت بست، لهذا قرار یافت که نویسند های راست قلم هر دو طرف
 بنشینند و بار چکله ها کسوده صند و قهای توشخانه که سر بهر است بر شمار
 عددی آن اکتفا نمایند و جنسی که زیر قلم نیست تفصیلش بر نگارند، هشتم
 جمادی الاول سنه صدر مرزا اصلاح بیگ که در اوراق گذشته احوالش

مرقوم است با نویسنده چند از جانب محی الدین علی خان دیوان بیوتات
 و گدازه پت راسی پیشکار مشرفی ابتیا عثانه [۱۲۳۹] سرکار والا (با) بعضی ارباب (۱۲۳۹)
 تحریر از طرف فقیر در خیمه های که بگلزمین نواح چهار باغ زده شده بود
 بعرض گرفتن جنس کارخانجات پرداختند، و چهار دهم شهر صدر فراغ
 حاصل ساختند، پانزدهم و شانزدهم و هفدهم سه روز دیگر در مقابل کافند
 گذشت، من بعد مردم دیوان بیوتات پادشاهی رسید بهر فقیر گرفته
 چکله های اموال یعنی امانتی را که زمین و زمان و دشت و جبال نیارست
 متحمل آن شد تجویل را قم سطور نمودند، شور و غلوماً و جهولاً از شش جهت
 بلند تا سما، فقیر تماشائی نقش پردازیهای قضا^۱ شعر

آسمان بار امانت تو است کشید قرط خال بنام من دیوانه زدند

له اصل، فروخته کردند، مع شل متن، له اصل، تورخانه، تصحیح از روی مع، له اصل، افزوده، بگو

له اصل، نداشت، تصحیح قیامی است، ۱

بهر تقدیر چون آمد آید ایام برسات بود اراده مصمم شد که زود کارخانجات
روانه لاہور گردد، تدبیر انیمینی در میان بود که در نیمین از ڈیوڈمی خدمت
عالیہ بیگم صاحب محل نواب بیعت الدولہ مغفور پیغام رسید کہ بعضی
جنس از کوشکخانه و فراشخانه در کار است، تعجیل در روانہ ساختن
کارخانجات بوقوع نیاید، ہر چند نظر بعضی جہات مصلحت در
روانہ شدنش بود لیکن چون خداوندان دولت چنین فرمایند غیر از
قبول [تعلل] نداشت، صورت اینست، جواہری کہ از لاہور ارسال
حضور شدہ بود بندگان حضرت خلیفہ دین و دولت روبرو وافرودہ
وہنگی ملاحظہ نمودہ بعضی رقم کہ سی و یکہزار و سیصد و پنجاہ روپیہ اصل
قیمتش بود پست ساختہ بر [۲۲۹ باب] قیمت ہفت ہزار و دوصد و شصت
و ستہ روپیہ کہ مقومان حضور مقرر کردہ بودند نگہداشتند، و بقیہ سر بہر
سعد الدین خان بہادر خانسان و جواہر خان داروغہ جواہر خانہ حوالہ
راقم صرف شد، فقیر بجناب نواب صاحب وزیر الممالک بہادر (و)
خدمتہ عالیہ التماس کردم ہر کارخانجاتی کہ در محلہ گنجایش نداشت تحویل
بندہ شدن مضایقہ ندارد لیکن متحمل بار سنگین جواہر ہر چند بیش از یک
صندوق و یک صندوقہ نیست عاجز نمیتواند شد، در سر کار نگاہ باید
داشت، حق تعالی در عمر و دولت خدمتہ عالیہ بیفراید کہ در سر کار خود
نگہداشتند و رسید بہر دستخط خود عنایت نمودند، و همچنین کوشکخانہ
و چینی خانہ و پختہ خانہ و ظروف باور چخانہ و آبدار خانہ و غیرہ کارخانجات را
در سر کار خود نگہداشته رسید کمر مت ساختند، و از جنس فراشخانہ

لے، ساختن، لے از روی، لے اصل، نیمہ، تصحیح قیاسی است، لے یعنی خدمتہ کی خدمتہ
لے اصل، رسید،

آهنگ در کار بود با بابا بختاور را که پرستار مزاجدان و جواب و سوال دایودمی
با اتمام آنست در چار باغ فرستاده طلبیدند و رسید آن نیز لطف نموده
در روانه ساختن کارخانجات مختار نمودند،

روانه شدن اموال از شاہجهان آباد بلاهور بموجب حکم والا باہتملک راقم سطور

چون از جناب خداوندان دولت ارشاد شده بود که چکڑہ اموال
و انبیال را همراه بیگ نظر خان عرف حاجی نذیر و خواجہ بدیع ملازمان اعوان الدولہ
بہادر کہ یکچند پیش ازین بتقریب ہمانداری بیگ علی وغیرہ جلو دار سمرکار
عظمت مدار [۱۲۴۰] شاہ فلک بارگاہ نادر شاہ فرمانروای ایران بشا جہان آباد (۱۲۴۰)
رسیدہ بودند روانہ کردہ شود، و از سرکار عالی تعیین بسبب بعضی جہات
قرین مصلحت وقت نبود، ہذا یک صد و یک کس را نوکر کردہ و بچہیر آم
خدمتگار قدیم الخدمت و حکومت رام محرر را نیز ہمراہ دادہ بیست و دویم
جمادی الاول سنہ صدر روانہ لاہور کردہ شد، و روز اول متصل بکڑہ
محلدار خان منزل گردیدہ

و بعد دو روز بیگ نظر خان و خواجہ بدیع نیز از دہودمی عالیہ خلعت
و دو صد روپیہ یافتہ رخصت گردیدند، و از شہر کوچیدہ در کارخانہ رسیدند
و حاجی کہ خالی از بلا ہتی نیست یکی بنا بر تذرتا فتن در حضور کہ این معنی
بیہوشی داشت و دوم بہت گر بختن ایاز نام غلام محمود خود کہ خاص مال

ملک بکڑہ و بچہیر بیست و دو صد روپیہ و بیست و دو کس را نوکر کردہ شد، و روز اول متصل بکڑہ

قریب بیخبر از رویه برده از فلک و ملک بی مرز و ناخوش بود شروع بفروایشها
 نمود، گاهی پیغام میکند که این همان اموال است که (دیوان - ت) بیوتات با پانصد
 سوار و پیاده آورده بود حالا نمیتوانم با این مردم قلیل برو، لازم که فوجی
 از سرکار نواب صاحب مقرر شود، و گاه گفته میفرستد که اگر تعیین فوج
 از سرکار دشوار باشد خود دوصد سوار و پانصد پیاده نوکر کرده همراه باید داد
 و مبلغی برای خرج من نیز باید فرستاد، هر چند گفته شد که حالا در اموال
 چه مانده است غیر از چند چکله فراشخانه نیست، و مع هذا از تعیین مردم
 از سرکار عالی میتوانست صورت بست چرا این همه مردم نوکر (۲۴۰) بی
 گرفته میشد؟ و نیز غلام شمارا من نگر یزنده ام که از من بیدماغ باید
 بود و باعث کم توجیهی خداوندان دولت فقیر نشده ام که چشم از
 خدمت گذاریهای سابق پوشیده هزار تکلیف مالا یطاق باید نمود،
 با آنکه میدانند که روزی دوصد رویه کم و زیاده خرج کارخانه است
 از آئین دولت خواهی خداوند بعید است که مقام باید کرد، روزی
 که جهت خرج راو کارخانه بتکلیف سرانجام یافته در مقامات کثره
 مملدارخان تمام باید کرد، قطع نظر از اینها، همگی پانزده روز در شروع
 برسات که آن عبارت است از ماه ساون هندی باقیست، و در راه
 از دو دریای باید گذشت، نظر باین مراتب بهتر اینست که دست
 از این هرزه خیالها باید کشید، و بسرعت هر چه تمام تر باید کوچید،
 اصلاً این حرفها بخاطر حاجی جانکرد و بدار و مدارشبی بروزمی آورد،
 و چون دریافته شد که تاکید و تهدیدش فایده نمیکند احوال بمناب عالی

۱- اصل، حاکم، ج مثل متن، ۲- اصل، مقامات، ج مثل متن،

گذاشت کرده شد، و از جناب مالیه سزاواران مامود شدند که حاجی را
 بگوچانند، و بگویند که اگر زیاده برین توقع کردی بعزل جاگیر معاتب
 خواهی شد، چنانچه سلخ جمادی الاول سنه مذکور نور چشم کامگار
 رای که پیرام و فرزند ستوده اطوار رای فتح سنگه و برادر مهربان لاله
 لچی رام و عزیز القدر کشمیری مل و غیره یاران را فرستادم که شما نیز
 رفته بحاجی در باب کوچ تقید بلیغ نمایند، و اگر باوصف این در
 کوچ استادگی کند دیگر معترض احوالش [۲۲۱] نبوده کارخانه را (۲۲۱)
 ردان کنند، یاران مذکور در کثرت مملدارخان رسیده و بحاجی موکد گردیده
 سه پیر همان روز پیشتر کوچانیدند و خود در باغ مشفق مهربان رای
 مجلس رای پیشکار خالصه که متصل بکثره مملدارخان و بنا بر آب نهر
 در کمال طراوت و لطافت است رسیده حاضری خوردند، می گفتند
 با دجنان باغ که دست پنجه شده بود خیلی لذت داد، چون خبر روانه
 شدن کارخانجات یافتیم، شکر جناب اقدس الهی بحسب آوردیم،
 چه از روزی که اموال تحویل راقم سطور شده تا روانه شدنش تصدیق
 کشیده شد که نصیب هیچ آفریده مباد! و این هرج و مرج هر روز
 منجر بضعف و ماعنی گردید و مدتی خون از دماغ می آمد، تدبیر بکار رفت
 تا مزاج باصلاح آمد ع

دانه اشکیم مارا اگر دوش چشم آسیاست،

آنچه دریافته شد حاجی که اندچاشنی خواران لذت تجارتست بعضی
 جنس سوداگری با خود داشت، چون تقریب کوچ جلودار با مشیان

له اصل: بحریم، ع: بکرام، ع: اصل: روا، تصحیح از روی ع،

در میان فوج سنگینی همراه شان بود لهذا در کوچ توقف می نمود، چنانچه از دوسه منزلی دارا الحلافه بیشتر نکوچید تا آنکه قافله جلودارباشیان زرسیده و کیفیت جلودارباشیان بدینموجب است،

احوال جلودارباشیان سرکار عظمت مدارشهنشاه فلک بارگاه

شاه جمجاه نادرشاه فرماز وای قلمرو ایران هشتاد و یک اس اسپ (۲۴۱ ب) بانامه نامی برای بندگان حضرت قدر قدرت نقل الله (۲۴۱ ب) محمدشاه بادشاه غازی و نه راس اسپ جهت نواب صاحب وزیر الممالک بهادر و همچنین حصه رسد برای بعضی امرای اعز الدوله بهادر و همچنین در هر جنگ بهادر و همچنین حصه رسد برای بعضی امرای دیگر مصحوب بیگ علی بیگ و کتاب اسد بیگ جلودارباشیان بهندوستان فرستاده بودند، چون بلاهور رسیدند و اسپان حصه اعز الدوله بهادر و هر جنگ بهاورباشیان رسانیدند ایشان چند روز جلودارباشیان را در آنجا متوقف ساختند و بسلوک و مدارا پرداخته حاجی بیگ نظر خان و خواجه بدیع را به علاقه مهمانداری باسید سوار بر فاقه آنها مقرر کرده روانه حضور ساختند، و آنها بشاه جهان آباد رسیده بیست و یکم ربیع الثانی سنه ۱۰۹۹ [۱۰۹۹] ملازمت اقدس حاصل نمودند، نامه و اسپان از نظر انور گدرا نیدند، خلیفه دین و دولت نامه را بدست خاص از آنها گرفته حواله یحیی خان میسر ملشی نمودند،

له اصل جلودارباشاه حش حق، له اصل مکر خان، تصحیح شده بر آه اصطلاح، له اندوی ح،

وبعد استفسار احوال شاه جم جلی تحریعت اسپان فرمودند، بجلودار
باشیان خلعت مرحمت شد و باغ محلدار خان برای بودن شان معین
گشته، اخراجات هر روزه از سرکار والا قرار یافت، بیست و دویم
جمادی الاول سنه مذکور آنها از پیشگاه خلافت بعطای خلعت و بیت
هزار روپیه نقد کامیاب گردیده دستوری انصراف یافتند و یکم هزار
(۱۲۴۲) و دو صد توپچه عطریات از هر قسم علیحدہ شدہ (۱۲۴۲) قرار یافت کہ
پنجاه و یک زنجیر فیل جوان کہ ہندی زبان پاتھہ گویند نیز بر سبیل
ارمغان بہت شاه جم جہ فلک بارگاہ مصوب جلودار باشیان مل شود

کیفیت ارسال اخیال بہت شہنشاہ بلند اقبال

چون اخیال جوان در فیلخانہ سرکار والا بنود بہ عمدہ ہای خلافت
ارشاد قدسی شد کہ ہر قدر اخیال جوان داشتہ باشد از نظر فور بگذرانند
و ہم با مدی علیخان داروغہ فیلخانہ حکم شد کہ در شہر پیش ہر کس از فروع
مذکور فیل باشد طلبیدہ از نظر جہان پرور بگذرانند، ہر یکی از عمدہ ہای
سلطنت سہ فیل پیشکش کرد، دیگر ہم میگذرانیدند و سعادت می پنداشتند
لیکن چکنند کہ بدانستند . . . چون داروغہ مردم برای تفحص اخیال
تعیین نمود، ہر طرف در شہر فتنہ سر کشید، و کہن ہنگامہ فیل و ابابیل
کہ آیہ بلند پایہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ
دلیل آن است تازہ گردید، ہر چند از جناب عالمیان مآب در باب
تلاش اخیال جوان حکم بود این مشتی شرارت پیشہ در خانہ کہ سراغ

نہ کرد، ہمین اضطراب بہ ناباکہ جہات اسکے بعد کی نہ اہل سے خدمت ہوئی ہے،

(٥٨٤) المجدع قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن

لؤي بن غالب القرشي المكي شيخ الحرم

امه فاطمة بنت سعد بن سكيل وهو خير بن عوف

ابن حمالة بن غنم بن عامر الجاهلي، وكان اقل من

جدار الصحبة بعد ابراهيم واسماعيل عليهما السلام،

وهو اقل من حليته لسا السيوف بالذهب والفضة؛

وكان اسمه يزيد او لما تزوجت امه ربعة بن

حزام وخرج بها الى دار قومه خرجت معها بابنها

صغيرا فلما بعد من دار قومه سمته قصيا وهو الذي

جمع قريش (؟ قریشا) وفيه يقول الشاعر:-

ابكم قصي كان يدهي مجتعا به جمع الله القبائل من فخر

وانتم بنو زيد وزياد اوكم به زيدت البطحاء فخر اهل فخر

(٥٨٨) المجدع ابو علي الحسن بن محمد بن

عبد الصمد يعرف بابي الشحنة العسقلاني الكاتب

الشاعر

ذكره الاديب ابو الحسن علي بن بسام الاندلسي في

كتاب الذخيرة، وقال: احد الفضلاء الفصحاء،

وهو صاحب الرسائل والخطب، وقيل: ان القاضي

لعفي كتاب الاستقاني (ص ٢٥): خير بن حمالة بن عوف بن غنم؛ له واقفه ابن دريد

في كتاب الاستقاني (ص ١٣)؛ له شعر لهفة بن غانم؛ تأج العروس (٢٩١، ٥)؛ له في

فهرست روزي، (الحسن بن عبد الصمد بن الشحنة؛ (ص ٢١٣ من الفهرست)؛

الفاضل من رسائله امتدت وبها اعتد؛ وقال عماد الدين
الاصفهانى فى كتابه: المُجيدُ مُجيدٌ كنعته قاصر
على ابتداع الكلام ونحته،
ومن شعره:-

يُجود بالملء غيث السُجى منقطعا وغيث كَفك بالأموال يتوصل
جأري نذاك فلم يطف بغيته فحرق البرق فى حافاته خجل
قال ابن بسام فى الذخيرة: مات المُجيدُ فى سنة
اثنين وثمانين وأربعمائة مقتولا معتقلا بمصر
فى خزانة البنوخ؛

(٥٨٩) المُجيد ابو على العباس بن على بن محمد

ابن ابى عمر واليهى الاديب
ذكره كمال الدين ابن الشعار فى كتاب تحفة الكبراء،
وقال: كان ادبيا وله رسالة سماة الرسالة العسجدية
فى المعالى المؤيدية، بخزانة كُتِب السُلطان المؤيد
على بن حاتم، ومن شعره فيها:-

اذا ما نداء يوم يعطى انتدأى لنا
فما عارض يُنْصَلُّ او ديمه تَقْصِي
هو الملك اما حاتم البحر دمه
فيلغى وينسى عنده اخف الحلم
اذا نحن قلنا البدرو البحر والحياء
فقد ظلمت اوصافه غاية الظلم

وتوفي بزبيد سنة خمس وخمسين وخمسمائة؛
(٥٩٠) المجدد أبو الحسن علي بن عبد العزيز الأنصاري
البغدادي الشاعر

كان أديباً عالمًا شاعرًا ناطقًا، تغرب عن العراق
وجال في الآفاق، ومدح بشعر الإعيان والأكابر
وبرز نزول الحظ في زبيد شاعر، ومن شعره :-

طلت الأنام ولم تنزل متطوِّلاً
وغدت يمينك للبرية منهلاً
وسحبت ذيل لعن من فوق السها
في حيث لم ترض المجذرة منزلاً
كما علوت على الحواكب واليا
حزلت مناقبك السماك الأعزلاً

منها :-

وإذا لا كإرم في المعاريم فقلوا
كانوا أو آخرها وكنت الأولوا

(٥٩١) مجير الدين أبو سعيد البق بن محمد بن
[٢٩٤] بوري بن طغتكين الدمشقي ملك دمشق

ذكره الحافظ أبو القاسم علي بن الحسين بن

في بفتح أوله وحسب ثانيه ثم ياء مثناة من تحت مدينة مشهورة باليمن أحدثت في أيام

المأمون؛ معجم البلدان ١٠٣، ٣٤٦؛ يعظم الظلم المهمل وسكون الغين المعجزة و

كسر التاء المثناة من فوقها والكاف وسكون الياء المثناة من تحتها وبعد ما نون اسم تركي؛ وفيات ١٠٣؛

عساكر دمشق في تاريخه، وقال: ولد ببعلبك و
 قدم دمشق مع ابيه محمداً فلما مات أبوه ولي امره
 دمشق يوم الجمعة الثامن من شعبان سنة اربع
 وثلاثين وخمسمائة وكان اتابك عماد الدين زنكي
 ابن آقسنقر صاحب حلب ولي بعض الشام والموصل
 والجزيرة وقدم دمشق معاصراً لها فلم يصل منها
 الى مقصوره فرحل عنها، وكان مجير الدين آبق صغير
 السن فاستولى على امره معين الدين وهو ملوك
 جد ابيه طغتكين ومات ببغداد سنة خمس و
 خمسين وخمسمائة وفيه يقول عرقلة الدمشقي
 من انبياء :-

كانما البدو قد لام لنا متضجاً وجه مجير الدين مولانا اذا ما منحا
 (٥٩٢) (ردو السعادات) مجير الدوله ابو غانم احمد
 ابن جعفر بن محمد بن فسانجسر الفارسي الوزير
 ذكره الرئيس ابوالحسن بن المقابي في تاريخه، ورد
 العتاي من ملك الملوك ابي كاليچاد السمرقاني بن
 سلطان الدولة الى مجير الدولة ابي غانم بالاستدعاء
 من البيضاء وقد خرج اليها متوجهاً الى اصبهان لمعاونة

له ٢٧ ص ٣١٤ وفي بيان المصنف نقص وزيادة؛ له قتل سنة ٥٩٢ هـ وفيات ١: ١٩٢؛

له قتل سنة ٥٩٤ هـ وفيات ١: ١٩٤؛ له ٥٥٥ هـ، ٥٥٥ هـ؛ له قتل سنة ٥٩٤ هـ؛

له ٥٩٤ هـ؛ ابن خلدون ٣: ٣٥٢؛

ابى منصور فرامر زبن عالويه صاحبها على ركن الدين
ابى طالب طغرلبك واقامه مقام مُهذَّب الدولة، وورد
الى الوزير ذى الشعادات يوم الاثنين لخمس بقين
من شهر ربيع الأول وَكُنَّا كَاتِبْنَا كَذَا بِمَارَأَيْنَا مِنْ تَغْيُرِ
ابى منصور الفسوي وانرا لة نظره ويده وذكر
المنشور بطوليه؛

(٥٩٣) مجير الدين ابوالعالى احمد بن محمد
ابن محمد بن ابى القاسم المرتضى الحسينى لعبيد
الموصلى النقيب

من سُلالة السَّادَةِ النُّجَبَاءِ وَذَوِى الْجَلَالَةِ مِنَ النُّقَبَاءِ
كَانَ مَعْرِفًا أَدِيبًا، كَتَبَ إِلَى بَعْضِ الرُّؤَسَاءِ مِنْ قَصِيدَةً
وَأَيَادٍ تَخْرُسُنَ قَسْنَ أَيْدِيهِ حِينَ تَبَغَّى وَصْفًا لَهَا بِكَلَامٍ
وَسِيدًا فِي الْقَوْلِ الْفَعْلُ يَعْتَدُ مَوَاقِفَ النُّقْصِ وَالْإِبْرَامِ

(٥٩٣) مجير الدين ابوالفضل احمد بن محمود
ابن يحيى المنبجى

قَرَأْتُ بِخَطِّهِ مِنْ آيَاتِ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ الْمُعْتَمِدِ :-
أَعَاذَتْنِي أَقْصَى أَكْبَرُ جِدَاتِي بِالْثَمَنِ
كَانَ لِمِيزَلِ مَا أَتَى وَمَا تَدْمَغُ لَمْ يَكُنْ
أَرَى النَّاسَ أَحَدُهُ فَخُوفِي حَدِيثًا حَسَنَ

(٥٩٥) مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ الْمَفْرَجِ بْنِ

دُرْعَمِ بْنِ الْحَسَنِ التَّعْرِيثِيِّ الْقُرَشِيِّ

ذَكَرَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْقَاضِي تَاجُ الدِّينِ يَحْيَى بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ
ابْنُ الْمَفْرَجِ فِي تَارِيخِهِ؛ وَقَالَ، أَمَّا عَمِّي أَحْمَدُ بْنُ الْمَفْرَجِ
فَانَّهُ وَلِدٌ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَارْبَعِمِائَةٍ كَانَ رَجُلًا
عَالِمًا عَامِلًا مُجْتَهِدًا فِي أَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ صَبُورًا عَلَى الْإِنْقِطَاعِ
وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ شَدِيدًا لِمُحِبَّةِ الْعِلْمِ مُعَظِّمًا لِلْعُلَمَاءِ
مُوقِّرًا لِلزُّهَادِ كَثِيرًا تَفَضَّلَ عَلَيْهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالِدُهُ عَامٌ فِي خُلُوتِهِ
وَحَقِيبِ صَلَاتِهِ قُرَى الْيَقِينِ فِي اجَابَتِهَا، وَقَدْ لَقِيَ جَمَاعَةً
مِنَ الْمَشَائِخِ بِتَعْرِيتِ وَبَغْدَادِ مِنْهُمْ زَيْنُ الدِّينِ مُحَمَّدُ
ابْنُ إِسْعَدَ بْنِ حَلِيمٍ وَالحُسَيْنُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خَمِيسٍ
الْبُجْهَنِيُّ وَابْنُ شَاكِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ خَلْفٍ التَّعْرِيثِيُّ
وَلَهُ شَعْرٌ فِي الزَّهْدِيَّاتِ وَتَوَفَّى لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لَيْلَةَ عِيدِ
الْفِطْرِ مِنْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ؛

(٥٩٦) مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى

ابْنُ أَبِي الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ

قَالَ بَعْضُ الْأَصْحَابِ: كَانَ مُجِيرُ الدِّينِ إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى
رَجُلًا جَلِيلَ الْقَدْرِ حَافِظًا لِكِتَابِ اللَّهِ الْعَزِيزِ وَسَمِعَ
الْحَدِيثَ النَّبَوِيَّ، وَمَا اسْتَدَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْغِنَى مِنْ كَثَرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ؛

لَهُ نِسْبَةٌ إِلَى تَكْرِيتٍ وَهِيَ بَلَدَةٌ مَشْهُورَةٌ بَيْنَ بَغْدَادِ وَالْمَوْصِلِ، مَعَاجِمُ الْبُلْدَانِ، ٢: ٣٩٩؛

(٥٩٤) مجير الدين ابوالمحمد اسعد بن امير

السمري قندي الامير

كان امير اطاعا وفارسا شجاعا، ذكره في صاحبنا

شمس الدين ابو الفضل احمد بن محمد بن عمر البغدادي

المعروف بالسمري قندي؛

(٥٩٨) مجير الدين امير شاه بن تاج الدين معين

ابن طاهر نائب السلطنة بالروم

كان من الاحكام ببلاد الروم وله سيرة حسنة و

قواعد مستحسنة ولاجله صنف من لا ناظم الدين

الشيرازي كتاب نهاية الادراك في دراية الافلاك

وقال في مدحه السلي المعظم صدام العالم نائب السلطنة

المعظمة مجير الدنيا والدين تاج الاسلام والمسلمين

لانزال سرايا فضل بغير ناصرة وحداثة بمحاسنه

تراها؛

وانزالت الاقدار تجري بامر وقد فرغ من حوائله ما يحاذر

(٥٩٩) مجير الدين ابو المظفر بشير بن علي بن

عبدالعزيم البغدادي العراقي

له نسبة الى كرمينيه وهي بلدة بين سمرقند و بخارا والنسبة المشهورة عند اهل بخارا الى ابن

كان من اهل هذه القرية كرمينيه الآن ابا قاسم بن التميمي حدث عن حفص بن عمر بن حبيب

ابي عبد الجبار فقال لكرمانى من اهل قرية يقال لها كرمينيه؛ معجم البلدان ١٠٤ : ١٢٢٥

في المتوفى سنة ٤١٠ م كشف الظنون ١٠٦ : ٣٩٤؛

قلأت بخطه : قال بعض اصحاب الجيوش : التعزيز
مفتاح البؤس وقد نهي الله عن ذلك فقال : وَلَا تُلْقُوا
رِبَايَةَ يَعْجَمَ إِلَى التَّمْلِكَةِ ومن وهن الامر اعلانه قبل
احكامه وقد ذم الله تعالى على ذلك فقال : وَإِذَا جَلَسْتُمْ
أَمْرُؤَيْنِ الْكُفْرَ أَوِ الْخَوْفَ أَذْهَبِي؛

(٦٠٠) **مُجِيرُ الطَّيْرِ** ابو عمرو ثوب بن شحمة بن
المنذر التميمي الفارس الشاعر

ذكره ابو القاسم الحسن بن بشر بن يحيى الهمداني في
كتاب المؤلفات والمختلف من اسماء الشعراء ، وقال :
كان يقال له : **مُجِيرُ الطَّيْرِ** ، وذلك انه كان يضم
سهمه في الارض فلا يُصلد من تلك الارض طير ، وذكروا
انه اسرحا تم ركذا الطائي ، فقال حاتم :
كنا بارض ما يغت فداها ان الغدا بارض ثوب عاتر
قال : وكان ثوب مخفقا فاتبعه رجلان من بني القليب
ابن عمرو ومعصما ابنة عم لهما ومعه اخوة عليهما فصعدا
جبلأوترو المرأة مع احدا الرجلين فاشتد جهد القليبي
فوثب على ابنة عمه فذبحها ثم اورى نارا وجعل يأكل
لحمها فخطب رثة ثوب بعد ذلك امرأة من قومه فقالت لا
اتزوجك وقد احل رفيقتك ؛

له المصنف الشريف سرقة بقره آية ١٩٥ ؛ له المصنف الشريف سرقة بقره آية ٣٨ ؛

له المتوفى سنة ٣٤٠ هـ كشف الظنون ٣٩٤ : ١٢ معجم الادباء ٥٥٠ ؛
لكنه دنا على الاصل تقييما للكلام ولم ينف على القصة في المصادر بعد ؛

(٢٠١) **مُجِيرُ الدِّينِ** ابو الفضل جعفر بن ابي فراس
الحارث بن ابي تغلب بن ابي فراس النخعي - نزيل
بغداد - الامير بابصرة وواسط

ذكره شيخنا تاج الدين في تاريخه، وقال : كان
احد الامر الناصرية ، ورُتِبَ شحنةً بواسط والبصرة
وما يجري مع ذلك فسار فيها احسن سيرة وحمل طرقاتها
وخافه الحرامية والمفسدون ، وكان شيخاً غالياً
في التشيع ثم عُزل عن الامارة وعُتاك كان يتولاها
وانقطع الى العبادة وحج في ولاية ولده الامير
حسام الدين ولما فارق حسام الدين الحاج
ورقبة الى مصر مضى صحبتة ؛ قال ، وورد مجير الدين
بغداد في رجب سنة سبع وعشرين وستمائة ووقع
الرضا عنه واقام ببغداد الى ان توفي في ذي الحجة سنة
سبع وعشرين وستمائة وحمل الى مشهد على
عليه السلام ؛

(٢٠٢) **مُجِيرُ الجراد** ابو حنبل حارثة بن حنبل - وقيل
هو ابو حنبل حارثة بن مُرت - الطائي الفارس [١٥٥٤]

وكان الجراد وقع في ارضه فبدأ بالوقوع حول خبائه فخرج

له اى من المستنصر بالله اورد له في الواقعة صاحب التاريخ المنسوب الى ابن الغضائري
حولت سنة ١٢٤٤ من ١٨ ، في الاغانى (١٥٠، ١٢٦) ذكر مجير الجراد في اما ابو حنبل

فذكره في الاغانى وذكر قصة له مع حاتم لم يبق في مجير الجراد ، في الاغانى (١٠٩، ١١٠) ؛

اهل الحى ليصيدوه فركب فرسه واشروع اليهم صدق ثابته،
وقال، ما كنت اؤمخنكم من جارى فخر بنى القومه
وكانوا يلتقونه مجير الجراد وفي ذلك يقول هلال
ابن مغيرة التغلبى -

وهنا الكريم ابو حنبل اجار من الناس رجلا بجراد
وزيد لنا ولنا حاتم غياث الورى فى السنين المشد
(٦٠٣) مجير الدين ابو عبد الله الحسين بن الحسن
ابن عسكر الموصلى الفقيه

وقال [قال بعض الصالحين لابنه : يا بُنى بعليك بالقناعة
فان] ؟ فمن [لم تغنه قناعة لم يغنه مال وقد
قيل فى قوله تعالى : فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً مُّطَيَّبَةً ، اى
بالقناعة ، وكان قتادة يقول : ما استقصى كريم قط ،
اما سمعتم قول الله تعالى ، لَمْ تَرَ بَعْضَهُ وَاَعْرَضَ
عَنْ بَعْضٍ ؛

(٦٠٤) مجير الدولة ابو العلاء حمزة بن علي المجيرى
الفري منى الحاجب

كان من الحجاب العارفين بمقادير الناس وتربيتهم
وكان يتأدب قرأت بخطه -

سمعتنى ما يحا الهوى من ضميرى فالهوى اليوم جيلة نيك واه
بعثا كان فى هواك الهما طال قد عبدته كاوله

(٦٠٥) مُجِيرُ الْجَرَادِ وَهُوَ أَبُو حَنْبَلٍ حَنْبَلُ بْنُ حَارِثَةَ
ابن مُرَّ الطَّائِي الشَّاعِرُ

وقيل اسمه مُدَلَجُ بْنُ سُوَيْدِ الطَّائِي، ومن حديثه
فيما ذكره ابن الأعرابي أنه خلا ذات يوم في خيمته
فأذا هو بقوم من طيء معهم أوعيتهم فقال لهم
ما خطبكم؟ قالوا جرادٌ وقع بفنائك جئنا لنأخذه؛
فَرَجَبَ فرسه وأخذ رمحه وقال: والله لا
يعرضنَّ له أحدٌ إلا قتلته تالله أنكم رأيتموه
حين نزل في جاري ثم تَرِيدُونَ أخذه، فلم
يزل يحرسه حتى أصبح وحُمِيت عليه الشمسُ
فقال: الآن شأنكم وإيّاها حين تتحول من جاري،
(٦٠٦) مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو منصور خُطْبَةُ بْنُ سَأَوْتَكِينِ

ابن عَبْدِ اللَّهِ التُّرْكِيُّ الْأَمِيرُ بَتَعْرِيثِ
ذَكَرَهُ الْقَاضِي تاجُ الدِّينِ يَحْيَى بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ مِنْ
الْمَفَرَّجِ فِي تَارِيخِهِ، وَقَالَ: تَوَلَّى أَمْرَ بَتَعْرِيثِ فِي شَوَّالِ
سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، قَالَ: وَكَانَ
وَلَدِي عَبْدَ السَّلَامِ بْنِ كَعْبٍ عِنْدَ الْأَمِيرِ بَعْدَ الْفَلَاخِ
مِنْ قِرَاءَةِ الْخَتْمَةِ الشَّرِيفَةِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَصَلَّاهُ
يَدْعُو فِيهِ لِلْخَلِيفَةِ وَالْأَمِيرِ مُجِيرِ الدِّينِ وَمَدَحَهُ

له هو حارثة بن حنبل المقدم ذكره: (٥٤٠ - ٥٦٥هـ) اعلام

القاضي تاج الدين بأبيات منها :-

قسماً مجيد الدين حُزَّتْ من العُلَى
رُتَّباً كَبَّامٍ دُونِهَا الْعُكْبَرَاءُ
وَقَطَّرَتْ بِجَمِيلِ سَيْرَتِكَ الَّتِي
بَرَزَتْ فِيهَا الدَّوْلَةُ الْفَرَّاءُ

(٦٠٤) **مُجَيْرُ الدِّينِ** أَبُو الْخَيْرِ خَلِيلُ بْنُ يَوْسُفَ بْنِ

أَبِي الْحَسَنِ الْبَغْدَادِيُّ الْفَقِيهَ الْأَدِيبَ

قَالَ : بَكَتْ سُلَيْمَانَ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ
ابْنِ الْمُهَدِي : وَلِلَّهِ مَا عَفَا الْمَامُونُ عَنِّي صَلَاحٌ
لِرُحْمَى وَلَا تَقَرَّبْنَا إِلَى اللَّهِ بِحَقْنِ دَمِي وَلِحِكْمَةٍ قَامَتْ
لَهُ سَوْقٌ فِي الْعَفْوِ وَكَرِهَ أَنْ يَقْرَحَ فِيهَا بِقَتْلِي ، فَقَالَ
سُلَيْمَانُ : قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ، أَمَا الْمَامُونُ فَقَدْ
فَانْرَبَذَ كَرَهَا وَفَضَّلَهَا وَجَمِيلَ الْإِحْدِثَةِ عَنْهَا ،
ثُمَّ مَنْ شَكَوْهُ فَلْيُجِرْ مَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ، وَقَالَ أَبُو تَامٍ :-
اشْهَرُ نَعْيٍ مِنْكَ مَكْفُورَةٌ وَكَافَرُ النِّعْمَةِ كَالْكَافِرِ

(٦٠٨) **مُجَيْرُ الدِّينِ** أَبُو سُلَيْمَانَ دَاوُدُ بْنُ مَظْفَرٍ الدِّينِ

الْخَضِرِيُّ بْنُ غَازِي بْنِ يَوْسُفَ الْحَلَبِيُّ صَاحِبُهَا

كَانَ أَمِيرًا عَادِلًا عَالِمًا فَاضِلًا ، انْشَدَ بَعْضُ صُرَّاهِ

قَالَ : انْشَدَنَا أَلَمِيرُ مُجَيْرُ الدِّينِ دَاوُدُ بْنُ الْخَضِرِ

ابْنِ غَازِي :-

مَنْ رَمَكَ تَذَلُّهُ وَتَذَلُّهُ وَالصَّبْرُ عَلَيْكَ تَعَلُّهُ وَتَعَلُّهُ
 فَالْعَيْنُ عَيْنٌ مَا يَغِيضُ مَعِينَهَا وَالْقَلْبُ فَيْكُ عَلَى الْمَوِيلِ مَوِيلُ
 فِي كُلِّ جُزْءٍ مِنْ جُزْءِكَ صَارُمٌ وَلِكُلِّ جُزْءٍ مِنْ قَوْلِي مَقْتَلُ
 (٦٠٩) مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو الْمُنْظَرِ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْجَنْدِ
 الدَّوْمِيُّ الصُّوفِيُّ

قُرِأت بخطه: قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: لَوْلَمْ يَنْطِقِ الْقُرْآنُ
 فِي ذَمِّ الْبُخْلِ الْآبِقُولِ تَعَالَى وَلَا تَحَسَّبَنَّ الْكَافِرِينَ
 يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الْآيَةُ رَحْمَانٌ
 فِيهِ ابْلَغُ الْبَلَاغِ فِي تَهْجِيئِهِ، وَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ:
 أَلَا كَذِبٌ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ
 مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَقَدْ ذَمَّ اللَّهُ مَنْ يَمْنَعُ
 خَيْرَهُ وَيَأْمُرُ بِالْبُخْلِ غَيْرَهُ فَأَيَّاكَ أَنْ تَحُونَهُ،
 (٦١٠) (الْمَلِكُ الزَّاهِرُ) مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو نَصْرٍ دَاوُدُ بْنُ
 النَّاصِرِ يَوْسُفُ بْنُ أَيُّوبَ الشَّامِيُّ صَاحِبُ الْبَيْكَةِ
 قَدْ تَقَدَّمَ وَكَرَّةٌ فِي كِتَابِ الزَّاهِي فِي تَرْجُمَةِ الزَّاهِرِ، وَ
 هُوَ صَاحِبُ قَلْعَةِ الْبَيْرَةِ الْقَلْعَةِ الْحَصْنِيَّةِ عَلَى لُفْرَاتٍ
 وَحَاكِي سَخِيَّا كَرِيمًا مَحَبًّا لِلْعُلَمَاءِ مُسَدِّ حَاوِيَّ
 حَافِظًا لِدَهَاسِنِ الْأَشْعَارِ وَالنَّشْدِ لَا بِي الْعَسَنِ الْبَصْرِيِّ:-
 أَيَادُهُ وَبِعَيْكَ مَا ذَلَّجَيْلُ فُلَاذُّ عُلَيْلُ وَالْفُ بَخِيلُ

لَهُ دَوَائِي حَسْبَنِي سُرَّةُ آلِ عِمْرَانَ آيَةُ ١٨٠، ٤ سُرَّةُ نِسَاءِ آيَةُ ٣٤،

لَهُ (٤٣٣-٤٣٢)؛ (الْإِحْلَامُ (٣٠٦١)، الشُّذْرَاتُ (١٣٨١)؛

اذا دُمْتُ مِنْهُ بُلُوغُ الْمُنَى فَمِنْ دُونِ ذَلِكَ خُطْبُ جَلِيلٍ
كَأَنِّي أَرَى شَخْصَهُ فِي الْمِرَاةِ يَلُوحُ وَمَا لِي إِلَيْهِ سَبِيلُ
(٦١١) مُجِيرُ الظَّعْنِ رَبِيعَةُ بْنُ مَكْدَمٍ بْنُ عَمْرِو بْنِ
عَبِيدِ اللَّهِ الْكَتَاتِيُّ الْفَارِسِيُّ

ذَكَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي كِتَابِ مَقَاتِلِ الْفَرَسَانِ، وَقَالَ:
أَنَّ نَبِيْشَةَ بِنْتُ حَبِيبِ السَّامِيِّ خَدِجَةَ غَارِ يَا فُلَيْقٍ طَعَنَتْ
مِنْ كِنَانَتِهِ بِالْكَدِيدِ فَأَرَادَ أَنْ يَحْتَوِيَهَا فَمَنَعَتْهُ رَبِيعَةُ بِنْتُ
مَكْدَمٍ فِي فَوَارِسٍ وَكَانَ غُلَامًا لَهُ ذَوَابَةُ فَشَدَّ عَلَيْهِ
نَبِيْشَةُ فَطَعَنَتْهُ فِي عَصَدِهِ فَأُتِيَ رَبِيعَةُ أُمُّهُ وَقَالَ:
شَدَّيْ حَلِيكَ الْعَصَبَ أَمْ سَيَّارَ فَقَدْ زُرَيْتِ فَارِسًا كَالِدِيْنَا
فَقَالَتْ أُمُّهُ:-

إِنَّا بَنِي ثَعْلَبَةٍ بَنِي مَالِكٍ مَرْزُءُ أَخْيَارِنَا كَذَلِكَ

مِنْ بَيْنِ مَقْتُولٍ وَبَيْنِ هَالِكٍ

ثُمَّ عَصَبَتْهُ فَاسْتَسْقَاهَا مَاءً، فَقَالَتْ: إِذَا هَبْ
فَقَاتِلِ الْقَوْمَ فَإِنَّ السَّمَاءَ لَا يَغُوتُكَ فَرَجَعَهُ وَكَرَّ عَلَى
الْقَوْمِ فَكَشَفَهُمْ وَرَجَعَ إِلَى الظَّعْنِ وَامْرَأَتِهِ بِالسَّيْرِ

لَهُ فِي نَسَبِهِ اخْتِلَافٌ يَعْرِفُ مِنْ فَرَسٍ وَتُسَمِّيْلَتِ (N: ١٨) وَالْإِغَاثِيُّ، قِصَّةُ قِتْلِهِ مَبْسُوطَةٌ فِي الْإِغَاثِيِّ

(١٣: ١٦) مَعَ بَعْضِ اخْتِلَافٍ مَعَ الْمُصَنِّفِ رَأَى تَرَاثِيمُ الْإِغَاثِيِّ الْأَعْلَامَ (٣١٩: ١) وَبُلُوغُ الْأَرَبِ (١٣٧: ١)

٢ هُوَ مَعْرِ بْنِ الْمُثَنَّى (٥- ٢٠٩ م) أَعْلَامُ ١٠٥٨: ١٣، وَفِي كَشَفِ الظُّنُونِ مَاتَ سَنَةَ [٦١١]

٣٥: ١. قَالَ أَبُو حَبِيبٍ: كَذَلِكَ يَدُ مِنَ الْأَرْضِ خَلَقَ الْأَوْدِيَةَ وَأَوْدَعَهَا مِنْهَا وَيُقَالُ فِيهِ الْكَدِيدُ تَصْغِيرُ

تَصْغِيرُ التَّوْخِيمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ بِالْحِجَازِ وَيَوْمَ الْكَدِيدِ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ الْحَرْبِ، لَكَ فِي الْعَصَلِ، رَبِيعَةُ، وَالتَّصْغِيرُ
مِنْ الْإِغَاثِيِّ؛

فقطعن العقبة ووقعت على فرسه منكم على رُجعه
ونزفه الدم ففأظفروا فرسه فوقه ميتاً؛
وما نعلم قتيلاً حتى ظعننا غير ربيعة بن مكدّم؛
(٦١٢) **مُجِيرُ الدِّين** أبو الفتح سعد بن عبد الملك

الواسطي المحدث

أُسْنَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ هَذِهِ الْخَلَائِقَ
مَنَاقِصُ مِنَ اللَّهِ فَإِذَا أَحَبَّ عَبْدٌ مَنْحَهُ خُلُقًا حَسَنًا
إِذَا أَبْغَضَ عَبْدٌ مَنْحَهُ خُلُقًا سَيِّئًا؛

(٦١٣) **مُجِيرُ الدِّين** أبو نصر سعيد بن عبد الله بن
أحمد البغدادى الصوفي

سَافَرَ إِلَى الْبَصْرَةِ وَاسْتَوَظَّنَهَا وَتَزَوَّجَ بِهَا وَكَانَ يَكْتُبُ
بِبَغْدَادَ فِي بَعْضِ جِهَاتِهَا شَرَّكَتَكَ ذَلِكَ وَتَصَوَّفَتْ وَ
خَرَجَتْ عَنْ بَغْدَادَ وَلَمْ يَعُدَّ إِلَيْهَا وَمِنْ شِعْرِ فِي الْبَصْرَةِ :-
لَيْسَ يَغْنِيكَ فِي الْعُمَارَةِ بِالْبُصْرَةِ إِنْ حَانَتْ الصَّلَاةُ اجْتِمَاعُ
إِنْ تَطَهَّرْتَ فَالْمِيَاهُ سُلُوحٌ أَوْ تَيْمَنَّتْ فَالصَّعِيدُ سَمَادُ

(٦١٤) **مُجِيرُ الدِّين** أبو علي سعيد بن عبد الملك
الموصلى المقرئ

كَانَ عَالِمًا بِالْقَرَائِطِ سَافَرَ إِلَى الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ وَاقَامَ
بِهَا ، رَوَى عَنْ نَشْرِ الدَّوْلَةِ أَبِي الْفَضْلِ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنَ عَلِيٍّ بْنِ نَفَادَةَ السَّلْمِيِّ قَوْلَهُ :-

سل ظبيات العله - قبل من احله ،
 (٦١٥) **مُجِيرُ الدِّينِ شَمْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّيْبَانِيِّ**
 انشد لجميل :-

أَمَسْتُ بِثِينَتِهِ قَدْ شَطَّتْ بِهَا الدُّرُ
 وَأُسْتَبْدَلَتْ وَكَذَلِكَ النَّاسُ الْهَوَارُ
 دَارًا بَدَارٍ وَجِدَارًا بِجِيرَتِهَا
 بَعَاثُمْ أَذْلَنَا أَهْلُ رِثَاةٍ
 فَكَأَبْدِيْ وَلَا فِيمَا أَتَى أَعْجَبُ
 لِحَلِّ أَمْرِ قِضَاءِ اللَّهِ مَقْدَارُ

قوله : فلا بد لي كيقرول : ليس ذاك بأول الأشياء وكان ؛

(٦١٦) **مُجِيرُ الدِّينِ أَبُو مُصَوِّطٍ شَتَكَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ**
 المستنجد بن أمير الحاج ملك خوزستان

[١٥١٦
١٥٢٩]

ذكره شيخ خاناتج الدين في ذكر ملوك خوزستان
 وقال : كان من الملوك المستنجد بن شتكم صار
 الى المستنقضي بأمر الله فولاه أماراة الحاج سنة تسع
 وستين وخمس مائة فلما استخلفت الناصر بن الله
 أقره على أماراة الحاج وأقطعته الرحلة السيفية
 فكان على ذلك الى ان عزل في رجب سنة ثلث وثمانين
 وظهر عليه أنه كتب بخطه الى الملك الناصر صلاح الدين يوسف

له انظر اخبار شتكمين في الشذرات (٨٠٥) والكامل لابن الاثير (٥٣٥) ؛

ثم ٥٥٥ هـ ؛ ت س : الكامل (١٣ : ٢٢) ؛

مد البيت قافيته بجملة صفحة	مد البيت قافيته بجملة صفحة
مَوْكًا وَجَعْتُ سِيطًا ١٢ ٢٩٢	وَقَدْ الْعَلِقُ سِيطًا ١ ١١٩ =
وَالْبَسُ الْخَرِقُ ١٣ ٤٠	(أَوْ فَقَدْ) ٣٥٢:٩
أُبَلَّتْهُمَا تَنْطَلِقُ ١٣ ٢٢٤	(٢٨:١٠)
مَوَاسِرَةٌ بَلَقُ ١٣ ٢٢٠	لَهَا وَالذَّهَقُ ١ ٣٢٠
مِنْ الْوَرَقُ ١٥ ٢٨	تَحَطَّمَتْ تَفْتِقُ ٣ ٢٩
يَعَادُ شَرِقُ ١٥ ٢٦٩	كَأَنَّهُ سَلِقُ ٤ ١٤٨
لَا تَحْسَبَنَّ بَلَقُ ١٦ ٢٩	أَبْلَغُ الْخَلْقُ ١١ ٣٤٤ =
وَأَهْوَجَ الْوَرَقُ ١٦ ١٠٠ =	(٣٤٤)
إِنَّ مَرْتَفَقُ ١٦ ١٢٢	وَأُطْعِنُ وَالْفَهَقُ ١٢ ١٩٠
فَمَا تَنَقُّ ١٦ ٣٩٣	لَوْ طَرَقُ ١٣ ٢٩٠
وَلَا يَنْتَطِقُ ١٨ ٣٢	لَا الْوَدَقُ ١٢ ٢٢٠
فَطَلَّ مُنْطَقُ ١٦ ٢١	وَيَلُامُ وَالذَّهَقُ ١٦ ١٣٩
لَمَيِّقُ الْخَلْقُ ١٦ ٥٢	ظَلَّتْ مُحْتَرِقُ ١٦ ٣٨
بَارِئٌ يَدْرُقُهُ ١٥ ٢٣٢	وَأَصْبَا أَخْلَقُ ١ ١٠٣
بَيْضٌ تَطْبِيقُ ١ ٣٣٣	كَأَنَّا طَبَاقُ ٢ ٢٣٢ =
يَسْمُهُ مَشْنُوقُ ١٢ ٥٥	(٢٦٢)
وَلَا مَغْلُوقُ ١٢ ١٦٥	(٢٤٨:١٨)
وَالْعَالِيُونَ مِنْطِيقُ ١٢ ٢٣٣	(٨٣:١٢)
وَلَا مَغْلُوقُ ١٩ ٣٤١	حَرَفٌ إِطْرَاقُ ٣ ١٨٢
	يَا عَيْدُ طَرَّاقُ ٣ ٣١٢

سدائيت قافيتہ مجلہ صفحہ ۲۵۴

(۲۲۰۱۲)

لَمَّا نَبِيتِ بِيَط ۱۲ ۳
مُعْتَزِلِ زُرْنِيقِ ۱۲ ۶
أَوْطَعُمُ الْغَرَائِقِ ۱۲ ۱۶
كَبَسَلَهُ اللَّخَائِقِ ۱۲ ۲۰
كَانُوا السُّوقِ ۱۲ ۳۶۹
يَكْمُنُهُ الزَّجَالِقِ ۱۲ ۲۸۸
تُوجِي مَفْتُوقِ ۲۰ ۲۶
لَا مَرَاقِيهَا ۱۳ ۴۰۲
تَكْطُو قُلُفًا ۱۸ ۱۳۲
فَضْلُ نَزَقًا ۱ ۲۶
يَخْرُجْنَ وَالْغُرَقَا ۱ ۲۴۲ =

(۲۲۲۰۱۳)

لَيْثُ صَدَقَا ۲ ۲۰۳ =

(۲۱۶۰۴)

وَفَارِسُ صَدَقَا ۶ ۳۳۲ =

(۲۳۳۰۱۷)

أَشَمُّ الرِّبَقَا ۸ ۳۹۳ =

(۲۰۳۰۱۱)

الْقَائِدُ وَالْأَيْقَا ۱۱ ۱۸۳ =

يَا هَيْدَا طَرَاقِ بِيَط ۳ ۲۵۴

عِيرَانَهُ إِخْفَاقِ ۱۱ ۳۶۸

نَجَوْتُ أَرْوَاقِي ۱۱ ۴۲۴

كَادَتْ سَرَاقِ ۱۲ ۳۶

حَتَّى عَيْدَاقِ ۱۲ ۱۵۴

قَامَتْ بِالْفَاقِ ۱۲ ۱۹۷

حَدَّثَ أَطْوَاقِ ۱۲ ۳۲۶

لَيْلَةُ بَرَاقِ ۱۲ ۳۶۰

لَعَنَّا سَبَاقِ ۱۳ ۵۱۳

وَقَدْ أَطْبَاقِ ۱۲ ۳۵۱

لَا شَيْئَ بَاقِ ۱۶ ۶۲

وَقُلَّةٌ مِخْرَاقِ ۱۹ ۲۱۴

وَهُمُ الرَّاكِي ۱۹ ۲۳۴

عَمْرٌ وَمِغْنَاقِ ۱۹ ۲۴۸

هَلَا بِالزُّنُقِ ۵ ۱۱۳

أَوْجَرَتْهُ الزَّجَالِقِ ۷ ۱۴۱

أَفْنَى الْإِبَارِقِ ۷ ۳۶۳

هُوًّا الْمُبُوقِ ۱۱ ۳۶۱

وَقَارِسُ مَعْرُوقِ ۱۱ ۳۷۲

لَا سَعْفُوقِ ۱۱ ۱۸۳ =

صد البيت قافيتہ بحرا مجلہ صفحہ ۱۷۷ | صد البيت قافيتہ بحرا مجلہ صفحہ ۱۷۷

١٥٣٠١٥ | اِنِّي الْعَوْنُ بِسِيْطِ ١٢ ١٥٣

يُخْتَرِيسْ دَفَقًا بَسِيحًا ۱۱ ۳۸۸ اِنِّي سَأَلْتُ ۱ ۲۹۷

6441:4

حَدَّثَ الْعَقَا ۝ ۱۱ ۝

65:12

سَبَّحَ رَفِيقًا // م١٨

لا رَهَقًا ، ۱۱ ۴۲۱ تَعْتَادُ أَفْوَاقًا ، ۸ ۳۷۳ =

(6193:12)

كَانَ سَحْفًا . ۱۲۱۹ =

فات مطراقاء ۱۲ ۹۲

٢٥٣:١٤) مُنْعُومٌ كَصُطْفٍ ۝ ١٥ ٢٥٣

وَقُلِّبُ الشُّرُوقَ ۝ ۱۲ ۝ بِسْمِ اللَّهِ نَعْقُورًا ۝ ۱۱ ۝ ۶۵

حَتَّى وَالصُّفْقَاءُ ۚ ۱۲، عَسَا الْيَوْمَ ۚ ۱۳ ۲۲۲

نَظُّهُمْ اَعْتَقًا ۝ ۱۲۴ = دَرَجَ الْقَوْمِ الْمُتَغْلِبِ ۝ ۲۰ ۴۳

(اَوْ يَطْعَمَهُمْ) (۱۳: ۲۵۳) يَمْنَحُ يُؤْتِيهِمَا ۹ ۱۹۹

وَفَارَقْنَاكَ غَلْفًا ۝ ۱۲ ۱۶۶ وَهَاتِي قَدْرَكَ ۝ ۵ ۸۳

يُجِيلُ نَظْفًا . ١٢٣٣ = تَرَحُّنَا الصَّفَاقَ . ٨ ١٦٢

۱۳:۴۰) فَمَالِ أَفْئَاكٍ ۝ ۹ ۴۳۶

وقابل دفتاً ١٢ ٥٩ حان الأوراق ١٠ ١١١ =

‘५०३:१५

وَلَيْسَ وَرَقًا ۝ ٢٨٦

(614611A)

عَزَّتْ عَقْبًا ۱۶ ۱۹۲

كَانَ عَتَا ۛ ١٤٢ وَعَبْدُ فَالْوَرَقِ ۛ ٢٥٨

رَفَعْنَ فَأُتِلَتْ ۝ ۲۲۶ دَعَانَا وَإِصْحَاقُ ۝ ۱۳ ۳۰۳

دَعَا نَا وَالْجَفَّاقُ ۝ ١٣ ۛ ٣.٣

صد البيت فافيت به بحر مجله صفحه	صد البيت فافيت به بحر مجله صفحه
تَلَقَّى الطَّبِيقُ وَنَحْرُ ٢٣٨ =	لَقِيْنَا الْعَرَاقِي وَنَحْرُ ١ = ٢٦٤
(٥٥: ٣)	(١٢: ١٢)
تَشَقَّ سَحَوْقُ ٣٨٥ ٣	حَصَبْتُ بِالْعَنَاقِ ٢ = ٣٨٥
عَلَى طَرِيقُ ٩ ٢	(١٣٤: ١٢)
وَسَائِلَةُ الْعُلُوقُ ٥٨ ٦ =	(٣١٤: ١٣)
وَذَاتِ مَشِيقُ ٢٠٦ ٤	فَلَوْ عَاقِ ٢ = ٣٨٥
أَلْوَمًا قُرُوقُ ٤ ٢٠٦	(١٥٣: ١٢)
فَدَيْتُ أَطِيقُ ١٨٠ ٤	وَمِلْنَا عِتَاقِ ٣ = ٢٢٩
أَنُورًا حَذِيقُ ١٥ ١٠ =	بِغُلِّ زِرَاقِ ٢ = ٢٤٠
(٣٢٣: ١١)	كَانَ بِالْعِنَاقِ ٥ = ٢١٤
تَرَاهَا بَوُوقُ ٣١١ ١١	(٣٥٤: ٦)
تَلَا قَيْنَا حَنِيقُ ٣٥٦ ١١	بِزُرْقَاوَيْنِ مَاقِ ٦ = ١٨٨
تُكَلِّفُنِي السَّوَلِيُّ ٣٦ ١٢	(٣٨٩: ١٠)
أَحَقًّا فَرِيقُ ١٤٥ ١٢	إِذَا مَا سَاقِي ٤ = ١١٢
يَقْلِبُ مَحْيِي ٢١٥ ١٢	وَحَمَّ وَالْبِرَاقِ ٤ = ٢٠١
تَرَدُّ الْوَشِيقُ ٢٦١ ١٢	أَلْظَ الْوَسَاقِي ٩ = ٣٣٠
مُغْلَغِلَةً حَبِيقُ ١٨ ١٣	(٢٥٩: ١٢)
تَلَا قَيْنَا حَفِيقُ ٦٤ ١٤	كَانَ الرِّقَاقِ ١١ = ٦٢
جَمُومٌ سَحَوْقُ ٢٣٢ ٢٠	فَأَخَى بِدَاقِ ١١ = ٣٠٠
	قَضَيْتُ بِسَاقِي ١١ = ٣٠٢

صدائيت قافيتہ مجر مجلد صفحہ	صدائيت قافيتہ مجر مجلد صفحہ
وَعَهْدُ مُسْتَدَاقٍ وَفَدٍ ۱۱ ۴۰۱	وَعَهْدُ مُسْتَدَاقٍ وَفَدٍ ۱۱ ۴۰۱
فَارَبُّكَ الرَّفَاقَ ۱۱ ۴۱۰	فَارَبُّكَ الرَّفَاقَ ۱۱ ۴۱۰
وَلِحِجَّتِي بِسَاقٍ ۱۲ ۳۶	وَلِحِجَّتِي بِسَاقٍ ۱۲ ۳۶
مَذْهَرَةُ الصَّفَاقِ ۱۲ ۷۲	مَذْهَرَةُ الصَّفَاقِ ۱۲ ۷۲
لَقَدْ طَارَ ۱۲ ۱۰۳	لَقَدْ طَارَ ۱۲ ۱۰۳
عَلَيْكَ عِفَاقٍ ۱۳ ۱۲۵	عَلَيْكَ عِفَاقٍ ۱۳ ۱۲۵
فَلَوْ عِفَاقٍ ۱۲ ۱۲۶	فَلَوْ عِفَاقٍ ۱۲ ۱۲۶
لَعَرَّكَ الْعَنَاقُ ۱۳ ۱۲۹	لَعَرَّكَ الْعَنَاقُ ۱۳ ۱۲۹
أَمِنَ بِالْعَنَاقِ ۱۲ ۱۲۸	أَمِنَ بِالْعَنَاقِ ۱۲ ۱۲۸
كَخَبَرِي لِمَا قِ ۱۲ ۲۰۸	كَخَبَرِي لِمَا قِ ۱۲ ۲۰۸
وَأَسَالِي مُرَاقٍ ۱۸ ۸۰	وَأَسَالِي مُرَاقٍ ۱۸ ۸۰
تَعَوَّذُ الرَّفَاقِ ۱۶ ۷	تَعَوَّذُ الرَّفَاقِ ۱۶ ۷
كَأَنَّ لِوَفْدِاقٍ ۱۹ ۱۹۶	كَأَنَّ لِوَفْدِاقٍ ۱۹ ۱۹۶
أَلَمْ بِاللِّحَاقِ ۱۹ ۳۱۳	أَلَمْ بِاللِّحَاقِ ۱۹ ۳۱۳
تَأَبَّطَ لِشَيْئٍ ۱ ۴۳۸	تَأَبَّطَ لِشَيْئٍ ۱ ۴۳۸
رَاوِشِيئٍ ۱۰ ۲۵۱	رَاوِشِيئٍ ۱۰ ۲۵۱
رَعَيْنَ الْمَذَاقَ ۷ ۱۲۷	رَعَيْنَ الْمَذَاقَ ۷ ۱۲۷
وَأَصَمَّخَ الْبُصَاقَ ۱۰ ۳۲۶	وَأَصَمَّخَ الْبُصَاقَ ۱۰ ۳۲۶

(۳۶۴:۴)

فَكَأَوْشَفِيئٍ وَفَدٍ ۴

فَارَبُّكَ الطَّرِيقَ ۴ ۳۰۲

عِنْدَ إِبْشِيئٍ ۴ ۴۱۱

وَيَعْرِ الْعَتِيئَ ۵ ۱۲۶

أَلَا نَهَيْئٍ ۵ ۳۶۹

(۲۲۰:۱۲)

فَذَاكَ بِالنَّعِيئِ ۸ ۷۴

(۲۳۳:۱۶)

رَلَوِ الْعُرُوقِ ۹ ۳۳۴

قَلِيلُ مَشِيئٍ ۱۱ ۱۲۷

وَلِحِجَّتِي الْحَلِيقِ ۱۱ ۳۲۵

فَلَوْ عَقُوقٍ ۱۱ ۳۲۶

دَعْنَهُ لِلرَّقِيئِ ۱۱ ۲۱۳

وَأَشَعْتَ زَهْوُوقٍ ۱۲ ۱۳

هَدَيْئِي تَطْيِيئٍ ۱۲ ۱۹۳

فَذَاكَ بَرُوقٍ ۱۵ ۱۹۳

لَا تَمَلَّأُ يَسْقِيهَا ۱۲ ۱۱۴

رَعَيْنَ الْمَذَاقَ ۷ ۱۲۷

وَأَصَمَّخَ الْبُصَاقَ ۱۰ ۳۲۶

صد البيت قافيته بمجر مجله صفة

تَسُوْبِلُ الرِّقَاقَا وَنَد ١١ ٣٢٠ اَحْطَى فَاذْرُقِ كَامِل ١ ٥٠

اُتَانَا دِهَاقَا ١١ ٣٩٥ خَذَ بَاءُ رَوْنَقِ ١ ٣٣٣

اِذَا مَا عَوَاقَا ١٢ ١٥٣ اَعْنَدْتُ اُسْرَاقِ ٢ ٢٦٩

كَأَنِّي مَذْرُوقَا ١٢ ١٥٠ وَمَصَوِّعَيْنِ الْمُعْدَرَقِ ٢ ٢٢٣ =

يَخْتَبِرُنَا لُصُوقَا ١٢ ٢٨٣

اُمُحَمَّدُ مُعْرَقُ كَامِل ١ ١٠٦ =

وَتَرَى اُولَاقِ ١٢ ٢٠١ =

كَانَتْ السُّوقُ ٢ ٢٦٣

لَمَّا خِيفَتْ ٢ ٢٤٩

ظَلَّتْ تَشْفَقُ ٨ ٢٥٥

مَلَحَانَ الْمُخَنَّقُ ٩ ٣٣٠ =

كَعْنَاءُ بِالْخُنْدَقِ ١١ ٣٨١

فَدَّ الْحَقُّقُ ١١ ٣٣٩

وَكَانَ الْحَدَقُ ١١ ٢٠٨

مَلَى اَوْفَقُ ١٢ ٦٣

وَلَوْ يَتَصَدَّقُ ١٢ ٦٢

اَوْ تَعْلُقُ ١٢ ١٣٥

وَلَمَّا خَفِقَتْ ١٥ ٣٢٣

وَعَانَ مَفْلُوقُ ٢ ١٦

بِأَيِّ دُعْلُوقُ ٣ ٢٠٨

طَرَقَتْ الْمُعْنَقِ ١٢ ١٣٢

مدالبيت قافيتہ بکي مجلد صفحه	مدالبيت قافيتہ بکي مجلد صفحه
واذا الابلق کامل ١٢ ٢٠٨ =	فَارَقْتُ فِرَاقَهَا کامل ١٢ ٢١٢
١٠٦:١٤	مَوَسِّرَيْنِ مَنُوقٍ ٣ ١٤٥
دَهَبَتْ مَسَرِّقٍ ١٢ ٢١٨	مَلَقْنَهُنَّ التَّطْلِيْقَ ٩ ٢٠
واذا وَمَطَرَقٍ ١٣ ٢٤٨	أَجْرُهُمْ بِلَاغُوقٍ ١٢ ٢٠٩
رُبْعًا الْمُنْطَق ١٥ ١٢٩	وَالنَّوْمُ الْمُنْطَقِ ١٢ ٢٣١
حَدَّثَتْ بِبُضِيْقٍ ١٥ ١٤٠	مَخَصَّ التَّنْهَاقَا ٨ ٣٥٨
حَدَّثَتْ الْمُخْلَقِ ١٥ ٣٩٤	مَا بَالُ تَشْبَاقَهَا ١١ ٣١٦
نَصِلُ تَلَحِّقٍ ١٤ ٣٤١	مَا زِلْتُ التَّرْوِقَا ٩ ٢٢٣
لُعِنَ الْجَوْسِقِ ١٩ ١٥٤	لَمْ يُبْسِ الْمَسْلُوقَا ١٠ ٢٠٢
وَنَآتُ تَصْدُقِ ١٩ ٣٣٦	تُسَلِّ تَرْوِيْقَا ١٢ ٩٤
مَطْرُوْحَةٌ سَفَاسِقِ ٣ ٣٤٩	عَلَفْتُهُ عَبُوقُهُ ١٢ ٢٣٥
فَالِي سَمَالِقِ ٦ ١٠ =	وَقَوَاشِمُ مَعْلُقٍ ٩ ٣٤٤
١٣٠:١٢	كُنْتُ الْمُهْرَقُ ١٢ ٢٢٠
أُبْكِي غَاسِقِ ١٢ ١٦٢	وَالْبَيْتُ الْمُنْبِقُ ١٢ ٢٢٨
اِنَّ الْوَاقِ ١٢ ٢٦٥	أَلَكِ الْخُورِقُ ١٥ ١٠٦
يُمْنِ الْإِسْدَاقِ ٦ ٢٢٥	وَصَلِحِي عَوْهَقُ جَزَا ١ ٣٥٠ =
فَكَرَى الْأَمَوَاقِ ١٢ ٢٢٤	(١٥٢:١٢)
لَقَدْ وَزِقَاقِ ١٣ ٨٢	يُنِيرُ يَصْفِقُ ١ ٢٣٩
يَمْشِي بِطَرِيقِ ١٣ ٣٠٣	عَلِقَ أَوْرَقُ ٥ ٣٢٤
مِنْ إِحْنَاقِ ١٨ ٣٠١	سَمَدُ بَطْنَقُ ٦ ٢٤

صد البيت قافيته بح: مجلد صفحة	صد البيت قافيته بح: مجلد صفحة
تَضَحَّكَ الْأَشْدَقُ ج ٢ ٢٠٣	تَضَحَّكَ الْأَشْدَقُ ج ٢ ٢٠٣
وَمَنْهَلِ الْغُلُقُ ١٠٥ ٤	وَمَنْهَلِ الْغُلُقُ ١٠٥ ٤
وَدُونَ مُحَلَّقُ ٣٢٢ ١١	وَدُونَ مُحَلَّقُ ٣٢٢ ١١
وَمَنْهَلِ الْخَدْرُ ٣٥٩ ١١	وَمَنْهَلِ الْخَدْرُ ٣٥٩ ١١
(او الخورق) ٣٩٣	(او الخورق) ٣٩٣
يَكُونُكَ مَخْرَاقُ ٢١ ٦	يَكُونُكَ مَخْرَاقُ ٢١ ٦
رَانِي وَدَاقُ ٢٠٤ ١٢	رَانِي وَدَاقُ ٢٠٤ ١٢
ولا عِلَاقُ ١٨٠ ١٩	ولا عِلَاقُ ١٨٠ ١٩
سَائِلَةُ سَاقِهَا ١٠٣ ١٢	سَائِلَةُ سَاقِهَا ١٠٣ ١٢
يَارَبِّ مَعْبُوقُ ٣٩٩ ١١	يَارَبِّ مَعْبُوقُ ٣٩٩ ١١
(٣٢٤ ١٢)	(٣٢٤ ١٢)
مَازَالَ فَرُوقُهُ ١٤٩ ١٢	مَازَالَ فَرُوقُهُ ١٤٩ ١٢
تَنْفَاء مَفْلُوقُهَا ٢٠٤ ١١	تَنْفَاء مَفْلُوقُهَا ٢٠٤ ١١
نَاجَةٌ نَقِيقُهَا ٤٩ ١٢	نَاجَةٌ نَقِيقُهَا ٤٩ ١٢
رَانِي لِبَيْقُهُ ٣٣ ١٢	رَانِي لِبَيْقُهُ ٣٣ ١٢
فَلَرُ بَلَقُ ٣٨٤ ٢	فَلَرُ بَلَقُ ٣٨٤ ٢
قَد مَعِيقُ ١٧٩ ١٢	قَد مَعِيقُ ١٧٩ ١٢
نَسَى الْعِشْقُ ٣٣١ ١٣	نَسَى الْعِشْقُ ٣٣١ ١٣
يَاهِنْدُ حَقُّ ٥٧ ١٥	يَاهِنْدُ حَقُّ ٥٧ ١٥
فَلَو الْعِشْقُ ٢١ ٢٠	فَلَو الْعِشْقُ ٢١ ٢٠
نَاجِمٍ نَقِيقُ ٢٧٦ ١٢	نَاجِمٍ نَقِيقُ ٢٧٦ ١٢
وَحَافِرُ مَدْمَلَقُ ٢٥٦ ١٩	وَحَافِرُ مَدْمَلَقُ ٢٥٦ ١٩
هَلْكَةُ بِنَائِقُ ٢٦٥ ١١	هَلْكَةُ بِنَائِقُ ٢٦٥ ١١
دَعَضَ الدَّمَالِقُ ٣٩٣ ١١	دَعَضَ الدَّمَالِقُ ٣٩٣ ١١
رَانِي الْعَنَافِقُ ٨ ١٢	رَانِي الْعَنَافِقُ ٨ ١٢

صد البيت تأنيته بلا مجله صفحه	صد البيت تأنيته بلا مجله صفحه
لقد فوقه جز ١٢ ١٠٣	وحاديا بمشفق رجز ١٢ ٢٠
يُصْبِحَنَّ الْمُتَقَهَّرُ ٢٢٨ ١٤	ومخفق الآخرق ١٢ ٣٠
لا يَسْقِيَهَا ٢٣١ ٥	فهي أَفْرَقَ ٢٢١ ١٢
عَنْ شَأْوِي ١٨٩ ٢	انك مخفق ١٥١ ١٢
يَتَّبَعَنَّ الْمُرْفَقَ ٣١٢ ٢	يَتَّبَعَنَّ الْمُعْلَنَ ١٢ ١٥١
١٩٨: ١٢	ظَلْتُ الْخَذِرَتِ ١٥٢ ١٢
حَتَّى يَذْرُقَ ٢٢٣ ٦	تَحْمِلُ بَغْلُفَ ١٦٨ ١٢
حَتَّى تَلْبِتَ ٢٩ ٨	قد أَخْرَقَ ١٩٨ ١٢
يَزْعَى يَغْفِقَ ٣٠٨ ٨	لَا هَمَّ مَلَقَ ٢٢٣ ١٢
(او تَزْعَى) (او يَغْفِقَ) ١٧٣: ١٢	رَأَتْ يُحَلِّقَ ٢٢٥ ١٢
١٦٢	اِيَّاكَ وَكَفَى ٢٥٢ ١٢
يَا لَيْتَ الْاُورَقَ ١٦٥ ١٠	اب الْاُورَاقِ ٢٥٦ ١٢
عَزَّ تَغْبِقِي ٢٩٢ ١١	شَرُّ نَزْلٍ مُشْفِقِ ٢٦٢ ١٢
٢٩٣	لَا هَمَّ وَالْمُسْدِقِ ٣١٢ ١٣
تَدُ الْمُحْنِقَ ٣٥٦ ١١	فهي تَغْبِقِ ٢٤٣ ١٢
وَكُلَّ الْمَدْمَلِقَ ٣٩٢ ١١	لولا الْعُشْرِيقِ ٤٩ ١٨
كَأَنَّ فَرَقَ ٣٩٤ ١١	عَيْطُ بِالْحَقِ ٢٦٣ ١٨
وَتَحْتَ عَشْرِقَ ٣١٩ ١١	اِذَا قَطَلَتِ ٣٩ ١٩
١١٣٧: ١٢	يَتَفَضُّ الْهَدَالِقِ ٢٩ ١
فَلَا زَيْعِي ٣ ١٢	كَأَنَّ بِالْعَشَارِقِ ٢١٢ ٣

مد البيت قافيته بحى مجلد صنعة	مد البيت قافيته بحى مجلد صنعة
١٢٣:١٢	قُلْتُ بِالْمَشَارِقِ رَج ١٢ ٣٣
٣٣٩	فَأَعَجَلُوا وَالْأَصَادِقِ ١٢ ٩٢
٣٣٨	مَوْقِرُ الْحَالِقِ ١٢ ١٠٢
٣١٠	إِنَّا الطَّارِقِ ١٢ ١٣٤
١٩٦	أَعْرِفُ الْعَنَافِقِ ١٢ ١٥١
١٣٩	فَأَصْبَحُوا غَارِقِ ١٢ ١٥٤
٢٨٦	قُلْتُ غُرَانِقِ ١٢ ١٩٠
٢٨٦	أَعَجَلُ الْفَارِقِ ١٢ ١٤٨
٢٩٢	كَأَنَّ شَوَاهِقِ ١٢ ١٨٨
	كَأَنَّ الْكُشَارِقِ ١٢ ٢٣٢
(٣١١)	فَلَسْتُ سَابِقِ ١٢ ٢٩٠
٣٠٠	مَنْ أَلْقِ ١٢ ٢٩٣
٣١٥	أَعَجَلُ طَارِقِ ١٤ ٣١٢
٣٣٩:١٢	فَصَدَّةُ بَارِقِ ١٩ ١٩٣
٣٢٢	جَمْعُهَا سَوَابِقِ ٢٠ ٣٢٨
٣٣٩	وَنَدَاىِ الْوَسَاقِ ٢ ٢٩٠
٣٣٥	رَأَى التَّلَاقِ ٣ ١٣٤
٣٩٥	لَمَعْنِ السَّبَاقِ ٤ ٣٠٣
٣٩٤	وَلَوْ السَّبَاقِ ٨ ٤
١٣	وَعَارِضِ الْبَرَاقِ ١٢ ٣٣٩
١٣	جَارِيَةِ الْمَاقِ ١٢ ٣١٢
	لَقَدْ سَأَلْتِ ١٢ ٣١٢

سد البيت قافيته بحرف جلد صفحه	سد البيت قافيته بحرف جلد صفحه
٢١٦ ١١	مَا بِالْمَلَكِ مِنْ ١١
٢٢٨ ١١	اِذَا الْقِيَامِ ١١
٥٥ ١٢	قَدْ السَّاقِ ١٢
١٠٣ ١٢	وَلَوْ غَاقِ ١٢
(١٤٠)	عَمَّنْكَ مَخْلُوقِ ١٢
١١٤ ١٢	يَرْبُوعُ أَرْيَاقِ ١٢
١٣٨ ١٢	لَهْفِي وَمَعْنَاكِ ١٢
١٢٩ ١٢	اِذَا عَنَاقِ ١٢
(١٢٠)	أَبْيَضُ عَيْتِي ١٢
١٦٩ ١٢	مَعَاوِدُ نِيَّاقِ ١٢
١٤٠ ١٢	عَنْهُ التَّوْبَاقِ ١٢
٢٠٥ ١٢	دَلُّو التَّزَاقِ ١٢
٢١٣ ١٢	يَلَالُ أَمْعَاقِ ١٢
٢٢١ ١٢	تَعْدُكُنَّ الْوَشَاقِ ١٢
٢٢٢ ١٢	مُنْعَةُ الْإِهْرَاقِ ١٢
٢٥٥ ١٢	يَا رَبِّ وَرَاقِ ١٢
٢٨ ١٩	لَقَدْ الْبَاقِ ١٩
١٣٠ ١٩	قَدْ الْعِرَاقِ ١٩
٤٦ ٢٠	اِذَا الدُّقْرَاقِ ٢٠
٢٢٨ ٩	خَضَارُ عُمْ أَخْلَاقِهِ مِنْ ٩
٣٨٢ ١١	قَدْ سَاقِيهَا ١١
٢٠ ١٢	يَضْبُطُ سَيْحَاقَهُ ١٢
٢٠٢ ١	خَرَبْتُ فَنِيْقِ ١
(٢٠٠ ١١)	عَمَّنْكَ مَخْلُوقِ ١
٣٥١ ٢	يَزْكِبَنَّ السُّبُوقِ ٢
٢٠٦ ٢	عَاشَا مَذُوقِ ٢
٢٣ ٥	أَبْيَضُ عَيْتِي ٥
٢٤٨ ٤	يَجْعَلَنَّ السُّبُوقِ ٤
١٣٣ ٩	يُطْجِرَنَّ السُّبُوقِ ٩
٢٠٢ ١٠	أَلْسِمُ الْعُوقِ ١٠
٣١٨ ١١	قَامَ مَخْلُوقِ ١١
٣٢٤ ١١	شَرَاءُ كَالْمَحْرُوقِ ١١
٣٥٤ ١١	وَهَبْتُ خَنْدُوقِ ١١
٣٨٦ ١١	يَرْوَحَنَّ السُّبُوقِ ١١
٢٠٦ ١١	أَعْدَدْتُ وَالْقَصِيدِي ١١
٢٦ ١٢	قَدْ الشُّرُوقِ ١٢
٥٢ ١٢	وَهَبْتُ الطَّرِيقِ ١٢

صد البيت قانيتها بحج مجلد صفة صد البيت قانيتها بحج مجلد صفة

إِنَّ شَفِيقَ حِ ١٢ ٤٣ عَنْ الْأَمَقِّ حِ ١٤ ٢٣٤

إِنَّ وَالتَّصْفِيَّ ١٢ ١٤١ عَطَائِدُ رُوقَةٍ ٩ ٢٢٠

لَا الْبُرُوقِ ١٢ ١٨١ وَبَسَطَ رُوقَةٍ ١١ ٣٠٩

يَا أَيُّهَا الطَّرِيقِ ١٢ ١٩٩ أَمِ رُوقَةٍ ١١ ٣٠٩

خَطَاةَ الْعَتِيقِ ١٢ ٢١٢ بَاتَتْ الشُّقَّةُ ١١ ٣٨٤

زَعْبَلَةَ الْخُرُوقِ ١٣ ٣٢٣ سَبَّيْتُ رُوقَةٍ ١١ ٢٠٥

إِنَّ الْفُتُوقِ ١٣ ٣٢٩ لَأَحْ صَعْقَةٍ ١٢ ٦٦

يَا عَجَبًا الْفَلِيقِ ١٤ ٢٢٦ يَاعَمَّ فَرْقَةٍ ١٢ ٢٦٢

عَانَمًا بِالْعَبُوقِ ٢٠ ٤ وَجَمَلِ أَشْقَاةٍ ١٣ ١٥٩

بَصًّا وَصَهْصَلِيَّهَا ١٢ ٥٢ حَتَّى أَشْقَاةٍ ١٥ ٩٢

مَا بَالَ فُوقَهَا ١٢ ١٩٢ نَضْرِبُهُمْ أَسْوَقًا ١٣ ٣٦٩

إِنَّ تَنْدَقًا ٢ ٢٢٢ (أَوْ يَفْرِيهِمْ) (١٩: ١١)

عَرَفْتُ عَتَقًا ٥ ٢٥٨ كَأَنِّي مُخْنِقًا ٢ ٣٢١

بَادَرْتُ بُلُقًا ١١ ٣٠٤ (١٥٢: ١٢)

عَرَفْتُ أَرْمَقًا ١١ ٢١٨

وَأَنَّ عَتَقًا ١٢ ٢٢٣ حَتَّى هَزَقًا ٤ ٢٢٦

تَرَبَّعْتُ غَدَقًا ٨ ٥٥ تَرَبَّعْتُ غَدَقًا ١٢ ٢٦٣

بَعْنُكَ يُسْقُهُ ٣ ٢٣٤ فُوجِدَ تَوَرَّقًا ٨ ١٤٩

أَرْقَنِي أَرْقًا ٩ ٢٠ (١٣٧: ١٢)

إِلَيْكَ أَوْقَهَا ١١ ٢٩٢ وَهَنْ الْمُرْقَقَا ٩ ٢٥٠

صد البيت قافيته بحج مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحج مجلد صفحة
لَأُمِّ الْمَدْمَلَقَا رَج ١٠ ٢٨٩	صَلَّ الْعَقْلَقَا رَج ١٢ ١٢٦
وَأِنْ سَلَقَا ١٠ ٣١٣	بَحَيْثُ اسْتَوْسَقَا ١٢ ١٥٢
بَرِّيَّةَ فُسُتَقَا ١١ ٥٨	دُسْتِيَّةَ الرُّقَقَا ١٢ ١٨٧
وَجُودُ تَبَعَقَا ١١ ٣٠٢	لَا مَفْنَقَا ١٢ ١٨٤
حَتَّى أَقْلَقَا ١١ ٣١١	وَأِنْ فَيَهَقَا ١٢ ١٨٩
فَالْعَبْدُ التُّوَقَا ١١ ٣١٥	تَرَبَّعَتْ أَنْقَا ١٢ ١٩٤
وَاللَّيْثُ أَمْرَقَا ١١ ٣٥٥	وَقَدْ تَمَشَّقَا ١٢ ٢٢١
خَلَفَ الْمُنْطَقَا ١١ ٣٦٢	إِذَا تَمَطَّقَا ١٢ ٣٢٢
صَاحِبُ فَحَذْرَقَا ١١ ٣٦٥	جَدَّ هَقُوقَا ١٢ ٢٢٨ (١٥٩: ١٥)
فِي تَخْرَقَا ١١ ٣٨٢	مَخَافَةُ يَوْعَقَا ١٢ ٢٩١
يَا أَخَوَيَّ نَدَّ غُرَقَا ١١ ٣٨٤	وَقَدْ تَوَهَّقَا ١٢ ٢٩٩
يَعْلَى الْمَدْمَلَقَا ١١ ٣٩٢	إِنِّي مُطْلَقَا ١٢ ٢٨١
وَالْعَيْسُ الرُّزْدَقَا ١١ ٣٩٦	بَرِّيَّةُ الْمَرْقَقَا ١٣ ٢٩٥
خُوصًا مَرْقَا ١١ ٢٢٥	كَأَنَّا شَقَقَا ١٥ ١٨٨
أَشْهُو سَلَقَا ١٢ ٥٥٢	جَدَّ يَلْحَقَا ١٤ ٢٢٨
(أَوْسَلَقَا) ١٥ ٢٤٦	جَرَبْنُ أَعْنَقَا ١٤ ٤٠
رَأَيْتُ الشَّهْرَقَا ١٢ ٢٠	كَفْلُحَةِ الشَّهْرَقَا ١٩ ٩٤
لَمَّا أَخْلَقَا ١٢ ٤١	حَيْثُ فَرَقَا ٢٠ ١٨٩
وَلَا تُعَسَّقَا ١٢ ١٢٢	ذَهَبَتْ فَشَوَقَا ٢٠ ٢٠٥
إِنَّا عَسَقَا ١٢ ١٢٧	يَا أَيُّهَا سَرْقَا ١١ ٣٢٤

صد البيت قافيت به بح مجلد صفحه	صد البيت قافيت به بح مجلد صفحه
٤٣٢٤	لَسْتُ مُعَلِّقَهُ رَجَزًا ٣٥٣ ١١
يَا رِيَّهَا الْبَرْقَةُ حَزْزًا ١٥ ١٢	اِنْ مُطْلَقَهُ ٢٥٣ ١٢
كَاثِمًا الرُّوْقُ ١٩ ١٩	لَسْتُ مُحْبِقَهُ ٢٥٢ ١٨
أَبَى الْعُنُقُ ١ ٣٥٣	أَحْبَبُ الْجَوَالِقَا ٣١٨ ١١
٢٨١ ١٢	تَعْلَى زَاغِقًا ٣٤٤ ٨
كَاثِمًا الْحَنَقُ ١ ٣١٥	كَأَنَّ الْخَرِيفَا ٣٩٥ ١١
٢٩ ١٢	اِنْ شَرِيعًا ٨ ١٢
كَأَنَّهُ الْخَرْدَقُ ١ ٣٤٣	اِنْ سَائِقًا ٢٩٠ ١٢
وَحَوْقِلِ سَلَقُ ٢ ١٤٥	رَدْنِكُمَا شَرِيعًا ١٢ ٤
٢٨ ١٢	الْحَمْدُ أَطَاقًا ٢٤٥ ١٨
٣٣٣	اِنْ وَالْحَمْدُ ٢٦٣ ١٢
ضَرْحًا السُّوْقُ ٢ ٢٨١	حَتَّى الْفَرْدُوقَا ١ ٢٩
تَنْشِطُهُ فَنَقُ ٢ ٢٨٢	قَالَتْ سَوِيْقًا ٣٣٣ ٤
تَعَادُ الْحَرَقُ ٢ ٣٨٣	٢٨٣:٨
تَبَطَّقَتْ بِالْمَرْقُ ٢ ٢١٤	وَأَصْبَغُ تَحْقِيقًا ٣٢٠ ١٠
يَكْدَعُنُ الْفِلَقُ ٣ ٣٥٣	وَلَطَفَتْ تَطْلِيقًا ٢٩٩ ١٠
٤٤ ١٢	قَالَتْ خُرْدِيْقًا ٣٩٥ ١١
أَيُّ حِمَقُ ٢ ٢٩٣	يَا عَجَبًا الرِّيْقَةُ ٢ ٢٨٤
فَاخْتَلَّ مُجَقُ ٢ ٢٩٩	مِنْ رُوقِهِ ٣١٢ ١١

صد البيت قافيته بجا مجلد صفحة صد البيت قافيته بجا مجلد صفحة

١١: ١٢

حَتَّى الدَّلَقِ ٥ ٢٢٢

(٢٩٩)

(٣٩٩: ١١) (او الدلق)

وَالْغَسَّ مُخْتَلَقٌ ١١ ٢٩٣

(٢٩١: ١٢)

فَعَفَّ عَشَقٌ ٩ ٢٢ = فِيهِ الْبَهَقُ ١١ ٣١١

كَأَنَّمَا الْمَأَقُ ١١ ٣١٢ =

٢١١: ١٢

٤٢٣

(٢٩٩: ١٢)

(٣٩٩)

يَا ذَا الْبَرْقِ ٤ ١٤٨ = قَدْ الْخَرَقُ ١١ ٣٥٠

وَقَاتِرِ الْخَفَقُ ١١ ٣٩٤ =

(٢٩٣: ١٢)

فِ دَعَقُ ٤ ٣٨٤

تَرَى الْعَلَقُ ٨ ٢٠٩ = نَزَوْرًا دَعَقُ ١١ ٣٨٩

أَلَفَ اللَّيْقُ ٩ ٨١ = تَبْدُ وَالْدَّقُ ١١ ٣٨٩

سَوَى الطَّرَقُ ٩ ٢٥٩ = حَتَّى الْبَرْقُ ١١ ٣٩٨

كَأَنَّمَا عَقُ ٩ ٣١٣ =

(٢٩٨: ١٢)

أَوْدَى وَأُنْطَلَقُ ١٠ ٨٣

حَزَا الزَّنَقُ ١٠ ١٣٤ = يَزْعَمُ الْعَلَقُ ١٢ ٥

شَاوَى الْعَلَقُ ١٠ ١٦٠ = أَوْ مَقَرَّمِ الشَّقُ ١٢ ١١

إِذَا الزَّهَقُ ١٠ ٢١٢ = كَانَ الْوَرَقُ ١٢ ٣١٢ =

(٢٩٤)

فِيهَا بَلَقُ ١٠ ٢٩٣

رَبِّ تَلَقُ ١١ ٢٩٠ = مَعْتَكَمَا يَتَفَقُ ١٢ ٢١

صد البيت قانيتها بجله صفة	صد البيت قانيتها بجله صفة
يادار المشتق جز ١٢ = ٢٠	يادار المشتق جز ١٢ = ٢٠
شأن المنطق ١٥١٤	(او المشتق) ٣٠٩
يا خال العلق ٢٢٢١٨ =	فما المنعق ٤٠١٢ =
٢٥٣:٢٠	(١٢٥)
٣٢٣	قد الفلق ٨٣ ١٢
٣٤٠ ١٩	توارب الطرق ٨٤ ١٢
٢٢٥ ٢٠	عود طلق ١٠٠ ١٢
٢٤ ١٢ =	ترمي الطوق ١٠٣ ١٢
(٢٨	تبدو معتق ١٣٣ ١٢
٨٤ ١٢	حتى الزمق ١٦٣ ١٢
٣٨٢ ٤	تأوى القلق ١٤٢ ١٢
١١٩ ٨	تنشطه العلق ١٨٩ ١٢
١٤٩ ١٠	قد العلق ١٨٩ ١٢
٣١٥ ١١ =	رغدا أرق ١٨٩ ١٢
٣٤٩	عائها معق ٢٢٣ ١٢
(١٥١:٥	معتزم مدق ٢٢٩ ١٢
٣٠٤ ١١	أقول سلق ١٤١ ١٣
٣٢٤ ١١	فبالت الفسق ٤٢ ١٢
٢٩ ١٢	يا أخونا الخلق ١٥٤ ١٢
٥٩ ١٢	(لويأ ألقى) ١٥٤:١٤

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه	صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه
كرباج طَرَقَ رمل ١٤٨ ١٥	يَنْفُضُ الدَّيَّانُ حَبَا ١٢ ١٤٦
لا البَلْعُ سِرْج ١١ ٣٠٨	إذا الْأَنْفَاقُ ١٢ ٢٣٨
لا الرَّاغِبُ ٦ ٢٢٨ =	يَا رَبَّ الرُّوقِ ١٢ ٩٨
(٢٠٨: ١٢)	هل تَعْلِيْقُ ١٢ ٢٣٢
يَا قَوْمَ الدَّانِقِ ١١ ٣٩٢	هل تَطْلِيْقُ ١٨ ٢٠١ =
لا عَاثِي ٢٠ ٢٦٣ =	(٢٤٠: ٢٠)
(٢٠٣: ٢٠)	وإذا بِالْمُتَجَنِّقِ رمل ١٦ ١١٤
مَنْ بِالْمُضِيْقِ ١٢ ٤٤	اب والأَرْقَاءُ ١٢ ١٦٢
أَرْمَانُ عِرَاقٍ ١٢ ١١٩ =	لَقِيْتُ طَبَقَهُ ١٢ ٨٣ =
(٢٠٨: ١٥)	(١٠٩: ١٤)
مَنْ بِالْمُضِيْقِ ١٨ ٢٩١	أَيُّهَا حَلَقَهُ ١٢ ٢٠٠
وَأَنْتَ الْأَفْقُ مَنْ ١ ١٠٤ =	جَعَلَ بَرْقٍ ٤ ١٠٨
(٢٨٥: ١١)	أَنْصَبَ حَنِقٍ ٨ ١٣٤
تَنْقَلُ طَبَقٍ ٢ ١٥	أَصَمَّ تَكَلَّمَ ١٠ ٤٥ =
حَتَّى النُّطْقُ ٢ ٣١٩ =	(٢١٣: ١١)
(٢٣٣: ١٢)	مَيْلَهُ الْأَفْقُ ١٠ ٢٢٠
(٣٢٤: ١٤)	جَرَتْ حَبَطُ طَقُ ١١ ٣٢١ =
(٢٢٣: ١٩)	(٢٩٥: ١٢)
لَيْسُوا النُّطْقُ ٢ ٢٢٢ =	وَتَرَكْتَ عَقَقُ ١٢ ١٣٠

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه | صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه

لا خَلْقَهُ مِنْسَأ ١١ ٢٤٨ (٣٩١:١٠)

اب أَبَقُوا مِنْسَأ ١ ٢٥

سَلُّ الْغُرُقُ ١ ٤ ٢١

ثُمَّ عَنُقُ ١ ٩ ٣٠

رَأَيْبُ الْفِرْقُ ١ ١٠ ١٣٨

مِنْ قَبْلِهَا الْوَارِقُ ١ ١٠ ٢٩٤ (=)

يَنْفُضُ الْفِرَاقُ ١ ٣ ٢١٩

مُزَّةٌ يَذُوقُ ١ ٤ ٢٤٤ (٣٣٢:١٣)

مَا زِلْتُ عُلِقُ ١ ١٢ ١٤٤

وَأَنْدُرُكَ يَلُوقُ ١ ١٢ ٢٩٤

مَنْ ذَا لِقُهُ ١ ٨ ٤٣

يُوشِكُ يُوَافِقُهَا ١ ٤ ٣٣٠

مَنْ ذَا لِقُهَا ١ ٩ ٢٢١

يَسْلُؤُ نَزَقًا ١ ٢ ١٠٣

وَأَرْجِيئًا نَزَقًا ١ ٣ ٢٩٥

وَأَرْجِيئًا تَبَقًا ١ ١١ ٣١٣

لا الْعُنُقَاءُ ١ ١٢ ١٣٨

مَا لَاحِقُهَا ١ ٨ ٤٢

نَقَسَ الْحَرْقَهُ ١ ١١ ٣٣٠ (=)

رَأَوْا قِسْمُ (٣٣٤)

صد البيت قافيته بحرف جلد صفحه

لا خَلْقَهُ مِنْسَأ ١١ ٢٤٨

مَا خَلْقَهُ ١ ٢٠ ٢٣٩

وَتَدَى رِقَانُ خَيْدَا ١ ٢٩٦

لَخَذُّ دَلِيلِ الْأَسْلَاقِ ١ ٢ ٢٣٠ (=)

٢٣٤:١١

٢٣٤:١٢

يَنْفُضُ الْفِرَاقُ ١ ٣ ٢١٩

مُزَّةٌ يَذُوقُ ١ ٤ ٢٤٤

يَوْمَ الْأَطْوَاقِ ١ ٩ ٣٨٥

جَارِعَاتِ رِفَاقِ ١ ٩ ٣٩٤

وَفَلَاةِ عِلَاقِ ١ ٩ ٣٤٣ (=)

١٣٥:١٣

وَتَعَادَى فَوَاقِ ١ ١١ ١٥٩

فَهِيَ الشَّوَاقِ ١ ١٢ ٢٢

فِيهِمُ السَّلَاقِ ١ ١٢ ٢٩

قَدْ مِعْنَاقِ ١ ١٢ ١٣٤

كَأَنَّ فِتَاقِ ١ ١٢ ١٤٣

أَخْرَجَتْهُ فُسْرَاقِ ١ ١٢ ١٤٨

الْمُهَيِّنِينَ أَفَاقِ ١ ١٢ ١٩٣

أَرْوَحَتُهُ مِقْلَاقِ ١ ١٢ ١٩٩

مد البيت قافيته بحرف مبدل صفة	مد البيت قافيته بحرف مبدل صفة
شَفَقًا قَوَاقُ غَفِيذ ١٩ ٢٥٥	سَاهِمٌ لِلْأَطْلَاقِ غَفِيذ ١٢ ٩٤
طَفَا التَّصْفِيْقُ ١٠ ١٢٤	رَبِّ مَعْلَاقٍ ١٢ ١٣٩
رَعَا إِبْرِيْقُ ١١ ٢٩٩ =	وَتَقَرُّ بِالْغَلَاقِ ١٢ ١٦٥
او وُدْعَا (١٢: ١٨٥)	وَفَتَاةٌ كَالْفِتَاقِ ١٢ ١٤٢
بَكَدَ كَسْفِيْقُ ١٢ ٢٦٦	خُرَّةٌ مِثْلُاقٍ ١٢ ٢٢٤
سُبَّةُ الطَّرِيْقِ ١٤ ١٣٥	لِمْ الْعِنَاقِ ١٣ ٢٦٣
شَدَّ مَطْرُوقُ ١٨ ١٤١	فَمَتَى السَّاقِ ١٢ ٢٥٩
سَاكِنَاتُ دِمَشْقٍ ٣ ٣٥٠ =	وَلِمْ الْعِرَاقِ ١٢ ٣٣٢
(١٢: ٢١٤)	لِمْ عِنَاقٍ ١٥ ٢١٠
تَضَرَّعْنَ مَرِّقٍ ١٠ ٩٩	كُلُّ لَاقٍ ١٦ ٢٢٥
لِمْ الْبِرْخَاقِ ١ ١٥٨	ضَرَبَتْ الْوَوَاقِ ٢٠ ٢٨٢
مَجُودِ الْأَعْلَاقِ ٤ ١١	فَاذْهَبِي إِشْفَاقِي ٢٠ ٣٢٠
جِلْدُ الْبَوَاقِ ٤ ١٥٣	مُتَبِّعَةُ الْمُضِيْقِ ٢ ٣
فِي يَلَاقٍ ٨ ٥٩	طَلَبَ الْأَنُوقِ ١١ ٢٩١ =
سَاخِلَاقٍ ٨ ٤٢ =	(١٢: ١٣١)
(١٢: ٣٥٢)	عَلَّلَتْهُ فِتَاقًا ١٢ ١٤٣
نَزَحُونِي مَكَرَاقِي ١١ ٢٣	أَشَقَّ عَلَيَّ ١٢ ١٣٩
تَعَادَى الدُّرَاقِ ١١ ٣٨٥	أَبْ حَقِيْقَاءَ ١٢ ١٤٨
سَاوَاهَا الْعِنَاقِ ١٢ ٥٦ =	بَيْنَهُمَا انْتِهَاقُهُ ١١ ٣٠٢ =
(١٢: ٣٨٢)	(١٢: ١٣٣)

صد البيت قافيته بحاء مجله صفحة	صد البيت قافيته بحاء مجله صفحة
عَيْنُ الْعَلَّاقَةِ خَيْدٌ ١٢ ١٣٨١ =	أَبَتْ أَطْرَاقَهَا تَقَازَ ١٢ ٨٤
١٩٥	وَسِرْتُ سُرِّيْفًا ١٠ ٢٩٥
(٢٨٣: ١٢)	وَضَحَكَ اللَّقَا ١٢ ٣٢٤
بُلْعًا مُشْتَاقَةً ١٢ ١٩٢	أَصَاحُ فُوقَا ٩ ٢٣ =
رَبِّ مَهْرَاقَةٍ ١٢ ٢٢٣	(١٥٤: ١٩)
يُولُو الْبَهْلُقُ تَقَازَ ١١ ٣١٢	وَمُسْدِلًا خَلَاقًا ١١ ٣٤٩
مُسْبَحَانِ أَرْسِيْقُ ١٠ ٢٩	وَأَقْبَلَ رِفَاقًا ١١ ٣١٠
وَحَدُّ مَلَقٍ ٢ ٢٥٤	وَمَا اعْتَقَا ١٢ ١٢٥
حَلِيفَانِ خُصِيْقٍ ١ ٣١	جَوَانِحُ عَقَا ١٢ ١٣٠
فَنَفْسِكَ تَبْرِقُ ١١ ٢٩٤	مَخْضَتِ خَنْفَقِيْقًا ٩ ٩٥
نَعَانِي الْعَشْرِقِ ١٣ ٣٢٣ =	وَقَدْ خَنْفَقِيْقًا ١٤ ٣٣٤
(٢٩٠: ١٢)	وَلَى أَمَقٍ ١٥ ٣١٦ =
شَأْنُكَ بِالْأَبْرِقِ ١٩ ١٢٥	(٢٢٣: ١٢)
أَيُّ بِالْحَقَاقِ ١١ ٣٢٠	قَامَتِ تَخْتَنِقُ ١٠ ٣٩٩

ك

وَلَا مُتَشَرِّكَ طَوِيلٌ ١٢ ٣٣٥	فَاعَدَّتْ مَسْلَكُ طَوِيلٌ ١٤ ٣٣٤
فَلَمَّا التَّمَلُّكُ ١٢ ٣٤٣ =	رَأَيْتُكَ الدِّمَا مِمْلُكُ ١٢ ١٥٢ =
(٢٢١: ١٥)	٢٦١

صد البيت قافيته بحر مجله صفحة	صد البيت قافيته بحر مجله صفحة
(٣١٤:١٢	٣١٣:١٢
ظَلَمْتُ كَهَالِكَ طوي ٢ ٣٢١	٤١:٢
دَعُوا الْأَوَارِكِ ٣ ١٤٢ (=)	(٢٣٦
(٣٨٣	٣٢٦ صَفُوحُ الْمَمْلُوكِ طوي ٣
فَبَاتَ الْمَهَالِكِ ٣ ٢٥٢	فَغَرَّتْ عَارِكُ ٦ ٣٦٦ (=)
رَأَيْتُ مَالِكِ ٤ ٢٠١	(٢٥٢:١٢
تَعَيَّرَنِي دَارِكِ ٥ ٢٥٥	كَانَ وَالِدَهُ هَالِكِ ١٢ ٣١٣
فِدَى لِلْمَهَالِكِ ٥ ٣٢٢ (=)	وَهَلْ زَوَاجِكُ ١٢ ٣٢٠
(٩٩:١٣	فَأُبْنُ زَاجِكُ ١٢ ٣٢٠
أَفَى الْعَوَارِكِ ٦ ٢٩٢ (=)	مُقَرَّبَةٌ هَنَارِكُ ١٢ ٣٩٩
٢٩٩	يَسِيدُ نَاسِكُ ١٥ ١١٩ (=)
(٣٥٢:١٢	(٣٨٩:١٤
بَرَاهُنَ الْعَوَارِكِ ٦ ٣٢٢	وَرَمَلِ التَّوَارِكِ ١٤ ٣١٣
وَعَنَّا جَمَالِكِ ٩ ١٦٢ (=)	فَمَارِلْتُ الْعَوَارِكِ ١٨ ٨٤
(٣٦٣	أَقُولُ دِيَارِكِ ١ ١٤٣ (=)
فَقَرَّبَ دَوَارِكِ ٩ ٢٣١	٣١١:٥
تَرَحُّتُ بَارِكِ ٩ ٣٦٦ (=)	(١٤١:٢
١٨٠:١٠	إِذَا تَتَرَّكُ ١٠ ٢٠٢
(١٩٠	تَوَضَّعَ الزَّكَاكُ ١ ٣٨١ (=)

مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة

(٣٢٦:٢)

على التواتك طيل ١٨ ١٥٠

وانت الاوارك ١٩ ٨٣

يظل البهالك ١٩ ٢٤٦

فاشهد رجالك ١٩ ٢٩٣ =

(٤١:٢)

لاغرذو كذالك ١٩ ٣٥٨

يكاذ الموارك ٢٠ ١٢٩

ال دلكا ٢ ٣٠٥

وانت شمالكا ٩ ١٦٥

على يشاركا ١٢ ٣٣٣

مورثة نساكا ١ ١٢٦

وكننت بشمالكا ١ ٢٥٤

ابعد هالك ٣ ٣١

لسانك مالكا ٣ ٣٢٦

ارن مالكا ٣ ٢٩٥ =

راو فان ١٥:٢٣٠

وان ١٤:٦٨٢

ومقربة هنادكا ٣ ٣٥٠

ونحن بوارتكا ٥ ٦٣

مد البيت قافيته بحرف مجله صفحة

لحج العوارك طيل ٩ ٢٥٣

وقد البراتك ١١ ١٩٢ =

(٢٨١:١٢)

كان العوارك ١٢ ٢٣١

اذا باتك ١٢ ٢٤٥

لاصبت الحباتك ١٢ ٢٨٩

لنا الحواتك ١٢ ٢٩١ ع

فان حانك ١٢ ٢٩٩

مصايم الدوالك ١٢ ٣١١

وما الشكالك ١٢ ٣٣٨

اذا الفوارك ١٢ ٣٦٢

وقد التوابك ١٢ ٣٨٨

الا النيازك ١٢ ٣٨٩

تجاوزت مالك ١٢ ٣٩٥

وشعث الشوابك ١٣ ٢٠٦

اما وهالك ١٣ ٣٨٥

تقتلت التراسك ١٣ ٦٩

تسمى التواتك ١٤ ٢٣٠

تخل كالسباتك ١٤ ١٤٦

اذا العراك ١٨ ٢٦٨ =

مد البيت قافيته بحرف جملده صفحة | صد البيت قافيته بحرف جملده صفحة

وباء بما لكاليل ٥ ٣٢٢	١٣٩ (١٣٩)
فما ذلعا ٤ ١٤	وفي عذائكم ليل ١٩ ٣٦٠
لها متلحكا ٤ ٢٠٢	وحننا جملكا ٢٠ ٢٩٠
تجائف السواثكا ١٠ ٣٤٤	أولك أركا ٢٠ ٣٢١
نظرت نعالكا ١١ ٣٤٤ =	وكننت شمالك ١٣ ٣٨٨
١٦٨:١٤ (١٦٨:١٤)	كما الحشك بسيط ١ ٩٣ =
ويهماء تراثكا ١٢ ٢٨٦	(او الحسك) ٤:٢٥٨
وزور دامعا ١٢ ٣١٣ =	١٢:٢٩٣
(او تامكا) ٣١٣	١٣:٩٠
٣١٠:١٣	مكلك حبك ٣ ١٩٩ =
١١٣:١٤ (١١٣:١٤)	(او مكال) ١١:٣٦٠
فاما يفتا لكا ١٣ ٢٨٣	١٢:٢٨٩
وما جبالكا ١٤ ٢٩٣	١٤:٣٦٠
بأدماء تامكا ١٨ ٤٥	ردك لك ٣ ١٥٣ =
وقفت هالكا ١٨ ١٦٦ =	١٢:٣٤١
٣٢٨:١٩	٣٤٠ ع
خلا عيالكا ١٨ ٢٦٦	١٤:٢٣١
الم نوالعا ١٩ ٤٣	ثم ركك ٣ ٣٣٩ =
تجائف بسول لكا ١٩ ١٣٣	١٢:٣١٨

صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحرف مجلد صفحة
كَاثِمًا تَصْنَلِكُ سبط ١٢ ٣٩٩	فَزَلَ التُّسُكُ سبط ٦ ٢١١
ضَحُوا مُعْتَرِكُ = ١٩٨ ١٥	وَعَرَّ سَوَاعَتَرِكُ ٨ ١١
(٦٣٨٣)	نَفْسِي صَعَكَ ٨ ٣٠٨
مَا اِنْ مُشْتَرِكُ ١٦ ١٤٤	يَرْكُضُنْ تَصْنَلِكُ ٩ ٢٠
١٤٣ ١٩	لِيَأْتِيَنَّكَ الْوَدَكُ = ٢٣٨ ٩
٢٣٤ ٢٠	(١٣٣:١٠) أَهْوَى الشَّبِكُ
٣٨٣ ٢	جُرَيْيَةُ وَالْحَصَكُ = ١٦٢ ١٠
= ١٥٣ ٦	(٢٩٢:١٢) مَقُورَةُ وَالْوَرَكُ
١٩٣:٤	حَتَّى يَتَكَ ١١ ٢١١ =
(٢٣:١٢)	٢٤٢:١٢
٣٩٦ ١٢	(٣١٥:١٥) قَالَتْ وَالْهَلَكُ
١٤٤ ١٨	مَرَّ تَبْتَرِكُ ١٢ ٢٤٩
١٥ ١٩	حَتَّى الْبَرَكُ ١٢ ٢٨٠
= ٩٦ ١	قَلَّ وَالْمَسَكُ ١٢ ٣٠٤
(٤١:٢٠)	تَعَلَّاهَا تَنْسَلِكُ ١٢ ٣٢٤ =
٢٠٤ ١٢	(٢٤٢:٢٠) حَقِيبَةُ دُوُولِكُ
٦٨ ١٦	سَارُ وَاعْتَكُوا ١٢ ٣٥٠
١٣٩ ١٩	يُعْشَى الْعَرَكُ ١٢ ٣٥٣
٣٢٨ ١١	كَرْنُ فَدَكُ ١٢ ٣٩١

نمبر ۱۹۴۱ء

ضمیمہ

انڈیل کا مہج میگزین
اوریل

منجانب

عرب اینڈ پرشین سوسائٹی

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

نوٹ :- یہ ضمیمہ صرف عرب اینڈ پرشین سوسائٹی کے ممبروں اور خدیوہ داران ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے۔

فہرست مضامین

ضمیمہ بابت ماہ نومبر ۱۹۴۱ء

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	ہمای وہیلون خواجی کرمانی	پروفیسر تاج محمد خان ایم اے	۴۱
۲	ماوراء النہر کا فارسی لٹریچر	ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب	۱
۳	نیل دمن احمد سراوی	پروفیسر گورنٹ کالج لاہور	۲۰
۴	السنیادات تتمۃ الحواشی	ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ صاحب	۸۹
۵	اغلاطنامہ	ایم۔ اے، ڈی۔ لٹ۔ مولوی حافظ عبد القدوس صاحب	۹۰
		مولوی فاضل	
		مولوی حافظ عبد القدوس صاحب	
		مولوی فاضل	

نوٹ: - ضمیمہ صرف عربک اینڈ پرشین سوسائٹی کے ممبروں اور ضمیمہ داران ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے۔

گیسٹائی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مہتمم الشیرواس پرنٹرز چھاپا اور

بابر صدیق احمد خان نے اورنگزیل کالج لاہور شایع کیا

مباد آن زمان که تو باشم جدا چو در شبتان نه بینم ترا
 ولیکن گرت صیید آموست بیک روز گری باز گردی روست
 چو بشنید گفتار خسرو صیاسی
 شنا گفت و برگشت و شد باز جای

رفتن شهزاده همای برای صید و تفریح

چو گرفت سلطان زرینه تاج به تیغ ز راز خسرو زنگ بانج
 شه روم بر ابلق تیزپوی بچوگان در آورد زرینه گوی
 ملک را مگر شهر یار عراق فرستاده بدان می چون براق
 یکی باد پا برق هاستون نورد زمین کوب و دریا برو چرخ گرد
 پیویه چو مرغ و بدریا چو مرغ بالا چو میغ و بدیدن چون زلف
 فمگنده برو جل زویای لعل رکابش زیاقوت و زرش نعل
 بیاورد و شهزاده را بر نشاند چو باران گهر بر سرش برف نشاند
 جهانجو بر آمد بهامون نورد شنا گفت و رخ سوی نخچیر کرد
 هر آرزو صد از سروران سپاه رخ آورده باشد به نخچیر گاه
 بهاران بدو ماه اردی بهشت ز سبز لب کشت همچون بهشت
 همه دامن کوه پر لاله بود همه لاله پر قطره ژاله بود
 ز صحرانشینان خواسته همه دشت چون جنت آراسته

ب ۲۹

لغت مباد از زمان، که تو ایمل، که بت، تاج، که چه، همایون، شه تو،
 زمین کوب دریا بر چرخ گرد، که نام اسپ هم غراب بود، این شعر در بیت و جم غلط نوشته اند، و مرغ نومی از
 مرغ آبی باشد سیه فام، اسدی گفته چ شاد و شده مرغ بر روی آب (فرنگ آند راج)، که این شعرا بآنها است،

ز برگ گل ولاد و شنبید
 همه کوه و صحرا شده ناپدید
 ز باد بهاری هوا مشک بیز
 ز ریحان و سنبل زمین مشک غیز
 گل از جیب غنچه برآورده سر
 بگفتار بلبل در آورده سر
 تذروان سراینده بردشت در لغ
 هزار آفرین خوانده بر طرف باغ
 زمین از شکوفه شده حله پوش
 ز آواز مرغان جهان پر خروش
 سواران خروشنده چون پیل مست
 هزاران زردشت و گوزنان ز کوه
 غوطیل طغرل در آمد بلند
 شده غرقه خون گروها گرو
 پلنگ افکنان در کیمین پلنگ
 سرگور آهوتنگ اندر کمند
 پلنگ افکنان در کیمین پلنگ
 سیه گون چشمش بر آهوبره
 دمان یوز تازان بر آهوبره
 حمای از فراز نوند سیاه
 بیگانه قتل چو شیر زبان
 قضا را بر آمد کی تیغ گرد
 ده آهوبره گرگی چو شیر دمان
 یکی گور (دید) اندران پین دشت
 ملکه زاده رخ سوی آن گرد کرد
 لبانش ز یاقوت و مشکیش دم
 که بر طرف غنچه برگدشت
 سر و سینه اش لعل و زرش سم

له آورده، له آب برآورده پر، له چه، چه مرغان خوش نغمه بر طرف باغ، له این
 شعر از نسخه آسانط شده، له چه، هر دو جادست دارد، آب، پیل ز بر آورده سر دارد،
 له در نسخه آب موجود نیست، له آب لفظ شب ندارد، له از نسخه آب افتاده است و بهر بیان دارد،
 له آب، بر و سینه اش لعل و زرش سم بعد از این شعر در نسخه ای که این شعر دیده می شود
 له، سر و دستش از لعل [سی چشم و گیسو کش و مریحین - پری رود در پناه و که سرین کند]

به پیش سواران بگردار باد برون رفت و سرسوی صحرانهاد
 ملک را دودیده بماند از پیش غراب تنگاور برانداز پیش
 ز فتراک بکشد و بچپان کند گره کرد و بر گور وحشی فکند
 برون رفت از چنبرش زره گود بر آورد بزر چرخ گردنده شور
 همایون همای از فراز غراب ز ترکش بر آورده پیران عقاب
 بخود در کشید و نظر راست کرد بران تا بر آرد ز نخچیر گرد
 خدنگش خطا گشت و بگست زه قضا گفت و ترک این کارده
 به پیچید بر خویش و بر زد عنان بغرید مانند شیر زیان
 بر افراخت بال و بغل بر کشاد به پیوست تیزی دیگر ره چو باد
 شکسته شده چاچیان فی کمان ز تیر سپهری بر آمد فغان
 که ای غافل از گردش روزگار نیا موخته پسند آموزگار
 ممکن گور گیری چو بهر لرم گور که ناگه شوی بسته دام گور
 گمان افتد کافتد در کند مگر تا نگر دی تو خود پای بند
 بسا صید کو صید صیاد کرد بسا بنده کو خواجه آزاد کرد

شبه نامور خسرو پاک زاد

تنگاور برانداز پیش همچو باد

رسیدن شهزاده های بباغی و عاشق شدن بر صورت همایون

چو چشمید گردون ز رینه جام زبون گشت بردست سلطان شام

له ب، از، له ب، کرد، له ب، برزین، له ب، دگر ره آورد چاچیان، له ب، همچو،

له ب، بجای گوشت لفظ شد دارد،

نه نخچیر دیدونه نخچیر گاه
 بیابان خوشخوار و ماوای دیو
 چنان تابگاه سپیده براند
 صبح بر جو بیاری رسید
 همه سبزه دید و گل و یا سمن
 نسیم بهار و لب مرغزار
 همه دشت بد فرش زنگارگون
 برآورده بلبل ز گلشن صغیر
 سراندر سر آورده آزاد سرو
 بران دشت خورم یکی بوستان
 پری را دران گلشن آرام جای
 برآورده قصری سرش بر شپهر
 همایون های از فر از نوید
 فرود آمد و سوی بستان شتافت
 یکی کاخ دید اندرو چون بهشت
 روان گشته در گوشه بارگاه
 چو خورشید رخ سوی خسرو نهاد
 که شهابدین جای چون آمدی
 نه گور و نه شیر انگنان سپاه
 زهر سو بر آورده غولان غریو
 که مه در رکابش پیاده بساند
 بخورم لبی کشت زاری رسید
 دریده صبا غنچه را پیر من
 سر چشمه و ناله مرغ زار
 ز لاله جهان روی شسته بخون
 چو سر چشمه زندگی آبگیر
 نوابر کشیده خرامان تدر و
 تو گفتی که بستان مینوست آن
 به بستان سرای مرغ دستان سرای
 در افشان بر و مهر گردون زهر
 چو سلطان انجم ز چرخ بلند
 چو بلبل بطرف گلستان شتافت
 عقیقش دیوار و زربش خشت
 خرامنده سروی چو تابنده ماه
 ثنا گفت و پیشش زمین بوسه داد
 شب این جا بدی یا کنون آمدی

۳۰

له تب : گل و مرغزار . له ج : در ، تب : پُر ، له تب : گلشن ،
 له تب : پری را بران گلشن آرام جای ، له ج : در بهشت ، له ج : در مهر گردون را
 له تب : بسوی ؛

چو همسان مآدمی مرجبا قدح گیر و بند قبا بر کشا
 زمانی برین قصه خورم خرام چو خورشید بر بام فیروزه فام
 ندانسته شهرزاده کان خود پرستیت که از مهر دل شاه را مشتریست
 برو آفرین کرد و نهیها و پای در آمد چو سروش برستان سرای
 روان گشت با آن پری چهره ماه تفرج کنان اندران بارگاه
 ز ناگه بکاخ رسید از قضا چو بستان جنت خوش و دلکش
 نگنده در ایوانش تختی ز زر بکیوان بر آورده ایوانش سر
 ز رفعت فلک مانده حیران او فروشته از طاق ایوان او
 یکی نیلگون دیبۀ پرنکار کشیده بر پیکر ز زنگار
 به لای آن نیلگون پرنیان نوشته که ای شاه روشن روان
 درین کاخ فرخنده چون نقوشی نظر کن درین پیکر مانوی
 که نقشی بدینگونه از کفر و دین نه بینی مگر دخت فغفور چین
 همایون که چون مهر بر آید بام رخس روز روشن نماید بشام
 درین صورت از راه معنی به بین فرو مانده صورت پرستان چین
 نگر تا بچشم خرد بنگری که در عقل و حکمت بخت پر پی
 نگویم به نقش از خرد با زمان ولی نقش را نقش نقاش دان
 نه هر صورتی را توان داشت دوست درین نقش بین تاج معنی در دست
 بمعنی دهد صورت دوست دست نه چون خویش میان صورت پرست

له تب: بر، له تب: برج، له تب: سروی، له تب: در، له تب: زبالای،

له از صدر لغتین بر وزن سر کشیدن و معنی خاقل شدن و نیامیدن، له تب: برین، له تب: برآید،

له تب: که در عقل و حکمت مگردد، له تب: بگوید، له تب: آید، عین،

ز صورت بس بر تا بمعنی رسی
 تلی نقش خود گز نه بینی نکوست
 به نیزنگ ازین نقش رنگی برآر
 درین نقش نقاش را نقش بند
 چو طفلان رخ از نقش مانی متاب
 همتی اندران نقش حیران بماند
 چنان از می عشق سرست شد
 سهی سروش از پاد آید چو باد
 بگوشتش فروگفت فرخ سروش
 که گفت بهر صورتی سر درآر
 هر آن کو بدل صورت اندیش نیست
 گز گز گز ز دل تا بد بس رسی
 گر اهل دلی دل بد لب سپار
 دل سر در اهدم خویش کن
 می صافی از دودی دیده ساز
 دل خسته در پای دلبر نشان
 بساز از سر زلف او دام دل
 درین ره قدم بر سر خویش نه
 وزین پس سر خویش را پیش نه

له چه، هم، له، ب، اولی، چه، وگر، له، ب، نقشی هزار، له، ب، تا بی متاب، له، ب
 چو رهبان شوی نقش یابی شتاب، چه، نفس عیسی، له، ب، سرست شد، له، ب، سر برآر، له، ب
 صورتی پیش نیست، له، چه، از دل درگز، له، ب، شمار، له، ب، باز، له، ب، چکانده،

۳۳ ب

اگر مرد راهی ز خود در گزر
 بچین رو که فالت پهلون شود
 بچین زلف و لب توانی کشید
 برو خون خور و سنبش بر سر آرد
 صوابست راه خطار فتنت
 ره چین سپهر چون مغت پست
 چو شهرزاده از خاک سر برگرفت
 نه گلزار دید و نه قصر بلند
 ستاده غراب سیاه بر سرش
 بیاد آتش صورت دلرای
 بنا کام بر پشت مرکب نشست
 بسروضمان در آورده خم
 رخ آورد چون روز روشن بشام
 نه راهی پدید و نه رهبر بدست
 در اندیشه کایا چه پیش آیدم
 شب فرقتش چون بی پایان برم
 زمانه بهر صورت نم خوں خورد
 ستر از در نیار و پری پیکرم
 بمنز لگه بخودی برگزر
 ز ماه رخس مهرت افزون شود
 که از چین شود نافه چین پدید
 که از خون بود اصل مشک بتار
 ولی خون خود باد در گردنت
 که در چین دهد نقش فرخارد
 ز مهر رخس چهره در زر گرفت
 به بستان اسرای (و نه کحلی پرند
 نگنده ز خود سایه بزرگیش
 گهر رنجیت از جزیع بر کهر بای
 بخون جگر شسته از خوش دست
 زده در فلک ز آتش دل علم
 فرس راند از شام تا گاه بام
 نه دل بر قرار و نه دلبر بدست
 اگر جان بر آید کنون شایدم
 ز دریای عشقش کجا جان برم
 ازین صورت تا چه پیش آورد
 ندانم چه آرد قضا بر سرم

له تب، قاب! له تب، اشود، له تب، بادیر بلور! که تب، سپه روان، له تب، خواب،
 له تب، سایه بر سرش، له تب، چرخ و جزیع هر و پهلوانی که سفید و سیاه باشد و چشم هم مراد باشد،
 له تب، وقت، له تب، که آیا، له تب، نقش، له تب، سر آرد نیارد، سر آرد و نیارد؟

من این نقش کی بستم از نقش یار که هر دم چه نقش آورد روزگار
ازین پس چه گویندم اهل شناخت که نقش خورشید و جان در نجات
چرا جان نکردم هماندم نثار که بستم دل خسته در نقش یار
کنم ترک سر تا دبد و دست نگویم که من هستم اردوست هست
ز احوال خود چندان گویم سخن که عاشق نشاید که گوید که من

از نیلونه می گفت و خون می گریت

چه گویم که آن لحظه چون می گریت

وداع کردن شهزاده لشکر خویش را و پیغام بمادر

و پدر فرستادن

چو غور شید بر ز دسرا ز کوهسار پدید آمد از دور جمعی سوار
ملکزاده را جمله در جستجو زهر سونماده دران دشت رو
چو دیدند شهزاده را در دژ ناک همه در رفتا و دند بر روی خاک
که شاه کجائی و حال تو چیست پریشان چرائی و دردت ز کیت
ملک حال خود سرب را باز گفت که از دوستان را ز نتوان نهفت
ز احوال گور و مقام پری وزان ماه و شل عبت آرزویی
ز کاخ وزیرستان و قصر بلند ز نقش همایون و کسلی پرند

ملک تو، آردم، ملک ب، دید جان در بخت، ملک در تو و چه قبل ازین شعر این بیت نوشته اند:

نگویم که نقش یونی چو دست، که صورت نه بدم بجز نقش دوست، ملک ب، اگر، ملک ب، گویم، ملک تو چه، هر لحظه

ملک تو خون، ملک ب، بهر سو، ملک ب، در مخاک، ملک ب، عبت مانوی، ملک ب، ز کاخ و شبتان قصر بلند

همه خیره گشتند در کار او
که آیا چه باشد سرانجام کار
چرا روز روشن برین نوجوان
ز نقش همایون چه بیند همای
میسترسد باولیش اتصال
سپهرش که در دام خون آورد
زبان برکشیدند کای شهریار
چراغش را در حسنون انگنی
مده دل بنقشی که باشد خیال
ترا جاد و از ره برون می برد
یقین است کان پیکر مانوی
بران پیکر خوب و کحلی پرند
گرت راه زند دیو بتیاره باز
مکن بیرهی سرد را و بر راه
که چشمش براه است و دل بر امید
چه باشد که اکنون بنام آوری
اگر هست رایت شهنیک پی
نخواهد پری پیکری چون نگار

بماندند حیران ز گفتار او
چه نقش آورد گردش روزگار
سیه گشت از آن نیلگون پرنیان
چه بازی کند چرخ بازی نمائی
بدست آوردش یا شود پامیال
چه از پرده زین پس برون آورد
عنان دل خویش را بهوش دار
دل خسته در بحر خون انگنی
که ممکن نباشد ز نقش اتصال
بدین نقش در دام خون می برد
خیال است و آن سرب جادوی
ز راهت برون برود دیو نژند
تو پیر خرد و هر خویش ساز
بر بخشای بر جان غمگین شاه
چشمش سیاه است روز سفید
رخ نامور روی شام آوری
هم از نسل گردن سرازان کی
که باشد درین غم ترا غمگسار

۱۳۱

ط ب زین، ط ب بازی های؛ ط ج آورد، کد ب چون، ط ب بکشوند،
ط ب، همان دل ریش، تو، عنان دل ریش را گوش دار؛ ط ب از سنه و ساقط شده،
ط ب که باشد، ج، چنان شد کنون گر، ط ب، اگر است این رایت ای نیک پی، ط ب بهر غم،

بهای این سخن چون بوشش یید
 برآشت و آو عزیز بر کشید
 بیا سخ چنین گفت کای ستران
 گوید با من زمه پیکران
 چو آنکه نه اید از دل ریش من
 مرانید ز نیسان سخن پیش من
 مرا نقش دیوار خوانید و بس
 گر آید چشم کنون نقش کس
 مگر عالم آرا بطاعت نکوست
 ولی جان ندارد دیگر نقش دوست
 دلم را نباشد جز او دلپذیر
 که از جان گزیر است و او ناگزیر
 مفرمای صبرم که باشد محال
 ز نقشی که هرگز زلفت از خیال
 دلم فتنه آن پری پیکر است
 که در عین معنی چشم در است
 ولی در فراقش نسایم بسی
 که جان است و جان را نه بنید کسی
 کجا دل توان بست در پیکری
 بولش کجا باشد بم دسترس
 نه آنم که برگردم از مهر دوست
 که در چشم عنقایم ایگس
 پیامم بدان پیر مادر برید
 که من نقش دیوارم و جانم اوست
 بگویند کان کت جگر گوشه بود
 دل درو مندش بدست آورید
 بخون جگر پرورانیدیش
 مرا و از خون جگر تو شده بود
 کنون رفت و جان اجانان سپرد
 نمی زیستی گر نمی دیدیش
 ز شام جدائی بروزی فتاد
 چو در باخت جان در غمش جان ببرد
 به نخیل که ارچه روی سپرد
 که کس را چنان روز روزی مباد
 کز نیکونه نخیلش از ره ببرد

۱. ب. که ناید چشم کنون، ۲. ب. آت آذری گر بصورت - این شعر با هفت اشعار لاحق در ب. یکی حذف شد

۳. ب. بجز آنکه تو، و زو، ۴. ب. بشیشه، ۵. ب. تو بجز گوشه، ۶. این شعر با شعر لاحق هم در

ب. حذف شده، ۷. اصل: از چه، مولوی روحی میفرماید - بهر صیدی می شدی در کوه و دشت
 ناگهان در دام عشق او صید گشت،

روان گشت و راه خطا برگرفت
 نه زاد ریش در بیا بان شام
 و گر پسدا ز من منوشنگ شاه
 همای از نشمین چو پر بر کشاد
 یکی گورش از راه بیرون فکند
 چو باد بهار از قفایش بسبرد
 یکی لعبت از پرده بنمود چهر
 چو زلف کجش بر زمین افتاد
 خطا کرد و راه ختن برگرفت
 بچین شد بوی سر زلف یار
 ازین ره کجا جان بمنزل برد
 ولیکن اگر بخت یاری کند
 بچین حلقه زلف چون چنبرش
 و گر زانکه بروی ستر آید جهان
 بگفت این و بر کرد مرکب نبای

که باشد خطا راه دیگر گرفت
 مگر قرص خور باشدش نان شام
 بگوید کای شاه گیتی پناه
 چو غنقا باقصای قاف افتاد
 بدو چشم آهوش در خون فکند
 چو آهوی چین تا خطایش بسبرد
 دل از پرده بیرون فتادش زهر
 بر آشفست و آنگه بچین افتاد
 دل خسته از جان و تن برگرفت
 که در چین توان یافت مشک تار
 وزین ورطه کشتی بساحل برد
 غم دلبرش غمگساری کند
 بدست آورد یار و دیرش
 اگر او نماند توجا ویدمان
 به پیش اندر آورد راه خطا

رفتن شهرزاده همای و بهزاد بطلب یون

از آن نامداران چو برگشت شاه
 بر آمد بیکر و خروش از سپاه
 یکی با ملک زاده همراز بود
 که نامش گرانمایه بهزاد بود

له ب: چشم چو آهوش، ج: از چشم... اله، له ب: دور، له ج: سر آمد،
 له ب: خروش سپاه،

ز کیدایه با یکدگر خورده شیر
 سراندر پی شاه فرخ نهاد
 کسّی شان بحسب ز سایه همراهِ فی
 شتابان نوندِ ره انجم شان
 همای هیاون بپشت غراب
 فغان بر کشیده پتو بخ بند
 دم آتش افشان شده همدش
 خمیده هسی سروش از تابِ دل
 بکیوان بر آورده از جانِ نفس
 گراز سبزه دل بر کشیدی نفس
 نه راهی که رهبر بدست آیدش
 نه دلبر بدست دندول در برش
 زدودش آسمان نیلگون
 گبی بابر آشفته بختش غیب
 چو مرغ سحر در خسروش آمدی
 فروستی از چهره هر دم غبار
 رهش هر زمان رود باری شدی
 بهر مرز پرسان ز تو روان زمین
 خور از حبیب بشرق چو سر بر زوی
 دم آتشین از جگر بر زوی

۳۱

لے بے یکی، در تو این دو مصرع پس و پیش آمده، لے بے ز، لے بے چه، زهرخ، لے بے دیش،

لے چه، دست، لے چه، جهان نیلگون، تو، هر نیلگون، لے بے دل در بر، لے چه، بخونابه از،

که رخشنده هرست یا ماو من
 و گر زهره طالع شدی از افق
 بر آواز چنگش نو ساختی
 که این زهره یاروی مهر بکیرست
 که شام چون خسرو زنگبار
 فغان در گرفت و رفتی ز پوشش
 که شام است یا چنین کیسوی دست
 گهی خون گریستی و بر سر زدی
 اگر با غمش ساختی سوختی
 خیالش قهرین بود و همراز آه
 برای که او برگزشتی دیگر
 بهر منزلی که فرود آمدی
 چه هنر آویدی بدانگونه حال
 به بخشای بر جان غمگین خویش
 که ره بس دراز است و درهن بسی
 مباد اتمنت باز ماند ز کار
 درین درد صبر است درمان تو
 چنین می سپردند راه دراز
 سپیده دم آر روی دلخواه من
 برون آمدی مسه ز نیلی تن
 خسروشی بعالم در انداختی
 فروغ مه از طلعت دلبرست
 بر آوردی از خیل خاور دمار
 بر آوردی از جان غمگین خروش
 شب تیره یازلف هندوی دست
 گهی آه سوزان ز دل بر زدی
 دلش آتش از جان برافروختی
 غمش غمگسار و هم آواز آه
 بکشتی بنیارسست کردن گزاف
 تو گوئی ز چشمش دور و آمدی
 دلش باز دادی که چندین منال
 به تمنی مده جان شیرین خویش
 نه کس رهبری و نه همسره کسی
 غم عشقت از جان برآرد دمار
 که برباد شد کفر و ایمان تو
 بدریارسیدند ناگه فراز

له چه از، له چه طبعی، له چه از، له این شعر از متن ب
 ساقط شده است، له برون آمدی، له زهره سنگ را دوی خون آمدی،
 له ب تا،

اسیر شدن بهزاد و همای بدست زنگیان و پس رهایی یافتن از یاری باری تعالی

یکی زنگی آدمی خوار بود	که در روز روشن شب تاب بود
مرا در اسمندتون زنگی لقب	کمین کرده بر کاروان روز شب
بفرمان چهل زنگی دیگرش	ز خون کسان یافت پرورش
ز دریا برون آمده جنگجوی	سوی آن دوش شهرزاده نهال روی
گرفتند فرزانه بهزاد را	دگر ره همای نکوزاد را
عمد با بدریا را انداختند	همه باد بانها برافراختند
بدریا همه در نشستند شاد	روان کرده بر آب زورق چو باد
شبه خسته دل گشته از جان طول	چومه کرده در برج آبی نزول
ازین گردش چرخ فیروزه رنگ	گی در شتاب و گمی در درنگ
قضا را بر آمد یکی با دست	که بر کندهی ازین تناور و خست
ز ناگه در آورد دریا بجوشش	در افکند در قعر دریا خروش
چو دریای جوشان در آمد موج	بر آنسان که موجش بر آمد باوج
بدریا در افکند بدخواه را	چو باد وزان زورق شاه را
ز ماهی بر آورد بر او برج ماه	برون برد از اینجا بیک ماه راه
بها مومن در افکند شان همچو باد	وزان ورطه کشتی بساحل فساد

له آواز نزدیک او آدمی خوار بود، له قبا سمندی، و سمندون و سمندر بهمنال بهمندل جانوری است که در

آتش نسوزد، له قبا جمله، له قبا بر کنده آواز، بر کندهی از جاتا و درخت، له قبا همفر، له قبا بیکلانا، له قبا شاه،

چه دیدند خورم کی مرغزار
 محل از همه فیروزه بر کرده سر
 همه ساحل از سبزه فیروزه فام
 بنفشه سراقلنده در پای سرو
 درختان همه در سر آورده سر
 زبان کرده بر سر و سون دراز
 چوموی سر زنگیان و بدم
 همه چشمه چون چشم دلدار بود
 بر آوردن سرین کعبه موسوی
 همه دشت پر سبزه و لاله زار
 شده جعد نیل پُر از تاب و چین
 بوسید شده در زمان خاک را
 کزان گونه شان هر دو بیرون فکند
 بگشتند پیرامن مرغزار
 خرامان شده هر دو همچون تذرو
 بودند یکشب در آن جایگاه
 بهر گوشه ناله مرغ زار
 باواز بلبل در آورده سر
 کشیده بروی سمن لاله جام
 ز شاخ صنوبر فروشان تذرو
 ز هر گونه میوه آورده بر
 شده بلبل از سر و دستان نواز
 شده آب بحر چشمه از باد خم
 هوا چون هوای ریخ یار بود
 نموده صبا مجنزه عیسوی
 تنگفت سمن بر لب جویبار
 شقایق چو رخسار خوبان چین
 ثنا گفت مرا یزد پاک را
 چو گوهر ز دریا بهامون فکند
 بر آسوده از گردش روزگار
 بجلوه در آورده آزاد سرو
 پس آنکه نهادند رخسوی آه
 بودند یکشب در آن جایگاه

وز آنجا دو منسل برون آمدند

ز خوناب دل غرق خون آمدند

له تب احو، له تب بجای بود لفظ خویش دارد، تو خوش، له تب برود، که تب، از آنجا،

له تب : چو خوناب دل غرق خون آمدند،

رسیدن شهزاده‌های و بنزاد بملک خاور و برداشتن رؤسای مملکت‌های را بپادشاهی برسم در پیشه ملک خود

چو از بام گردن ده چرخ بنفش شبه شرق برزد درخشان درفش
شتابنده از دامن کوهسار پدید آمد از دور جمعی سوار
نهاده سوی آن دوشهزاده روی چو غرنده شیران بپیر جوی
ملک زاده رخ سوی بنزاد کرد که آخر نظر کن درین تیب را گرد
که چندین سوار از کجای رسند ز چین یا ز راه خطای رسند
کسین کرده بردامن کوهسار که از ما برآزند یکسر دمار
چو دیدندشان نوحه برداشتند ندانسته کایشان چه سر داشتند
گرفتند بر زندگانی خویش بریدند امید از جوانی خویش
که کس را مبادا بدنگونه بخت جدا مانده از مملکت و تاج و تخت
قضا مان ز دریا چو بیرون فگند درین ورطه آیا دگر چون فگند
سواران زره نعره برداشتند برایشان همه دیده بگماشتند
چو دیدند مر شاه را پیش رو بدل در غریب و بحبان در گرو
رخ آورده با یکدگر سوی راه یکی همچو خورشید و دیگر چو ماه
همه بوسه دادند روی زمین نهادند بر خاک را بش جبین
زبان برکشوند کای از چمن بدامت سپهر برین پامی بند

لے بے کردند، لے بے، تنی چند پیداشدند از سوار، لے بے، دیده، لکه بے، که،

لے بے، عری، لے بے، رخ آورد،

جهانست بکام و فلک بنده با
 سپهر برین تخت گاه تو باد
 نهم طاق فیروزه ایوان تو
 فلک خاکروب در خمر گشت
 زمانه زمین بوس درگاه تو
 فلک بر سر و دیده جایست کنای
 سر سرکشان زیر پای تو باد
 بدان ای شهنشاه گردون جناب
 که ما بندگان شهباوریم
 شهبادین دشت خاور زمین
 جدا شد ز پشت بگاورستور
 ملک شاوران شاه فیروز تخت
 به نخچیر که جان بجان سپرد
 چنین است آئین گردان سپهر
 یکی را بدشتان برآرد ز سر
 یکی را خاک اندر آرد ز تخت
 یکی را ز ماحی برآرد بمساح
 یکی را کیوان برآرد بغور
 قضا یا ورنه بخت فرخنده باد
 زمین وزمان در سپناه تو باد
 ره کهکشان شطلم میدان تو
 فروزنده مژده شمع خلوت گشت
 خرد و مهر و بخت همراه تو
 ستاره روش بر رضایت گشت
 همه و در آفتاب شمای تو باد
 شهبانای خورشید کامیاب
 بخاور زمین از همه برتریم
 به نخچیر گور اندر آمد ز زمین
 چو بهرام شد بسته دام گور
 که خورشید بدنان و گردنش تخت
 ز جنگ حوادث ولی جان ببرد
 که در هر کین است و در کینه هر
 یکی را بس برهنند تا راج زر
 یکی را کند در جهان نیک بخت
 یکی را ز جائه اندر آرد بمساح
 یکی را ز ایوان برآرد بخور

له تو: صحن، له چه: در گشت، له لب: لغظ نندارد، له لب این
 شعر ندارد، له لب: درد، له لب: ملک شاه زنان، له لب: نخچیر گاه، له لب:
 ز جنگ حوادث کسی جان نبرد، چه: ز جنگ حوادث دل جان نبرد، له لب: بدینا، له لب: گاه، له لب: دیوان،

من تا توانی دل اندر جهان
 بدانش کسانیکه در سفت اند
 که خود را بر آرد بهفت درنگ
 خوش آنکه دل در تپش نه بست
 بدان ای جهانجوی کشورکش
 که چون شاه مار اسد آید جهان
 هر آنکوزره پیشتر در رسد
 کون ماهمه شاه را بنده ایم
 برین ره چو مار تو پیش آمدی
 همه ملک خاور بفرمان تست
 بهمای جگر غرقه خون شده
 ببا زار چین قلب او کم عیار
 بخیل است ایون بت خرمی
 نه پروای شاه پیش بی روی دوست
 فتاده بچین راستی کار او
 نیارست گفتن بخش راز دل
 بنا کام کام دل از سر نهاد
 سران سپاهش پذیره شدند
 درفش کیانی بر افراختند
 بهر جاز زر قبه با ساختند

له ج ، و فاش ، له ب ، دل ریش ، له ج ، چه ، له ب ، بخاور شده ،

له ب ج ، همه راز دل ،

بس بر نهادند تاج زرش فشانند لعل و گهر بر سرش
 همه رخ نهادند بر خاک راه پیاده شده بر سر اسب شاه
 تیره زنان بسل بنواختند غوغا کوس در عالم انداختند
 همه ملک خاور بدیای چین بیاراسته همچو خلد بر زمین
 بهر گوشه عیبتی می پرست
 بیا و ملک زاده ساغر بدست

پیادشاهی شستن همای در زمین خاور

بغال همایون و فر همای بر افراخت چتر همایون همای
 بفرخ ترین روز فرخنده فال درآمد بشهر آفتاب جلال
 چو از برج ماهی برون رفت ماه مہ مخشب از چو برآمد بگاہ
 همای سپهری بفرخ برین همای آشیان کرده خاور زمین
 زده چرخ در دامن شاه دست ذنب کرده از کید کوتاه دست
 زحل با ذنب کرده را سابر اس مہ نو بگردش در آورده کاس
 ز ایوان بهرام شاه سپهر ز جان بر شہ خاور افکند ہر
 جهان داوران پیش تختش بیای جهان را شده در گمش بوسہ جای
 مہ بر کشیده سر تا جوڑ نہادہ زمہ تا بامہیش سر
 شہ انجمنش کمترین بندہ سپہش کینہ سر افکندہ
 در ایوانش کیوان فلانی و بس میدانش مہ تیز گامی و بس

شہ تبہ بگاہ ، شہ آواز فرخ برین ، شہ قبا کینہ ،

شہ لب دشمنان را ، شہ آواز سرای زہد ، شہ آواز بخت ،

برفت ز مہ بگذرانید تاج
 بشوکت ز قیصر گرفتہ خراج
 نموده همانش بجان بندگی
 ہمہ خسروانش سرافکندگی
 زہ خاقان کہ بودی بہنگام بار
 بدرگاہ او همچو خاقان ہزار
 چو بنشست بر تخت شاهی
 فرستاد سوی شہان آہی
 ز قصر زبرجد علم بر فراخت
 بر آیین شاہان یکی جشن ساخت
 چو دل بر نظام ممالک نہاد
 وزارت بہ بہزاد فرخندہ داد
 جہان عدل کسری فراموش کرد
 چو آوازہ عدل او گوش کرد

رفتن شہزادہ ہمای ہر روز بیاباغ و با ہمایون در خیال عشق با خلتن

سپیدہ دمان چون نسیم بہار
 خبر دادی از کاروان تہ تار
 خرویں سحر در خروش آمدی
 دم صبح غنبر فردش آمدی
 جہان از شمامہ مطہر شدی
 مشام زماہ معنبر شدی
 روان پرور انفاس غنبر نشان
 ز گلزار فردوس دادی نشان
 ہر آن نفخہ کہ گلستان آمدی
 از نو گہمت دلستان آمدی
 صبا چون رسیدی ز راہ تار
 نشان دادی از چین گیسوی یا
 نسیم شمیم شمال آمدی
 وزان نفخہ بوی وصال آمدی

۳۰

لے جے تے : ہمہ خسروان در سرافکندگی ،
 لے جے تے : طاق ،

لے جے تے : مدتار ،

برون آمدی خسرو از بارگاه
 تفرج کنان با تنی هفت هشت
 پس آنکه بطرف گلستان شدی
 بوسیدی از مهر آن سیم تن
 بشمشاد گفتی دلم را هو است
 ازان رو که چون روی آن هوش است
 چو بلبل ازان برگ گل داشتی
 بنودیش بی آن بست خرمی
 گمی طعنه بر جسد سنبل زدی
 که هرگز نپندارم از رنگ بوی
 و لیکن دلش مایل لاله بود
 که چون من این نیز دل سوخت است
 دیگر چون بطرف لب جوئبار
 چراغ گل از دل برافروختی
 چو از دل دم آتشین برزدی
 چو خالی نمی بودش از درد دل
 هم آواش مرغ چین بود و بس
 گمی نوحه می کرد و گمی گریست
 چو از طاق پشیر و زه رخسده ماه
 زمانی بگشتی بعصر او دشت
 چو شارخ صنوبر خرامان شدی
 رخ لاله و پای سرو چین
 که آن راست همچون قدیار ماست
 مرا با گل و یاسمن سرخوش است
 که گل را رخ یار پسنداشتی
 دل لاله و میل سرو و سهی
 گمی خنده بر طلعت گل زدی
 که این همچو زلفش بود و آن چو زدی
 که لاله دو چشمش پراز ژاله بود
 رخ ز آتش دل برافروخت است
 صنوبر بدیدی چو بالای یار
 بمرغ سحر نوحه آموختی
 بجلی رواق آتش اندر زدستی
 بدین گونه مشغول می کرد دل
 دم صبح و آه سحر هم نفس
 ندانست هر کس که در دوش زحمیت

۱. ب. طاق نگار، ج. چو از طاق رخسده فیروزه ماه، ۲. ج. ماه، ۳. ج. ماه،

۴. ج. رخ لاله رویان سرو و چین، ۵. ج. گل، ۶. ج. ماه، ۷. ج. ماه،

۸. ج. ماه، ۹. ج. ماه، ۱۰. ج. آتش در زدی،

چو خور بر زدی سر ز نیلی رواق
 علم بر رواق زرب جبد زدی
 دگر باز گشتی بایوان دژم
 بگرد درش صفت زدندی گوان
 هما بخوی بهز آذین روز بخت
 شهر عالم افروز گیتی کشای
 نشسته بر او رنگ بکھسروی
 بر بر نهاده کیانی کلاه
 ولی بی همایون بت خرمی
 همی سوختی و همی ساختی
 ز بس بار خاطر شه کامگار
 مگر آن که از سوی چین آمدی
 ز شاهان نپرسیدی احوال کس
 و گر چون ملالت گرفتی ز تخت
 سبک بزم عشرت بیارستی
 بیاد همایون سیمین بدن
 علم بر کشیدی به پیروزه طاق
 به تخت کئی بر نشستی چو جسم
 سر تاج بر فرق فسر قد زدی
 سر افکنده در خدش کشوران
 بخد مت کمر بسته در پاشی تخت
 سر تا جداران همایون همای
 نموده شه اختارش پیروی
 بمه بر زده قبسه بارگاه
 نبودیش پروای شاه منشهی
 بکار ممالک نپسرداختی
 نکردی نظر سوی کس روز با
 ز توران بخاور زمین آمدی
 مگر حال فقور و خاقان و بس
 بختر گشتی با فروزنده بخت
 ز ترکان چینی قدح خواستی
 شه خورویان چین و ختن
 قدح نوش کردی و بگریستی
 که گرمی نخوردی کجاستی

۱. ب. ج. ز ، ۲. ب. بار ، ۳. ج. : بایوان درش ،
 ۴. ج. : خسروان ، ۵. ج. : بالائی تخت ،

بزم آراستن شهزاده همای و عشرت کردن در شب ماه تاب و گرفتار شدن بهزاد در دام عشق آذر افروز

ز شبهای قمر شبی بهجور روز	نشسته بمی شاه مجلس فردوز
جهان روشن از نور تابنده ماه	روان خرم از نحت فرخنده شاه
شبى برده دست از گنبد موسوی	روان بخش چون نکست عیسوی
دل افروز چون دولت مقبلان	فروزنده چون رای روشن دلال
نه شب گوئی از روشنی روز بود	بسی خوشتر از روز نور روز بود
هوا مشکبوی و صبا مشک بیز	سر زلف مشکین شب مشک ریز
فلک را شام از هوا غنبرین	شده ناف شب نافه مشک چین
درخشان شده برین سبز باغ	چو در دست زنگی فروزان چراغ
مغان را چو رهبان هندوستان	نوا ساز شب زنده در دشت خوان
بر آوای مرغان شیرین سخن	کهن پیر چرخ فلک چرخ زن
خوش الحان بزم چمن نغم ساز	هم آواش نا هبید بر بطن نواز
شده همدم صبح خیزان نسیم	صبوحی کنان را ثریا ندیم
صریف جوانان کهن پیر چرخ	بر آورده افغان زه تیر چرخ
خوش آوای بزم فلک در سماع	جهان روز را کرده آن شب و داع

ب

لے تب: ز شبها قمر، لے تو: مشک ریز، لے نسخه تب این شعر ندارد، لے تو: درخشان،
 لے تب: دوستان، لے تب: زنده در دست خوان، لے تب: رهبان، لے تب: هم کوز،
 لے تب: صریفان، لے تو: افغان زده، تب: بر آورده افغان تن تیر چرخ،

فروخته صبح از تحیت نفس	بجنبش در آورده مرغان جرس
دران شب که خلوت نگه خاص بود	به زم افق زهره رقاص بود
برزین قدح لعل بجا ده رنگ	روان بر کعبه ساقی شمع و شنگ
بساغر بلورین می لعل ناب	که جام آسمان بود و می آفتاب
تو گوئی قدح جام جمشید بود	و یا می فروزنده خورشید بود
طرب چنگ در نای مستان زده	مغنی بصد دست و ستان زده
روان کرده نشین لبان دمدم	چو خون سیایش می از جام جم
بگردش در آورده ز زین جام	خرد را بستی بر آورده نام
می چون عقیق اندران انجن	در خشنده همچون سهیل از زمین
ترنم سرایان پرده سرای	بپرده سرگشته پرده سرای
فروزنده رخ شاه روشن ضمیر	چو خورشید بر لاجوردی سریر
چو بادام ترکان چین نیم مست	هوادر سرو جام نشین بدست
کماندار چشمش بر تیر افکنی	چو مندوش در عین قلب اشکنی
مه و مهر در سایه کا ککش	گل و لاله در حلقه سنبلش
هنوزش شب از روز نموده چهر	شب تیره بر مه نه افکنده مهر
هنوزش ازین گنبد لاجورد	بگردمه از مشک نشسته گرد
مسلسل شبش را ز روشن عذار	محقق شده نسخ خط غبار
زمستی کله برده بر طرف گوش	چو ستان بر آورده از می فروش
گر انمایه بهزاد فرخ نژاد	گهی نوش می کرد و گه نوش باد

له ب زمستی، این خزانست چه افتاده است، له ب جم، سهیل یمن، له ب جام شیرین،
 که تو، کماندار، له جم، چشمش، له جم، سونش، له تو، برایش افکنده مهر، له تو، قریح نهاد،

ماوراء النہر کا فارسی لٹریچر

تقریباً دس سال ہوئے کہ تاشکند یونیورسٹی کے پروفیسر *A.A. Demenou* نے ماوراء النہر کے تاجیکی لٹریچر پر ایک مختصر تاریخی مقالہ جرمن زبان میں لکھا اور لائپزٹ (جرمنی) کے ایک رسالہ میں شائع کرایا تھا۔ جیسا کہ فاضل روسی مستشرق نے اپنے مضمون کے آغاز میں خود ہی اشارہ کر دیا ہے اس موضوع پر علمائے تامل کما حقہ توجہ مبذول نہیں کی۔ چونکہ اس موضوع پر مشرقی اور مغربی زبانوں میں کوئی مواد نہیں ملتا۔ اسلئے امید ہے کہ اس مقالہ کا اردو ترجمہ جو ذیل میں ہدیہ ناظرین ہے۔ فارسی دان حلقوں میں دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔ میری ناقص رائے میں اصل جرمن مضمون میں کچھ طباعت کی اور کچھ دیگر زویمیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ان کو میں نے اپنی بساط کے مطابق مستند مصادر کی طرف رجوع کر کے درست کر دیا ہے اور بعض جگہ اس قسم کی تصحیح کی طرف حواشی میں اشارہ بھی کر دیا ہے۔ باوجود اس کاوش اور اہتمام کے اگر اسامہ رجال یا اسامہ کتب کے صحیح طور پر ضبط کرنے میں ناظرین کرام کو کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ خدمت علم اپنی قیمتی رائے سے اطلاع بخشیں تاکہ تحقیق مزید رسالہ ہذا کے آئندہ شمارہ میں افادہ عام کے خیال سے تصحیح کو شائع کر دیا جائے :

جو صاحب اصل مضمون کی طرف رجوع کرنا چاہیں۔ وہ لائپزٹ (*Leipzig*) کے مشہور تاجر کتب مشرقیہ یعنی *Hassanowitz* کی شائع کردہ فہرست کتب تجارتی موسومہ *Littérature Orientale*

نمبر ۴۶ بابت اپریل ۱۹۳۱ء ملاحظہ فرمائیں : (عنایت اللہ)
 ماوراء النہر میں عہد جدید میں یعنی ستادم سے لے کر حال تک جو فارسی
 لٹریچر پیدا ہوا ہے۔ مغربی علماء نے اس سے کما حقہ اعتناء نہیں کیا۔ حتیٰ کہ
 پروفیسر براؤن نے بھی جنہوں نے ایران کے ادبیات کی ایک جامع تاریخ
 چار جلدوں میں لکھی ہے۔ اس لٹریچر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اگرچہ اس لٹریچر
 کی وسعت اور وسط ایشیا کی تاریخ اور تمدن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے
 اس کی جو ضرورت اور اہمیت ہے۔ اس سے یہی امر قرین قیاس تھا۔ کہ علماء
 مستشرقین اس پر توجہ مبذول فرمائیں گے۔ مگر باوجود ان امور کے یہ لٹریچر
 آج تک جس کچھ فراوانی میں مخفی و مستور رہا ہے۔ اس کی زیادہ تر یہ وجہ ہے
 کہ تاریخی حوالہ دہنے، ماوراء النہر کو ایران سے اس طور پر الگ تھلگ کر دیا کہ
 وہاں کے فارسی لٹریچر کا ارتقاء ایران کے ادبیات سے بالکل علیحدہ وقوع
 میں آیا :

سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں توران (ماوراء النہر) ایران سے
 کلی طور پر جدا ہو گیا۔ بدیں وجہ کہ ماوراء النہر میں تیموریوں کے زوال نے اوزبکوں
 کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ اُدھر دوسری طرف ایران میں خاندان صفویہ کے
 ظہور نے مذہب شیعہ کو برسرِ اقتدار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس عہد سے آمو دریا شیعہ
 ایران اور سنی توران کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل قرار پایا اور ان دو
 ملے پروفیسر سٹوری نے اسی قابل قدر کتاب یسٹین لٹریچر ۲ حصہ ۲ میں اس اخذ کو پیش نظر رکھا ہے
 اور بعض دیگر مآخذ سے مزید معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ میں نے جوشی میں اس کتاب کے کچھ مقامات کا حوالہ
 دے دیے جہاں سے مزید اطلاعات ہم پہنچ سکتی ہیں۔ بعض مقامات پر کتاب مذکور کے علاوہ بھی اگر کوئی حوالہ
 مفید ملے تو وہ بھی جوشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ (ادھار)

ملکوں کے درمیان جنگ و جدال کا سلسلہ از سر نو قائم ہو گیا۔ اگرچہ ماوراء النہر میں خاندان شیبانی کے زیر حکومت اور ایران میں صفویوں کے زیر سایہ فارسی بطور ادبی اور دفتری زبان کے استعمال ہوتی رہی اور دونوں ملکوں میں اشتراک لسانی کا احساس باقی رہا۔ مگر ہر دو علاقوں میں ادبی ارتقاء الگ الگ نہج پر وقوع میں آیا۔ دراصل لیکہ ایران اور ہندوستان کے روابط دیگر ممالک کے ساتھ قائم رہے۔ اور ان کے درمیان خیالات اور اجزاء تمدن کا مبادلہ جاری رہا۔ مگر ماوراء النہر دنیا کے دیگر ملکوں سے آہستہ آہستہ علیحدہ ہو گیا اور وہاں کے لوگوں نے اپنی ایک الگ ہی جمود پسند دنیا بنالی صرف ساٹھ ستر سال ہوئے کہ وہاں روسیوں کا سیاسی اقتدار قائم ہونے سے اہل مغرب کے لئے علمی تحقیقات کا امکان پیدا ہوا۔ ذیل کے مختصر خاکہ میں صرف ان اہم فارسی مصنفات کا ذکر ہے جو گزشتہ چار سو سال میں ماوراء النہر (ترکستان) میں بھی گئی ہیں :

شیبانی خان کا عہد حکومت ۱۵۱۰ء - ۱۵۱۷ء

وحشی اور اکھڑ اوزبکوں کا سردار شیبانی خان جس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے تیموریوں کی وسیع سلطنت کو زیر و زبر کر دیا۔ ایرانی تمدن اور فارسی زبان سے نا آشنا نہ تھا۔ وہ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں میں خوب شعر کہتا تھا اور علوم عقلیہ میں بھی دستگاہ رکھتا تھا۔ سلطان بابر نے اس کی شہر گئی کے متعلق جو مخالفانہ رائے دی ہے وہ اس لحاظ سے قابل وقعت نہیں کہ

بہر حال وہ ایک دشمن کی رائے ہے۔ تیموریوں کے علاقے میں شیبانی خان کی فتوحات نے شاعروں کی زبان سے اس کی شان میں بہت سے قصیدے کہلائے۔ اور مورخین سے ابوالفتح کا پرشکوہ لقب اس کو دلویا۔ مگر اُس کی ملکی فتوحات سے اس کی علمی پیاس نہ بجھ سکی۔ کیونکہ تمام ذمی استعداد مصنفین، شعراء اور ہنرور اور بکوں کی سلطنت سے بھاگ کر یا تو ایران میں صفویوں کے ہاں چلے گئے یا بابر کے پاس افغانستان اور ہندوستان میں جا پہنچے۔ جو لوگ ماوراء النہر میں مقیم رہے وہ یا تو دوسرے درجے کے صاحب فن تھے یا وہ لوگ تھے جنہوں نے دور گزشتہ میں کچھ ایسے ناپسندیدہ طور پر شہرت حاصل کی تھی۔ کہ اُن کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ وہ نئے حکمرانوں کا خوشی سے خیر مقدم کریں۔ اسی قسم کے لوگوں میں ملا بٹائی (یا ملا بٹائی) تھا جو شیبانی خان کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہوا۔ ملا بٹائی ہرات کے ایک معمار کا بیٹا تھا۔ اگرچہ وہ ایک قابل شخص تھا مگر اپنی بدزبانی اور سوء خلق کے باعث میر علی شیر نوائی کے شعراءے دربار کے حلقہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اور آخر کار جب بابر کے ایرانی حلیفوں نے ۱۵۱۲ء میں شہر قرشی میں قتل عام برپا کیا تو وہ بھی اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ اس کے دیوان میں سے صرف چند غزلیات قلمی مجموعوں اور مطبوعہ کتابوں میں محفوظ رہ گئی ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اس کی نظم موسوم بہ "بہرام و بہروز" مفقود ہے۔ اس کی تصنیف

ملہ بابر نامہ (ترکی) ص ۱۰۹ پر ہے۔ ملا بٹائی دربار شاعر، ملا بٹائی کا حال سام مرزا لے افضل دیا ہے۔ کچھ تحفہ شامی مرتبہ مولوی اقبال حسین ص ۱۱۰ اور تاجی رشیدی نسخہ کیریچ یونیورسٹی جاکا ص ۷۹، ۸۰ ملہ ۹۷۱ ہجری۔ تحفہ شامی ص ۱۷۹، غزلیہ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ء پر ۱۷۰ ہے جو درست نہیں ہے، ملہ امرکا نسخہ میرے کتابخانہ میں ہے۔ یہ شامی سلطان ایتوب کے نام لکھی گئی۔ دیکھو تحفہ شامی محل مذکور، (ڈاٹر)

”شیبانی نامہ“ کا ایک واحد نسخہ جس میں مصنف نے اپنے مرثیہ کی تاریخ لکھی ہے۔ ۱۹۰۸ء میں خان خیوہ کے کتب خانہ میں دریافت ہوا تھا۔ اگرچہ یہ نسخہ مصنف کے حین حیات میں لکھا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ ناقص الآخر ہے شیبانی نامہ کے متعلق مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو *Jamajlowitsch* کا مضمون جو Z. A. P. کی انیسویں جلد میں شائع ہو چکا ہے ۰

ہرات کے تیموری خاندان کے ایک دیگر شاعر میر محمد صالح کو بھی حوادثِ زمانہ نے شیبانی خان کے دربار میں پہنچایا۔ وہ خوارزم کے ایک معزز خاندان سے تھا۔ مگر جیسا کہ میر علی شیر نے تصریح کی ہے قیامِ ہرات میں اُس سے ایک سنگین جرم سرزد ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اُسے دربار چھوڑنا پڑا۔ اجماعِ نقاش مطبوعہ تاشکند ۱۳۲۲ھ (۱۲۹۹ء) آخر کار وہ اوزبکوں کے ہاں چلا گیا اور شیبانی خان کا مداح اور معتمد علیہ بن گیا اور اس کی مہتوں اور معرکوں میں اس کے ہمکام رہنے لگا۔ اُس نے بھی ایک ”شیبانی نامہ“ چغتائی ترکی میں لکھا۔ یہ منظوم تصنیف وائٹا اور سلینٹ پیئر برگ سے دوسرے شائع ہو چکی ہے۔ اور اس سے محمد صالح کی ترکی شاعری کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ اس کی فارسی نظمیں قلیل تعداد میں محفوظ ہیں اور مختلف مجموعوں میں ملتی ہیں۔ محمد صالح نے ۹۴۱ھ میں بخارا میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوا ۰

شیبانی خان کی فتوحات کو ایک دوسرے شاعر نے بھی منظوم کیا ہے مگر اس منظوم تاریخ کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔ اس میں سمرقند کی فتح ثانی (۱۱۰۰ھ)

۱۱۰۰ھ پشین لٹریچر از سنڈری ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، طبع لاہور (اور ٹیل کالج میگزین فروری ۱۹۲۲ء ص ۱۱۰)

۱۱۰۰ھ مرتبہ *Molioranday* ۱۱۰۰ھ، ۱۱۰۱ھ، ۱۱۰۲ھ

۱۱۰۲ھ سنڈری کے ہاں اس کا نام فتح نامہ ہے۔ دیکھو پشین لٹریچر ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴

تک کے حالات مرقوم ہیں۔ جبکہ بابہ نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لی تھی۔
اس تاریخ کا ایک واحد نسخہ ہمارے علم میں ہے۔ جو سمرقند کے ایک نجی کتبخانہ
میں موجود ہے اور تصاویر سے مزین ہے۔ اس نظم کی بحر وہی ہے۔ جو
فردوسی کے شاہ نامہ کی ہے۔ مگر بارگولڈ کی رائے میں محاسن شعری سے
عاری ہے اور صرف تاریخی لحاظ سے درخور اعتنا ہے۔
شیبانی خان کے دربار کے دیگر فضلاء میں سے حسب ذیل لوگ

قابل ذکر ہیں۔
حسامی قراقلی، متصوف شاعر جو ۷۵۵ھ میں یاروایت دگر ۱۵۱۶ء
میں فوت ہوا۔ اور مولانا ابوالخیر جو فلسفی اور شاعر ہونے کے علاوہ ایک
ماذق طبیب بھی تھا اور جس کا سن وفات ۷۵۵ھ ہے۔

شیبانی خان کے جانشین

شیبانی خان کے جانشینوں کے عہد حکومت کی یہ خصوصیت رہی ہے
کہ ان کے زمانہ میں درویشوں کے دو طاقتور فرقوں یعنی کبرویہ اور نقشبندیہ
کے درمیان مناقشت اور رقابت جاری رہی۔ کبرویہ کا دوسرا نام خوارزمی
ہے۔ جن کا میدان زیادہ تر شیعی عقاید کی طرف تھا۔ درحالیکہ نقشبندیہ یا
خواجگان سنی المذہب تھے۔ ان کی باہمی کشمکش میں حکمران بھی شریک رہتے
کیونکہ ان میں سے بعض کبرویہ اور بعض نقشبندیہ شیوخ کے مرید تھے۔

۱۔ طریقہ جنیدیہ کی ایک شاخ ہے جس سے پہلے خراسان میں نمودار ہوئی اور اپنے بانی شیخ نجم الدین کبروی احمد
بن عمر انجیدی (متوفی ۷۲۷ھ) کے نام پر کبرویہ کہلائی۔ ترکستان میں یہ طریقہ آہستہ آہستہ معدوم ہو گیا۔ ہندوستان میں اسے
فردوسیہ کہتے ہیں (حنایت اللہ)۔ ۲۔ مناقب لطف اللہ چشتی (سوغویں مدی نسخہ خطی، مجالس المؤمنین طران ۱۳۷۱ھ ص ۳۲۹)۔

شیبانی خان کے جانشینوں میں سے عبید اللہ خان (۱۵۳۳ء - ۱۵۳۹ء) فارسی ادب اور شعر و سخن کا بڑا شوق رکھتا تھا۔ وہ خود بھی فارسی اور ترکی دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا۔ اس کا کلام تمام تر تصوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسے عربی ادبیات کا بھی ذوق تھا۔ اس کے مرشد خواجگی قازانی (م۔ ۱۵۱۲ء غالباً) نے بھی جو تمام ترکستان میں مخدوم اعظم کے نام سے مشہور تھا۔ فارسی زبان میں علم تصوف پر ۲۹ دھچپ رسالے لکھے تھے جن میں طریقہ نقشبندیہ کے عقاید کی توضیح کی گئی ہے ۴

اس عہد میں علم کلام کا سب سے بڑا نمائندہ مولانا عصام الدین ابراہیم ابن مولانا عرب شاہ اسفہرائی (متوفی ۱۵۳۶ء) تھا۔ جس نے علم کلام پر بہت سے رسالے اور شرحیں لکھیں۔ ۱۵۴۴ء میں عبید اللہ خان نے شمس الدین کو ہستانی کو کوہستان (ایران) سے بخارا آنے کی دعوت دی۔ شمس الدین بعد میں مفتی کے عہدہ پر مقرر ہوا اور ۹۶۵ء میں فوت ہو گیا۔ جامع الرموز اُسی کی تصنیف ہے۔ جو وسط ایشیا میں اور دریائے والکاک کے علاقہ میں علم فقہ پر سب سے مستند کتاب سمجھی جاتی ہے ۴

تاریخ رشیدی بھی اسی زمانہ میں لکھی گئی۔ یہ کتاب سلطان بابر کے عم زادہ محمد حیدر دوغلات (۱۵۵۱ء - ۱۵۵۱ء) کی تصنیف ہے اور وسط ایشیا کی تاریخ کے متعلق نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ

۱۔ بروکن (۲: ۴۱) نے ان کی مصنفات میں سے کتب ذیل کا شمار کیا ہے: ۱۔ میزان الادب فی العلوم

الاشلاہ الصرف والنحو واللغة (۲) رسالہ فی علم المجاز (۳) رسالۃ الجبر والقدیر (۴) حاشیہ علی تفسیر البیضاوی،

(۵) شرح رسالہ السمرقندیہ، ان میں صرف ایک رسالہ کلام پر ہے، ۶۔ شرح وقایہ، دیکھو بروکن ۱۱: ۲۷۱ (۶)

وہاں مصنف کا سن وفات ۹۵۰ھ = ۱۵۴۳ء دیا ہے ۴

اس کتاب کا نہ تو فارسی اصل اور نہ ہی (چغتائی) ترکی ترجمہ تاحال معرض طبع میں آیا ہے۔ اس تاریخ سے استفادہ کرنے کی صرف ایک صورت یہ ہے کہ ڈینی سن روس کے انگریزی ترجمہ کی طرف رجوع کیا جائے جو ۱۸۹۵ء میں لندن سے شایع ہوا تھا۔

ابوالفتح (عبدالفتح) کی "تاریخ ابوالخیر خانی" بھی جو شیبانی خاندان کے فرمانروا عبداللطیف خان کے نام سے معنون ہے۔ اسی عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ اس تاریخ کے صرف دو نامکمل نسخے میرے علم میں ہیں۔ ایک تو لندن میں ہے اور دوسرا تاشکند میں۔ یہ تالیف وسط ایشیا میں اوزبکوں کے عروج و ترقی اور سمرقند میں ان کے عہد حکومت کے حالات پر مشتمل ہے۔ اسی عہد میں سلطان محمد بن درویش محمد البغنی نے مجمع الغرائب لکھی جس میں کائنات کا بیان (Cosmography) ایک عام فہم پیرایہ میں کیا گیا ہے اس ہرولعریز تالیف کا آج بھی ماوراء النہر میں بڑے شوق سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کتاب کے بہت سے قلمی نسخے پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں جانی محمد بن شیخ علی بن عماد الدین غجدوانی نے مفتاح الطالبین لکھی جس میں شیخ کمال الدین خوارزمی کی مفصل سوانح عمری مذکور ہے۔ شیخ موصوف اپنے وقت میں کبرویہ طریقہ کے شیخ تھے۔ اس کے تیس سال بعد حسین بن میر حسین الحسینی السرخسی نے "سعدیہ" نام کتاب تالیف کی جس میں

ترجمہ مذکور کا عنوان یہ ہے۔ *A History of the Moghuls of Central Asia, being*

The Tarikh-i-Rashidi of Mirza Muhammad Nigara Daghlat. London, 1895.

مذکورہ کذا فی الاصل، صحیح نام غالباً عبدالفتح ہوگا (غایت اللہ ستوری نے مصنف کا نام سعودی بن عثمان کوہستانی

دیا ہے۔ دیکھو پشین السرخسی ج ۲: ۱۱-۱۲ و ۲۴۳: ۱۸ ڈیڑی، ۲۵ دیکھو ریوس ۴۱۶ (ڈیڑی) ،

اس عہد کے مشاہیر مثل جو بیاری خواجگان محمد اسلام اور خواجہ سعد کے حالات مندرج ہیں۔ یہ دونو کتابیں اس عہد کی تاریخی اور تمدنی تحریکوں کے سمجھنے کے لئے نہایت مفید ہیں :

خاندان شیبانی کا عہد زوال

عبداللہ خاں جس نے ۱۵۸۳ء سے ۱۵۹۸ء تک حکومت کی۔ اپنے خاندان کا ایک نہایت ممتاز فرمانروا گذرا ہے۔ اُس کے مؤرخ اور مداح حافظ تائیش بخاری نے اس کے عہد حکومت کی نہایت ایمانداری اور غیر جانبداری کے ساتھ تاریخ لکھی ہے۔ اس تاریخ کو عوام عبداللہ نامہ کہتے ہیں۔ مگر ادبی کتابوں میں اس کا نام "شرف نامہ شاہی" یا "تاریخ عبداللہ خاں" لکھا ہے۔ کئی اشخاص نے اُس کو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر نامساعد حالات کی وجہ سے اس کی اشاعت کی ہنوز نوبت نہیں آئی :

اس عہد کا سب سے مشہور شاعر مشفق بخاری ہو کر رہا ہے۔ جس نے ۱۵۸۸ء میں وفات پائی۔ وہ اکبر اعظم کے دربار میں دو دفعہ آیا اور اس کی مدح میں بہت سے قصیدے کہے۔ وہ اپنے ہمصوروں کے درمیان ہر دلعزیز تھا۔ اور اس کے معاصرین اس کی بے مثال ظرافت اور بذلہ سنجی اور عبداللہ خاں اور اس کے درباریوں کی مدح سرائی کے سبب سے اس کی بہت قدر کرتے تھے۔ اس کے دیوان اور کلیات میں رجن کے

۱۔ دیکھو سٹوری ۲: ۲، ۳، ۴، ۵ اس کا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔

۲۔ دیکھو سٹوری ۲: ۲، ۳، ۴، ۵ بظاہر مشفق جہان نامہ یا تاریخ عبداللہ خاں کا مصنف

قلمی نسخے میرے کتب خانہ میں موجود ہیں) اس کے معاصرین کے متعلق بہت سے چٹکے اور لطیفے اور اُس عہد کے واقعات کے متعلق تاریخی مصرعے پائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان میں دیگر پُر از معلومات مواد بھی موجود ہے جس سے اس عہد پر بہت قابل قدر روشنی پڑتی ہے +

شیبانی عہد حکومت کے اختتام اور استراخانی عہد کے آغاز کے قریب ماوراء النہر میں یوسف بن محمد جان قزاقی فلسفی ہو گزرا ہے۔ جس کا اصل وطن ایران تھا۔ وہ طریقہ کبرویہ کا پیرو تھا اور اپنے علم و فضل اور خصوصاً علم کلام اور فلسفہ میں باکمال ہونے کے سبب سے اجموئہ روزگار تھا۔ اس کی اکثر تصانیف عربی زبان میں ہیں۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ وہ بخارا، سمرقند اور ترکستان کے دیگر شہروں میں زیر درس تھیں۔ سترھویں صدی کے اس فراموش شدہ فلسفی کے مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو وہ مضمون جو میں نے اس موضوع پر انجمن تحقیقات تاجیکستان کے مجلہ کی پہلی جلد میں ۱۹۶۶ء میں تحریر کیا تھا +

قزاقی کے معاصرین میں سے عبید اللہ نقشبند سمرقندی اور شیخ عالم عزیزان (۱۹۷۲ء - ۱۴۰۲ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عبید اللہ نقشبند نے اپنے مرشد شیخ لطف اللہ کے سوانح عمری مناقب مولانا لطف اللہ کے عنوان سے لکھے تھے اور شیخ عالم عزیزان نے بھی نقشبندی مشائخ کا تذکرہ لمحات من نعمات القدس کے نام سے لکھا تھا جو ۱۳۱۶ھ میں تاشکند میں چھپ چکا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں شیبانی عہد حکومت اور اس زمانہ کی معاشرت کے متعلق بہت سی قیمتی معلومات ملتی ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں البراء الحیات

مرد طالب نے جو بیاری مشائخ کے حالات قلمبند کئے۔ اس تالیف کا نام طلب الطالبین ہے۔ یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ مگر اس کا ایک لمبی نسخہ جس کا سن کتابت ۱۳۳۵ء ہے۔ میرے پاس موجود ہے ۵

استراخانوں کا عہد حکومت

استراخانوں کے عہد میں تاریخ نویسی کا از سر نو دور دورہ ہوا اور اوراد النہر اور اس کے متصلہ ممالک کی تاریخ پر بہت سی قابل قدر کتابیں لکھی گئیں۔ نذر محمد خان (عہد حکومت ۱۶۳۲ء - ۱۶۳۵ء) کی فرمائش پر بخارا کے ایک خازن کتب نے بحر الاسرار فی مناقب الایخار کے نام سے دنیا کی ایک تاریخ عمومی لکھی۔ یہ تاریخ سات جلدوں پر مشتمل تھی۔ مگر افسوس کہ ان سات جلدوں میں سے صرف دیباچہ اور آخری جلد کی پہلی اور چھٹی تفصیل دست برد زمانہ سے بچ سکی ہیں۔ جن میں منگول حکمرانوں کے حالات مندرج ہیں۔ اسی فرزانہ و ایضی نذر محمد خان کے نام پر محمد ظہیر بن ابی القاسم نے اپنی کتاب عجائب المطبقات لکھی جس میں اس نے کائنات کا حال اور دنیا کا

ماہ استراخانوں کو بعض مغربی مصنفوں نے (غالباً غلط الفہم کے نتیجے میں) استراخانوں کے نام سے لکھا ہے۔ مگر صحیح صورت استراخانوں ہے۔ کیونکہ لوگ شہر استراخان سے آئے تھے۔ بخارا کے یہ استراخانوں اپنی ایک صوفی اہل جان کے نام پر جانے بھی کہلاتے ہیں۔ ۱۰ اس نام کی صحیح صورت نذر محمد خان ہے جسے اس میں منقول ہیں اور دیگر کتابوں میں نذر محمد (حضرت) یا نذر محمد (حضرت) (Nazar Muhammad) لکھا گیا ہے مگر دونوں صورتیں غلط ہیں (غضبت اللہ)۔ ۱۱ یعنی محمد بن امیر ولی بحر الاسرار کیلئے دیکھو ستوری ۱۲: ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱

جغرافیہ بیان کیا ہے۔ شہر بلخ کا جو بیان اس میں درج ہے۔ وہ خاص طور پر قابل قدر ہے۔ کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نذر محمد خان کے عہد میں بلخ کی کیا کیفیت تھی ؟

نذر محمد خان کے بیٹے سبحان قلی خان کے عہد حکومت کے تاریخی واقعات کو محمد صالح بلخی نے تقریباً پانچ ہزار ابیات میں قلمبند کیا۔ یہ ابیات بحر متعارف میں لکھے گئے ہیں۔ جو رزمیہ مضامین کے ادا کرنے کے لئے خاص طور پر مناسب ہے۔ خود مصنف نے اس منظوم تاریخ کا نام سبحان قلی نامہ رکھا تھا۔ اور پروفیسر بارٹولڈ کی رائے ہے کہ مؤرخین کو اس پر خاص توجہ مبذول کرنی چاہیے۔ کیونکہ وسطی ایشیا کے عہد قریب کی تاریخ کے لئے یہ تصنیف ایک قیمتی ماخذ ہے۔ اسی عہد میں قاضی محمد بدیع بن محمد شرف سمرقندی نے ”تذکرہ شعراء سبحان قلی خان“ مرتب کیا۔ جس میں اپنے معاصر شعراء اور فضلاء کے حالات قلمبند کئے اور ان کے کلام کے نمونے درج کئے۔ اسی زمانہ میں میر محمد امین بخاری نے ”تاریخ سبحان قلی خان“ لکھی۔ ان دونوں کتابوں کے قلمی نسخے بخارا کے مرکزی کتب خانہ میں محفوظ ہیں ؟

ایک دیگر کتاب جو اسی عہد میں لکھی گئی ”تاریخ سید راقم“ ہے جو مصرعہ طے تاریخی کا مجموعہ ہے۔ ان کا تعلق حضرت ابو حنیفہؒ کے زمانہ سے لے کر ۱۰۹۳ھ تک کے تاریخی واقعات سے ہے۔ یہ امر اب ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس مجموعہ کو ملا شرف الدین اعلم سمرقندی نے ۱۰۹۳ھ میں مرتب کیا تھا۔ بعد میں اس کی تلخیص

۱۰ دیکھو سٹوری ۲: ۲۸۱، ۱۰ سٹوری ۲: ۲۸۶، ۱۰ سٹوری ۲: ۲۸۹،

۱۰ دیکھو سٹوری ۲: ۲۸۴، ۱۰ ان کے علاوہ کتاب میں تاریخی اطلاعات اور

شخصی حالات بھی شامل ہیں۔ سٹوری

کر دی گئی۔ اور یہی تلخیص ہے۔ جس کے قلمی نسخے عام طور پر متداول ہیں۔ اس کا ایک مطبوعہ ایڈیشن بھی ہے۔ جو ۱۹۱۳ء میں تاشکند میں لکتو میں چھاپا تھا؛

اسی زمانہ میں اسماعیل خان چغتائی (۱۶۷۷ء - ۱۶۸۲ء) کی فرمائش پر شاہ محمود چراس نے کاشغر اور مشرقی ترکستان کے فرمانرواؤں کی تاریخ لکھی جس کے کم از کم دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ اسی عہد کے قریب سید زندہ علی مفتی نے ثمرات المشائخ تالیف کی جس میں وسطی ایشیا کے مختلف مذاہب اور طریقوں کے مشائخ کے حالات قلمبند کئے۔ اس کتاب کے صرف ایک نسخہ کا مجھے علم ہے۔ جس کا سنہ کتابت ۱۲۷۷ء ہے اور بخارا کے مرکزی کتب خانہ میں محفوظ ہے؛

اٹھارویں صدی عیسوی

اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز میں وسطی ایشیا کی تاریخ پر دو اہم کتابیں لکھی گئیں۔ مگر افسوس کہ مذکورہ بالا کتابوں کی طرح وہ بھی ہنوز منظرِ طباعت و اشاعت میں۔ ان میں سے پہلی کتاب میر محمد امین بخاریؒ کی تالیف عبداللہ ثنائہؒ ہے۔ جس میں بخارا اور ماوراء النہر کی تاریخ ۱۷۷۷ء سے لے کر ۱۷۸۷ء تک

لے دیکھو سنواری ۲: ۳۹۲؛ ۱۷۷۷ء میر محمد امین کی تاریخ کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو

جرمن فاضل *Zeufel* کا بیضا مضمون جو جرمن اور نیشنل سوسائٹی کے مجلہ (J. N. ۱۸. 9. ۱۷۷3) ۱۸۸۴ء

میں *Quellenstudien zur neueren Geschichte der Chanate* کے عنوان سے

شائع ہوا تھا۔ تعجب کا مقام ہے کہ روسی مشرق نے اس قابلِ قدر اور مفید کار کی طرف توجہ نہیں کی۔ جو نہایت محنت سے

لکھا گیا ہے اور جس میں فاضل مقالہ نگار نے کتاب مذکور تفصیلی بحث کرنے کے علاوہ اسکے تاریخی مضامین کی تلخیص کر دی ہے اور

فارسی اہل سے متعدد اقتباسات بھی اضافہ کر دیئے ہیں (منابت اللہ) میر محمد امین اور یوسف نشی اور دونوں تاریخوں کا

حالِ ہوا میں مذکور ہیں سنواری نے تفصیل سے دیا ہے۔ دیکھو پرشین لکچر ۲: ۲۰۷ ص ۳۷۸ بعد، (ایڈیٹر)

لکھی گئی ہے۔ دوسری کتاب "تاریخ مقیم خانی" ہے جسے اس کے مصنف یوسف منشی بن خواجہ بقاء نے مقیم خان ماکم بلخ کے نام سے مضمون کیا تھا۔ اس میں مصنف نے شیبانی اور استراخانی عہد حکومت کے تاریخی واقعات کو سنہ ۱۰۳۸ء تک بیان کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ پچھلی صدی میں روسی سفیر غلام ار بخارا سے لایا تھا اور مدت تک یہی نسخہ مغرب میں بخارا کی تاریخ کے لئے واحد حشرشمہ کا کام دیتا رہا۔

صوفی الشہداء کے مصنفات جو سترھویں صدی عیسوی کے آخر اور اٹھارویں کے آغاز میں لکھے گئے۔ آج تک وسط ایشیا میں پسند خاص و عام ہیں۔ صوفی الشہداء سمرقند کے مصنفات شہر کتہ قرخان میں پیدا ہوئے تھے مگر اس نے اپنی زندگی ترکستان کے مختلف مقامات میں بسر کی۔ اس نے فارسی اور ترکی نظم و نثر میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ عقاید اسلام کو تصوف کے قالب میں ڈھال دیا جائے۔ اس کے مصنفات میں سے مسلک المتقین جو منظم ہے اور مراد العارفین جو نثر میں ہے خاص طور پر مشہور ہیں۔ صوفی مذکور نے ۱۰۳۸ء میں وفات پائی اور ضلع وہ نو میں کوہ رخسار پر مدفون ہوا۔

بخارا کے متصوف شاعر آخوند ملا محمدی نے جو عام طور پر "ایشان اہلاد کے فرضی نام سے شعر لکھتا تھا، دو دیوان اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ اس کا کلام بلند اور نازک فلسفیانہ خیالات سے متصف ہے جس میں تصوف کی چاشنی بھی شامل ہے۔ وہ درویشوں کے چار مختلف طریقوں کے مشائخ کا مرید تھا۔ ۱۰۶۸ء میں فوت ہوا اور بخارا میں مدفون ہوا۔ منگیت خاندان کے تقریباً تمام خوانین اُسی کے مقبرہ کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

وہاں علمی جدوجہد بھی از سر نو حرکت میں آئی :

میر عبدالکریم نے جو امیر حیدر خان بخارا (۱۸۰۷ء - ۱۸۲۶ء) کی طرف سے
قسطنطنیہ میں سفیر مقرر تھا۔ ترکستان کی ایک تاریخ لکھی جس میں اس نے اٹھارویں
صدی کے وسط سے لے کر ۱۸۱۸ء تک کے واقعات قلمبند کئے بشیفر نے
اس کے فارسی اہل کو مع فرانسیسی ترجمہ کے ۱۸۱۸ء میں پیرس سے شائع کیا۔
امیر حیدر کے بھائی نے بھی ایک تاریخ گلشن ملوک کے نام سے لکھی۔ اس تاریخ
کے جو ابواب شیبانی۔ استراخانی اور منگیت خاندانوں کے متعلق ہیں وہ خاص
اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی عہد کے قریب امیر شاہ مراد کے بیٹے شاہزادہ حسین
نے منگیت خاندان کی تاریخ مکمل کی۔ جس کا عنوان "مخازن النعوی فی تاریخ بخارا"
ہے۔ اس کا ایک نسخہ بخارا کے سرکاری کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس سے
پیشتر ۱۸۱۸ء میں محمد شریف بن محمد فی نے امیر حیدر کی فرمائش پر "تاج التواریخ"
تالیف کی تھی جس میں استراخانیوں اور منگیت حکمرانوں کی تاریخ امیر حیدر کے
زمانہ تک مندرج ہے۔ اس کا ایک نسخہ بخارا کے مرکزی کتب خانہ میں موجود ہے۔
امیر حیدر کا معاصر خان محمد عمر والی فرغانہ (۱۸۰۹ء - ۱۸۲۲ء) بھی علم و فن کا
بڑا قدردان تھا۔ وہ خود بھی شعر کہتا تھا اور امیر تخلص کرتا تھا۔ اس کا دیوان ۱۸۲۶ء
میں بخارا میں چھپ گیا ہے۔ اس کی قدردانی سے اس کے دربار میں بہت
سے شاعر جمع ہو گئے تھے اور اس زمرہ شعر او میں اس کی بیوی نادۃ بھی

امیر عبدالکریم کی شائع شدہ تاریخ کا عنوان یہ ہے: - *Histoire de l'Asie
Centrale (Afghanistan, Boukhara, Khiva, Khogand)
de 1153 a 1253 de l'egire, par Mir Abdul Karim Bukhari.*

مذکورہ بالا تینوں کتابوں اور ان کے مصنفوں کے حالات و سوانح کی تفصیل سے دیئے ہیں۔ دیکھو ضمیمہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱

شال بقی۔ خوقند کے ان شعراء کے کلام کا ایک دلچسپ مجموعہ سن ۱۹ء میں
تاشکند میں چھپ چکا ہے :

عمر خان کے ایک رشتہ دار اور معاصر نے جس کا نام حکیم خان تُو رہ تھا۔
اپنے سوانح عمری منتخب التواریخ کے نام سے لکھے ہیں۔ یہ سرگزشت خاصی
ضخیم ہے اور فارسی لٹریچر میں اپنی نوعیت کی شاید سب سے زیادہ دلچسپ
کتاب ہے۔ جو اس لحاظ سے خاص طور پر قابل قدر ہے۔ کہ وہ اپنے زمانہ کی
تاریخ اور معاشرت کے متعلق عینی شہادت کی حیثیت رکھتی ہے اور اُس
میں مصنف نے اپنے اُن تاثرات کو بیان کیا ہے۔ جن سے وہ خوقند اور اُس
فارس، بخارا اور دیگر ممالک کی سیاحت کے دوران میں متاثر ہوا تھا :

خوانین خوقند کی تاریخ کے لئے حسب ذیل کتابیں خاص اہمیت
رکھتی ہیں ۱۔ "ملا مزراعلیم کی کتاب "انساب السلاطین" جو تاحال طبع
نہیں ہوئی (۲) "مرآۃ الفتوح جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے (۳) تاریخ شاہرخ از ملا
نیاز محمد جسے Pandusow نے ۱۸۸۸ء میں قازان سے شائع کیا تھا۔
(۴) تحفۃ التواریخ خانی (کذا) از ملا عوض محمد، مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ
لینن گراڈ کے عجائب خانہ مشرقی میں موجود ہے۔ اس سلسلہ میں ٹانگ محمد
بدخانی کی تاریخ بدخشان بھی قابل ذکر ہے۔ جس میں ۱۰۶۸ء سے لے کر
۱۲۳۳ء تک کے واقعات درج ہیں۔ ملا فضل بیگ اوشی نے اس کا تتمہ
لکھ کر واقعات کا سلسلہ بیسویں صدی کے آغاز تک پہنچایا ہے۔ یہ دونو
کتابیں ابھی تک طبع نہیں ہوئیں :

۱۔ اس کے لئے دیکھو شدہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸

۱۹۰۶ء میں بخارا کے شہزادہ نصیر الدین تورہ بن امیر مظفر الدین نے تحفۃ الزائرین لکھی۔ جو اس لحاظ سے اہم ہے۔ کہ اس میں شہر بخارا کی مساجد اور اولیاء کے مقابر کا تفصیلی بیان ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مشاہیر کے سوانح عمری کے متعلق مواد بھی موجود ہے۔ ۱۳۲۸ء میں بخارا میں طبع ہوئی، بخارا کے دو فاضلوں یعنی ابن عسور محمد رحمت اللہ بخاری رجو امیر مظفر الدین خان بخارا کا، معصر تھا، اور افضل مخدوم پیرستی نے ترکستان (بخارا، فرغانہ، تاشکند) کے ان شعراء کے تذکرے لکھے ہیں جو انیسویں صدی میں ہو گزرے ہیں۔ اور ان کے کلام کے نمونے بھی دیئے ہیں۔ رحمت اللہ بخاری کے تذکرہ کا عنوان "تحفۃ الاحباب فی تذکرۃ الاصحاب" ہے۔ جو باضافات چند ۱۹۱۳ء میں تاشکند میں چھپا تھا۔ افضل مخدوم نے اپنا تذکرہ افضل التذکار فی ذکر الشعراء والاشعار کے نام سے لکھا تھا۔ یہ تذکرہ بھی ۱۳۲۶ء میں تاشکند میں چھپ چکا ہے۔

عبارت کی ہر کلمت ترصیع۔ الفاظ کی شوکت اور عربی کلمات کا کثرت استعمال، صرف ان ہی تذکروں کی امتیازی خصوصیت نہیں بلکہ گزشتہ تین صدیوں میں ترکستان میں جتنا بھی لٹریچر پیدا ہوا ہے۔ اس کا طرز تحریر یکیتہ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ مصنفین کا عام خیال یہ تھا کہ نفس مضمون اتنا اہم نہیں جتنا کہ طرز ادا کی خوبی اور دلکشی اور ان کے زعم میں طرز ادا کی دلکشی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی تھی۔ کہ مرصع جملے، بعید الفہم ترکیبیں اور عربی کے متعلق الفاظ استعمال کئے جائیں۔

ترکستان کے شاعروں نے بھی کسی حد تک اسی قسم کا اسلوب تحریر اختیار کر رکھا تھا۔ ان کا کلام یا تو صوفیانہ خیالات اور کیفیات کا مظہر ہوتا تھا

یا وہ لوگ قصائد، سرائی یا ہجو لکھ کر طبع آزمائی کرتے تھے۔ اُن مطالع کے ذریعہ سے جو روسیوں کے داخلہ کے بعد ترکستان میں قائم ہوئے متعدد شعراء کے دیوان شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً ولسی شاعر کا دیوان ۱۳۴۲ء میں سمرقند میں چھپ کر شائع ہوا۔ اسی طرح یوسف سیرامی کا دیوان ۱۳۳۲ء میں تاشکند میں چھپا۔ اور طغرل امراری کا ۱۳۳۳ء میں کاکان میں ۴

زور کلام اور زبان کا بیساختہ پن صرف اُن ہی مصنفات میں پایا جاتا ہے۔ جن میں لکھنے والوں نے اپنے ذاتی تجربات اور قلبی واردات کو بیان کیا ہے۔ اس قسم کی کتابوں میں سے جو ماضی قریب میں شائع ہوئی ہیں۔ بخارا کے ایک تاجر سراج الدین کی تالیف قابل ذکر ہے۔ جو تحف اہل بخارا کے نام سے ۱۳۳۰ء میں بخارا میں طبع ہوئی تھی۔ اس قسم کی مؤلفات میں اور خصوصاً اُن کتابوں میں جو موجودہ صدی کے آغاز میں لکھی گئی ہیں۔ سادہ زبان اور روزمرہ کے استعمال کی کوشش کی گئی ہے۔ عمد جدید کے بعض اساتذہ مثل محمود خواجہ بہبودی سمرقندی اور صدر الدین عیسیٰ بخاری نے مدارس کی نصابی کتابیں بھی اسی اسلوب پر لکھی ہیں۔ بیسویں صدی نے خصوصاً جب سے ۱۹۱۷ء والا انقلاب عظیم روس میں رونما ہوا ہے۔ ترکستان کے ادیبوں کے ہاں نئے نئے مضامین کو جدید طرز پر صاف اور شستہ زبان میں ادا کرنے کی ضرورت پیدا کر دی ہے ۴

عنایت اللہ

نل دمن احمد سرلوی

نل دمن ہندوستان کی "پاستانی داستانوں" میں سے ہے۔ جس کی دلکشی اور دلگیری مشرق و مغرب کے اہل نظر سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ انگریزی زبان میں اس قصے کا وہ خلاصہ جو نارمن پنسیسر (Norman & Pangser) نے ۱۹۲۶ء میں کیا ہے۔ بہت مقبول ہوا۔ یورپ کی باقی زبانوں میں اس کا جو چرچا ہوا اس کی تفصیلات میں جاننا ہمارے موجودہ موضوع سے خارج ہے۔ فارسی زبان میں شیخ فیضی قیاضی نے نل دمن کو اپنے "بنج گنج" کا ایک قیمتی حصہ بنا کر اس کو بقائے دوام کی سند عطا کر دی ہے۔ فیضی نے ایک ہندوستانی قصے کو اسلامی اور ایرانی قالب میں ڈھال کر اس میں جو خوبصورتی پیدا کی ہے اس کے متعلق شیخ ابو الفضل کیا اچھا لکھتے ہیں: "و دوران کارنامہ جادوئی بسلام آگاہی نگاشتہ آمد۔ خود فیضی کو بھی اپنے اس کارنامے کے متعلق فخر ہے۔ چنانچہ اس شنوی میں دعوے کرتا ہے:-

* بانگِ قلم درین شب تار بس معنی خفتہ کرو بیدار
 بگداختہ ام دل و زباں را کہیں نقش نمودہ ام جہاں را
 صد سحر و فسون بکار بستم کہیں نقش بروی کار بستم
 بر خواب نہد فسانہ بازار من گشتم ازین فسانہ بیدار

فیضی کے لئے یہ افسانہ بہت سی بصیرتوں اور عبرتوں کا باعث ہوا ہو یا نہ ہو اتنا ضرور ہے۔ کہ فیضی نے اس ہندی قصے کو فارسی الفاظ و صورت میں۔

ملبوس کر کے فارسی اور ہندوستانی ادب کی بہت بڑی خدمت انجام دی اور بہت سے آنے والے شاعروں کے لئے نیا موضوع پیدا کر دیا چنانچہ اسکے بعد تمام شاعروں نے جو اس سے قبل نظامی گنجوی کے تتبع میں ایرانی موضوعوں پر قلم اٹھایا کرتے تھے۔ اب ہندوستانی موضوعوں کو اپنا لیا۔ آخری دور کی فارسی اور اردو شاعری میں اس ہندوستانی عنصر کا خاصہ حصہ ہے چنانچہ ہمیں رام سینا، منوہر بدھوت، پروتی زوتی، ہیر رانجا، وغیرہ کی طرح کے بہت سے قصے ملتے ہیں +

موجودہ مثنوی نل دمن بھی جو آئندہ اس میگزین میں شائع ہوتی رہے گی۔ اسی سلسلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا مصنف اپنے آپ کو احمد کہتا ہے۔ جو سراوا کار ہنے والا ہے۔ چنانچہ دیباچہ میں لکھا ہے۔

احمد نہ کر اب شن اطرازی اوصاف ہے ہند کا نہ بازی
مشہور ہے ہند میں سراوا رکھتا ہے بہشت ساتھ دعوی
ہر طفل بعلم عشق استاد حق اوں کو رکھے ہمیشہ آباد
سپرنگر کی فہرست میں ایک اور مثنوی نل دمن بھی مذکور ہے۔ لیکن وہ موجودہ کتاب کے جذابے (ملاحظہ ہو سپرنگر کی فہرست ص ۶۴۳) +

سپرنگر کا بیان ہے۔ کہ احمد سید احمد علی سراوی کا تخلص ہے۔ جن کی تصانیف میں ایک مثنوی ”گل و صنوبر“ اور نثر کی دو کتابیں ”مونیکی“ اور ”رنگینی“ بھی ہیں۔ موصلاً ذکر ۱۲۴۱ء میں فیض آباد میں لکھی گئی تھیں (ملاحظہ ہو سپرنگر ص ۱۹۸)
سراوا ضلع میرٹھ کا ایک اہم قصبہ ہے۔ جو عہد محمد شاہی میں بہت بارونق تھا

لے سپرنگر کا یہ بیان خوب چندو کا کتاب عیار اشعار سے لیا گیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو تذکرہ دتاسی ص ۷۲

لیکن اس کے بعد گمنامی میں پڑ گیا (ملاحظہ ہوگزیرِ ضلع میرٹھ)۔
 یہ آئندہ کون بزرگ ہیں؟ ان کے حالات زندگی کیا ہیں؟ اس قصہ منظوم کا
 سن تصنیف کیا ہے؟ اس کی لسانی خصوصیات کیا ہیں؟ ان سب سوالات کا
 جواب آئندہ ایک مفصل مضمون کی صورت میں دیا جائے گا۔ سب سے پہلے سب
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ نل دمن کا متن بالاقساط میگزین میں شائع ہو جائے۔ تاکہ
 جو کچھ اس قصے کے متعلق لکھا جائے۔ متن کا مطالعہ اس کو وضاحت بخشتا جائے
 یا سی جھول اور یا سی معروف کے بارے میں قدیم املا کو ملحوظ رکھا گیا ہے
 پیش نظر نسخے میں اس معاملہ میں کوئی خاص پابندی نہیں کی گئی۔ لیکن میں نے
 قارئین کی سہولت کے لئے اسی املا کو اختیار کر لیا ہے۔

زیرِ نظر نسخے میں املا کی غلطیاں کافی ہیں۔ میں نے ان کو حقے الوسع
 درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ ضروری ضروری الفاظ کے معانی بھی ذیلی
 حاشیہ میں دے دیئے ہیں۔ تاکہ مفہوم کے سمجھنے میں وقت نہ ہو +
 یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی ملکیت ہے کتابت کیساں نہیں۔
 شاید دو تین کتابوں نے مل کر لکھا ہو گا۔ سن کتابت "یازدہم رمضان سن ۱۲۸۵"
 ہے۔ اس کے علاوہ باقی تفصیلات مع تنقید وغیرہ متن کے شائع ہو جانے
 کے بعد دی جائیں گی +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے شاہِ شہانِ ہر دو عالم بخشنده گناہ ابنِ آدم
ہے کون سو امی تیرے دو جا جسکی گرمی سب جہانِ نین پوجا
ہے جلوہ نما تو سب جہان میں ہر ہفت زمین و آسمان میں
نا چیز سے چیز کر دیکھا وے پھر شربتِ موت کا چمکا وے
ہر گل کو زمین سے اٹھا کر بلبل کو چمن میں مبتلا کر
پھر خاک میں پل پٹے ملا وے یارب تیرا نت کون پا وے
تجہ نور سے چاند نور تارے دن رین جہان فروز سارے
تو ایک قرار پر ہے قائم رزاق ہے سب خلق کا دایم
بے مادر بے پدر اکیلا سب روپ میں آپ آپ کیلا
جگل کے تین زہر بانی بخشا ہے تین آبِ زندگانی
وز صنعتِ خویش یا الہی دیتا ہے تو آبِ بیج ماہی
تین ٹیک رکھا ہے آسمان کو دریا پی زمین اور جہان کو
گر فضل کرے تو ذرہ خاکی ملکوت سے ہو سوا بپا کی

۲۴ الف

۱۔ تک: اضافت از بخشنده گناہ ابنِ آدم، ۲۔ چکانا - پلانا ،

۳۔ اوپانا یا آپانا - پیدا کرنا ، ۴۔ کذا = میں ، ۵۔ کذا = ملاوے ،

۶۔ سور - سورج ، رین - رات ، ۷۔ خلق بجائے خلق ، ۸۔ تین - توں یا تو ،

۹۔ آپ (کذا فی الاصل) ، ۱۰۔ اصل = تہی ، پی = پ ،

۱۱۔ ہاکی (فی الاصل) - 'ہاکی' کا معنی - ہاکی میں ،

ورقہ کئی بعالم پاک فی الحال پروں بامِ فِلاک
 بے شک تو کریم کار سازی پوشندہ خطا گدا نوازی
 توحید تیری ہے محض زُخار کیا تاب کہ چینی ہو سکے پار
 بال بال رشتاں آوے سب جگہ اک تھاہوی
 اُنت توری سائیاں پوری کرے نکوی

دریای کرم ز لطفِ سرمد سرخیلِ مغیبِ رالِ محمد
 دانندہ راز لایزال از حکمت پر ز کیمنہ خالی
 این تختِ زمینِ حیرِ افلاک ساجے ہے تمہیں اک شاہِ لولاک
 شاہنشہ تختِ ملکِ ہستی سرتاج ہمہ بلند و پستی
 مقصودِ زمینِ آسمان کا بہبودِ تمام انس و جان کا
 محشر میں شفیعِ سب اُمم کا سایہِ عدم ترے جستم کا
 سرمایہ رحمتِ الہی تاشیرِ دما ی صبحِ گاہی
 مازاعِ بصرو ما طغی سے کھول ہیں تجہِ یمنِ صدا سے
 جس رات فلکِ اوپر سدا سے روشن ہوئے تجہِ قدم سے تارے
 ہر مہشت بہشت کھولِ رضوان قربان کیے تم فی درِ مرجان
 ملکوت و حورِ سب ہنمِ سر صفتِ باندہ کھڈے ہوئے سرِ سر

(ق ۲ ب)

لہ پرہ (فی الاصل)، لہ پوشیدہ (فی الاصل)، لہ بخیر و خوار رکذا، چینی = چوٹی،
 لہ رشتاں = زبان، اک تھا = اکٹھا، اُنت (ہندی) = حمد، سائیاں = سائیں، ملک، آقا
 خدا، توری = تیری، لہ لطف (کذا)، لہ ساجے ہے = زیبا ہے، لہ جستم بجای جستم،
 لہ مازاعِ بصرو ما طغی (الای)، لہ تجہ یمن = تیری اکھیں، لہ صدا سے = سدا سے، لہ تیرے یمن
 روشن رکذا، لہ پی = پی، لہ کھڑے = کھڑے،

سب اپنے مکان سے ہو قدم کش وزخوان ادب بھٹے ہیں جنبش^{۲۵}
 دیکھا جو جمال حد سے زیادہ لب مضحک ابروان کشادہ
 ہر ہفت فلک و عرش طے کر دیکھا سو جمال پاک انور
 سب راز نہان بگوں جاں کر پھر آئے خواب گاہ سرور
 جادو تو رہنے رچو تادن ہو نکوی
 ایک بارہ وہ نازنین کت سداں کی ہوئی

ہر چار صحابہ برگزیدہ ز آلالش دنیوی جسدیدہ
 چوں حرف محبت گرامی اپش میں ہیں متفق تسامی
 ہر چار ستون سقف ہیں کے ہیں چار دیوار گہر یقین کے
 بر شمع جمال شاہ مرسل پروانہ صفت فرقتہ دل
 مجموعہ کمال اہل عرفان قربان محمد از دل و جان
 ہر دم ز جمال مصطفیٰ آئی انگہیاں میں انہو کی روشنائی
 بو بکر و عمر بعدق و انصاف مشہور جہاں ز قاف تا قاف
 ارباب حبیب بنام عثمان کو جمع کیا کتابت فرمان
 وان حضرت شہسوار دل دل کز مردیش بعرض غلغل
 آن ہر دو شہید ہای اکبر یعنی حسن و حسین سرور
 یارب برسات محمد یارب بہ نبوت محمد
 یارب بہ دوازده امامان ہر چار محبت نیکنامان

(ق ۳ الف)

۱۔ مفہوم صاف نہیں۔ جنبش ہونا یعنی جنبش کی استعمال ہوا ہے، ۲۵۔ جب تم شب باش ہو تب
 آئی ہو۔ ایک ہمدان کا نام ہے لہذا تو ہمیشہ کی نجات حاصل ہوتی ہے۔ ۲۶۔ آپس = آپس، ۲۷۔ مصطفائی
 انگوٹھوں میں، ۲۸۔ جس نے! ۲۹۔ شاید کتب قرآن ہو، ۳۰۔ فی الاصل: بنو بیت احمد،

یارب لطیف صبح خیزان ہم سوزِ درونِ اشک ریزان
ہم شرمِ جوانِ ہایِ نوخیز ز باد و عباد و اہل پرہیز
از رحمتِ خود بر آر کام محشرینِ نکر تو شرمسار
محتاج نہ کردینِ ہمارم زافاتِ حشر بدہ امانم
بہولِ زرگن، اوگن کہی تو جاگ کا کرتار

ان زرگن کے کارنی اوگن موری بسار

ہاں اے قلمِ سبک خرم برکش رقی تراز مقام
تامنِ کیم و کجا مقام است کو مملکت و مرا چہ نام است
ہے کشور ہند دل گشا تر بر و بحرِ فرح فشا تر
اس خاک سے ہے خمیر میرا خورشید ہے یہاں ضمیر میرا
ہے ہند ہشت کی نشانی ہر چشمہ آبِ زندگانی
ہر شہر و قریہ ہایِ این بوم فردوس ہے جا بجایِ مقسم
ہر باغ میں پھول گوئے گوئے ہر سخن چمنِ فلک نمونہ
از عشقِ زمین ہند پڑ ہے ہر کنگرہ او بجایِ در ہے
فی فی غلط کہ در چہ چیز است ہرخت ز خشتِ تنِ عزیز است
ہر ذرہ چنیلِ بحسن معمور سر تا بقدمِ فوارہ نور
خونین نگہبانِ عشودہ پر داز غنچہ دہنِ شونخ طراز
سوداگر عاشقانِ بیدل لیتے ہیں بہ نقدِ غمرہ صدول

۱۰

(رق ۳ ب)

۱۰ زرگن = بے ہنر، اوگن = عیب دار، فضول، ۱۱ اصل: برکس، 'جبین' بھی ہو سکتا ہے
۱۲ رقم (فی الاصل)، ۱۳ بحریش (فی الاصل)، ۱۴ فرار کذا فی الاصل، ۱۵ عہ نکرہ (فی الاصل)
۱۶ شکوک ہے۔ 'جبین' پڑا ہے۔

احمد نکر اب شمس طرازی اوصاف ہے ہند کا نہ بازی
 مشہور ہے ہند میں شمس راوا رکھتا ہے بہشت ساتھ دعوی
 ہر طفل بعلم عشق اوستاد حق اس کو رکھے ہمیشہ آباد
 راؤ رنگ سکھیا بھی راگ رنگ دلین
 دو کہہ کا کھوج نہائیے سدا سرب سکھ چین

اوجین نگر میں ایک راجا سب ٹھاٹھ شہی کا اوس پساجا
 دولت و سپاہ حد سے زیادہ اقبال بخت منش ستادہ
 یک چہرہ غلام ماہ پارہ رستم صفقان جنگ کاہ
 در حسن و جمال بی مثل تھا موسوم بنام راجہ نل تھا
 جس وقت ہنسے سو پھول جھاڑے عالم کو بھنور چکر میں ڈالے
 پکڑے جو لڑائی بیچ شمشیر کیا تاب کہ آوے رو برو شیر
 سب راجا زخوف سر نواؤین مجری کو صیاح شام آوین
 کیا حسن کہوں اگر فلاطوں دیکھے تو ہوئے شکل مجنوں
 جس وقت کہ بیٹھے بر سنگھاسن عالم کو کرے جھلک میں روشن
 سرتاج تمام تند خواباں شاہنشہ خیل خور دیاں
 دن رات براگ رنگ مشغول اس حسن پی ایک جگ رہا بھول
 زنا ر گلے منے برا ہے نکدہ دیکھ کے بھوکہ جگ کی جاگے
 گن او گن گھوڑوں کے سچانے اور مرض ہیں جتنے سب بکھانے
 نت عشق رکھے ترنگ تازی خوب اسپ کو دیکھ ہوئے اسی

۱۔ ہند براوا۔ ضلع میرٹھ میں ایک مقام ہے، نکر راو۔ راجہ، ایک۔ غریب، اسی محل میں شمس نہیں،
 ۲۔ لونا یا لونا۔ جھانا، ۳۔ ترنگ۔ گھوڑا،

۱۰
 (رقم الف)

اسپان عراقی اور تازی پالے ہوئے سبزہ ج بازی
 چن چن کے بڑنگ لے باد رفتار دس سور کھے طو لید تیار
 بال بال رگن گھوڑوں کے گن اوگن پچھٹان
 دیکھ چال کی بارگی دیتا برس بھان

بچے کو شکم میں رہی، نظر کر سب رنگ بتاوتا سراسر
 خوش رنگ پون کے پوت تازی ہر دم کریں باد ساتھ بازی
 دُر زیور رین جگمگاویں ہر سوا سیں سر گنگ لگاویں
 دہن شاہ سوار دہن دے گھوڑے جانے نہیں ایذا اور کوڑے
 ہر سنگ ترنگ رنگ لیتے گلزار میں گل کھلاے دیتے
 غصہ بھرے لوہ کوٹ چباویں بجلی کوں جھلک سیتے لجاویں
 ایک راج دویم نشہ جوانی ہر روزہ سنے بڑے کہانی
 باہنش پسران نوجواناں ہر صبح و شام بید خاناں
 خوشروی جوان جملہ چاڑھے سب رمز شناس عقل سے پُر
 راجا کے وہ ہم نشین پیارے سوہنیں جیسے چاند ساتھ تارے
 راجو کی سدا کہتا کہانی سُننا وہ نہر سال خسروانی
 جب قلعہ عشق گوش کرتا سنتے ہی درون جوش کرتا
 پھر سوچ سمجھ کے تھا بتا دل رہتا نہ ضروری سے غافل
 دن رین بعیش کامرانی کرتا تھا ہمیشہ زندگانی

(ق ۴ ب ۱۰)

لکھ ترنگ بھی پڑھا جاسکتا ہے، لکھ گن اوگن = عیب و ہنر، لکھ پون کے پوت = ہوا کے بیٹے

یعنی گھوڑے، لکھ آسمان، لکھ لوہے کو = لکھ کو، لکھ برہ = محبت، لکھ یعنی برہمن (مانسین رفی لال)،

لکھ مشیاد، لکھ خوبصورت، لکھ خسروانہ (رفی لال) لکھ = تھکتا،

افسوس کہ یہ فلک زیان کار ^{۵۵} او بچاؤے ہے پھول سنگت خار
 جس جامی کہ ہو بہت خزان ^{۵۶} وہاں ناگ بٹھاؤے ہے ندانان
 جہاں پھول تہہ کانٹ جہاں درِ رب تہہ ناگ
 بہت شہداد ہوا اگن [ہت اگن] سنگ لاگ

اے کلک ٹرنگ من سبک خیز لکھ اٹھ کتا جنون انگیز
 نل گر چہ ہمیشہ بے فکر تھا گردش سے فلک کے پیغمبر تھا
 لیکن کرمی اب فلک نے بازی لازم ہوئی اوسکو جاگدازی
 آنکھیاں میں نیند نک نہ آوے بیراگ برہ سدا ستاوے
 اب نیند گئی و بھوک بھاگی نہ چنت کنور کوں چنت لاگی
 سکھ نیند تمام خلق سووے تل نیزمین سے اگ دھوے
 یکبارگی یہ بلا ہے بجاری آدل میں اوٹھاٹی بقراری
 جانے نہیں تل کہ کیا بلا ہے کس غم سے جان میری جا ہے
 کن بیرے نے یہ اگن لگائی کن دیگ جنوں کی آ پکائی
 ہر چند کہ بھید کون چٹپاوے طوفان برہ جہین نہ پاوے
 جتنا کرے سوچ من میں پیارا باجے نہیں بھید کا دوتا را
 اب ناگ برہ نے ڈنگ لایا تل میں بس چڑھے سوا یا
 یہ عشق کید ہر سیتی اوٹھا ہے جوں شیر میرے بدن کو کھا ہے
 یارو کرو کچھ علاج میرا کارج ہوا سب اکاج میرا

(ق ۵ الف)

۱۰

^{۵۵} پڑ (فی الاصل) ، ^{۵۶} صدا (فی الاصل) ، درِ رب = دولت ، اگن = آگ ، دوسرا

مصرعہ مشتبہ ہے۔ تصحیح قیاسی ہے، سنگ بمعنی پتھر ہے۔ گوا غلب نہیں کہ شاعر نے یہ فارسی نغز بتا

ہو ، ^{۵۷} آب (فی الاصل) ، ^{۵۸} جتاوے (فی الاصل) ، جہین (ہندی) = کمی ،

کیا بیر تھا اے اکاس دشمن جو تو نے جلایا میرا تن من

سن دو کہ واہی راج کی دو کیا سب سنسار

کر ملل بچتا نہ سب چرچیں پور کر اور نار

لاگا جو کنور کے تیرے بکاری دھوٹ پڑی سب جگت میں بھاری

طوفانِ بلا نے جوش مارا گھر آیا کنور کا ملک سارا

سننے ہی وزیرِ جلد آیا آتے ہی طبیب کو بولایا

دیکھن لگا بید نبض بیمار کس سے ہے کنور کو سخت آزار

نل نے کہا اے حکیم ناداں ناحق نہو نبض دیکھ حیران

ہے درد مرے جگر کے بعدیتر کیوں ملے ہے رگ جنونِ پشتر

یہ دل جو میرا ہو سے تر ہے پہچان جو تجھ کو کچھ نظر ہے

سننے ہی ہوا طبیب لاچار رخصت ہوا ہو زراس من مار

جو درد کنور کا اون نے پایا آتے ہی وزیر کون سنایا

یہ راج کنور برہ نین گہیرا اوٹھ جلد علاج کر سویرا

واقف ہوا جب وزیر ہوشیار پھر آیا شتابی سے بدر بار

پہلے سخن اور کچھ سنا کر پھر آیا سو اپنے مدعا پر

جب لگ سمندر میں ہے پانی تب لگ تیرا راج و زندگانی

جب سے ہے تمہارے دل اور غم کوڑتا ہے تہی سے سارا عالم

جو لوگ ہیں خاص بارگاہی جانے ہیں وے بھید بادشاہی

جے کوئی پری نظر پڑی ہے خاطر میں تیرے گزر کر می ہے

(ق ۵ ب)

۱۰

۵۹ چرچیں = سوچیں، نار (فی الامل)، نلہ شور، الہ شاید گہرایا، ہو، الہ یعنی اندر، مارے

ہے، میں ہے، زائلانہ ہوں ہے، الہ یعنی مک، الہ یعنی گڑھتا ہے،

ایک دیس منترن کنور لینس بیگ ہنگار

چرچیں کتہا بیوگ کی اوترے من کا بھار

دن ایک رفیق سب بولا کر پاس اپنے جو پیار سے بٹھا کر

ہنس ہنس کے کتہا اچھی سناوے تو برہ بیوگ بھول جاوے

ہر ایک کہن لگا کمانی تمکین سخن کتہا پورانی

ہر ایک اچھی کتہا سناوے غم راج کے دل سیتی بھلاوے

جس دل میں کیا برہ نیس ڈیرا بچتا نہیں وہ اجل کا گھیرا

جب آئے ملے وہ دوست جانی عاشق کی یہی ہے زندگانی

سب آور ہی آور قعدہ گاویں پرتاں کا جیوناں سناویں

آخر کو رفیق ایک بولا تھا بھید چھپا سوانت کھولا

جہلک کہ زمین و آسماں ہو پانی پون اور سبھی جہاں ہو

تب تئیں بحر و جاہ ہو جو دشمن تیرا خاک راہ ہو جو

کا بے کوسنو کھٹا کمانی گذری ہوئی بات ہے پورانی

کتا ہوں حکایت گرامی رکھ کان سنو کنورتنامی

یہ خاک دکھن کہ فتنہ خیزی وہاں آج دوکان فتنہ بیزی

معشوق کہ سب دکھن کی جان ہے حسن اس کا جہاں بھینٹ عیان ہے

سرتاج تمام ہر جبیناں عالم کوں دکھن میں مست کیناں

بیری ہے برہنناں [کو] پوجا اوس مال [انہیں] یاد او کو دو جا

۱۰۔

۱۱۔ شاید کنورس یا کنورن ہو، ایک دیس = ایک دن، منتری = وزیر، لینس = لیا، بیگ (جھگڑا) جلد، ہنگار = جلایا،

بیوگ = فراق، بھار = بوجھ، ملے = ملے ہو جو، ہو جا، ملے = کی، فتنہ خیزی (فی الاصل)،

ملے مراد جہاں ہیں، ملے بمعنی لیا، ملے مانند،

پھول کھلا دکھن دشا جگت سو گندہ ہیں

راجا جانہیں درس وہ راج پات بل کیں

گھونگٹ کو اگر پری اوٹھایے اور ہمتیاز میں چاندنی دکھایے
(قہر) تلوار نگاہ او سکی خونی ہے کاٹ میں آبدار دونی
کیا بال کہوں بھونگٹ کا یہیے چندن پی کریں کلول سا یہیے
وہ مانگ سفید بھگم گاوے بگپانٹ گھٹا منے دیکھا ہے
کیا وصف کروں میں اس جہیں کا مانہتا نہیں چاند چودہویں کا
ابرونہ کہ تیج مغدنی ہیں جنکی صف وے پلک سجے ہیں
دونین گویا کچھن کے جوڑے سرخ و سبہ و سفید دوڑے
ہے مانگ گویا کھڑک کی دھارا دنیاں ہے سوون کی چک بکارا ۱۰
رخسارہ سفید سرخ خوش رنگ بل کھائے ہے دو مانگ اون سنگ
وہ کان میں بالیاں براہیں موتی سچے اون کے سنگ ساہیں
لب سرخ دہان تنگ پیارے دندان کی جوت سے نیارے
ٹھوڑی گویا سبب غنیش چاہ دل ڈوب نہ اچھلے پھر کبھی آہ
گردن نکھوں ترنگ سجلا کہہ پاگ رکھے ہے جیسے اسوار
کیا خوب تینیں بھجیا کلاٹیں ساخنی نیے ڈول سے دھولائیں

۱۰۔ دیس ، ۱۱۔ حل نہیں ہو سکا شاید 'اٹوا'، بمعنی بہت یا شاید 'اوٹھا' بمعنی اٹھ کر، ۱۲۔ بھونگ ۔

(Bhuang) ۱۳۔ سانپ (کھمکار) ۱۴۔ کالے ۱۵۔ بگپانٹ ۱۶۔ نگوں کی قطار ۱۷۔ یعنی ہمتا ۱۸۔ کھن ۱۹۔

۲۰۔ may-tail ۲۱۔ کھڑک ۲۲۔ تلوار ۲۳۔ حل نہیں ہوا ۔

۲۴۔ اب (فی الاصل) ۲۵۔ اچھے ۲۶۔ گھوڑا ،

مہدی میں ہتھیلیاں چائیں خورشید دپٹی ہے چوں صبا ئیں
انگلی میں انگوٹیاں سنہری رائی گویا پھول ہے دوپہری
پیٹھہ اوپہری دکھتی مہنی دی جگہ

مانو چندن برکھ پہ رہو ناگ پٹنای

(ق، ب) سینہ پی کو پیٹ اُدکٹ براہیں نارنگ ترنج دیکھ لاجیں
ہے پیٹ کنول پتر ملایم پاؤں سے ہے قوت او سکا دایم
چنبے کی کلی سے خوب تر ناف باریک کمر سترن چوں ناف
دو جاگٹ گویا کشیدہ شمشاد قد راست مثال سرو آزاد
ہے پردہ نشین نازنین خورشید رخ وہہ جبہنی
شاہنشاہہ فوج خور ویاں سرتاج تمام خور ویاں
کیا حسن کہ آگ کا بھوکا لوٹا ہے قرار ہر کسوکا
سر کھول پری اگر اوٹھا ہے دن رات کو ایک ہی دیکھ کے
مہدی سے نہیں قدم کوالی آٹے ہے غلق پہ پامیالی
بجلی کی جھلک سے مسکرا ناں اندھیا میں پھل پھڑسی دیکھنا
نس پان نکال کر چباوے مت نگہ میں چو بھی وہ درنج پلوے
اوس درس کی آرزو میں اجا شج راج اور پاٹ جوگ سلجا
بجوت سورج سے نگہ چھپاوے تاروں سے پری کولان آوے

۱۳ دپٹی ہے - روشن ہوتا ہے ، ۱۴ = صبا میں یعنی بوقت صبح ، ۱۵ بال جو

پیٹ پر نظر آتے ہیں - اوکو یوں آراستہ کرتی ہے گویا صندل کے دھو سے ناگ پٹنا ہوا ہو ،

۱۶ کوچ = پستان زنان ، ۱۷ بڑی ، ۱۸ ٹانگیں ، ۱۹ = (P) ٹس the circumference

۲۰ = (S) ٹس = out - forth - out of - away = ۲۱ = (S) ٹس = out - forth - out of - away

آئینہ سوا سی تاب کس کی دیکھے کوئی شکل پاک اوس کی
 مشہور بنام خود دمن ہے بے شبہ جمال کا چمن ہے
 اوس حسن پر ایک جگہ بھول وہ اپنے خیال پہ مشغول
 جگہ کو واکو نیہ، نیہ وامن بس گیار
 جانی کا کی نیہ، نت کا من، تو یہی ہو

دانلے کہ بات یہ سنائی راجا کے بدن میں آگ لائی
 سنتے ہی لگا خروش کرنے دریا کی مثال جوش کرنے
 یکبارگی ایسی آہ ماری حیران رہے سن کے مردناری
 بیمار نے اپنا درد پایا پر گھٹا ہو جس نے تیر لایا
 وہ بھید کہ میں چھپاوتا تھا آزار میں کچھ نہ پاوتا تھا
 سو درد تو ہے ہی یا میرا اس مدہ سے ہے خمار میرا
 کیا یا رسنائی یہ کہانی اب آگ میرے جگر میں چھانی
 اب مست کو نین نشا پلایا بیر آگ بیوگ پھر بندھا یا
 یہ بات غلط ہے اے پیارے مڑو کیوں دیا تیں چوبائے
 کانٹا میرے پاؤں سے نکالا آتش پی جگر کے آب ڈالا
 ہاں پھر کے سناؤ حال سارا رہتا ہے کہاں صنم پیارا
 اوس دیس کا ناؤ اب بتائے جلتا ہے جگر ابھی بھجارے

۱۱ سب (فی الاصل)، ۱۲ جگہ کو تو اس کی محبت لیکن اس کا دل خود محبت میں غرق تھا نہ جانے کس کی
 محبت میں مشتاق دل تڑپتا تھا، ۱۳ ظاہر، ۱۴ ندھانا، رکنا، محفوظ رکھنا، حفاظت کے لئے
 چھپانا، ۱۵ فی الاصل 'نہیں'، ۱۶ بھجارے (فی الاصل) : ایسی (فی الاصل)،
 پہلے مصرع میں 'تاؤ' ہے۔ صحیح 'تاؤ'،

بولا کہ سن اے غریب پرورد
 ہے شہر دکن میں نام بیڈر
 کیا شہر کہ حسن کا وطن ہے
 ہر گل پی بہار اک چمن ہے
 اس شہر میں ہے ایک اجا
 سب راج و پاٹ او سے ساجا
 سب ملک دکن باختیارش
 لشکر و خزینہ بے شمارش
 شہر تری کون گنج کر درہ درب لکھا ان جلے

(ق ۸ ب) گنوں گنہ ایک گھاٹ پر ہیوں نیرا گئے

ہے راج کے گھر میں ایکانی
 غنچہ دہن و حسن کی بانی
 مہتی باجنہ منتی کچھ او کی اولاد
 اس فکر سے تھا وہ راؤ ناشاد
 ڈھونڈے تھا علاج ہر کسویں
 اولاد کی تھا وہ جست جو میں
 ناگاہ کہا سو نے بار یہے
 درویش ہے ایک ندی کنارہ
 رہتا ہے صد خلق سے نیرا
 ملتا ہے بھوت نت پیارا
 طاعت میں خدا کی نت مشغول
 اور یاد میں اور سب گیا بھول
 ہے شاہ لباس میں گدا کے
 رکھتا نہیں یار جگر خدا کے
 ہے سیف زباں ضمیر روشن
 تن خاک سے صاف دل چودر پن
 رکھتی ہے دعا گدا کی تاثیر
 اوسکا گنچو کہ نشانہ سے تیر

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

اول میں 'باختیار است' پڑھنا چاہیے، یا دوسرے مصرع میں 'بے شمارش' بنانا چاہیے،

شے دو ہے کا مطلب اچھی طرح واضح نہیں ہو سکا مفہوم یہ ہے کہ اسکے پاس سب سارا اور تری اور ہاتھی اور خراج جو دیکھنے میں نہیں آیا (موجود تھا) اور عادل اتنا کہ گائے اور شیر ایک ہی گھاٹ پر سر ہو کر پانی پیتے تھے،

شے - کنارے، شے - جڑا، شے شاید یاد ہو، شے - شبیشہ،

شے - پنچو کے،

من ٣١٥ ص ١١ - ابو العلا ابن الشيخ هو يزيد بن عبد الله
 ابن الشيخ روى عن ابيه واخيه مطوف وآخرين
 من الصحابة منهم النفى بن تولب المترجم ، توفي
 سنة ١١١ هـ ؛ انظر تراجمه في التهذيب لابن حجر
 (١١ ، ٣٢١) و الطبقات (١١٦٠ ، ٤) و اسد الغابة (١١٦ : ٥) ؛

وهذه آخر ما تيسر لنا من تعليقات الكتاب ،

تصحیح الاغلاط

المتعلق بكتاب الكاف من تلخيص مجمع الادب

سقط من اول الصفحة ٢٠٥ عبارة نصها :-

لما قتل امرطاهر بن الحسين الكتاب ان يكتبوا في ذلك الى المأمون فكتب:

وان المخلوع؟

وهالك تصحيح باقى الاغلاط المهمة

الصفحة السطر المطبوع	الصحیح	الصفحة السطر المطبوع	الصحیح
٢٠٥٦ لسان العرب لسان العرب،	امرأة امرأة	١١ ٦	
وكان ضريراً؛	صار فلك	١٨ ٦	
ويشخدوا ويشخدوا	ذكرى	٢٨ ٩	
٣١٦ ٥-٢ اعتذار الخ (احاجة اليه	بمركب	١٥	
٣١٦ ٢. القزوينى ابنزوك القزوينى	يتتماً	٤٥ ٣	
ابن مهبوز	دعى	٢١٣ ١٥	
٣١٦ ١ الكافى العمانى ابنزون بن مهبوز	من	٢١٦ ٢	
الكافى العمانى	٥٣٩٥	٥٥٩٥ ٢٠ ٢١٣	

تصحیح الاغلاط

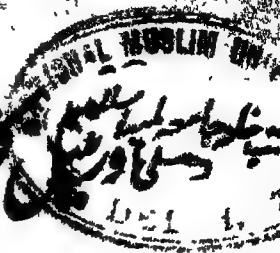
المتعلق بالزیادات

لما تمكّن من تصحيح ملازم "الزیادات" بنفسی فكثرت فیها الاغلاط
وامتھا سقوط اعداد الصفحات المعولة علیها - وقد صحت ههنا الالهام
منها؛ ویسهل علی القارئ تصحيح الباقية منها ،

ص س المطبوع الصحيح	ص س المطبوع الصحيح
١ ٢ اخذنا خذنا	١٦ ١٧ ١٤٨ ٤١٨ ٥
٢٢ ١٨ محدنا یجّرنا	٥٤ ٥ اتانت اقت
٢٣ ١١ حدر طلت	٥٤ ١٢ الحق اُطرق
٢٥ ١١ ص س ص ٢٢ س ٢	٦٣ ١٢ وانی وانی
١٩ ١١ هون هومن	٦٢ ٢١ ج ٣ ص ج ٣ ص ١٩٨
٣٢ ١١ رفیع الدین لرفیع الدین	٦٦ ٦ جيش حبیش
٣٦ ٣ الغربي الغزی	٦٨ ٢٠ یخد من یخد من
٣٤ ١ نادرهما فاحدهما	٤٥ ٢١ مؤل مؤل
٣١ ١٣ الاشتغال الاشتغال	٤٤ ٣ ج ١ ص ج ١ ص ٦٢٥
٣٣ ١ ص ٦٩ س ص ٦٩ س ١٩	٨٢ ٥ ص س ص ٢٦٥ س ١٩
٣٥ ١٥ تلقبيه تلقبه	١٦ ١٢ ص س ص ٢٦٦ س ٣
٥٣ ١٨ باستعاره بأشعاره	١٩ ١٩ ص س ص ٢٦٦ س ٤

ص من المطبوع المصحح	ص من المطبوع المصحح
۸۵ ۸ ص من ص من ص من ۲۹۳ ص ۵	۸۲ ۲. برج برج جزائری
۸۳ ۱ ص من ص من ۲۹۶ ص ۱	۸۳ ۱ ص من ص من ۲۹۶ ص ۱
۸۶ ۳ ص من ص من ۲۹۵ ص ۸	۸۶ ۳ ص من ص من ۲۹۵ ص ۸
۸۷ ۹ ص من ص من ۲۹۷ ص ۸	۸۷ ۹ ص من ص من ۲۹۷ ص ۸
۸۸ ۲ ص من ص من ۳۰۹ ص ۵	محمد بن الفضل
۸۹ ۲ ص من ص من ۳۱۱ ص ۱	۸۹ ۱۶ ص من ص من ۳۱۱ ص ۸
۹۰ ۴ ص من ص من ۳۱۲ ص ۵	۹۰ ۱ ص من ص من ۳۱۲ ص ۱
۹۱ ۱۴ ص من ص من ۳۱۴ ص ۵	۹۱ ۴ ص من ص من ۳۱۴ ص ۱
۹۲ ۶ ص من ص من ۳۱۶ ص ۱۵	۹۲ ۶ ص من ص من ۳۱۶ ص ۴
۹۳ ۹ ص من ص من ۳۱۸ ص ۱۶	۹۳ ۷ ص من ص من ۳۱۸ ص ۱۶
۹۴ ۱۵ ص من ص من ۳۲۰ ص ۱۰	۹۴ ۲۰ ص من ص من ۳۲۰ ص ۲
۹۵ ۱۹ ص من ص من ۳۲۲ ص ۱۸	۹۵ ۳ ص من ص من ۳۲۲ ص ۱۳

کتابچہ اسلامی اور تعلیمی کالج میگزین (جلد اول)



اس علمی ادبی اور تاریخی رسالہ کا سالانہ جلد ۴۲ ہے۔ اس سالہ کا ضمیمہ پنجاب یونیورسٹی مرکب اینڈرپشین سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتا ہے اس سالانہ چار جلدیں سالانہ ۱۹۶۵ء سے شائع ہو رہا ہے سابقہ نمبر تعداد ہی تعداد میں باقی ہیں (بجز اگست ۱۹۶۵ء کے دور سالوں کے کہ وہ ختم ہو چکے ہیں) قیمت فی نمبر ۲۰ روپے۔
ذیل کے مقالات اور کتابیں جو اس رسالہ میں شائع نہیں آ سکتی ہیں:-

- (۱) ضمیمہ اور نیشنل کالج میگزین جلد اول نمبر اسلسلہ نمبر ۱
- (۲) غزلیات حضرت امام العالم و غوث الاعظم امیر سید محمد الملقب بہ نور بخش قیمت ۴ روپے
- (۳) سفرنامہ چین ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۲ء یعنی مضمون و محصل روزنامہ خواجہ غیاث الدین (نقاش) ۱-۲ جلدیں بائیں سفر میرزا بن شاہرخ میرزا بن امیر تیمور گورگان کہ مطلقاً
- ابرو در زبدۃ التواریخ درج نموده قیمت ۸ روپے

(۳) فہرست لسان العرب جلد دوم (فہرست قوافی) از مولوی عبد القیوم

(زیر طبع)

ایم۔ اے۔

(۴) مطلع سعدین از کمال الدین سمرقندی۔ مترجم پروفیسر محمد شفیع ایم اے پرنسپل و نیشنل کالج لاہور۔ ۲۴ صفحے چھپ چکے ہیں۔ باقی کتاب زیر طبع ہے۔

(۵) تھیں مجمع الآداب فی علم اللغات۔ لابن الفوطی جلد ۵۔ کتاب لکات۔ قیمت ۸ روپے

درخواستیں پرنسپل اور نیشنل کالج لاہور کے نام آنی چاہئیں

۴۲

۱۹-۵۰۰-۵۰۰

ایڈیٹل کالج میگزین

حصہ اول



ایڈیٹر
محمد اقبال

پروفیسر پنجاب یونیورسٹی

اورنٹیل کالج میگزین

عرض واجب

ان غرض و مقاصد اس سالہ کے اجر سے غرض یہ ہے کہ احیاء و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تاحداً ممکن
تقریر دی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کیا جائے جو سنکرت

عربی فارسی اور لہجہ زبانوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں +

کس قسم کے مضامین کا شائع کرنا مقصود ہے [اکوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ میں ایسے
مضامین شائع ہوں جو مضمون نگاروں کی ذاتی تلاش اور تحقیق کا نتیجہ ہوں غیر بانوں سے مفید مضامین
کا ترجمہ بھی قابل قبول ہوگا اور ہم غلامت کے بعض مفید رسالے بھی باقیات شائع کئے جائیں گے +
رسالے کے دو حصے ایسے سالہ دو حصوں میں شائع ہوتے ہیں حصہ اول عربی فارسی پنجابی (حروف
فارسی) حصہ دوم سنکرت ہندی پنجابی (حروف گورکھی) ہر ایک حصہ لگ بھگ بھی مل سکتا ہے +
وقت اشاعت و ایسے سالہ بالفعل سال میں چار بار یعنی نومبر فروری مئی اگست میں شائع ہوگا +
قیمت اشتراک | سالانہ چندہ حصہ اردو کے لئے پڑھنا اورنٹیل کالج کے طلبہ سے چندہ اخذ کے
وقت و محل ہوگا کسی رسالہ ہی کے سالہ کے نہ پہنچنے کی شکایت رسالہ شائع ہونے کی تاریخ سے ایک
ماہ کے اندر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ ایسی شکایت پر غور نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک ماہ کی
مدت فروری مئی دسمبر اور نومبر کے آخر سے شمار کرنی چاہیئے +

خط و کتابت و ترسیل زر خرید رسالہ کے متعلق خط و کتابت اور ترسیل زر صاحب پرنسپل
اورنٹیل کالج کے نام ہونی چاہیئے مضامین کے متعلق جملہ مراسلات ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں
محل فروخت | یہ رسالہ اورنٹیل کالج کے دفتر سے خریدایا جاسکتا ہے +
قلم تحریر | حصہ اردو کی ادارت کے فرائض پرنسپل محمد شفیع ایم اے اورنٹیل کالج سے متعلق ہیں اور
یہ حصہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی کی اعانت سے مرتب ہوتا ہے +

لے ہو کہ اگست میں کچھ بند ہوتا ہے اسلئے یہ ممبروں اور جنرل اسمبلی میں شائع ہوتا ہے +

فہرست مضامین

جلد ۱۹ عدد ۱ | باب ۱۹۴۲ نمبر ۱۹۴۲ | مسلسل ۷۱

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	خان بہادر مولوی محمد شفیع	ایڈیٹر	۳
۲	پہلی صدی ہجری میں عربی کے ایرانی مسکوکات	حافظ محمد محمود صاحب شیرانی	۱۰
۳	جنگنامہ یاسکوں اور انگریزوں کی لڑائی کے حالات	پروفیسر یسنگہ اویشل کالج لاہور	۶
۴	مطالعہ سعدین	خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب	۸۱۱
۵	جلد ۲ - جزر ۲ تخصیص فہم الآداب فی معجم الاقصاب	سابق پرنسپل اویشل کالج لاہور	۳۵۳
۶	لابن القوطی (کتاب اللام والیم)	مولوی عبدالقدوس مولوی فاضل	۳۵۳
۷	لسان العرب کی فہرستیں	مدرسہ نصرۃ الاسلام سرنگرد کشمیر	۷۹۷
	فہرست القوافی	مولوی عبدالقیوم صاحب ایم اے پروفیسر زمیڈارہ کالج گجرات	

نوٹ: - ضمیمہ صرف عربک ایڈیشن سوسائٹی کے ممبروں اور خریداران ضمیمہ میں تقسیم ہوتا ہے۔

گیدانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام ہتہ ایشر داس پرنٹر طبع ہوا۔ اور بالوصیق احمد خان اویشل کالج لاہور سے شائع کیا۔



حاجہ پروانہ مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے۔
ریٹائرڈ پرنسپل اور پینل کالج۔

خان بہادر مولوی محمد شفیع

تیس برس کی لگاتار اور ممتاز خدمات انجام دینے کے بعد ہمارے مکرم پرنسپل خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب پنجاب یونیورسٹی کی ملازمت سے سکدوش ہوئے۔ جامعہ پنجاب کے زمرہ معلمین میں آپ کی موجودگی یونیورسٹی کے لئے باعثِ فخر و مباہات تھی۔ اس طویل عرصے میں آپ نے جس قابلیت اور خوبی کے ساتھ اپنی کرسی تدریس کو زینت بخشی وہ آپ کے ہمکاروں، شاگردوں اور ذی علم بزرگوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

آپ کا وطن مالوٹ شہر قصور ہے۔ جہاں آپ کی پیدائش ۶ اگست ۱۸۸۳ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے ہائی سکول میں پائی اور ۱۹۰۲ء میں امتحان انٹرنس پاس کرنے کے بعد آپ اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے ۱۹۰۴ء میں آپ نے بی۔ اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اور عربی اور فارسی میں صوبہ بھر میں اول رہے۔ اس نتیجے پر آپ کو یونیورسٹی کا وظیفہ اور کئی ایک امتیازی تمغے ملے۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نے انگریزی میں ایم۔ اے پاس کیا۔ اور ایک سال بعد سنٹرل ٹریننگ کالج سے ایس اے وی کی سند حاصل کی، ۱۹۰۶ء میں آپ محکمہ تعلیم کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ اور کچھ عرصہ نارمل اسکول لاہور میں سیکنڈ ماسٹر اور ازاں بعد انسپکٹر مدارس رہے۔ ۱۹۱۳ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے پرائیویٹ طور پر عربی میں ایم۔ اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اور کامیاب طلبہ میں اول رہنے کی بنا پر کئی ایک انعام اور تمغے حاصل کئے ۱۹۱۵ء میں پنجاب یونیورسٹی نے

آپ کو میکلوڈ عربک ریسرچ سکالرشپ عطا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کو گورنمنٹ آف انڈیا ریسرچ سکالرشپ ملا جو اُس زمانے میں خاص عربی کی اعلیٰ تعلیم یورپ جا کر حاصل کرنے کے لئے دیا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی سال آپ عازمِ انگلستان ہوئے اور کیمبرج یونیورسٹی میں بحیثیت ریسرچ اسکالر داخل ہوئے۔ دو سال بعد ۱۹۱۶ء میں آپ نے وہاں سے بی۔ اے کی سند فضیلت حاصل کی۔ کیمبرج کے دوران قیام میں آپ کو ۱۹۱۸ء میں آئی۔ سی۔ ایس کے طلبہ کے لئے یونیورسٹی کی طرف اردو لیکچرر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۱۹ء کے شروع میں آپ کیمبرج سے واپس لاہور آ کر پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اس وقت سے لے کر ستمبر ۱۹۴۲ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ آپ تقریباً پندرہ سال ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۶ء تک اورینٹل کالج لاہور کے وائس ریسل رہے اور بالآخر جنوری ۱۹۳۶ء میں ڈاکٹروں نے آنجنہانی کے انتقال کے بعد پرنسپل ہوئے۔ پونے سات سال اس عہدے کے فرائض انجام دینے کے بعد آپ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۲ء کو بعز و افتخار سبکدوش ہوئے۔ آپ کے تمام رفقا اور شاگرد آپ کی علیحدگی سے متاثر ہیں۔

جناب خان بہادر صرف پروفیسر اور پرنسپل ہی نہ تھے۔ بلکہ یونیورسٹی کے اُن اربابِ حل و عقد میں سے تھے جن کی رائے میں وزن اور بات میں اثر تھا۔ بیس سال سے زیادہ عرصے سے وہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ایک متقدم ممبر ہیں۔ یونیورسٹی کے ہر شعبے کا انتظام اسی مجلس سے متعلق ہے۔ اور اس کا ہر ممبر ذمہ داری کا ایک بھاری بوجھ اپنی گردن پر رکھتا ہے۔ اس مجلس کے علاوہ وہ یونیورسٹی کی اور بے شمار کمیٹیوں اور بورڈوں

کے ممبر رہے اور نہیں۔ اور ممبر بھی نام کے ممبر نہیں بلکہ وہ ممبر جن کی ذات سے ان کمیٹیوں کا سارا انتظام وابستہ ہے۔ جو لوگ پنجاب یونیورسٹی کی مشین کے چلنے اور کام کرنے کی کیفیت کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ ایسے شخص کو سارا کام بیشتر حصہ کس قدر شدید مصروفیت میں بسر کرنا پڑتا ہے۔ ان تمام مصروفیتوں کے علاوہ ایک کالج کی پرنسپلی اور درس و تدریس کے فرائض ایسے مشاغل ہیں۔ جو بالکل فرصت کا کوئی وقت باقی نہیں چھوڑتے۔ لیکن ہمارے مخدوم اُن شاذ لوگوں میں سے ہیں جن کے قوائے جسمانی کو تھکن کا تجربہ نہیں ہوتا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان تمام کاموں سے عہدہ برآ ہونے کے بعد انہوں نے تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی برابر جاری رکھا۔ آگے چل کر ہم اُن کی تالیفات اور مضامین کی فہرست دیں گے جو انہوں نے اپنی پروفیسری کے زمانے میں لکھے۔

اُن کے ذاتی حصائل میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ کہ وہ کبھی اپنی زندگی میں شہرت یا ستائش کے طالب نہیں ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی کی ملازمت کے زمانے میں انہوں نے بعض ایسی قابل تعریف خدمات انجام دی ہیں۔ جن کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔ کہ یونیورسٹی لائبریری کا شعبہ فارسی و عربی جو قلمی اور دوسری نادر کتابوں کے اعتبار سے ہندوستان کے چند بہترین کتب خانوں میں سے ہے۔ ان ہی کی مساعی جمیلہ سے ایسے عروج کو پہنچا ہے۔ انہوں نے نادر قلمی کتابوں کی تلاش میں بعض دور و دراز مقامات کے سفر کئے اور لائبریری کے لئے کتابیں بہم پہنچائیں۔ اورنٹل کالج میگزین جو سترہ سال سے قابل تعریف علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ انہی کی تحریک سے جاری ہوا تھا۔ پنجاب یونیورسٹی عربک و پرشین سوسائٹی ۱۹۳۷ء میں انہی کی کوشش سے وجود میں آئی۔

ان تمام علمی اور تدریسی خدمات کے صلے میں گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو اسی سال ”خان بہادر“ کا گرانقدر خطاب عطا ہوا جو ان کے لئے ہر طرح موزوں اور مناسب ہے۔

جناب خان بہادر کا سن اس وقت ایک کم ساٹھ ہے۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ آپ کے جسمانی اور دماغی قوی عمر کے اعتبار سے بہت اچھی اور تندرست حالت میں ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے وہ عرصہ دراز تک اپنے علمی کارناموں سے ہمیں مشکور کرتے رہیں!

ذیل میں ہم ان چند ممتاز مجلسوں اور عہدوں کے نام لیتے ہیں۔ جن پر جناب مددِ ملاحظہ کے دوران میں متمکن رہے:

- ۱۔ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی..... از ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۲ء
 - ۲۔ وائس چیرمین اورینٹل کالج..... از ۱۹۲۱ء تا ۱۹۳۲ء
 - ۳۔ پرنسپل اورینٹل کالج..... از ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۴ء
 - ۴۔ فیلو پنجاب یونیورسٹی..... از ۱۹۱۹ء تا حال
 - ۵۔ ممبر سینیکیٹ پنجاب یونیورسٹی..... از.....
 - ۶۔ چیرمین عربک و برشین بورڈ..... از.....
 - ۷۔ ڈین اورینٹل فیکلٹی..... از ۱۹۳۳ء
 - ۸۔ چیرمین لائبریری کیٹی..... از ۱۹۳۴ء
 - ۹۔ صدر عربک و برشین سوسائٹی..... از.....
 - ۱۰۔ صدر شعبہ عربی و فارسی۔ آل انڈیا اورینٹل کانفرنس { از ۱۹۳۴ء
- ... منعقدہ ٹراونکور ...

(۱) کتب :-

یہ کتاب مؤلف کی تقریباً پندرہ سال کی محنت کا نتیجہ ہے

پنجاب یونیورسٹی نے اسے بھروسہ زریں شائع کیا۔

۲ جلد - تعداد صفحات ۱۴۰۰

۲۔ تذکرہ میخانہ شیخ عبدالنبی - فارسی متن مع حواشی و فہرست (دلاہور ۱۹۲۲ء)

تعداد صفحات ۷۵۰

۳۰۰ - تتمہ صوان الحکمتہ - متن عربی مع حواشی و فہارس و سلسلہ مطبوعات

پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۵ء، تعداد صفحات ۳۶۰

۴۴- تتمه سوان الحکمتہ - متن فارسی، ایضاً صفحات ۱۳۴

۵۔ مطلع السعدین از عبد الرزاق سمرقندی۔ متن فارسی مع حواشی و فہرست

جلد اول - لاہور ۱۵۴۱ھ -

جلد دوم زیرِ طبع ہے،

(ب) مضامین :-

۱۔ فرقہ نور بخشى اور نيشنل کالج ميگزين فروری و مئی ۱۹۲۵ء

۲۔ قصہ امیر حمزہ . . . " " " لاہور فروری ۱۹۲۵ء

۳۔ فهرست مصنفات شاہ رفیع الدین " "۔ نومبر ۱۹۲۵ء

۴۔ رام پور کے دو کتب خانے - " " " "

۵۔ لاہور قدیم داراشکوہ کا آئینہ عمل۔ " " " " مئی ۱۹۲۶ء

- ۲۵۔ مظہر کٹرہ اورینٹل کالج میگزین مئی ۱۹۳۵ء
- ۲۶۔ مسجد وزیر خاں لاہور کے بعض کتبائے مئی ۱۹۳۶ء
- ۲۷۔ شہر قصور کے متعلق بعض اقتباسات فروری ۱۹۳۷ء
- ۲۸۔ خطاطی کے نمونے اگست ۱۹۳۷ء
- ۲۹۔ آداب الحرب والشیعۃ نومبر ۱۹۳۷ء
- ۳۰۔ وصف حرمین - مآخوذ از ابن عبد ربہ دہ زبان انگریزی ۱ { در ”عجب نامہ“ دیروغیسر برٹون کی ساتھیوں کے ممبر ج ۱۹۲۲ء
ساگرہ کے موقع پر شائع کیا گیا }
- ۳۱۔ شمالا مار بارخ دہ زبان انگریزی ۱ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۲۷ء
- ۳۲۔ عمر خیام کا قدیم ترین تذکرہ دہ زبان انگریزی ۱ اسلامک کلچر، اکتوبر ۱۹۳۲ء
- ۳۳۔ ”آب میخان“ دہ زبان انگریزی ۱ روڈاد ادارہ معارف اسلامیہ -
اجلاس اول ۱۹۳۳ء
- ۳۴۔ تین قدیم دستاویزیں، دہ زبان انگریزی ۱ روڈاد ادارہ معارف اسلامیہ -
اجلاس دوم ۱۹۳۶ء
- ۳۵۔ مکتوبات رشید الدین فضل اللہ متعلق ہند۔ وولنر میموریل وولیم ۱۹۴۱ء

ایڈیٹر

پہلی صدی ہجری میں عمال کے ایرانی مسکوکات

سطور ذیل سے مقصد میرے مجموعہ مسکوکات سے ان سکوں کی فہرست ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہے جو عمال عرب نے ایران میں جاری کئے۔ یہ اسکے نام پر پہلی صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ساسانی سلاطین کے سکوں کی تقلید میں لگائے گئے ہیں۔ یہ فہرست مختصر ہے۔ لیکن جو کچھ حاضر ہے۔ ہدیہ احباب ہے۔ اس ملک میں ان قدیم سکوں کا دستیاب ہونا بہت دشوار ہے۔ حضرت فاروق اعظم کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب ایران کی طرف بڑھتا ہے۔ قادیسیہ اور نہاوند کی جنگوں نے ساسانی حکومت کا چرخ گل کر کے ایران کو خلافت اسلامیہ کا محکوم بنا دیا۔ اس سرزمین میں جگہ جگہ عربوں کی چھاؤنیاں قائم ہو گئیں۔ اور خلافت اپنے عاملوں کے ذریعہ سے اس پر حکومت کرنے لگی۔ ہم یہاں سیاسی حالات بحث کرنا نہیں چاہتے۔ نہ اس انتظام کا ذکر کرتے ہیں۔ جو عربوں نے ایران پر حکمرانی کے واسطے اختیار کیا۔ ہمارا تعلق مسکوکات سے ہے ان کے سلسلہ میں گاہ گاہ ہمیں تاریخ کی طرف رجوع کرنی پڑے گی۔

ایران میں آمد عرب کے وقت ساسانی سکے چل رہے تھے۔ جس پر کوئی مستقل سن نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ جلوسی جو ہر بادشاہ اپنے اپنے جلوس کی تاریخ کی یادگار میں اختیار کرتا تھا۔ ان میں دو قسم کے سکے زیادہ مقبول معلوم ہوتے ہیں۔ جو خسرو پرویز اور یزدجرد خاتم شاہان ایران سے تعلق رکھتے ہیں۔ عربوں نے یزدجرد و بالخصوص خسرو پرویز کے سکوں کی ہر و ہر عریزی دیکھ کر انہی سکوں کو اپنے لئے نمونہ بنا لیا۔ چنانچہ یہ سکے اپنی وضع قطع زبان و خط و دیگر امور میں

بالکل ایرانی سکوں کے مطابق تھے۔ ان کی زبان پہلوی تھی۔ ایک طرف بادشاہ کی تصویر۔ منہ کے سامنے اس کا نام۔ گردن کے طرف بادشاہ کے واسطے دعا۔ حاشیے میں راست وچپ۔ پائین و بالا چار ہلال اور ستارے۔ سکے کی پشت پر دائرہ میں مقدس آگ کا مجمر۔ اس کے دائیں بائیں دو خدشتکار دائرہ میں دائیں جانب شہر کا نام ترخیم شدہ شکل میں یعنی صرف ابتدا کے دو تین حروف درج ہوتے تھے۔ باقی حصہ حذف کر دیا جاتا تھا۔ دائرہ کی بائیں طرف تاریخ سال مرقوم ہوتی تھی۔ عربوں نے ان سکوں کو جوں کا توں قبول کر لیا۔ لیکن اس قدر ترمیم کی کہ اپنی حکومت کے اعلان کے واسطے رخ کی طرف جدھر بادشاہ کی تصویر ہوتی تھی۔ بیرون دائرہ حاشیے پر کوئی عربی کلمہ بخط کوئی جس میں زیادہ تر الفاظ 'بسم اللہ' یا 'بسم اللہ ربی' بہت عام ہیں۔ ایک طرف اضافہ کر دیا۔ باقی امور حسب دستور قدیم رہنے دئے۔ جتنے کہ بادشاہ کے نام تک کو نہیں بدلا۔ بلکہ سن بھی یزدجردی اختیار کر لیا۔ محققین کا خیال ہے کہ سکے خواہ خسرو پرویز کے نام کا ہو یا یزدجرد کے نام کا۔ دونوں سکوں پر یزدجردی تاریخ قائم رہی۔ یزدجرد ستلہ جلوس یزدجردی (مطابق ۳۱۷ء) میں ایران میں آسپا بان کے ہاتھ سے مرو میں مارا گیا۔ اسی تاریخ سے عربی سکے جن کو ہم 'بسم اللہ' کہیں گے شروع ہو جاتے ہیں۔ ستلہ یزدجردی کے ایسے سکے موجود ہیں جن پر 'بسم اللہ' درج ہے۔ لیکن یہ لازمی نہیں کہ ہر عربی سکے پر 'بسم اللہ' ہو۔ ایسے سکے بھی کثرت سے ملتے ہیں جن پر 'بسم اللہ' یا کوئی اور اسلامی کلمہ مذکور نہیں۔ اور یزدجرد کے بعد لگے ہیں جیسا کہ ان کی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے۔ اور یہی تاریخیں ان کو یزدجردی سکوں سے ممیز کرتی ہیں۔ ایسے سکے اس مجموعے میں متعدد ہیں۔ یہ غالباً حضرت عثمان ۳۵ء (مطابق

۲۰۰ یزدجردی، ۲۰۱ مطابق ۲۰۲ یزدجردی کا زمانہ ہے۔ جب پہلی مرتبہ مسلمانی سکے ایران میں لگنے شروع ہوئے ہیں۔ اور ہر ایسا سکہ جس پر ۲۰۰ یزدجردی سے بعد کی تاریخ ہے۔ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمانی دور کا ہے۔ تقریباً نصف صدی ختم ہونے تک ان سکوں میں یزدجردی سن جاری رہا۔ بعد میں اس تاریخ کو موقوف کر کے ہجری تاریخ اختیار کر لی گئی۔ لیکن یہ تبدیلی غیر محسوس طور پر ہوئی ہے۔ اور ہم اپنی موجودہ معلومات کی روشنی میں کسی خاص سال تک اس کی حد بندی نہیں کر سکتے۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ان والیوں کی دو مختلف شہروں کی ٹکسٹوں میں سے ایک پر یزدجردی سن پایا جاتا ہے اور دوسری پر ہجری سن استعمال ہو رہا ہے۔ یا ایک ہی والی کے ابتدائی سکے ایرانی سن میں ہیں۔ اور بعد کے ہجری سن میں بلکہ بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نہ ایک خاص سکہ پر ہجری تاریخ ہے یا یزدجردی۔ اسی طرح ایک اور اشتباہ پیدا کرنے والا امر یہ ہے کہ ایرانیوں نے یزدجردی وفات پر ایک جدید فارسی سن کا اجراء کیا تھا۔ جو یزدجردی سال سے بیس سال چھوٹا ہے۔ گمان گذرتا ہے کہ یہ سن بھی سکوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ امور ہیں۔ جو بعض اوقات خاص خاص سکوں کی تاریخوں کی نسبت ہمارے لئے حیرانی اور متذبذب کا سامان بنتے ہیں۔

سکہ اگرچہ شاہی حقوق کے ذیل میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن خلفائے راشدین میں کسی نے بھی سکوں پر اپنا نام درج نہیں کرایا۔ نہ انہوں نے سکے چلایا نہ سکے پر ان کا نام آیا۔ بنو امیہ نے اگرچہ سکے چلائے۔ لیکن انہوں نے تمام مدت خلافت میں اپنا نام سکوں پر نہ دیا۔ اگرچہ حضرت معاویہ اور عبدالملک ابن مروان کے ناموں کے چند سکے دستیاب ہوئے ہیں۔ لیکن یہ استثناء قائم کرتے ہیں۔ نہ قاعدہ۔ بلکہ جب

عبدالملک نے ۷۷ھ میں خالص عربی طرز کے سکے اپنی قلمرو میں رائج کئے تب بھی ان خلفا کا نام سکوں پر نہ آیا۔ یہ خلفائے بنو عباس ہیں جن کا نام سب سے پہلے سکوں پر نمودار ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے پیشتر حضرت عثمان اور حضرت علی کے دور میں سکوں پر یا تو خسر و پرویز کا نام لکھا جاتا تھا جو نہایت عام ہے یا یزد و جرد کا نام دیا جاتا تھا۔ جو اتنا عام نہیں بعض اوقات ہرمز کے نام کے سکے بھی ملتے ہیں۔ لیکن بعد میں عرب والیوں نے ان ساسانی سلاطین کا نام ہٹا کر اپنا نام درج کرنے کا دستور جاری کر دیا۔ یہ دستور مغربی محققین کے بیان کے مطابق ۱۷۷ھ سے شروع ہو کر جو حضرت معاویہ کی خلافت کا پہلا سال ہے ۲۷۷ھ تک جو عبدالملک بن مروان کی حکومت کا آخری سال ہے۔ قائم رہتا ہے۔

میرے پاس جو سکے ہیں زیادہ تر بنو امیہ کے بعض عمال سے متعلق ہیں۔ ان میں حضرت عبداللہ ابن زبیر اور ان کے وائیوں کے سکے بھی شامل ہیں جنہوں نے جداگانہ خلافت قائم کر کے ایک عرصہ تک خراسان پر اپنے عاملوں کے ذریعہ سے حکومت کی ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:-

- ۱۔ عبداللہ ابن عامر - ۲۔ زیاد ابن ابوسفیان - ۳۔ عبید اللہ ابن زیاد -
- ۴۔ سلم ابن زیاد - ۵۔ عبداللہ ابن زبیر - ۶۔ عبداللہ ابن حازم -
- ۷۔ طلحہ ابن عبداللہ - ۸۔ عمر ابن عبید اللہ -

یہاں ان عرب عاملوں کے مختصر حالات دئے جاتے ہیں جو زیادہ تر تاریخ سیستان اور مضر جان واکر کی فہرست عرب ساسانی مسکوکات طبع ۱۹۴۱ء کے ویباچہ سے ماخوذ ہیں -

- ۱۔ عبداللہ ابن عامر بن کریم:- ۲۹ھ میں حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری کو ایالت بصرہ اور عثمان ابن العاص کو فارس کی حکومت سے معزول کر کے دونوں

علاقے عبداللہ ابن عامر کے حوالے کر دئے۔ عبداللہ کی عمر اس وقت صرف پچیس برس کی تھی۔ اس نے کچھ عرصہ بصرہ میں قیام کیا۔ اس کے بعد زیاد بن ابیہ کو اپنی نیابت کے واسطے بصرہ میں چھوڑ کر ایران آگیا۔ اسطرح فتح کیا۔ خورہ اردشیر پر جنگ کی۔ گازرون اور داراب جرد مستخر کرنے کے بعد پھر خورہ اردشیر پر آدھکا۔ اس دفعہ اس پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جب یزد جرد ساسانی بھاگ کر مرو میں پناہ گزین ہوا۔ عبداللہ بن عامر نے جاشع بن مسعود التیمی کو اس کے تعقب میں روانہ کیا۔ جاشع نے سیہ بان پر قبضہ کیا۔ ۳۳۵ھ میں عبداللہ نے جاشع کو سیستان کی تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ یہ ستانی بڑی بیجگری کے ساتھ لڑے۔ بہت مسلمان مارے گئے۔ جاشع ناکام واپس لوٹا۔ جب دربار خلافت میں اس ہم کی ناکامی کی اطلاع پہونچی۔ آپ نے ربیع بن زیاد الحارثی کو بڑی فوج کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس بھیجا کہ اس کو سیستان کی ہم پر مقرر کرو۔ عبداللہ نے تعمیل ارشاد میں ربیع کو سیستان روانہ کیا۔ اس نے جاکر یہ صوبہ فتح کر لیا۔ بعد میں ربیع غزنین تک پہونچا۔ اور بست ہوتا ہوا عبداللہ بن عامر کے پاس پہونچ گیا۔ سیستانیوں نے مہر ق پاکر بغاوت کر دی۔ اس مرتبہ ان کی سرکوبی کے واسطے عبداللہ ابن عامر نے ۳۳۵ھ میں حسب محکم خلافت عبدالرحمن بن سمرہ کو مقرر کیا۔ اس نے بغیر اڑے بھڑے سیستانیوں سے معاملہ کر لیا۔ ۳۳۵ھ میں حضرت عثمان کی شہادت کا حادثہ پیش آیا۔ جس سے تمام معاملات خلافت درہم و برہم ہو گئے۔ حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں عبداللہ ابن عامر کو خلافت کے نزاع میں حصہ لینا پڑا۔ جنگ جمل میں وہ ام المومنین کے طرفداروں میں تھا جب ۳۳۵ھ میں حضرت معاویہ کا دور حکومت آیا۔ انہوں نے ایالت بصرہ دوبارہ عبداللہ ابن عامر کے سپرد کر دی۔ جس کے ساتھ خراسان و سیستان کا علاقہ بھی شامل

تھا۔ عبداللہ سب سے پیشتر سیستان آیا۔ اس کا مقدمہ احنف بن قیس کے حوالے
تھا۔ کچھ مدت کے بعد خراسان گیا۔ اور نسا پور میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ۴۴ھ میں
عبداللہ بن عامر معزول ہوتا ہے۔ اور اس کا عہدہ زیاد ابن ابیہ کے سپرد
ہوتا ہے۔

۲۔ زیاد ابن ابیہ :- یہ اپنے عہد کا سب سے مشہور و معروف شخص ہے۔
ابتداء میں بصرہ میں عبداللہ بن عامر کا وزیر تھا۔ اس کی کارگزاری سے خوش ہو کر
عبداللہ نے ایران جاتے وقت بصرہ کی حکومت اس کے تفویض کی۔ حضرت معاویہ
نے اس کو اپنا بھائی تسلیم کر کے ایالت بصرہ اس کو عنایت کی۔ چنانچہ اب وہ
زیاد ابن ابوسفیان کہلانے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد کوفہ کی عملداری اس کے حوالہ
ہوئی۔ زیاد نے سیستان میں ربیع الحارثی کو اپنا نائب بنا کر بھیج دیا۔ ۵۵ھ میں
عبید اللہ ابی بکرہ کو حکومت سیستان دی۔ زیاد نصف سال بصرہ میں اور نصف
سال کوفہ میں گذارتا۔ اس کی غیر حاضری میں بصرہ میں سمر ابن جندب اور کوفہ
میں عبداللہ خالد نیابت میں کام کرتے۔ نوخیز نے زیاد کی تاریخ وفات ۵۵ھ
دی ہے۔ لیکن مسکو کا قی شہادت اس بیان کی تائید نہیں کرتی۔ اس کے سکے
۵۵ھ تک کے ملتے ہیں۔

۳۔ عبید اللہ بن زیاد :- جب حضرت معاویہ کو زیاد کی وفات کی خبر پہنچی۔
آپ نے ۵۵ھ میں ایالت خراسان اس کے فرزند عبید اللہ کے حوالے کی۔ عبید اللہ
نے اپنے بھائی عباد بن زیاد کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ اسی عباد کے عہد میں عرب
شاعر ابن مغترغ نے سیستان میں عباد اس کے باپ زیاد اور دادی سمیہ کی
ہجوں لکھی ہیں جو ان ایام میں بہت مشہور ہوئیں۔ عباد نے تنگ آکر شاعر کو
قید کر دیا۔ قید میں اس نے سکی پی اس کو کالے دست آئے۔ ایرانی بچے یہ ماج

دیکھ کر پکار اٹھے۔ این چیسٹ۔ این جیسٹ۔ ابن مفرغ نے اس ناگفتنی حالت میں بھی اپنی شاعری یاد رکھی اور فارسی میں یوں جواب دیا :-
 آبست و نبیذ است عصاریات زبیب است
 و دنبہ فربہ و پنی است و سمیہ روسپی است

سمیہ زیاد کی ماں کا نام تھا۔ چونکہ زیاد کا باپ نامعلوم تھا۔ اس لئے عرب اس کو زیاد ابن ابیہ کہتے ہیں۔ فارسی زبان میں یہ قدیم ترین شعر مانے جا سکتے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عرب ہیں جو فارسی میں ابتداءً شعر گوئی شروع کرتے ہیں۔ بعد میں ایرانی تقلیداً اس فن کو اختیار کرتے ہیں۔

زیاد کے فرزندوں میں عبید اللہ سب سے زیادہ شہرت اور قابلیت کا مالک ہے۔ اس نے ماوراء النہر پر حملے کئے۔ بخارا تک پہنچا۔ اس مہم کے بعد وہ عراق بلوایا گیا۔ یہاں اگر خراجیوں کا معرکہ اس نے نہایت کامیابی سے سر کیا۔ ۳۳۰ھ میں جب یزید برسر حکومت آیا۔ اس نے کوفہ اور بصرہ کی دونوں ایالتیں عبید اللہ کے تفویض کر دیں۔ واقعہ کر بلا یعنی حضرت امام حسین کی شہادت عبید اللہ کے دامن پر ایسا داغ ہے جس نے ہمیشہ کے واسطے اس کو مسلمانوں کی نگاہ میں ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔

۳۳۰ھ میں یزید کی موت پر عبید اللہ نے اپنے واسطے رعایا سے بیعت لینی چاہی۔ بصری اس قدر برہم ہوئے کہ مجبوراً اسے عراق سے نکلنا پڑا مثلاًم پہونج کر معاویہ ثانی کی وفات کے بعد اس نے نئے خلیفہ مروان کی شدت کے ساتھ امداد کی۔ مروان نے عراق کی تسخیر کے لئے اسی کو تعین کیا۔ یہ لڑائی دیر تک چلتی رہی حتیٰ کہ مروان کا فرزند عبد الملک برسر حکومت آیا۔ ۳۴۰ھ میں موصل کے قریب دریائے زاب کے کنارے وہ لڑائی میں قتل ہوا اور اس کا

سر مختار کے پاس کوفہ میں بھیج دیا گیا۔ جو سلوک اس نے حضرت امام حسین کے سر کے ساتھ کیا تھا۔ وہی سلوک اس کے سر کے ساتھ ہوا اور شہدا کربلا کا انتقام پورا ہوا۔

عبداللہ کے سکے کثرت سے ملتے ہیں جن میں ذیل کی ٹکسالیں معلوم

ہیں :-

- ۱۔ ابرشہر (نیشاپور) ۲۔ ایران (سوساہ) ۳۔ آذربائیجان ۴۔ بلخ
- ۵۔ بقباد ۶۔ بیتاپور ۷۔ بصرہ ۸۔ دارابجرد ۹۔ سکتان سیستان
- ۱۰۔ کرمان ۱۱۔ نہاوند ۱۲۔ رے ۱۳۔ دشت میسان ۱۴۔ صطخر
- ۱۵۔ زرنج وغیرہ اور ان ٹکسالیں پرتینوں سن یعنی یزدجردی۔ ہجری اور

سن مابعد یزدجردی استعمال ہوئے ہیں۔

۴۔ سلم ابن زیاد: جب یزید ابن زیاد کو کابل میں جہاں وہ ایک بغاوت فرو کرنے گیا تھا۔ شکست ہوئی اور اکثر اہل اسلام قتل اور اسیر ہوئے۔ مقتولین میں یزید تھا۔ اور اس کا بھائی ابو عبیدہ بن زیاد اسیروں میں شامل تھا جب اس ہزیمت کی خبر شام میں یزید بن معاویہ کو پہونچی۔ اس نے سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی حکومت پر روانہ کیا۔ سلم اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ سخی مانا جاتا ہے۔ اور عربی منقولہ ”ابو ذین بنی زیاد“ اسی کے حق میں کہا گیا ہے۔ سلم نے ترکوں کے خلاف جنگ کی۔ اور سمرقند تک یورش کی۔ یہاں اس کو کافی کامیابی ہوئی۔ مگر یزید کی موت پر سلطنت کے معاملات درہم برہم ہو گئے۔ سلم نے اس وقت اپنے واسطے بیعت کی کوشش کی۔ لیکن اس کو بھی اپنے بھائی عبداللہ کی طرح بھاگ کر جان بچانی پڑی۔ ۳۵ھ میں سلم نے وفات پائی۔ سلم کے زمانہ میں خراسان میں دو عملی ہو گئی ہے۔ ۶۴ھ میں حضرت عبداللہ

ابن زبیر نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ خراسان میں ان کا عامل عبداللہ بن خازم تھا۔ اس لئے ان حریف و عویداروں میں دیر تک جنگیں ہوتی رہیں۔ آخر میں سلم کو ہزیمت ہوئی۔

۵۔ طلحہ ابن عبداللہ بن خلف الخزاعی۔ جو طلحہ الطلحات کے نام سے مشہور ہے۔ سلم بن زیاد نے اسے سیستان کا والی مقرر کیا۔ عمر طلحہ کا بھائی اس کا سپہ سالار تھا۔ طلحہ نہایت نیک طبیعت اور سمجھ دار انسان تھا۔ سخاوت شجاعت اور عدالت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ اس کے اخلاق اور حسن سلوک سے سارے سیستانی اس کے گرویدہ ہو گئے۔ کابل کے قیدیوں کو جن میں ابو عبیدہ ابن زیاد اور دوسرے مسلمان شامل تھے۔ پانچ لاکھ زرفدیہ ادائے کر کے رہا کروایا۔ ۶۲ھ کے آخر میں یزید نے طلحہ کی جگہ پر اسود بن سعید کو سیستان بھیج دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی منصب پر محمد بن طلحہ الطلحات کی تقرری ہوئی۔ سال بھر بعد ۶۳ھ میں یہی منصب دوبارہ طلحہ کی طرف رجوع ہوا۔ طلحہ نے سیستان پہنچ کر اپنے فرزند کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ سیستانیوں میں طلحہ کی ہر دل عزیزیت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور اس کو بھی ان سے بے حد محبت تھی۔ وہ اپنی وفات تک اسی ملک میں رہا۔ طلحہ نے اپنے فرزند کو وصیت کی۔ کہ میری وفات پر مجھ کو اسی سرزمین میں دفن کرنا۔ چنانچہ اس کی وصیت پر عمل ہوا اور قتل مہاجر میں اس کو دفن کیا۔ سطور بالا میں عمال بنو امیہ کا ذکر ہوا ہے۔ ذیل میں دوسرے عویداروں کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر اور ان کے بعض والیوں کے حالات حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔

۶۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر کے نواسے ہیں جنگ جمل میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ پیادوں کی فوج کی افسری کی جب حضرت

معاویہ نے یزید کے واسطے بیعت یعنی چاہی۔ یہ امر حضرت عبداللہ کو ناگوار گذرا۔ لیکن حضرت معاویہ کے انتقال تک خاموش رہے۔ جب یزید تخت نشین ہوا۔ آپ نے مخالفت کی۔ اور خلافت کے دعویدار ہوئے۔ یزید نے ایک فوج ان کے خلاف مدینہ بھیجی۔ مدینہ بری طرح سے غارت ہوا۔ یہ ۶۳ء کا واقعہ ہے۔ دوسرے سال یزیدی فوجوں نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ جو حضرت عبداللہ ابن زبیر کا دار الخلافہ تھا جنگ کے دوران میں کعبہ کو جلادیا گیا۔ اور مکہ کا بھی شاید وہی حشر ہوتا۔ جو سال گذشتہ مدینہ کا ہوا تھا۔ مکہ والوں کی خوش قسمتی سے عین اس موقع پر یزید کی موت کی خبر پہنچی۔ اب حضرت عبداللہ ابن زبیر کا ستارہ اوج پر تھا۔ نہ صرف حرمین شریفین میں ان کو خلیفہ مان لیا گیا۔ بلکہ مصر و بصرہ و کوفہ بھی ان کے حلقہ اطاعت میں آ گئے۔ ابتدا میں انہوں نے حارث بن عبداللہ کو عراق کی حکومت پر مقرر کیا۔ پھر اس کو معزول کر کے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کی تقرری کی۔ قصہ مختصر مصعب عبدالملک بن مروان کے ساتھ جنگ میں مارے گئے اب عبدالملک نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے خلاف حجاج بن یوسف کو روانہ کیا اس نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ حرم میں منجنیقیں لگائیں۔ آخر ۶۳ء میں حضرت عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے۔

۴۔ عبداللہ ابن خازم:۔ اس کا نام پہلی مرتبہ صوبہ خراسان کی فتوحات میں نظر آتا ہے۔ ۶۳ء میں فتح ہرات کے وقت وہ عبداللہ ابن عامر کی فوج کا سالار تھا سال آئندہ میں خراسان کی ایالت اس کے حوالہ ہوئی۔ جس منصب پر حضرت علی کی خلافت کے زمانہ تک سرفراز رہا۔ حضرت علی نے خراسان پر اپنا آدمی بھیجا لیکن ۶۴ء میں جب معاویہ خلیفہ ہوئے۔ عبداللہ ابن خازم اپنے عہدہ پر بحال کر دیا گیا اور ۶۴ء تک اسی منصب پر ممتاز رہا۔ بالآخر اس نے بنو امیہ کی بیعت توڑ دی۔ اور

خلافت حضرت عبداللہ ابن زبیر کا۔ کریم طرفدار بن گیا۔ عبدالملک نے سات سال کے خراج خراسان کی معافی کا لالچ دے کر اسے توڑنا چاہا۔ مگر وہ قابو میں نہ آیا۔ ۶۶۲ء میں اس نے سلم بن زیاد کو شکست دے کر نکال دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی وفات تک جویشہ میں ہوتی ہے۔ خراسان کا واحد مالک بنا رہا۔

۸۔ عمر ابن عبید اللہ بن معمر: حضرت عبداللہ ابن زبیر کی خلافت کے زمانہ میں کچھ مدت کے واسطے اصرہ کا عامل رہا۔ پھر یہ عہدہ حارث ابن عبداللہ ابن ابی رابعہ کو مل گیا ۶۷۱ء میں عمر فارس کا عامل بنا۔ جہاں حضرت مصعب ابن زبیر نے اس کو خواص کے خلاف بھیجا تھا۔ یہ ہم کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ بالآخر وہ بنو امیہ کے تابعین میں شامل ہو گیا ۶۸۱ء میں وہ بحرین کی مہم پر بھیجا۔ عمر کے سکے ۶۸۱ء سے ۶۸۶ء تک کے ملتے ہیں۔

ٹکسالوں پینوٹ | معلوم ہوتا ہے کہ ساسانیوں میں دارالضربوں کے اسمار کا مکمل شکل میں نہیں بلکہ خفیف شکل میں لکھے جانے کا دستور قائم تھا۔ یعنی دارالضرب کے نام کے سرف ابتدائی حروف درج ہوتے تھے۔ عربوں نے اپنے دور میں اس روایت پر بھی عمل کیا۔ اس عہد کے لوگوں کے لئے ان مخفف ناموں کا معلوم کرنا کوئی دشوار امر نہیں تھا۔ لیکن فی زمانہ یہ نام جن کا اکثر حصہ حذف شدہ ہے۔ سخت دشواری کے موجب بنے ہیں۔ مغربی محققین نے بڑی جدوجہد اور تلاش و تحقیق کے بعد ان ٹکسالوں کے پورے نام دریافت کئے ہیں۔ بعض ایسی ٹکسالیں بھی ہیں جو اس وقت تک عقدہ لایٹل ثابت ہوئی ہیں۔ میرا مقصد مثالوں سے زیادہ واضح ہو سکتا ہے۔

مثلاً 'اط' سے مقصد اصطر ہے۔ 'ام' سے مراد ہمدان ہے۔ 'ب ی ش' بیشاپور ہے۔ 'بال ح' بلخ ہے۔ 'داراب جرد'۔ 'مر' مرو۔ 'نہ' نہاند۔

’رودِ رے‘۔ ’شی‘، ’الشیرجان‘۔ ’س ک‘، ’سکستان‘ (سیستان)۔ اور ’زر‘،
زرخ ہے۔

یہ وہی دارالضرب ہیں۔ جو میرے مجموعہ میں موجود ہیں۔ اور جن کی فہرست
آگے آتی ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے ایران کے نقشہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا۔ کہ
بلخ اور مرو صوبہ خراسان میں۔ اصطخر۔ بیشاپور۔ اردشیرخرہ اور داراب جہد فاک
میں۔ رے۔ ہمدان اور نہاوند جبال میں۔ الشیرجان کرمان میں اور السوس
خوزستان میں واقع ہیں۔

بعض ایسی ٹکسائیں ہیں جن کی سراغ رسانی سے میں عاجز ہوں۔ نہ
وہ مسٹر جان واکر کی ٹکسائوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ مثلاً ”سار“ جو میرے
خیال میں پہلوی خط نہیں ہے۔ اگرچہ وہ کوئی سے ملتا جلتا ہے لیکن کوئی بھی نہیں
ہے۔ ایک اور نامعلوم ٹکسال ”س“ ہے۔ جو واکر کے ہاں بھی درج نہیں۔
اسی طرح ایک ٹکسال ”س“ نامعلوم ہے۔ ”ٹ“ ایک اور دارالضرب ہے۔ جو
’ب ج‘، معلوم ہوتی۔ واکر کی فہرست میں درج ہے۔ لیکن وہ اس پر کوئی روشنی
نہیں ڈال سکے۔

پہلوی خط کی | یہ امور پہلوی خط کی اشکال کی طرف ہماری توجہ مبذول کرتے
اشکال | ہیں۔ اس زبان میں کلمہ سولہ حروف ہیں جن کے ذریعہ سے ،
عربی کی اٹھائیس اصوات ادا کی گئی ہیں۔ یہ امر بجائے خود عجیبہ اور پریشان کن ہے
اس پر طرہ یہ کہ جب مفردات کو مرکب شکل میں لکھا جاتا ہے حروف کا وصل بے قاعدہ
صورت میں کیا جاتا ہے۔ جس سے ہماری دقت اور بھی المضاعف ہو جاتی ہے۔ ہم
میں فی زمانہ ایک ایسی آسان پسند جماعت پیدا ہو گئی ہے جس پر عربی حروف
کی مرکباتی صورت بے حد گراں گذرتی ہے۔ اگر وہ پہلوی کی بے قاعدگیوں

دیکھیں گے تو خدا جانے کیا کہیں گے۔ پہلوی میں 'سین' جو ہمارے شین کے مطابق ہے۔ کبھی 'ش' ہے۔ کبھی 'اس'۔ کبھی 'سی'۔ کبھی 'وس'۔ اور کبھی 'سد' ہے۔ اسی طرح "سم" "او" "ہو" "ان" "ہن" "ار"۔ اور ہر کی آوازیں دیتا ہے۔ اگر ہم کسی پہلوی فرہنگ کی ورق گردانی کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ صرف ایک ہی کلمہ جو سہ حرفی ہے۔ مختلف آوازیں اور مختلف معنی دیتا ہے۔ یعنی اسی ایک شکل سے بیسیوں لفظ بن جا۔ تے ہیں۔ جو صوت اور معنوں میں بالکل متغائر ہیں۔

پہلوی کے بعض مفردات کو فی کے مفردات سے ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً 'ب' 'ہ' 'و' 'ش' 'ط' 'ل' 'م'۔ 'ن' تو تقریباً مطابق ہیں۔ پہلوی بھی عربی کی طرح راست سے چپ کی طرف لکھی جاتی ہے۔ کہا جاسکتا ہے۔ کہ پہلوی کے نصف حروف کو فی کے ساتھ مل رہے ہیں۔ لیکن تحریر میں حروف کے جوڑنے میں بے ضابطگی ہماری نگاہ میں اسے زیادہ ڈراؤنا بنا دیتی ہے۔ اس میں ایک حد تک اس خط کے ساتھ ہماری عدم مزاوت بھی شامل ہے۔

عرب والیوں کے مسکوکات میں پہلوی اور عربی کے علاوہ کم از کم دو قسم کے اور خط یا ان کی علامات ملتی ہیں۔ پہلا خط غالباً، سیطلی یا ہبتالی ہے جو ماوراء النہر میں رائج تھا۔ عرب سیطل سے مراد تمام بلاد ماوراء النہر لیتے ہیں۔ جن میں بخارا۔ سمرقند و خجند و دیگر بلاد ترکستان شامل ہیں۔ شاہنامہ میں ہبتال ایک قوم کے نام کی حیثیت سے آ رہا ہے۔ نوشیرواں کے حالات میں فردوسی نے ایک داستان درزم خاقان باغاتقر سالار ہبتالیاں لکھی ہے۔ جو اس شعر سے شروع ہوتی ہے۔

کنون رزم خاقان و ہبتال گیر
چو رزم آمدت پیش گو پال گیر

فردوسی باغاتقر کا دارالسلطنت بخارا بتاتا ہے۔

سیطلی سکوں کے نمونے میرے پاس نہیں ہیں۔ البتہ بعض سکوں پر

بشکل ”ال لورع“ ہے۔ اگر اس کو عربی مانا جائے۔ تو البرزنج یا البرزین، پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ عربی نہیں ہے۔ اگرچہ اس کے مشابہ ضرور ہے۔ یہ دار الضرب کی تصدیقی علامت ہے۔ مسٹر واکر کے ہاں اس کا نمبر ۲۵ ہے۔

۱۱۔ سکے ۶۲ پر دو جائزوں کی علامت ہے۔ ان جائزوں کا نمبر واکر کے ہاں ۳۴ ہے۔

۱۲۔ سکے ۶ پر ایک حیوانی چہرہ کی علامت ہے۔ جو واکر کے ہاں کے ۵ سے ملتا جلتا ہے۔

۱۳۔ سکے ۲ پر پرندہ کی شکل کی علامت،

۱۴۔ سکے ۲ پر علامت ”۴۵“ جو مسٹر واکر کے جائزوں کی علامات میں شامل نہیں۔

۱۵۔ سکے ۲ پر علامت مثل چہرہ نوک۔ یہ علامت مسلمانوں میں ہو سکتی۔

چند الفاظ ان سکوں کی تاریخوں کے متعلق بھی کہنے چاہئیں۔ جن کی ترتیب فارسی ترتیب کے برعکس ہے۔ اور عربی کے مطابق ہے۔ فارسی میں عشوات احاد سے پہلے آتے ہیں۔ مثلاً بست و پنج۔ سی و ہفت۔ چہل و یک وغیرہ لیکن ان سکوں پر لکھا ہے۔ ”پنج و ست“۔ ”ہفت و ست“ اور ”یا جہل“

تاریخیں چونکہ مختلف سنوں میں دی گئی ہیں۔ اس لئے ان کی شناخت کے واسطے عمال کے حالات اور ان کے تاریخی واقعات کے ساتھ ان تاریخوں کو تطابق دینا نہایت ضروری ہے۔ مثال میں سکستان (سیستان) کے سکے ۶۲، ۶۳، ۶۴ کو لیجئے۔ بقول صاحب تاریخ سیستان یہ ملک ۶۳۰ میں ربیع بن زیاد بن اسد الذیال کے ہاتھ پر فتح ہوتا ہے۔ اس لئے اس سکے کا ۶۳۰ ہی نہیں مانا جاسکتا۔ بلکہ یزدجردی جو ۶۳۰ کے مطابق ہے۔ گویا یہ سکے سیستان کے تعلق میں نہایت قدیم

ہے۔ یعنی جس سال سیستان فتح ہوا۔ اس کے بہت جلد بعد ضرب ہوا۔
 عبداللہ ابن عامر کا سکہ ضرب داراب جرد ۱۳۵۰ء جس کا نمبر ۳۶۶ ہے۔ اس مجموعہ
 میں موجود ہے۔ اس سن کو یزدجردی مانا جاسکتا ہے جو ۱۳۵۰ء کے مطابق ہوگا۔ لیکن
 ۱۳۵۰ء میں عبداللہ ابن عامر یہ سکہ نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ وہ ۱۳۵۰ء میں معزول ہو چکا
 ہے۔ اس لئے ہمیں اس سن کو بھری ماننا ہوگا۔ تاریخ سے ہمیں معلوم ہے۔ کہ
 حضرت معاویہ نے ۱۳۵۰ء میں اس سردار کو دوبارہ ایالت بصرہ پر مقرر کیا تھا۔
 چنانچہ یہ سکہ اسی سال کی یادگار ہے۔

عرب ساسانی سکوں کا سلسلہ حضرت عثمان کے عہد ۱۳۵۰ء مطابق ۱۳۵۰ء
 یزدجردی سے شروع ہو کر ۱۳۵۰ء پر ختم ہوتا ہے۔ ان سکوں میں زیادہ قدیم وہی
 ہیں جو خسرو پردیز اور یزدجرد کے نام پر لگائے گئے ہیں۔ بعد میں عرب والیوں کے
 سکون کی نوبت آتی ہے جن پر ان والیوں کا نام بالعموم درج ہوتا ہے۔ چونکہ
 اصل پہلوی سکوں کا نقل کیا جانا دقت طلب ہوتا۔ اس لئے میں نے ان کی عبارت
 کو اردو رسم الخط میں منتقل کر دیا ہے۔ مکمل فہرست ذیل میں درج ہے۔ اس فہرست
 کی طیارسی میں میں نے مسٹر جان واکر کی فہرست سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔
 مجھے افسوس ہے۔ کہ میں ان سکوں کو تاریخی ترتیب میں پیش نہ کر سکا فہرست
 پہلے سے طیار تھی۔ اس کی روشنی میں یہ تہید تحریر ہوئی۔ اس موقع پر ترتیب بدلنے
 سے نہ صرف فہرست بلکہ تہید کو بھی دوبارہ لکھنا پڑتا۔

فہرست عربی ساسانی مسکوکات

- ۱۔ بخ :- دوہرے دائرے میں نیم نہ نیم پشت :- خطی دائرہ کے عین وسط میں منقذ آگ کا جھڑیل پاؤں پر نمودار۔ بھڑکتے شعلے۔ بھر کے دائیں بائیں دو ملازم استاد۔ شعلوں کے بالائی حصہ میں دائیں بائیں چھوٹے ہلال۔ دائرہ کے دائیں ضلع میں بخت پہلوی دارالضرب کا نام ”ب سی ش“ دیشاپور بائیں ضلع میں پہلوی حروف میں تاریخ ”بہار چہل“ ”چہل و چہار“ ”سہم“ بیرون دائرہ نسخ کی طرح مساوی فاصلوں پر چار ستارے والے ہلال
- ۱۔ بخ :- دوہرے دائرے میں نیم نہ نیم رخی تصویر شاہی چہرہ ریشدار گھنگھریالے ہلال۔ پشت پر گیسے دلو پھو پھوے پٹے۔ گلے میں کنٹھا۔ کنٹھے کے وسط میں دو موتی فاصلے سے اوپر ہلال دوہرے موتیوں کا ہار گردن میں جگہ زیریں حصہ دائرے کی آڑ میں۔ کندھوں پر دو طرفہ ستارہ دار ہلال۔ تین موتیوں کا مثلث منگوشوارہ۔ سر پر تاج تاج پر مروارید کی دوہری لڑی۔ تاج کے وسط سے ہما کے شہپر ابھر کر دو طرفہ سایہ افکن جن کے درمیان ستارہ دار ہلال ہلال بائیں شہپر کے نیچے تاج کے برابر چھوٹا ستارہ والا ہلال۔ اس کے ساتھ چہرہ کے سامنے دائیں سے بائیں جانب بخت پہلوی بادشاہ کا نام ”ہمرو“ ”خسرو“ ”پرویز“ دائیں شہپر کے نیچے ستارہ

لے ناظرین کی سہولت کے واسطے میں نے یہ تفصیلی صراحت دے دی ہے۔ باقی سکے جزوی اختلاف کے ساتھ اسی انداز اور نونہ کے سمجھنے چاہئیں۔ اس لئے ہر سکے کی طویل صراحت کی ضرورت نہیں۔

اس کے ساتھ عبارت ”افزوت

گدہ“ (افزوں باد ملک)

بیرون دائرہ چارستارہ دار

ہلالوں کے ذریعہ سے حاشیہ چار

مساوی ضلعوں، راست چپ۔ بالا

و پائین میں منقسم۔ راست و پائین

ہلالوں کے درمیان پہلوی میں ”افد“

(آفرین) مرقوم -

پشت، ساگ کے دائیں ہلال، بائیں ستارہ

دائیں ملازم کے سر پر دو ہلال

بائیں ملازم کے سر پر ستارہ دار

ہلال -

دارالضرب: ”لری ت“ = ارد شیر خرہ

تاریخ: ”سہ“ = سی سٹہ (۱۳۳۵)

۲۔ رخ: نیم رخ تصویر بائیں کندھے

پر ہلال تاج کے دونوں طرف ستارے

باوشاہ کا نام ”ہسروسے“ (خسرو) -

”افزوت گدہ“ -

حاشیہ: بالا اور راست ہلالوں کے

مابین جائز کی علامت ”ص“ - راست

و پائیں کے درمیان ”للہ“ -

پشت: دونوں ملازموں کے سر پر ہلال -

دارالضرب: ”ص ط“ = اصطخر -

تاریخ: ”ہینج سہ“ = سی وینج ۳۵

۳۔ ہسروی (خسرو) تاج شاہی کی

سیدھی طرف ستارہ والا ہلال -

الٹی طرف ستارہ -

حاشیہ: مابین راست

لے ”افد“ والے سکوں کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض محققین ان کو عربی ساسانی تسلیم کرتے ہیں۔ مسط

واکر ساسانی کہتے ہیں۔ لیکن ”افد“ عرب مسکوکات پر بھی موجود ہے۔ اگرچہ قلت کے ساتھ ملتا ہے۔

- ۱۔ بائیں ہلال "افد" "آفرین"،
پشت: مقدس آگ کی دائیں طرف ہلال۔
بائیں طرف ستارہ۔
دارالضرب: "ص ط" = "اصطخر"۔
تاریخ: "نوح و ست" ۲۹ء۔
- ۲۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
گدہ: "دائیں کندھے پر ہلال۔
حاشیہ: "ضلع دوم میں افد"
- ۳۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
گدہ: "تاج کے دائیں ستارہ والا ہلال
بائیں ستارہ"
- ۴۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
گدہ: "پشت: آگ کے دائیں ستارہ والا ہلال۔
بائیں ستارہ"
- ۵۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
حاشیہ: "ربع دوم" "بسم اللہ"۔ "ربع سوم"
"دری"
- ۶۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
گدہ: "پشت: آگ کے دائیں ہلال۔ بائیں ستارہ
مذاہبوں کے سر پر ہلال۔
دارالضرب: "لوی ز" = "السوس"
تاریخ: "نوح و ست" ۲۹ء۔
- ۷۔ رخ: "ہمہ روئے" "خسرو"۔ "افروت"
پشت: آگ کے دائیں ہلال۔ بائیں ستارہ
-
- ۱۔ حاشیہ: بائیں چار ہلال چار قطعوں یا ضلعوں میں اس طرح منقسم ہے۔ ۱۔ ضلع مابین بالا و راست
۲۔ مابین راست و بائیں، ۳۔ مابین بائیں و چپ اور ۴۔ مابین چپ و بالا۔ بغرض انحصار میں آئندہ
ان ضلعوں کا نام دینے کے بجائے ان کے نمبر شمار سے کام لے لگا۔

گدہ۔ موتیوں کے گنٹھے میں تین گنٹھ
منا بڑے موتے۔

حاشیہ:- ربيع دوم "افد"

۹۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،
تاج کے دائیں ستارہ دار ہلال۔
بائیں ستارہ خورد۔

۱۰۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،
حاشیہ:- ربيع دوم "بسم اللہ"
ربیع سوم، ربی

۱۱۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،

۱۲۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،
بائیں کندھے پر ستارہ دار ہلال۔
دائیں پر ہلال اور موتیوں کے ہار کے
قریب ایک اور ستارہ والا ہلال۔

۱۳۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،

۱۴۔ ہسروے (خسرو)۔ افزوت گدہ،
دونوں کندھوں پر سامنے کی طرف
ہار سے باہر ستارہ دار ہلال۔ دائیں
کندھے پر ایک اور ہلال۔

دارالضرب:- "مش سی"۔ اشیر جان
تاریخ:- "شش وست"۔ بست و
شش ۲۶۔

ملازموں کے سر پر ہلال۔

دارالضرب:- "نہ"۔ نہاوند،
تاریخ:- "دوج سہ"۔ سی و دو ۲۷۔
دارالضرب:- "بی سی ش"۔ بیشاپور
تاریخ:- "بہر سہ"۔ سی و چہار ۲۸۔
(۲۹)

دارالضرب:- "بلہ"۔ بلخ۔

تاریخ:- "سہ"۔ سی ۲۹۔

دارالضرب:- "بلہ"۔ بلخ۔
تاریخ:- "نوج وست"۔ بیت و نہ
۲۹۔

دارالضرب:- "لوہ م"۔ ہمدان۔

تاریخ:- "سہ"۔ سی ۳۰۔

دارالضرب:- "بلہ"۔ بلخ۔
تاریخ:- "دوج سہ"۔ سی و دو
۳۱۔

۱۵۔ "ہسروے" (خسرو)۔ افروت گدہ

۱۶۔ "ہسروے" (خسرو)۔ کنٹھے سے نیچے دو
موتی فاصلہ پر لگتے ہوئے افروت
گدہ

۱۷۔ "ہسروے" (خسرو)۔ افروت گدہ۔

۱۸۔ ایضاً - ایضاً - ایضاً -

۱۹۔ ایضاً - ایضاً - ایضاً -

۲۰۔ ایضاً - ایضاً - ایضاً -
دائیں کندھے پر ہلال -

۲۱۔ "ہسروے" (خسرو)۔ افروت گدہ

۲۲۔ ایضاً - ایضاً - ایضاً -

۲۳۔ ایضاً - ایضاً - ایضاً -

۲۴

دارالضرب :- بلخ

تاریخ :- یاج سہ = سی ویک ۳۱

دارالضرب :- "رد" = السے -

تاریخ :- شش وست (بست شش)

۲۶۔

دارالضرب :- "س" = بخت پہلوی -

تاریخ :- "یاج سہ" سی ویک ۳۱

دارالضرب :- بلخ -

تاریخ :- "نوج وست" بیت ونہ ۲۹

دارالضرب :- بلخ -

تاریخ :- "ہفت وست" ۲۷۔

دارالضرب :- "ص ط" = اصطخر

تاریخ :- "ہفت سہ" سی وہفت

۲۷۔

دارالضرب :- "س" = "نہ" = نہاوند

تاریخ :- "ہفت سہ" سی وہفت ۲۸

دارالضرب :- "نہ" = نہاوند

تاریخ :- یاج سہ (سی ویک) ۳۱

دارالضرب :- بلخ -

تاریخ :- "سہ" = سی ۳۱

دارالضرب :- "وہ م" = ہمدان

تاریخ :- ہشت سہ (سی و ہشت) ^{۳۸}

دارالضرب :- "ٹ" = ب ج ؟

تاریخ :- ہفت سہ (سی و ہفت) ^{۳۹}

دارالضرب :- "سی" = ن ہ (نہاوند)۔

تاریخ :- پنج سہ (سی و پنج) ^{۴۰}

دارالضرب :- نہاوند

تاریخ :- مثل ^{۴۱}

دارالضرب :- "وہ م" = ہمدان

تاریخ :- دواج سہ (سی و دوم) ^{۴۲}

دارالضرب :- "س" = ن ہ (نہاوند)۔

تاریخ :- دواج سہ (سی و دوم)

دارالضرب :- "دہ" = داراب جہد

تاریخ :- ہفت سہ (سی و ہفت) ^{۴۳}

دارالضرب :- نہاوند

تاریخ :- مثل ^{۴۴}

دارالضرب :- "السوس"

تاریخ :- ہفت سہ (سی و ہفت) ^{۴۵}

دارالضرب :- رورت - ارد شیر خروہ

تاریخ :- پنج سہ (سی و پنج) ^{۴۶}

دارالضرب :- "س" ؟

تاریخ :- پنج سہ (سی و پنج) ^{۴۷}

۲۵۔ "ہسروے" - "افزوت گدہ"۔

۲۶۔ ایضاً - ایضاً - - - - -
دوم میں جائز کی علامت بشکل چہرہ نوش

۲۷۔ "ہسروے" - "افزوت گدہ"۔

۲۸۔ ایضاً - ایضاً - - - - -

۲۹۔ ایضاً - ایضاً - - - - -

۳۰۔ ایضاً - ایضاً - - - - -
[سین دوم]
[سین افد]

۳۱۔ - - - - -

۳۲۔ ایضاً - ایضاً - - - - -
[سین دوم]
[سین افد]

۳۳۔ - - - - -

۳۴۔ - - - - -

۳۵۔ ہسروئے - افزوت گدہ

وارالضرب :- ہمدان -

تاریخ :- مثل ۲۲

وارالضرب و تاریخ مثل ۲۲

وارالضرب :- نرہ (زرنج)

تاریخ :- پنج وست "بست و پنج"

۲۵۔

وارالضرب :- نہاوند

تاریخ :- یان سہ سی ویک ۳۱

وارالضرب :- ہمدان -

تاریخ :- "ہشت وست" بست و

ہشت ۲۸

وارالضرب :- اصطخر ۲۷

تاریخ :- ہفت سہ سی و ہفت ۲۷

وارالضرب :- اصطخر

تاریخ :- چہار سہ سی و چہار ۳۴

وارالضرب :- داراب جرو -

تاریخ :- ہشت سہ = ۲۸

وارالضرب :- ہمدان

تاریخ :- سہ = ۳۱

وارالضرب :- الرے

تاریخ :- سہ = ۳۱

۳۶۔

۳۷۔

پر بال - ریح دوم میں "افد"

۳۸۔ ہسروئے (خسرو) - افزوت گدہ

ریح اول میں علامت جازہ ۲۷

۳۹۔ ہسروئے - خسرو - افزوت گدہ

۴۰۔

ریح دوم میں "افد"

۴۱۔ ہسروئے - افزوت گدہ

۴۲۔

۴۳۔

۴۴۔

جلی بلال تلج کے دائیں بائیں نہ
بلال نہ ستارہ۔

حاشیہ :- ربع اول۔ اللہ ولی عز
ربیع دوم بسم اللہ ربیع سوم ربی
۵۴۔ ہمسو۔ افزوت گدہ دایہ کندھے
برقی بلال۔ تلج کے دائیں بائیں
لال و سیاہ نہ د۔

حاشیہ :- ربع اول اندہ ولی عز۔
ربیع دوم بسم اللہ ربیع سوم ربی
۵۵۔ لایہ بایندر۔ افزوت گدہ
حاشیہ :- ربع اول ۱۷۷۲
علامت جاکر۔ ربع دوم طلحہ ۱۷۷۲
بلال پائیں ”۱۷۷۲“

۵۶۔ ہمسو۔ افزوت گدہ۔ ربع دوم
بسم اللہ ربیع سوم ربی
۵۷۔ لایہ بایندر۔ افزوت گدہ۔

حاشیہ :- ربع اول ۱۷۷۲
علامت جاکر۔ ربع دوم طلحہ ۱۷۷۲
ربیع سوم۔ ”۱۷۷۲“
۵۸۔ عبیت اللہ زیاتن۔ عبید اللہ بن
زیاد، افزوت گدہ۔

تاریخ :- ہشت چہل و چہل و ہشت
۳۸

دار الضرب :- (سک) سیستان -
تاریخ :- ۰۰ چہل - سک - اکائی
مٹ گئی ہے)

حاشیہ :- ربع دوم حد ماصرو

دار الضرب مسک “سیستان”
تاریخ ششست و شصت و شمش
۶۶

مثل ۵۷ بالا۔

دار الضرب و تاریخ مثل ۵۵ بالا

دار الضرب :- سک (سیستان)
تاریخ :- شش پنہ دینجاہ و شمش

۵۵

دارالضرب و تارنخ مثل ۵۵ بالا

دارالضرب :- سک (سیستان)
تارنخ :- شش پنجہ ۵۶دارالضرب :- ب سی ش، بیشاپورا
تارنخ :- ہفتات (ہفتاد) ۵۷
دارالضرب :- مرو
تارنخ :- شش شصت (شصت)
و شش ۵۸دارالضرب :- سک (سیستان)
تارنخ :- وست (بست) ۵۹
دارالضرب :- سیستان

حاشیہ :- ربع دوم 'بسم اللہ' ۵۰

قریب ہلال پائیں -

۵۹ - 'طلوہ عبداللہ' - افروت گدہ

حاشیہ :- ربع اول 'الوزر' -

ربع دوم - 'طلوہ اللہ' - ربع سوم

۶۰ - 'قریب ہلال پائیں -

۶۰ - 'عبید اللہ زیاتن' - افروت گدہ

کندھے اور بازو کے جو پیر دونوں

طرف ستارہ دار ہلال - جائزہ کی

علامت مثل ۵۷ در فہرست و اگر

ربع اول 'بسم اللہ' - ربع دوم

۶۱ - 'عمر عبداللہ' - افروت گدہ

ربع دوم :- 'للہ الحمد' :-

۶۲ - 'عبداللہ ہرمن' - عبداللہ ابن خازم

افروت گدہ

ربع دوم - علامت جائزہ ۱۲ و ۱۳

۱۳ در فہرست و اگر ربع سوم ۶۰ :-

قریب ہلال زیرین -

۶۳ - 'یزکرت (یزدجرد)' - افروت گدہ

ربع دوم - 'بسم اللہ'

۶۴ - 'ہسرو (خسرو)' - افروت گدہ

ربیع اول :- علامت جائزۃ الورد
۳۵ در فہرست و اگر ربیع دوم بسم اللہ

ربیع سوم - 'ربی'

۴۵ - ہسروے (خسرو) افزوت گدہ

ربیع دوم - 'افد'

۴۶ - عید اللہ عامر (عبداللہ ابن عامر)
افزوت گدہ

ربیع چھٹا - 'بسم اللہ ہال زیرین کے
دائیں بائیں'

۴۷ - عید اللہ امیر و زو (شنگن) عبداللہ
امیر المومنین (افزوت گدہ)

ربیع ۷ - 'بسم اللہ'

۴۸ - ہسروے - افزوت گدہ

۴۹ - یزد کرت (یزد جرد) افزوت گدہ

کان میں بند - گلے میں دوہرا کنٹھا
کنٹھے سے تین بندے کی قطع کے
جواہرات آدیزاں - دوہرا ہار -
کندھے پر چھوٹا ہال -

۵۰ - ہسروے - افزوت گدہ

تاریخ :- شصت شصت و شش
۳۶

دار الضرب :- نہاوند

تاریخ :- دوج سہ (سی و دو) ۳۷

دار الضرب :- دہا (داراب جرد)

تاریخ :- یا جہل چہل و یک ۳۸

دار الضرب :- مرو روت (مروالرو)

تاریخ :- پنج شصت شصت و پنج
۳۵

دار الضرب :- الرے

تاریخ :- سہ (سی) ۳۶

دار الضرب :- سیستان

تاریخ :- سہ و سہ - (اکائی
نہیں پڑھی جاتی)

دار الضرب :- الرے

تاریخ :- ہفت سہ (۳۷)

۷۱۔ یزد کرت (یزد جرد)‘

کان میں بند۔ دوہرا کٹھا۔
کٹھے سے تین جواہرات آویزاں۔

دوہرا ہار‘

۷۲۔ زیات ابوسفان (زیاد ابوسفیان)‘

افروت گدہ‘

ربیع ۱۔ علامت مثل سرخوک‘

ربیع ۲۔ بسم اللہ ربیع ۳۔ ربی‘

۷۳۔ ہسروے۔ افروت گدہ‘

ربیع ۴۔ بسم اللہ ربیع ۵۔ ربی‘

(مٹا ہوا)‘

۷۴۔ ہسروے۔ افروت گدہ‘

۷۵۔ ” ” ” ”

ربیع ۶۔ بسم اللہ ربیع ۷۔ ربی‘

۷۶۔ ہسروے۔ افروت گدہ‘

ربیع ۸۔ افد‘

۷۷۔ زیات ابوسفان (زیاد ابوسفیان)‘

ربیع ۹۔ بسم اللہ ربیع ۱۰۔ ربی‘

۷۸۔ زیات ابوسفان (زیاد ابوسفیان)‘

دارالضرب :- سار‘ (۹)

تاریخ :- لالک (۹)

دارالضرب :- اصطر‘

تاریخ :- جہرنجا [۵] = پنجاہ و چہار

۵۳

دارالضرب :- سیستان‘

تاریخ :- ہشت جہل (چہل و ہشت)

۵۴

دارالضرب :- بلخ‘

تاریخ :- دوج سد سی و دو ۵۲

دارالضرب :- بیشاپور‘

تاریخ :- پنج سد ۵۵

دارالضرب :- مرو‘

تاریخ :- ہشت سد ۵۸

دارالضرب :- بیشاپور‘

تاریخ :- جہرنجا (پنجاہ و چہار)

۵۴

دارالضرب :- زرنج‘

تاریخ :- ایک پنجاہ پنجاہ ویک

۱۵۰

وارالضرب :- الشیرجان

تاریخ :- صاف نہیں پڑھی جاتی

وارالضرب :- نہاوند

تاریخ :- یاج سہ دسی ویک ۱۳۰

وارالضرب :- السوس

تاریخ :- شمش و شصت ۴۶

وارالضرب :- ”ب ب ج“

تاریخ :- مٹی ہوئی

افزوت گدہ

ربیع ۲ - ”بسم اللہ ربی“

۷۹ - ہسروے - افزوت گدہ

ربیع ۲ - حدی (جید)

۸۰ - ہسروے - افزوت گدہ

ربیع ۲ - ”اللہ“

۸۱ - ہسروے - افزوت گدہ

ربیع ۲ - ”بسم اللہ“

۸۲ - ہسروے - افزوت گدہ

ربیع ۲ - ”بسم“

فہرست ختم ہوئی۔ اس فہرست کے بیاسی سکوں میں سے خسرو کے باسٹھ۔ یزدجرد کے تین اور والیان عرب کے تیرہ سکے ہیں خسرو کے سکوں میں سے سولہ یقیناً مسلمانی ہیں۔ اس طرح مسلمانی سکوں کی کل تعداد تیس ہوتی ہے۔ پچاس ایسے سکے ہیں جن پر بظاہر کوئی مسلمانی علامت موجود نہیں۔ لیکن احتمال یہی ہے کہ مسلمانی ہیں۔ مسٹر واکرنے تمام ایسے سکوں کو جن پر کوئی مسلمانی علامت نہیں دیکھی اپنی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ احتیاط اسی کی مقتضی ہے مگر میرے نزدیک ہر سکے پر مسلمانی علامت کا ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً فہرست ہذا کے سکے ضرب میشاپور کو لیجے جو خسرو کے نام کا ہے اور کلمہ ”افز“ کا بھی مل ہے۔ جس کے لئے کہا گیا ہے کہ خسرو کے سکوں کے واسطے مخصوص ہے۔ لیکن اس کی تاریخ ضرب ”۳۳۰“ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکے ہذا خسرو کی ٹکسال

کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے صرف اڑتیس سال سلطنت کی ہے۔ یہ سکہ
 سنہ ۴۴۲ میں ضرب ہوتا ہے۔ اس لئے لازماً اس کو مسلمان عہد کی یادگار ماننا پڑے گا۔
 اگر مسٹر واکر کی پیروی کی جائے۔ تو اس فہرست کے تمام ایسے سکے جو سنہ
 سے قبل کے ہیں خسرو کی ٹکسال کے مانے جائیں گے۔ کیونکہ ان پر کوئی مسلمان
 علامت موجود نہیں۔ اس نقطہ نظر سے خسرو کے ۴۹۹ سکے ساسانی تسلیم کیے جائیں
 گے۔ اور ان کا سن خسرو کا جلوسی سن سمجھا جائے گا۔

اگر ان کا سن یزدجردی مانا جاتا ہے تو تمام سکے اسلامی عہد کے مانے
 جائیں گے۔ اس عہد میں مسلمانوں نے سکوں پر یزدجردی سن اختیار کر لیا تھا۔
 سنہ یزدجردی یزدجرد کی وفات کا سال ہے۔ اس لئے اس تاریخ سے بعد
 تمام سکے مسلمان شمار ہونگے۔ ایک امر جو خسرو کے جلوسی سن کے نظریہ کے
 مخالف اور یزدجردی سنہ کے حق میں ہے یہ ہے کہ اس فہرست کے تمام
 سکوں پر تاریخیں سنہ سے بعد کی ہیں۔ اور کوئی سکہ سنہ سے قبل کا شامل نہیں
 یہ محض اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ دلیل ہے۔ اس عقیدہ کی کہ یہ سکے عہد مابعد
 یزدجرد کی پیداوار ہیں۔ لہذا مسلمان۔ اگر خسرو پر یزدگرد کے عہد کے یادگار ہوتے
 تو ایک ایسے مجموعہ میں جس کی تعداد باسٹھ تک پہنچتی ہے۔ بجلا زیادہ نہ سہی
 چند سکے تو ایسے ہوتے جو خسرو پر یزدگرد کے ابتدائی سالوں یا اس کے عہد کے نصف
 اول سے تعلق رکھتے۔ اس لئے بحیثیت مجموعی ان کو اسلامی عہد کے تصور
 کرنا ہوں گے۔

محمود شیرانی

جنگ نامیہ اسکھوں انگریزوں کی لڑائی کے حالات

(سلسلہ کیلئے دیکھو یہی رسالہ بت ماہ اگست ۱۹۳۶ء)

- ۱ کروں صفت سانچا جو کرتا رہے اُسے لیکھ لکھنے کا اختیار ہے
- ۲ وہ مہربان کرے جگت کی پروری نہیں ساتھ اُس کے کوئی سرسری
- ۳ پلک میں وہ خلقت بنا کر رہے پلک میں خزاں کر اکیلا رہے
- ۴ کبھی دیوتا دیت ہو کر لڑے کبھی ہوش ہنشاہ شاہی کئے
- ۵ کبھی بشن اوکشن گھونٹتا ہے محمد پیغمبر کہیں ساتھ ہے
- ۶ کئی مان دہاتاے راجہ ہوئے بنا کر ملا بیچ مانی موئے
- ۷ کروں کیا میں صفت اسکی انبیا وہی یک سہس دویم جوان
- ۸ کئے اور ستجگ میں راجہ کئے اودے است لو ملک کینے رفتے
- ۹ کتے بیچ تریتا بنی ہو گئے وہی لاج کر کے خزان ہو گئے
- ۱۰ دو اپر کے راجہ ہوئے جو بلی وہی بھوک موئے نہ مدت طلی

۱۱ مراد سہری راجپوت درجی جو رگھو خاندان میں سے تھے، ایک مشہور راجہ جس کا ذکر ہندوؤں کی مقدس کتابوں پرانوں میں اکثر ملتا ہے۔ آپ اچھ وگونا ندان میں سے تھے، سہس = ہزار، ستجگ = سچائی کا وقت۔ ہندو شاستروں کے مطابق جگ چار ہیں۔ ستجگ، تریتا۔ دو اپر اور کلجگ، اودے = سورج کا طلوع ہونا، است = سورج کا غروب ہونا، بنی = یہ پرہلاد کا پوتا اور وروچن کا لڑکا تھا۔ ویشنوجی نے اسکی ایشوری سکتی دیکھ کر خود ان کے ہاں دو بار پال یعنی ڈیوڑھی میں کھڑے رہنے کی ملازمت اختیار کر لی۔ ہندو راجہ بلی کو پتال کا راجہ بھی تسلیم کرتے ہیں، سے فتح

- ۱۱ یہ کلہاٹ کے شہنشاہ بھتے
۱۲ جیلے چھوڑ سب ارج کارنگ ہے
۱۳ چنگتن کرمی بادشاہی کلاں
۱۴ گوبند سنگھ خالصہ کیا ایک طرف
۱۵ دوؤ ملک مالک بہادر جوان
۱۶ بدن نور چکے مثل آفتاب
۱۷ عنایت ملک ہوں کی مالک دمی
۱۸ حکم خاص مالک نے اپنا دیا
۱۹ سنگھن پشت پر ہے گرو کی سہی
۲۰ چلا چل وہ پہنچے ستلج تک
۲۱ اگے طور سنگھن وڈا چست ہے
۲۲ پھولا سنگھ پتیاں بارہ جھنڈے
۲۳ اول آن نے لاہور لینا پٹ
۲۴ لئے ملکیہ کشمیر آن لیا
۲۵ لیا پل میں پشور گلبا جتے
۲۶ جتے تھے حکم رجب ایک کرے
- سکندر اونوشیرواں سے گئے
عدالت سخاوت جلی سنگ ہے
جگے بیچ لندن کے گیسے جوان
ہوئے کمپنی کے جوان یک طرف
دوؤ شہنشاہ عدالت نشان
جو میرٹ ہے دشمن سوجلتا تھا
جتنی شہنشاہی دھوؤں کی بھٹی
یک خلق کے پالنے کو مالک کیا
انہیں پشت پر ہے عیسے امہی
دکھی شاہ پنجاب ہوں کی خلق
ملا مل گیا جنگ کو مست
اگاری قدم کون ڈارا تے
لیا کانگرہ کوٹ اُس پر جھپٹ
جلد بیچ ملتان تھانہ کیا
کتے پروتی لوٹ کینے فتح
نہیں اور کے چھتر چار دھڑے

۱ کلہاٹ = ۲۷۲۷ برس کا عرصہ۔ سنسکرت میں کہی۔ 'The fourth age of the

world, the iron age, consisting of 432,000 years of man and

beginning from the 13th of February 512 B.C. (V.S. 1914)

ٹہ ہیرت۔ دیکھنا 'تہ مد' تہ پھولا سنگھ ڈاربتہ۔ پھولا سنگھ پتیاں نے دیکھ برداشت کیا

مگر اپنے قدم کو آگے ہی آگے رکھا۔ تہ نہیں اور کے۔ دھڑے۔ کسی اور شخص کے سر پر شاہی چھتر چور
نیپالیش نہ پڑتا تھا

- ۲۷ بکتے زیر کتنے ملک صاحبان
۲۸ حکم گرنٹھ صاحب کا جیسے چلے
۲۹ مہاراج جو نام صاحب کلان
۳۰ کئے اور سردار جنگی جوان
۳۱ لگی لین تو پین کتی کو س میں
۳۲ عجبارے جمہوروں کی گنتی نہیں
۳۳ کرنا اور کنٹھا عنایت کئے
۳۴ دئے اسپ تازی کے زمین مند
۳۵ کئے گاؤں سر کی خرابیت دئے
۳۶ زمین اوکوئے کی گنتی نہیں
۳۷ سدا اسکے دل میں ہی چاوتھا
۳۸ سخاوت کندیک بخت اختیار
۳۹ رہی دوستی کہنی سوں بنی
۴۰ وہ دانا تھا بیچ فریئر سے
۴۱ گروہشت اسکی یہ مدد دھرے
۴۲ سروں لاپے ٹوپی کو کرتے سلام
۴۳ واضح زیادت گند ظاہراں
۴۴ ایسا طور اس کار ہاون بدن
۴۵ ایہہ خلعت خزان جان کینی ترک
- گرو کے قدم بیچ ہر وقت جاں
چلے اسکے اوپر نہ دم بھر ٹیلے
کیا دھیان سنگھ کو وزارت نشا
کئے افسری دفتر ہی دیوا
نہیں انکی گنتی پڑے ہوش میں
ایسی بادشاہی نہ دیکھی کہیں
ہیرے او جو ہر دشا لے دئے
دئے فیل عماری او سے مہر
عنایت کروڑوں خزانے کئے
نہیں دان ابلا کھا گوون رہی
عجب وہ سخاوت کا دریاوتھا
کہ مرو سخاوت شود بختیار
نہ اپنی و انکی جدائی گنی
رکے تھا محبت وہ انگریز سے
سبھی لاکھ اگر متعابت کرے
کہ بادشاہی ملک کی تمام
کہ ہرم رتو بود ماہران
نہ رکھنا پرادوستی ایک چین
سبھی بادشاہی سو کینا فوق

لے جوڑے منہ والی اور لبائی میں بہت چھوٹی توپ، تھ زنبوروں، زنبورک۔ اونٹ پر لاوے

کی چھوٹی توپ، تھ خواہش، تھ چالاک و دانشمندی،

- ۴۸ کھرک سنگھ کو تخت بیٹھا دیا
 ۴۹ بہشتی ہوئے بادشاہی کو کر!
 ۵۰ اٹھاراں سے اوپر چھیا نو ہوا
 ۵۱ کس پیکہ اسارہ ایکم تھی جب
 ۵۲ ہوا اس کا افسوس چاروں طرف
 ۵۳ دنی بیچ افسوس کے رل گئی
 ۵۴ لگیں لوٹ پوٹن سبھی رانیاں
 ۵۵ جنہیں داسی دیکھ دبا سیچ
 ۵۶ کیتی رانیاں ساتھ ہیں جل گئی
 ۵۷ کیتی رانیاں سنگ مالک جریں
 ۵۸ نہ بھولیا گاجب تک زمین آسمان
 ۵۹ ایسا بادشاہ کیوں نہ جیتا رہا
 ۶۰ ہوا شاہزادہ کھرک سنگھ شاہ
 ۶۱ ہوئی دن بدن اُسکی مدد نہیں
 ۶۲ جلد چیت سنگھ اُن نے مارا جے
 ۶۳ رہے اُسکے افسوس میں بادشاہ
 ۶۴ اُسی دن گری کور سر پر دیوال
 ۶۵ اُدھم سنگھ راجہ کا بیٹا نوا
 ۶۶ جواں موت سن کر پڑانیاں
 ۶۷ ملک بادشاہی کو مالک کیا
 ۶۸ سنی سب ولایت میں اُسکی خبر
 ۶۹ ہمارا کاتب چلانا ہوا
 ۷۰ چڑھے بیر بارے ہمارا کاتب
 ۷۱ بن منہ نکلا ہے۔ ہا۔ کا حرف
 ۷۲ سبھی کی عقل بے عقل ہو گئی
 ۷۳ تھیں مانند ہتھاب بلانیاں
 ۷۴ وہ کونجوں کی مانند کمرلات ہیں
 ۷۵ کیتی رانیاں صبر کاتی تھی
 ۷۶ ہوئی سب بہشتن نہ لاگی گھری
 ۷۷ ایسا بادشاہ فیض بخش جہان
 ۷۸ ست جگ کل بیچ بیتا رہا
 ۷۹ لگا چیت سنگھ کی وہ ورتن صلاح
 ۸۰ اگر دھیان سنگھ کو غورت بھئی
 ۸۱ فکر بادشاہی موٹا رابتے
 ۸۲ کو ورن کو پا کر وہ ہوا فنا
 ۸۳ دود باب بیٹا چلے دم نکال
 ۸۴ وہی کور کے ساتھی کور ہوا
 ۸۵ لگی رون پٹن جو خوش خوانیاں

لے اندھیرا، ملے فوت ہوئے، ملے بڑے بہادر، ملے بمبلی،

ملے چھری،

- ۶۵ جری ساتھ اُنکے لگا آگ کو
۶۶ پڑا شور پنجاب ایسا جھڑ
۶۷ کہیں لوگ سب اب بادشاہی
۶۸ کہا دھیان سنگھ نے شیر سنگھ کو بلا
۶۹ یہ خاطر جمع شیر سنگھ جو رکھو
۷۰ اُتے شیر سنگھ جو ملے گئے
۷۱ نہیں سندھان والوں مانی صلاح
۷۲ لگے لوگ کہنے یہ عورت کاراج
۷۳ کری فرج مل دھیان سنگھ سے صلح
۷۴ سبھی رہنیش پلٹیں مل گئیں
۷۵ کہا دھیان سنگھ اور بہادر بلا
۷۶ رہو تم قلعہ میں خبر دار ہو
۷۷ مہنی شیر سنگھ سوں ہماری صلاح
۷۸ اگر شیر سنگھ آن تم سے لگے
۷۹ میں اگر نکالوں قلعہ سے تجھے
۸۰ اُتے شیر سنگھ سوں کینا مٹا
۸۱ چڑھے شیر سنگھ ست گرو کو منا
۸۲ یک دم پہنچے ہیں لاہور دور
۸۳ ملے بجنوں پلٹنوں کے جواں
- دہوا اُن نے اپنے دل داغ کو
سبھی تھر تھراتے یہ پا کر خبر
راجہ دھیان سنگھ بے خانے دتی
تخت پر بٹھانے کی کیتی صلاح
کو ورن میں خود راج اپنا لکھو
اتے دھیان سنگھ جو فکر میں بھے
تسے چند کوراں کری بادشاہ
نہیں کام سرتا کریں کا علاج
بلا شیر سنگھ کو کرو بادشاہ
حکم شیر سنگھ کا بجانے لگیں
بلا ہیر سنگھ کو کریتے صلاح
کو ورن میں آتا ہوں جمبوسے ہو
کو ورن میں کرنا اُسے بادشاہ
نہ دینا قلعہ زور کیتا کرے
یہی بات ساچی پہچانو مجھے
چلو جھپٹ لاہور کی جو فٹ
فتح کا نشانہ لیا ہے بجا
وہ بدھو کا آوازی بیس ٹھور
ملے گھوڑ چڑھے تو بچانے کاں

۱۰ زیادہ زبردست، ۱۱ Regiments، ۱۲ ریاست جموں کشمیر، ۱۳ صلح

۱۴ فتح، ۱۵ بیٹھنے کی جگہ قیام گاہ

- ۸۴ غبارے جھوٹے جلدیل کھڑے
 ۸۵ جلد آن گھیرا چٹرنے لاہور
 ۸۶ جتے جابرے تھے قلعے میں جوان
 ۸۷ دو دو اور جھٹ پٹ پڑا جنگ ہے
 ۸۸ کڑا کڑا اٹھے توپ جنگی جھڑپی
 ۸۹ غبارے کا گولا چلے جھٹ پٹے
 ۹۰ جے دھیان سنگھ آداخل بھٹے
 ۹۱ تے بیدی صاحب کو لینا بلا
 ۹۲ سہی دھیان سنگھ جو دینے بلا
 ۹۳ ملے ناہیں تا کو سندا والے
 ۹۴ اگر شیر سنگھ جبر جورا کیا
 ۹۵ کتے دن میں مروادی چند کور
 ۹۶ رہے دن بدن دھیان سنگھ کی صلاح
 ۹۷ جے سلطنت اُس نے خود کر لیا
 ۹۸ اگر سندھ والوں کو لینا بلا
 ۹۹ کی اُن نے دن رات خدمت کلاں
 ۱۰۰ جتے قید تے سب لئے چھرا
 ۱۰۱ عطر سنگھ نہ آخر اپنا ہوا
 ۱۰۲ وہ لکھتار باجیت سنگھ کو کلام
 ۱۰۳ جے جیت سنگھ پروسا بادشا
- سہی کڑا کڑا کر قلعہ پر پڑے
 لگی تھر تھرانے تہی چند کور
 وہی ساتھ رہ گئے اُسکے نشان
 ملیں پلٹیں جو رنگا رنگ ہے
 دھڑا دھڑا کریں اینٹ لاگین ٹی
 اسپ وجوان ہر طرف کو کٹے
 پری بند تو ہیں سبے ہٹ گئے
 ملی ہاتھ اسکے جو اندر سپاہ
 تے شیر سنگھ کو کیا بادشاہ
 قلعے کھوج تاکے بے مالک کئے
 حمل کور عورت کا گروا دیا
 کرے شیر سنگھ بادشاہی لاہور
 نہ مانے کسی اور کو بادشاہ
 سندا والے کو بلا نہ دیا
 وہ آئے دغا اُن کا را کھا چھپا
 لیا ملک اپنا کر کر زباں
 تہی جھپٹ گئی وہ مصاحب صلا
 ہٹھی سنگھ ایسا نہ دیکھا دوا
 پنا تخت گردی جے خانہ حرام
 وہی داغ دل چند کوراں قلعہ

- ۱۰۴۔ لیا ویر اُس کا نہیں جب تلک
۱۰۵۔ بنا شاہ بلاول عجبائب مکاں
۱۰۶۔ سنگا فوج اپنی دیکھا لادیا
۱۰۷۔ یہ لندن سے آئی دونالی نئی
۱۰۸۔ دونالی نکل گئی جلد جگر خیر
۱۰۹۔ طرف شاہ کٹ کے مہمہ سنگھ ہوا
۱۱۰۔ تخت جیت سنگھ جھٹ پٹ خالی کیا
۱۱۱۔ کری بادشاہ جان باہر تفریر
۱۱۲۔ اُن نے دیپ سنگھ بلا کر لیا
۱۱۳۔ لیا آپ ان نے وزیری خطاب
۱۱۴۔ پڑا شور لاہور ایسا جبر
۱۱۵۔ لگی بات آتش بھرا جوش میں
۱۱۶۔ بلا کر سبھی فوج اندر کہا
۱۱۷۔ کرے کون سب فوج کی پروری
۱۱۸۔ امر سنگھ فرزند آگے ہوا
۱۱۹۔ جو گردت سنگھ نام اس کا جگا
۱۲۰۔ تو بیٹا ہیں اُس کا حکم دیجئے
۱۲۱۔ موادھیان سنگھ بیر بل ساویر
۱۲۲۔ سبھی فوج راجہ کی خاطر کری
۱۲۳۔ وزیریں تمہاری کہاں جاگیں
- دول آنکھ بلکہ نہ لگتی پلک
اوہاں شاہ جا کر کے دیکھت ہوا
یکے روز دعوائے اُن ایسا کیا
لگا شاہ لینے جو کلا دہ دیہی
ہوئی بادشاہ جان پل میں تفریر
نک کی شرط پر بہشتی ہوا
لہنا سنگھ جاگور کا سر لیا
قلعہ بیچ جا کر کے مارا وزیر
تخت پر تلک دے کے مالک کیا
یکتے کام کئے اُسی دن شتاب
تے ہیرا سنگھ جلد پائی خبر
وہ دانا تھا چست سب خوش میں
موادھیان سنگھ سن نہ دھیروں کا
عدالت کے کون سر پر دھری
ہیرا سنگھ ایسا نہ دیکھا دوا
بیلے فوج راجہ کو کہنے لگا
سبھی مان لینے کہو کیجئے !
نہیں ہاتھ آتا ہے ایسا امیر
بیچے باپ کا دیراب کی گھری
سنو راجہ صاحب تم پہ آگی

- ۱۲۴ سبھی فرج شاہی جلد مل گئی
۱۲۵ لگا جنگ ہونے چلن گولیاں
۱۲۶ وگی توپ تڑ تڑ جتی ڈاہیاں
۱۲۷ غبارے جمبورے کری دھند ہے
۱۲۸ گرین اینٹ بوجن گولان میں
۱۲۹ قلعہ توفیق بیچ دم کے کرا
۱۳۰ کتے ہاتھ کینے لہنا سنگھ بیر
۱۳۱ لہنا سنگھ کو مار بدلا لیا
۱۳۲ لٹی ان وزیر بری خبر دار ہو
۱۳۳ کیا حکم جلتے خود نادری
۱۳۴ حکم بادشاہ کا نہ چلنے دیا
۱۳۵ لگی تھر تھرانے سبھی فرج ہے
۱۳۶ پچیت سنگھ اگر رجا جنگ ہے
۱۳۷ ہیرا سنگھ کو ان کڈھی یولیاں
۱۳۸ لگی چلن پیچھی جو تلوار ہے
۱۳۹ ادھر تھا اکیلا پچیت سنگھ بیر
۱۴۰ پچیت سنگھ ایسا بہادر جوان
۱۴۱ مٹو ابھیم سنگھ ہاتھ کر کے دیوا
۱۴۲ پچیت سنگھ مارا اسی جنگ لیا
- اٹھی پھر قلعہ پر لڑائی نئی
اڑیں پران لیکر بھرن جھوپیاں
لگی گرین وڈوڑ سبھی باہیاں
دکھا سند والن مچاؤ تھ ہے
پھری یوں جناور سی آسمان میں
جلد پچیت سنگھ کا جدا سردھرا
کلا تھا بہادر صاحب امیر
ہیرا سنگھ تہے کام اپنا کیا
ہے پاس جلا جو مختیار ہو !
رکھے بو مغز میں گل قلادی
انہیں حکم خود بخود کیا
نہ چھوڑی کسی کی بھی خود کو ج
وزارت کا دل میں ہوا رنگ شے
لگی تب دو طرفین چلن گولیاں
تبھی خون خاصی چلی دھار ہے
ادھر بادشاہی کا مالک وزیر
کٹی فرج شاہی اس نے کلاں
مٹو ابھیم کٹ کیسری سنگھ جو
ہوا تب ہیرا سنگھ بڑے رنگ میں

لے تیر قیس، لے دیواں یا بانو، لے بڑی بھاری جنگ، لے برابر،

ہاکیلا، لے خوشی، لے تیز، لے دیو کی مانسند،

- ۱۴۳ کوودن کری خوب اُس نے بہا
۱۴۴ عطر سنگھ پیچھے کیا جوش تھا
۱۴۵ اڑا کرتی اُس کا ڈیرا دیا
۱۴۶ لیا اُن صوری کا درجہ کمال
۱۴۷ صوری بودکار صاحبداں
۱۴۸ عطر سنگھ مارا اسی ٹھور میں
۱۴۹ تے کوپ پنتھ پر ساوہو ہوا
۱۵۰ اکبر سے جلا لگا بولنے
۱۵۱ رکتے دن کو پا کر کوپا خالصہ
۱۵۲ ہو امیر اسنگھ جے راوی ہے پار
۱۵۳ جاہر جو سنگھ ساتھ مدد کری
۱۵۴ سوہن سنگھ سنگھن سوں لڑ کر مرا
۱۵۵ موتے ہو بہادر سبھی ہاتھ کر
۱۵۶ وزارت جاہر سنگھ کو ہوتی
۱۵۷ پشورا سنگھ اُن نے مروا دیا
۱۵۸ لگا کہنے یہ بھول ہم سے بھی
۱۵۹ کرد ہر بانی رکھو جان کو
۱۶۰ نہ مانی کھوزور برہمن کرا
۱۶۱ کٹا سنگ بیدی او برہمن جوتا
- مگرموت کا جلد آیا قریش
بجائی بیر سنگھ میں بھی کچھ دوش
سبھی سادھ اور سنت پیچھے کیا
لگا توپ گولا چلا دم نکال
صوری بودیشہ تمقبداں
ہیرا سنگھ جلا بڑے طور میں
اسی بات پن ہے نہ کارن دوا
لگا خالصہ تب زہر گھولنے
ہیرا سنگھ جلا کو لے کر نسا
لٹے خالصہ کے کر دکھے اپار
دو مار لینے نہ لاگی گھری !
موا لا بد سنگھ خوب کٹ کر دوا
وہ رجپوت تھے جنگبازی گھر
کری ہوج لاہور میں دن کوئی
تے خالصہ کوپ اُس پر کیا
سرن آپکی آن کر میں لٹی
دھرو سیس اپنے گرو آن کو
جھپٹ سیس اُس کا جدا کر دھرا
اسے دل لرن کا ارادہ نہ تھا

لے اقرار ، لے غصہ ، لے ہمدردی ہے ، لے بیوقوف

دپرچا گردیء بنادوت ،

- ۱۴۲ کرسی وار جو قدم اگر پھڑپھڑے
 ۱۴۳ جو خود بخود قدم پر جات ہے
 ۱۴۴ جلد خالصہ خود بخود ہو چلے
 ۱۴۵ کیا جنت کو راں نے افسوس ہے
 ۱۴۶ تخت شاہ ناداں سارہ گیا
 ۱۴۷ کرے پنتھ کو کام ہوگا سوئی
 ۱۴۸ بنے خود بخود پنج افسر کلاں
 ۱۴۹ حکم جند کو راں کا بہتا پھرے
 ۱۵۰ نہیں لال سنگھ کا کہا مانتے
 ۱۵۱ اتبے دینا ناتھ اور بھگت رام سے
 ۱۵۲ عجب رسوں سب سنگھ بھولے پھریں
 ۱۵۳ عجب رسوں کرتار کا دیر ہے
 ۱۵۴ عجبے اجازیل راخوار کر دے !
 ۱۵۵ جتے تھے مصاحب سب لیے بلا
 ۱۵۶ یہ بُرچھے نہیں چھوڑے پران فن
 ۱۵۷ یہ پاتے نہیں ہیں سزاجب تلک
 ۱۵۸ برادر کے مرنے کا دل داغ ہے
 ۱۵۹ لکھو کہنی کی طرف یہ صلاح
 ۱۶۰ رہی پشت در پشت خود کی صلاح
 ۱۶۱ لیا سن یہ کاغذ جے صاحبان
- اولٹ کر بلا اس کے سر پڑے
 اُسے سنگھ اور سانپ نہ کھاتا
 ہوا حکم مالک کا کیسے ملے
 یہ ہونی بھلا کس کے سر دوش
 حکم بادشاہی سبھی بہہ گیا
 گرو کا نہیں نام لیتا کوئی
 نہ مانے کو و افسروں کی زباں
 سبھی فوج خود موج اپنی کرے
 نہیں تیج سنگھ کو پہچانتے
 پھریں خالصہ میں نہ کچھ کام سے
 گرو کا حکم چھوڑ بھولے پھریں
 کرے جو تجر سو و غیر ہے
 برندان لعنت گرفتار کر دے
 جلد جند کو راں یہ کیمنی صلا
 کروں قبضہ ابھی اُنکی جان لوں
 دوو آنکھ ملکر نہ ملتی پلک
 ہمارے جگر میں لگ ہی آگ سے
 تلجے تخت لاہور کیجے پناح
 تہیں دیکھتے دیکھ بنو طاح
 اٹھا جوش جنگی بہادر جواں

۱۸۲ لگی لین ڈوری کئی کوس میں
 ۱۸۳ کئی سینکڑہ توپ جنگی کلاں
 ۱۸۴ کئی چنیں پلٹیں کالیاں
 ۱۸۵ کیا لیس سب جنگ کا کام ہے
 ۱۸۶ ادھر خالصہ کو کہا تب 'بلا
 ۱۸۷ اطلب مانگتے ہو جسی طور سے
 ۱۸۸ تم ہی فوج گوراں کی جیتو جیے
 ۱۸۹ نہ جانا ہے فریئر رانی کیا
 ۱۹۰ جتی توپ جتی تخت چاڑیاں
 ۱۹۱ غبارے جموروں کی پائش کھنی
 ۱۹۲ جسے بیچ جمبور تڑ تڑا کر
 ۱۹۳ ہزاریں پتھر کل چمکے پڑی
 ۱۹۴ ہوئے جن کے مالک ہیں دشمن بنا
 ۱۹۵ تھے آن انگریز دلاں دیا
 ۱۹۶ مصاحب بنے پھر سب فوج سے
 ۱۹۷ نہ ہوتی اتنی مالکوں کی زبان
 ۱۹۸ اترتے ہو کر مصاحب علییں
 ۱۹۹ کراول کے سنگوں نے ایسا متا
 ۲۰۰ کہا فوج انگریز کی کچھ نہیں

نہیں انکی گنتی پڑے ہوش میں
 غبارے جمبورے دے میں نشا
 کتی فوج گوراں کھ لالیاں
 بندھی آن پرور میں لام ہے
 اٹھی فوج گوراں کی کیجھے فتا
 کرو جنگ اچھو پڑے زور سے
 بیجے ہر طرح کی عنایت تھے
 تھے خالصہ جنگ سازا لیا
 جتی خورد توپیں جلد کا ڈیاں
 سپر او شمشیر کو نہ گنی
 کرے شکل توپن کی کرو کروا کر
 سبھی پلٹیں رجنیں چڑھ کھڑی
 کیا جنگ میں انکی ہووے مان
 جسے خوب رانی کو اپنا کیا
 ہوا خالصہ خود بخود موج سے
 نہ ہوتی فتح کینی صاحبان
 متاں جنگ میں ہو کر کہیں نہیں
 چلو پارستیج کے کیجھے فتا
 ابھی جیت لینگے جلیگا کہیں

x فوج ' لے فریب - بہانہ ' ۵ جتی یعنی بڑی ' ۵ پائیں یعنی قطاریں
 ۵ مان یعنی عزت ' لے کھیرا ' x فتح ' ۵

- ۲۰۱ ہوا سب کے دل میں تکبر کلاں
 ۲۰۲ سبے افسروں کو نکالا دیا
 ۲۰۳ لیں ساتھ تو ہیں بند قیں اپنا
 ۲۰۴ او بارود گولا بھرا بے شمار
 ۲۰۵ چڑھی گھڑ چڑھوں کی سبھی فوج
 ۲۰۶ تکبر ساتھ جواں ایسے کہیں
 ۲۰۷ اٹھی دھمک دھنسن کی ہر طرف
 ۲۰۸ وکیلوں کری عرض اے صاحب
 ۲۰۹ یہ آتے چلے جنگ سازی کو کر
 ۲۱۰ یہی اُن کو صاحب سنا کر کہا
 ۲۱۱ ہمارا ج نے جو کیا عہد ہے
 ۲۱۲ یہ لندن سے ہم کو لکھا صاحب
 ۲۱۳ یہ اول چلے تو پ جس اور سے
 ۲۱۴ لکھا لاٹ صاحب یہ سنگن مگر
 ۲۱۵ نہیں ہم کو لڑنے کی دل چاہ ہے
 ۲۱۶ یہ انگریز کا گھر کلاں بے شمار
 ۲۱۷ سنی لاٹ صاحب کی سنگن صلح
 ۲۱۸ سبھی افسروں رل کے کینامتا
 ۲۱۹ کتوں نے کری بات نہ اختیار
 ۲۲۰ اٹھے سنگھ غصے کو کھا کر وہیں
- تکبر کرن سے نفع ہو خزان
 انہیں خود بخود حکم اپنا گیا
 بھری اُن میں ابھی گولی ہزار
 چلیں جنیں پلٹیں ہو قطار
 نہ مانیں حکم خود بخود موج ہے
 دو گنڈہ میں دہلی کو جیتا چہیں
 اٹھی ہم خورشید چاروں طرف
 یہ سنگن کرا زور تم پر کلاں
 ہمیں خوب جانی یہ جنگی مکر
 ”عہد ہے ہمارا نہ لڑنا کہا
 اُسی عہد ہم کو کیا قید ہے
 عہد پر خبردار رہنا جواں !
 بھرے کروڑ ڈھائی ہوئے شور
 چلو ہٹ کے لاہور سن کے صر
 ہمارا ج سیوں دوستی راہ ہے
 ضرورت ہو لڑنا تو خود اختیار
 نہ مانی کچھو خود بخود پادشاہ
 نہیں ساتھ انگریز لڑنا رتا
 یہاں سیس دیتا ہے دشمن کو سنا
 نہیں حکم دیتا ہے افسر کہیں

- ۲۲۱ ہوا خالصہ جلد تیار ہے
 ۲۲۲ گنڈا سنگھ جا کر کمری جھپڑ ہے
 ۲۲۳ اول لین ڈوری کا افسر پھڑا
 ۲۲۴ جو مکہ کی بھری ڈھب تھی آج نہیں
 ۲۲۵ اول آن گوراں نے پانی لیا
 ۲۲۶ جھٹاپٹ نہ دیم دیر گل جاوڑے
 ۲۲۷ جلد واحد دو ماچا جنگ ہے
 ۲۲۸ کیا لاٹ صاحب جنگی مبنور
 ۲۲۹ لیٹ توپ سنگھن پلینا جڑیں
 ۲۳۰ دگے توپ گورا کی گولا پھٹیں
 ۲۳۱ بہت سنگھ توپن کے پھیرا پھٹیں
 ۲۳۲ اسپ او گولنداز اڑتے گھنے
 ۲۳۳ تھے لو تھپیر لو تھ پڑنے لگی
 ۲۳۴ جہاں فوج سنگھن کی دم بھراؤ
 ۲۳۵ اٹھے بول سنگھن کی گوراں سے
 ۲۳۶ کہیں لاٹ صاحب جواں خاں سے
 ۲۳۷ اُدھر مہول گوراں کی آتی جے
 ۲۳۸ کٹی فوج گورا کئی کوس ہیں
 ۲۳۹ جمیل سنگھ اکالی کیا جنگ ہے
- ہوا لاٹ صاحب خبردار ہے
 تہی کپنی دل پر پی تیر ہے
 دو طرف تہی جنگ ہوا کھڑا
 دو طرفی کمری دور سے وقاب سو
 تہی خالصہ جنگ سارہ کیا
 کڑا کڑ بندوقیں جھڑا جھڑا
 لگی توپ چلنے جو رنگا رنگ ہے
 لگی فوج لڑنے کئی لشک دور
 جھپٹ آن گورا متابی پھر میں
 اسپ اد جواں بہ طرف کوشیں
 کئی سینکڑہ اگر گوراں اڑیں
 گئے کون گنتی نہ جاتے گئے
 دو اور گردھ کی لڑائی مکی!
 تہاں فوج گورا نہ دم بھراؤ
 گرے سینکڑے جلد گوراں سے
 بیالک لٹھے فوج شاباش ہے
 کچھو سنگھ گرتے زمین پر تہی
 ہٹے فوج سنگھن کی افسوس
 لبالب کمری خون کی گنگ ہے

لے مختصہ ، لے کچھ اتالاب - گردھا ، لے دو طرفہ

- ۲۴۰ دیا سیس سو ہے مذیب کالج
۲۴۱ ادھر ٹھوٹ بیٹا جنگی لیا
۲۴۲ تہاں لال سنگھ بھج ایسی دیتی
۲۴۳ ادھر خوف شکن کے گورا گئے
۲۴۴ نہ ان کی خبر بات ان کی طرف
۲۴۵ دوو بے خبر بھج کر کے گئے
۲۴۶ تو پہاڑ سنگھ جا کہا صاحب
۲۴۷ تم بھی بھج ڈر کر چلے جات ہو
۲۴۸ نہیں کورہا سنگھ میدان میں
۲۴۹ تے لاٹ صاحب نے مانا کہا
۲۵۰ اگر ماتیر بھیج لینو خبر
۲۵۱ کیا پہاڑا سنگھ تحقیق تب
۲۵۲ ادھر لاٹ صاحب نے پھیرا دیا
۲۵۳ جوو سنگھ زخمی تھے میدان میں
۲۵۴ اتنا جنگ سنگھوں کا مدد کی ہوا
۲۵۵ تے روزو میں جمع کر لڑے
۲۵۶ نہیں افسر کو دلبری دیتے،
۲۵۷ جمع کر کے تو ہیں چلانے لگے
۲۵۸ جنجیل جمبوروں کی لاگی بھری
۲۵۹ توڑے دار بندو ق ہیں گھوڑ چوکا
- ۵ بلا وہ شہیدان صدا غازی ہے
جنہیں جنگ کا آن جورا کیا
ہیں توپ چوڑیں نہ لانی پتی
دوو طرف کے قدم پاچھے پئے
نہ ان کی خبرات ان کی طرف
ہوا خالی میدان زخمی رہے
بھگے سنگھ پاچھے نہ کوئی جواں
خبر کیوں نہ پاچھے کی تم پات ہو
پڑی توپ سستی ہوں حیران میں
دیکھ جنگ سنگھوں کا حیران تھا
تبی ہٹ چلینگے پڑے بے خبر
ہٹے لاٹ صاحب لئی توپ و
ادھر آن سنگھوں نے ڈیرا کیا
کری پروری ان کی گوراں نے
سُنو اب پھیر و مان ہوتا دوا
تے سنگھ جنگی جلد کر لڑے
بیالک ہوئے جنگ کو لیتے،
غبارے کا گولا اڑانے لگے
پتھر کلا اٹھاتی کر کر پڑی
جہاں گولی لاگے تہاں تر پڑی

- ۲۴۰ چلے تیز تلوار بر بھی کسٹار
۲۴۱ چڑھے رہیں پلٹنوں کے جواں
۲۴۲ دو طرف ہوئے افسر کئی
۲۴۳ لگے گریچ تلوار جس کے بدن
۲۴۴ کبھی فوج گوراں کی زور کرے
۲۴۵ ادھر لاٹ صاحب سا باسی
۲۴۶ ادھر لاٹ دیتا ہے تلہیں تمام
۲۴۷ زمین پر ہوا خون دیا وہ
۲۴۸ بے مالک ہوئے دل دینے لگا گیا
۲۴۹ چتر سنگھ جنگی بہادر کلاں
۲۵۰ ننگ کی شرط پر کیا جنگ
۲۵۱ جمیل سنگھ کا ایک بھائی جواں
۲۵۲ کیا جنگ کا کھیت اس نے جبر
۲۵۳ اُوہاں خوب رو سیس اُس دیا
۲۵۴ چڑھا کور سنگھ جنگ کر کے کلاں
۲۵۵ گیا جنگ کا کھیت تب ٹوٹ کر
۲۵۶ دینی توپ بارود ڈیرہ دیا !
۲۵۷ جتے بیچ مالک ہے بیٹھ دیے
۲۵۸ کہاں جنگ سنگھ کی ہو دیے
۲۵۹ جے جیت سنگھ کی ہونے لگے
- جے بیچ لا گئے نکس بات پار
کئی گھوڑے بھی فوج کا ٹی کلاں
دو دوس گنڈا بڈ لڑائی جنگی
نکس بات سوکھی رہے آس من
کبھی فوج سنگھ کی آگے دھرے
ادھر فوج شاہی بیہانک مرے
ادھر سنگھ بیدام لڑتے ہیں عام
دو اور لڑنے کا دل چاہو ہے
تبی فوج گوراں نے زور دیا
کٹے ساتھ تلوار گوراں جواں
ویا سیس سو ہا صد رنگ
سنانام بد سنگھ بہادر کلاں
کئے گرد کورا نہ کر کے صبر
شہدن کے ڈیر میں ڈیر کیا
گنڈا سنگھ بھنڈاری ہے مارا جواں
بے مالک بھتے کون لیتا جبر
گروان کے سر پر نہ سایا کیا
نہ دیکھا سنگھوں طرف وہ ڈھیت
نہ سا باس دیتا ہے مالک رتا
تے اُن کے مالک اُگاری بھکے

- ۲۸۰ ادھر تو جلد سنگھ آئے ارار
۲۸۱ کبھی فوج گوراں کی یہاں لڑا
۲۸۲ ادھر زور بخودہ سنگھ نے دیا
۲۸۳ جلیں ترم تبور مارو بجیں
۲۸۴ چلیں توپ گولا غبارے پھٹیں
۲۸۵ جنجائیل جمبورادونالی کرڈاک
۲۸۶ ادھر و ادھر کے زمین پر کریں
۲۸۷ زور سنگ چلے کچ تلوار جھٹ
۲۸۸ لڑیں سورے خوف دل چھوڑ
۲۸۹ بدووال میں جنگ سنگھن کیا
۲۹۰ تہاں لاڈوے کا جوراجہ لڑا
۲۹۱ لڑیں پلٹیں خوب ہو کر جمع
۲۹۲ تہاں جنگ سنگھوں نے ایسا لیا
۲۹۳ یہ انگریز کا گھر بڑا بے شمار
۲۹۴ ادھر لڑ کے پھر فوج آتی ادھر
۲۹۵ جلد پھوڑ افسر کو اپنا کیا
۲۹۶ نہیں دل کو دے کرے گولڑا
۲۹۷ بدھان سنگھنگوں کا سردار تھا
۲۹۸ چلاتا رہا تیرا ایسے جواں !
۲۹۹ جبر جنگ اُس کے پڑبان میں
۳۰۰ پھٹ انگ ایسے بہادر مڑے
- رہیں بہت تو ہیں واسباہ پار
کبھی لڑھانے لڑائی پڑے
تہاں جنگ نے خوب زور کیا
سجیں سنگ جو دھا جو دھا بھیں
اسپ ادجواں ہر طرف کوٹیں
اٹھیں دم بدم پتھر کلپرڈاک
ہٹیں نہ قدم بیچ میدان میں
کرے بیچ میدان ادھو ادھو
نکس تیرا تھا چلیں پھور کے
لٹی توپ بارود ڈیرا لیا
سبھی کوپ گورا کا اس پر پڑا
نہیں جنگ کرنے کی راہی فتح
ہٹا جنگ گورا کا پا چمے کیا
بھکیں ہر جگہ پھر رہیں خبردار
ادھر لڑ کے پھر فوج جاتی ادھر
کسے سیدی سوڈھی نے دل نہ دیا
فتح خالصہ ہو بے مالک مرا
لڑا خوب جنگی خبردار تھا
کٹی فوج گورا کی اُس نے کلاں
دیا سیس اُن خوب میدان میں
نک کی شرط پر بہشتی ہوئے

- ۳۰.۱ بدروال میں جنگ کیا کرار
۳۰.۲ سنو اب جو پھر جنگ مجھے لگا
۳۰.۳ تبھی خالصہ ہو چلا پار کو
۳۰.۴ یہاں مل کے سنگھوں نے کینی صکا
۳۰.۵ جتے بیچ سردار جنگی جواں
۳۰.۶ یہاں شام سنگھ سیس دینا یہاں
۳۰.۷ جے جنگ گورا کا آویں گاجیت
۳۰.۸ کیا وان سرورس اپنا اُسے
۳۰.۹ یہ دارمی کو لیکر کے جانا کہاں
۳۱.۰ اتنی شرط کر کے چڑھے جنگ سے
۳۱.۱ جبے کوپ سنگھوں نے ایسا کیا
۳۱.۲ سبھی سوان گیدڑ خوشی ہو گئے
۳۱.۳ کہتے بھوت بیٹال آتے ہوئے
۳۱.۴ چڑھے خالصہ توپ کر کے جمع
- چلی بھنور می فرج اوسر نہار*
ہری کیوں کے پتن میں روزا
دیا چھوڑ ہے اپنے گھر بار کو
یہاں سیس دینا دشمن فلاح
سبن مان لینی ہے ایسی زباں
بُجھس کا آوازہ ہے یسٹ یہاں
تہے آن کر کے کریں راج ریت
نہیں پٹ کے آنے کی راکھے اُسے
ہری سنگھ جیسا صدا نا کہاں
اُسے تنوک جو کہ ہٹے جنگ سے
تہے کاک گر بن ہلا سا لیا
ابھی پیٹ بھرنے کو جو تھے بھٹے
کہتے جو گئی جھنڈ ماتے ہوئے
غبارن جمبورن نہ راکھی طمع

۱. کرار۔ زبردست، ۲. موقع، * دیکھو، ۳. خوفناک راتانی شروع

ہوئی، ۴. فٹہ، ۵. نیک نامی، ۶. کوئے، ۷. خوشی منائی،

۸. کتے، ۹. ہندی دیوتا، یعنی جن، ۱۰. *A goblin (cop. one that*

is supposed to haunt cemeteries and animate corpses.) (J.D. Bate.)

۱۱. مادہ بھوت (ہندی یوگنی)، ۱۲. *A female fiend or spirit*

supposed to be attendant on Durga and to be

created by her. (J.D. Bate.)

- ۳۱۵ ہماراج کے گھر کی کمی نہ تھی !
 ۳۱۶ کہاں گنت جو توپ ٹوٹی گئی
 ۳۱۷ ہماراج کے گھر کی کہوں کیا تجھے
 ۳۱۸ کتنی توپ پھر خن پہ چڑھتی ہیں
 ۳۱۹ پتھر کل کو استاد جڑتے رہیں
 ۳۲۰ کتے توڑ دارن کی گھرتی رہیں
 ۳۲۱ پڑوسی ہوت تلوار سلکین لے صدا
 ۳۲۲ رہے جنگ کی بات سب لیس تھی
 ۳۲۳ ایسے شاہن سب بے مالک ہوئے
 ۳۲۴ جتنے شاہ لشکر تھے اُن کتے
 ۳۲۵ وہ پاتی سزا خوب رانی پڑی
 ۳۲۶ ہماراج مرنا ہوا یاد ہے
 ۳۲۷ جلد فرج بلکر پڑی جنگ میں
 ۳۲۸ غبارے کا گولا چڑھے آسمان
 ۳۲۹ جموروں کیا زور ایسے جبر
 ۳۳۰ چٹھے تیر برچی اوٹھ مشیر ہے
 ۳۳۱ جی دم بدم توپ کڑکن لگی
 ۳۳۲ چلیں کسج کرجن کریں ہاڈ کو
 ۳۳۳ تین قلعین گولی کو توڑ !
 ۳۳۴ پتھر کل بندوقین چلین توڑیدار
- ۱۳ سلسلہ ہے نہ دیکھا کبھی
 ہماراج کے گھر نئی تے نئی
 نہ اسباب گنتی کی فرصت مجھے
 غبارے جموروں کی گھرتی ہیں
 کتے تو سدا نان مڑھتے رہیں
 کتے نوجواں کی بھرتی کریں
 کتنی لاکھ گھرنے کی رمتی صدا
 پھٹے جگر دشمن کی ہمیش تھی
 تھی فوج افسر کے مالک ہوئے
 تھے رانی نے خود بخود دیے دیے
 نہیں وہ حکم کی رہی یک گھرتی
 پڑوسی سب کے سر پہ یہ آفا ہے
 لگی توپ چلتے جو رنکارنگ میں
 اتر کر پھٹے فوج کاٹے کمان
 سنی جنگ در کوس کو سن خبر
 دونالی چلے ہو نہ دم دیر ہے
 تہی دم بدم لو تھ پڑکن لگی
 لبالب کریں خون کی آڈ کو
 نکس بات ہیں منج فولاد چوڑ
 اٹھیں ہیں پلٹتا ہزارن ہزار

گریں جنگ میں ہیر رانیں پیار
 چلیں تیر ساون کی لاگے جھڑی
 جتنے سنگھ جنگی وہ دایر ہوئے
 پڑا خون پر واہ عجب رنگ تھا
 رکتے دم وادھو آدھ پھٹے تر فٹے
 رکتے اسپ او فیل تر فیل پیئے
 رکتے کھنچ ماریں خبردار ہیں
 رکتے بیچ قائر قدم ہٹا کریں
 کبھی سنگھ گورا کی فوجیں کٹیں
 ہوئے پرئے پرئے نہ دم بھر ملیں
 کلاں فوج سنگھسن دلنے لگا
 بیکالک لڑیں فوج کرتیز کو
 نہ خود افسروں کی گنتی رہی
 جنہوں شاہ آگے کری موج ہے
 اسی جنگ میں خوب چستی ہوا
 بہشتی ہوا جنگ کر کے کلاں
 چڑھا کور سنگھ تھا اکالی کلاں
 تھے پیران اُس نے اُسی رنگ میں
 حکم سنگھ کٹ خوب ساتھی ہوا
 دیاسیس سو سپہ ہوا ہے امر

۳۳۵ چلیں لوگ نیزہ نکل جات پار
 ۳۳۶ ہزار پر کسانیں کڑ میں بڑی
 ۳۳۷ جتنے گیت میں شینہ تر ہوئے
 ۳۳۸ پڑا زور ایسا زبرد جنگ تھا
 ۳۳۹ جاتے دیکھتے سینس ٹپے پڑے
 ۳۴۰ رکتے سینکڑہ ہاتھ پا کٹ گئے
 ۳۴۱ کتن ہاتھ گر پڑی تلوار ہیں
 ۳۴۲ رکتے مار اوار کتے پھریں
 ۳۴۳ کبھی فرج گورا کی سنگھسن کٹیں
 ۳۴۴ دھول اور سے جنگ ایسا کریں
 ۳۴۵ تو انگریز کا مان چیلنے لگا
 ۳۴۶ نہ مانیں کچھو سنگھ انگریز کو
 ۳۴۷ وہ جرنیل کرنیل مارے کئی
 ۳۴۸ کئی گھوڑ چڑھوں کی کٹی فوج ہے
 ۳۴۹ نے خان پھیر ومان سستی ہوا
 ۳۵۰ لڑا خوب قبیل پلا کر جواں
 ۳۵۱ کٹے ساتھ تلوار گورا جواں
 ۳۵۲ میوا سنگھ زخمی ہوا سنگ میں
 ۳۵۳ بیلا سنگھ مرا پنجاب مو ا
 ۳۵۴ فتح سنگھ جوگی مو ا نہ ب لڑ

لے بہتی ندی، لے دیکھتی دیتے تھے،

۳۵۵ ہیرا سنگھ جنگی لڑا خوب ہے
 ۳۵۶ کلاں جنگ کر کے ساہمنے مرا
 ۳۵۷ نہیں گنتی سنگھوں کی جیتے ہوئے
 ۳۵۸ جیسٹھے کا سردار قوت کلاں
 ۳۵۹ لڑے خوب زور سے گورا کٹے
 ۳۶۰ لڑائی گری خوب پل پل سبھی
 ۳۶۱ تہاں فوج گورا بہت گل گئی
 ۳۶۲ کٹی فوج سنگھن کی گنتی نہیں
 ۳۶۳ لڑے دو طرف کے بہادر جواں
 ۳۶۴ کئے دان کپتان اوصوبہ دار
 ۳۶۵ مریں ساہمنے ہاتھ کر کے جواں
 ۳۶۶ شہادت ہے مرنا سو ہے خود قد
 ۳۶۷ نمک کی شرط پر جو مرنا چاہے
 ۳۶۸ جی فوج سنگھن کی ورجن لگی
 ۳۶۹ اٹاری کا سردار جنگی جواں
 ۳۷۰ دکھا شہام سنگھ بیچ چاروں طرف
 ۳۷۱ چٹھیں نشان کر کھڑا ہو گیا
 ۳۷۲ دو بواب بیٹا جڑے ہو گئے
 ۳۷۳ ہکارا دیا خالصہ کو تھے
 کری فوج دشمن کی بیہوش ہے
 شہیدن کے ڈیرہ میں ڈیرہ کرا
 نمک کی شرط پر بہشتی ہوئے
 جو مہتاب سنگھ جنگی قوت مہاں
 نمک کی شرط پر قدم نہ بیٹے
 ہوتی انکو سا باس بل کل تھی
 خبر بیچ لندن جلد کر دتی
 ہمارا ج کے بن وہ بنتی نہیں
 تھی افسروں کی گنتی نکلاں
 کرے کون گنتی لیں بے شمار
 بریں حوران کو پہنچا کر ویاں
 وہ جاتے بہشتن سبھی خود بخود
 تھے لوگ پر لوک سا باس کہے
 تھی فوج گورا کی گرجن لگی !
 ہمارا ج کا تھا مصاحب نشان
 پھٹی فوج جاتی ہے ہر یک طرف
 نمک کی شرط کا کڑا ہو گیا
 کتے ساتھ اُن کے کھڑے ہو گئے
 کہاں جات ہو بیچ دیا لبتے

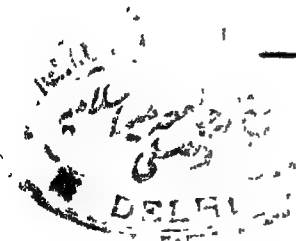
لے جھل کے درخت دپتے ، لے دوان دیو توں کا ڈکھٹولا ، لے جیجیہ بیٹنے لگی ،

لے طاقتور ، لے پکارا ، لے کنارہ

- ۳۷۴ تبے سنگھ بکتے جمع ہو گئے وہ فنا ہنس میداں ہو گئے
- ۳۷۵ لٹی شیاں سنگھ ہاتھ شمشیر ہے جسے سر پہ لافے نہ دم ویر ہے
- ۳۷۶ چلے آتے گورا عمل کی لٹک لگے جسکے تیغ مرے سر پٹک
- ۳۷۷ کٹا سیس گورا کا تھوڑا نہیں تھکا ہاتھ جب تلک جوڑا نہیں
- ۳۷۸ کٹی فوج دشمن کرتا صبر گنتی بیچ لندن اُس کی خبر
- ۳۷۹ کیا اُس نے لندن کو غالی بیشک نہیں بات اس میں رہی کچھ بھی
- ۳۸۰ مَوا ہو بہادر جواں جنگ میں بلاؤ شہید اُسی رنگ میں
- ۳۸۱ ہوئی اُس کو سا باںش چاروں نگر سے نکلا ہے "باہا" صرف
- ۳۸۲ بکتے صاحب جنگی بہادر موتے بکتے بیر سردار پُرزے ہوئے
- ۳۸۳ بکتے جلد کر بیچ دریا ہے بکتے بیر سردار پُرزے ہوئے
- ۳۸۴ بکتے ساتھ گولا اڑے آسماں ہوئی جنگ ہوں میں فتح صاحب
- ۳۸۵ نہ ہوتی ہستی جو سنگھ تیر کی رہی تھی نہ باقی تو انگریز کی
- ۳۸۶ جسے پشت مالک کا سایہ ہوا تے کا فتح جنگ مہ ہوا
- ۳۸۷ بھی سر کے اوپر یہ قیمت قبول کسی کی فتح اور کسی کی عدول
- ۳۸۸ بیٹے ان کے مالک جو انگریز ہیں دغا کر کے مروائے فریض میں
- ۳۸۹ ہوئے کپنی کے بہادر جواں بے مالک بھئے سنگھ ہوئے چلاں
- ۳۹۰ نہ ہوتا بے مالک کبھی خالص کہاں کپنی ان سے پاتی فتنہ
- ۳۹۱ حکم جو ہے مالک کا ہوتا سوئی کہو لاکھ باتیں بنا کر کوئی
- ۳۹۲ ہوا تپ جواں اٹھریج کا نہیں سُر آتا اُسکے تیج کا

۱۰ ہزاروں، ۱۰ شکست، ۱۰ روانہ، ۱۰ فتح، ۱۰ انگریز،
۱۰ روشنی - شان و شوکت،

- ۳۹۳ گورنر جو صاحب بہادر ہوا
۳۹۴ تھے ہوں کر بھپٹ لینا لاہور
۳۹۵ تھے کپنی دیس دیس جنگی
۳۹۶ ملی آن رانی کی داسی کلاں
۳۹۷ مصاحب اور راجہ بھی مل گئے
۳۹۸ حکم ہو گیا سب انگریز کا
۳۹۹ بھی فوج کو توڑ ڈالا بھی
۴۰۰ کہتے لٹ ملکی چلے آت ہیں
۴۰۱ یہ انگریز کے گھر کی گنتی نہیں
۴۰۲ اتنی بات تے کپنی جیت ہو
۴۰۳ کیا جنگ انگریز خود زور سے
۴۰۴ اُنی سے کے اوپر بتے دوو سال
۴۰۵ عجب دیس دواہ میں بنگہ کلاں
۴۰۶ کیا جنگ نامہ ایہہ تمام ہے
- فتح کا نشانہ صادر ہوا
دواہ بیا جیت کر کے فلور
ولایت بھی تھر تھر آنے لگی
سنا نام اُس کا کہیں منکلاں
ملی آپ رانی وہ مالک بھتے
کیا رانی جنداں کے فرینز کا
ہوا تیج انگریز زور ا بھی
کہتے لٹ جنگی چلے جات ہیں
کلاں ہے حدود نہ دیکھا کہیں
یہ پھوٹے جواں ایک بدنیت ہو
کیا ملک اپنا چھوڑے اور سے
لیا ملک انگریز نے کر کمال
لکھا جنگ نامہ اُسی درمیاں
اگر نہ خبر کام بینکام ہے



جنگ نامہ کے مطالب کا خلاصہ

۱۷۰۔ ۲۰۔ حمد اہی۔ جنگ۔ تریٹا۔ دو اپرو کلجک کے راجاؤں اور بزرگوں کے نام
مطربک کا تذکرہ۔ ایک طرف ایٹ انڈیا کمپنی کے بہادر اور دوسری طرف سکھ
امن کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کہ ایک ایک جنگ کے کنا اے انگریزوں
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رعایا کے درمیان مٹھ بھیر پھوئی۔ مگر سردار پھولا سنگھ
نے خوب مقابلہ کیا۔

۲۱۔ ۴۹۔ سکھوں کا راج لاہور کا ٹکڑہ۔ ملکیرہ۔ کشمیر، ملتان اور پشاور میں قائم ہو چکا تھا
مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے دل میں سری گور گرناتھ صاحب کی کامل تعلیم۔
دھیان سنگھ مہاراجہ صاحب کا وزیر بنا۔ ملک میں بے انتہا جنگی سامان اکٹھا
ہونا۔ مہاراجہ صاحب کا بیمار پڑنا۔ اور آخر سمت ۱۸۹۶ء بکرمی کو عالم عقبہ
کو سدھارنا۔

۵۰۔ ۶۸۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ماتم۔ مہارانیوں کی سنی۔ مہاراجہ صاحب کی
ہرولہ عزیز فیاضی۔ شہزادہ کھڑک سنگھ کی تخت نشینی۔ چیت سنگھ
و شاہزادہ کھڑک سنگھ کی موت و اودھم سنگھ کے فرزند کا جام شہادت
پینا۔ وزیر دھیان سنگھ پر اس کا الزام۔

۹۲۔ ۹۹۔ دھیان سنگھ نے شیر سنگھ کو تخت پر بٹھانے کی ٹھانی مگر اس بات کو
سندھ والے سرداروں نے منظور کیا۔ رانی چند کو تخت پر بیٹھی۔ لوگوں کے
دل میں نفرت۔ آخر شیر سنگھ کا تخت پر بیٹھنا۔

سندھالیوں کا شیر سنگھ کا ساتھ دینا۔ رانی چند کو رکھ لے کر وادی النابو
آخر اس کی موت کا سبب ہوا۔ عطر سنگھ و جیت سنگھ کی افتراق انگیزی

جیت سنگھ و شیر سنگھ کی دلی محبت۔ آخر جیت سنگھ شیر سنگھ کو قتل کر دیتا ہے۔ اسی مار دھاڑ میں سردار بُدھ سنگھ۔ وزیر دھیان سنگھ و کور کا مارا جاتا۔

۱۱۲-۱۲۴ شاہزادہ ولیپ سنگھ کا سردار ہیرا سنگھ۔ امر سنگھ و گرو دت سنگھ کی مدد سے تخت پر بیٹھنا۔ اختلاف اور جنگ۔ سردار جیت سنگھ و لہنا سنگھ کی وفات۔ جلا کی مدد سے ہیرا سنگھ کی وزارت پچھت و عطر سنگھ کی موت۔ ہیرا سنگھ کا جلا سمیت بھاگ نکلنا اور جواہر سنگھ کے ہاتھوں قتل ہونا۔ سوہن سنگھ و لاجہ سنگھ کی موت۔ جواہر سنگھ کا وزیر ہونا۔ پشورا سنگھ کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی مارا جاتا۔ ۱۲۵-۱۸۹ رانی چند کور کی رنجیدگی اور انتظام ملکی۔ لال سنگھ و تیج سنگھ کا رانی سے پیار۔ دینا ناتھ و بھگت رام کی ناکام کوششیں۔ چندر کور کا جذبہ انتقام اور انگریزوں کو لاہور پر حملہ کی دعو اور انگریزوں کی طرف سے لڑائی کی تیاری۔

۱۹۰-۲۵۳ انگریزوں کا سکھوں پر حملہ اور مقابلہ۔ انگریزوں کی چال۔ سکھوں کو صلح کے لئے کہا اور بہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے پچھلے تعلقات جتنا بنا۔ سکھوں کا انگریزوں کی باتوں میں آنا اور کشیر فوج کو لاہور واپس بھیج دینا۔ گنڈا سنگھ کچھ فوج سمیت انگریزوں میں جا کو دیا۔ مد کی میں زبردست جنگ۔ دشمن کے دل میں گنڈا سنگھ۔ جیل سنگھ آکالی و لال سنگھ کی بہادری کی دھاک۔ پہاڑا سنگھ کا انگریزوں سے جا ملنا۔ اور سکھوں کی گھر کی پھوٹ اور خانہ جنگی کا راز ان پر نمایاں

کرنا۔ انگریزوں کا نئے سرے سے جنگ میں کودنا۔
 ۲۵۴-۲۸۸ پھیر و مان میں جنگ چھڑنا۔ دونوں طرف کافی نقصان۔ چتر سنگھ
 بُدھ سنگھ۔ کور سنگھ۔ گنڈا سنگھ۔ بھنڈاری۔ رنجودھ سنگھ
 کا میدانِ جنگ میں کام آنا۔
 ۲۸۹-۲۵۹ بدو وال میں جنگ چھڑنا۔ ندھان سنگھ کا مارا جانا۔ ہری کیوں
 کے پتن پر لڑائی۔ سردار شام سنگھ کی بہادری۔ رانی چند کو
 اپنی فوج سمیت انگریزوں سے جا ملی۔ مانے خان پھیر و مان
 سستی کا مارا جانا۔ کور سنگھ۔ میوا سنگھ۔ بیلا سنگھ۔ حکم سنگھ
 فتح سنگھ۔ ہیرا سنگھ و سردار ہتھاب سنگھ کی شہادت۔
 ۳۴۰-۳۰۶ سردار شام سنگھ آٹاری والے اور اُن کے لڑکے کا دشمن
 سے جنگ مچانا اور آخر انتقال پا جانا۔ فتح انگریزوں کو
 نصیب ہوئی۔ داسی منگلاں بھی دشمن سے جا ملی۔ سمت ۱۹۰۲
 بکرنی کو انگریز ملک پر پورے طور سے قابض ہو گئے۔

بلدیو سنگھ

قصه قصه پادشاه بجانگر شرح آن

- ۹ در آن زمان که حاوی (۳۸۹ ب) اوراق هنوز در شهر
 کاویکوت بود در شهر بجانگر قصه غریب و صورتی عجیب روی نمود؛
 و شرح آن چنانست که برادر پادشاه و ثانی نو ساخت پادشاه
 و ارکان دولت را طلب داشت و عادت کفار آنست که در
 حضور یکدیگر طعام نخورند، متعینان را در دیوان بزرگ نشاند
 هر زمان خودی آمد یا کسی می فرستاد که فلان بزرگ آید تا دعوت
 خورد و درین حال هر چند دُهل و تقاره و بوزغ و نغیر که در شهر بود
 جمع آورده بقوت و صلابت میزدند؛ هر کس را که می طلبید
 و بخانه معین در می آورد و دوغدا پرستگار از کین گاه تفای
 ۱۰ در بیرون آمده و کنارها در آن شخص نهاده پاره پاره می کردند
 و اعضا بل اجزای او را برداشته دیگری را می طلبید؛ و هر که
 در آن قتل گاه در آمد چون مسافران راه آخرت از کسی خبر
 نیامد و زبان زمان بران خون گرفته می خواند که **ع**
 باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

و از آواز دُهل و شور و شخب هیچ آفریده غیر معدودی چند
 ازین حال خبرنداشت تا هر کرا اسمی و رسمى بود از میان
 له سیریل برص ۷۲ بعد از آن قصه را در کتابش نموده و برص ۳۰۳ یک روایتی دیگر

هم دارد این قصه را له یعنی از ادراخ جادی الاخری تا اوائل ذی حجه ۱۰۸۵
 (= اتفاقاً می نویسد ۱۰۸۵ تا اوایل اپریل ۱۸۴۳ رک برص ۸۵) له نقطه آ — له
 با آنکه بجه طلبیدند

برداشت، و مجلس را، همچنان گرم گذاشته متوجه درگاه و پادشاه
شد و جمعی نگاه بانان که بر درگاه بودند همه را یکجور زبانی دعوت
کرده در پی دیگران روان ساخت، و درگاه را از مستحفظان
باز پرداخت، و پیش پادشاه درآمد، طبقی تنبول در دست
و کنارش چون برق در زیر آن نهان پادشاه را گفت مجلس
مرتب شده موقوف مقدم همایون است، پادشاه بوجوب
فرموده **أَزْبَابُ الدَّوْلِ مُلْكُهُمْ** گفت: مزاج من تا خوش است
شما خوش باشید که من نمی آیم **بیت**
باز به بطاعت گفت که صحرای خوشست

گفت شبت خوش که مرا جا خوشست

۱۰

برادرِ ناهربان چون از آمدن پادشاه مایوس شد کنار برآورده
فرود آورد و چند زخم عظیم زد چنانچه پادشاه در قفای تخت افتاد
آن غدار پادشاه را کشته انگاشته از مستمندان خود کسی را
باز داشت که سیر پادشاه را جدا سازد، و خود بیرون
آمده بر ایوان درگاه درآمد و آواز برآورد که پادشاه ویران
و فلان امیر و بهمان وزیر و بانی سرداران را کشته و اکنون
پادشاه منم، و چون معتمد او بقصد سیر پادشاه پیش تخت رفت
پادشاه که در قفای تخت افتاده بود تحت را چنان پرسینه
آن غدار زد که بر قفا افتاد و با یکی از جانداران که از هول واقعه
۲۰ در گوشه پنهان شده بود غدارک را بقتل آورد و از راه حرم

له! Good night! له! نطق! — له! که — له! جاندار سلاح دارد نگهبان

جان (فرهنگ آندراج) ، مانیزدک به آواز عهده رک به خسته نظامی (خزین السرار) ص ۳۶ س ۱۱۸

بیرون آمد و برادر بر سر ایوان، همچنان مردمان را به پادشاهی
خود می خواند؛ پادشاه آواز داد که من زنده و سلامتم بگیرید این
حرامزاده را به رعیت جمع شده در حال او را فرود آورند
و بقتل رسانیدند، و بطلب باقی برادران و سایر امرای
فرستاد؛ همه را کشته بود مگر دنا ملک وزیر که پیش ازین
واقعۀ بطرت سیلان رفته بود؛ پادشاه قاصدی بطلب
او روانید و او را از حقیقت آن واقعۀ آگاه گردانید؛ و هرگاه
دران قضیۀ شایبۀ موافقتی بود از بنیاد بر انداخت و بسیاری
را کشته و پوست (۳۹۰) کند و سوخته خاندانها را (۱۰)
بکلی متناصل ساخت؛ و کسی را که جهت دعوت مجففات آورده
بود بقتل آورد؛ دنا ملک از راه برگشته و شرح واقعۀ دانسته
متحیر ماند؛ و ثمرت پایبوس یافته بر صحت ذات پادشاه
بهر اسم شکر قیام نمود؛ و بآیین جشن تنافذ می بیشتر از
پیشتر اهتمام نمود؛

له آق: دیوان، له فقط آ: مردم، سه ب: آ — له آ:

دنا ملک، آ: ب: مثل متن: آق: دنا ملک، له آ آق: آ — له آ: ب:

ق: بسیاران (بجای بسیاری)، آ: ایشان، له آ: آ: کردش ق: له آ:

به حواشی و زیادات، له آ: بقتل، (یعنی کشته آورده) افتاده است ازین

نسخه، آ: آ: با قوم او هلاک ساخته (بجای بقتل آورد)، له آ: دنا ملک،

ق: آ: مثل ح ۴ له آ: (بر موضع در سطر آینه): هنادی ق: (بر موضع) هنادی —

بر تصحیفات را در صفات آینه نه نوشته باشد؛ برای جشن های اهل بیجاگو (مارکانو) (markano)

ذکر جشن هفتاد و یک پیش کفار عتبار بسیار دارد

کفار تسلط شعائر آن بلاد و دیار از روی بکتر و اقتدار و تجتر
و افتخار سالی یکبار جشنی پادشاهانه و بزمی خسروانه مهیّا
می نمایند و هفتاد و یک نامند و آن چنانست که باو شاه بیجانگر
فرمود که از تمام ممالک او که سه چهار ماهه را هست سرداران
و کلانتران روی بدرگاه پادشاه آورند و هزار فیل چون
دریای جوشان و آب روان و روشن بسلاهای آراسته
و صند و قهقار پیراسته و بازی گران و نفط اندازان و دران
بازداشتند و بر روی و خرطوم و گوش فیلان صورتهاء غریب
۱۰ و نقشهای عجیب بختگرف و غیر آن نگاشته حاضر ساختند

بیت

فیل چو کوهی که بود بی شتون	چار ستون زیر کوهی بی ستون
وان نعل زرتیش بفرّ و مشکوه	سایه همیکه و بیالای کوه
زان سپهر انگیز پیی همناک	در ته پایش سپهری گشت خاک
شوده بگردون بر شنگرف سای	رنگ شفق ز در شده شنگرف زامی
پیش خرطوم بان کند	از درای افتاده ز کوهی بلند
گر بدیل غار بود جای مار	ز و بدیل مار شده جای غار

لکه رنگ پخته گشته هاله آینه در آنها و جای دران قوی در آنها، سرک به قی ص ۵۱۰ برای

فیلی که نیمه به مهر فرستاده بود، سرک به قرآن السعدین ص ۹۰، بعد از ترتیب ابیات در

مطلع از متن مطبوع مختلف است و صاحب مطلع بعضی ابیات را گذاشته، لکه قرآن السعدین ص ۹۱

(دعای بی ستون) اما بر ص ۴۴ مثل متن، هه قرآن: سود

ماه رجب در فضای بسیار وسیع و مقامی بغایت بدیع
از کثرت آن سواد و فیضان کوه نهادن مواج بحر اخضر و افواج
دشت محشر معاینه بود، و صورت و اذالو حوش حشمت
بی شبهت روی نمود بیت

هیکل فیضان بر زمین خم نگند
ز لرزه در عرصه عالم نگند

زان همه دندان که بلا سنج بود
روی زمین عرصه شطرنج بود
از چشم پیل دران پیل مال

حشر جسد ثابت و سیر جبال
و دران فضای دلکش چهار طاقهای جانفزای بسته بودند
سه طبقه و چهار طبقه و پنج طبقه از بالاتر پایان تصویر مجسم
کرده هر صورتی که در خیال آید از آدمی و وحوش و طیور
و سایر حیوانات تا گس و پشه همه در غایت دقت
با، و حذاقت ساخته، و بعضی چهار طاقها چنان (۳۹۰ ب)
پرداخته که گردان بود و هر ساعت روی دیگر می نمود و از
منظرها و عرفها هر لحظه ماه رویی دیگر چهره می کشود و در پیشان
آن میدان چهل ستونی نه طاق در کمال لطافت تزیین داده
و تخت پادشاه در طاق پنجم نهاده، مقام فقیر در طاق هفتم

له قرآن مجید ۸۱ (التکویر) ۵: ۵۵ آیت: نظم، — رک پای

این ابیات به قرآن السعیدین ص ۴۹، ۵۵ قرآن السعیدین: رقم درجای

عرصه، — که —

مقرر فرمودند، و غیر یاران فقیر هر که در آن طاق بود اخراج نمودند،

و میان چهل ستون و چهار طاقدار میرانی بغایت پاکیزه
مطربان و قوالان خوانندگی و گویندگی کنند، و بیشتر مطربان
دختران باشند جمعی دختران ماه رخسار و چهره های خوشتر
از لوبهار با باجهای زیبا و صورتها دلربا بآن گل تازه
در پس پرده نازک می آمدند تا بر آید بادشاه ناگاه پرده
را که دو طرف گرفته اند بر اندازند و دختران راه پاکوفتن
سازند نوعی که عقل از هوش رود و روح مد هوش
گردد نظم

مندان مطرب به نوایردی	انجمنی پُر زده و مشتری
پرده بر انداخته از آفتاب	کرده یک غمزه جهانی خراب
روی چو خورشید بر افروخته	بان کسان ز آتش خود سوخته
از رخشان کاده رنق فرود	رفته بچه ماه مُقنّع فرود
قا مشان بود بپا کوفتن	گیسوی مشکین بزین روفتن
رقص کنان چون بزین باز دند	در حق ناهید کلد باز دند
از روش جنبش و دستا نشان*	مبلیان هر همه حیرا نشان
بازی گران بازیهای غریب کنند، سه چوب نهند پیوسته	

سه تصحیح از روی قلمک: طاقدار، سه پُره پسراده را گویند رگ به زبَنگ
آندراج، سه بَبَق: از دو راج (بجای دو راج)، آک: دو کس از طرفین گرفته اند،
آ: از دو طرف گرفته، سه رگ به قرآن السعدین ص ۱۸۶، بعد، سه قرآن السعدین: شد
(بجای صد)، سه قرآن السعدین: چون (بجای از)، سه قرآن السعدین: از روش جنبش
دستا نشان،

همه هر یک گزی طول و نیم گز عرض و سه چهار یک از تقاسع،
 و دو چوب دیگر بر بالای دو چوب اول نهند بد را از او پهنای نزدیک
 بآنها، و یک چوب نهند بر بالای چوب دوم که بر بالای چوب*
 اول است، اندک خردتر، چنانچه از چوبهای اول و دوم در پایه
 شود بنسبت چوب سیم که بر بالای همه است، و فیل بزرگ
 را آموخته اند که از چوب اول و دوم بر بالای چوب سیم
 رود که کشادگی روی آن چوب اندکی از کف یک دست
 فیل زیادت باشد، و چون فیل خود را بچهار دست و پا بر آن
 چوب نگاه دارد باقی چوبها را از تقا بر دارند، و فیل چون بگذرد
 بر سر آن سه چوب باشد، و هر اصولی که مطربان سازند ۱۰
 و نوازند فیل آن را، بخراطوم نگاه دارد، و ملایم آن جنبش نموده
 خرطوم بر آرد و فرود آرد دیگر عمودی بر پای کنند در بندی ده
 گز و چوبی در آن چون شاخین ترا زو و میان سوراخ بر سر
 آن عمود راست سازند، بر یک سر آن چوب شاخین بوزن
 فیل سنگ بسته و بر سر دیگر مقدار یک ذرع تخم پهن ساخته،
 سری که تخم دارد بر یسمان پایین کشند و فیل روان بران
 تخم رود و فیلبان آهسته آهسته بر یسمان راست می

له نقطه که افتاده است، آ: بد را از (بجای بد را از)، بب: بد را از، باق:

بد را از، اک: بر دراز — ق: با آنها (بجای بآنها)، آ: نهند (بجای نهند)، ۱۰

نقطه آ: چنانکه آ که ق: با: فیل، ۱۰ اک: بزرگ (بجای بزرگ)، ق: با: بر بزرگ

شل متن (با ضمه های بزرگ)، ۱۰ اک: باصول بر آرد (بجای بر آرد)، ۱۰ نقطه: عودی

(بجای عودی)، ۱۰ آ: چنانچه از چوب و آ: چوبی سازند هر دو کفه متر از وزن آهن و نوازند

۱۰ آ: اک: ۱۰ کذا فقط در ک: در دیگر نسخ: کز، ۱۰ آ: پایا (بجای پایین)، باق: بب

گذارد تا هر دو طرف چوب در ده گز ارتفاع چون شاهین ترازو
طیار است ایستاده و پیوسته آن چوب که بر یک طرف فیل
است و بر دیگری همگب آن سنگ چون نصف دایره نیم
دوری در برابر باد شاه بر زمین و یاری آید و می رود
و فیل در آن مقام

چنان بلند که آبخانی رسد آواز

را و اهل ساز نگاه داشته حرکات باصول می کند
و هر جماعت که خوانندگی و بازی کنند پادشاه ایشان
را هم در مجلس زرو جامه بخشد سه روزه پیوسته از آن زمان
که طامس آفتاب و عالم تاب بر میان آسمان در جلوه بود تا آن
هنگام که (۱۳۹۱) غراب طلام شام بال و پر کفود صورت
جشن باد شاهی بخوبی و جوی روی نمود و تفریح انواع آتش بازی
و موشک سازی و اصناف لو و لعب دیگر موجب مزید اطمینان
روزیم در وقتی که باد شاه برخاست فقیر را پیش تخت
بردند تخت دیدار از طلا در غایت بزرگی، بجای هر نفیس مرتع
ساخته و دقایق لطافت و صناعت در آن پرداخته و همانا
در محاکب روی زمین بهتر از اینجا تر صیغ کاری نکنند و در
پیش تخت بالش اطلس زیتونی انداخته و سه قطار مروارید
آبدار غیرت در شا هوار بر اطراف آن دوخته و باد شاه
درین سه روز پشت بر تخت بر بالای آن بالش نشست
له آب آگ ق : اد بجای آن، له باق — آله که : برخاست

به که بب : بالش، باق : باشی از

و بادشاه بعد از فراغ از جشن کتناومی نماز شامی بطلب
 فقیر فرستاد و چون بدرگاه رسید بچهار صُفّه در آورده گز
 در ده گز تقریباً، و تمام سقف و دیوارها در تخته و طلا و مرقع گرفته
 هر تخته بطبری پشت قمیشری، و میخهای مطلقاً حکم ساخته، و در صُفّه
 پیشگاه تخت بادشاه بنایت بزرگ از طلا نهاده، و بادشاه بر آن
 بعظمت تمام نشسته، احوال حضرت خاقان سعید و امراد لشکرها
 و عدد اسبان و اوصاف بلدان چون سمرقند و هرات و شیراز
 پرسید، و بیس از مدالهای محبت فرمود، و گفت که چند زنجیر
 فیل و دو طغوز خواجہ سرا و دیگر تحفها در صحبت ایپی دانای فرستم
 ۱۰ و در همان مجلس یکی از متریان بجز زبان ترجمان از لطافت
 چهار صُفّه مرصع استفسار نمود بآن معنی که در ملک شما نمی تواند
 بود، فقیر بوقف عرض رسانید که شاید در آن ملک نبستر
 امثال این توان ساخت اما رسم نیست، پادشاه تحسین
 بسیار نمود، چند بسته نفیس و تنبول و میوه ها، و خاقان عنایت فرمود،
 جمعی هم روزیان که در آن بلده بودند از استماع التفات
 بادشاه و دواعیه ایپی فرستادن بدرگاه و سلاطین پناه
 اضطراب عظیم نمودند، و در اندر اس این اساس طرحی اندختند
 و از کمال قسارت و خیانت این سخن ساختند که فقیر فرستاده
 حضرت خاقان سعید نیست، و این سخن بسمع امیر و وزیر رسید و
 چه جای میرو و زیر این سخن بشاه رسید

له آگ: پشت (بجای ده)، له ک — ، له از آگ افتاده، — کله تمام را در آ با
 ق ندارد، له فقط در ک — ، له کلا در ک، در باقی نسخ: فرمود (بجای گفت)، له آ: طغوز

چنانچه بعد ازین گفته شود ان شاء الله

و درین ایام و نایب وزیر که حسین اتمام بحال این فقیر داشت را یمت عزیمت بصوب مملکت گلبرگ برافروخت و سبب این عزیمت آن بود که بادشاه گلبرگ سلطان علاء الدین احمد شاه خبر قصد دیورای و کشته شدن ارکان دولت او شنید بنهایت منبسط گردید و قاصدی زبان آور فرستاد و پیغام داد که هفت لک و زبانه تسلیم نمای و الا لشکری جهانکشی بآن ولایت روان سازم و قاعده کفر را از بنیاد براندازم پادشاه بیجا نگر بود ای ع

برآشفت آشفتنی خشمناک

و گفت چون من زمرده ام اگر نوکری چند کشته شد باک نیست ع
نوکرا اگر هزار بمیرد مرا چه باک
بیگ دو روز صد ازان توان ساخت ع

چون بود خورشید تابان دزه بی پایان بود

و اگر ضعف و تصور و عجز و فتور تصور کرده اند چنان نیست ع
طالع قوی و سعد قرین است و بخت یار

اکنون ایشان هر چه از ولایت من توانند گرفت غنیمت دان

له برص ۸۲۲ میزد - اگر سید ایل من که برسد برای تفصیل و آنچه که در طوطا آمده ذکر است و شب یک - آید

باقی (بنا) که سلطان علاء الدین احمد شاه ثانی بهمنی از ۸۳۳ تا ۸۶۲ در گلبرگ فران بود (سید ایل من ۴۰ و زمیسا در ۲۹ + ۴۴ که در هر دو سال دیوری، تصحیح از روی ق و نسخ دیگر، به بظاہر یمت باج سایمانه که - سید ایل من ۴۰

در ۸۳۸ نیز سلطان علاء الدین مذکور نوجی فرستاده بود از آنکه باج از پنج سال واجب الاداء و رای از ادا ایش منکر (سید ایل من ۴۰) به خط کس - ق : صد هزار دجای صد) است
خطا = ایش که کس -

۳۹۱ ب) (۳۹۱ ب)، بسادات و علماء خود دهند که من هر چه از آن مملکت
در قبضه اقتدار آرم بزقارداران و بر ا همه خواهم داد و از
طرفین لشکر با فرستاده در اطراف ممالک یکدیگر خرابی بسیار
کردند و پادشاه در دیوان زقار داری بمقتضای بزرگتر نام قائم مقام
و نایب گذاشت که او نیز خود را عدیل وزیر می داشت، قصیری
شیرازی، نحسی، نحسی، عبوسی، منجوسی، همه اوصاف ذمیمه در و حاصل
و همه اخلاق حمیده از و زایل، آن ناپاک چون سنو دیوان را
پیش ساخت علف یومی را بی جیتی بر انداخت، هر موزیان
مجال خباثت یافته شیطنت که در طینت ایشان مختربود بطهور
آوردند، و بحسبیت شرارت با مقتضای بزرگتر دیر اندر زیر بار شده گفتند
فقیر فرستاده حضرت قاتان سعید میست و سوداگریست حکم
آنحضرت بدست آورده، و دروغی چند بسمع کفار رسانیدند
و در ضمیر شاه جایگیر شد، و چند گاه بچنین حال تباه دران
کفرستان حیران بود، و درین حیرت چند نوبت پادشاه
در اثنای راه رسید و عنان عنایت باز کشید و احوال
پرسید، و فی الواقع حادی بدایع اخلاق بود و
گر همه عدل ست همین بس بود،

و نایب اطراف گلبرگه تاخته و عاجزی چند را اسیر

له: آ: همه زمره، همه زمره، حق (بر موش): نیمه پزیر، آ: نیمه زمره، آ: نیمه پزیر
له: آ: که آشته، آ: فقط ک: بحر سی، آ: که آ: بلند (بجای پدید)، آ: فقط
ک: بحسبیت آینه آ (در سطر آینه نیز) همه زمره، آ: همه زمره، آ: همه پزیر، آ: همه
همیشه پزیر

وزن بون ساخته باز آمد، و از جهت ناساختن جزئیات فقیر
 بکلمه بزرگ را ملاست فرمود و گفت که هفت هزار فتم برضرا بخانه
 نوشته، در روز و صول یافت،

و دو ایچی خواجه مسعود و خواجه محمد هم از مردم خراسان
 که در آن ولایت بودند با اندک بیلک و قماش بر سالت مقرر
 شدند، و فتح خان از نسل سلطان فیروز شاه که بادشاه
 مملکت دہلی بود تا صدی خواجه جمال الدین نام با عرضه داشت
 و بیلک ارسال نمود، و بادشاه در روز اجازت با فقیر
 گفت که ترا گفتند حضرت میرزا شاه رخ نه فرستاده و اگر نه ترا
 زیادت رعایت می نمودیم، اگر بار دیگر باین مملکت آئی و دانیم
 که آنحضرت فرستاده شاید که آنچه مناسب سلطنت
 ما باشد بظهور آید، و زبان حال می گفت میرت

دیگر بغریبی نروم همرو شاهی
 از بادی عشق تو گر با وطن آیم
 و در مکتوبی که با آنحضرت نوشته بود سخن خیانت هر روزیان
 درج نمود باین عبارت که: ارادت آن بود که بحضرت خلافت
 به تحف و هدایای پادشاهان تو تسل جویم فاتا جمعی گفتند
 که عبد الرزاق از ملازمان آنحضرت نیست، و در اوصاف حضرت

۱۰۰۰ رک به سیمبرگی ص ۷۶ بعد برای شده ایط صلح که بران جنگ ختم شد فتح عبارت متن،
 ۱۰۰۰ باب، پنجمه زیر، یا، همیه زیر، اکده همیه زیر، ۱۰۰۰ باقی، فرمود و فرمود، آ، فرموده فرمود
 ۱۰۰۰ معرق فیروز شاه، از آنکه دولت تعلق ما در مدد و شکسته منقرض شده بود، و بادشاه دہلی در شکسته
 محمود شاه راج بود از سادات ما رک به زامیاء و ص ۲۸۵، ایضاً فتح خان بعد ما می بیجاگر پناه برده
 بود چنانکه می آید بر ورق ۳۹۶ ب ۵۰ نقطه، ۱۰۰۰ ک ای، ۱۰۰۰ آ —،

فاتان سعید نوشته بود که تاثر ملکانه و مغاخر پادشاهانه با صفت
انبیاء و صفت ادلیا مجتمع ساخته، چنانچه بر المنة صنیع و کبیر
در قلم تقریر هر خبر و قلم تحریر هر نثر بر این معنی نقش پذیر
است نظم

روح خلیل ملتی، خضر کلیم حالتی
احمد عرش بیستی، عیسی روح منطری

رُبَّ زین زور گشت ثلث نهند و بعد ازین
زین سوی خط استوار در خط حکم آوری
و چون آن ولایت بزعم آن طایفه داخل ممالک خط استواست
۱۰ ذکر خط استوا در خط حکم آوردن مناسب واقع است، و فقیر
جود بیات سافه بطرف ساحل عمان روان شد،

ذکر مراجعت از مملکت هندوستان و سرگذشت موج دریا و قصه طوفان

(۱) آفتاب عنایت از مطلع سعادت (۱۳۹۲) برآمد، و نیز اقبال
از مشرق آمال طلوع نمود، و لوا مع الوار بخت و سرور در اثنای
شب و مجبور بموجب اللَّهُ دَلَّی الذِّینَ آمَنُوا بِحُجَّتِهِمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ظهور یافت، و لیال محنت و طلال در آن
وحشت آباد کفر و ضلال بطول صبح سعادت و فروغ آفتاب
دولت نزدیک رسید، و شام غم انجام ناتوانی با یام سرت

له: استوی، له: که: بودم (بجای بزعم)، قل مثل حق، ۳۵ قرآن مجید (البقره): ۲۵۸،

بمنزله نص قاطع بود و کسی از فرموده او عدول نمی نمود، و یکی از ایلچیان
 بیجا نگر خواجه سعید نام بیچاره در آن مقام فوت شد بیت
 که داند درین دیگر کینه سرشت
 که مارا کجا زیر سرماند خشت

و در باکنور باداب عید صیام قیام نمود و جهت سرانجام
 کشتی به بندر همنور آمد و نوشته دریا چهل روزه برای بیت نفر
 مقرر ساخت و در آن ایام که دامیه کشتی نشستن داشت
 روزی خال حضرت امام جعفر صادق علیه السلام که مشتمل بر آیات
 قرآنی بود که در آن فتح نوید بشارت داد و این آیت برآمد
 ۱. که لَا تَخَفْ نَجْوَتَ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ، از موافقت خال
 با مال بغایت متعجب شد، و دغدغه که از بیم دریا در دل بود بکلی
 زایل گشت و بیکبارگی دل در خلاص و نجات بست

و بیست و پنجم ذیقعد در کشتی نشسته روان شد، و در
 نظاره دله الجواهر المنشآت فی البحر کالاعلام آثار قدرت
 عالیه را ظاهر می دید، و گاه گاه از جمعی همراه بدایع اسما و غرائب

له آت بآ، له ق بآ؛ گنبد بد (بجای دیر کینه)، له ق بآ؛ بندر ماکور (بجای
 باکنور) که آتش متن، له ق بآ؛ همنور، ق، منور، آت، همنور، — برای این مقام و کت

به سید ایل به داد فرست بنیل (Honawar)، بیست و سه سال بعد ازین
 تاریخ بجا نگریان قتل امام سلمان این مقام کردند و ده هزار مسلم را کشتند و بقیه السیف را و بفرار

آورده به گمارفته (سید ایل ص ۹۹)، تجارت سال همد درین ایام کلیته بدست

مسلمانان بود (منه)، ۵۵ قرآن مجید ۲۸ (القصص) : ۲۵، له فقط آ، باز بجای بنیل،

له فقط آ — : له باق : بیست و هشتم (بجای بیست و پنجم)، — یعنی ۱۲ ماه میگذشت

له قرآن مجید ۵۵ (الزمن) : ۲۲،

آثاری شنید، و ارواح را از تیاج و اشباح را انشرح مال
می آمد ^{شعر}

عَيْنُ الْحَوَادِثِ وَالْأَشْرَارِ سَأَقْدُ

وَاللَّهْرُ فِي غَفْلَةٍ وَالشَّمْلُ مُشْتَمِلٌ*

تا آن جهان بهزاران اهتر از میان دریا رسید پیریت

ز روی مکر ناگاه باد بر فاست

زهر سو نعره و خریاد بر فاست

شب و کشتی و باد و مکر و گرداب

حوادث را حتمی گشته اسباب

ناگاه از بادهای مخالف چون جرعه فوستان کشتی باده تنیز ۱۰

بآن کشتی راه یافت، و تنجهای آن که چون خط سلس بهم

پیوسته بود نزدیک شد که چون حروف مقطع جدا گردد

و علامت یَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ

آشکارا گشت، ملاح جهاز که در سیاحت آب مثال ماهی

بود خواست (۳۹۲ ب) که لنگر آسا در قعر دریا فرو رود ۱۱

و معلّم که تنخته، علم سفر مجمع البحرین می آموخت و فیر دانش را

بشوراب دیده پاک شست، و بادبان چون گریبان عاشق

در هوای معشوق پاک شد، و تیر مانند کمان ابروی بانان

از صدمت باد خم گرفت مصراع

تَجَرَّعَى الرِّيحُ بِمَا لَا تُشْقَى الشُّقُ*

۱۲

له فقط — ، له ك : برخواست ، له قرآن مجید ۲۲ (النور) : ۲۴

له نافذ اطلاع (در هبک آندراج) ، له فقط — ، له كه باق — از

روی آردب +

طبقه مسافران که در آن خانه روان مقیم بودند اموال بسیار در دریا ریخته بشمار
صوفیان خود را مجرد ساختند، مال و قماش را چه قدر جایی که
جان شیرین را خطر باشد، من در آن حالت از مشاهده احوال
بحر محیط آب دیده دست از جان عزیز شستم، و از غایت حیرت
وحسرت دریا مثال* باب خشک و دیده تر ماندم، و رقم وَضِينَا بِقَضَاءِ
اللّٰهِ بر لوح ضمیر ثبت کردم، گاه از تلاطم موجهای چون کوه آن جهاز
با چرخ دولابی همرازی گشت و گاه از صدست بادهای سخت مانند
غواص در قعر آب غوطه می خورد و میرفت
گهی بر فرازی که نعل بر نهاده

همی سود ببرد دست و پای مراكب
گهی در نشیبی که اموال قارون

همی بزرگداشت* از رکاب رکاب

از بی ثمری شورهای آب* دریا تن بسان ملک در آب می
گذاخت، و طغیان طوفان صبر دست گیرد و عقل ثابت قدم را
ماند بخ و در تابش تموز بی تاب و تا چیزی می ساخت شعر

لَقَدْ أَضْحَكْتُ مُضْطَرّاً بِأَفْوَادِي
كَحَوِّتِ فَارَقَ الْمَاءُ التُّرَا لَا قَطْعُهُ

خراب باد ز سیل فنا مانی چرخ

که ریخت آب بلا موج موج بر برین

له فقطك: در دریا (بجای دریا مثال)، شوک با: همراه (بجای همراه)، آق شل متن: آله

رک به کلیات سلمان ساوجی ص ۲۶، کلیات: در (بجای بر)، شه کلیات:

در گذشته (بجای برگزیده)، آله فقطك: آب شور، آله باخو آق بیب: آله

که فقط درک، در باقی نسخ: رانده

بر آب خویش ننادم چو داد چرخ بآب

نفیس گوهر صبری که بود زیور من
بارها با خود می گفتم و دُر این نظم بزبان حال می سفتم بیست
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین بایل

کجا دانند حال ما سبکساران سالها

آب صافی عیش بکدورت دریا مگذر گشته، و آیین روشن رای
از تری آب و عفونت هوا زنگ بسته، هر لحظه که مردم دیده در آن
آب تیز می دید از غایت هابت تمشیر آب داده می نمود، و از
اندو باد های سخت دریا تیز آهی که از دل می کشیدم پیکان جان
شکافت بود، چون از همه بابت درماندم و در اسید از همه سوبسته دیدم
با چشم پر آب و دل پر آتش در حضرت ایزدی بانیاز تمام بآیت
رَبَّنَا لَا تُخِزْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ زبان کشادم، و از حضرت
مختند بی منت در خواستم که نهال وجود مرا از دریا می بیکران
احسان خویش سرسبز و سیراب گرداند، و گرد کدورت عیش را از
چهره احوال من بآب عنایت پاک بشوید، و در آشنای این حالت
اندیشه می کردم که این چه بی آبیست که از دور چرخ آبگون مرا
روی داد، و این چه خجالت است که از مخالفت زمانه دغدار
وروزگار خاکسار آبروی من برده، نه جان گرمی از امواج هلاکت
بیردن بردم، و نه گوهر سی خویش در اتمام جزوی مصلحت علی

له دیوان حافظ ص ۲، ۱۷۷ ک: عایل، ۱۷۷ د: ک اول، مبدل، ۱۷۷ ه: ای آن مکرر نوشته است،

دیگر نسخ مثل متن، ۱۷۷ ق: تیره (بجای تیز)، ۱۷۷ ب: تیز آ؛ دیده، ۱۷۷ گ: مثل متن، ۱۷۷ ک: —

ق: تیز ۱۷۷ مثل متن، ۱۷۷ فقط ک: بانی، ۱۷۷ قرآن مجید ۲ (البقره): ۲۸۶، ۱۷۷ فقط آ:

احسان بیکران (بجای بیکران احسان)

بر روی آب آوردم، چه نفس شریف در اداى حقوق منعم خویش
 بیج دقیقه فرو نگذارد، و جهت بر آمدن بهیم دلی نعمت جان عزیز
 خوار شمارد، و مخلص پادشاه را اگر در آتش حوادث انگنند
 یافت مثال باید که ذره تیر در طبع او ظاهر نگردد، بلکه زیر اخلاص
 او چون در خلاص خالص عیار تر شود؛

در همین اندیشه بودم و اظهار اضطراب و اضطراب می نمودم

مَا بَقِیْتُ وَ عِدَّةُ أَمٍّ مِنْ یُحْیِیْبِ الْمَضْطَرِّ إِذَا دَعَا وَ
 یُکْشِفُ السَّوْءَ نَاكَاةً مِنْ هَبِّ لَآئِنَا سَوَامِنْ رُوحِ اللَّهِ نَسِیمِ

۱۳۹۲ صباء (۱۳۹۳) کرم ناتناهی الهی وزید، و صبح بهشت از مطلع

۱۰ سعادت دمید، و بشیر بخت ساعد بشارت داد، و فرشتگان

بکم ابتهجوا فأنجیناکم بگوش جان رسانید، و مصرع خائف
 ببلبل موافق بدل گردید، و طغیان طوفان پایان رسید،
 و دریا چنانچه دل می خواست آرامید؛

و اهل کشتی عید افتمی در دریا کرده او از خردی حجت قلهات

کوه را دیدند، و از محنت بحر بر حمت بدر رسیدند، و در آن

ایام بلال محرم سینه ثمان بسان خیال ابروی جانان رودیا نمودند

زورق زرین چو در گرداب این دریای نیل

غرق شد موجی ازان بر روی دریا دیده اند

له که اک — ، و لاس معنی خالص و معنی دوتی زرگران (فرهنگ آندرانج) ۱۵ آق یا؛

و هم درین (بجای در همین)، ۱۵ فقط که — ، ۱۵ قرآن مجید ۲۴ (انزل)؛ ۶۳ —

آب با نیل (بجای و کشن)، ۱۵ قرآن مجید ۱۲ (یوسف)؛ ۱۵ قرآنی مجید ۲ (بقدره)؛ ۴۴ —

۱۵ که : قلهای کوه (بجای قلهات)، آق باب اک : کوه قلهات ۱۰ یا : کوه قلهات ،

۱۵ که فقط در یک دور باقی نسخ : براحت ،

وقایع ستم‌نشان وار بعین ذکر ضعف و مرضی که حضرت خاقان سعید واقع شد

حضرت خاقان سعید که از حدود چین تا لواحق مصر و روم و از
اقصای ترکستان تا پایان هندوستان تاریخ فرمان او بود و حسن
عقل کامل و بین عدل شامل ضبط و تدبیر این ولایات می نمود
و جهان چنان معمور و آبادان بود که عادی اوراق از تاجری نشنود
که ادبکرات قماش چین بمصر و روم آورده و از آنجا بمملکت
چین برده بود که در دور عدل این بادشاه عالم پناه از مصر
تا چین یک کوچه راهست و اطراف جهان و صحرا و بیابان چنان
آبادان شد که چندان بی جایگاه بی بجان رسید چه در بیسط ۱۰
زمانه غیر سرا و خانه هیچ جا خرابه و ویرانه ندید، سرکشان جهان
سر بر خط فرمان نهاده و اگر دن افزازین دوران به پای خدمت
ایستاده، شهر در رونق آن مملکت مختلتر گردید و از برای
دفع چشم زخم بین اکمال نبیل عارضه بر رخسار احوال بایون
قال کشیده ناگاه آن حضرت را مرضی صعب طاری شد و
ضعف قوی عارض گشت و روز بروز اشتداد مرض از دیاد

نه فقط ک: بهماک (بجای مملکت)، لک ک: جده، آ: ویرانه بجای خرابه
و دیار)، یب اک: آ: خراب و ویرانه، ع فقط آ: دوران دوران، ک: بشهر

(بجای شهر)، ک فقط ک: کشیده، ک فقط آ: ظاهر (بجای عارض)،

می یافت، و تاپ تب در درون چون شعله آتش در بیرون می
تافت، و عارضه قوی حادث شده حادّه عظیم عارض گشت، و ذرات
همایین که مدایع ریح مسکونست از صدمت ناتوانی اثری تمام پذیرفت،
و از غرض مرض که بمرحض مکرّم و عنصر معظم رسید مشربّه عذب خوشدلی
تیسری یافت، و اقاییم سبب از بیم این واقعه در زلزله افتاد، و اطراف
بحر و ممالک هفت کشور از آذانه این خبر در لرزه آمد، و بیست
از بیم تکسرت جهان می لرزد

وز لفظ ملائت زبان می لرزد

وز غایت احسان تو بر هرداتی

بر جان تو صد هزار جان می لرزد

۱۰

و ممالک جهان* تخصیص ولایت خراسان چنان آشفته و پریشان
شد که در دار السلطنه هراة در حیات و میات آنحضرت
متروّد بودند، و امیر جلال الدین فیروز شاه اطباء روشن رای
که در تندبیر مرضی ید بیضی نمودند و در انواع علاج مبارک نفس
و عیسی دم بودند، و جمع آورده بود، و در انالیت علت و استرداد
صحت برهان آنکه مُوَكِّدُ بَرُوحِ الْقُدُّسِ می نمودند و حکمای افلاطون
جناب و اطباء بقراط انتساب بترتیب ادویه و ترکیب اغذیه
و اثر به گرد اسباب تنقیه و تصفیه بر می آمدند، و تشریاتی که ملایم
سه نفس و ذات چیز و اندام، سه درک، در باقی نسخ، مشرب، سه آ، نظم، با، رباعی، است
معن متن، باب عنایتی ندارد، سه فقط آ —، سه فقط آ، مرض، سه در
قرآن حمید: ۲: ۸۱ (و ۲۵) راجع به عیسی عمّ وارد است: وَ آتَيْنَاهُ
بِرُوحِ الْقُدُّسِ،

مزاج هایون بود تعیین می کردند اگر چه آنحضرت به هیچ شربت
و غذا میل نمی نمود،

درین اثنا جناب ارشاد مآب قدوة اولیاء العظام و عمدة
مشایخ الاسلام بهاء الحق و الحقیقة* والدین (۳۹۳ ب) شیخ ۳۹۳ ب
عمر قدس سره روز جمعه بعد از اداى نماز و عرض نیاز بحضرت بی نیاز
برسم عیادت متوجّه بلخ زانسان شد، و چون به بارگاه هایون
درآمد و آنحضرت دوسه روز بود که هیچگونه گفت و شنود نمی نمود
بل چشم نمی کشود. چون حضرت شیخ کشریف حضور ارزانی داشت
آنحضرت چشم کشاده بر شیخ سلام کرد، و جناب شیخ با احترام
جواب فرمود و پرسشش نمود، و دستهای مبارک بر آورده و از
حضرت بی نیاز صحت آن جناب سلطنت انتساب سالت
نموده فاتحه خواند، و حضرت خاتان سعید از خدمت شیخ چیزی
طلبید، و جناب شیخ دستار که بر فرق مبارک داشت از سر
بر گرفته پیشش آنحضرت گذاشت و بپوشانید، و تمام مرض
و علت بختن قدیم حضرت ولایت منقبت زایل شد، و صبح
صحت از مطلع مراد طلوع آغاز نهاد، و ذات خورشید مثال
از حسیض اعتلال باورج اعتدال برآمد، و جهانیان بصحت
بادشاه عالم شادمان و خرم شدند، و زنگ غم و غبار
که دورت از روی آینه دلهما بصیقل عافیت آنحضرت زدوده
گشت، و شاهزادگان و ارکان دولت صدقه داده می
گفتند بیت

نه آک —، نه آبا —، دراک جدش +؛ و التوی، سه آ؛ گفت و گو (جای گفت و گو)
با؛ گفت، نه کلیات سلمان ساوجی ص ۱۱۷

منت ایزد را که ذاتِ خسر و عالم پناه
در ضمانِ صحت است از فیض الطاف اله
در نه تعلیم فلک شکرانه این مژده را
مُسرعانِ عالمِ علوی بر رسم مژده خوا
نهی کتایند از بر افلاک فیروزی قبا
می ربایند از سیر خورشید یا قوتی کلاه

ذکر فرستادن جناب شیخ نورالدین محمد المشرقی و مولانا شمس الدین محمد ابهری بر سالت مصر*

در سال گذشته گذشت که حضرت خاقان سعید مرتضیٰ اعظم
۱۰ سید محمد زمزمی را بمصر فرستاد و بادشاه مصر سلطان چقمان
را از داعیه لباس بیت الله المحرم اعلام داد و بادشاه
مصر قبول کرد که هرگاه آنحضرت جامه کعبه ارسال نماید او
در اتمام آن مراسم سعی و اتمام تمام فرماید درین وقت که آنحضرت
از مرضی چنان صعب صحت یافت پرتو آمل نیست خیر بر
له کلیات : دودت (بجای عالم) ، که کلیات پناه (بجای ضمان) ، که کلیات امین

بیت را ندارد ، که در کلیات مصرع دوم اول است و بکس مصرع اول ثانی ، کلیات کلاه (بجای
کلاه) و قبا (بجای قبا) دارد ، که با — — در آ "نورالین" را ندارد — در بیت

"المشرقی" تا آخر ندارد و بلیکرت برص ۶۸ س ۳۸۲ که برص ۶۸ س ۳۸۲ — ، که در مصری
باقی نسخ شش تن ، نیز در ص ۹۲ ، که آ : مراسم (بجای مراسم) — که بر آرد ص ۱۰۱ ،

ضمیر آفتاب تاثیر تافت و فرمان فرمود که امراء عظام از اکابر آیام
کسی اختیار کنند که شایستگی رسالت مملکت مصر داشته
باشد و کعبه را جامه تواند پوشید و چون آن کار فعلی نبود که در
قامت قابلیت هر کس راست آید امر مشورت نموده قرعه
اختیار بر آن فراریافت که جناب ولایت انتساب شیخ نور الدین
محمد المرشدی و جناب فضایل مآب مولانا شمس الدین محمد الابهری
عازم ولایت مصر شوند و این سنی بعرض همایون رسانیده
سختن داشت و فرمان اعلیٰ تافذ شد که امثله و احکام و باقی
تهات سرانجام نموده عزیمت نمایند و بموجب فرموده در دارالعباده
نیرو جامه کعبه ترتیب نموده به راه آوردند و در خزانه عامره ۱۰
مضبوط بود، خدمت شیخ و مولوی تمام تهات بر حسب دلخواه ساخته
روی راه آوردند و آن مسافت دور و دراز را باندک فرصتی پیوندند
و چون بسره حلب و شام رسیدند امرای آن مملکت شرایط
تعظیم بتقدیم رسانیدند و در حوالی مصر سلطان جمعی مقربان را
برسم استقبال پیش فرستاد (۱۳۹۲) و در وثاقی بغایت ۳۹۴
متکلف فرود آوردند و روز سیم بخد مت سلطان رفتند
و سلطان ایشان را نیک دید و احوال حضرت خاتان سعید
پرسید و نشان آنحضرت که بنام او بود بتعظیم تمام طلبید بسیار
اطهار محبت و مودت نمود و هر روز ۱۰۰۰ فلوری برسم طوفه دیوی مقرر فرمود ۲۰

له فقط آ: حضرت (بجای خدمت)، له در آبیاضی ۱۰ ارد درین موضع، درک و دیگر نسخ

این بیاض نیست، — بظاہر اصلش (منه) است، و این سکه ایست از طلا،
(سنان کاس)، برایش یک به مار که پلو (۲۰: ۵۳۳) عایشه دختی است و شنگ ۸۵۸۵۸۵ پنس)

و چون امرای مصر و شام را ارادت و اعتقاد بخاندان
حضرت صاحبقران و فرزندان عالی شان او هرگز واقع نبود
و سلطان ایلچیان را طلب داشته احترام تمام می نمود این
معنی بر خاطر امراء کبار آن دیار بسیار دشوار آمد، روزی سلطان
ایلچیان را طلبیده از مجلس بادشاه دیرتر بیرون آمدند و از جمیع
دراسنه و افواه افتاد که سلطان بگرفتگی ایشان فرمان داد
و غوغا و ازدحام عوام بوثاق ایلچیان رسید و اموال و جهات
ایشان غارت تمام یافت و غیر صند و قهقهه باده کعبه هر چه
بود بفرقه تاراج رفت و سلطان چون این خبر استماع نمود
اضطراب عظیم فرمود و گفت که فتنه انگیزان دوست مرا از
من رنجانیدند و ایلچیان را عذر خواهی فرادان نموده بغلط
آیمان سوگند یاد کرد که ازین معنی خبر ندارم و این صورت
بر لوح ضمیر نقش پذیر نبود،

و ایلچیان را فلوری انعام فرمود و اسباب راه
حجاز بهتر چه * خوبتر ترتیب فرمود و قاصدان همراه ایلچیان روان
ساخته احکام مجتکام حرمین شریفین بمبالغه هر چه تمامتر صادر
فرمود و ایلچیان چون بدولت آن فرخنده مقام استعلا یافتند
باهتمام حکام و خدام بیت الله الحرام کعبه را جامه پوشانیدند،
۲۰ و کاری چنین بزرگ در زمان حضرت قاتقان سعید میسر شد که از

له گ: مام، سه بیاض درک آیت اک، با فلوری بسیار (بجای فلوری) که فقط
درک، در باقی نسخ: هرج، سه اک: که بعد از انقضاء دولت نجی عباس کسی را از سلاطین روی
زمین دست نداد (بجای آنچه در متن است)،

سلاطین روزگار در زمان سابق کسی را کمتر دست داده باشد*
 و جناب شیخ و خدمت مولوی حج و عمره و سایر مناسک
 دریافته و آداب آن فحشہ مقام بجای آورده عازم صوب
 خراسان شدند، و بدولت ملازمت حضرت خاقان سعید
 رسیدند، و آنحضرت از احوال حرمین شریفین و قدس مبارک
 و خلیل الرحمن بآرک اللہ فیہما نشرًا فان عتہا استفسار نمود
 و درباره ایلچیان احسان و اکرام نمود، و درین اثنا عبد الملک نام
 امیر قشونی که بموجب فرمان ہمراہ ایلچیان بجانب مصر رفتہ بود
 زانوزوہ تظلم نمود و نمود کہ خدمت شیخ و مولانا از انعامی کہ سلطان ۱۰
 مصر کہ م فرمودہ مارا بخش ندادہ اند، آنحضرت فرمود کہ دیوانیان
 قضیہ ایشان را بپرسند، و چند روز در آن گفت و شنید
 گذرانیدہ عاقبت عبد الملک و قشونیان او را خوشنود ساختند،
 و ملازم مزاج ہمایون آمد،

ذکر عرض دفتر ولایت بلخ و فوت امیر فرورشاہ

وامارت امیر سلطان شاہ برلاس

سابقاً معروض گشت کہ فرمان ہمایون بسمی امیر جلال الدین

۱۰ از روی بآویس، درگ داک — ۱۰ الخلیل موصی ست بیک روزہ راہ از بیت المقدس

کہ دران قبر الخلیل ابراہیم است، اسم اصلی آن جنرولون بود درک بیہم ابلدان ۲: ۴۸،

۱۰ کہ آ: تبارک (بجای ہاک)، ۱۰ آباک ب: بادشاہ (بجای سلطان)، ۱۰ آ —

فیروزشاه نفاذ یافت که مرتضای اعظم سید عماد الدین محمود
جنابادی بولایت بلخ رفت، و در مجلس میرزا محمد جوکی که در آن
ولایت بود تحقیق معاملات بلخ نمود، و در آن زمان که حضرت قاتان
سعید را ام سیب مرض رسید و اخبار بانواع در هر بلاد و دیار
۳۹۴ ب منتشر گردید میرزا جوکی بسرعت تمام عازم دارالسلطنه (۳۹۴ ب)
برآه شد، و نزدیک شهر بسج شریف پیوست که در زمان شدت
مرض و صعوبت علت آنحضرت امیر جلال الدین فیروزشاه باکره
مد علیا که هر شاه آغا با میرزا علاء الدوله بیعت کرده، این سعی
بر خاطر میرزا جوکی بسیار دشوار آمد، و چون ذات همایون بحلیه
۱۰ تحت وزیور عافیت انصاف یافت و شعاع آفتاب طلعت
آنحضرت بار دیگر بر اطراف هر کشور تافت و التفات به تمام
ممالک فرمود از احوال و اموال ولایات استفسار نمود، درین
ولایت سید عماد الدین محمود از تحقیق معاملات ولایت بلخ فایده شده
برآه آمده بود، میرزا محمد جوکی با اتفاق امراد و وزیر سید عماد الدین
را بمجلس همایون در آورد و دفتر بام کمال مشتمل بر شرح
تغلب و تخفیف مال که در کلام امراد در آن ولایت دارند بموقف عرض
رسانید، و نقل کلام بقضایای وکلای امیر جلال الدین فیروزشاه رسید،

له باب ۹۴: جنابادی، اک: حیادسی، ۵۵ باب بعدش +: از مرخبات مفسدان،
که مصنف برص ۵۹ گفته است که مد علیا را "از امامت" بود نسبت به میرزا و اولاد،
۵۵ گ: (از دجای از) ۵۵ از روی باب اک، تک و کلا د امر، — مصنف در مقام این حکایت
توکلا د امراد را در میان آورده است و ذکر امیر فیروزشاه را فقط بکنایه کرده بواسطه آنکه در آن به سبب
صراحت، ذکر امیر است، ۵۵ بعدش در باب ۴: و میرزا محمد جوکی بنقض تزلزل بلای هر مقام معلومند
آمد و در کتب و جزئی متضایقه نمود اگر چه حضرت قاتان سعید هیچ وجه التفات نه فرمود، (اکت این بیانات دراز)

و چون وکلا و اقرباء امیر در آن ولایت مطلق العنان بودند دست
تظلم داد خواهان دامن تغلب ایشان را گرفته بود، و از جهت
تخفیفات اموال دیوان مبلغها سر از گریبان ایشان بر آورد،
و چون حضرت خاقان سعید از خدمت امیر جواب آن سخن پرسید
امیر فیروز شاه را کجا در آیینہ منیر صورت پذیر می شد
که امثال این نوع سؤال و جواب از آن جناب توان پرسید —
در اثنای گفت و شنید بر فاش شده دست بردارند و از
مجلس بیا یون بیرون رفت، و چند روز بدیوان نیاید، آنحضرت
مولانا یعقوب پر واهی را که اعتبار بسیار داشت پیش امیر
فرستاد و پیغام داد که ازین جانب امری واقع نشد که سبب^{۱۰}
طال امیر باشد، اکنون اگر نوره چنین است که پادشاه رادریان
سخن گذاشته از مجلس بقهر بیرون روی نیکو کردی، و آلا از غضب
پادشاهی و یاساق سلطانی بر حذر باش مصراع
بر حذر باش که آشوب و بلا می آید

امیر فیروز شاه از خواب غفلت آفتابه یافته آگاه شد که
تا آنحضرت که پیش وقار و علیم او کو و گران سنگ را وزنی
نباشد از خدمت امیر بنایت ملول نشده باشد این نوع
پیغام که ناظر بانستقام است ارسال ننماید، و از کرده پشیمان شد

۱۰ صورت جلد در صیب التیسر (۳: ۳: ۱۳۶): به ضوح انجاسید که از مال و جهات

آن سرکار مبلغهای کلی سر از گریبان اقرباء وکلا و امیر فیروز شاه بر می آورد، ۱۱

نقطه — ۱۲ ک: بر خواسته ۱۳ نقطه ب: پر (بجای بر) ۱۴

ک: آنحضرت را (بجای آنحضرت)، ۱۵ نقطه ک: و این (بجای این)،

آتا دارک نبود، اندوه و ملال و اختلال احوال بر ضمیر امیر استیلا
نمود، و امیر مرین گشته ضعف قوی شد و میرعجز بر بالین ناتوانی
نهاد دست

خلافت رای سلطان رای جستن

بخون خویش باشد دست شستن

و حضرت خاتقان سعید چند نوبت عنایت فرموده عیادت نمود
و دلاری و خاطر جوئی بسیار اظهار کرد تا روز بروز اشتداد
مرض از دیار یافت، و بعد از چند روز معدود بحال بقارعت
نمود، عَفَسَ اللَّهُ لَهُ، و در گنبد رسیده که معارف همت عالی او
در راه خیابان نزدیک پل انجیل ساخته بودند دفن شد،

و امیر محفوظ بنایت حمیده خصال و ستوده فعال بود،
و بصدرق نیت و صفاء عقیدت ملازمت اهل الله و ارباب ابتهاج
می نمود و همیشه سرانجام تمامیات سادات و علما و مشایخ و فقرا
و باقی رعایا و عاتمه برایا بر ذمت همت خود لازم شناخت، و در
رفاهیت احوال این جماعت و فراغت رعیت و عمارت

۱۳۹۵ ولایت (۱۳۹۵) حسن کیاست و لطیف سیاست مصروف

ساخت، و بسیار بقایع خیر از مدارس و خوانق و رباط و حوض در
هر ولایت و کشور بنیاد نهاد و با تمام رسانید، و به اوقاف
شایسته آن خیرات را معمور و آبادان گردانید، و هر که از جفاء

۲۰ روزگار و فتنه مرزما خوشنود دست امید در دامن عاطفت او

له آ: حاره (یعنی چاره بجای ندمک)، که کلیات سعدی (گلستان احسن)

له آ: باب: انجیل، که انجیل، که آبت: ا: میرعلالدین فیروز شاه،

زداگرچه باکفی تہی چون چنار پای امید در بستان سرای دولت او
 نہاد بان گل دامن و جیب او پر ز سرخ کامل عیار شد، سادات
 و اشراف ممالک مصر و شام تخصیص حرمین شریفین را چندان
 انعام و اکرام فرمودہ و خوشنوی و دلجوئی نمودہ بود کہ بعد از فوت او در
 آن مواضع متبرک و بقایع مبارک بر روحانیت امیر صایب تدبیر نماز
 غایب گذاردند و بکرات ختمات کلام ملک علام بہ او رسانیدند بیت
 بکشت زار جهان خیم نیکوئی می کار

کہ ہرچہ کاشتہ عاقبت همان دروی

و از خدمت امیر او لا دیشایستہ و فرزندان دانستہ ماندند و اموال
 جهان و ممالک فراوان و مستغلات در تمام ولایات بسیار داشت ۱۰
 حضرت خاقان سعید عنایت فرمود و راہ و رسم امارت دیوان اعلیٰ
 و اختیار ملک و مال کہ در تمام ممالک مقوض با امیر مغفور بود بولید
 رشید او امیر نظام الدین تفویض نمود و (از ۹) دیگر فرزندان او چون
 امیر غیاث الدین سلطان حسین پیش ازین بچند سال در کمال
 جاہ و جلال بہ امارت دیوان شہزادہ عالمیان میرزا علاء الدولہ
 متعین بود

و درین اثنا یکی از خزائن داران کہ محافظت گنجاء جهان در حصار
 اختیار الدین بقبضہ اختیار و اقتدار ایشان بود یکی از مخصوصان
 خرد را نشی بلخ زد و او پیش امیر نظام الدین احمد آمدہ خبر داد
 کہ خازنان بطریق عاینان در خزاین دست درازی و قدم ۲۰

لے آ: فرمود، لے ک: موضع، لے مع قیاسی است، لے فقط آ: گذاردہ، لے آیت یردشاہ

(بکای مغفور، لے مذکور است در دولتش شاہ برص ۴۰۰ لے کذا فقط در ک: در نسخ دیگر: فرینہ

داران، لے آیت اک: نت،

گذاری کرده اند و زربسبب بیرون برده، و حالا در فلان و ثاق
در میان حوض مبلغی خیر مخزون است، امیر نظام الدین* احمد این
سخن بموقعی عرض رسانیده و کسان بطلب مبلغ دو انیده و جبر
گرا منند پیدا شد و آنحضرت اکثر غازیان غایت را بند فرموده
فرمان همایون نفاذ یافت که عرض خزانة کنند، امر باتفاق و زرا
مدتی بعرض خزانة اشتغال نمودند، و در تحقیق و تفحص آن اهتمام تمام
نمودند، خبط و خیانت بسیار از آن جماعت ظاهر و آشکارا شد،
و چون امیر علاء الدین علیکه کوکلتاش و امیر جلال الدین
فیروز شاه بعالم بقارفته بودند و پسران ایشان امیر
۱. غیاث الدین شیخ ابوالفضل و امیر نظام الدین احمد اگر چه بمنصب
پدران و مؤثقه دیوان اشتغال نمودند اما غایت نوجوان
بودند ع

بس طومر محب لازم ایام شبابست

حضرت فاتان سعید امیر مظفر الدین سلطان شاه بزم لاس
را که در آن زمان در اردوغ همایون بزم لاس کسی از و اکبر و عقل
نمود امیر دیوان فرمود، و تدبیر ممتد دیوانی و ضبط امور
سلطانی بکس عقل و کار دانی او باز گذاشت،

بقیة قضیه سفر دریا و رسیدن بهر موز بعنایت الله تعالی

قضیه سرگزشت دریا باینجا رسیده بود که بلال محرم محرم در اثناء

له فقط: بطریق بسیار (بجای رسید)، له آ آک —، له فقط آ: بعرض،

له آ آک —، له بب: مؤثقه، با مثل تن له برای سلسله کلام رکی بی ۸۳۰،

در یاغره مغرانه نمود و چند روز دیگر کشتی در دریا بود (۳۹۵ ب) و منقطع
آمده ننگر نماند و کشتی را که از جهت طوفان نقصان یافته بود
کامل ساخت و باز بکشتی در آمده روان شد نظم

بسته بزنجیر مسلسل در از بحر روان زدوشده زنجیر ساز
بر پرداز جای بجنبیدنی نیست درین هیچ پرانیدنی
مرغ که آواز پرچو بین پرد طرفه پرد یک نه چندین پرد
همچو کلنگان بهواسه فراز پرد حواصل زد و شو کرده باز
نخسته شدش پیش معلم درست طرفه که صد نخه بیک آب شست

و کشتی از مشغط سفری شده به بندر خور فغان آمد و یکروز روز
آنجا توقف شد و در آن امتنا شبی چنان گرم گشت که هنگام صبح ۱۰
گفتی آسمان آتش در جهان افروخت و از گرمی هوا مرغ تیز پرد
اورج سما و ماهی در قعر دریای سوخت صبح را از گرمای نفس در دم
فرورفته و از شعله خورشید آتش در عالم گرفته جهان از تاب

شع یعنی به شام ۹ اپریل ۱۳۳۷ هـ کذا حدک باب در اینجا در سطر آیند ۱

ق با: مسقط، هـ رک به قرآن السعدین ص ۱۴۶ بعد مصنف بظواهر ابیات منعده

را حذف کرده است و در بعضی جا ترتیب ابیات نیز به نحو مطلوبه مطابق نیست هـ

آق با قرآن: آن (بجای او) هـ قرآن: بود (بجای پرد) هـ قرآن: پرچو حواصل

(بجای پرد حواصل) هـ قرآن: نشد (بجای شدش) هـ رک به ما شیخ ۲

اک: مشوط، هـ ق: خور فغان، اک: خود فغان، با: خور فغان — رک به بهم البلدان

۲: ۸۹۰ بیدیل خور فغان و ولسن ص ۱۱۵ و ۱۵۰ (وخریطه که در آن کتاب است) هـ کذا

فقط در رک، در ابی نسخ: زمین، یا قوت گفته است راجع به خور فغان عند عرب السواحل کا فیجی بنده

له اخذ از قرآن السعدین ص ۱۰۷

بکه مستند روز جهان را از تاب دیده نقش شب الا بخواب

ص ۱۰۱ به ۱۰۲ در سب طالب شب گشت چراغ در سب

حرارت آفتاب خیال برودت شب را جز بخواب نمی دید و
صبح از بیم گرماء روز شب را بچراغ می طلبید، صباح هر چند مرغ
که بر درختان از فاخته و قمری و زراف و کنجشک و غیره با آشیان داشتند
همه مرده در پای درختان قتاده بودند، و بی تکلف درین شایبه تکلف
نیست بیت

ز آتش گرما که شده میوه نضر*
بلبل و کنجشک شده خشک مغر*

بر سر هر شاخ ز گرمای گرم
مرغ شده پخته چو حلوائی نرم

۱. و مرغان بی جان در پای درختان چندان قتاده بودند که محاسبان
بسرحد شمار آن پی نمی بردند، و از خورفتان بازگشتی روان شده
بدو از دهم ماه صفر روز جمعه چاشتگاه بشهر هر موز رسید و از
بندر پورنگاه بهر موز بمدت هفتاد و پنج روز آمد،

و درین روز در دارالسلطنه همراه از غریب کرامات صورتی
عجیب رونمود، و آنچنان مست که حضرت شیخ الاسلام قدوة
ارباب الکشف و الالهام، مظهر عنایت الملک الاکبر، بهاء الحقیقه
والدین شیخ عمر در همین جمعه چاشتگاه از قریه بخاره که مسکن آنحضرت
بود بهجت اقامت صلوة جمعه عزیمت شهر نموده، در انحنای راه
ناگاه از جناب مخدومی اخوی مولانا شریف الدین عبدالقهار استفسار

نمودند که این بیت را در قرآن ندارد، که در کتب از روی قیاس آید، که آید: خورفتان

در بقی نسخ ۸۴۳ ح ۹، که اک آید: هنوز که آید: نمود. بجای نموده،

نموده که از حاوی اوراق عبد الرزاق چه خبر است؛ برادر عرسه
داشتند که مدت سه سال می شود که از و اثر و خبر نیامد،
حضرت شیخ فرموده اند که ظاهراً هر موز رسید، و جناب اخوی
این معنی در قلم آورده بود و فقیر نیز بهر شهر که رسید تا یاری آن
ثبت نمود، و چون به خدمت برادر شرف گردید این دو تارنخ بی کم
و زیاد موافق افتاد؛ **پیش**

بصدق دین پیمبر بعزت داور

که هر چه نقل کنند از ولی کنم یاد
و انواع امداد و معاونت که از حضرت ارشاد منزلت در آن سفر
خطیر به این فقیر حقیر رسید زیادت از تحریر و تقریر است، و
تفصیل آن شاید که سبب مزید الحار منکران گردد و موجب
تفاوت ایشان شود؛

هر که این کار ندانست در انکار بماند

و در هر موز خبر صنعت مزاج، همایون حضرت فاقان سعید رسید
و اطراف ممالک عراق و فارس و سواحل دریا باران به نسیب
این واقعه چون بید می لرزید، و تجار اقالیم عالم که در آن بند
معظم بودند از روی اضطراب توقف نمودند، (۱۳۹۶) و فقیر هم (۱۳۹۶)
ازین جهت هفتاد روز در آن گرمای جانسوز هر موز بی اختیار
ماند تا خبر صحت ذات همایون منجات از اخبار اختیار و لایست
لاربعوت پیوست، و فقیر از راه بندر اوغان بیرون آمده ۲۰

له آب: رسید، له فقط آ: نظم، له مطلع غزل فافقا است؛

هر که قدم محرم دل در حرم یار بساند و آنکه این کار ندانست در انکار بماند

دیوان ص ۱۰۲، له فقط ک — له آ: بود بجای بی اختیار ماند ۲۰ له ذکرش را در مطلق نیافتم

بسبب ضعف بهرگونه مشقت و رحمت بقلمه تزرگ رسید و آنجا
چندان توقف نمود که قاصدان و کذا عرض داشت که بپایه سریر اعلیٰ
فرستاده بود بانه آمدند و نشانیها بر حسب دلخواه آوردند، مضمون
آنکه حکام و عمال و لایات علوه ایلیان و کرایه ده شتر بار بموجب
نوشته فقیر از مال دهند، و چهارده اسب یام ده جبت قاصه
نفران فقیر و چهارده برای ایلیان تسلیم نمایند.

و از تزرگ بر او میمند و فرغان بسبب ضعف در محقه روان
شد، و بولایت سیرجان آمده سعادت زیارت حضرت شاه شجاع
کرمانی علیه الرحمه که از کبار مشایخ مقدم و ابنای ملوک معظم بود
در یافت، و نظاره قلعه سیرجان که در همه جهان بدل ندارد و نمود
و در قریه مشیز دولت ملازمت شیخ بزرگوار دولتی روزگار مولانا
نعمس الدین محمد اسفاجی رحمه الله که در قافله حضرت شیخ الاسلام
بهاء الدین شیخ عمر قدس سره بکجاز فرموده بود از مکه بمصرفه زیارت
انبیاء علیهم السلام دریافته و از راه دریا بهر موز آمده بود و طایر رکاب
آنجناب به راه رسید.

له ک: تزرک، بت: جزرک، با: تزرک، اک: بزرک، امارک بی می ۱۱، له فقط آ؛
نفران قاصه، له رک بی ج ۱۰، له رک برای وی به لغات می ۹ (ثابت بعد از ۲۰۰)
سبعین داتین و تین قبل الثلث اینتا و لیستریخ می ۳۰۵، له رک به لیستریخ می ۳۰۱ بعد،
له کنادرک به غمه میم، آبت اک: میش، آه شمس، — بظاهر مراد از تاثیر است که به چل سیل
تقریباً در جنوب مغرب شهر کرمان است رک به لیستریخ می ۳۰۳ و خطبه شمس در کتاب، له فقط آ؛
اسفاجی، — معلوم نشد که منسوب به چیست، له فقط ک — له آ: عمر (بجای شیخ عمر)،
بت: عمره، اک: مثل متن، له فقط ک — له آ: رفته (بجای فرموده)

انقصه بکرمان آمد و داروغه آنجا ایمر حاجی محمد از جانب فقیر
 رنجیده خاطر بود چه در وقت عزیمت هندوستان از او ضارِع
 کرمان و اطوار ایمر شکایت گونه ارسال نمود، و در مزاج بایون
 حضرت خاقان سعید شوخ را قتاد، و ایمر را بدار السلطنه هراة
 طلبید و خدمتش بآن سبب مذلت و خواری کشید، چون در کرمان
 با ملاقات شد روزی بر سر دیوان پرسید که مولانا چه مقدار خرج
 شما و ایلمچیان در رفتن و آمدن شده باشد، فقیر گفت: قریب
 پنجاه هزار دینار، گفت: آنچه می برید چه مبلغ بوده باشد؟ گفتیم
 ده هزار دینار، خدمتش گفت: خوش سودا میست، پنجاه هزار
 دینار دادن و ده هزار دینار ستاندن، گفتیم حضرت خاقان ۱۰
 سعید بازرگان نیست که این حسابها کند، گاه شائقاری می آورند
 و آنحضرت در برابر زیادت از پنجاه هزار دینار می دهد، من از
 سر حد سر اندیپ سکه و خطبه و تحفه و ایلمچی می برم، این صورت
 در نظر آنحضرت ملایم تر از آنست که در خزانه پنجاه هزار دینار باشد
 فی الجمله فقیر هم از راه بیابان لوط که رفته بود بطرف تستان
 معاودت نمود، و منتصف رمضان بدار السلطنه هراة رسید
وَأَيُّهُمُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ
الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِن فَضْلِهِ بادرسانید، و شکایت
 محنت شهادت هجران و نکایت فرقت اخوان و غلمان بر زبان نمی آریم بسم
 الله کذا فقط درگ، در باقی نسخ: مبلغ، الله فقط آ: گفتیم، الله ک: بانجهان، الله ک: آوردند
 الله فقط آک، هم از آن راه که رفته بود و بجای که رفته بود، الله - قرآن مجید ۳۰ (وَاللَّهُ يَكْفِيكَ
 ۳۱ - ۳۲، آنچه در تفسیر است در مطلع ندارد،

شکایه شب، بهران فرو گذاشته^۱

بشکر آنکه برانگند پرده روز وصال

و روز دیگر در بارگاه اعلیٰ بشفقت قبیل انابل قیاض سرافراز شد
و با آنکه در آن پیشگاه گردون سرکش خمیده پشت ایستاده
بود بنده لواخت نشستن یافت و احوال ولایت آن ولایات
و سرگذشت دریا و کشتی و هر گونه حکایات بموقت عرض رسانید

(۳۳) و ای پیمان خواجه محمد و خواجه جمال الدین (۳۹۶ ب) بوسیله امرام
عظام بیایه سریر اعلیٰ رسیدند و بسعادت دستبوس کفایت
مقصود سلاطین روی زمین همان تواند بود مستعد شدند و هر
گونه بیلاک سه انگشتی یا قوت و ده شتر بار عقابیل (کذا) هندی
گذرانیدند و بسیار ملایم مزاج همایون آمد چه ازان بلاد در مدت
دو است سیصد سال منقول نیست که ایلی باین مملکت آمده باشد
و ای پیمان را هفته دو نوبت بدرگاه سلاطین پناه طلب می داشتند
و در مجلس همایون مجال نشستن می یافتند و آنحضرت چند نوبت
در حضور و غیبت فقیر را تحسین فرمود و ساعتی که از کلیات قنات
ممالک صورت فراخی روی می نمود از احوال آن بلاد و دیار و اطراف
سواد و دریا بار و شرح و غرایب مملکت گفتار استفسار واقع می شد و
آنچه مطالبین واقعه بود بمحل عرض می رسید

و ای پیمان تا آخر ماه ذی الحجه الحرام در دار السلطنه همراه مقام

لکه: بود (بجای پ) آ — باقی نسخ شش من — دیوان حافظ ص ۲۳۸: فرو گذارای

دل (بجای فرو گذاشته) لکه آ: بیلاکات (بجای بیلاک) سه صوابش عقابیر است

بزدی (۱۲۳: ۲) گفته است که هنگام غارت دلی عساکر تهری به "نبات دادیه و عقابیر" اتفاق نمزدند

لکه که فقط درک: ما: کذا رانده: ثاقه: فرغ: کذا رانده

داشتند و عافیت پادشاهان ایشان را رخصت معاودت فرمود، و هر یک را اسپ وزین و دگله نوروزی و سه هزار دینار کپنکی و ده نوکر ایشان را قبا و چهار صد دینار انعام و عنایت فرمود و علوفه و اسپ یام تا بندر هر روز مقرر شد،

نور فتح خان بنیره سلطان فیروز شاه دهلوی که خواجہ جمال الدین را فرستاده بود عرضه داشت نیز از سال نمود مضمون آنکه:

در وقتی که موکب ظفر نشان حضرت صاحب قران عزیم بلاد هندوستان فرمود از سلاطین ماکسی که نامی داشته باشد در حیات نمود تا شرط اقیاد و وظیفه خدمت بتقدیم رسانند، ملو و سارنگ از سر جمل و پند از حشری ساختند و بنیاد آن خاندان بر انداختند، و این ضعیف نخیف تدقیست که در دیار غربت بصد گونه کز بیت می گذرانند، متوقع از بندگان آستان سلطنت نشان آنکه بنده را بدرگاه و سلاطین پناه طلبند تا باشد که بنیمن دولت آنحضرت بطن مالوت رسد مضرع غریب را دل آواره با وطن باشد،

حضرت خاقان سعید ببادشاه بیجا نگر نوشت که چنین استماع افتاد که فتح خان از فرزندان سلطان فیروز شاه پناه بان

له آبا آگ: نمود، که دراک از بیجا آس- ۵۵۵ من و درگاه فقط آباک، که آبا ب

—، — آ: شرد و بجای شرط، که ملو خان و سارنگ خان از امراء سلطان فیروز شاه تعلق بودند و بعد از وفاتش استیلا و انعام یافته سلطان محمود حمیرا فیروز شاه را بپادشاهی

برداشته حکومت هندوستان بدست خود گرفته، ملو که برادر خود بود با سلطان محمود در دلی بود

و سارنگ در نشان پادشاهی ۱۴۱۲ هجری و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۰ هجری ۱۴۵۵ و ۱۴۵۵ هجری و ۱۴۵۵ هجری

با عا و فرست بنیل ملو خان و سارنگ خان، که آبا ب —، که فقط آ: غریب و بجای غربت

درگاه آورده، اکنون اگر توانند او را بملکیت پدران اورسانند
والا او را بدرگاه هایون فرستند تا لشکرهای جهان، همراه
او ساخته بعد قضا الله تعالی او را بولایت آباء و اجداد او
رسانند، و بر سرور سلطنت نشاند. **بیت**
شاه رخ خسروی که بنده او

در جهان پادشاه نشان باشد

و مولانا عظم نصر الله جناب دی برسم رسالت معین گشت
و برای مولانا انعام و احکام و علوه و اسبپ یام و جهت پادشاه
بیجا نگر بیلک و تحفه یراق فرمودند، و مولانا بموجب فرمان روان شد
۱۰ و نوبتی حضرت خاقان سعید از موجب توقف در ولایت هر روز
پرسید، و فقیر شکایت گونه از حکام آنجا بعرض رسانید، آنحضرت
را خاطر هایون از خباثت هر موزیان دگرگون شد، و حکیم جانمطاع
از توقف جلال نفاذ یافت که وزیر هر موز خواجه محمد بغدادی را بایون
اعلی آوردند، و از موجب تاخیر که نسبت به فقیر واقع شده تفحص
بلغ نمایند، و فرستاده فقیر حاجی یوسف بولایت هر موز رفته نشان
برایشان خواند، و مضمون حکم هایون هر موز بیان را شنوید، و در
۱۳۹۴ دیدن هر موز دست در میان خواجه (۱۳۹۴) محمد بغدادی زد و گفت:
نشان عالم مطاع آنست که ترا بدرگاه عالم پناه برم تا در دیوان اعلی
له معصف بیت ذیل الزری را بقصر فی آورده است: شاه سبخر که کترین خدمش - در جهان اعلی
(کلیات الزری ص ۱۲۴)، به با آک: جارج الفضائل مولانا ناصر الدین نصر الله (بجای نصر الله)
بیت: ناصر الدین نصر الله که فقط آک: محمد علی (بجای محمد)، به فقط آ: حاجی د. بجای خواجه
به فقط با: نمود (بجای زد)،

(٤٣١) محي الدين ابو القباس احمد بن ابراهيم بن ابي
ياسين المعروف بالحنبل البغدادي
الوكيل

ذكره الحافظ زين الدين ابو الحسن ابن القطيعي في تاريخه
وقال: سمع ابا بكر محمد بن عبد الباقي الانصاري قاض
المارستان، وكان عارفا بالحساب وكتابة الشروط و
البيجلات وظهر عليه ما اوجب عزله وجبسه وكانت
وفاته في سنة اربع وتسعين وخمس مائة ودفن
بمقابر الشهداء من باب حرب؛

(٤٣٢) محي الدين ابونصر احمد بن ابراهيم بن الحماي
المرندى الكاتب

ذكره الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب
معجم السفر؛ وقال: رأيت بشغري، وانشدنا قال:
انشدنا الرئيس منصور بن مكان الكاتب بأرمية
لنفسه:

يَقُولُونَ جَمَعَ الدُّرَّ الْقَلْبَ قُتْقَةً
وَهَذَا مُحَالٌ لَيْسَ يَقْبَلُهُ فَهْمِي
لَأَنِّي مَلَأْتُ الْقَلْبَ مِنْ دُرِّ فِطْنَتِي
فَأَضْعَفَتْ حَتَّى قَوِيْتُ مِنَ السَّقَمِ

له بالفن الميم والراء وسكون النون وفي آخرها الدال المهملة نسبة إلى
مرند وهي بلدة من بلاد انديجان مشهورة معرفة، كتاب الانساب ص ٥٢٢؛

(٤٣٣) محي الدين ابو العباس أحمد بن ابي منصور أحمد

ابن أحمد بن ينال المعروف بالترك

الاصفها في الصوفي المحدث

ذكره الحافظ جمال الدين ابو عبد الله بن الدبيشي، وقال

سمع باصفهان ابا مطيع محمد بن عبد الواحد المصري

وابا محمد عبد الرحمن بن حمد الدوني، قال: وسمع ببغداد

في صباحه من ابي طاهر عبد الرحمن بن أحمد بن يوسف

ومن ابي البركات عبد الكريم بن هبة الله بن الخوي

وكانت وفاته باصفهان سنة خمس وثمانين و

خمس مائة؛

(٤٣٤) محي الدين ابوسعيد أحمد بن الحسن بن أحمد

ابن علي بن الخصيب الخانسانري الاديب

له الشذرات ٣: ٢٨٣ هـ ٥٠٥ هـ؛ الشذرات ٣: ٣٠٥ هـ ذكره الحموي تحت

مادة خانسانر وهي قرية من قرى جرباذقان فقال: ينسب اليها

أحمد بن الحسن بن أحمد بن علي بن الخصيب ابوسعيد الخانسانري سم

من ابي طاهر محمد بن أحمد بن عبد الكريم وغيره) قاله يحيى ابن منته

انتهى قول ياقوت؛ وتوفي أبو طاهر الكاتب الاصفهاني الذي ذكره ياقوت

سنة ٢٢٥ هـ كما ذكره ابن العماد في الشذرات (٣: ٢٤٣) وكان اقوى يحيى

ابن منته سنة ٥٥٠ هـ؛ فبيان ياقوت سأل؛ اما أبو طالب محمد بن أحمد

ابن عبد الكريم فلم اتف له على اسم فبيان المصنف في معرض

الشك بعد؛

ذكره أبو طاهر أحمد بن محمد السلفي في كتاب
معجم السلف وقال: رأيتُه مجرباً ذقان، وروى لنا عن
أبي طالب محمد بن أحمد بن عبد الرحيم الكاتب
باصفهان؛

(٤٣٥) محي الدين أبو العباس أحمد بن الحسن بن أحمد
يعرت بأبن الدويرة البصري الفقيه
من بيت العلم والحديث والفضل والادب وكان
فقيهاً مناظراً عالماً؛

(٤٣٦) محي الدين أبو العباس أحمد بن الحسن بن أبي
البقاء بن الحسن العاقولي ثم البغدادي
المقري

ذكره محمد بن سعيد في تاريخه، وقال: هو عاقولي
الأصلي بغدادي المولد والمنشأ سمع أبا منصور عبد
الرحمن بن محمد القزاز وغيرهم، وكان صحيح
السماع حدث بالكثير وأقرأ الناس وكان رجلاً
صالحاً، وكان يتلو القرآن المجيد بصوت طيب و
أداء حسن، روى لنا عنه شيخنا محي الدين عبد الرحمن

له لم أرق له على اسمه ولعله غير أحمد بن أحمد بن أبي الحسن
ابن دويرة البصري شيخ الحنابلة المتوفى سنة ٦٥٢ م ولهذا الأخير ترجمة
في الشذرات (٥: ٢٥٩) له ذكره ابن العماد في الشذرات حوادث
سنة ثمان وستمائة؛

ابن ابى البركات الحزبي، وتوفي في ثامن ذى الحجة سنة
ثمان وستمائة، ومولده يوم عاشوراء سنة ست و
عشرين وخمسمائة؛

(٣٤) محي الدين ابوالعباس احمد بن ابى الحسن بن
عبد الرحمن بن عثمان بن الرفاعي الشيخ
العارف

كان من اجل مشائخ العراق الذين شاع ذكرهم
في الافاق، وله الكلام الترفيع والاسلوب البديع،
من ذلك قوله: ما عرف من قال ولا قال عرف،
روى لنا عنه الشيخ ابراهيم بن علي المعروف بالاعرب
(٣٨) محي الدين ابوالحسين احمد بن ابى طاهر حمزة
ابن علي بن الحسن بن الحسين المعروف
بابن الموازيني السلمي الدمشقي المعدل
المحدث

ذكره ابن النجار وقال: كان من اعيان العدل ولبيد مشق
وهو اخو ابى المعالي محمد، سمع جدّه وقد مر بغداد
سنة تسع واربعين وخمس مائة، و

له: ست مائة: والتصحيح من الشذرات حيث قال: توفي عن ثلث
وثمانين سنة؛ له محي الدين المقدم ذكره؛ له ذكره ابن العماد
وقال: توفي وهو في عشر التسعين؛ الشذرات (٢٨٣: ٢٨٤)

سمع من أبي الكرم المبارك بن الحسن ابن الشهرزوري
 وغيره، وماد الى دمشق، وحدث ببغداد، وكانت
 وفاته يوم مشق في منتصف المحرم سنة خمس
 وثمانين وخمس مائة، ودفن عند اهله بباب
 الصغير؛

(٤٣٩) محي الدين ابو العباس احمد بن داود بن
 بادل بن علي الازيلي الخطيب
 اشدله شيخنا تاجر الدين ابوطالب علي بن انجب
 ابن الساعي :-

الايها المولى الذي سار ذكره
 واثقلنا دون البرية بره
 اهنيك بالعام الجديد وانما
 يهنئ بك العام الجديد وعشرة

(٤٤٠) محي الدين ابو العباس احمد بن علي بن سعيد
 بن علي الخوزمي الصوفي

ذكره ابن الديلمي في تاريخ واسط، وقال سكن
 واسط واقام بها برباط الضربتي وقرأ بها القرآن
 المجيد على جماعة من اصحاب ابي العز القلانسي

له كمال الدين الشهرزوري المتوفى سنة ٥٥٠ هـ ؛ الشذرات (٤٣٩، ٤٤٠)

واخطأ في النسبة فقال السهم وردني ؛ له محمد بن الحسين بن بندار

الواسطي المتوفى سنة ٥٢١ هـ ؛ الشذرات (٦٢، ٦٣)

وسمع بها من القاضي أبي علي الحسن بن إبراهيم
الفارقي، وقد مر بغداد سنة أربع وثلاثين وخمس
مائة وسمع بها من القاضي أبي بكر محمد بن عبد
الباقي الأنصاري وغيره وعاد إلى واسط وتوفي في جمادى
الأولى سنة سبع وسبعين وخمس مائة؛

(٤٢١) محي الدين أحمد بن علي بن أبي المعالي الجاجري
(٤٢٢) محي الدين أبو منصور أحمد بن عثمان بن يوسف
الجزري

من كلامه: ولأني استنيب (من) رآه أهلاً
للاعتقاد في سائر البلاد والاقطار بخراسان والعراق
وما سواها من الأمصار، فهو المحكم عند اختبارهم
وارضاءهم في عزهم وامضاءهم، وليس لأحد
من الملوك والولاة وأرباب الأكرات والنواب و
الشجعان في مزاحمتهم مطعم، ولا في قوس منازعتهم
منزعة، بل يمتكنوا في النيابة عنه من يراه أهلاً
ويرضيته وينتموا إلى اقتضى (كذا) في تحصيل مقاصدهم
ومساعييه؛

(٤٢٣) محي الدين أبو الفضل أحمد بن محاسن البقل
الصوفي

له (م ٥٢) الشذرات (م ٣، ٤) مرآة الجنان (٢٥٢: ٣) له زوائد من القياس
له نسبة إلى البقل ونحوه من الفواكه، ولعل بعض أبا المترجم كان يبيعها؛

كان من اعيان الصوفيّة والمشائخ، ذكره لي صدقنا
 الامير الفقير عماد الدين ابو المظفر احمد بن الحسن
 ابن عجله واثني عليه، وقال كان كريم النفس جميل
 الاخلاق ويتولى خدمة المسافرين الصادقين الواردين
 بنفسه مع كبر سنّه، بزاوية البقلي، وتوفى بالزاوية
 سنة تسع وتسعين وستمائة؛

(٤٢٢) محي الدين ابو الفتوح احمد بن محمد بن احمد
 ابن عبد اللطيف الكيشي الفقيه

سمع ببغداد الحديث على جماعة من الشيوخ، وبها
 تآذّب، وعلى مشائخها كتب، ولما خرج والده من
 بغداد كان في خدمته، وانتقل الى شيلان واقام
 بها، وكان عالماً بالفقه والادب، انشدني زين
 الدين ابو احمد له :-

له كلمات الغُر يزهُو نظامُها

على الارض جاذبة غزار السحاب

رسائل تغني عن قنا الخط خطها

وكتب بها تقرى صدور الكتاب

وجاءنا نفيه سنة تسع وسبع مائة روى لنا عنه

اخوه شيخنا زين الدين ابو حامد محمد؛

(٤٢٥) محي الدين ابو سالم احمد بن ابي النجم بن محمد

ابن عبد المنعم الاسدي الابهري

القاضي المحدث

ذكره الحافظ صائغ الدين ابورشيد بن الغزال
 الاصفهاني في كتاب الجمع المبارك والنفعة المشاركة
 وقال كان قاضي ابهر وهو مسن جاوز مائة سنة
 سمع الكثير وله اجازة من ابى بكر النجوى لثرفاني
 و ابى على الحسن بن احمد المقرئ وغيرهما اجاز
 لمن ادرك حياته بجميع مسموماته وتوفي بعد
 سنة ست مائة باهر

(٤٢٦) محي الدين ابو منصور اسعد بن نصر بن اسعد

العَبْرَتِيّ الاديب

ذكره ابن الدبيثي في تاريخه وقال: قرأ على
 الشيخ حجة الاسلام ابى محمد عبد الله بن احمد
 بن احمد بن احمد ابن الخشاب، وتادب وقال الشعر،
 ومن شعره :-

قل لمن يشكونا حادِمْنا يَرْجِيهِمْ
 لا تضيّقْ اذا جا — بما لا تشتهيهِ
 ومتى ناك دهرٌ حالت الاحوال فيه
 فوّض الامر الى الله تجد ما تبغيه

له نسبة الى عبدة قرية بنو اسى التهرودان؛ مجمع البلدان (٣: ٦٠٨)

له المتوفى سنة ٥٦٤ هـ ذكره ابن العماد في الشذرات (٣: ٧٨) ولم

يذكر الا احمد بن اثنين في ابائه؛

واذا علقت أما — لك فيه بينيه
جرت عن قصد حتى قيل: ماذا بنبيه
وكانت وفاته في عاشر شهر رمضان سنة تسع
وثمانين وخمسمائة؛

(٤٢٤) محي الدين ابوالفتح اسعد بن ابي نصر الميمني
مدرس النظامية

ذكره تاج الاسلام ابوسعيد عبد الكريم بن محمد
السبعاني في كتاب المذيل وقال: تفقه على جدي
ابي المظفر السبعاني وعلى الموفق الهروي بسرو،
وبرع في الفقه وفاق اقرانه في حدة خاطر وجري
اللسان ولما قصد العراق وورد بغداد فوض اليه
التدريس من [في] المدرسة النظامية وعلق
الناس عنه تعليقه في الخلاف وتوفي بها سنة احدى
وعشرين وخمسمائة؛

(٤٢٨) محي الدين ابو محمد اسماعيل بن احمد بن
محمد البغدادي الفقيه النحوي
قرأت بخطه:-

سلمت يوم غداؤه يوما فمارد السلاما

له ذكره السبكي فزاد محمدا بين اسعد وابي نصر وابن خلكان
فلقبه مجد الدين وكل يأخذ كلامه من اللذيل وعلل الاقرب الى الصواب
فيهم هو المصنف. انظر طبقات الشافعية (٢: ٢٣٠) والوفيات (٦٤١)؛

من ليس يشبعني حلاً — مأكيت يشبعني طعاماً
 (٤٣٩) محي الدين اسماعيل بن يحيى بن جهبل
 الدمشقي

كُتِبَ في الاجازة الواردة من دمشق سنة ست
 وتسعين وستمائة محمد بن محي الدين اسماعيل
 في جماعة وُكِّتُ فيها؛

(٤٥٠) محي الدين ابوبكر بن ابى الحسن بن عبد
 الرحيم الرفاعي البطائحي الشيخ الزاهد
 من البيت المعروف بالزهد والدين والتقوى بالعبادة
 والمعرفة واليقين وله المريدون الذين تشبهوا
 به في العبادة وحفظ الاوقات والاشتغال بمكارم
 الاخلاق وبذلك اشتهروا في العراق وظهرت
 اثار نجابتهم في جميع الافاق؛

(٤٥١) محي الدين ابوبكر بن عبد الله بن عمر الدمشقي
 خطيب بيت الابرار [١١٢ ٤]

له ذكر ابن حجر في الدرر الكامنة ترجمة اسماعيل بن يحيى بن
 اسماعيل بن طاهر بن نصر الله بن جهبل محي الدين (٢٦٦ - ٤٣٠) و
 اخيه احمد بن يحيى شهاب الدين (٦٤٠ - ٤٣٣) وابنه محمد بن اسماعيل
 ابن يحيى صلاح الدين؛ راجع (ج ١ ص ٣٢٩) ٣٢٣ و ج
 ٣ ص ٣٩٢ من الدرر الكامنة؛ له وقد تقدمت منهم ترجمة
 محي الدين ابراهيم بن علي الرفاعي؛ له المتوفى سنة ٦٩٩؛ الشذرات (٥٥١: ٥٥٤)؛

ذكره شيخنا صدر الدين ابو الحجام ابراهيم بن
 شيخنا الشيوخ سعد الدين محمد بن المؤيد الحموي
 الجويني في معجم شيوخه، وقال: سمع المائة الشرحية
 على ابن اللتي؛

(٥٢) محي الدين ابو المفاخر بيان بن احمد بن محمد
 ابن خميس الرماfi الواسطي المقرئ
 قال ابن الديلمي في تاريخه: هو من رصافة واسط،
 قدم بغداد وتفقه بالمدرسة الثقتية بباب الأزج
 على مدرستها شرف الدين يوسف بن بندار الدمشقي
 وسمع ابا الفضل احمد بن صالح بن شافع الحنبلي وعاد
 الى بلده، وانشد قال: انشدنا قوام الدين يحيى بن زيادة
 نفسه:-

كُلُّ ظُلُمٍ تَزُولُ دَوْلَتُهُ وَلَيْسَ مَا سَقَنَ مِنْ اَذَى نَأْلٍ
 كَحَيَّةٍ خَوْفَ سَئِمٍ قُتِلَتْ وَسَمُّهَا بَعْدَ قَتْلِهَا قَاتِلٌ

(٥٣) محي الدين ابو القاسم جعفر بن المظفر بن ابي سعد
 يعرف بابن المنعم البوراني المحدث

ذكره العدل زين الدين ابو الحسن ابن القطيعي في تاريخه
 (وقال: كان شيخا صالحا سمع ابا الحسن سعد الخيزرين
 محمد الانصاري وابا الوقت عبد الاول بن عيسى السجزي

لعم ٥٢١هـ؛ الشذرات (٢: ١٢٨) ٤ م ٥٥٣هـ؛ الشذرات

وغيرهم^١ وانشد عنه:-

يقولون ساداً لا دلولن بعصيرنا
وصار لهم مالٌ وخيلٌ سوابق
فقلت لهم شاخ الزمان ولم يزل
يفرزن في أخرى الدسوت البياض
توتى في ذى الحجة سنة ثلاث وستمائة؛

(٥٢) محي الدين ابو محمد الحسن بن عبد الله بن محمد

ابن النجار البغدادي المعدل

سمع ابا اسحاق ابراهيم بن عثمان بن يوسف بن ايوب

الكاشغري بقراءة عماد الدين علي بن عبد الملك بن

ابي الغنائم بن بصلا سنة اربع واربعين وستمائة

(٥٥) محي الدين ابو محمد الحسن بن علي بن الحسن

ابن علي بن عامر الموصلي الفقيه

حدث بالموصل عن الخطيب مجد الدين ابي الفضل

عبد الله بن احمد بن محمد الطوسي في ذى القعدة

سنة ست وتسعين وخمسماية في مسجده المعروف

في بني مائدة، حدث بكتاب سر رسول الله صلى الله عليه

وسلم؛

^١ م ٥٢٥؛ الشذرات (٥: ٢٣٠)

^٢ المترجم في ص ١٢٦ من هذا الكتاب؛

(٤٥٦) محي الدين ابوالحسن ابن عمر الدين ابى الفضائل
ابن عبد الحميد القزوينى قاضى تبريز
[و] قاضى القضاة باذربيجان

كان من اجل القضاة واعلمهم بالفقه والاصول واحذقهم
بالمقول عن الرسول او قضى شيخنا قطب الدين ابوالثناء
محمود بن مسعود الشيرازى على ما كتب له لما سمع عليه؛
يقول افقر عباد الله ابوالحسن على بن ابى الفضائل بن
عبد الحميد القزوينى: سمع على كتاب شرح السنة، و
سمعت من الامام السعيد شمس الدين ابى الكرم عبد
الغفور بن بدل بن حمزة البزورى التبريزى بروايته عن
حفدة عن مصنفهم؛ وكنت سمعت عليه مجلسا من
المصابيح وكتب لى الاجازة وكانت وفاته فى ذى الحجة
سنة سبع وتسعين وستمائة بتبريز؛

(٤٥٧) محي الدين الحسن بن محمد بن سعيد - يعرف
بالبناء - البغدادى المعدل الخطيب بجامع
بهليقا

شهد عند قاضى القضاة عماد الدين الزنجاني سنة
احدى وسبعين وستمائة، وكان اليه الخطابة بجامع
بهليقا والامامة بمسجد الناصر المقابل لسوق الحميد

له كتب عليه المصنف: اسمه على؛ وسيتم له مرة اخرى بهذا الاسم؛ له (٦٣٢) -

توفي في المحرم سنة اربع... ومولده سنة خمس
... وستمائة؛

(٥٨) محي الدين ابو محمد الحسن بن صدر الدين محمد
ابن عبد الله المرائي قاضي مراغة

تقدّم ذكر والدّه وكان محي الدين مشكور الطريقة جميل
السيرة قد هجّدا به لما ولي الوزارة وغصب املاك الناس
واستمرّ على مواظبة درسيه وانشأ لنفسه مدرسة جميلة
وقفها على الاشاعرة من فقهاء الشافعية، وقف عليها
الوقوف الجليلة، ومحي الدين المذكور هو الذي مدحه
معين الدين الطنطراي بالقصيدة الممتزجة بالالفاظ
الفارسية والعربية اؤلّها -

تركّ وجّدت الدّرومن درمات؛

(٥٩) محي الدين ابو الفضل الحسن بن جمال الدين يوسف
ابن الحسن بن ابي القاسم بن مسينا السوراني
الصدر

من اعيان الصدور واكابر هموله النفس الشريفة و
الهمة العالية والعرفه باحوال الممالك اجتمعت
بخدمته وسألته عن نسبه فذكر لي ان جدّه ابا القاسم
كان فاضلاً ذا القدر جليل الشأن اشتغل عليه جماعة

له دعه بياض بالاصل لم نستمكن من تكميله؛ سمع اسماعيل بن
محمد الاقي ذكره؛

في العلوم الدينية والمعارف الادبية، وله تصانيف؛
(٤٧٠) محي الدين ابو عبد الله الحسين بن مسعود بن الحسين
البغدادى الخطيب -

كان فقيهاً اديباً، روى عن النبي صلى الله عليه وسلم:
من كان في قلبه مثقال ذرة من الكبر لم يرح راحة الجنة
ثم قدراً ليس في جهنم مثوى للمتكبرين؛ وقال بعض
الحكماء اياكم والكبر فان ابليس لما تكبر عن امتثال
امر الله قال له: مَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرِجُ اِنَّكَ
مِنَ الصَّاغِرِينَ ٥ وقال في حق ابليس: اَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَ
كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ٥

(٤٧١) محي السنة ابو محمد الحسين بن مسعود بن محمد
الفرما البغوى المروذى الفقيه المحدث
كان من كبار الفقهاء المجتهدين تفقه على القاضى الحسين
المروذى ولازمة جميع عمره حتى صار مجتهداً في العلوم
الشرعية وال اخبار النبوية، وصنف كتباً مفيدة منها كتاب
معالم التنزيل وكتاب شرح السنة وكتاب مشكل
القرآن وكتاب التهذيب وكتاب المصابيح، وكان
حسن السيرة كثير العبادة ومولداً في جمادى الاولى سنة

٤٥٠ سورة الزمر الآية ٧١ ٥ سورة المرات الآية ١٢ ٥ سورة البقرة الآية ٣٢ -

٥ انظر تراجم البغوى في طبقات الشافعية (١٢: ١٢٠ - ٢١٤) وتذكرة الحفاظ
(٥٢: ٢٠١) والشذرات (٣: ٢٨٠)؛ و بروكلمن (١: ٣٧٢) والمصادر التي ذكرها

اثنين وثلاثين واربع مائة وثو في سنة ست عشرة و
خمس مائة، ودُفِنَ بمقبرة طالقان عند شيخه وقبره
ظاهر يزاد ويتبرك به؛

(٤٦٢) محي الدين ابو مسلم داود بن محمد بن الحسن
القزويني الصوفي

ذكره الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد السلفي في كتاب
معجم السلف وقال: رايته بهمدان وروى لنا عن ابي بكر
ابن الطحان الصوفي بقزوين وانشده بعض اهل
الادب

العلم ياتي كل ذي خفض ويرفع كل ابي
كالماء يصعد في الوها - وليس يصعد في الروابي

(٤٦٣) محي الدين ابو محمد رزق الله بن ابي بكر بن المحسن
الفارسي الزاهد

كان من عباد الله الصالحين الزهاد العباد الذين لا يأوون
الى البلاد اجتمع به الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد
السلفي بالزبيدية قال: وهي على فراخ من واسط، وكان
صاحب رياضات بدنية وله كلمات ذوقية؛

(٤٦٤) محي الدين ابو سالم ابن اسد الفارقي الرئيس
ذكره القاضي ابن الارزق في تاريخ ميفارقين وقال:

له هو احمد بن يوسف بن الارزق : ذكرنا ترجمته
في زيادات كتاب الكاف (ص)، نلتراجع؛

لتأخذه الوزير عميد الدولة بن جهير من ميثافارقين
 واستوزرة المقتدي بامر الله وتلا ذلك موت السلطان
 ملكشاه سنة خمس وثمانين واربعمائة اضطرب
 امر ديار بكر بخلوة من امير ووزير مدبر وكان
 ناصر الدولة منصور بن مروان بجرجي من اعمال بغداد
 فلما سمع بذلك تحرك الى الجزيرة فاخذها وانفذ
 الى ابن اسد وكان رأس الجبال والرعاع يدور في
 البلد ويحفظ السور فانفذ اليه ناصر الدولة ليسلم اليه
 البلد فاجاب الى ذلك فوصلها في المحرم سنة ست
 وثمانين وسلمها اليه ابو سالم بن اسد فلما استقر
 امره بها استوزره ولقبه محي الدولة، واقام ناصر الدولة
 الى ربيع الاول من السنة فنزل تاج الدولة تتش
 بعساكره على ميثافارقين فخرج ناصر الدولة من باب
 الهود ودخل على الامير الحاجب وابي النجم الوزير
 وكانت مدة دولته خمسة اشهر وهرب محي الدولة
 ثم جاء الى تتش فضرب عنقه بحدان سنة سبع و
 ثمانين واربعمائة؛

(٤٦٥) محي الدين ابوصالح سليمان بن محمد بن سالم

[١١٥] له م ١٠٩٣؛ الواقى بالوفيات ج ١ ص ٢٤٢ له ٢٢٨ - ٢٨٤؛ له

٢٨٨؛ له م ٢٨٩؛ الكامل ١٠: ١٠٤ توفي مقتولا سنة ٢٨٨؛

الكامل ١٠: ١٠١ -

البغدادى الكاتب

من كلامه: لَمَّا كَانَتْ ظِلَالُ عَوَارِفِ مَوْلَانَا اعْتَرَى اللَّهُ
الْإِسْلَامَ بِاعْزَازِ سُلْطَانِيهِ وَآظْهَرِ فِي الْخَافِقِينَ سَاطِعَ
بِرْهَانِهِ وَاعْلَى كَلِمَةَ الْحَقِّ بِاعْلَاءِ كَلِمَتِهِ وَشَانِهِ
وَارْفَهُ عَلَى كُلِّ سَبِيٍّ مُوجُودٍ وَمَرَاحِمِهِ الْعَسِيَّةِ شَامِلَةً
لِكُلِّ مَيِّتٍ مُفْقُودٍ كَمَا قَالَ جَلَّ وَعَلَا وَرَحِمَتِي وَسِعَتْ
كُلَّ شَيْءٍ لَهُ

(٤٦٦) محي الدين ابوالتقي صالح بن جعفر بن صالح بن
عُمَر بن علي بن أبان القرشي الكوفي
قاضي الحلة

له نسب متصل بأبان بن عثمان بن عقان ولي قضاء
الحلة السيفية بعد القاضي شمس الدين علي بن محمد
بن علي الرامهرمزي وكان عارفاً بالفقه و أصوله
له اخلاق حسنة، وكان يتأدبُ اشدني شيخنا
جلال الدين عبد الحميد بن فخر، قال: سمعته يُفَشِّدُ -

ميهات ميهات كل الناس قد قلبوا

في قالب الغدر والاعجاب والملتق

فان تخلق منهم بالنعمى رجل

عادت به نفسه يوماً الى الخلق

ورأيت سماعه على شيخنا كمال الدين

طه سورة الاعراف (٤) الآية ١٥٦؛

علي بن وضاح الشهرابي؟
 (٤٧) محي الدين ابوالقاسم صالح بن تقي الدين عبد الله
 ابن جعفر يعرف بابن صباغ الاسدي
 الكوفي المدرس

من فضلاء الدهر واعيان علماء العصر رأيت لما
 دخلت الكوفة سنة احدى وثمانين وستمائة
 واوقفني الشيخ العدل الامير جلال الدين ابوهاشم
 محمد بن شيخنا شمس الدين ابى المناقب محمد بن احمد
 الهاشمي الحارثي في شهر ربيع الاول سنة اربع عشرة
 وسبعمائة [على] نسخة ما كتبه في الاجازة له ولولده
 الولد النجيب شمس الدين ابى المناقب محمد واخته
 والمختصر الذي نظمه ارجوزة في الفرائض ووسمه
 بكتاب الكافية في علم الفرائض تراها عليه وكتب
 له من شعره :-

عد عن العالم ان رمت العلى
 وغيب عن الاعراض والجواهر
 فبهرها طلاق كل واحد

له ارجع كتاب الكافي ص ٢٢٩، والزيادات المتعلقة بها؛ ص ٢٤٠، ٢٤١؛ انظر

لدرر الكامنة ٢: ٢١٠، وتاريخ العراق ١: ٥٠٢ - -

ص ٢٤٠، ٢٤١؛ تاريخ العراق (٢٥٥١)

والجدّ في الظلماء والهواجير
 سيما المحب ان يكون قلبه
 مُنْعَمًا من لَمَمِ الخواطر
 بث جنود الجدد في تغزاهوى
 في ميم قواضٍ بواقيد
 نادر عن الاوطان وهو حاضِر
 يا عجبًا الحاضر مسافر
 جسم خراب وفؤاد عامر
 فكان بين عامر وغامر
 سرائر العشاق لا يعرفها
 الآفئ مطهر السرائر

وله اشعار ذكرتها في كتاب نظم الدرر الناصحة؛

(٤٦٨) محي الدين ابو العزّ صالح بن عبد الله بن منصور بن

ابي طاهر - يعرف بابن القليل - المضرى

الكوفي المقرئ الخطيب الواعظ

من افاضل العصر والكابر علماء الزمان وهو اخو شمس

الدين الذي تقدّم ذكره ممّن اجاز العدل الامين

جلال الدين اباهاشم محمد بن شيخنا شمس الدين

ابى المناقبين ابى ابو الفضائل الهاشمى الحارثى الكوفى

سنة ثلاث عشرة وسبعمائة؛

وله تصانيف في الفقه وعلم الحساب

(٤٦٩) محي الدين صحر بن احمد بن سعيد - يعرف بابن

خطيب الطيب - الطيبي المعدل

ذكره شيخنا ظاهر الدين ابوالحسن علي بن محمد بن محمود

الكاظمي في تاريخه وقال: شهد عند اقضى القضاة

نظام الدين عبد المنعم البندنجي قال: وتوفي في ثالث

شهر رمضان سنة خمس وسبعين وستمائة؛

(٤٧٠) محي الدين ابوالفضائل طاهر بن محمد اسماعيل

ابن ركن الدين يحيى بن اسماعيل الشيرازي

(٤٧١) محي الدين ابو محمد عبد الله بن ابراهيم بن عبد الله

ابن مرزوق العسقلاني المحدث

قرأت بخطه :-

حق متى لا تزال معتدلاً من زلة منك ما تجانبها

لا تتقي غيها عليك ولا ينهالك عن مثلها عواقبها

لترك الذنب لا تفارقه اليس من توبة تطالبها

(٤٧٢) محي الدين ابو محمد عبد الله بن ادريس الانباري

المعدل

ذكره شيخنا تاج الدين ابوطالب في تاريخه، وقال:

وفي شوال سنة اثنين واربعين وستمائة صرف

العدل محي الدين عبد الله بن ادريس الانباري من

نظارة التمرين بسؤال منه لذلك ورتب عوضه الشيخ

قطب الدين محمد بن سكيته، شافهه الوزير مؤيد الدين
محمد بن العلقى بذلك؛

(٤٤٣) محي الدين ابو محمد عبد الله بن اسحاق بن هارون
اللمطى الامير

سمع كتاب عوارف المعارف على مصنفه شيخ الشيوخ
شهاب الدين عمر بن محمد البكرى السهروردى بقرائة
عز الدين حسن بن حيدر بن حسين البيهقى في جماعة
في العشر الاول من شوال سنة تسع وعشرين وستمائة
بمدينة السلام برياض المأمونية؛

(٤٤٤) محي الدين ابو محمد عبد الله بن المبارك بن احمد
ابن سكيته البغدادى المقري

شيخ من اهل القرائن المجيد من بيت معروف
بالقراءة، وكان والدك يؤتم بالامام المسترشد بالله
وقتل معه لما قتل بمراغة سنة تسع وعشرين و
خمس مائة، سمع ببغداد ابا محمد عبد الله بن على المقري
سبط ابي منصور الخياط و ابا الفرح عبد الخالق بن احمد
ابن يوسف و ابا الوقت عيد الاول وتوفي في شعبان سنة

١٠٤٠ كان الوزير العلقى اذ ذاك استناد الدار ثم ولى الوزارة سنة ٤٢٣ هـ واستقر
عليها الى سنة ٤٥٦ هـ؛ راجع تاريخ العراق ١: ٢٠٤-٢١٢؛ ٢: ٤٢٣-٤٢٤؛ الشذرات
١: ١٣٣؛ انظر وقعة قتل المسترشد بالله وقتل ابي عبد الله [المبارك] ابن سكيته معه

في تاريخ الكامل (١١: ١٢) ٢: ٤٢٣ هـ شذرات ٢: ١٢٠

عشر وستمائة؛

(٤٤٥) محي الدين ابو العلاء عبد الله بن محمد بن داود

ابن محمد بن داود التبريزي الفقيه

سمع الحديث او رد بسنده عن اسماء بنت يزيد قالت:
كنت فيمن رقت عائشة الى النبي صلى الله عليه وسلم
فعرض علينا لبنًا، فقلنا: لا نشتهي؛ فقال: لا تجمعن
كذبًا وجورًا؛

(٤٤٦) محي الدين ابو الفضل عبد الباقي بن ابي بكر بن محمد

ابن عبد المنعم بن عيسون السنجاري القاضي

من البيت المعروف بالعلم والفضل والعلم والقضاء و
العدالة وهو الذي توجه صحبة مولانا قطب الدين محمود
ابن مسعود الشيرازي الى مصر لما توجه رسولاً من السلطان
احمد تكوتار بن هلاكو سنة احدى وثمانين وستمائة
وتخلف بمصر؛

رأيتُهُ تبريز وكتب عنه، وكان فاضلاً عالماً، انشدي: —

تجاهلتُ لما لم ار العقلُ نافعاً

وانكرتُ لما كنتُ بالعلم ضائعاً

وما نفعي عقلي وعلمي وفطنتي

اذا بئتُ صفر الكعب الكيس جائعاً

له ذكر صاحب الحوادث الجامعة (ص ١٢٢) رسالة قطب الدين الشيرازي وليس

لهم هناك ذكر؛ ٢٤ ٦٨٣ هـ؛ تاريخ العراق (١١ ٣١٩١) بما بعد

(٤٤٤) محي الدين ابو الخير عبد الله الدائم بن محمود بن مودود

ابن بلدجي الموصلى الفقيه المحدث

ذكره لنا اخوه شيخنا مجد الدين ابو الفضل عبد الله بن بلدجي وقال: سمع معي بقراءة والدى على المشائخ؛ وكتب الى بالاجازة بسعي صاحبه وشيخنا شمس الدين ابى العلاء الفرضى سنة ثمانين وستمائة، وذكر فى الاجازة بخطه ان مولده بالموصل فى يوم الثلاثاء السادس عشرة من جمادى الآخرة من سنة اربع وستمائة، وتوفى بها فى يوم الاثنين ثالث شوال سنة ثمانين وستمائة ودفن بمقبرة قضيب البان؛

(٤٤٨) محي الدين ابو محمد عبد الرحمن بن احمد الطفسونى

شيخ الفقهاء [١١٣ ٤ / ١١٤ ٤]

كان من اكابر مشائخ العداقى المعتبرين؛ ومن اولاد الشيخ سيف الدين عيد الطيف بن محمد بن ابى المعالى بن عمر وقد تقدم ذكرهم؛

(٤٤٩) محي الدين ابو البركات عبد الرحمن بن احمد بن

ابى البركات الحرثى المحدث قيم حضرة

له راجع الجواهر المضيئة (١: ٢٩٨ - ٢٩٩)؛ له نسبة الى طفسونج

وهى لغة فى طيسفون مدينة بجانب دجلة من مدائن القرس القديمة

مجمع البلدان (٣: ٥٣٤) ولسترنج ص ٣٣ بما بعد؛ له كتب

فوقه؛ ويعرف بعبد المحي؛

الامام احمد بن حنبل رضي الله عنه
كان من المشايخ الثقات والرواة الاثبات، وكان مليح
السمت محفوظ الوقت، جمع له الشيخ المفيد جمال
الدين ابوبكر احمد بن علي القلاسي مشيخته وسمها
نوامي البركات في مشيخة ابي البركات سمعها على
شيخنا بقراءة مخزجها، وسمعها عليه شيخنا السيد
المعظم عياث الدين ابوالمظفر عبد الكريم بن
طاووس الحسن في جمادى الاولى سنة تسع وسبعين
وستمائة؛ وسمعها من لفظ السيد شرف الدين ابن
الحجة العلوي في حضرة الشيخ عبد الرحمن الاسفراشي
في جماعة سنة ثلاث عشرة وسبع مائة؛
(٤٨٠) محي الدين ابوالفضل عبد الرحيم بن ابي البركات
عبد المنعم بن خلف الدمايري المحدث
اجاز لاصحابنا سنة ثلاث وسبعين وستمائة و
ذكره الحافظ جمال الدين ابوبكر احمد بن علي القلاسي
في معجم شيوخه واثنى عليه؛ وقرأت بخطه في بعض
الاجازات :-

ولو اثنى استمددت من ما مقلتي

له ٦٩٣ هـ؛ تاريخ العراق ٣٦١؛ له يعرف بابن الدمايري وتوفي سنة ٦٩٥ هـ
الشذرات (٢٣١٥) له نسبة الى ديرة وهي قرية كبيرة قرب دمياط على شاطئ
النيل، معجم البلدان (٦٠٢٣)

لجاءتك كتبي وهي حُرُّ سطورها
وكيف ثلَّما الشمس ان قطرت دما
وقد غاب عنها نورها وسرورها
(٤٨١) محي الدين عبد الرحيم بن الشيخ محمد
الاخميمي

له ذكر في الاجازة الواردة من دمشق سنة سبع و
ثمانين وستمائة وكتبت فيها والحمد لله حق حمداً؛
(٤٨٢) محي الدين ابو الفضل عبد الرزاق بن منصور بن
ابي القاسم القزويني المؤدب
كان اديباً عالماً بال نحو والتصريف واللغة، وله مجموع
مطبوع قد جمع فيه فوائداً ونوادراً وغيرها كتبت من
مجموعه في جلد عميرة:-

اصفى هوى النفس غير متبب حليلة ماتسومنى نفقه
تكون عوناً على الزمان ولا كسب اذا ما اضقت مرتفقه
(٤٨٣) محي الدين ابو الحسن عبد الرؤف بن ابراهيم
ابن اسماعيل العباداني الصوفي

هو اخو شيخنا نظام الدين نعمة الله بن ابراهيم، وسألته
عنه فقال: كان زاهداً ورعاً كثير الصوم والصلوة و

له اخميم بلدة من ديار مصر في الصعيد، مجتم البلدان (١٢٥: ١١) وله النظر
لتشريح جلد عميرة تاج العروس مادة عمر، ته كذا بالاصل ولم يتمكن
من تعييده؛

تلاوة القرآن؛ ومن فوائدِه: قال النبي صلى الله عليه
وسلم: عدلت شهادة الزور الاشرار بالله، قال الله
تعالى: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ
(٤٨٢) محي الدين ابوسعيد عبد السلام بن احمد بن
منصور الخارقي المقي

كان من القراء الاختيار العالمين بوجوه القراءات واسباب
النزول والناسخ والمنسوخ وكان مع ذلك ورعاً صالحاً؛
(٤٨٥) محي الدين ابوفانم عبد الصمد بن محمد بن
ظفر اليزدي الفقيه -

من الفقهاء العلماء والاكابر والبلغاء، اشد في الشيب
ولي صاحب ما كنت اهوئى اقترابه
فلما التقينا صار اكرم صاحب
عزيز علي ان يفارق بعد ما
تمثيت دهرًا ان يكون مجانبى
(٤٨٦) محي الدين عبد العزيز بن محمد بن محمود
الكرمانى قاضى كرمان

من افاضل الدهر واماثل العلماء العصر صاحب الفضل
الباهر والعقل الظاهر كتب بخطه على كتاب التوضيحات
الرشيدية... به...

له سورة الحجر (٢٢)، الآية ٣. له نسبة الى خاتمين قرية من اطراف بغداد؛
لب الباب (ص ٨٦) به بياض بالاصل؛

(٤٨٤) محي الدين عبد العلي بن محمد الخالدي

قد مر بغداد مع القاضي زين الدين أبي العشائر

(٤٨٨) محي الدين عبد القادر بن أحمد بن عبد الرحمن

ابن الجوزي البكري البغدادي

من بيت العلم والفضل والتقدم والمعرفة اجتمعت به

في حضرة والده وهو منقطع إلى دويبة مدرسته هميدار

دينار الكبيرة مهتم بالمطالعة في كتب جدّه والاقباس

منها والاشتغال بالوعظ والحديث وله سمع حسن؛

(٤٨٩) محي الدين عبد القادر بن أحمد بن عبد القادر

الصهرى المعدل

صاحب الاخلاق الحميدة والهمة العالية والنفس

الابية، سافر في طلب التجارة وهو يتحوى الصدق

في اقواله واحواله، وسمع مولانا قاضي قضاة الممالك

شرقاً وغرباً نظام الحق والدين ابو المكارم عبد الملك

ابن محمد بن احمد القزويني ثم المراغي قوله بحروسة

السلطانية في يوم الجمعة الخامس والعشرين في شهر

ربيع الآخر سنة ست عشرة وسبع مائة، وشافهه

بالعدل في تزكية العدل فخر الدين عبد القادر بن

أبي البدر والكاتب

(٤٩٠) محي الدين عبد القادر بن أبي ذر الرعي الفقيه

له كذا بالاصل ولحملة الاد ان يزيد عليه شيئاً فمنعه مانع؛

الشافعي

كان حسن السمعة محفوظ الوقت وكان مقيماً بجامع
القصر الشرقي، دأبته سنة تسع وسبعين وستمائة
ولم اكتب عنه شيئاً وتوجه الى بلاد الشام واقام بها؛
سمع المسند الجامع لابي عيسى محمد بن عيسى بن سورة
الترمذي على شيخنا ابي محمد عبد... علي بن...
اثنين وسبع... دارة عند...

(٤٩١) محي الدين ابو محمد عبد القادر بن ابي صالح
ابن جنكي دوست الجيل - له نسب في بني
الحسين بن علي الفقيه المحدث العالم
الزاهد

ذكره الحافظ محبت الدين ابو عبد الله بن الجوزي تاريخه
وقال: كان من الاولياء المجتهدين والمشائخ المرجوع
اليهم في امور الدين، واحد ائمة الاسلام العالمين
العاملين وصاحب النفس الطاهرة والكرامات
الظاهرة، ذكراته دخل بغداد سنة ثمان وثمانين
اربعماية وله ثمانية عشر سنة، فقل الفقه

له م ٢٤٩ هـ؛ الانساب م ١٠٢ له انقطعت الكلمات في التجليد؛ له
اخبار الشيخ الجيلاني في شهر من ان تذكر اذ لم تغب شمس بعد ما خابت
شموس الغائبين؛ وذكر بروكلمن (١: ٢٣٥) نبذاً مثلاً لف في سيرته اد
مناقبه وذلك يبلغ عشرين كتباً فليراجع مع ذيله (١: ٤٤٨)؛

على ابي الوفاء ابن عقيل و ابي الخطاب الكلوزاني و سمر
الحديث من ابي غالب محمد بن الحسن ابن الباقلاني
وطبقته، وقرأ الادب على ابي زكريا التبريزي و اشتغل
بعلم الوعظ ثم لازم الخلوة و الانقطاع و الرياضة و
السياحة و المقام في الخراب و الصحارى، و صنف كتباً
مفيدة في اصول الدين و فروعه، و كانت وفاته في
عاشر شهر ربيع الآخر سنة احدى و ستين و خمس
مائة و دفن برواق مدرسته ليلاً، و رأيت نسبه
متصلاً بالحسن بن علي بن ابي طالب لكن الشيخ محي
الدين لم يكن يعتد به، و كان يمنع اولاده من التلقظ
به، و في ذلك يقول قاضي القضاة عماد الدين نصر بن عبد
الرشاق :-

نحن من اولاد خير الحسنين
من به اصل بين الفئتين
يشبه المختار في اعلاه اذ
كان ادناه شبيهاً بالحسين
سيركتمان ابينا اصله

له على بن عقيل المتوفى سنة ٥١٣ هـ؛ الشذرات (٢: ٢٥) هـ محفوظ بن احمد المتوفى
سنة ٥١٠ هـ؛ الشذرات (٢: ٢٤) هـ ٥٠٠ هـ؛ الشذرات (٣: ١١٢) هـ يحيى بن علي
المتوفى سنة ٥٠٢ هـ؛ الشذرات (٥: ٥) هـ المتوفى ٤٣٢ هـ؛ الشذرات

أنه قال بأن الفقر زينة
 (٤٩٢) محي الدين أبو الفضل عبد القادر بن محمد بن
 الحسن الأوكاف البغدادى المقرئ
 كان من القراء والمحدثين؛ سمع جماعة من المتأخرين
 روى لنا عنه من مشائخنا الشيخ أبو الحسن علي بن الحسن
 الكردى قال، انشدنا:-

حالان لا تحسن الدنيا بغيرها
 المال يشرفه الجود والولد
 زين الحيوة هما لو كان غيرهما
 كان الكتاب به من ربنا يرد
 (٤٩٣) محي الدين أبو السعود عبد القادر بن يوسف
 ابن عبد الحق الموصلى الفقيه
 ذكر عن بعض المفسرين أنه قال في قوله تعالى سَنَسْتَدْلِي
 مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ: ما جَدَّ دَوَّ اللَّهِ معصيةً إلا جَدَّ دَلَّهم
 نعمةً ليستدجهم بها؛

(٤٩٤) محي الدين أبو الفاسر عبد القاهر بن الحسين
 ابن عبد القاهر بن شامة يعرف بابن
 المطهر الكلبي الحموى الأديب الشاعر

له ذكره الجزرى في طبقات القراء (٢٩٨:١١) بما بعدهم) فلنا لما محمد وقال: تلا
 بالروايات على أبي اليمن الكندى؛ ولم يذكر لقبه ولا سنة وفاته؛ له القراءات
 الكبير سورة الاعراف (٤٠) الآية (١٨٢)

ذكره كمال الدين ابن الشعار في كتاب عقود الجمان، و
قال: ولد بدمشق سنة اثنتين وستين وخمسمائة
وقرأ الفقه على القاضي محي الدين أبي المعالي محمد
ابن علي القرشي؛ وله شعر حسن منه:-

وقد سمعت أناساً ران من طبع
على قلوب حوزها اللهو واللعب
إذا هم سمعوا من فاسق عيباً
لسلم غيبة عنا بهم طربوا
عبيد من كانت الدنيا له في إذا
ولت عن المرء ولوا عنه وانجذبوا
وقد تدبرت ما قد قاله مثلاً
ذو خيرة قول صدق ما به كذب
فقال حين اجاد القول منتحباً
معانياً مثلها في الشعر ينتخب
ما الناس إلا مع الدنيا فان وثبت
يوماً عليه بما لا يشتهي وثبوا
ان يسمعوا الخير يخفوه وان سمعوا
شرّاً افزعوا وان لم يسمعوا كذبوا

(٤٩٥) محي الدين أبو النجيب عبد القاهر بن جمال

له ٥٩٨هـ، وسيأتي ذكره في موضعه؛ له أولاد الشيخ شهاب الدين المهرودي
المتوفى سنة ٦٣٢هـ، وأما الشيخ أبو النجيب الشهيد فهو عم الشيخ شهاب الدين وقد
توفي سنة ٥٦٣هـ؛ السدات (٥٩٨: ٥٩٣) (١٥٣)

الدين عبد الرحمن بن عماد الدين محمد
ابن الشيخ شهاب الدين عمر البكري
الشَّهْرُزْدِيّ البغدادى الصوفى

من بيت العلم والتعرف والصفا والصدق والتقوى
والمعرفة والرواية والعلم والولاية، والتقدم على
الصوفيّة أصحاب الهمم العلية، والنفوس الشريفة
الابنية، وكان محى الدين دمث الاخلاق طاهر
الاعراق، طريف المحاور، لطيف المحاضرة، كريم
الطبعة، وله كلمات ذوقية فرشت سجادته فى رباط
الخلاطة سنة سبع وسبعين (وستمائة) وعُزل
الشيخ شمس الدين اليزدى ثم أعيد؛ انشدنى

طلاب الغنى لا ينشنى عنه طالب
وكسب الثنا لا يكتفى منه كاسب
ونيل المنى يهواه طبعاً اخى النهى
ويؤثره ان اغفلته النوائب

(٩٦١ هـ) محى الدين ابو الفضل عبد الكريم بن احمد

ابن مقلد بن ابى الفرج بن جليلق القلبي

المحمولى الاديب الناصح

ذكره ابن الشعار فى كتابه، وقال: اصله من حلب،
ورأيت بها ينسخ الكتب بالاجرو يكتب مع
ذلك القصص فى باب مسجد ها الجامع وقرأ الادب

على علم الدين عليّ ابن محمد السخاوي، ومن شعره
قوله من قصيدة :-

واغن ليستجلى محاسن وجهه
لهوًا وتجلي من يديه الزاح
كالشمس في الاشرار يكسوكاسها
للشرب من شهب الحباب و شاخ
نزلت بارحاء الصدور فرحلت
هنا يجل مكانه الافراح
ولدت بد مشق سنة اثنتين وستين وخمس مائة
وتوفى بجاه سنة اربعين وست مائة ؛
(٤٩٤) محي الدين ابو محمد عبد الكريم بن محمد
ابن علوان بن مهاجر الموصلي المدرّس
ذكره شيخنا تاج الدين في كتاب لطائف المعاني، وقال ؛
درس بعد ابيه ورايته بالموصل وكان ذا مال طليل
وجاه وافضال، وسألته عن مولده فذكر انه ولد
سنة اثنتين وثمانين وخمس مائة وقال هو اشدني
لنفسه :-

واضمر في نفسي اذا ما لقيت
ابن الذي القاه من الموجد

له (٥٥٨-٦٣٣ هـ) الاعلام ٢: ٦٩٣؛ الشذرات ٥: ٢٢٢؛ مرآة

البحران ١٢، ١١٠؛ بغية الوفاة ٣٣٩

فتبَرَّدَ انْفاسي وتنفَّق ساكني
واذْهَلْ حَتَّى لَا أُعِيدَ وَلَا أُبْدَى

(٤٩٨) مَحْي الدِّين أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

ابن المحلِّي الرِّبَلِيِّ حَاجِب قَاضِي الْقَضَاةِ

بِبَغْدَادَ

كَانَ رَجُلًا حَارِقًا بِأَقْدَارِ النَّاسِ، وَلَهُ الْحَرَمَةُ الْوَافِرَةُ
عِنْدَ قَاضِي الْقَضَاةِ عِزِّ الدِّينِ أَبِي الْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ
الزُّنْجَانِيِّ، وَحَصَلَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مَعْرِفَةٌ وَمُودَةٌ،
كَانَ يَتَرَدَّدُ إِلَيْهِ فَكَتَبَتْ عِنْدَهُ هَذِهِ الْبَيَاتُ:

دَعَوْتُ الْغَوَايَ قَبِيلَ الْمَشْيِبِ فَانْهَضْتُهُنَّ وَأَنْهَضْتَنِي
وَكَانَ تَعَامُلُنَا بِالْوَصَالِ فَاقْرَضْتُهُنَّ وَأَقْرَضْتَنِي
إِلَى أَنْ فَجَعَتْ لِبَشْرِ الشَّبَابِ فَانْغَضْتُهُنَّ وَأَنْغَضْتَنِي

تَوَفَّى فِي عَشْرَةِ شَهْرِ رَبِيعِ الْآخِرِ مِنْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَ
ثَمَانِينَ وَسِتِّ مِائَةٍ؛ وَحُلِّتْ تَعْزِيَتُهُ بِالْجَامِعِ،
تَكَلَّمَ فِيهَا نَجْمُ الدِّينِ الْبَزْزَرِيُّ وَأَمِينُ الدِّينِ السَّنْدِيُّ؛
(٤٩٩) مَحْي الدِّين أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْمُحْسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ

ابن عبد المحسن الدواليبي البغدادى

المعدل الواعظ

من العدول الفضلاء والفقهاء العلماء والوقاظ والامناء
شهد عند وسمع الكثير من شيوخنا، وكان

يعقد مجلس الوعظ والتذكير ويتكلم في حقائق التفسير
وهو الآن يُسمَّى الحديث في مسجد ما نس الذي جدّد
ورمّمه المنبجّ، ويسمعون عليه بقراءة الشيخ
المفيد تقي الدين محمود الدقوقي؛

(٨٠٠) محي الدين ابو محمد عبد الحمي بن علي بن ابي
حامد بن محمود بن سليمان الانصاري
الموصلى الصوفى

شيخ عارف خد مراهل القلوب والافاضل، ومكان
صاحب تاج الشرف الحسين ابن الابزارى المعروف
بابن الجحّ، وروى عنه وعن غيره، وهو حسن
الاخلاق لطيف المعاشرة طيب المحاضرة واستوطن
بغداد مدة ثم سكن تبريز عند الشيخ حسن
النقّاش، ورأته بها سنة ست وسبع مائة؛
النشدنى لتاج الشرف:-

دعت صادحات الطير حتى على الصبى
وصحّر مزاج النصف واعتلت الصبا
وجاء الربيع الطلق يفتربا سماء
فاهلاً وسهلاً بالربيع ومرحباً

(٨٠١) محي الدين ابو الفضل عبد المؤمن بن محمد
ابن يعقوب الاذيلى العدل التاجر

قدام بغداد سنة ثمانين وستمائة وحصل لنا
الاجتماع بمحمد مته في المدرسة المستنصرية ،
(٨٠٢) محي الدين ابو عبد الله عثمان بن ابي عبد الله
الحسن بن محمد بن الحكيم الحربي الصوفي

المحدثات

كان شيخاً خيراً عالماً، سمع الرئيس ابا القاسم هبة الله
ابن محمد بن الحصين الشيباني، ذكره محمد بن سعيد
الواسطي: [وقال:] سمعت منه وكتبت عنه، وسألت عن
مولده فذكر انه ولد في ربيع الاول سنة خمس عشرة
وخمس مائة، وتوفي في ذي القعدة من سنة ست
وتسعين وخمس مائة؛

(٨٠٣) محي الدين ابو عمر عثمان بن يوسف بن احمد

التبريزي

قرأت بخطه في تذكيره :-

اذا النار ضاق بها زندها ففستها في فراق الزناد
اذا صارم قتر في غمده حوى خيرة الفضل يوم الجلا
ولو يستوى بالعود الفموض لما ذكر الله فضل الجهاد

(٨٠٤) محي الدين ابو الحسن علي بن ابراهيم بن عمر بن
احمد يعرف بابن دردانة الحربي الفقيه

المحدثات

سمع الكثير من المشائخ والمحدثين، وكتب بخطه الكثير

من الاجزاء المشتملة على الاحاديث والاخبار والفوائد
والاثار، وكان حسن القراءة أدركته، وسمعت
بقراءته كتب الكثير لنفسه ولطلاب العلم وكان
يفيدهم ويحضر لهم الشيوخ ويفيدهم؛

(٨٠٥) محي الدين ابوالحسن علي بن احمد بن ابي البركات
الشيرازي الصوفي

كان من ظراف الصوفية واعيانهم، وكان يلعن اهل
الحرص في الطلب، ويقول: كان الحسن رحمه الله يقول:
لعن الله اقواماً اقسى لهم بهم فلم يمد قوه ثم يقرأ:
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
إِنَّهُ لَحَقُّ، وَالنَّاسُ فِي الْمَعْنَى:-

لَقَدْ خَمِنَ اللَّهُ رِزْقَ الْعِبَادِ
وَ أَنْتَ وَ أَهْلَكَ مِنْ رِزْقِهِ
فَلَا تَشْعُرُ الْقَلْبُ خَوْفَ الْمَعَاشِ
فَتَنْتَهُمُ اللَّهُ فِي صَدَقِهِ
أَوْصِيكَ عَوْدًا وَبَدَأَ أَمِنْ
مَلَكَتْ وَحَدَّ وَكَذَّبَ عَلَى عَتَقِهِ
وَيَقْطَعُ رِزْقَكَ أَعْدَ الضَّمَا
نِ، وَالْكَلْبُ وَالْقُرْدُ فِي رِزْقِهِ

له كذا بالاصل مكرراً؛ ثم القلم الكريم سورة البزاريات

(٨٠٦) محي الدين ابو عنان علي بن عثمان بن ابي عنان

الطبيبي الاصل ثم البغدادى البزاز

كان رجلاً مقبلاً على شأنه، قد سمع... سمع منه

اصحابنا وقد كتب لي عنه شيخنا المفيد جمال الدين ابوبكر

أحمد بن علي القلا نسي سنة احدى وتسعين وستمائة؛

(٨٠٤) محي الدين (الصادق) ابوالحسن علي بن عيسى

ابن محمد يعرف بابن هوقارى العلوى

الواسطى الواعظ

من اولاد الشيوخ العارفين واصله من مكة شرفها الله

تعالى واقام بنواحي واسط، قدم مراغة سنة سبع و

ستين وستمائة؛ واجتمع بمخدمة مولانا نصير الدين

ابى جعفر الطوسى، وعقد مجلس الوعظ بمراغة وتردد

الى الامراء والخوانين وكان له القبول التام واسلم على

يده خلق كثير من المغول والترك وتابوا على يده وصاروا

يخرجون الزكوات ويوظفون على الصلوات وكان الوزير صدر الدين

له بياض بالاصل له: علي بن احمد؛ وهذا من سهو القلم؛ وتولى المشيخ القلا نسي سنة

٦٠٠ هـ؛ تاريخ العراق ٢٠٢١؛ الشذات ٦: ١٠؛ له لعل النسبة الى حقارة بن قيس وى

قبيلة كبيرة بالمغرب؛ قال السيد مرتضى الزبيدى؛ وقد ألف في ذلك رسالة

سميتها رفع الستارة عن نسب الحقارة انظر تاج العروس (٢٢٢: ٣) له المقتول

سنة ٦٩٤ هـ؛ وكان قد تولى الوزارة سنة ٦٩١؛ راجع تاريخ العراق

ابن عبد الرزاق الخالدي كثير الميل اليه والاعتقاد فيه
وقدم بغداد وسكنها وكان حسن السيرة زاهداً
وحصل لي بخدمة ما لا يحتمل ذكره في هذا المختصر
وتوفي رحمه الله بشروياز ودفن بها ثم نقل الى
شهر زور سنة تسع وسبعين^١ وثمانمائة؛

(٨٠٨) محي الدين ابوالحسن علي بن ابي الفضائل بن

عبد الحميد القزويني قاضي قضاة تبريز

قد تقدم ذكره في محي الدين ابوالحسن بن ابي الفضائل
وكان يعرف بكنيته وقد ذكرناه هناك فيما تقدم
سمعت عليه ثلاث مجالس من كتاب شرح السنة
وكتب لي الاجازة بجميع مسموعاته ومقولاته و
منقولاته وكان كريم الاخلاق وجالسته بتبريز؛

(٨٠٩) محي الدين ابوالحسن علي بن فخر الدين محمود

ابن عبد اللطيف بن محمد بن سيما

ابن حامر بن ابراهيم السلمى الدمشقي

له اجازة من ابي الخطاب ابن دحية من شيوخ شيخنا

صدر الدين ابراهيم بن شيخ الشيوخ سعد الدين محمد

ابن المؤيد الحموي الجويني

(٨١٠) محي الدين ابوالحسن علي بن المرتضى بن الفاخر

له في الاصل بعض انقطاع في كلمة سبعين وبعده سبع مائة؛ والتبديل و

التكميل عن القياس؛ له كتب في الاصل نوبة؛ والروضة محمد بن الفاخر؛

مداييت قافيته بحرف جلد صفحه	مداييت قافيته بحرف جلد صفحه
أَبْنُ جَدًّا لَا وَافِر ١٥ ٤١	وَأَفِر ١٥ ٤١
فَخَذِرَ يَالَ ١٦ ٣٩ =	أَجْدَاكَ ذَمُّوْلًا ٢ ٢٨
وَكُومٍ ثِقَالًا ١٦ ٢٠	وَحُزْنَ يَزُولًا ٩ ١١٢
لَقَدْ شَمَالًا ١٦ ١٤١	كَأَنَّ أَكْيَلًا ١٠ ١٢٦ =
سَيَكْفِيكَ جُفَالًا ١٦ ٢٣٢	نَقَعَنَّ وَالْعَوِيْلًا ١٠ ٢٣١
تَجُوبُ قَالًا ١٦ ٢٠٢ ص	وَلَا حَمُولًا ١٠ ٣٣٩ =
وَجُودٍ مَتَى لَا ١٦ ٢١٢	دَنَوْنَ أَيْلًا ١٣ ٢٥
إِذَا الرِّحَالَا ١٦ ٢٣٨	عَدَانِي قَلِيْلًا ١٢ ٣٢٢ =
فَلَمْ زَبَالًا ١٨ ٢	٢٢٥: ١٩
أَعْدَوْا الرِّيَالَا ١٨ ٩٣	٢٢٦: ١٩
عَدَاوَتُ هَذَا لَا ١٩ ٣٦٣	دَفَعْتُ الْجَبِيْلَا ١٨ ٨٨
أَتَانِي سَالًا ٢٠ ٤٢	أَجِنُّ سَبِيْلًا ١٩ ٣
تَقَرَّضُ الثَّقَالَا ٢٠ ١٠٩	وَأَمْتُ الْجَمَلُ ١٤ ٣٩٠
فَدَعُ وَاجْتِبَالًا ٢٠ ١١١ ص	فَأَنِّي بِالرِّمَالِ ١٢ ٢٠٩
الْيَكْمُ أَحَالًا ٢٠ ٢١٣	وَاجْتَلَّ الْقَتْلُ كَامِلًا ٢ ٢٢٩
أَصَابَ انْفِلَالًا ٢٠ ٣٥٤	فَجَرَّ شَلْوًا ٣ ٥٢
فَلَمَّا طَلَالَهُ ١٣ ٢٣٣	وَالْأُدْمُ جَعْلُ ٢ ٣١٨
فَإِنْ أُمَالَهُ ١٨ ١٢	لَقَدْ طَوِيْلًا ١ ٢٨٩
لَقَدْ طَوِيْلًا ١ ٢٨٩	فِي الْآلِ سَحْلُ ٩ ٢٩٩

صدا البيت	قافيته	بجز مجلد	صفحة	صدا البيت	قافيته	بجز مجلد	صفحة
عَبْدِي	وَحَلُّ	كامل	٢٥٦	عَبْدِي	وَحَلُّ	كامل	٢٥٦
فَحْر	اسْتَقْلُوا	١٣	٣١٠	فَحْر	اسْتَقْلُوا	١٣	٣١٠
وَلَقَدْ	الْأَثْلُ	١٣	٣٢٩	وَلَقَدْ	الْأَثْلُ	١٣	٣٢٩
يَعْلُو	كِفْلُ	١٣	١١٠	يَعْلُو	كِفْلُ	١٣	١١٠
لَوْ كُنْتَ	الْقَقْلُ	١٤	٤	لَوْ كُنْتَ	الْقَقْلُ	١٤	٤
وَلَمَّا	الْحَمْلُ	١٩	٦٥	وَلَمَّا	الْحَمْلُ	١٩	٦٥
إِنَّا لَاقَيْنَا	يُسَلُّ	٣	١٩٠	إِنَّا لَاقَيْنَا	يُسَلُّ	٣	١٩٠
مُسْتَعِزُّ	مُقَلُّ	٣	٢٤٣	مُسْتَعِزُّ	مُقَلُّ	٣	٢٤٣
وَتَرَى	قُضُّ	٢	٣٢٠	وَتَرَى	قُضُّ	٢	٣٢٠
مَا كُنْتُ	نُقْتَلُ	٥	٨	مَا كُنْتُ	نُقْتَلُ	٥	٨
لَدَنَا	يَتَنَزَّلُ	٥	١٦٢	لَدَنَا	يَتَنَزَّلُ	٥	١٦٢
إِنْ	وَأَطْلُ	٦	٢٢١	إِنْ	وَأَطْلُ	٦	٢٢١
إِنْ	يَجْفَلُوا	٨	١٥٢	إِنْ	يَجْفَلُوا	٨	١٥٢
وَضَعَتْ	الْجَلُّ	١٠	٨١	وَضَعَتْ	الْجَلُّ	١٠	٨١
سَمَرًا كَذَا	يَتَذَلُّ	١٠	٢٢٩	سَمَرًا كَذَا	يَتَذَلُّ	١٠	٢٢٩
قَدْ	تُقْتَلُ	١٣	١٥	قَدْ	تُقْتَلُ	١٣	١٥
قُلِي	يُقْتَلُوا	١٣	٢٥	قُلِي	يُقْتَلُوا	١٣	٢٥
وَهُمْ	وَتُعَكَّلُ	١٣	٢٨	وَهُمْ	وَتُعَكَّلُ	١٣	٢٨

صدا البيت	قافيته	بجزمجده	صفحة	صدا البيت	قافيته	بجزمجده	صفحة
بَكَرَتْ	حَلالُ	كامل	٣٣	فَلَيْتَنَ رَحِلِي	كامل	١	٢٣٣
فَضَلِي	مِصْحَالُ	=	٨	فَلَهَا الْفَضْلُ	=	٦	٢٣
يَطَا	تُدَالُ	=	١٢	أَذْرَكْتُ نَعْلِي	=	٦	٢٥٦
وَأَبِي	الْمُجَالُ	=	١٣	وَيَحْشُ نَعْلِي	=	١١	١٤٣
أَتَوَى	فَرَمَالُهَا	=	٥	فَلَيَاتِ رَجُلِي	=	١١	٣٠٤
بِالْخَيْرِ	رَمَثَالُهَا	=	١٦	قَوْمُ الْبَقْلِ	=	١٣	٦٥
تَدَاكَانَ	شَغُولُ	=	٣	وَتَرَى الْجَحْلُ	=	١٣	١٠٥
مَنْ	مَبْدُولُ	=	٣	=	=	=	(٢٩٣: ١٦)
جَدَّ	فُلُولُ	=	٣	إِنِّي حَبْلِي	=	١٣	١٤٣
الْحَرْبِ	جَهُولُ	=	٩	أَمَّا فَحْلِي	=	١٣	١٩٣
إِنِّي	بَلِيلُ	=	١٣	أَخَذُوا الْقَمْلَ	=	١٣	٢٨٢
مَنْعَ	فَجَزُولُ	=	١٣	جَاءَتْ عُنْكَ	=	١٣	٢٩٥
بَاكَرَتْهَا	قَلِيلُ	=	١٣	وَالْوَحْشُ الصَّقْلُ	=	١٣	٣١
مَنْ	يَصُولُ	=	١٥	ذَوَالْجَدِّ هَذَلُ	=	١٣	٢٢٠
صَفْرَاءُ	جَدِيلُ	=	١٦	أُصْلَا الْهَضْلُ	=	١٣	٢٢٢
أُمَمِي	يَسِيلُ	=	١٩	وَتَرَى الْقَمْلَ	=	١٥	١١٣
نَقَرِي	تَكْمِيلُهُ	=	١٢	عَرَفِي تَعْلِي	=	١٥	٢٩١
وَنَحَتْ	طَحْلُ	=	١	عَلَقَى الْجَحْلُ	=	١٩	٢٩٨
		=	١٠	وَيَقُولُ الْوَعْلُ	=	٢٠	٢٥٢

مكة البيت	تأنيته بحرفه جلد صفحة	مكة البيت	تأنيته بحرفه جلد صفحة
ومطبعة الأطلال كامل ١ ٢٢٠ =	(١٥٥:٢٠)	كامل ١٢ ٢١٢ =	(٢٣٣:١٨)
٢٩٨ ١ = والحرف يتحول		٢٣٥ ٣ = صلت المرسل	
٣٩٥ ١ = وإذا برميل		٢٩٦ ٣ = يقوى الأسهل	
٣٣٥ ١ = تبدل		٣ ٥ = ولقد المحل	
١٢٩ ٢ = وتدى المفصل		٣٠ ٥ = نعت تفضلي	
٢٠٦ ٢ = أبتى فاجعل		١٢٤ ٥ = وإذا منحل	
٢٠٩ = أودو المرسل		١٦٥ ٥ = وأمدح يقتل	
(١٨٣:٣)		٣٩ ٦ = فسهرت الأعزل	
٣٤ ٣ = وإذا انجلى		١٤٢ ٦ = وإذا الأجيل	
٥٠٢ = قدخلت الفضل		٢٦٢ = لنما الأعزل	
(٢٢٢:٥)		(٢٦٨)	
الله المرسل ٩ ٣ =		٣٠٦ ٦ = ومبرور مغيل	
يسقون السلسل ٣ ٥٥ =		٢٤٣ = متكورين الانجلى	
٢٤١:٨		١٢٢:١١	
(٤١:١٢)		(٢٤٥:١٩)	
علمنا بالرجل ٩ ٣ =		١٦٢ ٤ = فأغنىهم فأزول	
سجواء عزل ٣ ١٢٤ =		٢٣٦ ٤ = يفيض الأول	
(٢٦٨:١٣)		(٣٥٥:١٠)	
فأت الهوجل ٣ ٢٠٨ =		١٩٨ ٨ = فإذا اسحل	

مدالبيت	تافيتيه بحره مجلد صفحه	مدالبيت	تافيتيه بحره مجلد صفحه
أودى	المصطلي كاه ٨ = ٢٢١ =	بمخاريل لمصطلي كاه ١١ = ٢٣٤ =	
	(٢٢٢)	(اوومعايل)	(٢٣٣: ١٢)
إلا	اصطلي = ٨ ٢٩١	والخيل العطلي = ١١ ٢٥٤	
برجاجة	مستحيل = ٨ ٣٠٨ =	الله الاول = ١١ ٣١٨	
	٣٠٩	خوصي البرلي = ١١ ٣٥٢ =	
	(٤٩: ١٨)	(٢٥٣: ١٨)	
غمرو	المستحيل = ٨ ٣٤٢	تخذوا يقتل = ١٢ ١١٤ =	
تجوى	المجدول = ٩ ٤٠	(اوونقتل)	(١٣٤: ١٨)
يتعطفون	المقيل = ٩ ٢٣٤	غنقاء يؤكل = ١٢ ١٢٢	
نامت	أهيل = ٩ ٣٣٨ =	الله مؤنل = ١٣ ٨	
	(٤٨: ١٢)	متبتل = ١٣ ٢١٥	
اسألت	فحوصل = ٩ ٣٦٣	عند الشيتل = ١٣ ٨٦	
ولقد	مجهل = ٩ ٢٢٨	وعلوت مئيل = ١٣ ٩٩	
بجف	الأطحل = ١٠ ١٩٦ =	في المجدل = ١٣ ١١٠	
	١٩٨ ع	حملت ليحل = ١٣ ١٨٤	
	(٢٣٤: ١١)	لها والمحمل = ١٣ ٢٣٢	
لا	المقيل = ١٠ ٢٨٣ =	فرمى يتدحل = ١٣ ٢٥٥	
	(١٢١: ١٣)	فلثن مجهل = ١٣ ٢٥٤	
تقر	يعدل = ١١ ١٣٠	لو أرسللي = ١٣ ٣٠١ =	
سوى	المنقل = ١١ ١٤٠	(٢٠٢: ٢)	

مد البيت قافيته بحره مجلد صفحه	مد البيت قافيته بحره مجلد صفحه
كانت تنقل كامل ١٢ ٢٠٠	اذ الاول كامل ١٣ ٣٠٥
ممن مهبل ١٢ ٢١٢	فلقد سحل ١٣ = ٣٥٣
غلب بهرقل ١٢ ٢١٩	ام السلسل ١٣ = ٣٦٥
ازهير بهيضل ١٢ ٢٢٢	واسال المشعل ١٣ = ٣٤٤
دغلبن موكل ١٢ ٢٦٣	ازهير لكل ١٣ = ٢٢٦
نظرت يليل ١٢ ٢٦٨	ولقد الماكل ١٣ = ٢٢٥
ياصاح يليل ١٢ ٢٦٨	مديان الاعبل ١٣ = ٢٢٤
عمرو يليل ١٢ ٢٦٨	(١٢٩:١٨)
ولقد الاطول ١٢ ٣٤١ =	والضليل الدخل ١٣ = ٥٠٨
(٢٣:١٥)	فاتيئ المعول ١٣ = ٥١٣
واذا الاجدل ١٥ ٦٢	لا تفسل ١٢ = ٨
والجبل الحظيل ١٥ ٢٠١	أخرجت كالمغول ١٢ = ٢٢
كانت تقبل ١٥ ٢٦٤	ما كان الفيشل ١٢ = ٣٥
لولا المسحل ١٥ ٢٩٢	كتناها بالمفضل ١٢ = ٣٨
ولقد مثقل ١٥ ٣٣٣	ان تقئل ١٢ = ٦٨
اولاد المفضل ١٤ ٢٢٣ =	كان القرمل ١٢ = ٤٣
(٢٤:٣٠)	اما المسحل ١٢ = ١٢٩
نسجت المجفل ١٤ ٩٦	٢٣٥
كرب نمشل ١٤ ٩٩	(٥٠:١٨)
والضيف للنزل ١٤ ٢٤٣	ولقد هيكل ١٢ ١٨١

صدائيت	تأنيته	بجدة	مجلد	صفحة	صدائيت	تأنيته	بجدة	مجلد	صفحة
فَأَقْنَى	أَقْبَلْ	كامل	١٨	١١	وَلَقَدْ	حَائِلْ	كامل	٨	١٤٢
اسْتَأَنَّ	فَتَوَكَّلْ	"	١٨	٥١	اِيْرِدْنِي	الْحَائِلِ	"	٩	٢١٩
رَأَيْتِي	مِنْ عِلْ	"	١٩	٢٠٣	بَيِّنُ	بِمَعَارِلِ	"	١١	٢٩١
وَكَاَنَّ	سَلَسَكَ	"	١٩	٢١٨	لِسَنَ	بِالسَّائِلِ	"	١٣	٩٨
تَصِفُ	الضَّيْقُ	"	١٩	٢٩٢	أَبْنَى	بِالْحَائِلِ	"	١٣	١٣٩
وَلَقَدْ	مُهْتَلِ	"	١٩	٣٢١	إِنَّ	وَدْعَاوِي	"	١٣	٢٦١
فَاجِيَتْهَا	الْمُهْلِ	"	٢٠	٦٧	فَتَرَوْا	وَبِالرَّحَائِلِ	"	١٣	٢٩٢
أَوْجِبَتْهُ	عَلَى	"	٢٠	٢٥٤	سَوَاتِ	السَّائِلِ	"	١٣	٣٥٤
فَإِذَا	يُفْعَلِ	"	٢٠	٣٤٩	رَأَيْتِي	السَّائِلِ	"	١٣	٣٤٨
				(٣٨١)	أَخِيْنَ	بَارِئِي	"	١٣	٢٤٦
كَمْ	بِمَنَايِلِ	"	٢	٣٩٢	ذَلِكَ	الْبَاطِلِ	"	١٤	٣٤٣
وَمُهْمَةً	الْجَاهِلِ	"	٢	١٢٣	قَالَتْ	الْجَامِلِ	"	١٤	٢٤٥
				(٣٨١) ١٩					(١٠٤: ١٨)
فِي	التَّوَاهِلِ	"	٥	٣٠٥	صَرَمُوا	الْأَقْوَالِ	"	١	٣٢٢
بَلْ	أَقَاوِلِ	"	٥	٢١٢	أَلْوَى	طُرْبَالِ	"	١	٢٦٩
يَبْرُقْنَ	مَعَارِلِ	"	٤	٨٢					(٢٥: ١٣)
وَاللَّهِ	قَابِلِ	"	٤	٢٠٢	أَصْبَعْتُ	مَالِي	"	٢	٣٥
أَبْنَى	بِالْحَائِلِ	"	٤	٢٢٩	وَمُكَبِّلِ	الْأَحْجَالِ	"	٢	٢٥٠
وَكَاثِمًا	إِيَابِلِ	"	٨	١٣١	وَلَقَدْ	مُحْلَلِ	"	٢	٣٣٠

مَدَالِبُت قَافِيَتُهُ بِحَرْفِ مَجْدِ صَفْحَةٍ مَدَالِبُت قَافِيَتُهُ بِحَرْفِ مَجْدِ صَفْحَةٍ

كامل (٢٨٢: ١٩)

كامل (٢٨٢: ٨)

شَدَّ إِجْجَالٍ ٣٦٤ ٢ // فِيَهْنَ مِتْفَالٍ ٣١٣ ٤

إِنَّ كَالْخِتَالِ ٢٨٤ ٣ // حَتَّى الْأَوْصَالِ ٩ ٨

وَلَقِيْتُ وَخَالِي ٣٨٨ ٣ // وَلَا جِجَالٍ ٤٣ ٨

دَفَى الْأَسْمَالِ ٣٨٥ ٨ // (٢٢٢: ١٣)

يَمْسُونُ قِلَالٍ ٣٠٥ ٣ // فَتَبَذْتُ السَّرْبَالِ ٤٢ ٩

مِنْ حِيَالٍ ٢٠١ ٩ // (٨٣: ١٢)

ظَلَّ بِالْأَبْوَالِ ١٦ ٢ // وَدَعَا الْأَجْمَالِ ٣٣٢ ٩

يَحْدَا لِيَالٍ ٩٠ ٢ // دَعَا دَعَا عَالِي ٩ (٢٢١: ٩)

حَفَدَ الْأَجْمَالِ ١٣٠ ٢ // (١٢٤: ١٢)

وَجِئْتُ بِجَالٍ ١٣٩ ٢ // أَأَبَا شَوَالٍ ٦٩ ١٠

بِئْنَا ذُبَالٍ ٣٨٣ ٥ // وَمُهِوْرُ تَغْبَالٍ ١٠ (٢٢٥: ١٠)

(٢٤١: ١٣)

وَمَوْقِعُ انْجَوَالٍ ٣٢ ٦ // (٣٥٥: ٣٥٥)

(١٣٣: ١٢)

قُلُّ الْأَبْطَالِي ٢٣١ ٦ // حَلَفْتُ يِلَالٍ ٢٢٠ ١١

عَمْدُ الْمَالِ ٣٣٣ ٦ // فِي وَالِي ٥٢ ١٢

(٣١: ١٩)

ظَنِّي الْأَمْثَالِ ٤١٩٢ ٤ // (٢٤٣: ١٩)

(١٢٣: ١٤)

وَإِذَا حَتَّالٍ ١٢٦ ١٢

صدائيت قافيتہ بحرہ مجلد صفحہ	صدائيت قافيتہ بحرہ مجلد صفحہ
غمر الہالی کامل ۱۲ ۳۴۶	ولیعمر والسرہالی ۱۲ ۷۴
ملک وأوال ۱۳ ۴۲	من بقولال ۱۴ ۸۴
دہجند وضال ۱۳ ۴۷	بکرت ضلال ۱۴ ۱۱۵
من البقال ۱۳ ۶۳	میتا غزال ۱۴ ۱۹۰
من الأجرال ۱۳ ۱۱۳ (=)	یدعوا ہدال ۱۴ ۲۱۶
ولا جمال ۱۳ ۱۱۸	تلك وبال ۱۴ ۲۴۸
قبح کالاجمال ۱۳ ۱۱۹ (=)	یمن خوالی ۱۴ ۲۵۸
(او کالاجمال) ۱۲۲	وکان الأوقال ۱۴ ۲۶۱
رقم الأجلال ۱۳ ۱۲۸	تسکی بالاعوال ۱۵ ۱۳۷
أهوی وأبالی ۱۳ ۱۶۸	فاذا بخيال ۱۶ ۲۵ (=)
ناج بالجمال ۱۳ ۱۸۵	(۳۲۹:۳۰)
أبني الأحمال ۱۳ ۱۹۳	یجتأب شمال ۱۶ ۱۳۱
ما الأعیال ۱۳ ۴۲۴	نصروا الأبطال ۱۶ ۲۸۹
لیت طحال ۱۳ ۴۲۴	ومسروک الاشبال ۱۷ ۱۵۴
وعلا قطحال ۱۳ ۴۲۴	یغران شمال ۱۷ ۱۸۸
رات الأوعال ۱۳ ۴۳۶	وتصدی والسرہالی ۱۷ ۴۱۴
ان العقال ۱۳ ۴۹۰	القوم أوالی ۱۸ ۴۱
أقررت غزال ۱۴ ۶	یبنی رجال ۱۸ ۱۰۳
وحشا الأعیال ۱۴ ۲۵	صنت متال ۱۸ ۱۱۰
	حد طحال ۱۹ ۱۶ (=)

صدائيت	تافيتہ	بحر	مجلد	صفحة
صدائيت	تافيتہ	بحر	مجلد	صفحة
کامل	کامل	٢٠: ٩٥	١٨: ٢٥٥	
لا زال	هطال	٢٠	١٩	٢٠: ١١١
سائل	بليالها	١٣	٤٢ =	٢٢٢
			٤٣ =	٢٢٣
اذا	اسبالها	١٣	٢٢٣	٢٥٠ =
بيضاء	اجلها	١٤	٢٨٠	٢٢٢: ٤
فوق	متزلا	٣	٢٣	١٨٨
يا صايجي	تسالا	٩	٢٢٥	١٥٠
ذهب	وتبتلا	١٣	٥٩	٢٢ =
لما	صنبل	١٣	٢١٠ =	٢١٠: ١٣
			١٣: ٢٣١ =	٢٣٢
تدع	أقزلا	١٣	٤٢	٢٣٤
قالت	سؤلا	١٩	٢٤٢	٢٣٤
دنس	فلقلا	٢٠	١٠	٢٩٢
ولقد	الأطفالا	١	٢٤٢	١٠٨
حالي	الأحوالا	١	٢٩٢	١٣٣
كذبك	خيالا	٢	٢٠٠ =	٢٠٥
			٢٥: ٣٥	٣٠٩
			١٢: ٢٠٢	٢٢
أبني	الأغلا	٣	١٤٣ =	٢٠٤ =

مدالييت قافيتہ بحر مجلد صفحہ	صداليت قافيتہ بحر مجلد صفحہ
کام ١٤١:٢	هذا ذوالها کام ١٣-١٣٢
(١٢:١٣)	حتى أسوالها ١٣ ٢٠٠
٢٢٠ ١	ولقد فآلها ١٢ ٢٨٩
٣-٩ ٣	وخریة قالها ١٥ ٣١
٣ ٣٩٢	فومیت طحالها ١٤ ٢٠٢
(٢٥٤:١٩)	رحلت أجمالها ١٩ ٢٤
٤ ٢٣٩	لی ذواله ١ ٢٨
(٢٠٦:١١)	(٢١٥:٤)
(٥١٥:١٣)	(٢٥٤:١٣)
(١٢:١٩)	لی كالظلاله ١٢ ٤٦
٢٠ ١٢	والأدم الجماله ١٣ ١٣٢
٣٩٣ ١٠	حاولت المحاله ١٣ ١٩٤
١٢ ١٠٤	أقدر كماله ١٢ ١٢٨
(١١٢:١٣)	فلا حشائنا لعلاله ١٢ ٢١٢
١٣ ٦٤	فی سرج التمثيل ١ ١١٢
(١٢:١٥)	مروان مأمولا ١ ٢٩٢
١٢٣ ١٣	ما إن تبدیلا ١ ٣٣٣
١٨٢ ١٣	والقرب مصقولا ٢ ١٦٢
١٣ ٢٩٣	حتى ثميلا ٣ ٥
١٣ ٢٩٥	متفرج مشكولا ٣ ٢٤٥
١ ٢٢٠	یت أموالها
٣ ٣-٩	بجلالة ظلالها
٣ ٣٩٢	والقادر قذالها
(٢٥٤:١٩)	وكلما عيالها
١٢ ٢٠	حتى أسوالها
١٠ ٣٩٣	تأوى نزالها
١٢ ١٠٤	وسبيته جويالها
(١١٢:١٣)	إتما بلالها
١٢٣ ١٣	واذا جبالها
١٨٢ ١٣	وكانها جلالها
١٣ ٢٩٣	رحلت بدالها
١٣ ٢٩٥	ومصاب ورجالها

صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة	صد البيت قافيته بحر مجلد صفحة
كامل ٢٥٣: ٨ (او فافضن) كامل ١٣: ١٤٢	
(٣٩٤: ١٣)	(٢٢٢: ١٥)
في نُضُولًا ١٤١ م ٨	كُدْحَانِ مَبْلُولًا ٩ م ٣٨٦ =
كُدْ اِهْدِ هَدِيْلًا ٢٢٥ م ٨ =	(٢٨٩: ١٣)
(٢١٥: ١٣)	زَجَلْ مَجُولًا ١٠ م ١٤٢
٩ م ٢٢٦ =	لَوْشْتُ غَلِيْلًا ١٠ م ٢٣٩
(١٩٩: ١٣)	أَخْلَيْدُ رَحِيْلًا ١١ م ١١٣
٩ م ٢٥٨	كَانَتْ فَحِيْلًا ١٢ م ٨٦ =
٥ م ٢١٣ =	(٣٠: ١٢)
(٢٠٤: ٤)	فَأَبْرَكَ جُولًا ١٣ م ١٢٠
٩ م ٣٨٦	وَدَلُّوا وَدَحِيْلًا ١٣ م ٢٥٩
٤ م ٣٠٤	شَهْرَى وَدَوِيْلًا ١٣ م ٢٦٩
٤ م ٣٢٣ =	قَدُّوا رَحِيْلًا ١٣ م ٢٨٩
(٢٢٥: ١٣)	يَحْدُون رَحِيْلًا ١٣ م ٣٠٥
٨ م ٢٤٢ =	أَتَبَعَدَ سَبِيْلًا ١٣ م ٣٢١
(٣٣٦: ١٣)	فَسَقُوا صَبِيْلًا ١٣ م ٣٠٦
(٣٨٠: ١٦)	أَبْلَغَ وَعَوِيْلًا ١٣ م ٥١١
٨ م ٣٠٩	وَجَلَعَتِي مَعْمُولًا ١٣ م ١٩
٩ م ٢٥	مَابَالَ رَحِيْلًا ١٣ م ١٤٢
٩ م ٤٨ =	أَعَزَّزَ تَزِيْلًا ١٣ م ١٨٢

وَإِذَا تَبَيَّلَا

فَلَمَّا ذَلَّلَا

وَأَقْبَضَ حَقِيْلًا

صدا البيت	قافيته	بحر مجلد	صفحة	صدا البيت	قافيته	بحر مجلد	صفحة
قَوِي	الْتَهْلِيلَا	كامل ١٢	٢٢٩	بَكَ حَامِلٌ كَل	١١	٢٨٠	
سَادُوا	فَحُولَا	١٢	٢٤٨	حَتَّى الْخَصَائِلِ	١٣	٢٢٠	
قَتَلُوا	مَقْتُولَا	١٥	١٣	لَا أَم وَالْأَشَائِلِ	١٣	٣٩٠	
كَتَبَ	عُلُولَا	١٥	١٠٢	أَفْذَاكَ يُعَاوِدُ	١٣	٢٤٠	
وَطَوَى	خَلِيلَا	١٥	٢٢٤	خَشِيَ بِالْكَلاَمِ	١٩	١٩٣	
طَرَقَا	وَحُولَا	١٤	١٠٢	لَيْسَ زُلْ هُنَّج	١٣	٢٤ =	
قَوْمٌ	التَّزْيِيلَا	١٤	٢٩٤			٣٢٥	
فَادَمَ	الْمَاكُولَا	١٩	١٤٢	قَالَتْ عَقْلُ	١١	١٨٠	
لَا	طَوِيلَا	١٣	١٤٢	وَنَبِيٍّ طَحْلُ	٢	٨٢ =	
وَلَقَدْ	أَحْيَلُ	١	٢٤٢			١٩٦: ١٢	
وَتَرَدُّ	خِلَلُ	٣	١٣٤			٢٠: ٢٠	
فَتَمَدَّرَتْ الْأَصْلُ	٤	٩		رَأَيْتُ الرَّعْلُ	١٣	٢٦٩	
فَأَتَتْ الْهَوَجَلُ	٨	١٤٨		وَهَقْلُ وَالزَّالِ	١٢	٢٤٠	
فَتَمَدَّرَتْ أَرْزَلُ	١٣	١٦ =		كَجَيْبٍ تَسْفَلِ	١٤	١٥٩	
			٢٥٢	أَيَا عَذَلِي	٢٠	٢٠	
يَعْدُو أَرْزَلُ	١٨	٢٥٢		وَلَوْ أَوْصَالِي	١	٣١٣	
النَّاسُ الْمَسَائِلُ	٣	٦٤		كَانَ جَوَالِ	١٣	١١٣	
وَالْجَبْنَ الْجَوَالِ	٥	٢١٩		تَرَكْتُ الْعَالِي	١٨	١١٤	
إِذْهَنْ الْمَقَاصِلُ	٩	٢٢٥		أَيَا بَالِي	٢٠	٥٠	
وَالْجُودُ الْجَدَّالُ	١١	١١٠		مَالِكٌ عَمُولُ	٩	٢٩٦	

مَدَّالْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِحَرْفٍ جَدِيدٍ صَفْحَةٌ	مَدَّالْبَيْتَ قَافِيَتَهُ بِحَرْفٍ جَدِيدٍ صَفْحَةٌ
بَسْ الْمُبْتَلُ = ١٣ ٥٤	وَالْجَحْلُ (جز ١٣ ١٢٣ =)
أَعَاشِي مُبْقِلُ = ١٣ ٦٧	(٩٨:١٩)
يَا أَيُّهَا الْأَيْلُ = ١٣ ١٠١ =	تَنْدُلُ = ١٣ ٢٦٢
(٢٩٥)	رَعِبِلُ = ١٣ ٣٠٤
أَبْعَا فَأَحْكُوا = ١٣ ١٤٢	يَفْعَلُ = ١٣ ٣١٨
تَرْحَلُ = ١٣ ١٨٢ =	أَقْلُ = ١٣ ٢٦
(٣٢٢)	السَّجْلُ = ١٩ ٣٥٠
يَعْقِلُ = ١٣ ٣٠٨	أَقْسَمْتُ جَعَلَهَا = ٢ ٢٣١
تَدَّ الْمَرْعِلُ = ١٣ ٣٠٨ =	أَقْسَمْتُ بَعَلَهَا = ١٣ ٢٠ =
(١٤٤:١٩)	(١١٨)
عَارِلَةٌ تَعْرِلُ = ١٣ ٢٤٠	مُتَدِلُ مُحَرِّلُهَا = ١٣ ١٠٥
عَنْزُ الْمِقِيلُ = ١٣ ٨٩ =	إِنَّ فَخْلَوَهْ = ٢ ٢٢٣
(٩٨)	إِنَّ فَخْلَوَهْ = ٦ ١١
أَطْنَتِ يَعْجَلُ = ١٣ ١٠٦ =	لَوْلَا فَضْلُهُ = ١٣ ٢٠١
(٢٢٥)	أَحْلُهُ = ١٥ ٩
كَانَ تَشَاجِلُ = ١٤ ٢١	هَمْلُ = ٢ ٣٤
أَطْنَتِ مِصْحَلُ = ١٤ ٢٠	أُظْلُ = ٤ ٢٨
وَهُوَ قُلُ = ١٤ ٢٠١	أَقْبَلُو = ٤ ١٠٢ =
نَطَوِيهِ يَجْدُلُهُ = ١ ١١٢	(١٣:٢٠٥)
	أَعَاشِي أَنْسِلُ = ٨ ٢١١ =

صَدَائِيتُ قَافِيَتِهِ بِحَرْفِ جَدِّ مَجْلَدُ صَفْحَةٍ	صَدَائِيتُ قَافِيَتِهِ بِحَرْفِ جَدِّ مَجْلَدُ صَفْحَةٍ
ثُمَّ نَعْتَلُهُ رَجَزٌ ١ ٢٥١	ثُمَّ نَعْتَلُهُ رَجَزٌ ١ ٢٥١
وَأَحْتَتَّ تَنْقَلُهُ ٦ ٣١٩	وَأَحْتَتَّ تَنْقَلُهُ ٦ ٣١٩
بِمُقَرَّرٍ نَعْتَلُهُ ١٠ ١٢١	بِمُقَرَّرٍ نَعْتَلُهُ ١٠ ١٢١
أَعَانَهُ أَثْقَلَهُ ١٠ ٢٨١	أَعَانَهُ أَثْقَلَهُ ١٠ ٢٨١
لَهَا نَجَلَهُ ١٣ ٢٢٢	لَهَا نَجَلَهُ ١٣ ٢٢٢
طَارَ يَنْسَلُهُ ١٣ ٢٥٠	طَارَ يَنْسَلُهُ ١٣ ٢٥٠
أَمَّا مَنَزَلُهُ ٢٠ ١٤	أَمَّا مَنَزَلُهُ ٢٠ ١٤
حَتَّى لِلْأَصَائِلِ ١ ١٤٤	حَتَّى لِلْأَصَائِلِ ١ ١٤٤
وَقَدْ الْعَزَاجِلُ ١٣ ٢٤٠	وَقَدْ الْعَزَاجِلُ ١٣ ٢٤٠
مَا خَايَلُ ١٣ ٥٠٦	مَا خَايَلُ ١٣ ٥٠٦
مَا عَلَيَّ عُنَائِلُ ١٢ ١٦٥	مَا عَلَيَّ عُنَائِلُ ١٢ ١٦٥
كَانَ تُسَاجِلُ ١٦ ٢٦١	كَانَ تُسَاجِلُ ١٦ ٢٦١
حَتَّى كَاهِلُهُ ١ ١٤٩	حَتَّى كَاهِلُهُ ١ ١٤٩
إِذَا أَنْتَ السَّرْبَالُ ١٢ ١٦٠	إِذَا أَنْتَ السَّرْبَالُ ١٢ ١٦٠
قَدْ الرُّؤَا ١٢ ١٩٠	قَدْ الرُّؤَا ١٢ ١٩٠
كَأَنَّهُمُ الْبَحَالُ ١٢ ١٩٢	كَأَنَّهُمُ الْبَحَالُ ١٢ ١٩٢
كَأَنَّمَا يَنْضَالُمَا ١٣ ٢٨٩	كَأَنَّمَا يَنْضَالُمَا ١٣ ٢٨٩
لَيْلَةَ إِيغَالُمَا ١٥ ٣٣٨	لَيْلَةَ إِيغَالُمَا ١٥ ٣٣٨
لَيْلَةَ هِلَالُمَا ١٦ ٢٣١	لَيْلَةَ هِلَالُمَا ١٦ ٢٣١
صَدَائِيتُ قَافِيَتِهِ بِحَرْفِ جَدِّ مَجْلَدُ صَفْحَةٍ	صَدَائِيتُ قَافِيَتِهِ بِحَرْفِ جَدِّ مَجْلَدُ صَفْحَةٍ
رَجَزٌ ١٩ ٣٤٢	رَجَزٌ ١٩ ٣٤٢
أَكَلَتِ الْفَسِيلُ ٢ ١٨٦	أَكَلَتِ الْفَسِيلُ ٢ ١٨٦
قَدْ بَلْبُولُ ١٣ ٤٣	قَدْ بَلْبُولُ ١٣ ٤٣
قَدْ عَطُولُ ١٣ ٢٣٦	قَدْ عَطُولُ ١٣ ٢٣٦
يَا أَيُّهَا غُولُ ١٢ ١٩	يَا أَيُّهَا غُولُ ١٢ ١٩
وَقَحْتِ صَلِيلُ ١٢ ٨٩	وَقَحْتِ صَلِيلُ ١٢ ٨٩
قَالَتْ فَتَسْمِيلُ ١٢ ١٦٢	قَالَتْ فَتَسْمِيلُ ١٢ ١٦٢
قَدْ خَنْشِيلُ ١٣ ١٨٦	قَدْ خَنْشِيلُ ١٣ ١٨٦
قَوْمَنَ الْحَصْلِ ١ ١٩٩	قَوْمَنَ الْحَصْلِ ١ ١٩٩
وَقَاتِلَ أَجْلِي ١ ٣٢٩	وَقَاتِلَ أَجْلِي ١ ٣٢٩
لَوَاتَ تَعْلَى ٣ ٩٨	لَوَاتَ تَعْلَى ٣ ٩٨
تَفْرِجَةُ اللَّيْلِ ٣ ١٦٨	تَفْرِجَةُ اللَّيْلِ ٣ ١٦٨
شَنْظِيرَةُ أَهْلِي ٦ ١٠٠	شَنْظِيرَةُ أَهْلِي ٦ ١٠٠
لَمَّا بُعِثَ ٤ ٣٠	لَمَّا بُعِثَ ٤ ٣٠
فَرَعُ الْأَصْلِ ٤ ٤١	فَرَعُ الْأَصْلِ ٤ ٤١
إِنْ الْمُؤْتَى ٨ ١٥	إِنْ الْمُؤْتَى ٨ ١٥
وَحَاجِبُ جَبَلٍ ٨ ٤٩	وَحَاجِبُ جَبَلٍ ٨ ٤٩
يَا دِفْلُ ٨ ٣٠٠	يَا دِفْلُ ٨ ٣٠٠

صدا البيت	قافيته	جزءه	صفحة	صدا البيت	قافيته	جزءه	صفحة
تَعَرَّضْتُ	الطَوِيلَ	جزء ٩	٣٠	ثم	الْحَلِ	جزء ١٣	٢٣٣
وَلَيْلَةَ	الْحَلِ	" ٩	١٨٨	تَرَى	الْمُدْخِلَ	" ١٣	٢٥٢
مَا فِي	الْمَطْلِ	" ٩	٢٨٢	كَأَنَّ	رَحْلِي	" ١٣	٢٩
يُنْسَ	خَلِ	" ١٠	١٢١	يُلِحُّ	شَعْلِي	" ١٣	٣٤٤
فَأَرَدْتُ	الْمُعْلَى	" ١١	١٢	قَدْ	الطَّبْلِ	" ١٣	٢٢٣
وَمَنْ	بَشْرَدَتِي	" ١١	٢٢	ثُمَّ	رِسْلِي	" ١٣	٢٢٣
إِذَا	أَلِ	" ١١	١٥٨	تَعَرَّضْتُ	حِلِّ	" ١٣	(٢٣٩=)
حَرَقَهَا	تَوَلَّى	" ١١	(٣٢٦=)	إِنْ	تَعْتَلِي	" ١٣	٥٠٩
وَمِمَّا يَكُنْ	قَوْلِ	" ١٢	٣٢٢	لَا	الْمُبْتَلِ	" ١٢	(٢٩=)
مُهَرَّدٌ	تَشْلِي	" ١٣	(٢٢=)	أَشْبَهَ	ثِقَلِ	" ١٢	٢٩
فَلَمْ	الْأَجَلِ	" ١٣	٥١	تَعَرَّضْتُ	قَتْلِي	" ١٢	٢٦
يَوْمَانِ	وَحِلِّ	" ١٣	٨٣	كَانَ	يُعْلِي	" ١٢	١١٤
إِذَا	تَسْتَقْلِي	" ١٣	٨٤	وَإِنْ	نَزَلِ	" ١٢	١٨٣
وَحَابِ	الْحَبْلِ	" ١٣	١٠٢	كَأَنَّ	الْجَلِ	" ١٥	٣٩
تَقْسِدُ	تُحْلِي	" ١٣	١١٥	حَرَقَهَا	مُسْتَقْلِي	" ١٥	٣٢٩
يُحْطَرُ	الْحَقْلِ	" ١٣	١٢٩	قَدْ أَمَرَ	عَدْلِ	" ١٤	٢٨٨
لَوْ	الْحُلِّ	" ١٣	١٤٢	بِإِزْلِ	عَيْهِ	" ١٤	٢٢٣
حَقِ	شَيْ	" ١٣	٢١٨	لَوْ أَنَّ	مَطْلِي	" ١٩	٣٢٥

نومبر ۱۹۴۲ء

ضمیمہ



انٹرنیشنل کالج میگزین

منجانب

عربک اینڈ پرنٹیشن سوسائٹی

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

نوٹ :- یہ ضمیمہ صرف عربک اینڈ پرنٹیشن سوسائٹی کے ممبروں اور خریدارانِ ضمیمہ میں تقسیم ہوگا۔

فہرست مضامین

ضمیمہ بابت ماہ نومبر ۱۹۴۲ء

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	ہمائی و ہمایون خواجہ کی کرمانی	پروفیسٹر ج محمد خان ایم اے	۱۳۷
		گورنمنٹ کالج ریسک	
۲	نیل دمن احمد سراوی	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ایم اے	۸۵
۳	محمد ماہ صداقت	صادق علی دلاوری	۱
۴	تصہرہ و تنقید	ادارہ	۹
۵	مفلس سعیدین	خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب	۲۵
	جلد ۲ - جبر	سابق پرنسپل اوپنل کالج لاہور	
<p>گیلانی ایکٹریک پریس ہسپتال لاہور میں باہتمام ہتا ایشورس پرنٹر چھپایا۔ اور بابو صدیق احمد خان اوپنل کالج لاہور شائع کیا۔</p>			

بتیره زن افتاده در پای پیل
 بدست دهل زن فرو رفته خار
 در افتاد چوبک زن از پیش طاق
 دران تیرگی شاه شامی نژاد
 بسا دُر که آن شب بزرگان بسفت
 که با من مکن تند می امشب بسی
 من امشب مگر در چهر میترسم
 سپیده ندانم مگر مهر کس
 مگر دیو ملک سلیمان گرفت
 اگر پای سیاره بشکسته اند
 شبابیش ازین همچو شمع مسوز
 اگر امشبم روز روزی بود
 چه بودی گرم بخت یاورشیدی
 گرم عمر شیرینی ای شب میبای
 نواساز شب گو بختبان جرس
 بتیره زن نوبتی گر برود
 ازان بر نمی آید آوای مرغ
 چراغ دلم مرد و من مرده دل
 چرا ای سحر دم فرو بسته
 زمانه شده غرق در پای نیل
 ز دست کواکب بدون رفته کار
 شب تیره با روز بسته فراق
 ز صبح فروزنده می کرد یاد
 بسا کان شب از آتش دل بگفت
 که نبود بروز من امشب کسی
 و یا در کمین گاه ابرمسم
 گردنسان فرو بست از آه نفس
 و یا تیرگی آب حیوان گرفت
 دم صبح خیزان چربسته اند
 چراغم ز شمع فلک بر فروز
 هم از مایه نیک روزی بود
 و یا صبرم امشب میسر شدی
 درم جانی ای روز روشن برآی
 خروید سحر گو بر آورد نفس
 خروسان پرده سارا که برد
 که بستند پای شب و نای مرغ
 شبم خون دل خورده و من خورده دل
 دم صبح در کام بشکسته

له ج - فرو برد، له لعل ب نداد، ب - سرای هر سه - و - خون خورده دل

له ب - در کام

ثبت آخر این یا بلا سیاه
 ترا ای شب تیره امشب چه بود
 ازین رو سیاهی ترا ننگ نیست
 برو این سیه کاری از حد مبر
 مرا امشب ای شب تو دلسوز باش
 چه شمع بکش یا شمع بر فروز
 جهان اگر تیره روزی چون
 برگ که کردی سیه عالمه را
 بخدای سحر گر نداری غمی
 که بر مرغ و ماهی فروست راه
 که گروهن بر آوردت از دوده^{دود}
 بدون از سیاهی مگر رنگ نیست
 که هم عاقبت بر تو خندد سحر
 درین تیرگی ضامن روز باش
 چه عودم بساز از چه عودم بسوز
 مبادت شب تیره روزی چنین
 که چون خامه کردی سیه نامه را
 بر آرد دل آتش افشان دی

خلاص دان سمن رخ دختر جهان نسوز شاه توران در شهرزاده همای و بقصر داور دن بهوس و پس وداع کردن او را

درین بود گامد غبالتش پدید
 چو یک نیمه برگشت از آن تیره^{شب}
 چو بادام ترکان چین نیم مست
 شده جلوه گر چون خرامان تذرو
 دلاویز چون زلف عنبر شکن
 دلا آرای چون خلد عنبر سرشت
 ز ظلمت شد آب حیاتش پدید
 بزندان در آمد به قند لب
 چو شمع فروزنده شمع بدست
 غلام قدش گشته آزاد سرو
 شکر ریز چون لعل شکر شکن
 خرامان چو طائوس باغ بهشت

لے - لے - سر نویش لب ، لے - لے - بادام شکر شکن ، لے - لے - رخ تان چون

لے - لے - شهید ،

گره کرده شام سحر پوش را
 بر افکنده مشکین نقاب از قمر
 گلش باغ حسن و تنش جان جان
 شکر در لب و سحر در چشم مست
 ز چوگان خم گیسوش برده گوی
 بر آمد چو ماه و در آمد چو باد
 بگلبرگ مشک سیه بر شکست
 چو بند گرافش سبک برگرفت
 ملک همچو یوسف بر آمد ز چاه
 پیر سید کای سرو باغ روان
 بگو راستی سرو آزادده
 و گر ماهتابی بگو روشنم
 مبه مهربان سرو سیمین عذار
 که ای قامتت سرو آزادگان
 گلست خسته نوک خاری مباد
 دین قلمه شاهی بلند اختر است
 ز سهمش برین چنبر آگون
 بنیر و کمر بر کشاید ز کوه
 نهان کرده در شب بنا گوش را
 بشیرین سخن برده آب از شکر
 چو نسرين نهان گشته در پریان
 قمر بر رخ و شور در زلف پست
 ز گیسوش ماری سیه برده موی
 ثنا گفت بر شاه شامی نژاد
 بر دچنگ و بندش بهم در شکست
 چو سرو روانش ببرد گرفت
 تو گوئی ز ماهی بر آمد بماه
 فرخ جمالت چرخ روان
 و یا حوری از آدمی زادده
 که تابانی شب تیره از روزنم
 ز پسته شکر کرد بر شمشاد
 مبه مهربان شاه شهزادگان
 میان تو در هر کناری مباد
 که افزون تر از اخترش لشکر است
 شود کاو گردون ز چنبر پروان
 شود کوشش از نعل یکران ستوده

اب

له در ب ای شعر چنین طود آمده سه گره کرده بر سر سحر پوش را - نهاده به شب و بنا گوش را

له ب - قمر - سه لو - چو سروی روان گشته در پریان - سه ب - شور - سه ج - روی نسرين عذار

له ب - از شکرش لشکرات - سه ب - کار گردون - سه ج - شود کوه از بیست او ستوده

ترغیش بلرز دل آفتاب
 بود اصلش از نسل افراسیاب
 مرا و راهیل چه نسوز نام
 که زبید دو صد چون سهیل غلام
 زشایان ستاند بشوکت خراج
 ولیکن فرستد بفقور یاج
 سمن رخ منم دخت نامی او
 بنج مایه شاد کامی او
 دلم مدتی شد که صید تو شد
 چو آهو گرفتار قید تو شد
 تو در بند بودی و من بنده ات
 تو سرکش ولی من سرافکنده ات
 ترا پای بر جای و در دل مرا
 ترابند بر پای و در دل مرا
 نگویم ببلا بلای تو ام
 که سرگشته و مبتلای تو ام
 گرت چون همایون بود دلبری
 یقینم که بامات نبود سری
 کجا ذره آفتابی شود
 و یا پیر مرغی عفتانی شود
 ولیکن امید از تو نتوان برید
 بغال همایون تو انم رسید
 اگر چون همایون ندارم جمال
 گوئین همایون ندارم بغال
 چه بد کرده ام گرچه بد کرده ام
 که خود را گرفتار خود کرده ام
 چه درمان چو درواست درمان
 توئی جان من مرهم جان من
 تو دانم که بامن نیائی بسی
 ولیکن چو می سوزم اسی و لفروز
 که شنه شد به پنجه بابرگ و ساند
 تو خوش باش و از هیچکس غم مار
 بگفت این و بنهاد پیشش طعام
 پس آنکه برگردش در آورد جام

له ب- بلرز، له ب- دل، له ب- فقط بزرگوار، له ب- ولی در تو چون از تو نتوان برید

ب- بجای برید، پرید، دارد، له ب- نیایانی

بخوت سه روز و سه شب دم زدند
 که این فتنه بودی که آن آفتاب
 گهی ماه ساقی و شمع نغمه ساز
 ازان پس ملک را بر خوش خرام
 و گر باد پای چو ابر بهار
 شبه پلین را چو مه اسب داد
 لبش را لب شکر آلود کرد
 رخ آورد چون شاه خاور چین
 زمینان چشم اشک گلگون براند
 دو عالم بیک جام می کم زدند
 که این مست عشق و که آن مست فنا
 گهی شاه دلبر و مته و لنواز
 بیاورد دستی سلاح تمام
 نوندی زمین کوب دریا گدار
 بشه رخ شبه شامیش رخ نهاد
 گرفتش در آغوش و پدید کرد
 شد آشفته چون زلف دلبر چین
 جنیت بقصر هایون دو اند

آمدن شهرزاده همتی بقصر هایون و خطاب کردن او

چو زین علم شد ز عالم نهان
 همتی آشیان کرد در پای قصر
 بجوان در آورد که کوب را
 بدو دیگر چرخ را کله بست
 طناب نهیم خیمه در هم کشید
 چو دریای سرکش در آمد بوج
 چو مه بر در قصر منزل گرفت
 همتیون دلبر مته و گسل
 شب قیرگون دم زد از قیروان
 بیرواز شد تا باقصای قصر
 بر آورد آه دل آشوب را
 بسوز نفس قلب گردون شکست
 تنج ششم پرده در هم دید
 چو عتقا خرویش بر آمد باوج
 در قصر در آتش دل گرفت
 سر و شش فرو گفت در گوش دل

له ج - گه - هج - مر شامیش - سه ج - برداد - سه ج - بصورت نفس !

هه ل - تمام ششم پرده - سه ج - بیت

که چون لعل کافی برون آید و لعل
 که سر بر زرد از کوه ماه می
 مهر پرود بر آمد بام
 ز شب بسته پیرایه بر آفتاب
 چو مه رفت در آسمانی پرند
 سیه شعری از سنبل مشک فام
 بجادوی نوپین فلک نیمه مست
 شبنم دید با طلعتی همچو ماه
 خطش را ز مشک تتاری غبار
 چو مه را ملک بر لب بام دید
 روان با سر شک روان همچو باد
 گهر پوش لب را شکر ریز کرد
 تنگ گفت و گفت ای مه دلفروز
 جهان روشن از روز شب زیور
 دل آشفته در شام مه منزلت
 ازان پناه بابل که جان می برد
 بر طفت تو تا سر در آورده ام
 زموی میان تو موی شدم
 ضعیفی که افکندیش در کند

در آ، همچو خورشید رخشان بروج
 بر آمد ز شرق آفتاب شبنم
 هوش مهر بان گشته مهرش غلام
 فکند شبش سایه بر آفتاب
 ز غنبر گره کرده بر مه کند
 فروخته بر طرف ماه تمام
 بغضب ترنجی ترنجی بدست
 فروزنده بر پشت ابر سیاه
 هوش را شب قیر کون بر کنار
 مسلسل بگردد هوش شام دید
 بغلطید و بر خاک ره افتاد
 برو جان شیرین شکر ریز کرد
 شبت قدر با و نو روز روز
 روان تشنه چشمه کوثر است
 روان گشته آب از چه بابلت
 چه چاه نیست آب روان می برد
 باشقنی سر بر آورده ام
 ز مشک تو قانع بهوی شدم
 گرش می کشی در برویش میند

ا
 اب

له ب - دوجادوی روین فلک، له ب - می، له ل - در، له این شعر در نسخ لوح
 محذوف شده است، هه ب - گوهرت،

غریبی که امیدش از خوان تست	درش باز کن زانکه همان تست
کریمان کسی را که همان گفتند	دلش را نشاید که بریان کنند
ترا گریه نیروی سر پنجه مست	بخون ضعیفان میالای دست
بگویت ز روی نیاز آدم	بهویت ز راه دراز آدم
درم باز کن تا کشم در برت	و گرنه بمیرم ز غم بر درت
دل باز ده تا جهایت کشم	مکش سر که سر پیش پایت کشم

پاسخ دادن همایون همای را

شکر لب لب در فشان بر کشود	بشیرین زبانی زبان بر کشود
که شاه اسرت سبز رخ لعل باد	سمند ترا ماه نو فصل باد
فلک حلقه از کمر زر کشت	شده سرکش چرخ ترکش کشت
چه گوئی ز راه دراز آدم	برو باز شو کز تو باز آدم
چه نامی که نامم بدادی به ننگ	مرز بر زبانم چو دای بی چنگ
سمن رخ رخسار سمن رخ نهند	که رخ ببلخ چون تو فرخ نهند
برو بانگاری که داری بساز	برزاری بسوز از بخاری بساز
گو کرد تو دل بر نشاید گرفت	بیک دل دو دلبر نشاید گرفت
مر چون تو پسته دهن تنگ نیست	که حاصل ز نام تو جز ننگ نیست
برو باز گردد و به پیش گیر	سر مانداری سر خویش گیر

له ج - دیوان، له ل - راه نیز، له ب - زیر پایت، له ل - فلک حلقه بر کمر ترکشت،
 له ل - شب سرکش، له ل - دای ز چنگ، له ب - نهاد، له ب - برو بانگاری،
 له ب ج - برو باز پس گردد و به پیش گیر،

کسے مرد میر بخہ عشق تست
 تو گوئی کہ با عشق بازی کنی
 برفی و زردوغا باختی
 نگاری گفتمی کہ در خورد تست
 کنون لطف کردی و باز آمدی
 من و آرزویت کجا تا کجا
 تو در مهر چون من شب شنی تمام
 گہی پاس بانم براری گشتی
 چرا راز دل می کشاوم چو اشک
 شدم در ہمای تو رسوای دہر
 تو کہ بہر من اوفتادی بہ بند
 من خستہ در بند سودای تو
 نہ کس ہمدی جز دم صبحدم
 بہر تو زان سر بر افراشتم
 قلم این زمان از تو برخاستست
 دمت آتش است و تو افسردہ
 مدہ دم کہ با مانم ہم نفس
 نہ ظلم کہ گوئی بیک دانہ نار
 کہ بہ چون تو قلب آمد و نادرست
 کہ باہر کسی عشق بازی کنی
 زدی مہرہ لیکن برون تاختی
 بیدان خوبی ہم آورد تست
 بہ بیجاگی چارہ ساز آمدی
 کہ ناید ز ترک خطائی خطا
 کہ از شامی و مہر ناید ز شام
 گہی باغبانم بخواری گشتی
 کہ از چشم خلقی فتادم چو اشک
 بدیوانگی شہرہ گشتم بشہر
 و لیکن ہی آمدت در کند
 پریشان جد سمن سامی تو
 نہ کس ہمزبانی برون از قلم
 کہ سر چون قلم بر خط داشتیم
 کہ چون مہرہ کثر باختی راست
 ولی در نگیر و غلط کردم
 فسونم مدہ زانکہ بادست و بس
 ستانم از دو گوہر شاہوار

شہ ۱۔ دل مرد، مصرعہ دوم در نسخہ بافتوندار، ج۔ دل من، شہ ۲۔ تا، شہ ۳۔ خطا باختی،

شہ ۴۔ زانی، شہ ۵۔ از چشم خلق اوفتادم، شہ ۶۔ تو شش ماہ شد تا قادی بہ بند،

شہ ۷۔ دل خستہ و بجای تو گشت فاند، شہ ۸۔ ہدم و ہمزبانم، شہ ۹۔ طرہ،

مرا اگر تو گوئی که سروی رواست
 ولیکن نیایم به طبع تو را ست
 شکر خایم و تلخ پاسخ نیم
 سمن بویم اما سمن بخ نیم
 توئی فتنه از تو بسی فتنه خاست
 در ار زانکه برفتنه بندم رواست
 دگر زانکه بالای سز بنسیم
 بیام آیدم تا چو خوشنیم
 منم ابرگرینده شب تا سحر
 بود ابرگرینده بالای سر

پاسخ دادن به امای میاویون را

۱۲۰

ملک خاک را هوش بهترگان رفت
 پس آنکه چو زلفش بر آشفست و گفت
 که ای عارضت باغ و نسیرین من
 بروی تو روشن جهان بین من
 ز ماه تو طعنه بر مشتربست
 بوجی که صد و هشت اند و لبر بست
 و لم نقش ماه فوت بسته است
 که پیوسته در مهر پیوسته است
 که پیوسته گوید کاش که زه
 دران طاق پیر و زه بینم گره
 شود شیرگیر از دو آهوسی تو
 سگ کویت ای من سگ کوی تو
 چو در تابان از شمع خلوت گهیت
 گویش رویت بهیرم چو شمع
 برین باز می دیده باز من
 غم تست غمخوار غمخوارگان
 منم ملک کوی تو ای سیم بر
 بهرین باری دیدی باز من
 نم تکت غمخوار غمخوارگان
 منم ملک کوی تو ای سیم بر
 تکیه کن یار درویش باش
 بخوبی کسی چون تو مهر و نیست
 جرات منو مرهم ریش باش
 اگر دور باشی ز من دور نیست

دلم دلبرد دلربایم توئی
 دوا از که جویم که دردم زبست
 گرفتم که خون بر تو کردم حلال
 بجان تو ای جان من زان تو
 که مانند زلفا از بزمی سرم
 غریبم ولی از تو بود غریب
 ازان روی می بچم از بخت روی
 دی با تو گفتم بر آرم ز دل
 دمت با که رانم که بدم توئی
 دلم در غم عشق و غم در دل است
 بر درم کشی و بر زارم کشی
 دلم زان زهر تو در آتش است
 گرم گوئی از چیت من دور باش
 نگویم که ماهی که ماه سپهر
 نه سرور روانی که سرور روان
 دی فتنه بنشان چو بر خاستی
 چو خاک تو گشتم ببادم مده
 مران چون سگ که چه از در مرا

چه درمان چو درد دوایم توئی
 دل آتشین و آه سر دم زبست
 چه کشتی مکن خون من پائمال
 دل و جان من بر حی جان تو
 ز سر بگذرم ز سر مت نگذرم
 که بخشی از انعام عام نصیب
 که سختی کند مرد را سخت روی
 ز خون دلم پا فرود شد بگل
 غمت با که گویم که محرم توئی
 چو غم هست و دل نیست این مشکل است
 بکش یا بکش چون مراد کشتی
 که در سوختن شمع مجلس خوش است
 زنده دور باش تو ام دور باش
 بکاهد زهر و تو فاسد زهر
 سراپا هست و تو عین روان
 مشکو کو چو بر کار من راستی
 چو دای پیچیم پیچیم منته
 مدار از سگ که چه کمتر مرا

۱- دلم دلبرد دلربایم توئی - چه درمان چو دردم دوایش توئی، ۲- ب - بخی از جان تو،
 ۳- غم نیست، ۴- ب - بکش یا بکش چون مراد کشتی، ۵- ب - تو سرور روانی،
 ۶- ب - بنده این شعر از متن با ساقط شده است،

نگردم ز رو خاک کوی تو پاک که با خود برم خاک کویت بجاک
بدان رخ که شاهان بخش می نهند همایون رخان فرخ می نهند
که چندان بساطت برنج بسپرم که رانند شاهان فرخ بر سرم
دران شام شبگون شکست آرمت وگر دست یابم بدست آرمت
ز مهرت مباد دل خسته دور که گیر و چلیغ مسم از مهر نور

پایسخ دادن همایون بهای را

نسن برگ روی همایون جمال همایون بنام و همایون بقال
روان کرد از تنگ شکر شکر فرو ریخت از صبح گوهر گهر
شکر راحلاوت زیاقوت داد رطب راز شیرین شکر قوت داد
بیاقوت بشکست نریخ نبات بر ایخت آتش ز آب حیات
عقیقش بر آب دُر عدن چو طوطی شکر غامی شد دهن سخن
که اسی گلبن باغ فرمان دهی بقدر راستی را چو سرو سبهی
چو سوسن سر اسر زبان نیمیت بدل راست که چون کمان نیمیت
چو سروت اگر راستی پیشه بود چو از بنده آزاد گشتی چه سود
تو آتش زبانی و قول تو باد خدایا چنین کس هوای مباد
گفت شمس بر سر درخش چو مهر گفست آذر افروز خورشید چهر
کنون خود سخن رخ هوا دار تست گلستان رویش سخن زار تست
کجا با من افتی که افتاده ام و لم کی دهی زانکه دل داده ام

۲۰ ب

له ج - گسرم ، له ب - جفا ، له ج - تنگ شکر از شکر ، له ب - شکر

فاشاند سخن ، له ب - دل همچو بلو ، له ج - در افتد

ولیکن چرا آب خود میسبم
 اگر سروی ازاد گشتم ز تو
 مرا گرچه از دیده بیرون نم
 ز لعل لبست تا شنیدم سخن
 ز مهر تو تا پرتوی تافتم
 کنون ماصلم از تور سواشی است
 من آن مرغ نلدم که در مرغزار
 بطرف چین آشیان داشتم
 گهی می چیدم چو آهو براغ
 براغم بجز میل عرعر نبود
 سخن را ز بهم میکشودم ورق
 گهم دیده در زکس مست بود
 ز بهر گلستانی گل چید می
 چو سرو از لب چشمه بارستی
 گهی میل سرو سہی کردم
 گهی در چمن گشتی نغم ساز
 کنون ماصلم از تویی ماصلیست
 درین کنج مغمور تنگنای
 چو شمع از چه رو خون خود میخورم
 و گر زانکه عمری گزاشتم ز تو
 هجائی و لیکن همایون نم
 دمی بی سخن بر نیامد ز من
 بخ از مهر تابنده بر تافتم
 چو مهر از تو ام بهره تنهایی است
 نوامی ز دم بر سر شناخار
 بوی گل و گلستان داشتم
 گهی می پریدم چو طوطی بباغ
 بباغم بجز برگ جبر جبر نبود
 چمن را ز گل می فکندم طبق
 گهم دست لاله دید دست بود
 ز بهر غنچه خورده دید می
 وطن بر لب چشمه با جستی
 گهی باریا صین بسر برد می
 بصد دست بر سر وستان نواز
 دلم را نصیب از نعمت بیدلیست
 چه پایم چو زینسان قنادم ز پائی

۱- ب- بر نیاید ۲- ب- ما ۳- و- نوای زوم ۴- ج- میتهو

۵- و- گهی ۶- ج- خسته ۷- ج- مغموره ۸- و- یابم

۹- این شعر در بول ممدوف شده

نه یاری که با او برآرم دمی نه رای که با کس بگویم غمی
 بخوبی اگر یار کم داشتم ترا در جهان یار پنداشتم
 چو دیدم بهر حال سست آمدی چو دل قلب و بس نادرست آمدی
 برو که توام چاره نهائی است زور تو در دمان شکیبائی است
 بباد ارچه دادم بهوسی تو دل کنون برگرفتم ز روی تو دل
 منم خاکِ راهت ز من در گزر چو خاکم مکن خوار و آمم مبر

پاسخ دادن همای بهایون^۱

ملک ز لوه گفت ای بت خرگهی شکسته قوت پشتِ سر و سهی
 ز لعلِ لب آبِ عناب شد بر لعل آبِ حیات آب شد
 دم عیسوی پیشِ نطق تو باد میجا هوا دارِ خلق تو باد
 بشمشادِ طوبی خرامت قسم که شد راستی را عالم علم
 باهوی صیادِ شیر افگنت بسوفارِ مژگانِ خنجر زنت
 به خوزیرِ باو ام بادام تو به آشوبِ زلفِ دلارم تو
 برویت که بی نور شد نارازو بهویت که چون مور شد مارازو
 بآن روز که شب بود زیورش بدان شب که بی روز باشد برش
 بافسون آن افعی مُسه باز که بر ماه گرو د شبان دراز
 به دود افکن دودِ آتش مکان با آتش و ش آن آب آتش نشان

له ب - نطق^۲ له پس ازین شعر در نسخ و لوح این شعر یافته می شود^۳

بدان حب و افسای مایه فریب که بروه ز حب او ی بابل فریب (کنایه)

له ج - که با دود باشد سرش^۴ له ب - آتش نشان^۵

بدان عنبرین مشک عنبر فروش	بدان عنبرین مشک عنبر فروش
بدگیری آن مسلسل کند	بدگیری آن مسلسل کند
بتاریکی آن شب صبح ساسی	بتاریکی آن شب صبح ساسی
به سر بر قمر ساشی کاکلت	به سر بر قمر ساشی کاکلت
باب رخت کاب آتش بود	باب رخت کاب آتش بود
بدان برگ نسرین بستان فروز	بدان برگ نسرین بستان فروز
بآبی که در چشمه نوش تست	بآبی که در چشمه نوش تست
بمائی که در طرف چاهت فتاد	بمائی که در طرف چاهت فتاد
به علت که سر چشمه کوثریست	به علت که سر چشمه کوثریست
به قدرت که شکست نرغ نبات	به قدرت که شکست نرغ نبات
بدان عقد پروین خورشید جای	بدان عقد پروین خورشید جای
بر دلف دلاویز سودا گرت	بر دلف دلاویز سودا گرت
باب رویت آن قوس طغرا مثال	باب رویت آن قوس طغرا مثال
بدان هندوی سرکش سرفراز	بدان هندوی سرکش سرفراز
بدان طوق غنخب معلق چو ماه	بدان طوق غنخب معلق چو ماه
به نارت که در نار نار افکند	به نارت که در نار نار افکند
بدلوزی ناوک چشم تو	بدلوزی ناوک چشم تو
بازادی سرو سیمین برت	بازادی سرو سیمین برت
بکبرگ روی تو روز بهار	بکبرگ روی تو روز بهار

۲۱

ب- به لعل که سر چشمه کوثریست، ب- به علت، ب- به بقیع ب- به جعد

ب- به بر منات، ب- به بر منات، ب- به سرفراز، ب- به جوانی

بدان کوه سیمین زرین کمر	که کوهش بخدمت نهاد است
بمخالف زرین گوهر نگار	که درپای بوست بود پاشیدار
برنقشت که هرگز نرفت از خیال	بنامست که باشد همایون بقال
بکوی تو ای رشک یابغ بهشت	که بانی ست از خلد غنبر سرشت
ببادی که آرد بمن خاک پات	که خاکش به از جوئی آب حیات
که گر خاک گردو تن خاکیم	گواهی دهد جان ز دل پاکیم
ز دل دست شستم بخوناب چشم	دواندم چو باد از پیت آب چشم
چو باد آریا بم گذر بردرت	کنم جان و دین سر جان و دست

پاسخ داون همایون هاسی را

مهر عشوه گرافتاب طراز	بت قند لب و لبس دل نواز
قصب پوش ماه گره گیر موسی	گل اندام سر و سمن برگ روی
فرو زنده خورشید طوبی خرام	خرامند طائوس طوطی کلام
شکر ریز نوشین لب قند خند	پری چهره بت روی مشکین کند
نگارین نسرین بر سر و قد	همایون مه پیکر زهره خند
سهر درج لولوی تر بر کشود	دل شهید و جان شکر بر کشود
شکر آبر آورد شور از نبات	ز شهیدش برقت آب آب حیات
به تنگ شکر نرغ شکر شکست	بدیج گهر قدر گوهر شکست

ل-ل-خون، ط-ب-ز دل شستم کنون بخوناب چشم، ط-ب-نیارم،
 ل-ل-مهر قند بار، ط-ب-ماهی، سروی، ط-ب-بت سر و قد مشکین کند،
 ط-ب-سیمین بر، ط-ل-ج-کان، ط-ب-بشکرت آورد

دل لعل خون شد ز عتاب او	روان آب زان دود خوش آب او
طبرزد بر شکرش آب شد	ز نوشین لبش آب نوشاب شد
شکر ریخت از شهید شکر نثار	رطب را در افگند در خار خار
بپیغاره گفت ای سرسکرشان	که هم شه نشانی و هم شه نشان
نهم منظره آشیان تو باد	ششم پیغره آستان تو باد
ز مل کمترین هندوی بام تو	قمر کمترین گوهر جام تو
شبه چرخ قرانش خلوت گهت	سپهر برین خاکبوس ربهت
تو مهری و ماه منیرت غلام	کند هر همره بیرجی مقام
تو ماهی و افتاده از مهر دور	و در ماه را پد تو مهر نور
تو عمری و باکس نیائی جو عمر	چو رفتی دگر باز نیائی چو عمر
تو بادی چه سودای سیم برزی	که هر لحظه در بوستانی وزی
تو سروی و مثل تو سروی تخت	گر از بنده آزاد گردی رواست
چو جانی در انده چه دارم ترا	برو تا میزدان سپارم ترا
به چشم چه آهو مکن رویی	مرا خواب خرگوش تا کی دهی
بر آهویم نام شیر می مبر	ز آهوی من شیر گیری نگذ
بیاگر سیه کاریم آرزوست	ز عالم بیاموز کاین کار اوست
و گزنجو عالم شوئی هوس باز	مکن این سخن پیش مارم دراز
به طراری از سر بر آورده	کجی را بسرمایه کرده
ز زلفم بیاموز کج باختن	نیا راستی سر بر افراختن

له ل - سپهر روان، عه ب - ماه سپهرت، عه ب - سیم بری، بوستانی بری طوط، عه ب - بره !

ه ل ج - بر آهویم، عه ب - میر، عه ب - مشو، عه ب - یارم،

برپسته شکر پیش مشیرین مکن که گرمی فزاید شکر بی سخن
 برو دست ازین جعد مشکین بد وگرنه بشویدگی سر برآرد
 منه دل برین زلف پرتاب پیچ چو دیوانه در مارافعی پیچ
 میا پیش این زگس می پرست که ترکست دست است و خنجر بدست
 چه سازی ز مشکین کتدم نده که کار تو زان می فتد در گره
 بیالای من نیست دسترس که از سروین بر نخور دست کس
 به طراری زلفم از ره مرو بدین ریمان باز در چه مرو
 مبر نام دل آخرت تنگ نیست کزین جنس دژهر با سنگ نیست
 رخ آلود و زردشاه را شایخ پس آنکه بگرداند از شاه رخ

۲۱ ب

بازگشتن بهای ازپای قهر جانیون و به نومبیدی رفتن بوقت شب سرمای عظیم و طوفان کوف و باران

سہی سروستان آزادگان صف آرامی میدان دلاگان
 شب افروز ایوان و شندلان مه شب روان قیل و مقبلان
 گل باغ شوق اختر مرج عشق شب ملک غم گوهر مرج عشق
 بهای مگر خسته دل نگار پرانده احوال و اشفته کار
 چو از مهر آن ماه برداشت دل بنا کام بگردشت و بگذشت دل
 عنان بر زد و سر بصر انما سرشکش روان رو بدیدانما

لب - سرمست، نه - نبود، نه - رنگ، نه - بر تافت، نه - باد، در

نه - عنان، نه - سرشک روان،

ز دست دلش دست بر دل باند ز خون جگر پاش در گل بماند
 چنان آتشی از جگر بر فروخت که از ماه تاپشت ماهی بسخت
 هوا کله عنبرین بسته بود زبانه بانفاس رخ شسته بود
 شب از ابرخیم در خم افکنده جد شده گوش گردون کران با ناله جد
 زویای اوج فلک نقاب ز قاتم همه کوه و در و حجاب
 هوا هر نفس گشته کافور بیز زمین هر طرف گشته کافور خیز
 زده برق برفرق کهسار تیغ روان گشته طوفان آبی ز تیغ
 تبیره زن رعد در دلمه دم افسرده گشته هوا از دمه
 زده باد بهمن دم از زهریر فرو رفته گیتی بدیای قیر
 جهان رفته از برف و بیداران بیابا شبی زان صفت روزی کس مینابا
 نه راهی که آن را بود منزلی نه بحری که پیدا بود ساحلی
 ملک راره از پیش و رودرها ز دلبر جدا گشته وز دل جدا
 چو صبحش ز سر با فسوده نفس چو خرد در حل باز آمده فرس
 نه راهی که روی آورد سویی یار نه راهی که بیرون رود زان دیدار
 نه صبری که برگردد از یار خویش نه هوشی که گیرد پی کار خویش
 روان کرده این چشمها چشمه ها ولیکن روان کرده در ره رها
 که از دیده زورق فکندی رآ که از سینه آتش زودی بر سحاب
 گهی بلده در رود زاندی ز چشم گهی گشتی و خون فشانندی ز چشم

لے ب - اسود - وادکن هم اسودا گویند لے ب - کرده لے ب - برفت - لے ب - برود برق

لے ب - یعنی برفت و بلود باران و سرازیر رنگ آند راج لے ب - باد و باران

لے ب - مگر لایحه از پیش و رودرها لے ب - مانده لے ب - حفره رها لے ب - فکندی بر آب

خطاب کردن همای بابر و عتاب بابر و باران

ایا ابر تر دامن تیره روی	چرا تیره بامن آخر بگویی
بتر دامن آسب خود ریختی	ولی آتش از جانم انگشتی
اگر سایه بر کارم انداختی	چو سایه چرا خوارم انداختی
سبک بادبان بر کشیدی چو باد	بدیلا مرا در کشیدی چو باد
چرا تیره گز نه بخت منی	ویاست مغزانه تر دامن
بدر پرده و پرده من مدر	مکن سرکشی و ز سرم در گزدر
سر پرده تا در کشیدی بمراه	شدی همچو کیسوی ماهم سیاه
مرا از تو با خود چه آید بسر	که می بینمت سخت سستی فتر
هم از کوه پای بسنگ آیدت	که آن سنگدل مهر نمایدت
چو کار تو زینگونه بالا گرفت	سر شکست چرا راه دریا گرفت
تو میگویی و برق می خندوت	چه گزنی که کس گریه نپسندوت
ترا از هوا کار برهم فتاد	کسی چون تو یارب هوای مباد
چو باران درم ریختی بر سرم	سیه رو چراتی چو دارم دم
تهی مغزی و سرکش و تندخوی	سبک یانی و تند و تاریک می
نه بهمن و دم ز بهمن نه نی	چه زانی که بی مهر و تر دامن
که از رعد دل در خروش آوری	که از اشک دریا بخوش آوری
رومی همچو بوکاشن سر در هوا	کفت از لب فشانان بگو تا کجا

لَب - خون، نَه - کزنی همت، نَه - کران، نَه - چه گزنی چو کس گز نپسندوت،
 نَه - تهی مغز و سرکش و تندخوی، لَب - زانی، نَه - همچو قبرج - ترکان، و بوک نوعی از آشکیر باشد،
 نَه - فشان،

گهی دم ز کافور بیزی زنی گهی لاف سیلاب ریزی زنی
 بدینسان که که را گرفتگی کمر کی اندازی از زخم تیغش سپر
 نگویم که بی آبی و بی حیا و گر زانکه گویم نباشد روا
 گر آبت ز دریا بر آورده اند ز دریا ترا بر سر آورده اند
 مرا کین همه کام در ول باند ز دست تو ام پامی در گل باند
 تو ای برف همچون فتادی مرا نشستی و برباد دادی مرا
 اگر بر دلم رحمت آری نکوست که برف است امشب که بر بام او
 مکن تند سی ای بادی آب سرد فسوده دم و کج و وهرزه گرد
 برو گرم و دم سردی از حد میر بیادم مده و سرم در گزر
 غم همه و ناله همدم بس است دلم همدل و خسته محرم بس است
 سرشک از چه بدم ندانم ز چشم برانم که بارش برانم ز چشم
 و گر و مبدیم قاصدی بایدیم کرد و آب بر روی کار آیدیم
 به بین کاب چشم چنان می رود کرد و آب آب روان می رود
 دلم چون بدان و گسل باز ماند تن خسته را دل ز دل باز ماند
 ولیکن چنین به که دل پیش او که ریش است و او مهم ریش او
 ز ما عشق بازی نباشد خطا و ز ترک بازی نباشد جفا
 بدینگونه می گفت و می راند اسپ ز چشم اشک می راند و می ماند اسپ
 چو مرغ سحر خوان فغان بر کشید جهان مژده صبح صادق شنید
 فلک مرغ راقبه در هم شکست هوا از دم باد و بالان بجست

له ب- مکن رحمت امشب که بام اوست؛ له رج- فسوده می کج و وهرزه گرد؛ له ب- سرم روی؛

له ب- بازش؛ له رج- با؛ له ب- در؛ له و- خطا؛

دریده شد آن پرده قیرکون نهفته شد آن قلمم سزگون
 چو آن ابر باره تحمل برآمد سیاهی برین سبز گلشن نهاد
 بجنبانه مرغ سحر بال را بجنبش در آورد غلغال را
 زنا که بسر چشمت در رسید چراگاه و ماوای مخیر دید
 فرو آمد واسپ در پیشه راند بران چشمه از چشمه خون فشا
 دلش پیش یار غمش پیش دل غم دلبرش مریم ریش دل
 نه در دل که از غم بر دمان بدر نه در سر که بر دارد از پای سر
 گذشته ز خون دل لب از سرش چراگر شده برق که پیکریش

پشیمان شدن همایون و روان شن در عقب بجای

سخن پروران کو سخن نظم داد ز حال همایون چنین کرد یاد
 که چون از شیشه دل باز ماند چو باد از پیش اسپ گلگون برآمد
 بدل سنگ بنزد سنگین دلی در آن کار حیران شد از مشکلی
 خروشش دم صبحگاهی به بست نفیرش ره مرغ و ماهی به بست
 دل سنگ را آب کرد از سر شک جهان غرق خوناب کرد از سر شک
 بسی دست بر دل زد از دست کش از خون دل پا فرو شد بگل
 چو پیر ماند از دفا و رخویش فحل شد ز گفتار و کردار خویش
 چو مه بهد بر ابر که کومه بست چو خورشید بر کوه زین نشست
 بآئین ترکان پر خاش ضر روان گشته با تیغ و تیر و سپر

۱- ب- خرویش بخوبت شب بخواند ۲- ب- جای ۳- ب- دور ماند
 ۴- ب- این شعر نداد ۵- ب- دلش سنگ را ۶- ب- گوشه زین

همه ملک هستی زنده برگرفت
پی برقی که کوب شده برگرفت
بری شد ز دل تا بد لب رسید
برون شد ز خود تا بد و در رسید
ز زنگش شده بر سمن میل ریز
ز خون جگر ز گش میل خیز
فروشته از اشک یا قوت فام
ز زلف شب تیره کرده ظلام
ره دور و اوار ره افتاده دور
زده شده بخ و از شه افتاده دور
دریده سپه ابرازین سبز بلخ
برافروخته زنگی شب چراغ
فلک را ز اگیل بر چپه تاج
زده ماه بر پنجره تخت عاج
ز بهتاب روشن شده کار شب
ز انجم شده گرم بازار شب
خوش آوای گردون هم آوای مرغ
زده چنگ در ناله نامی مرغ
تیره زن نوبتی نام را
بر می دوش چو کوب بر کش براند
بهر منزلی کو علم بر کشید
بهر چشمه ساری که درخ بشت
بهر موضعی کو بر آورد دم
ازان چشمه دردم شقایق بست
قضار اجنبیت بدان میشه راند
زمن از شرکش بر آورد نم
نظر کرد و که پیکر شاه دید
که شهرزاده را پامی در گل بماند
بدانست کان مرغی بال و پر
که بر طرف پنجره گه می چرید
فرس بیشتر راند و بشناختش
دران آشیان ساخت است آب خور
بیر مردم دیده جاسا ختش

۲۲ ب

له لوح - رسید، له ب - فروشته، له ج - رنگ، له د - زور،

له ب - بر خیمه، له ن - این شعر با شعر لاحقه ندارد، له د - هم زمره شعر

له ج - ندانست،

رخش وید گلگون ز خون ناب چشم لبش چشمه پر گوهر از آب چشم
 ز خون جگر تر شده دامنش گیا بر دیده ز پیر امنش
 بر آن چشمه کو رخ بخون شسته بود ز خون دلش از غوان رسته بود
 بسوفا راهی که بر می کشید تنقهای چرخ می فرو می درید
 نفیرش چو بر چرخ می زد و خروش سپهر سرافکنده می شد زبوش
 بسوز جگر نفس می کشاد مه از بام نه پایه در می فتاد
 بدگلو نه آتش ز دل بر فروخت بت آتشین روی را دل بسوخت
 در آمد که در پایش افتد چو بوی بچوگان ز نفس در آید چو گوی
 خرد بر زوش نوه کای بی خرد خرد مندت این از خرد نشود
 گرش آنکه می آرد آتی پیوست که در زور و مردانگی تاکجاست
 و گر او کز نینان طلبکار تست برید از تو مهر از هوار تست
 کند سوی آهوی مست نظر و یا چو آهوی میدت ز بر
 ز خورشید اگر دست بردی چو بدو دست بردی بیاید نمود
 گوزنان که لاف از پلنگی زنند بسیرنجبه باشیر جنگی زنند

۱ ب - لب چشم، ۲ ب - رخش، ۳ ب - طبقهای، ۴ ب - رعد
 ۵ ب - بصورت نفس که بگری کشاد، ۶ ب - این شعر را چنین طور دارد
 ۷ ب - بدگلو نه آتش ز دل بر نشاند که آن ترک میچهره حیران بسام
 ۸ ب - در آمد، ۹ ب - زانکه، ۱۰ ب - که دوران تو مردانگی تاکجاست، ۱۱ ب - هوار دارد
 ۱۲ ب - خردمند تو یا هوار داشت، ۱۳ ب - نباید، ۱۴ ب - چو، ۱۵ ب - نه سیرنجبه

در یافتن همایون بهامی و شناختن او و مناظره ایشان

بر آغخت یکران شوکت ز جای	به نیروی کی با ننگ زد برهای
بگفتا بدین جای کام تو چیست	نشر او از که داری و نام تو چیست
بگفتا که کم کرده ام نام خویش	هی خواهم از دل دلا آرام خویش
بگفتا که تیره شبان چون کنی	اگر رای قصر همایون کنی
بگفتا کیم تا کنم رای دوست	تنم نیست بل هستم حمله اوست
بگفتا اگر عاشقی جان بده	و گرنه برو ترک جانان بده
بگفتا اگر جان دهم درخور است	چو جانم همایون مرید است
بگفتا گرت جان همایون بود	تن زنده از جان جدا چون بود
بگفتا جدائیم ناکامی است	نکونای عشق بدنامی است
بگفتا شکیبایی از روی دوست	و گرنه زدی خیمه در کوی دوست
بگفت ار بگویش بود راه من	دو عالم بسوزد بیک آه من
بگفتا که دل بر کن از مهر او	برون کن ز دل طلع چهر او
بگفتا که کو دل سخن در دل است	چو دل شد مرکار زان مشکل است
بگفتا چو دل بدادی ز دست	فتادی بدیشان چو ماهی به شست
بگفتا بشوخی ز دستم رلود	کنون چون دل از دستم رلود
بگفتا مده دل به بیمار و درد	که انده بر آرد ز غم و غرور کرد

لے ب- همایون، لے لرح- اندو که نام خویش لے ج- تنم هست، لے لبر- هر که گز
 لے ب- بی جان، لے ب- خیمه بر لے ج- زیک، لے لوب- بستان، لے ج- بده،
 لے ج- که انده مر از زدی و غم خوار کرد،

بگفتا چه گوئی ز احوال دل که از دل بلند است پیام بگل
 بگفتا بدین باورنگ آوری که بروقه شاهنگ آوری
 بگفتا با کرده ام نام و رنگ بودکان پری چه و آرم بچنگ
 بگفتا صوری ز سیمین برش گرفتی کنار از میاں لانغش
 بگفت ار گرفتم ز دلبر کنار کشغون چشم مرادر کنار
 بگفتا در و صورت جان بدین ز زلف و خوش کفر و ایمان بدین
 بگفتا که تا زنده ام جانم اوست دل و دیده و کفر و ایمانم اوست
 بگفتا گر آرام آرد دلت نه دل باد آلام دار و دلت
 بگفت اوست جانم آلام دل که قوت روان است و آرام دل
 بگفتا گرش باز بپیشی در ز باغ خوش لاله چینی در
 بگفتا که دارم ز عمر این هوس ولی وصل عفتانیا بد گس
 بگفتا اگر بی لبش زنده از آن روز جز زلفش پیر کند
 بگفتا دروغ است زان لب سخن چونامش بر آید مبر نام من
 بگفتا هم اکنون از گرد راه بگیرم برم تا بدینگاه شاه
 بگفتا ز شاه و سپاهم چه باک به پیشم چه شاه و چه یک مشت کما
 بگفتا که جان بی هوایش مباد روانم دمی بی وفایش مباد
 بگفتا که تا چند زینسان سخن نمی رسی از تیغ و خونوار من
 من آنم که گریختن کین بر کشم سرخ کردان بچنبر کشم

۱۲۲

۱. راج. کند ۲. ب. دیده ام ۳. ب. دارد ۴. ل. نه دل
 ۵. ب. نباید ۶. ب. به نزدیک ۷. این شعر با دو اشعار لاحق
 ۸. ب. افتاده است ۹. ج. می کشم

بگیرد ز نوک سان من ابر
 من آن شیر گیر پلنگ افکنم
 مرا نام خوانند جنگ آوران
 گر اسفندیاری و اسکندی
 بگفت این و بر گرد از جانوند
 پوشیر ز میان آرد های بچنگ
 بر آشفته شد نامور شهر یار
 چنین داد پاسخ که ای ارجمند
 که این قالب زرد و زار ایدر است
 به نجیر که گور و آهوس است
 اگر شیر غر غنده گردی بچنگ
 مرا خود نه بس بود اندوه خویش
 مرا با تو اینجا سر جنگ نیست
 به پیغاره چندین چه رانی سخن
 بگفتا نه بینی همایون خواب
 بگیرم و دوستت درین روزگاه
 بدزد جگرگاه غر غنده ببر
 که چنگال در شیر گردون زخم
 همه سرفرازان و گند آوران
 هم اکنون ز دستم کجا جان بری
 باز و در آورد و بچان کند
 بخاور زمین کرد آهنگ جنگ
 ز بخت بر آشفته و روزگار
 چه سازی به پرخاش بچان کند
 دلم در کند همایون در است
 مزین تیر کین مید و دیگر کس است
 مکن تیر زندان بصید پلنگ
 که آید ز اندوهم این کوه پیش
 دل ارتنگ دارم جهان تنگ
 سرخوشتن گیر و تند سی مکن
 نشان بیت شاه جوید در آب
 به بندم برم تا بدگاه شاه

۱- ب- بام، ۲- ج- رستم، ۳- د- کند، ۴- ه- افکنم،
 ۵- ش- همان زمین که ارتنگ رنگ - کدانی لودج، ۶- ج- به بر بسته،
 ۷- ب- کزین، ۸- ج- زار زور، ۹- د- که آیدند و هم این کوه پیش،
 ۱۰- ب- دلی تنگ، ۱۱- د- دل تنگ، ۱۲- ب- بر آب

جنگ کردن همایون باشهر ادهامی

شہ شیر دل خسرو شیر گیر
 ہمای ہمایون روشن ضمیر
 بغیر مانندہ پیل مست
 بیچید بر خویش و از جا بخت
 چنان بر کشید اسپ را تنگ تنگ
 کہ در جنبش آمد بفرسنگ سنگ
 بکہ کوب سرکش در آرد پای
 بر آشفست و بر کرد مرکب زجای
 بہم و رفتا دند و پیل مست
 یکی تیغ و دیگر کنسی بدست
 ز تم ستوران ہامون نورد
 پُر از گرد شد گنبد لاہورد
 سر تیغ بر افج گردون رسید
 خوی باد پایان یہ چون رسید
 رخ شاہ گردون شد از بیم نرد
 پُر از خاک شد چشمہ مہ ز گرد
 گرہ گرد ماہ گرہ مو کشند
 بیفتند و آوروشہ را بہ بند
 برو بانگ بر ماہم باد پاشی
 مگر ہجو بادش در آرد زجای
 ملک زادہ را بد بچنگ اندون
 یکی آگون ابر بارندہ خون
 بر انجخت از جا لگا و رستمند
 بر تیغ و بر سپہ سمان کند
 سن بر ہمایون جو خجہ بید
 چنان بر سپہ زکش از زخم دست
 بر آشفست از بخت و از روزگار
 چو شد از کار شہ از کار زار
 کہ اسی پاک معبودی یار و جفت
 ز مرگان بیارید خزانہ گفت
 چو افتاد کار توئی دستگیر
 مر افتاد کار توئی دستگیر

لب چون ہجہ شیر مست، طہ این شعر از سبب و ہم افتادہ است، طہ ب تیز نای
 طہ ب نوند، طہ و در کشید

بفریاد رس که فریاد رس
 تر دارم اندر دو گیتی و بس
 و گر زانکه عزم بپایان رسید
 چو دل شد کنون نوبت جان رسید
 زمردن مرآتنگ و پیغاره عیشت
 که پیر و جوان را از آن پاره عیشت
 ولیکن مرادم همین است و بس
 که در پیش یارم بر آید نفس
 بگفت این و آهی صرین بر کشید
 دم از دل بر آورد و دم در کشید
 ز بامون بر آگهیخت بامون نور
 نهان کرد گردون گردان ز گرد
 بر افراخت یال و بیازید چنگ
 که سپید و بلند بگرفت تنگ
 چو باد وزان در ربلودش ز زین
 به نیرو بر آورد و ز در بر زمین
 بگردار برق از نگار بجست
 سرش را ز تن خواست ببرد و
 شب مهر پرور و چو خنجر گرفت
 تو گفستی بر آمد فرو زنده شید
 پری چهره مخفی سر بر گرفت
 تو گفستی بر آمد فرو زنده شید
 شب قیر کون گشت روز سپید
 خمید و گفت امی شه با کدین
 همایون منم دخت فتوح چین
 اگر زانکه این با همایون گنی
 ندانم که باو گیران چون گنی
 چو شهرزاده نام همایون کشید
 خورشید و آهی ز دل کشید
 همه دماغ و در ویش فراموش گشت
 بنخاک انداخت و بیهوش گشت
 همایون بر زاری فغان برگرفت
 تو گفستی با فغان جهان در گرفت
 فرو ریخت از دیده سیلاب ورد
 بخون رخ بشت انغباز برد
 بر آگهیخت از آتش سینه آب
 ز زر گس ببارید بر گل کلاب
 ملک زاده از اشک پاشیدنش
 بندق گلستان خراشیدنش
 زمانی شد از خاک و سر برگرفت
 سهی سر و راتنگ در برگرفت

۲۳ ب
 ۲۳ ل

ل این شعر از نسخه ب و ج افتاده است، ب و ج میگویند: ل و ب

کشیدند جدمن سامی هم
چو از پای پوسی بر داشتند
ز شیرین عقیق آن دو مشکین
بسی باهم از غصه گفتند از
خوش آن دم کپاری تازی رسد
فتادند چون طود پیش هم
ز ساعد میان را کمر ساختند
گرفتند دادر دل درد منید
بسی باهم از لاله کردند ناز
امیدی با امیدواری رسد

آمدن لشکر سیکران و گریختن ہمائی ہمایون بدیری
کہن ازان جاشناختن ایشان بہر زاد و مہر شدہ را
پس پیوستن با ایشان و جشن برپا کردن

چو شاهنشیه روم لشکر کشید
ز ناک برآمد بکیوان غبار
ز غریدن کوس و آوای نای
گل آوده شد چشمت ز خور زگرود
ملک زاده گفت ای پر یکره یار
ازین نیلگون پرده سرنگون
میهدار مشق علم پر کشید
نہان گشت گردون زگرود سوار
دل کوہ سنگین برآمد ز جامی
سیہ گشت چشم زمانہ ز مرد
برہمن تاجہ بازی کند روزگار
و گر تاجہ نقش است ز برون

ع ب - حقیقین، ع ب - سکین، ع ب ہی الام انلاہ گفتند ازاج - بسی باہم ازلالہ
کروند باز، ع نظامی فرماید۔

۵ چه خوش باشد که برانز انتهای
۶ بامیدی رسد امید داری (خوشو شیرین)

مگر مادر از بهر دردم بزا
 فلک با منش کینه از بهر چیست
 بگفت این و بر کو به یک نشست
 شهنشاه شامی و خورشید شرق
 و ران دشت دیر کهن یافتند
 چو کردند مانند سیاره سیر
 چو عیسی نهادند بر چرخ پای
 زیامش چو مه سر بر افراختند
 دران دیر بودند ز بهان بسی
 چو دیدند در برج نیک اختی
 دو خور بر شب افکنده از ماه تا
 و دوت رویه بخانه آورده روی
 زبان بر کشودند کای بهوشان
 اگر چه مهر از هوا می رسید
 ملک زاده لوگو بر میان بگفت
 که اسی گشته قربان کیش پیل
 حواری قدومان عیسی قدم
 دو موبد نژادیم بر زمین نسب
 که کس را چون در دبر دل مباد
 که بر جان خویشم نباید گریست
 پری چهر هم در زمان بر نشست
 نکاور بر اندند مانند برق
 بدان دیر دیرینه بشتافتند
 شدند از شرف طالع از برج پیر
 چو گوهر گرفتند در سنگ جاسی
 بران جلوه که آستان ساختند
 نیکنده هرگز نظر بر کسی
 قران کرده با هم مه و مشتری
 ز روزن در افتاده چون ماه تا
 بروی هم از هر دل کرده روی
 درین دیر دیرینه دامن کشان
 بدینگونه گرم از کجا می رسید
 پس آنکه بر آورد اسی و گفت
 بخیر مثالان حور امثال
 چو مریم به عصمت چو عیسی بدم
 بچین اوفتاده ز ملک عرب

له-ل-بران، له-ل-بران، له-ل-شد، له-ل-بهاش، له-ل-ب-
 بیفتند هر یک، له-ل-چو دیدند ران، له-ل-در افتاد، له-ل-آورد،
 له-ل-خاکش، له-ل-کیش و دل، له-ل-پیر استالان جوزا میل-کذا-فی-ب-
 له-ل-ب-بوزین اج-ب-برزن، له-ل-ب-اوتخاوم

چه سلطان سیاه خنجر گرفت
 برآمد به ناله گرنای
 ز سبهم سواران پر خاش جوی
 چو طاوس خورشید بر افروختیم
 مگر لالت مان در پناه آورد
 درین حرف بودند گریه پیش راه
 همه گرد بتخانه لشکر گرفت
 بفرموده تا منع بت پرست
 بفرجی برآمد چو شاه سپهر
 نظر کرد در زیر عالی علم
 یکی شاه بهزاد فرخنده بخت
 ز خاورد زمین سر بر افروخته
 شهنشاه زشادی برون نشینش
 ولی پند پیر خرد کار بست
 ز ترکش بر آورد تیر خدنگ
 ز خونابه دیده سیل بار
 که پزان شد این بازسوی سپاه
 بیازید بازو و بر زد میان

۳۱ ب

۱ ب - در آمد ۲ ب - بیم ۳ ج - سر ب - لفظ بردارد ۴ ل - بیرج
 ۵ ج - لاف ۶ ب - بت مخ پرست ۷ ب - پر ۸ ب - بر آورده
 ۹ ل - جو شن ملک گزارا ۱۰ ج - تیر

خوش وقت خبر دمن نے پائی نیناں سے رگت کے روبرہائی
 وہ چاند سروپ روپ پیارا وہ راج اکاس کا ستارا
 گلے سے ہولے رنگ سیماں پہنا ہوں مگر سحر کا جاں
 منیں ڈیسے رو کر آہ مارے سن سیام برن وہ دیہہ جاگ
 شاید کہ ہوا ہو سیام تن نل یار اور کسی نے یہہ کیا چہل
 جلدی شہدیو کو بلایا آور کیا روبرو بٹھایا
 کیا تیری صفت کردن پرو رہ آئی ہے تجھ سے یہ میتر کی

دق ۳۳۱

ہوں پر دیسی بہکھارنی دو کہی بہوگی وٹیک
 ہات پتا سے پچھڑے پچھڑے کینے ایک
 ہاں خاک سے تین تینیں اوٹھائی جو کن سیتی رانی پہر کہائی
 جو جائے نہ پونچتا تو بہائی کب پلو تے محکوب اپ و مائی
 یہہ کہہ کے ہوئی دمن جو خامو بیہوش اپن کرا فراموش
 جس وقت ہوئی سچیت ناری بولی کہ ہے مجھ پے بہار بہار
 اب ملک میں رتبرن کے جاتو خلوت منین راجکو جتا تو
 بیدر میں جو جشن رائے ریاں شاوی کا ہے ہاں تہاب نہایا
 سب دیس سے راجہ آئے ہیں شان اپنی سبھی جتا تو ہیں
 وہ چندر بدن دمن پیاری وہ روپ انوپ رجبکاری
 جس کے گلے ہار ڈال دیوے اوس چاند کو سوئی جیت یوے
 دن دھری ہیں باقی اس جتن شامل ہو ذرا تو اس چمن میں

۳۳۱ خون، ۳۳۲ جلائے، ۳۳۳ یہاں سے پھر عبادت کے ربط میں

ملل دافع ہو گیا ہے، ۳۳۴ باہوش، ۳۳۵ سوہی،

رتبرن مین جلد نیچ پے آیا یہ بول خوشی کا مین سنا یا
 اس طور سے جا خبر سنا تو اس دیہہ مرکب اب جلا تو
 آورو نے کہا کہ رجنواری یہ خوب نہیں ہے بات پیری
 بدنام اپن کو جھوٹہ کرناں لازم نہیں بہار سر پہ دھرنا
 کچھ اور ہی بہید سے بلا تو کچھ اور ہی بات کہہ پٹھا تو
 وہ کام کرو ستا پیاری جس میں رہے لاج ٹک ہماری

(۳۶ ب)

پور کہہ نار اکہستار ہو بولن لاگے بول

کیوں نیچ ہی کنوری بحسب اکھونٹ کہول

رو رو کے دمن بچن سنا یا ہر ایک کے نال پسند یاد
 یہ سخن ہے میری میرے بہائی لاچار فکر میں یوں راو پائی
 اس نیچ چھپا ہے راز میرا منصوبہ پاک باز میرا
 اس بات میں تل کا استمان ہے ہاں دودھ و پانی سب عیاں
 گھوڑے پہ جو تل چلاوے جادو پہر سرت کسے وہ چسکے جس سو
 اوس دیس میں دم کے نیچ جکو اوس گرد کو باد بھی سپا دے
 پورجے اگر پھم کو دھاوے منتر کے سکیت سے جلد آوے
 بکل کے نمں اوڈاوے گھوڑا لاوے نہیں اید اور کوڑا
 رتبرن کے پاس وہ جو تل ہے تو روتا اوس کو ایک پل ہے

۳۶ بوجھ' ۳۶ یہاں سے مضمون کا تسلسل ٹوٹتا ہے۔ ان اشعار کے ساتھ

ق ۳۹ الف سطر ۳ سے لے کر ق ۴۰ الف سطر ۱ تک کے اشارہ مریوط معلوم ہو تھیں۔

۳۶ گھوڑا (دنی الاصل) ۳۶ - ایرٹ ۳۶ کورا۔

(دنی الاصل)

ناہیں تو میں صبر کر رہونگی لاچار برہ اگن سہون مگی
 شہد کو بہید یہ سنا یا دے خرچ شتابی سے چلایا
 منزل کئی کاٹ کے برہمن جا پہنچا بہ بارگاہ رتیرن
 خلوت منے راج پاس آیا جو بہید تھا سو بھی سنا یا
 دن دو ہی ہیں جشن یچ باقی ہے تیری دن بھی اشتیاقی
 جو بائے سکون تو جلد یاد دس پہول کے سیس پر چنڈاؤ
 سنتے ہی یہ خوشتر سندیا چلنے کا کیا نیٹ اندیشا

(ق ۳۷)

بیری لاگیوں نہہ دوروں دور ہے

بچلا کا اچ ہای بہک مورے اب سور ہے

مدت سے دمن کا تھا دیوانا سنگے بہتا عقل سے بیگانا
 مدت سے وقت میں گنایا سو مفت میں ہاتھ سے گنایا
 غلبا کیا جو نہہ نے بہاری راجا کو اوٹھی سو بیقراری
 خلوت منے نل بولے لینا کہہ بہید یہی سوال کیاناں
 باہنگ مجھے کام آپڑا ہے ہاں نہہ کا دام آپڑا ہے
 دکھن منے ایک نگر ہے بیدر دو دن میں سپے گا وہاں سمیر
 ہے نام دمن بحسن فانی (ج) ہے راجندر میں حور بانی
 پیغام ہے اوس کا آج محکو ملتا ہے یہ مفت راج محکو
 ہے قول ہمن سین یہ تمہارا جس وقت پڑے من پہ بہارا

ایکے سہوں کی (فی الاصل) 'دو ہی' 'شاید' جو چاہے

سکون 'ہو' 'ہو گیا' 'بہہ' (فی الاصل)

ہمن (فی الاصل)

کہ مجھے کہ میں ترث سنواروں کہہ مجھے کہ میں ترث سنواروں
 منتر سے گھوڑے کو تو اوڑھے منتر سے گھوڑے کو تو اوڑھے
 باہنگ کرو فکر اب ہمارا باہنگ کرو فکر اب ہمارا
 منتر کی سکت سے چلو تم منتر کی سکت سے چلو تم
 راجا نے کیا جو یہ اندیشا راجا نے کیا جو یہ اندیشا
 سن نام و من کا نل رسایا سن نام و من کا نل رسایا
 دل میں کہا سخت ماجرا ہے دل میں کہا سخت ماجرا ہے

ن ۳۷ ب

ہوں لگا دین پھرے رچا سیسہر پہیر ہوں لگا دین پھرے رچا سیسہر پہیر
 کیسیں رہوں نچنت میں مت کا ہوئے پہیر کیسیں رہوں نچنت میں مت کا ہوئے پہیر
 پہر دل میں کہا کہ سب خطا پہر دل میں کہا کہ سب خطا
 مجھ کار نے مکر یہ کیا ہے مجھ کار نے مکر یہ کیا ہے
 اب مجھ کو لاوتا ہے جاناں اب مجھ کو لاوتا ہے جاناں
 لازم ہے مجھے کہ جلد جاؤں لازم ہے مجھے کہ جلد جاؤں
 پہر سوچ سمجھ کے یہ کہا نل پہر سوچ سمجھ کے یہ کہا نل
 دو گھوڑے لیا واسطیل سے دو گھوڑے لیا واسطیل سے
 تب اونکو یوں سن اوڈلوں تب اونکو یوں سن اوڈلوں
 راجا نے کہا کہ جہا نٹ لا تو راجا نے کہا کہ جہا نٹ لا تو
 نل دوڑ کے اسطیل میں آیا نل دوڑ کے اسطیل میں آیا
 رتہ بیچ شتابی سے لگے رتہ بیچ شتابی سے لگے

۳۷۱ (فی الاصل) ۳۷۲ (جیلا) ۳۷۳ (سندیاسا) مناسب تر ہوتا ۳۷۴ (سندیاسا)

پریشان ہونا (Platan) ۳۷۵ چوایا۔ قطرے قطرے کر کے ڈالا

راجا سے کہا کہ کرسی ساری کرسی و کھن کی آج ساری
 کسیت ہیں بے نظیر دونوں اور جلد ہیں مثل تیر دونوں
 راجا نے کہا کہ تو نظر کر اے دونوں میں بوڑھے اور لاغر
 پیٹ اور سمونکو دیکھ تو یار کم قوت تھک ہیں گے لاچار
 کالج پے میرے نگاہ کر تو کچھ فکر شباب آہ کر تو
 نل نے کہا میں تو جھانٹ لایا گھوڑا کوئی اور میں نہ پایا
 اب راؤ تم اور دیکھ لاؤ میرے سین بول مت سناؤ
 راؤ آئیے گھر سار میں لینس دوی ترنگ
 آئیں تازی کو دتے پون نہ چھوے سنگ
 رہے باہ کے باگ چھوڑ دینی دکن کے پرت شباب کینی
 چھٹے ہی تو دوڑ دھوپ کینی کھ لائے گھرے زمین بینی
 پونج ٹوٹ ہو کر پڑے زمین پر منس نل نے کہا کہ اب نظر کر
 تم میں مرا تب کہا نا ناں آخر مرے دو تری نداناں
 پہلے ہی ترنگ پھر منگائے اسوار ہو کر دکن کو دہائے
 ایسے چلے تیز فے ترنگا پہنچے نہ پون ہی اونکے سنگا
 رہیں ہی دنگ ہو رہا تب باہنگ سیتی ہو کے خوش کہا
 گھوڑو نگا نشان کہہ تو کیا ہے؟ پہچان انہوں کی کہہ تو کیا ہے؟
 نل نے کہا ہے بہت کہانی ہر بال میں بہید ہے نہانی

۳۶۵۔ یہ، ایہ، ۳۶۶ مقصد کام، تم، ۳۶۷ ماہ دنی الامسل،

۳۶۸ ثمرت (دنی الامسل) پرت = طرف، ۳۶۹ نے، ۳۷۰ نہ نا،

۳۷۱ آخر یہ دونوں گھوڑے، تیری، دانی سے مرے، ۳۷۲ گھوڑے،

بس نام و نشان ہے ترنگا سو بہید نہان ہے ترنگ کا
 پیشانی زانو سینہ اور کان تل بال کا اس مکان پہچان
 مکہ پر دو دو بازواں پے لکھو اور چہاتی کے آس پاس لکھو
 دو ٹھونکے پاس دیکھو خم تو پہچان ترنگ مار زانو
 کہاؤ باطلغمہ؟ نشان چیت۔ استاد ہو تب ترنگ کفن میں
 نل نے یہ نشان جو تائے راجا نے سو ٹھیکہ دیکھ پائے
 گھوڑے سے اوڑھیں پاؤں کے برابر رتبرن کی گر پڑی سو چادر

(ق ۳۸ ب)

راج کہا ٹک باگ لے چادر لیون اوٹھائی
 نل بولا تو یہہ چدر ساٹھہ کوس رہے جامی
 اب صبر کرو کہاں ہے چادر پیچھے رہی ساٹھہ کوس چادر
 ویران پہر آیا ایک گھنیرا کبر آنہ تھا؟ روکھہ ایک ہٹیرا
 رتبرن نے دی شتاب آواز ہر فنیں ترنگ کے تو ممتاز
 پر مین بی نہیں ہنر سے خالی اس روکھہ کے پھول پات ڈالی
 ہرگز نہ نیوں بتائے دل سب ق نہیں جھوٹھنہ پچشم دیکھ لے سب
 از رے حساب قرعہ ڈالا بتا دیے پھول پات ڈالا

۳۷ بہت۔ بے شمار ۳۸ ایک صد ۳۹ فیضی کے ہم مضمون اشعار یہ ہیں:-

بشار کہ رخسار زانوت برہر زانو دو کدوش مٹوست
 بشرو نظار می نشانہا تاکہ یقین شد آسمانہا
 شد محو دقیقہ یابی او حیدان نظارہ تابانی او

۴۰ فیضی کا ہم مضمون شعر یہ ہے:-

۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔
 ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔
 ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔
 ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔
 ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔
 ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔
 ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔
 ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔
 ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔
 ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔
 ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔
 ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔
 ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔
 ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔
 ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔
 ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔
 ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔
 ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔
 ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔
 ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔
 ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔
 ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔
 ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔
 ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔
 ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔
 ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔
 ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔
 ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔
 ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔
 ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔
 ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔
 ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔
 ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔
 ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔
 ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔
 ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔
 ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔
 ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔
 ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔
 ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔
 ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔
 ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔
 ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔
 ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔
 ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔
 ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔
 ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔
 ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔
 ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔
 ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔
 ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔
 ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔
 ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔
 ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔
 ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔
 ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔
 ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔
 ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔
 ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔
 ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔
 ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔
 ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔
 ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔
 ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔
 ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔
 ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔
 ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔
 ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔
 ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔
 ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔
 ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔
 ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔
 ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔
 ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔
 ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔
 ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔
 ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔
 ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔
 ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔
 ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔
 ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔
 ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔
 ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔
 ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔
 ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔
 ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔
 ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔
 ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔
 ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔
 ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔
 ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔
 ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔
 ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔
 ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔
 ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔
 ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

۳۹ ق

نل نے کہا میں کہے نہاؤں گن دیکھ کے راؤ سانچہ نازوں
راجا نے کہا کہ اے فلا نے مت دیر کرے ارے دیوانے
گھوٹے پون و فون ہے کمتر ینہہ کاج میں ہای دیر مت کر
نل نے کہا تم چلو اکاڑی آتا ہوں میں گن گنڈ پھلڑی
نل کو دپڑا چھرا نکالا جلدی سے درخت کاٹ ڈالا
تہاراؤ کا ایک باغ خاصا بیٹے کو دیا تھا یہاں آسا
کیا باغ کہوں بہشت ثانی پہلوڑی و میوہ پانی پانی
ہر طرف مکان جگمگاوے اور نہر کے نیں چمن میں لاو
رہنے لگی باغ میں وہ سدر پہر روپ بڈھا گویا سمندر

ان دمن سکیاں سبھی ست یہ دین پٹھائے

پت پھول سب اپنی منمائے سو کھائے

یہ عشق بری بلا ہے یاراں اس آگ سے جگ جلا ہے یاراں
تجملج رہے بہکھا جوگی اور دیہہ نروگی ہون روگی
معتوق جو جیو مانگ لیوے عاشق ہو نہال توت دیوے
پہر عشق نے آکری چڈھائی کنور کی توت توت بہلائی
کانٹے لکے پھول سب چمن کے انہوں نے چمن دمن کے
ناے بیئے پہر دمن کے نینا بولن لگی پہر رہ کے مینا
یہ باغ بہار کون کا حبا بچھڑا جو چمن سے نل سارا حبا

۳۹۹ (معدنی الاصل) ۳۹۹ یہاں سے مضمون کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ بظاہر اس نظم

کا کچھ حصہ کتب سے ہٹ گیا ہے۔ اس عبارت کا ربط ۲۰ کی سطر کے معلوم سے ہوتا ہے۔

یہاں سے لے کر ق ۴۰ کو سطر ۲۶ کے اشعار ۲۷ ب سطر ۲ کے بعد مربوط ہوتے ہیں۔

(ق ۳۹ ب)

مدت میں ملا تھا یہ پیارا
 پہلے سے اکن ہے محکو دوئی
 اس باغ سے لے جنگل میں ڈارو
 کنوری نے بلائی جلد دائی
 محکو وہی شور ہے درونی
 ماما میری عمر ہے اب جان
 جو چاہے ہے میری زندگانی
 دوڑا اب میرے یار کی خبر لے
 ہاں جلد بلاؤ جان جا ہیے
 دائی و بلائی سیک سن رانی سے کہا جامی
 رانی کو لے راج پر ہے ست کی کتہا سانی
 باہن کوئی تہا سوسب بولایا
 ہر شہر و گائو کوہ بن بن
 او یاد رکھو پہرے پیاسے دم
 اوس کو یہی سب کتہا سناؤ
 معشوق کو سووتا بھجویا
 بورا بھابا پہرے ہے دروڑ
 تب او سکا جواب اوس پاؤ

۱۴۸۱ ڈالا ۱۴۸۲ نہر ۱۴۸۳ جلد ۱۴۸۴ بلکہ ۱۴۸۵ سے جاے ہے

۱۴۸۶ جائے ہے ۱۴۸۷ کہاے ہے ۱۴۸۸ برہمن ۱۴۸۹ اوہ = اے

۱۴۹۰ بھاکا ۱۴۹۱ باؤلا ۱۴۹۲ غم و داستان غم

دق ۳۰

تب ادسکی شبیہ لکھ کے لاؤ
مورت دی جلد لادیکھا او
بخشو نکا او سے بہت خزانہ
بہو کہے سین کروں او سے کہا
یہ کہہ کے برہنہاں چلائے
ہر طرف کو پیک جلد دلائے
ہر ایک کو بہید یہ جتا یا
پرو اور کا جواب کچھ نہ پایا
پر ناچ تہا نام ایک برہمن
جس نگر میں تہا وہ راؤ تر بن
راجا بھی ٹھہر ہا ندانان
پہل پات کو گن گن تل تولاناں
رت بن! مجھے ہی یہ سکھا دے
کر ہر شتاب مجھ بتا دے
بولا کہ ارے اے یار موصوف
پاسے پہ یہ حساب موقوف
جو سارو پاسا کھیل جانے
سو یہ بھی حساب ملین آئے
راجا نے حساب سب بتایا
پاسے کا چل سیکھ کے تل منیں بھیتائے
راج پاٹ ہوں ایسے چل سے دیا گنوائے
شب بیت صبح ہوئی ثودار
کاٹن لگے راہ پہر صبا وار
طے کر کے ہزار منزلوں کو
بستی و پہاڑ مرحلوں کو
بیدر کے قریب آئے پونچے
جلدی سے قریب آئے پونچے
اب کیا کہوں میں دمن کی رہا
ماڈی چڈی اور سکھی سنگھاتا
ہر طرف نگاہ کر کے دیکھے
پینچی کو وہ چاہ کر کے دیکھے
کب آئے دیکھا دے مکھ پیارا
جو پاوے قرار دل ہسلا

۳۹۳ 'دکھاؤ' ۳۹۴ سیر = To be full (Platto)

۳۹۵ اس شعر کا ربط ۳۹ کو سطر ۲ کے ساتھ ہے۔ درمیان کا جتھ دمن کی حالت سے

معلق ہے '۳۹۶ محل'

(ق ۳۰۷)

۳۹۶ لے صبح سے شام تک نہ کہا
 جب شام پڑھی اوٹھا غبار
 ۳۹۷ سندر پیاسن ہرن نہ آیا
 رتبرن جو شہر پہنچ آیا
 ہنس کر کہا آیا نل پیارا
 کچھ ڈھول بجے نہ کچھ نکلا
 شادی کا نشان کچھ نہ پایا
 دل بچھ گیا منہیں گیسرا یا
 مینار کے ہر طرف نہارا
 رجمندر کے نیچے رتہ لگایا
 جب راجمندر کے پاس آیا
 راجا کے مکان پرے رائے آیا
 سننے ہی دمن کا باپ آیا
 مل ریکو تخت پر بیٹھا یا
 حیران ہو کہا ز مہربانی
 تب رائے کی کر کے مہمانی
 کس واسطے یہ سفر کیا تم
 رتبرن محل ہو سر نوایا
 ملنے کو تمہارے جلد آیا

پائے پھوٹ تم سدا بہت نہ کہی ملاپ
 تہہ ملاپ کے کارنے اب ہوں آو آپ

راجا نے کہا کرم کرا تم
 منہیں کری سوچ اور لا جا
 آنکھوں پر مرے قدم دھرا
 یہ سوچ کیا و کچھ نہ پایا
 منہیں کر ہی سوچ کو من ہی منہیں کرایا
 دلیں کہا انت پر گئے گا
 بن پوچھے ہی پر داس پہنچے
 مل بیٹھے راؤ اور راجا
 پہر تاتہ جا بافتوں کا سا جا
 نل دو نو ترنگ پاس بیٹھا
 مندر تلے کر کے آس بیٹھا
 چا ترسی ہسلی یک دمن نے
 نل پاس پٹھانی اوس چین

(ق ۳۱۱)

۳۹۸ دلبر (Platte) Heart-stealing سے دیکھا ۳۹۹ غاہر ہوگا

۳۹۹ مل نہیں ہوا

نل کی خبر ان سے جلد لا تو یہہ خوش خبری شتاب لا تو
 نل پاس کنیز چل کے آئی کہڑی سے دمن کے دشت لائی
 نل سے کہا چیری نے کہا ئی ہو کون بہ کہاں کو صرت لائی
 آیا ہے ہمارا راو چیری کہتے ہیں دمن ہے خوب تیری
 ہے حسن دمن کا وہ دیوانا اس کا رنے آیا ہے نداناں
 بانہن ہے شہسوار اوس کا ہر کام میں یارِ غار اوس کا
 سرکار کا مجھ پر ہے سہی کام کرتا ہوں ہر ایک کام میں انجام
 بانہن کو کنیز جانتی تھی پہلے سے او سے پہچانتی تھی
 بانہن تھا وہ نلدن کا چاکر سیوا کئے تھا وہ دل لگا کر

چیری پونچھارے کے نل راجا کیت بے

تو سیوکِ ملیا آئے پر تھا کر تراناں دے

بولا اری اے چیر چترن اس شہر میں نہیں نل کی گوہن
 میں سیوک وہ ہماری رانی دربار اسی کا ہوں میں دانی
 ٹھا کر تیرا نل جو ہو گا ہم میں وہ آپ سے پر گئے کا دم میں
 چیری نے کہا کہ سچ بتا تو شہد یو کی یکجہ خبر سنا تو
 شہد یو سے تین نے کیا کہا ہے آیا نہیں وہ کہاں رہا ہے
 او منگا بھی نل کا یہہ سخن سن رونے لگا تب وہ سین دمن سن
 معلوم ہوا کہ نل یہی ہے پر سیاہ ہے تن خلل یہی ہے
 باندی نے کہا سو جا دمن سے پیغام بہار کا چمن سے

(د ق ۳۱ ب)

انے نظر دوڑائی شہ چیلی - غلور شہ کبریاں دنی اصل

ہے دل

دلین کہا پہلے امتحان کر تب نام پیا کایوں عیاں کر
پہلے سے تو پہول بیچ دینے مل انگ سے نل کے چور کینے
پہر سو نگہ دمن نے بئے یائی نل کے ہی بدن کی باس آئی
تب ایک وہ دیگ اڈے کر ق چاول بہر کنیز ہاتھ دے کر
بھیجا کہ بغیر آگ و پانی بکوا فدی لے چتر سُجانی
اس بہانت جو دشت پکاوے ہچے مرے منہیں تب وہ آوے
جس وقت کنیز دیگ لائی لے ہاتھ میں پھونک نل لگائی
جب دشت کری سو جوش آیا بن آگ و پانی سب پکایا

دیکھ دمن ستری بہتی ہر ہر بھٹا سب رنگ

بیر بھوٹے چتہ چھی اہس بہت سب رنگ

ملنے کو دمن نین بیر بھیجے دو ملک حسن کے میر بھیجے
جس وقت کہ نل کے پاس آئے نل دوڑ ملا گلے لگائے
اونگا ہیا ایسے رس بولے جوں منہہ اسادہ بولے
تب جلد دمن نے ما بولائی جو کچھ تھی کہتا سو کہہ سنائی
مانے کہا مت اوتاولی ہو کہ صبر مت ایسی باولی ہو
ہاں مت کرے ایسی اضطرابی کچھ خب نہیں اپنی شتابی
مین نے اوسے روبرو بلاؤں ہر آن میں اوس کو آناؤں
کس رنگ میں ننگ اوں رچا کس آگ میں انگ اوں بچا
کس رنگ و بول کا ہے دیوانا کس شوق میں ایہہ لے بہتا بولانا

ق ۴۲

منہ رشتے - منہ ' منہ جلدی مت کر ' منہ

Scorched: to be healed.

منہ دیوانہ

چمک چوڑکے ٹیٹھی راج رانی
مندر میں تل بولائے لینان
ہاں اب دمن اسکو آزما تو
جب ہنس کے دمن کی مقابل
اوس وقت دمن نے ناؤ پوچھا
کہوں آیا ہے کیا ہے کام تیرا
پچھی کا دمن مقام کیا ہے
میں بخت مرے پھر سیاہی

بیت پڑی سدھ بدھ بری راجپاٹ دیا کہئے

ایسے بٹھا جو تن ہے ذات بہانت کہا ہو دے

معتوق کو چھوڑ کون بھاگے
پوچھا کہ خراب کیوں ہے پیار
کس واسطے یہاں شتاب آیا
اس بہانت سے آزمائے لینا
مندر میں بیٹھ کر سنگا تاں
کس بھول کے یسج پہر بھائی
اب بھول گئی بیت پورانی
گہل مل کے تمام رین سوئے
وم صبح کو پنکھ چہر چہانے
اوٹہ کر کے دمن میں آئے بیٹھے

(دق ۴۲ ب)

بولا کہ جسے جنون جھاگے
بولا کہ طیش کی پیے کے مارے
بولا مجھے شوق کھینچ لایا
تب اوس نے حجاب دور کرنا
کرنے لگے مل بیت کی باتاں
چنبے کی کلی بہنور نے پاتی
تل راؤ دمن کہانی رانی
با عیش و قرار وچین سوئے
مل جاگ اوٹھے سکھر سیاہے
کیا دمن دمن میں آئے بیٹھے

۱۰۰۔ بظاہر یہاں کچھ شعرہ لکھے ہیں،
۱۰۱۔ کس تکلیف میں کچھ تکلیف کو بھول کر اب بچا بہائی

لے کانجلی ناگ کی جلائی منتر پڑھا اور زبان ہلائی
وہ ناگ سیاہ جلد آیا پہنکار دیہواں اگن اوٹھایا
پہرئل کو ڈسا و زہر چوسا تہا سیاہ زہر چو جلد چوسا
پہر سیاہی سے تن سفید پایا پہر چاند کے بہانت جگمگایا
سب بہا ٹہہ برہمن اور نائی مایا بہت ہر کسوں نے پائی
نوبت لگی باجنے شہانہ سب خوش ہوئے خویش اور یگانہ

سنئے کہتا جب رتبرن آیوئل کے پاس
یہہ پچھتا وہ من کیا مارا روئے ہمتاس

میں قدر ترسی کنور نجانی غافل نہ کری میں قدر دانی
یہہ میرا کہا معاف کر تو اس کی نسبت سے سینہ صاف کر تو
نل نے کہا اے محیط احسان بندہ ہوں تیرا میں از دل و جا
میں سیس دھرا تہا خاک اوپر تیار میں دتہا، ہلاک اوپر
اوس وقت کری تین و تگری تہی جب کہ بتہامی گہر گہیری
ممنون ہوں میں ترانہایت تین نے کری ہے بہت رعنا
ان نے دیا جب بہت دلاسا کہلین لکے سار اور پلسا
مدہ بیویں گے گے سینن راگ آپس میں حجاب سب دیا تا
اس بہانت بہت دن گذار نل منمیں ہوا او داس بار
جگل منے بارگاہ تانی تب سیر و شکار صرت ٹھانی
اوس یار یگانہ کو بلایا رتبرن شتاب نل پے آیا
گہوڑوں کی شناخت سب بتائی منتر کی سکت سبھی جتائی

(دق ۲۳)

رتیرن نے لے کے سارے پاسا
چوڑے میں کیا سونل کو اوٹا
بہائی کی دغا جو یاد آئی
تب باپ دمن کا جلد آیا
کنک در ب نل سنگ د کینس بے بدیس

(ق ۳۳ ب)

گہر بھی اپنے سنگ لے جاے سہاروں دیس
راجا سہی سن کنک کو آئے
جر جگل سب کنک ہی چہاے
اس شہاٹہ سے کوچ کر کے راجا
اوچین نگر میں آ بر اجا
بہائی کے مکان پر آئے بیٹھے
اوچین نگر میں جائے بیٹھے
اگر ملا بھائی منفعیل ہو
باتیں کرے [من] میں مغل ہو
ظاہر منے صلح دل میں جنگ
مل بیٹھے دے برادران سنگ
ارکان اوچین سب بولائے
زرد گوہر نل کے پاس لائے
جب نل نے کہا کہ اے برادر
میں بہائی یاد ہوں تیری چا
جو تم نے کیا سو خوب کیناں
اب سوگ شتاب میں نہٹوں
نقصیر تری بھی ناٹھہ بہائی
سختی جو لکھی تھی مجھ پہ آئی
راجا جو کہے سو نیا ہوے
پاسا جو پڑے جو داؤ ہوے
اب تو ہے میرا بجائے فرزند
بہائی سا کوئی نہیچ دلبند
مجھ پاس بہت آ اب خزانان
زرد مال میں پہلاست پہلونا
اب سارے پاسا اور کسلیں
ہاں گنج و گنج بد کے ٹھیلیں
اوس نے کہا اس سے کیا ہے بہتر
پہر جلد بہائی مل کے جو پر
سب بہائی و بند سب بولائے
منصف بے پاس سب بہا

رتبرن ہی نل کا تھا مدوگار کچھ چہل نچلا ہوا فہ لاچار
 نل نے پاسا کہیل کے درب دیس لیا جیت
 راجپاٹ پہر جیتا سب دیوس کیتے بیت

(ق ۴۴)

پہر ملک و مال اپنا جیتا دوکہہ درد و سنج مجھے بیتا
 بہاتی کو اوٹھا گلے لگایا آدر کیا پاس پہر ٹھہریا
 پہر اوسکو دیا بہت خزانان گذران کا کر دیا ٹھکانا
 تھا ملک جو اوس کا اوسکو دینا جھکڑا نہ کیا ملاپ کیناں
 کر صلح بڑا کیا برادر سب نے کہا آفرین ہر ہر
 کہنے لگا ملک سب مبارک پہر چہتر دین لگا تبارک
 پہر ملک سبھی پہر بخت آیا خیرات کری درب لوٹایا
 ہو بیٹھی دمن نے پاٹ رانی سیوا کرین چیریاں سُجانی
 تازہ ہوا باغ پہر دمن کا سر سبز ہوا صحن پہر چمن کا
 مرجھے ہوئے پھول سب کھلا سب پنکبہ پہر آئے چہ چہا
 پہل پھول مراد کا پہر آیا اور سیس پہ ماہ نل کا سایا
 جو بن بہر پہر مسند پانی مارن لگا لہر پانی پانی
 نل کی ہوئی سب مراد حاصل آسان کری رہے ساری مشکل
 ساقی و صراحی اور پیالا نت راگ و رنگ تر نیوالا
 معشوق سدا نین کے آگے نت صبح و شام بہرہ پاتے
 چترائی و علم و ہوش پایا نل چا تر با عدل کہایا

۱۰

(ق ۴۴ ب)

ہستی نبری کنگ درب راجپاٹ سکھ چین
 انچہر سند رکامنی دیکہہ بھرا دیں نین

سب ملک کیا بہت ہی معمور
 کیا تاب کہ شیر گائے دیکھے
 نل کی بھی نیٹ تھی نیک طینت
 عشرت کئے رین دن پیارا
 بیچنت ہے کنور شب و روز
 ایک مدت عمر یوں گزاری
 اولاد خدا نے نیک دینی
 اولاد جو ہو کسو کی قابل
 اولاد جو نل نے نیک پائی
 ہر روز شکار گاہ جاوے
 نوبت بچے نت کنور کے در پر
 قوال سدا سرود گاویں
 اور ناچ کانت رہے اکھاڑا
 برسا کرے پتھری کنور پر !
 سب ملک و دیس رجمند پر

(ق ۳۵)

سکل بہم ہر پر دے سے بر سے عدل بہار
 راؤ سکھی رانی سکھیا سکھیا سب سنسار
 جاڈکی بہار جلیں آئی
 اب باد خزاں چلی چھون اور
 سب باغ و چین ادجار کینا
 ننگے ہے بڑچھ سب چین کے
 سبزہ کی شکل نظر نہ آوے
 پالا پڑی خلق تہر تہرائی
 پت جھاڑ کا بن میں بڑ گیا شور
 بلبل کا مکاں کنوؤں کو دینا
 پیلے ہوئے پات پات بن کی
 ہر باغ کو دیکھ کر ڈر آوے

سو پہول درخت جگ کھو کے گویا کہ کہڑے ہیں سیاہ لو کے
 نل ہو کے اوداس ایسے بھین آ ابیٹھا اوداس ہو چمن مین
 دیکھے تو نہ پہول ہے نہ بلبل کوون نے مجا دیا ہے غلغل
 (یہاں سے کچھ اشعار نسخے کے کاتب نے حذف کر دئے ہیں۔ اور یہ نسخہ یہاں
 ختم ہوتا ہے)

سید عبداللہ

محمدؐ ماہ صداقت

محمدؐ ماہ اتخلص بہ صداقت مولانا غنیمت کنجاہی کے برادر زادہ تھے۔ آپ کا مرتبہ پنجاب کے فارسی گو شاعروں میں بہت بلند تھا۔ لیکن بد قسمتی سے آپ نے اپنی تمام تصنیفات و ریاضیں پھینک دیں۔ یہی وجہ کہ آپ کی شخصیت گمنامی کے پردہ میں مستور رہی۔ آپ کی صرف ایک تصنیف موسومہ بہ ثواب المناقب کے نسخے کہیں کہیں ملتے ہیں۔ لیکن وہ بھی ناکمل و ناقص شکل میں چنانچہ ہندوستان یا یورپ کی کسی لائبریری میں بھی اس نسخہ موجود نہیں۔ صداقت کے حالات زیادہ تر اسی کتاب کے ایک نسخہ سے ماخوذ ہیں۔ جو حضرت شریف احمد صاحب شرافت قادری نوشاہی کے کتب خانہ واقع ساہنپال شریف ضلع گجرات میں موجود ہے۔

خاندان | آپ کی خاندان کے حالات مولانا غنیمت کے حالات میں اسی رسالہ کی مئی ۱۸۸۷ء کی اشاعت میں طبع ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو **ابتدائی حالات** کہا جاتا ہے۔ یہاں دوسرے نام کی ضرورت نہیں۔ آپ کے والد بزرگوار نواب آباد خان شرف الدولہ بہادر کی سرکاری تہذیب خزانہ ممتاز تھے۔ اسی خدمت کے سلسلہ میں آپ کو نواب موصوف کے ہمراہ مختلف ممالک کی سیاحت بھی کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ اہل و عیال سمیت افغانستان میں گئے ہوئے تھے۔ اور وہیں شہر کابل میں محمدؐ ماہ صداقت عدم سے وجود میں آئے۔

تعلیم و تربیت | صداقت کی نشو و نما ان کے آبائی وطن قصبہ کنجاہ ضلع گجرات

لے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مجموعہ شیرانی میں ایک مخطوط نامہ ثواب المناقب موجود ہے۔ لیکن دراصل یہ تذکرہ نوشاہی مصنفہ حضرت محمدؐ صاحب نوشاہی کا نسخہ ہے جس پر کاتب غلطی سے ثواب المناقب تصنیف محمدؐ ماہ لکھا ہوا ہے۔

میں ہوئی۔ یہاں اسکے حقیقی چچا مولانا محمد اکرم غنیمتؒ کی تعلیم و تربیت کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اس وقت کنجاہ میں غنیمت کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء موجود تھے۔ جن کا ذکر غنیمت کے بیان میں آچکا ہے۔ غرض کہ صدائے ایسے علمی ماحول میں تربیت پائی۔ جو کہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

طائرِ صفت | جب صدائے والد بزرگوار نے دہلی میں وفات پائی تو یہ انکی جگہ نواب ارادند خان شرف الدولہ بہادر کی سرکار میں تحویلِ خزائن سے سرفراز ہوئے۔ اور شہرِ دہلی میں قتلِ سکونت اختیار کر لی۔ اور وہاں درسِ تدریس کا سلسلہ بھی جاری کیا جس سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔

تصنیفات | اس قدر مصروفیت کے باوجود اپنے متعدد کتابیں نظم و نشر میں لکھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

- ۱۔ فتحنامہ نواب عبدالصمد خان بہادر۔ ۲۔ ساقی نامہ۔ ۳۔ مثنوی مہتاب و کتان۔ ۴۔ گلِ صنوبرِ نثر۔ ۵۔ دیوانِ اعلیٰ (اس کے اشعار کی تعداد سات ہزار تھی)۔ ۶۔ رباعیاتِ ابدار (یہ آپکی تمام رباعیات کا مجموعہ تھا)۔ ۷۔ محسناتِ رنگین۔ ۸۔ مجموعہ متفرقات۔ ۹۔ مطلع الاسرار (یہ کتاب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح و تعریف میں لکھی گئی)۔ اسکے اشعار کی تعداد ۳۶ تھی۔ جو ہفتہ میں اپنے تصنیف کی۔ اس میں صنعت یہ ہے کہ تمام کتاب بے نقط ہے۔ کوئی حرفِ منقوط اس میں نہیں آتا۔ چنانچہ اس کا نام بھی بے نقط ہے)۔ ۱۰۔ قصہ کلیلہ و دمنہ منظوم۔ ۱۱۔ ثواب المناقب۔ دہلی میں اپنے حضرت شیخ عبدالرحمن گریہ حضرت پیر محمد سچیا رعلیہ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیت کی۔ اور اذکارِ قادریہ نوشاہی میں مقدمہ مجھوئے۔ کہ اپنی جملہ تصنیفات کو راہِ عرفان میں شامل سمجھنے لگے۔ قیصر یہ ہوا کہ ایک دن ان سب کو دریا پر لیکئے۔ اور برائے اشتیاق مطلع الاسرار سب کو خدا آب کر دیا۔ مطلع الاسرار اس لئے رکھی کہ یہ تمام تر شرح رسالت پر مشتمل تھی۔ لیکن آج مطلع الاسرار کا بھی سراغ نہیں ملتا۔ ثواب المناقب بعد کی تصنیف ہے۔

وفات | بقولِ خان آرتو آپ کی وفات اواسطِ عہدِ محمد شاہ بادشاہ میں ہوئی۔ صاحبِ نشتر عشق نے آپکی سن وفات ۱۱۴۸ھ بیان کی ہے۔ مجموعہ شیرانی میں میر سید قاسم علی برہان کی بیاض کے

سات خط موجود ہیں جن میں دو خط منشی محمد ماجیو کے لکھے ہوئے ہیں۔ انیسؒ ایک ۵۱۳ھ رمضان ۱۱۳۳ھ کا نوشتہ ہے۔ اس خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ آخر میں نواب خرمند خان کے منشی ہوئے۔ آپ نے وہلی میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

کلام | نظم میں آپ زیادہ تر اپنے عم بزرگوار مولانا غنیمت کا تتبع کرتے ہیں۔ طرزِ کلام بعینہٴ مولانا غنیمت سے ملتا ہے۔ اشعار برجستہ اور پرورد ہیں۔ اور انہیں عارفانہ رنگ غالباً شعر میں ضائع بدلنے کا استعمال کثرت کرتے ہیں۔ اور خان آرزو اس لحاظ سے آپ کو حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا مماثل قرار دیتے ہیں۔ حسین قلی خان صاحبِ نشر عشق خان آرزو کی روایت یہ لکھتے ہیں کہ مضمون یابی اور فکر تازہ کی بہر سانی میں ابوالبرکات منیر۔ عارف لاہوری اور غنیمت زیادہ بلند خیال تسلیم کرتے ہیں۔ ذیل میں آپ کی صنعتگری کے چند نمونے دئے جاتے ہیں۔ جنکے مطالعہ سے یہ اثر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ تذکرہ نگاروں کے مذکورہ بالا بیانات میں مبالغہ کو ذرہ بھر نقل نہیں۔ یہ مثالیں تاملاتر شوق الناقب سے منقول ہیں۔

۱۔ صنعت غیر منقوٹ: ثواب الناقب کے آخر میں آپ نے ایک پورا باب اپنے پیر روشن ضمیر شیخ عبدالرحمن دہلوی کی تعریف میں لکھا ہے۔ اُس کے چند جملے یہاں نقل کئے جاتے ہیں:-
”سنگ در گاہ دودہ مسعودہ و محرر رسالہ سلسلہ کاظم کہ عمر مہوم کا کل دلدار وارد طول امل سر کردہ در دل ارادہ دارد کہ سطور معدودہ در مرح ستہ در گاہ والا سطور گرد۔ سالہا سر آمدہ کہ در رسالہ موسومہ مطلع الاسرار در مرح رسول رسل سالار کہ عدد مطالع او حکم سال کامل وارد کلام مسلسل کہ مصرع غہیل سرود ہر و ماہ وارد کردہ گرد آوردہ ام۔ الحال ہم کلک گوہر سلک را در سلوک راہ طالع مسعود علم کردہ ام و دوسہ کلمہ سادہ کہ در مجموعہ عالم ارواح ہمراہ مسودہ دادہ رود اطا کردہ بحر حلال دادہ ام کہ مسطر ام طاقس کردار کردہ طرح گلدار طاکار و سولوداد و ستر طوط و از مطلع لوا مع اسرار گرد و الحمد للہ کہ مسئول در گرد حصول دارم“

سرور اطالع کمال دہ صمد محوم صلاح عالم دہ

۲۔ صنعت منقوط :- یہ تمام باب بھی اپنے پیر و سنگیر کی طرح میں لکھا ہے۔

”شیخ شب خیر پیش پیش بینی فیض غیبی ز نقش جبینش بینی

بے چین چین زینت زینش بینی بے تیغ زنی تخت نشینش بینی!

شفقتش پیش غضبش پیش پیش بینش پیش یقین زینت زین خرمختب

پیش بخشش شبش نمی تیغ زینتی بجنب آف غضبش نمی تیغ خفتن بخت بجنب فیضش بے

چیزی بخشش خزن جنت پیشش شیرے..... الخ“

۳۔ صنعت خیفاء :- یہ باب بھی اپنے شیخ کی تعریف میں لکھا ہے۔ اس عبارت میں ایک کلمہ

بانتظار آورد و سر بے نقط بالترتیب واقع ہے۔ ”تن ہمد فتن حود و بیدق و اجنبش داودہ منخب

اوہ پشت ہمہ زشت اہل لغی سر اسر شوق کردہ جذب اوہ بخشش اوغیت کرم فیض اوہ جن عالم۔

بیع جس تیغ آسائیز کردہ تشدید اوہ بیت مسدس شش سو فیض کردہ تنفیذ اوہ تیغ کوہ زشتی اعمال

بنی آدم پیش حکم فیضش کاہ۔ لغت مصور بجنب دم جذب اوہ غلب آہ تثبث سلسلہ بخشش اوہ جنت

الماوی پیش آوردہ تین مصمصام غضبش دم بنی آدم قبض کردہ“

۴۔ صنعت مقلوب مستوی :- یہ باب بھی مرشد کی تعریف میں ہے۔ اس کی عبارت الطائر نے

سے بھی وہی ہوتی ہے۔ جو سید حارث نے ہے۔ ”ممام اونما زامن وامان۔ نامہ انشائے

آشناہماں۔ دای توکل ملکوت ید او۔ ولایت ادب ابد اثر او۔ معافی غنقش عین اعم۔ متانتش

متن اتم۔ روشن برق لیل قرب نشور۔ روح تن طلسم سلطنت حور۔ برقم مال صلاح مقرب۔

بل طیب لبیب طلب۔ کاروان آسان اورک کان دروہل صل لب دیوتا کاعرش کلام مالک

شرع۔ عرف حد صلح فرع۔ رشح فیض و ضیف حشر۔ رش نور و معمور و نشر۔ تاریخ حال

فلاح خیرات۔ تا دار و دور و رور و وارطات..... الخ“

۵۔ حروف مقطوع :- جو باہم ایک دوسرے سے پیوست نہیں ہوتے۔

داور زوار دود آزار وراز در داور داور رود دود دراز
آپنے ان صنعتوں کی تحریر کے بعد ایک عبارت لکھی ہے جس میں مذکورہ بالا صنائع کا بیان ہے
طرفیہ کہ اس عبارت میں بھی ان تمام صنائع کو ملحوظ رکھا ہے ۔

کک مرصع کار کلام اول ہمسلا ملا کردہ پیش زین برزینت بت چین نقش نقیشت نبشت ۔
دکفن ہر دوشق مسطور ثبت کردہ ۔ نادر صنعت راج بلقب قلب عبارت عنصراں ۔ راز دور
از دور و آواز دادہ داور داور ادوار دورا ووا دادہ ” سے

توانم در صنائع کرد طیار	مرصع نسخ چوں طائوس گلزار
وئے فکر صنائع بسکت تنگ است	معانی بستہ قید فرنگ است
طواف کعبہ معنی توانی	چرا در عین صورت بندمانی
بود صورت پرست آئینہ لاجپار	چو زنگی رویا ہمش کردہ زنگار
قلم تا معنی اندر پروہ اوست	سیاہی روشنائی کردہ اوست

آپنے آخر کتاب میں ایک نظم بعنوان ”پند بہ نقش در دند لکھی ہے جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے ۔

صداقت اے گرہ در سینچوں مور	بزیگر گرفت زندہ در گور
نشد از دزد شیطان ہیچ آگاہ	سگ نفس تو در خواب سحر گاہ
غم دین نیست از بس سیدہ مسکن	بود ... نمازت مرگ دشمن
بنوق در شکست روزہ طیار	کہ گویا بشکند پر ہمیز بیمار
خراب آباد دنیا بے ثبات است	کہ در صورت پرستی سو منات است
بہ بیت اللہ معنی کردہ پرواز	الہین بتخانہ صورت بروں تاز
اگر باورد دیں واری سروکار	ز سودائے بتاں خود را نگہدار
مشو وابستہ از زلف پریشان	چہ لازم مار بر گنج شہیداں
ز مشق فکر خط خود را ادب کن	چو طفل اشک آزادی طلب کن

بوصف فال تلمکے فکر باریک
 چسپاں گرد و چرخ فکر روشن
 مکن وصف دہان خوب رویاں
 ز فکر ہیچ دریغیت بروں تاز
 بر آور سر ز جیب بخت بیدار
 سر اپا نسیم ہوشت سقیم است
 بیفکن حرف کاکل در پس گوش
 ہوس با عشق حق از دل بدر کن
 ز دل تا نالہ سامانے ندارد
 بہار غنیمت دل در درونج است
 دل نالاں صفا تمثال باشد
 شبہ در خلوت ولدار رقتم
 نگہ کردم دراں کاشانہ راز
 ندارد برق ہستی ہا وجودے
 ز چاک دل طلوع صبحگا ہی
 لب را بنجیہ بتحالہ کافی ست
 دلت راز خمی تیغ فتن کن
 چرا دل جلوہ گاہ غیر گردد
 بہار بے خزان در خانہ داری
 نباشد خاکساری زیب و مساز
 مکن بزم صفار اتنگ و تاریک
 کہ ایں کنجد ندارد بوسے روغن
 مشو محبوبان فتنہ مویاں
 سواد اعظم معنی وطن ساز
 چہ لازم فکر خواب چشم بیدار
 علاجے کن اگر طبیعت سلیم است
 حدیث چشم کن خواب فراموش
 پر طوطی نمس ران شکر کن
 بود تیسرے کہ پیکانے ندارد
 تنگون دارد شکست قفل گنج است
 کہ ساق عرش را خنقال باشد
 بیائے طالع بیدار رقتم
 دل من بود در بر خلعت ناز
 سرے تا بہت سامان وجودے
 نیاز گریہ آہے نگاہے
 لب زخم جگر در نالہ وافی ست
 باین تیزاب طرح کیمیا کن
 چہ لازم کعبہ گرد دیر گردد
 چہ فکر سبزوہ بیگانہ داری
 نگردد نقش پامحتاج پرواز

دل حیرت پرستان نشکند رنگ
 بهار جلوه حسن نصیب است
 فروغ نور آن خورشید پاک است
 کنم چو طفل اشک درو دیده
 کواکب در شب تارم نهانست
 جهان یک بزم برهم خورده دیدم
 اگر دروئے نثار و سینه دل
 دو عالم بیتے از دیوان عشق است
 ز رشک آه می پیچد چو طومار
 رسا افتاد چشم اشکبارم
 تنم از بے قراری مضطرب شد
 مخور غم از شکست شیشه من
 رگ بونے گلم موئے دماغ است
 نگه در چشم حیراں تیز گردد
 شود از شور اشک فتنه انگیز
 تو لے سر حلقه قوم ریاکار
 دلت گریه بر میدان ناز دارد
 کند غور طمع اندیشه تو
 مکن آئینه داری ناکساں را
 فنا مانا ندارد کار با کس
 نباشد گنج خلوت کلفت آهنگ

کجا آئینه زانو کشد رنگ
 زر گل خون بهائے غنایب است
 چو شمع از رنگ گردن چپاک است
 کبوتر بازی از چشم پریده
 جواهر سرمه ام در سرمه دان است
 فلک دود چراغ مرده دیدم
 نفس رنگ است بر آئینه دل
 غبار توده طوفان عشق است
 بود سنگ فلاخن مهره مار
 تیم میکند ابر غبارم
 کباب آتش یا قوت دل شد
 که در طور است پنهان ریشه من
 نیم گلشنم باد چراغ است
 نفس بر لب دم شمشیر گردد
 بیاض دیده در چشم نمک ریز
 مرید توده طوفان دستار
 ببال دیگران پرواز دارد
 دود در مغز قارون ریشه تو
 بجشم خود دیده جا این خساں را
 چراغ کشته باشد فارسه ارض
 نمی خیزد ز آتش دود و در سنگ

ہوائے نفس از دل دور گرداں ز بیت اللہ بت ہجور گرداں
 سخن کوتہ کہ بس عصیاں پیام برنگ خامہ خود روسیام
 ولے از فضل حق امید دارم کہ گردوا بر رحمت پرورہ دارم

صادق علی دلاوری

تبصرہ و تنقید

”محمد رسول اللہ“ تالیف فیلسوف، مسٹر کارلائل۔ مترجمہ مولوی عبید الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم عاقل۔ رحمانی صفحات (۹۳)، سکول سائز قیمت مراند کتابستان پوسٹ بکس نمبر ۳۱۶، بمبئی نمبر ۳۔

مولوی عبید الرحمن صاحب نے مسٹر کارلائل کی کتاب کا اردو ترجمہ شائع کر کے اردو زبان پر احسان کیا۔ اسی قسم کے امور سے ہی کسی زبان کی ترقی وابستہ ہے۔ اگر اس طرز کی سعی اور جانفشانی جاری رہی۔ تو بہت جلد اردو بھی علمی زبان ہونے کا فخر حاصل کر سکے گی۔

کاش جناب مترجم عالم غیب کی تعبیر عالم مجہول سے نہ کرتے (صفحہ ۲۵) اور ابدیت مجہولہ (صفحہ ۲۵) کے بجائے کوئی اور موزوں لفظ (سردیت وغیرہ) استعمال کرتے۔ تدکیر و تائیت میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض ادق، ثقیل، معسیر، الغم، ناموس الفاظ کے بجائے، سہل، عام فہم، یا محاورہ الفاظ کے استعمال سے زیادہ فائدہ ہوتا جو فطری اصول اور قدسی ضوابط اسلام میں مسلم ہیں۔ بلکہ ہر سماوی مذہب کے لئے علوم متعارفہ یا اصول موضوعہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ کم از کم ایسے اصول پر تو بالبعیت بحث ہونی چاہئے مگر مسٹر کارلائل ابتداء ہی سے عصمت انبیاء کا انکار کر دیا ہے۔ (صفحہ ۲۵) جو ہر آسمانی مذہب کے لئے سنگ بنیاد ہے۔

۲۔ مسٹر کارلائل عیسائی محقق ہو کر بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کتب مقدسہ قرآن حکیم مثلاً نبی کریم کا خود ساختہ آئین ہے۔ (صفحہ ۲۵) یا ظلت صحیحہ کی آواز (صفحہ ۲۵) یا

الہام الہی (ص ۱۷) بلکہ اُن کا رجحان ادھر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت صحیحہ تھی۔ اخصاص کامل کا آپ مجسم تھے۔ ہموارہ سوچتے رہتے تھے۔ اسی لئے تنہائی مرغوب تھی۔ اس سے آپ حق کی تہ کو پہنچ جاتے تھے (ص ۲۴ ص ۲۵)۔

۳۔ یہاں پہنچ کر وہ قیاس کر لیتے ہیں کہ شاعری اور نبوت کی حدود باہم ملتی ہیں۔ (ص ۲۵) بلکہ ایک مقام پر (ص ۲۹) خود حضور کو ”شاعر نبی“ کہہ دیتے ہیں۔

۴۔ عام علماء کی طرح مسٹر کارلائل بھی اعجاز قرآن کو الفاظ و عبارات میں منحصر مانتے ہیں۔ حالانکہ ایک فیلسوف سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس کی حکمت کو موضوع بحث بنائے۔ اور اس کی دستوری حیثیت کو بھی زیر نظر رکھے۔

۵۔ یہی حال خیم جنت اور عذاب جہنم کے تصور میں ہے۔ اسرائیلی نبوت کا پیرو، بلکہ ماہر جنت و جہنم کی تمام تر تفصیلات کو استعارات و کنایات قرار دے، یا اللہ العجیب

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر تین برہان زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۔ آنحضرت کی شخصیت۔ ۲۔ آپ کی تعلیم۔ ۳۔ معجزات۔ آخر الذکر کا مقصد مقابل کو مرعوب کرنا

ہوتا ہے۔ اور بس۔ کہا قال تعالیٰ مَا تَرْسُلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْذِلُنَا تَارِكًا مُذْهِبِ شَاہِدِہِ۔ کہ معجزات زیادہ تر انہیں انبیا سے صادر ہوئے جن کی قومی عصبیت کمزور تھی۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام۔ بنا بریں محققین اہل سنت نے اس دلیل سے کچھ زیادہ اعتنا نہیں کیا۔ البتہ متاخرین مصنفین کے یہاں یہی سب سے بڑی اور اعلیٰ دلیل ہے۔ بہتر ہوا کہ مسٹر کارلائل ادھر متوجہ ہی نہیں ہوئے۔

دوسری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ تعلیم ہے۔ اکابر صحابہ اسی سے متاثر ہوئے۔ معجزات دیکھ کر ایمان لانے والے حضرات قوتِ ایمانی میں دوم سوم نمبر پر شمار ہوتے ہیں۔ مسٹر کارلائل جیسے فلاسفہ سے توقع تھی۔ کہ وہ اس تعلیم کی گہرائیوں تک پہنچ کر اس کی حقانیت پر بحث یا تنقید کرتے۔ تاکہ اس تعلیم

کی حکمت اور اس کا دستوری اعجاز واضح ہوتا۔

رہی پہلی دلیل۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی شخصیت اس پر فاضل مولف نے بحث کی ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے رسالہ زیر بحث ملاحظہ ہو۔ مذکورہ بالا سگانہ مباحث کی تہ تک پونچھنے کے لئے ”شرح عقیدۃ اصفہانیہ“ از شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

ان حالات میں بخیاں ناقص ہیہ ترجمہ محمد رسول اللہ شاید کوئی اچھی فصاحت پرانہ کر سکے۔ خدا نہ کرے کہ محض اردو دان (متوسط) طبقہ اس سے بجائے نفع کے نقصان اٹھا کر بتا لاتے۔ قلُّوْا بِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰی بِنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

”شانِ خدا“ تألیف مولوی عبید الرحمن صاحب عاقل رحمانی، تعداد صفحات ۴۵

”شرح خور و قیمت“ کتابستان پوسٹ بکس نمبر ۳۱۶۳ بی بی نمبر ۳ اسلام جب تک عرب میں رہا۔ اُس کو کسی فلسفہ کے ماتحت حل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی عرب کی سذاجت اس کو اپنی فطرت صحیحہ کا تقاضا خیال کر کے اُس پر عمل پیرا ہوتی رہی اُس کے احکام اُن کے ماحول اور طبائع سے بالکل مطابق تھے۔

۲۔ قال المسعودی فی مروج الذهب والباب السادس عشر من المجلد الاول بحکمتہ جدّہ ہامن الحنفیہ وشیخہ ارکانہ الشیخ جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف العقلمانی فی کتابہ اخبار الحکماء ص ۲۶۵۔ راجعہ ان سنت ہمارے مشائخ کرام اس خیال کے مؤید ہیں کہ حکمت و فلسفہ کی ابتدا ہند سے ہوئی۔ ایران اور یونان یہیں سے مستفید ہوئے۔

۳۔ میں جب خلافت امویہ ختم ہو کر خلافت عباسیہ قائم ہوئی تو یہ خلافت درحقیقت عجمی، ایرانی حکومت تھی۔ اب ضروری ہوا کہ ان اقوام کو بھی اسلام

کی تبلیغ کی جائے۔ اس لئے مامون اعظمؒ نے فلسفہ و حکمت کی طرف توجہ کر کے عہد تشکیک پیدا کی۔ تاکہ فلسفہ دان اقوام کے سامنے اسلامی اصول و فروع کی حکمت آشکارا ہو سکے۔ مامون کو اس تحریک میں کامیابی ہوئی اور ”حلمہ کلام“ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ چنانچہ مختلف خیالات کی ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اور ”اہل حق“ کی بہیم سعی سے ہر باب میں ایک صحیح نظریہ منقح ہوتا چلا گیا۔ تاکہ چوتھی صدی کے اخیر تک معتزلہ کی شورش کا خاتمہ ہو گیا۔ بالفاظ صحیح تر تمام اہم ابواب صاف ہو گئے اور تمام تشکیکات حل کر دی گئے۔

(ب) اس کے بعد جب اکبر اعظمؒ کا دور آیا۔ تو اس نے پھر تشکیک پیدا کرنا ضروری خیال کیا۔ اور ساتھ ہی اسلامی حکمت کے عرصہ قومی حکومت کا پروگرام مرتب کیا ان ہر دو باتوں سے بھی مقصد یہی تھا۔ کہ ہندی فلسفہ دان اقوام کے لئے، اسلامی اصول و فروع کو سمجھنے کا راستہ صاف کیا جائے۔ گزشتہ دور کی طرح یہاں بھی فراطر و تفریط رونما ہوئی۔ کیونکہ تشکیک سے ایسے نتائج قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ اُس وقت کی ضرورت کے مطابق ہمارے اکابر نے اس بے اعتدالی (افراط و تفریط) کا مقابلہ کیا۔ ایک مفید مدون علم بروئے کار آیا۔ جسے تاریخ ہند کا ماہر بخوبی جانتا ہے۔

ج۔ یورپ کے موجودہ عروج نے تشکیک مذکور کو پھر تازہ کیا۔ اور جدید علم کلام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انکا صاحب۔ توحید باری میں اشتباہ۔ روح و مادہ کا قدم۔ وغیرہ مباحث از سر نو نئے قالب میں نمودار ہونے شروع ہوئے۔ علماء اہل حق نے ان تشکیکات کا جواب دینا وقت کا اہم تقاضا قرار دیا۔ مولانا شبلی مرحوم ان کے رفقا کار و غیرہ اہل علم نے اس کام میں حصہ لیا۔ ان حضرات کی تصنیفات اس سلسلے میں کافی شہرت رکھتی ہیں۔

کتاب ”شانِ خدا“ بھی اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس کتاب میں فاضل مولف نے نہایت ذہن نشین طرزِ بیان سے مذکورہ ذیل مسائل پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ ۱۔ وجودِ باری اور دہریہ کی تردید۔ ۲۔ توحیدِ باری اور اس کے متعلقات۔ ۳۔ بحثِ اسماء و صفات۔ ۴۔ مذہبِ تقاضائے فطرت۔ ۵۔ بحیالِ ناقص مذکورہ بالا مواضع پر اردو زبان میں یہ بہترین کتاب ہے۔ جو باوجود اختصار کے اپنے مطالب کے لئے جامع ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مناسب کلاسز میں اس کو داخل کر کے باقاعدہ پڑھایا جائے۔

ب۔ متاخرین مکملین نے اپنی کتبِ کلام میں حقِ تعالیٰ کا تعارفِ صفاتِ سلبیہ سے کرایا ہے۔ مثلاً لیس مجوہر، لیس بعرض، لیس مجسم وغیرہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ محققین کو اس طریق سے سخت کد ہے۔ کیونکہ سلوبِ محضہ تو کسی ادنیٰ حقیقت کو معین نہیں کر سکتی۔ واجبِ تعالیٰ کا تو مذکور ہی کیا ہے۔ مثلاً ہم اپنے دوست سے کہیں۔ کہ ہمیں ایک چاقو خرید کر لا دو۔ جو ایسا نہ ہو۔ اس طرح کا نہ ہو۔ اس قسم کا نہ ہو۔ وغیرہ سلوبِ محضہ ہزاروں کی تعداد میں ہم لگائیں۔ مگر حقیقت مذکورہ کی تقریب نہیں ہوگی۔ اس کا اہل طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک خاص کارخانہ کا خاص نمبر کا چاقو دکھادیا جائے۔ پس جھگڑا ختم ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہ میں حقِ تعالیٰ شانہ کا تصور۔ صفاتِ ثبوتیہ سے ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

مولف ”شانِ خدا“ نے اس بحث میں کافی حذاقت کا ثبوت دیا ہے۔ مصفا ثبوتیہ کے مختلف انواع ذکر کر کے ذاتِ حق کو اذہان کے قریب لانے کی سعی کی گئی ہے۔ دہریہ کے مناظرے میں فاضل مولف نے ”نوامیس“ کا لفظ مکرر استعمال کیا ہے۔ غالباً اس سے مراد صورتِ نوعیہ اور اس کے لوازم و آثار ہیں۔ مناسب تھا

کہ اس کی توضیح کر دی جاتی۔ کیونکہ یہی لفظ ان کے دوسرے رسالہ ”محمد رسول اللہ“ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مگر وہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ مناسب ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں اس قسم کے ثقیل الفاظ کے بجائے سہل الفاظ استعمال کئے جائیں۔
 یا فٹ نوٹ میں ایسی اصطلاحات کو حل کر دیا جائے۔ فقط

نورالحق

یہ علامہ طنطاوی جوہری مصری کی مشہور و معروف عربی کتاب **جواہر العلوم** کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے مولوی عبدالرحیم صاحب لوی فاضل

پروفیسر عربی اسلامیہ کالج پشاور نے اردو کا لباس پہنایا ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے جو مولانا عبدالسلام صاحب مدنی نے لکھا ہے۔ علامہ طنطاوی جوہری کی تفسیر بھی جدید معلومات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ لیکن وہ بہت ضخیم اور بلند پایہ کتاب ہے۔ جواہر العلوم بچوں کے لئے ہے۔ جس میں انہوں نے ایک قصہ اور مکالمہ کی صورت میں بہت سی قدیم و جدید عجائبات، قدرت کے فوائد و مصالح علمی اصول کے مطابق دکھائے ہیں۔ مثلاً نباتات کے ساتھ عجائبات۔ مقناطیسی سوئی اور کمپاس کا ذکر، پودوں میں احساس، ریشم کے کیڑے کا ذکر، سورج کے فوائد و منافع وغیرہ۔ ترجمہ بھی خاصا کامیاب ہے اور ایک بڑی حد تک مصنف کے اصل مفہوم کو واضح کرتا ہے۔ ترجمہ کتابستان بمبئی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

پتہ یہ ہے۔ کتابستان پوسٹ بکس نمبر ۳۱۶ بمبئی نمبر ۳۔ قیمت دو روپے طباعت و کتابت عمدہ۔

س۔م۔ع

او عمری زد بمیرزا الخ بیگ رسانید که شاهزاده را غدیری در خاطر است
 و حرکات و سکنات او باین معنی ناظر و در خلوت با خواص خود این طرح انداخته و روز و شب این اندیشه را
 پیش ساخته بمیرزا الخ بیگ جزم که رعایت آن بر ذمت همت ارباب دولت
 واجب است می فرمود و تحقیق و تفحص آن التفات و اهتمام نمود، و یقین
 معلوم شد که شاهزاده را خاطر بر عذر قرار یافته و شرار آن شتر بر ضمیر منیر
 انور او تافته، میرزا ابا بکر را بند فرمود و بجانب سمرقند ارسال نمود، و او
 شاهزاده بود در کمال شجاعت و بهادری و غایت جلالت و دلاوری
 بشایل خوب و خصایل مرغوب موصوف، و بطلعت عالم افروز و حرن
 جهان سوز مشهور و معروف بیت

در کمال جن یوسف هر چه دل کردی بیان

در جمال شاه زاده چشم جان دیدی عیان
 و میرزا الخ بیگ از جیون عبور نموده قبه الاسلام بلخ لشکرگاه
 همایون ساخت و طنطنه تسخیر ممالک ایران در اطراف ربع مسکون
 انداخت، و درین اثنا قصه شبیخون نسا پور و قضیه گرفتاری میرزا عبد اللطیف
 واقع شد، و سابقا میرزا الخ بیگ واقف بود که میرزا عبد اللطیف اردوی،
 بزدگ را سر کرده نعش مغفرت مآب را می آورد، و قصه آن بود که از راه
 ولایات نسا و ابیورد متوجه مملکت ماوراءالنهر خواهد شد چنانچه میرزا عبد اللطیف
 همین معنی را در موضع پهل ابریشم در حساب گرفته بود و باز از آن برگشته عازم
 له آبت، رساند (جای رسانید) با: رسانیدند له آبت: خلوات (جای خلوت) له با: انور

له آبت

در جای منیر (آبت) انور: آ: منیر

له با: یابی نزدیک بسطام (در فرنگ اندر بلخ)

خراسان شد، درین ولا که خبر صبی فرزند شنید پیش از حدلول و محزون گردید
ورای ثاقب و فکر صایب بر تدبیر آن کار گذاشت، و نقش استخلاص فرزند
بر صفحه اندیشه نگاشت و امرا کبار امیر ابراهیم اید که قنور و امیر ابابکر
بیان قنور و امیر یایزید و دیگر مقرران و مخصوصان را جمع فرمود و با ایشان
درباب استخلاص فرزند مشورت نمود بیت

نه بران روشن دل درای نلن بر آراست پنهان یکی انجمن
زهر کار دانی برای درست دران بستگی چاره کار خست
بچاره کشاده شود کار سخت بمدت شگوفه بهاران خست
زکوه گران تا بدریای ژرف با هستگی کار گردد شگرف

۱۰ درای بر آن قرار یافت که با میزرا علاء الدوله از در صلح درآید تا باشد
که گوهر در برج بادشاهی چون لعل بدیشان از زندان کان بیرون آید

و میزرا علاء الدوله چون از عبور میزرا الخ بیگ آگاه شد بیت
در گنجما جهان بر کشاد بخشش دل خلق را کرد شاد

و بنحاص و عام انعام عام رسانید و چون فیض سحاب و فروغ آفتاب
جهان را بنور جو منتور گردانید و لشکری گران و سپاهی بیکران در طلب رایت
آفتاب آیت جمع فرمود و میمنه و میسر و قلب و جناح ترتیب داده از آب مرغاب عبور نمود
و میزرا الخ بیگ مولانا نظام الدین میرک محمود صدر
را برسم رسالت فرستاد و در باب صلح فصلی مستوفی پیغام داد، مضمون آنکه
میزرا علاء الدوله فرزند مست، و هراته خانه پدر بزرگوار، معاذ الله که مرا

آ: بنایت دجای پیش از حد، ع: غایب باضافه ای، یعنی ابلاهم پسراید قنور و ابابکر پسرایان قنور
ع: یعنی بگفتند و غفله شود، (فرهنگ استدراج) ع: فداک: امیرزا دجای میرزا

داعیه خرابی آن دیار باشد، اکنون اگر عبداللطیف را فرستند نزاع بکلی
مرتفع است،

و در خلال این احوال میرزا ابوالقاسم با برکه بر ولایت جرجان و
مازندران فرمان روان بود از ولایت جرجان بیرون آمده عزیمت
خراسان فرمود بدیت

بدستوری رخصت رستان بشکر گشتی گشت هم داستان
یکی روز کز گردش روزگار بدست آمدش طالع بختیار
بغالِ هما یون بترتیب راه بفرمود کز جای جنبد سپاه
لشکری فیل زور شیر افکن با ملا بس زبده و جوشن و مرکب چمن
کوه آهن تیغ بیدریغ چون بهرام خون آشام کشیده و خدنگ آتش بار ۱۰
بزه بر کین آب داده از جرجان روان شد، و تا ولایت طوس رفته شرائط
زیارت مشهد مقدس معلّا بجای آورد بدیت
ز جرجان روان گشت تا شهر طوس
بمشهد شد و داد آن روضه یوس

و جمعی بر رسم قراولی پیش فرستاد، و میرزا علاء الدوله نیز گروهی انبوه
در ولایت جام باز داشته، قراولان طرفین در نواحی جام بهم رسیدند، ولیکن
آن دو سپاه برباد پایان آتش سیر ز محوآمده خاک را از آب چشمه تیغ
سیراب گردانیدند، و شرار کارزار بدروه فلک اشیر رسانیدند، تیغ
باگردن آن زبان سرزنش دواز کرده، سپر سخت روئی آغاز نهاد و ابروی

له آب، رسانید بای رسانید

له آب،

له فلک

کمان از هر گوشه چون چشم یار ناوک خون ریز می کشاد، عاقبت محمد پیرزاد که از طرف میرزا علاء الدوله بود گرفتار شد، و لشکر میرزا ابوالقاسم بابر تا نواحی دار السلطنه هراة تاقتند، و آثار تسلط و اقتدار آشکار ساختند، چون شرح واقعه میرزا علاء الدوله شنید بغایت متحیر گردید، چه از پیش دشمنی چنان قوی نشسته و از قفا غارت و تاراج از حد گذشته، میرزا علاء الدوله بهر نوع که بود با میرزا الخ بیگ صلح نمود قرار بر آنکه فاصله میان طرفین ناحیت جیکتو باشد میرزا علاء الدوله بهراة معاودت فرمود.

۳۹۹ ب. و میرزا عبد اللطیف از مجلس بیرون آورده و بجوئی نمود و هر دو شاه زاده در مجلس خاصی نشستند و بایکدیگر حمد و پیمان بستند که با هم خلاف نکنند، مقرر آنکه نوکران میرزا عبد اللطیف که در واقعه نسا پور گرفتار شده در بند دارند گذارند، و از خزانه تحف و هدایا که لایق دانسته با و را از انهر روان کرده باشند، و مولانا جلال الدین صدر را ملازم میرزا عبد اللطیف روان ساختند،

و میرزا الخ بیگ را از آمدن فرزند فرح و نشاط روی داد، و او را در آغوش مهربانی گرفته از احوال بند و زندان پرسش نمود، و خاطر حزین او را با انواع تسلی و تسکین داده فرمود که بند بر مشک نه از خواری نهند،

له آجیکتو، ب، جیکتو، آ، حکمو، — برای پاجکتو یعنی طاقان رنگ بهیسترخ ص ۳۳۳، خرابچاپکتو ابلا مرفاب (مرد و زوجه) ۴۵ میل است بخلاستقیم

طه اک : بعد از آن (بجای با و را از انهر) حضرت

له اک : و میرزا عبد اللطیف را با انواع اعزاز مستخلص گردانید و مولانا (بجای مولانا)

وقید بر زرنه از کم عیاری بیدیت
نه چون محاق دید مشارک الیه گشت

ز رکوب یافت روی شناسیش از آن بود
(و) میرزا الغ بیگ ولایت بلخ را برسم سیورغال بمیرزا عبداللطیف
عنایت فرمود و ازین محون عبور نمود و در مستقر جلال و مرکز دایره اقبال یعنی
خطه فردوس مانند سمرقند فرود آمد،

ذکر عزیمت میرزا علاءالدوله بجانب مشهد و صلح
نمودن با میرزا ابوالقاسم بابر

میرزا علاءالدوله چون خاطر از جانب میرزا الغ بیگ جمع ساخت
رای عزیمت بصوب مشهد برافراخت، و چنان بسرعت نهضت نمود ۱۰
که مرکب سبک عنان صبا بگردد او هم او نمی رسید، شهباز گران رکاب
آفتاب از همراهی اشهب او عاجز می گشت بیدیت
نگار و ستبرد از باد می بُرد زمین را دور چرخ از یاد می بُرد
سمند باد پا را آنچنان تاخت که یکرانش دو منزل را یکی ساخت
و میرزا ابوالقاسم بابر در حدود ولایت خجوشان بادریای لشکر
جوشان و خروشان صفها برآراست بیدیت

له دلاک + در ضمن هر برای مدح سعادتست - مغز لطیف تعبیه در استخوان بود

له اندوی آدوب + له خطاک، بامیرزاده قاسم + له کاک، عزیمت (به جای نهضت)

له غمزه نظامی (خبر و شیرین) ص ۷۲، له خطا -

شهنشاه بوالقاسم نیک نام برآست لشکر بسا ز تمام
 و میرزا علای الدوله تا مشهد رفته توقف نمود و امر او تمام لشکر که در برابر
 میرزا الخ بیگ برده بود بطرف ولایت خجوشان روان فرمود بیت
 ز دیگر طرف آن سپاه گران بر آست میدان گلن تا گلن
 و لشکر چو شد راست بر جای جنگ نمودند بر پیش دستی درنگ
 مگر در میان صلح آید پدید که شمشیرشان بر بناید کشید
 و چون آن دو سپاه رزمخواه بدست و گریبان نزدیک رسیدند امر
 آن دو پادشاه و مقریان دو لشکر مصلحت چنان دیدند که میان هر دو
 گوهر کاب سلطنت و دو لعل تاج خلافت، دو پادشاه عالی مقدار،
 ۱۰ دو برادر بزرگوار صلح و آشتی شود، چه میرزا الخ بیگ که بحقیقت وارث مملکت
 خود را می داند اگر چه فی الجمله تسکینی یافته شاید از آن قرار برگردد و قصد
 مملکت کند، و اگر این دو پادشاه زاده اتفاق نمایند باشد که بار دیگر
 متعرض این ولایت نشود بیت

گر اتفاق نمایند و عزم جزم کنند سرود که پرده افلاک را ز هم بردند
 امر دولت و ارکان سلطنت در وقتی که هر دو سپاه صفها آراسته
 در برابر یکدیگر ایستاده بودند در میان میدان فرود آمدند و درین باب
 سخن با طعنا کشیده عاقبت چنان مقرر شد که ولایت خجوشان
 ۴۰ در میان فاصله باشد و عهد و پیمان بستند، و هر یک بیت (هق ۴۱۰)
 بمنزله خویش گشتند باز بخوبی شده صلح را چاره ساز
 میرزا علای الدوله از مشهد بجانب دارالسلطنه هراة عزیمت نمود

لشکر: بوالقاسم، ملک: بن محمد علی، دارالسلطنه: تهران، هق: آنگاه که بجای مملکت، هق: فضا
 هق: فضا، بازار آمد

و بتکمیل تمام در آن فرخنده مقام قرار و آرام فرمود، و از آن طرف میرزا ابوالقاسم بابر عنان یکران مراد بصوب ولایت مازندران العطف داد و منازل و مراحل پیمود تا در مستقر دولت و سریر سلطنت نزول اجلال فرمود ع

چو خورشید آمد بسرج شرف

ذکر نهضت میرزا ابوالقاسم بابر عبرت منجیر ولایت ساری در غایت سلطنت کامکاری

میرزا ابوالقاسم بابر چون از مملکت خراسان بجانب جرجان و مازندران معاودت فرمود از سرداران ولایت جرجان استماع فرمود که والی ساری امیر شمس الدین محمد سر از رتبه طاعت داری و گردن از طوق فرمان برداری ۱۰ بر تافت، و روی از طریق وفاق بشیوه نفاق آورد، و با آنکه مشاؤون الیه و آباء و اجداد او همیشه باج گذار و فرمان بردار این دولت بوده اند و امثله و احکام را امتثال نموده اند مرتضاه مشاؤون الیه آن قاعده را بر انداخت و آن باب را مسدود ساخت، و چون پرتو این معنی بر ضمیر منیر روشن شد آتش حیت در خاطر خطیر نوعی بر افروخت که گفتی بشعله خشم و شرار قهر جان

له آیت بآاک: جلال (بجای اجلال) ۵ در صیبا السیر ۳: ۳: ۱۵۳

بعد ذکر معاودت بجر جان گفته است: و چون با ستر اباد رسید، ۵ یعنی امیر شمس الدین محمد

ابن المرتضی الحسینی که از ۵۵۵ تا ۵۵۷ در مازندران فرمان روائی کرد و از آباء و اجداد ۱۹۲،

۵ یعنی امیر شمس الدین محمد

خواهد سوخت، و فرزان همایون باستعداد سیران سپاه و استحضار گردن کشان
درگاه نفاذ یافت، و جمله امر مقدم امیر مبارزالدین هندو که برسم
منظاری عزیمت نمود، و رایت ظفر آیت بعون عنایت باری بر سمت
ولایت ساری نهضت فرمود، و امیرزا ابوالقاسم بابر با عساکر گردون
مآثر هر یک آتش سوزنده در صف کار، و آب خرامنده در میدان پیکار
و باد سریع السیر هنگام سواری، و خاک صابرگاه جانپاری، تیغ آتش
نشان از نیام انتقام بر آورده و سان فتنه نشان برگوش تگاوران
راست کرده روان شد در وقتی که شیر سوار آسمان تیر در کمان فلک
رانده بود، و گلبن از زینت انوار و چین از زبور از بار خالی مانده، اسباب
۱۰ سرا پرده در فضا عالم علوی کشید و تنق بر چهره نور بخش آفتاب پوشید
بیت
نمیکند نظر مهر آسمان بر زمین
که در میان ایشان کدورت است حجاب

و از آن جانب دالی ساری لشکر بسیار چون اوراق اشجار و قطرات
امطار فراهم آورد، و هر چند او را مجال جدال نبود و طاقت مقاومت
محال می نمود اما بنا کام چون خود را در کام از دهان قتال دید بیت
وقت ضرورت چو نماد گیریز دست بگیرد سر شمشیر تیز
باد کدو از گرد فتنه برانگیخت، و خاک اوبار بر فرق روزگار ولایت
خود ریخت، و ایام آتش حرب بر افروخت، و روزگار بشر را بر شر خرمن
له ک منقلا، له آ، میرزا، له یعنی آفتاب در برج قوس بود، و تحول آفتاب

در برج قوس قریباً به ۲۳ نوامبر می شود، له رک بکلیات سلمان ساوجی ص ۲۲

له کلیات هرودود بهای ایشان

حیات می سوخت، و هر دو لشکر از طرفین پیش آمدند بدیت
 دو لشکر بجنبید رزم آزمای چو سلاب طوفان که جنبد ز جای
 دو لشکر نگویم دو کوه از شکوه قیامت بود چون بجنبید کوه
 نیم از خدنگ و نه باک ازستان قضا را بتسلیم داده عنان
 جمعی امر که برسم منتعلای پیش رفته بودند و مخالفان نیز جرات
 | و جلادت نمودند و گروه انبوه بعزم رزم و آهنگ جنگ در برابر آمدند ۱۰۴ ب
 جنگ سخت در پیوست قطعه

روزی که مردان در صف میدان رزم
 پشت بر جان و جان کردند و زو در یکدگر
 آن زمان کز گرد میدان چشم گردون گشت کور
 ۱۰ و آن زمان کز بانگ اسپان گوش گیتی گشت کر
 شسواران در میان نیز با جولان کمان
 چون بر اطراف نیستان روز کین شیران ز
 جز سپر نقشی نمی گزید آن دم در خیال
 جز سان چیزی نمی کرد آن زمان بر دل گذر
 همچو تیر از هر طرف می جست برق سهم و خوف*

همچو گرد از هر طرف می خاست باد شور و شر
 و هر چند آن میدان جنگ و معرکه نام و تنگ جنگل و بیشه بود از

لهک، شعلای منفلا، لهک از کلیات سلمان ساوجی ص ۴۳ س ۱۸ ایستاد بحدی بعضی ابیات؛
 لهک، شعلای منفلا، روزی (بجای وقتی) کلیات مثل متن؛ لهک، شعلای منفلا، روزی (بجای در)؛
 نفس (بجای زمان)؛ لهک، کلیات، و در بجای بر؛ لهک، دهم دفعه، کلیات، هم خوف؛

تشابک اشجار و تداخل اوراق و از بارش سریع صبا آمد شد نمی نمود، و درختان
 سر در سر آورده حجاب شعاع آفتاب و مانع ضیاء کواکب می گشت و
 چشمها را در آرزوی روی مهر آب حسرت در ومان می گشت بیت
 درختان چنان در هم آورده سر که در روی صبا را نبودی گذر
 تیره بیش از سایه چون شب سیاه ندیده گوی روی خورشید و ماه
 و گل ولای بر تنه که سمند با و پیا را بینه بر می آمد و آتش قتال
 چنان اشتعال داشت که آب تیغ خون افشان بگردن می رسید بلکه از
 سر می گذشت، اما مردان مرد و دلیران میدان نبرد داستان رستم
 دستان را پایمال نیان ساخته سرگذشت هفت خوان را از سر
 ۱۰ مازندانیان دیو سار بیرون بردند، و چون راهها بواسطه جنگل ولای
 کشاده نبود و در مضیق طریق آن عبور و مرور لشکر منصور دشوار می نمود
 هر سردار بزرگ تیغ صاعقه که در غنیم خود پس نشانده پیش می رفت ناگاه در
 انشاء راه فوجی از سپاه مخالف کین غدر کشاده در برابر تیغ منصور قراق پیدا شدند و راهبار
 لشکر منصور بسته دست بفتاک و بی باکی کشادند، و تنی چند از سپاه منصور بدرجه
 شهادت رسیدند، و باقی مکسور و مقهور روگردان شدند و امیر مبارزالدین
 هندو که و امیر خدایاد با جمعی که شیخ منصور را رانده بودند باز خوردند، و
 بیک حمله مردانه و دستبرد دلاورانه جمله را از پای در آورند و سید عزیز که
 روی سپاه ساری و پشت و پناه آن گروه بودند نشانه چند تیر کاری شد

لکه: داخل

لکه درک - از روی آ

۱۴۴ آ باب: ربانیه

۱۴۴ کذا درک: در دیگر نسخ: نبود بلکه

و بجای رسیدند: آگ: رسیده

ز غمها گران بدو رسید، و خسته خسته خود را بمامن رسانیید و اهل خواری
که تابع فرمان او بودند بفرمان و زاری می گفتند یا ایها العزیز مَسْنَا
و اهلنا الضُّر و عزیز آن قوم خوار و زبرن شده بعد از دوسه روز بآن
ز غمها جانسوز در گذشت، و حقیقت آنکه سر آمد آن لشکر و جهان پهلو
آن حشر بود،

و لشکر ساری مانند تیر بر تاب آتش پا می شده همچو باد خاک پیمای
روی سویی فرار آوردند، و لشکر منصور بسیاری از آن گروه مغرور تیغ قهر
گذرانیده از سر باری (شاک منار) ساختند، تا ندای فتح بمساح جهانی
رسید و صدای نصرت و اقبال از مرکز خاک محیط انبلاکت برآمد،
و بقیة السیف که مانده بود سر اسیمه خود را از آن مملکه بیرون انداختند،
و بلوار حیل بیشه و جنگل را حصار ساختند قطعه
همچون کشف عدو ترا پوست شد حصار
چون کرم پیله خصم ترا جامه شد کفن
با حمله شمال چه تاب آورد حصار

با دولت همای چه پهلو زند زغن

و در ۱۱۴۱ هجری میرزا ابوالقاسم بابر بسمرقند تمام روان شده چون شب ۱۱۴۱
در آمد و در راه جنگل ولای بسیار بود بهمان محل که رسیده بود توقف
له فطک، کاری آدو گریخ گران، له گ: خودی (بجای اهل خواری)، اهل ذل و همان، شناید که
اهل خلیفای باطنی اند که در ۱۱۴۲ هجری قمری بمسند، له گ: خانه بجای خویش، له آب آتش ای
که آتش بی بشل تن، له ب: آب، رسد (بجای رسید) باش تن، له آب: آب، بر آید بجای آید
آتش تن، له فطک: له کلیات سلطان سادوی ص ۱۱۱، له گ: بعدی از کلیات بعد ترا بجای بعدی ترا،
له کلیات: نار (بجای تاب)

نمود و سپاه آرام گرفته، ناگاه معدومی چند بعد از چند پاس باوهم و
پراس و بیم و یاس آمده عرضه داشتند که غلبه انبوه از مخالفان جمله
آورده لشکر منصور را پس نشانند، و متعاقب گروهی دیگر رسیده موافق
خبر اول مفصل عرض کردند، و شیخ منصور که از صدمت جنگ روگردان
شده بود رسید و مطابق کلام سابق بعرض رسانید و گفت امراد سپاه
متفرق شده هر کس بطرفی بیرون رفتند ع

چشم زخمی عظیم واقع شد

اکنون مصلحت چنان می نماید که آنحضرت بجانب جرجان معاف
فرماید و میرزا ابوالقاسم بابر ع

بر آشفست آشفتنی خشناک

۱۰

و بانگ بروی زده فرمود که چون امراد بهادران را درین محل
صورتی واقع شده اگر از آسمان طوفان ببارد و زمین بر سرکش گیرد
تا جزاء کردار آن اشرار بدیشان نرسانیم برگشتن محالست و چون
کوه لاسخ دست بر کمر ثبات زده و پای در دامن و قار کشیده در آن مقام
قرار و آرام گرفت و تکبیر و تسکین فرمود بیست
بر وقار تو سنگی نهاد خود را کوه
برو بقمقه خندید کبک کساری

و دغده و اضطراب نمود بیست

بجای که کار اندر آید بتنگ جگر باید آنجا و لختی درنگ

له فطک و امیرزاقم یاربها و دیگر نسخ مثل متن

له آباب بتسک

دها، تکبیر، آنگ : قرار

و آن شب بخیر و سعادت گذرانید بیت
تا بوقتی که دست صبح کشاد از فلک عقد یار در ثمین
و آثار طلیعه سحر در افطار جهان پدید آمد و ترک سفیده دم خنجر
از قراپ خاور برکشید و از اشعه خنجر و لمعان تیغ سحر عرصه گیتی منور کرد بیت
با مداد آن که ز خلوت نگه کارخ ابداع
شیع خاور فگند بر همه اطراف شعاع
بر کشد آینه از رخ گردون دوران

بنماید رخ گیتی به سزاران انواع
مسیر از عزیمت فرمود و اندکی رفته قاصدی از پیش امر آمد
و سری چند از گردان آن سپاه آورده قضایا سابق عرضه داشت ۱۰
و موقوف عرض رسانید که مخالفان همچون بنات النعش پریشان شده
بودند و باز ثریا آسا اجتماع ساخته گروهی انبوه بهم پیوستند، اگر سایه
رایت خورشید آیت ظل همایون بر سر سونگهان آفتاب عما اندازد ع
امید حیات می توان داشت

آنحضرت از اسماع این خبر چون آتش برافروخت و بسرعت
حرکت ترو خشک آن بیشه در هم سوخت، و بعد از نماز پیشین بامراء
پیشین رسیده آواز نقاره شاهی و صدای گوزرگه شاهنشاهی ع
زلزل در افگند در کوه و دشت

و چون مسافت بعیده قطع شده بود و سپاه از زحمت راه بسته
آمده مرکب منصور بانجاه رسیده بود توقف نمود بیت

له آب برکشند و بجای برکشند با برکشند آگ شل متن' لاه که عنایت و بجای عنایت

شه و لشکر از رنج ره سودگی
رسیدند لغتی با سودگی

و قصه شیخ منصور پرسیده چنان معلوم شد که امر بسبب
تنگی راه از حال یکدیگر آگاه نبوده اند و شیخ منصور نامنصور از
۲۱ ب مخالفان روگردان شده اخبار غیر واقع بعرض رسانید و بمیرزا
ابوالقاسم بابر آن شب رعایت حرم نموده احتیاط تمام فرمود بدیت
همه شب در اندیشه کارزار نمودند تا روز ترتیب کار
پو صبح از افق تیغ بیرون کشید همه دامن چرخ در خون کشید
و گر باره شیران بجوش آمدند بشیر افگنی در خروش آمدند
ولا حضرت ع ۱۰

شنگی بکف اژدهائی نرید

بجانب مخالفان نصرت نمود و هنوز فرسخی نرفته بود که بمشیر
اقبال نوید بشارت رسانید که دیروز از غلغله کوس قیامت
اثر و طنطنه نقاره سلطان بجزو بر مخالفان که حرکت المذبحین
می نمودند یکبارگی ویران شدند و از پرده غیب لطیفه و مازا انقضی
الامون عند الله پیدا آمد و اختر ظفر از مشرق مرو تا بان شد بدیت
صبح ظفر از مشرق اتمید برآمد

اصحاب غرض را شب سودا بسر آمد

از غنچه پیکان و ز باد دم شمشیر

بشگفت گل فتح و نسیم ظفر آمد

له آ- ۲۰
له رنگ به کلیات سلطان سادجی ص ۶۰

و میرزا ابوالقاسم بابر بر آن فتح نامدار شکر حضرت پروردگار بجای
آورد، و آنجماعت که اظهار شجاعت کرده بودند بمواهب انعام و
مواجب اکرام اختصاص یافته از ابراحسان و بحر عاطفت بی کران
نصابی وافی و نصیبی وافر گرفتند، و سپاه ظفریناه از عتایم بسیار
کان بسیار و بحر استظمار شدند و ولایت ساری که طریق استخلاص
آن بر خسران جهان بسته بود کشاده گشت، و در قبضه اقتدار آمده
در حریم ملک افزود قطعه

ترا بملک زمین تهنیت نیارم گفت
که عقل را بود اینجا مجال طنازی
۱۰ سپهر و مهر بخاک در تو می نازند
بسیط خاک چباشد که تو بدان نازی
و موکب منصور عزم بلده ساری نموده همای دولت
سایه سعادت بر آن خطه انداخت، و والی ساری که از خدمت
جنگ در جنگها متواری شده بود بیست
فرو گرفت جهانرا مهابت تو چنان
که هست دم زدن دشمنست بدشواری

امرا و اعیان دولت را وسیله مرحمت آنحضرت ساخته
مال و منال ذریعه امن و امان دانست، و عرضه داشت که اگر

له قصائد نظیر فارابی ص ۴۵، له قصائد: انتخاب (بجای اینجا)

مطالع نظیر فارابی ص ۱۱، از دشمن تو چنان تنگ شد فضای جهان (بجای مصرع متن)

ملک: در ریشه (بجای ذریعه) است، و ذریعه: مأذنه، و راعه

آنحضرت عنایت فرموده معتقدی ارسال نماید و عهد و پیمان کرده
از گناه بنده گذرد بنده تا زنده باشد پای از حد خود بیرون
نمند بیت

یکی بنده باشم بفرمان شاه نه چشم سر از عهد و پیمان شاه
و چون مشارالیه اختری بود از برج ثبوت و گوهری از درج
فتوت میرزا ابوالقاسم بابر از آنجا که کمال کرم او بود و ملتمس او را
اجابت فرمود، و جناب مولانا اعظم صدر الصدور فی الآفاق مولانا
شمس الدین محمد بخاری را برسم رسالت ارسال نمود،

و مولانا بدیت

بفرخنده شغلی که فرمود شاه بخدمت کمر بست و پیود راه ۱۰
و چون بوالی ساری رسید امیرشید محمد اعتذار بسیار اظهار کرد که
مادر مقام اطاعت و انقیاد ثابت قدم در اسخ و میم، و هرگز غیر از
فرمان برداری و باج گذاری طریقی دیگر مسلوک نخواهم داشت، و
دامان دولت بندگان این خاندان هرگز از دست نخواهم گذاشت
(ورق ۴۱۲ ل) مولانا شمس الدین محمد صدر اجازت یافته مراجعت
نمود و کسی از معتمدان او همراه آورده سخن او بوقت عرض رسانیدند
و آنحضرت عفو قدرت آمیز از لوازم مکارم اخلاق دانسته جرم و جناح
او را بجناح بخشش و ذیل بخشایش پوشانید و آن اولی الناس بالعفو

۱۰ در حبیب السیر ۳: ۳: ۱۵۲ اورا مولانا محمد بخاری ممداری نوشته است

له فقطیب

له فقطباً، اول (بجای اولی)

العفو (بجای بالعفو)

اورینٹل کالج میگزین (حصہ دوم)

اس علمی ادبی اور تاریخی سہ ماہی رسالہ کا سالانہ چندہ پھر ہے اس سال کا پنجاب یونیورسٹی عریک اینڈ پشین سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتا ہے اس کا سالانہ چندہ ۱۹۲۵ء سے شائع ہو رہا ہے سابقہ نمبر تھوڑی سی تعداد میں باقی ہیں اگست ۱۹۲۵ء کے دو سالوں کے کہ وہ ختم ہو چکے ہیں قیمت فی نمبر
ذیل کے مقالات اور کتابیں جو اس رسالہ میں شائع ہوئیں الگ بھی مل سکتی ہیں:

- (۱) ضمیمہ اورینٹل کالج میگزین جلد اول نمبر اسلسلہ نمبر ۱
غزلیا حضرت امام العالم غوث الاعظم امیر سید محمد الملقب بہ نور بخش قیمت
- (۲) سفر نامہ چین ۱۳۱۹ء تا ۱۳۲۲ء یعنی مضمون و محصل روزنامہ خواجہ غیاث الدین (نقاش) ایچی بالینغز میرزا بن شاہرخ میرزا بن امیر تیمور گورگان کہ حافظ ابرو در زبدۃ التواریخ درج نموده قیمت
- (۳) فہرست لسان العرب حصہ دوم (فہرست قوافی) از مولوی عبدالقیوم ایم۔ اے۔ (زیر طبع)
- (۴) مطلع سعدین از کمال الدین سمرقندی۔ مرتبہ پروفیسر محمد شمس الدین (۱۳۱۹ء) پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔ ۶۷ صفحے چھپ چکے ہیں۔ باقی کتاب زیر طبع ہے
- (۵) تلخیص مجمع الاداب فی معجم الاقبا۔ لابن الفوطی جلد ۵۔ کتاب الکاف قیمت

تمام درخواستیں پرنسپل اورینٹل کالج لاہور کے نام آنی چاہئیں

